MAKTABA -E-JAMIA-HAQQANIA

مشاہیر

مکاتیب

بنام

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق

جلد نمبر ۲

ترتیب و تعارف، توضیح حواشی

مولانا سمیع الحق

تقریباً پون صدی پر مشتمل اساطینِ علم ادب.... علماء و محدثین.... مشائخ و اکابرینِ اُمت.... نامور اہلِ قلم شہسواران صحافت.... دانشور و مصنفین.... سیاسی زعماء حکمران و سلاطین کے مکتوبات.... نگارشات.... تاثرات اور احساسات کا مجموعہ علمی، فقہی، مذہبی مسائل، ملکی تحریکات و بین الاقوامی سیاسی آتار چڑھاؤ اور عالمِ اسلام کو درپیش بحرانوں کے مدوجزر پر اربابِ فکر و دانش کے خیالات وافکار کا ایک عظیم الشان ذخیرہ

مولانا سمیع الحق کے قلم سے

ادبی تعارفی حواشی اور توضیحات،

نیز مشاہیر کے خطوط کے

عکسی نمونے

مؤتمر المصنفین
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک - پاکستان

مشاہیر کتاب ایک نظر میں

جلداول: مکتوبات بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ

صفحات ۷۰۴

مکتوبات بنام مولانا سمیع الحق کی تفصیل

اکابر برصغیر پاک وہند بشمول بنگلہ دیش کے خطوط۔ (چار جلدوں پر مشتمل)

جلددوم : ا ب پ .... صفحات: ۱ ـ ۵۱۶ (۵۱۶)

جلدسوم : ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ز س

.... صفحات ۵۱۱ـ۱۰۷۹ (۵۶۸)

جلدچہارم: ش ص ض ط ظ ع ....صفحات ۱۰۹۲ـ۱۷۵۰ (۶۵۸)

جلدپنجم: غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی......صفحات ۱۷۵۳ـ۲۲۳۰ (۵۱۲)

جلدششم : افغانستان (جہادی مشاہیر کے خطوط' جہادی رپورٹیں' شہداء' تحریک طالبان پر

مشتمل تفصیلات گویا **جہاد افغانستان اور جامعہ حقانیہ**

مستقل ایک جلد (صفحات تقریباً ۵۰۰)

جلدہفتم: بیرونی ممالک ایران' عالم عرب' افریقہ' سنٹرل ایشیاء' فارایسٹ'

امریکہ اور یورپی ممالک .... (صفحات ۵۰۰ سے زائد)

جلدہشتم: ضمیمہ جات' اضافات اورتوضیحات پر مشتمل مستقل جلد

نوٹ:

مکتوب نگاروں کی ترتیب فرقِ مراتب کالحاظ کئے بغیر حروف تہجی الف باء تا کے مطابق رکھی گئی ہے

نام کتاب: **مشاہیر**

(بنام) شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

(مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

تالیف وترتیب توضیح وحواشی: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نظرثانی: شفیق الدین فاروقی۔ مولانا محمد ابراہیم فانی

صفحات: 512 صفحات

قیمت:

بااہتمام: ادارہ الحق مدیر مولانا راشد الحق سمیع

کمپوزنگ: بابر حنیف۔ فضل حیٔ آصف۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

طبع: باراول۔جون 2011

رابطہ: فون 0923-630435 فیکس 0923 630922

ای میل: editor_alhaq@yahoo.com

ناشر موتمر المصنفین ' جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ملنے کے پتے:

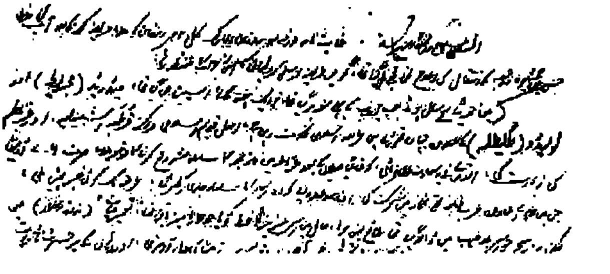
☆ مکتبہ ایوان شریعت' جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک ☆ موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

☆ القاسم اکیڈمی' جامعہ ابوہریرہ' خالق آباد نوشہرہ ☆ مکتبہ رشیدیہ 'جی ٹی روڈ سردار پلازہ اکوڑہ خٹک

بعض مشاہیر کے خطوط کے عکسی نمونے

ابوالحسن علی ندوی

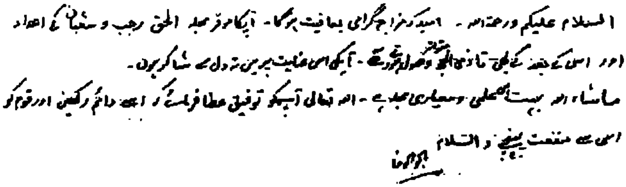
خط صفحہ 36


[illegible]

ابوالحسن علی الحسنی الندوی
ندوۃ العلماء لکھنؤ — الہند

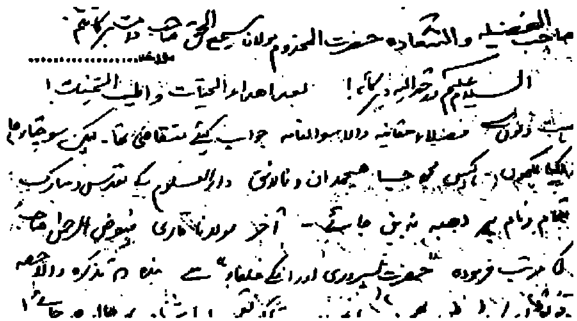
مولانا ابوالوفا افغانی

خط صفحہ 67


السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امید کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ آپکا موقر مجلہ الحق رجب و شعبان کے اعداد
اور اس کے [illegible] متواتر وصول ہو رہے ہیں۔ آپکی اس عنایت پر میں تہ دل سے شکر گزار ہوں۔
ماشاء اللہ بہت علمی و معیاری مجلہ ہے۔ اللہ تعالی آپکو توفیق عطا فرمائے کہ اسے دائم رکھیں اور قوم کو
اس سے منفعت پہنچے والسلام
ابوالوفا

مولانا احمد الرحمن

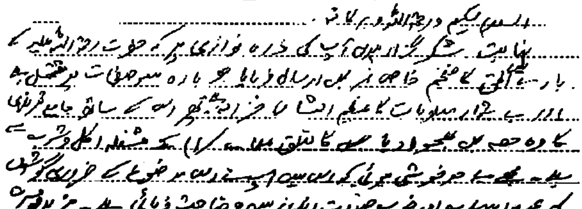
خط صفحہ 139


صاحب الفضیلۃ والسعادۃ حضرت المخدوم مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد اھداء التحیات واطیب التمنیات!
[illegible] فضلاء حقانیہ دارالعلوم [illegible] جواب کیلئے متقاضی تھا۔ لیکن سوچتا رہا
کیا لکھوں۔ کہیں مجھ جیسا ہیچمدان و ناواقف دارالعلوم کے تدریس و مدارس
[illegible] آخر مولانا قاری فیوض الرحمن صاحب
کی مرتب فرمودہ "حضرت سروری اور انکے خلفاء" سے [illegible] تذکرہ [illegible]
[illegible]

احمد عبدالرحمن الصدیقی (فاضل حقانیہ)
مکتبہ حکمت اسلامیہ
نوشہرہ صدر ○ ضلع پشاور ○ سرحد پاکستان

محمد اسحاق بھٹی

خط صفحہ 204

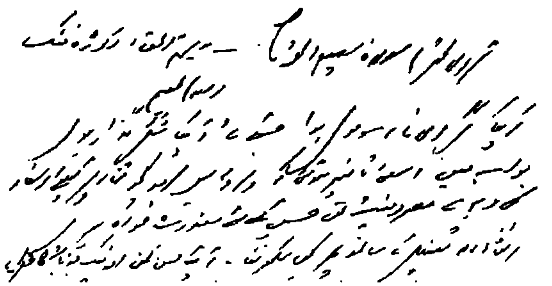

مکرمی و محترمی مولانا سمیع الحق صاحب! زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
نہایت شکر گزار ہوں آپ کی ذرہ نوازی کا [illegible] حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے
بارے الحق کا ضخیم خاص نمبر [illegible] ارسال فرمایا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

محمد اسحاق بھٹی
مکان نمبر 13 جناح سٹریٹ نمبر 20 اسلامیہ کالونی
ساندہ روڈ ساندہ - لاہور 54000 - پاکستان

(ب)

علامہ احسان الٰہی ظہیر

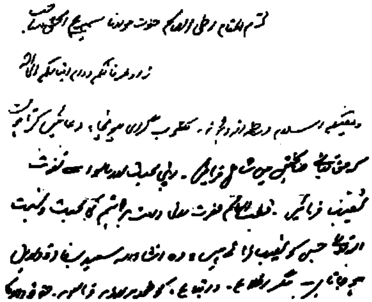
خط صفحہ 103



احسان الٰہی ظہیر

مولانا محمد ادریس انصاری

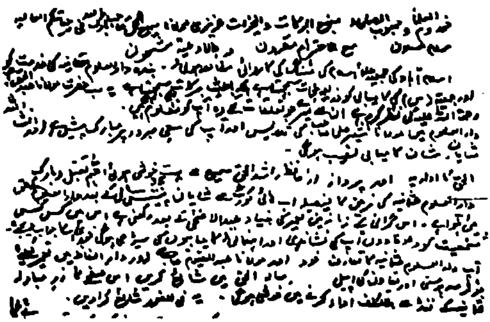
خط صفحہ 172





مولانا قاری محمد امین

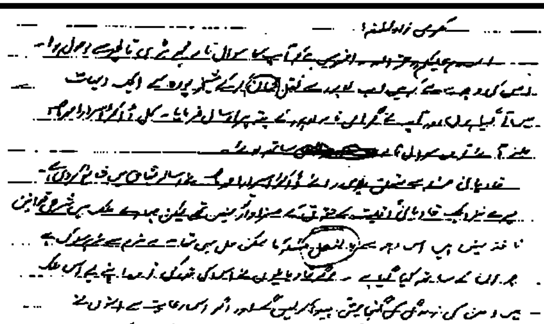
خط صفحہ 420





امین احسن اصلاحی

خط صفحہ 424



گورنر الطاف حسین

خط صفحہ	376

گذشتہ دنوں "الحق" کا ایک شمارہ [illegible] پڑھنے کا
موقع ملا۔ روشنیہ فرقہ کے متعلق آپ کا توضیحی مضمون
آپ کے دفتر میں پڑھ کر تکدر ہوا۔
باقی مضامین اچھے تحقیقی اور محنت سے لکھے ہوئے پائے۔
آپ کا یہ رسالہ [illegible] بڑی ایمان افروز [illegible]
[illegible]۔
حضرت شیخ الحدیث محترم (خدا انہیں سلامت رکھے)
کے زیر سایہ اور ان کی شفقتوں اور فیوض سے آپ

حافظ مولانا محمد اکرم اعوان

خط صفحہ	385

دارالعرفان

مکرمی محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بندہ جناب کی خدمت عالیہ میں
کا مستحق ہوا - آپ کے فرمان کے مطابق مولانا امیر محمد اکرم اعوان
مدظلہ العالی کی خدمت میں بیٹی کی بیماری کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست
کی۔ انہوں نے تین تعویز مرحمت فرمائے۔ ایک تعویز کسی برتن میں
پانی میں ڈال دیں اور وہ پانی بچی کو پلائیں کوشش کریں کہ
بچی یہی پانی پئے۔ جب مرض کا دورہ پڑے تو یہی پانی اوپر
چھڑک دیں۔ جتنا پانی استعمال ہو اتنا پانی اور ڈال دیا کریں

مولانا اعظم طارق

خط صفحہ	319

Date

گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب [illegible]
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

محمد اعظم طارق

حکیم آفتاب احمد قرشی

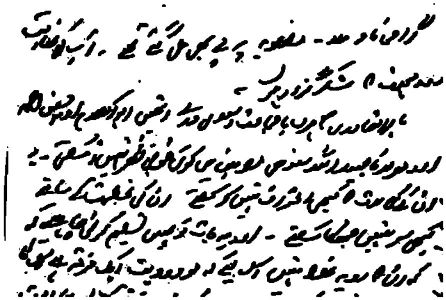
خط صفحہ	243

پاکستان طبی کانفرنس

محب گرامی
وعلیکم السلام۔ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

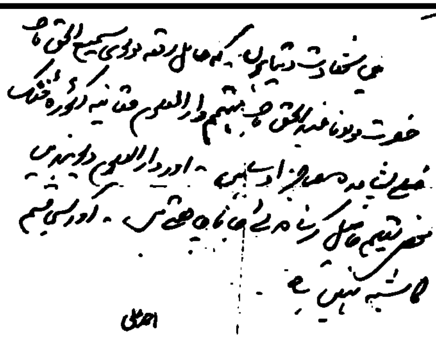
ابوسلمان شاہجہانپوری

خط صفحہ | 69



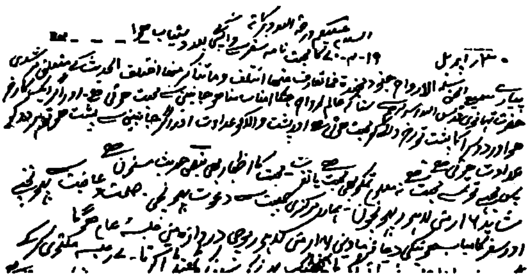
مولانا احمد علی لاہوری

خط صفحہ |



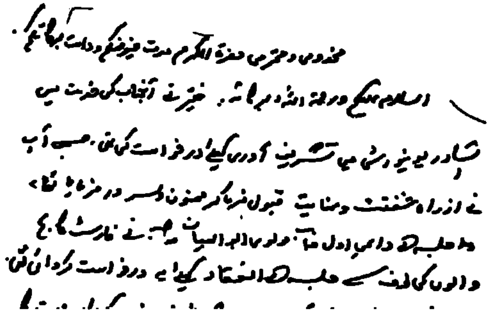
مولانا محمد اطہر علی

خط صفحہ | 299



مولانا محمد اشرف پشاور

خط صفحہ | 264



محمد اسحاق صدیقی

خط صفحہ 231

مکرم و محترم زاہد محمود صاحب ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ
[illegible]

گرامی نامہ موصول ہوا۔ آپ کے متعلق کسی روایت یا حسن ظن کی
یا خوف کا ذکر ۔ ابھی میرے دل میں نہیں گزرا ۔ بھٹو کے منحوس دور میں
آپ حق گوئی کرتے رہے ۔ اور بڑے مصائب برداشت کرتے رہے ۔ آپ کے
متعلق اس قسم کی سوءِ ظن پیدا ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔ وجہ جو آپ نے
ظاہر فرمائی ہے اس کا خیال مجھے بھی گزرا تھا [illegible]

محمد اسحٰق صدیقی

پروفیسر محمد اسلم

خط صفحہ 252

مکرم بندہ زاہد صاحب !!
سلام مسنون کے بعد معروض ہے کہ آپ کا مرسلہ عنایت نامہ صادر ہوا ۔
حالات سے آگاہی ہوئی ۔ گزارش یہ ہے کہ ہمارے شعبہ تاریخ کا سہ ماہی جرنل
[illegible] کی محدود تعداد میں چھپتا ہے ، اور اندازاً ۱۰۰ پرچے باہر جاتے ہیں باقی
شعبے میں موجود رہتا ہے ۔ سرور العصر [illegible] کا جرنل بھی محدود تعداد میں محدود
حلقے کے لئے چھپا ہے ۔ آپ کا دیا حلقہ بے حد ہمارے حلقے سے الگ ہے ۔
[illegible] درا صل [illegible] ایک کتاب کا باب

DEPARTMENT OF HISTORY
UNIVERSITY OF THE PUNJAB
NEW CAMPUS, LAHORE

مولانا انظر شاہ دیوبند

اصل خط صفحہ 443

برادر مکرم و محترم جناب [illegible] صاحب سلمکم اللہ
تحیہ مسنونہ

سال گزشتہ پاکستان حاضری کے موقع پر آپ سے نیاز حاصل ہونے کا [illegible]
معلوم ہوا تھا کہ آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے ہیں اور واپسی [illegible]
[illegible] تھا ۔
[illegible] حاضری [illegible] حضرۃ [illegible]
[illegible] حاصل ہوا ۔ آپ کی [illegible] کی سعادت بھی نصیب [illegible]
سے [illegible] تھی ۔
[illegible] بزرگوں میں سے کسی اہم شخصیت [illegible] مشکل

قاضی انوار الدین

خط صفحہ 436

[illegible]

محمد اصغر خان، ایئر مارشل

خطِ صفحہ 293

مکرمی سمیع الحق صاحب!

۱۵ اکتوبر ۱۹۸۳ء

السلام علیکم:- گرامی نامہ مورخہ ۲۳ رمضان المبارک موصول ہوا۔ شکریہ۔ ہفت روزہ "لیل و نہار" کے ایڈیٹر نے قادیانی حیثیت کے بارے میں ایک خط کے ذریعے مجھ سے استفسار کیا تھا۔ میرا جواب "لیل و نہار" (۲۳ جون تا ۲۹ جون ۱۹۸۳ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ نے ایک سوال کا [illegible] موجود ہے۔ میں نے کیا لکھا ہے کہ

"اس ملک میں اقلیتیں تو اور بھی ہیں لیکن قادیانی ایک ایسی غیر مسلم اقلیت ہیں جو باقاعدہ [illegible]

محمد ایوب قادری

خطِ صفحہ 466

مخدوم محترم مولانا سمیع الحق صاحب

السلام علیکم گرامی نامہ ملا

آج ۷ ر اکتوبر ۸۳ء کو میں [illegible]

روانہ ہو رہا ہوں [illegible]

قیام رہے گا۔ [illegible]

محمد ایوب ہاشمی

خطِ صفحہ 465

محترم المقام [illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

سراج العلوم

بدر الحسن قاسمی

اصل خطِ صفحہ 475

آپ [illegible]

[illegible]

الداعی

جريدة اسلامية نصف شهرية

دار العلوم دیوبند الهند

AL DAIE

DARUL-ULOOM DEOBAND

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

○○○

پیش لفظ

ازقلم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

الحمد للّٰہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

لِلّٰہ الحمد ہر آں چیز کی خاطرمی خواست آخر آیدز پس پردہ تقدیر پدید

خداوندِ علیم وخبیر نے پڑھنے پڑھانے اور خط وکتابت کی قوت انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کے خمیر اور بنیادی عناصر میں ڈال دی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام ہی مکتبِ علم ومعرفت کے پہلے ہونہار شاگرد تھے۔ جنہوں نے تمام علوم ومعارف کا اخذ براہ راست خالق ارض وسما' اور مبدأ فیض ازل سے حاصل کیا اور پھر آدمؑ سے لیکر آج کے عہد جدید تک کرۂ ارض پر علم اور قلم وقرطاس کی حکمرانی قائم ودائم ہے۔ آج اس جہان رنگ وبو کی تمام بوقلمونیاں اور رنگینیاں' قلم وقرطاس ہی کی مرہون منت ہیں۔ انسان جو نطق کی خصوصی خلعت فاخرہ سے متمیز کیا گیا تھا اور اس کی ارتقاء وابتدائے آفرینش میں یہی خصوصیت اس کی پہچان اور آن بان کا واحد ذریعہ تھی لیکن تغیر وجدت پسند فطرت نے اسے بولنے تک محدود نہ رکھا اور معاشرت میں زندہ رہنے' آگے بڑھنے اور عظیم مقاصد کے حصول کیلئے صرف بول چال ہی کافی نہ ہوسکی بلکہ خداوند کریم کی توحید کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے کیلئے بول چال سے بڑھ کر ایک اور مرئی ابلاغی قوت کی ضرورت محسوس ہوئی تو قدرت نے اسکے اندر کتابت کے ملکہ کے ذریعے اسکی چھپی ہوئی خداداد صلاحیتوں اور فکر وتخیل اور مافی الضمیر کے اظہار کیلئے آہستہ آہستہ اسے خط وکتابت کی طرف مائل کرادیا اور یوں انسان ''حیوانِ ناطق'' سے مزید نمو وترقی کرتا ہوا ''حیوان کاتب'' کا اعزاز پاتا ہوا اس زمین پر اللہ کی نائبیت کی اوجِ ثریا تک پہنچ گیا ۔آغاز وحی اقرا‌ء کے ساتھ علم بالقلم اسی شرف خلافت کی غماز ہے اور اس کے کاتب وحی ہونے کے امتیاز کو آشکارا کرتا ہے۔ انسان کے اس سفر علم وآگہی میں آسمانی کتابیں وصحائف قدم قدم پر انسان کی رہنمائی کرتی رہیں اور یوں آب وگل کا ایک حقیر قطرہ اور جہل وبے علمی کا ذرہ صدفِ کمال (سیپی) میں رہنے کے بعد ایک ایسا موتی وگوہرِ نایاب بن گیا جس کی چمک دمک سے آج کرۂ ارض کا رُواں رُواں اور ذرہ ذرہ تجلی طور کا منظر پیش کررہا ہے۔ اسی طرح خط وکتابت کی اہمیت کا اندازہ رہبرِ انسانیت ﷺ کے ہاں بھی مسلم تھی اسی لئے تو آپ ﷺ نے دنیا بھر کے چیدہ چیدہ حکمرانوں کو توحید کی دعوت سے مہکے ہوئے اور رشد وہدایت کی روشنی سے منور مکتوبات لکھے اور اہتمام کیساتھ بھجوائے۔ پھر انہی انقلابی خطوط اور تحریری دعوتی پیغامات قبول کرنے سے کرۂ ارض کی سوئی ہوئی تقدیریں کئی تو جاگیں اور کئی سلطنتیں ان مقدس خطوط کو ٹھکرا اور پھاڑ کر خود بھی ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئیں۔ الغرض مکاتیب وخطوط کا دنیا بھر میں اثر ونفوذ عالمگیر اہمیت کا حامل ہے بالخصوص اسلامی تہذیب وتمدن اور معاشرت میں تو یہ ایک ایسا انمٹ نقش ہے جس پر پورے عالم اسلام کی دعوتی' تبلیغی' دینی' علمی' ادبی' تحقیقی' معاشرتی' تہذیبی' تمدنی اور سیاسی عمارت کا نقشہ استوار ہے۔ مکاتیب مسلمانوں کے ہر دور اور ہر زمانے کی تاریخ کا وہ روشن آئینہ ہے جس میں اکابرین وسلاطین کے ہر قسم کے کردار وسیرت آج ہمارے سامنے عیاں ہے۔ نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ اور اہل بیتؓ کی شہادت کے دل فگار واقعہ شہادت میں بھی کوفے والوں کے خطوط کا بڑا عمل دخل رہا ہے' انہی فرضی خطوط نے عالم اسلام کی داستان کو خونِ ناحق سے

رنگین کیا۔اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے انقلابی مکاتیب نے بھی دعوت واصلاح کے میدان میں ایسے یادگار وزندہ جاوید نقوش چھوڑے جو بڑے بڑے فصیح و بلیغ واعظوں اور آتش نوا مقرروں کے وعظ و بیان سے بھی شاید نہ ہوسکتے۔

خطوط لکھنے کا رواج اور قرینہ دنیا بھر کی مہذب اقوام وملل میں ہمیشہ سے ایک خاص اہمیت کا حامل رہا ہے۔شروع شروع میں یہ محض بات چیت اور پیغام رسانی و کاروباری لین دین کا ایک موثر ذریعہ تھے۔پھر بعد میں آہستہ آہستہ یہ مختلف الجہت علمی وادبی مقاصد کیلئے بھی لکھے جانے لگے اور انسان اپنے بے پایاں ''غبارِ خاطر'' کے اظہار کے لئے سینہء قرطاس پر قلم کے ذریعے رنگ بکھیرنے لگا اور یوں خلوت میں جلوت کے نئے دستور کا اضافہ ہوا۔پھر خط کے بدولت ہی ہجر وصل میں تبدیل ہوا اور عالم بیکراں کے لامحدود فاصلے خط و کتابت کے ذریعے ایک ہی جست میں طے ہوگئے۔فکر و تخیل کی پرواز لفافوں اور کاغذی پیراہنوں میں پرندوں کی مانند اڑنے لگے۔شوخیٔ تحریر قوس قزح میں ڈھلنے لگی اور دلی خیالات وجذبات اور ذہنی وفکری انقلابات و تصورات پردہ ذہن سے اُچھل اُچھل کر کتاب و کاغذ کی زینت بننے لگے اور عشق ومحبت کے سحر میں مبتلا مریضوں اور عقیدت میں جڑے ہوئے مریدوں کیلئے بھی نامہ و پیام کا ملنا نصف ملاقات بن گیا۔ اور عاشق نامراد کے دل صد پارہ کے ٹکڑے الفاظ و حروف میں ڈھل ڈھل کر معشوق کے دلِ مغرور میں شورِ قیامت بپا کرنے لگے۔اور اسی طرح نظریات وعقائد ''پیغامبر'' کی صورت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے لگے۔پھر خصوصاً شعروادب کی ترقی وتشہیر کیلئے تو خطوط کی صنف نے ایک ایسا لازوال کردار ادا کیا کہ بعض اوقات تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ صنف باقی تمام اصناف پر بازی لے گئی ہے۔آج زبانِ اردو ہی کو لیجئے جو اپنی مختصر تاریخ کے پیراہن میں مکاتیب اور خطوط کا ایک ایسا ذخیرہ سنبھالے ہوئے ہے جسکا مقابلہ دنیا بھر کی قدیم زبانوں سے آج بڑے فخر کیساتھ کیا جاسکتا ہے۔بزم اردو مرزا غالب، حالی، حضرت العلامہ شبلی نعمانیؒ، امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرت العلامہ سید سلیمان ندویؒ، اکبرالہ آبادیؒ حبیب الرحمٰن شیروانیؒ، مولوی عبدالحقؒ اور حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ وغیرہ وغیرہ کے لازوال مکتوب نگاری سے جگمگا رہی ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور احقر ناچیز سمیع الحق کے نام مکاتیب کا یہ ذخیرہ پون صدی سے زیادہ عرصہ کے علمی ادبی سیاسی روحانی شخصیات کے خطوط پر مشتمل ہے جس کا پہلا مجموعہ (مشاہیر بنام شیخ وقت محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے نام لکھے گئے خطوط پر مشتمل ہے اس کے بعد احقر کے نام مکتوبات ہیں جو حروف تہجی کی ترتیب سے کئی جلدوں میں مرتب ہوئے ہیں۔ابھی شعور کا آغاز ہی تھا اور پورے طور پر علم وفن کے مبادی سے بھی ناواقف تھا عمر آٹھ نو سال کے لگ بھگ تھی حضرت والد ماجد نور اللہ مرقدہ کی روزانہ کی ذاتی ڈاک میں کتب کیساتھ ساتھ خطوط کی خاصی تعداد بھی ہوتی اور یہ خطوط میرے بچپن کے ذوق وشوق کا پہلے پہل سامان بن گئے بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ دوات کی سیاہی کی خوشبو، قلم کی روانی کا نغمہ صریرِ خامہ کا بانکپن اور رنگ برنگ لفافوں اور خطوط کی چمک دمک گویا میری گھٹی میں شامل ہوگئی تھی۔اسی لئے میرے بچپن کے زمانے کے کھلونے غالباً پہلے پہل یہی قلم دوات، خطوط، رنگین کارڈ اور ٹکٹ رہے ہوں گے۔راقم آٹھ نو برس ہی سے ان خطوط کو جمع کرنے کے شوق میں مبتلا ہوگیا اور وہ بھی بغیر کسی تحریک اور ایماء کے حالانکہ ابھی عقل وشعور میری عمر کے ننھے کارواں سے کوسوں دور تھا لیکن وجدان اور لاشعور کی غیر مرئی

طاقتوں نے اسے اپنے لئے زندگی کا سب سے اہم مشغلہ بنالیا۔ حضرت والد ماجدؒ کے چارپائی کے سرہانے لگی ہوئی کتابوں سے بھری ہوئی الماری کے ایک کونہ میں لٹکا ہوا سبز رنگ کا مخملی تھیلہ میرے لئے جاذب نظر بنا رہتا۔ اس تھیلہ میں حضرت قدس سرہٗ اپنے اکابر اساتذۂ دیوبند اور اہم احباب اور دوستوں کے آئے ہوئے خطوط ڈالتے اور غالباً صرف تبرک اور تذکر کے طور پر یہ عام خطوط کی طرح ضائع ہونے کی چیز نہیں میرے شوق تجسس حضرت کی غیر موجودگی میں اسے ٹٹولنے پر مجبور کردیتا، ان خطوط کے لکھنے والوں کے دستخط مثلاً حسین احمدؒ، اعزاز علیؒ، مبارک علیؒ، محمد طیبؒ وغیرہ مجھے چمکتے ہوئے ہیروں اور نگینوں کی طرح محسوس ہوتے اور دل میں اتر جاتے۔ پھر ساتھ ہی تشویش لاحق ہوتی کہ حضرت کے اردگرد کتابوں رسائل و مجلات اور بکھرے ہوئے درسی افادات اور مخلوطات کے پلندوں میں یہ خطوط کہیں گم نہ ہوجائیں پھر اسی طرح حضرت والد ماجدؒ کی زندگی درس و تدریس اور سیاسی وملی خدمات میں اس قدر الجھی ہوئی تھی کہ انہیں مستقبل میں سنبھالے رکھنا دشوار معلوم ہوتا تھا۔ ہر چند کہ حضرتؒ اپنے کاغذات وغیرہ میں نوعمر بچوں وغیرہ کی مداخلت پر ناراض ہوتے لیکن مجھے جب موقع ملتا ایسے خطوط کو چن چن کر اپنی ذاتی الماری میں محفوظ کرتا رہا۔ بچپن میں ڈاک کے ٹکٹوں، پرانے سکوں اور مختلف ڈیزائن کے ماچس جمع کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ نے مجھے ان خطوط کو جمع کرنے کا شوق عطا فرمایا۔ اور شاید اس طرح کاتب تقدیر نے میرے ذریعے ان جواہر نما مکاتیب اور تاریخی اثاثے کو اہتمام کے ساتھ محفوظ کرایا' تاکہ یہ خیر کثیر امت کے سامنے آکر' استفادہ اور رہنمائی'' کے کام آسکے۔ حتیٰ کہ خطوط کے ساتھ ساتھ لفافے بھی جمع کرتا رہا۔ پھر جوں جوں عقل وشعور کی منزلیں سر کرنے لگا تو ان کی قدر واہمیت اور بھی سامنے آتی گئی۔

اس مجموعہ مکاتیب میں تقریباً پون صدی کے قریب حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ اور راقم کے نام آئے ہوئے اکثر وبیشتر خطوط جمع کردیئے گئے ہیں۔ ابتداء میں اور نہ کبھی بعد میں انہیں شائع کرنے کا خیال تک نہیں آیا۔ خطوط جمع کرتے کرتے والد ماجد قدس سرہٗ کے نام آئے ہوئے روزانہ آنے والے ڈاک کو ان کے پڑھنے اور جوابی کارروائی کرنے کے بعد کھنگالتا اور جانی پہچانی کسی بھی شخصیت کے خطوط الگ کرتا کہ ان خطوط میں حضرت شیخ الحدیث سے تعلق' دارالعلوم حقانیہ کے مرحلہ بہ مرحلہ ادوار اور تاریخ سے کسی نہ کسی وابستگی کا اظہار ہوتا۔ پھر بعض مکتوب نگار عرف عام میں اجلہ مشاہیر نہ بھی ہوتے مگر حضرتؒ یا دارالعلوم کے خصوصی خدام معاونین اور حلقۂ احباب کے حیثیت سے ان کا تذکرہ اور تاریخ مکتوبات کے حوالہ سے محفوظ رکھنے کے قابل تھے۔ جنہوں نے دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس وتعمیر میں دن رات ایک کیا اور انہی کے اخلاص وتقویٰ اور تعاون پیہم کی بنیادوں پر علم وحکمت کا یہ شاندار محل دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں آج کھڑا ہے۔ چنانچہ مکاتیب کی شکل میں کسی نہ کسی مناسبت سے انکا ذکر بھی باقی رکھنا ضروری تھا۔

حضرت شیخؒ کے دارالعلوم دیوبند کے درس وتدریس اور بعد میں تعلیمی' تدریسی' سیاسی' روحانی ادوار پر ان خطوط کے حوالہ سے کافی روشنی پڑتی ہے (تقریباً ۱۹۳۰ کے بعد سنہ وفات ۱۹۸۸ء تک) مگر حضرتؒ کے نام آئے ہوئے پچاس ساٹھ سال کے خطوط' جو زمانہ کے حوادث سے محفوظ رہے ایک مستقل جلد کی صورت میں شائع کئے گئے ہیں اس کے بعد احقر ناچیز کے نام اکابر ومشاہیر علم وادب کے خطوط کا ایک بڑا ذخیرہ ہے جو ان شاء اللہ متعدد جلدوں میں آرہا ہے۔

افسانہ کہ گفت نظیری کتاب شد　　　تاریخ واقعات شہاں نانوشتہ اند

[بادشاہوں کے واقعات کی تاریخ تو ضبط تحریر میں نہ لائی جاسکی البتہ نظیری نے (واردات قلب) کا جو قصہ الم چھیڑا تو پوری کتاب ترتیب پاگئی]

اللہ تعالیٰ کا احقر گنہ گار پر یہ ایک عظیم احسان وکرم ہے کہ اس نے اپنے وقت کے اولیاء ومشائخ اساتذہ' زعما اور احباب کے دلوں میں مجھے جگہ عطا فرمائی اور ان کی محبوبیت سے نوازا۔ انکی دعاؤں شفقتوں اور محبتوں سے خطوط کے ذریعہ بھی مالا مال ہوتا رہا۔ پھر ۱۹۶۵ء میں حق تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ ماہنامہ "الحق" کے نام سے اس وادی بے برگ وگیاہ میں ایک علمی وادبی مجلّہ جاری ہو' اس مجلّہ کے پہلے ہی شمارے سے اللہ تعالیٰ نے علمی' ادبی' سیاسی اور ثقافتی آسمانوں کے درخشندہ ستاروں کو اس طرف متوجہ کیا اور ناچیز کے نام پیغامات اور محبت ناموں کا تانتا لگ گیا اور بحمد للہ چھیالیس سال سے یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ ان سب خطوط کو میں بڑے اہتمام سے الگ الگ فائلوں میں رکھتا اور فوٹوسٹیٹ نہ ہونے کی صورت میں اسے ضائع ہونے کے خطرے سے خود یا عزیز تلامذہ سے کاپیوں میں قلمبند کراتا رہتا' بعد میں کمپیوٹر کے ذریعہ اس کی کمپوزنگ کا آغاز ہوا' علمی استعداد کی کمی کی وجہ سے اکثر کمپوزر عربی' فارسی' پشتو خطوط کا حلیہ ہی بگاڑ دیتے' جس کی وجہ سے وہ سارا کام پھر سر نو شروع کرانا پڑا' پھر بعض خطوط پڑھے بھی نہ جاتے کیونکہ ستر' اسی برس پرانے وبوسیدہ خطوط سے موضوع نکالنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا اسی طرح ہر مکتوب نگار کا اپنا انداز ہوتا ہے۔ مثلاً علامہ عبدالماجد دریا آبادیؒ کے آخری دور کے خطوط کا محدبی شیشے لگا کر بھی پڑھنا مشکل ہوتا۔ بعض مکتوب نگار اکابر علم وفضل علاقائی زبانوں کی وجہ سے اردو تحریر اور خطوط نویسی کے تکلفات اور تقاضوں سے نابلد بھی تھے جبکہ ان کے سامنے کسی ایسے خط کی اشاعت کا تصور بھی نہیں تھا' وہ بے تکلفی سے گلابی اردو یا پشتو یا عربی میں اپنا مافی الضمیر لکھ دیتے وہ تذکیرو تانیث اور رسوم تحریر کے بندھنوں سے بھی آزاد تھے' ان کے خطوط کسی طرح کے اصلاح وترمیم سے بے نیاز رکھے گئے کہ

ع آنچہ از دل خیزد بر دل ریزد ...... بہر حال کچھ برسوں سے کئی حضرات اس بات کی خواہش کرتے رہے کہ اس عظیم "نسخہ ہائے وصل ووفا" کو کیوں نہ شائع کر کے ہمیشہ کیلئے محفوظ کیا جائے۔ دارالعلوم حقانیہ نے جہاں الحمدللہ اسلام اور علوم اسلامیہ وعصریہ کی ان پینسٹھ سالوں میں جو بے مثال خدمت کی ہے' اس کا ایک اور عظیم پہلو اور سرمایہ بھی امت کے سامنے لانا چاہیے تو اسی جذبے کی وجہ سے میں نے کئی دفعہ عزم کیا کہ اس پون برس کی علمی وتحقیقی ادبی عظیم روایات اور تہذیب وتمدن کے لازوال اثاثے کو ترتیب دے کر شائع کرنے کی سعادت حاصل کروں لیکن اپنی پے در پے سیاسی اور دارالعلوم کی تدریسی اور انتظامی ذمہ داریوں کی بدولت یہ جذبہ اور ارادہ ایک سراب ہی نظر آنے لگا۔ کئی دفعہ کمر ہمت باندھنے لگا لیکن قدرت کے مقرر کردہ نظام الاوقات کے فیصلوں کے مطابق اس پر عمل درآمد کی فوری صورت سامنے نظر نہ آسکی۔ کل امرٍ مرھون باوقاتہ ...... ہزاروں خطوط اور سینکڑوں بکھری ہوئی فائلوں سے بھرے ہوئے مکتوبات کے عظیم ذخیروں کو از سر نو ضبط وترتیب دینا کوہ ہمالیہ کو سر کرنے کے مترادف تھا۔ بہر حال اور بالآخر قدرت نے اس عاجز وناتواں کو اس عظیم کام کی طرف یکسوئی کے ساتھ مائل کر ہی دیا اور یوں بکھرے سمندر کی موجوں کو کوزے میں سمیٹنے کا موقع مل گیا۔ اس دوران ہمیشہ دل میں یہ کھٹکا رہتا کہ کہیں کسی حادثے اور ناگہانی آفت کے نتیجے میں یہ عظیم ذخیرہ ضائع نہ ہو جائے۔ اسکی حفاظت اور دیکھ بھال کی فکر ہر وقت دامن گیر رہتی۔ پچھلے سال 2010ء میں صوبہ سرحد میں خطرناک تباہ کن سیلاب میں جب پانی دارالعلوم کی حدود کے قریب پہنچنے لگا اور اطلاع تھی کہ پشاور میں ایک ڈیم بھی ٹوٹ گیا ہے' تو سب سے پہلے آدھی رات کو یہ سارا قیمتی اثاثہ اور کمپیوٹرز سمیت ایوان شریعت کی عظیم بلند بلڈنگ کی چھت پر پہنچایا گیا۔ پھر دوسرے کا غذات وضروریات وغیرہ اور بعد میں اہل خانہ اور بچوں کی حفاظت کا خیال آیا۔ بہر حال الحمدللہ نصف درجن سے زائد

ضخیم جلدیں اب تک تیار ہو چکی ہیں' اس طرح میں نے اس بات کا اہتمام خصوصی طور پر کیا کہ ہر مکتوب نگار کا کچھ نہ کچھ مختصر تعارف بھی قارئین کے سامنے آنا چاہیے اور پھر ہر خط کے عنوانات بھی قائم کئے تاکہ قارئین کی سہولت اور انکی دلچسپی آخر تک برقرار رہے چنانچہ متعدد ضخیم مجلات پر مشتمل خطوط کے اس بحر بیکراں کیلئے سفینہ بھی کافی نہیں تھا کہ وہ اسکی گہرائیوں میں اتر کر علم و تحقیق فنون و افکار کے موتی نکال لائے' یہ ساری محنت خطوط کے اہم نکات کو موضوع وار ظاہر کرنے کی ضرورت تھی اس کیلئے میں نے از سر نو اس بحر بیکراں کی غواصی شروع کی اور ہر خط کے اہم مندرجات' متعلقات کو موضوع اور عنوان کے ذریعہ اجاگر کیا جس کی ساری تفصیلات فہرستوں کی شکل میں مرتب کی گئیں' اس طرح ہر متلاشی علم و ادب فہرستوں پر ایک نظر ڈال کر اپنے مطلوبہ مواد اور دلچسپی کے امور تک پہونچ سکتا ہے' فہرست کی صورت ہر ضخیم جلد کا نچوڑ اور خلاصہ سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ خطوط میں حتی الوسع ترتیب زمانی کا لحاظ رکھا گیا ہے البتہ بعض خطوط پر تاریخ نہ ہونے کی وجہ سے اندازوں سے تاریخ کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

مکتوب نگار اور مکتوبات کا پس منظر اور مندرجہ امور کی توضیح و تشریح کے بغیر اس سے پورا فائدہ اٹھانا بھی مشکل مرحلہ تھا' اس لئے ترتیب اور عنوان بندی کے بعد احقر نے مختصر توضیحی حواشی پر محنت کی۔ شخصیات کے بارہ میں اپنے تعارفی تاثرات میں کوئی خاص اہتمام تو نہیں کیا بلکہ کیف ما اتفق کچھ کچھ سطریں لکھیں' کبھی قلم میں آمد نہ ہوتی تو مجبوراً رسمی خانہ پری پر اکتفا کرتا۔ اگر چہ اس طرح ع حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

افسوس کہ بہت سے حضرات کے بارہ میں تعارف اور تبصرہ کی نوبت ہی نہ آسکی۔ اسی طرح جہاں کہیں اکابر امت کے نظریات یا راقم کے افکار کے خلاف کوئی بات آئی ہے تو راقم نے حواشی میں اس کی وضاحت کی ہے۔ مکاتیب کو جوں کا توں شائع کرنے پر تمام مکتوب نگار شخصیات اور اہل قلم سے پیشگی معذرت خواہ ہوں کیونکہ خطوط کی عام اشاعت ہمیشہ مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے ۔لیکن نامور لوگوں اور مشاہیر کے خطوط پبلک پراپرٹی تصور کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے ہمیشہ سے یہ من وعن ہی چھپتے چلے آرہے ہیں۔ خط جہاں شخصی' ذاتی' باطنی اور سرّی چیز ہے تو وہیں یہ اجتماعی معاشرتی' ظاہری اور آفاقی پیغام بھی سمجھا جاتا ہے۔ کسی بھی شخصیت کی مکتوب نگاری میں اس کی سوانحی جھلکیاں اور اس کے ظاہر و باطن کی تمام خوبیاں و خامیاں بغیر کسی تصنع و بناوٹ کے سامنے آجاتی ہیں۔ اس طرح یہاں یہ وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یقیناً کئی حضرات کے خطوط غیر دانستہ طور پر اس اشاعت سے باہر رہے ہوں گے تو اس کے ازالہ کیلئے انہیں ایک الگ (ضمنی جلد) میں ان شاء اللہ شامل اشاعت کیا جائے گا۔

خطوط کے ایک بڑے حصہ کا تعلق چالیس پچاس برس کے اجتماعی قومی و ملی اور سیاسی امور سے ہے کیونکہ ''الحق'' کے بعد اللہ تعالیٰ نے بعض اہم قومی تحریکوں اور مسائل و حوادث میں ناچیز کو کلیدی مواقع عطا فرمائے۔ مثال کے طور پر ۱۹۷۰ء کا الیکشن اور اس سے قبل اسلامی معاشی نظام' سوشلزم' اسلامی مساوات کے ہنگامہ خیز بحث و مباحثے اور نتیجہ میں علماء کا مختلف دھڑوں میں تقسیم' اسکے بعد سینٹ میں پیش کردہ ''شریعت بل'' منظور کرانے کیلئے ''متحدہ شریعت محاذ'' اسکے بعد محترمہ بے نظیر بھٹو کے وزارت عظمٰی پر فائز ہونے کے بعد عورت کی حکمرانی کا مسئلہ اور اس کی مخالفت میں ''متحدہ علماء کونسل'' کا قیام اور اسی قسم کی دینی و سیاسی قوتوں کے اتحاد کا پلیٹ فارم' اسلامی جمہوری اتحاد' ملک میں فرقہ واریت کی بھڑکنے والی آگ بجھانے کیلئے ''ملی یکجہتی کونسل'' کی تشکیل بھارت میں بابری مسجد کے حادثہ کے بعد تمام دینی جماعتوں کا ''متحدہ دینی محاذ'' کے نام سے اجتماع پھر افغانستان پر

یہودی اور صیہونی یلغار کے خلاف تمام اہم دینی' سیاسی جماعتوں کا مشترکہ کونسل "دفاع افغانستان و پاکستان کونسل" مدارس دینیہ کے خلاف سازشوں سے ان مدارس کے تحفظ کی تحریک اور سب سے اہم پچیس تیس سال پر مشتمل "افغان جہاد" کا طویل معرکہ "ام المعارک" کے زعماء جہاد کے خطوط اور اس جہاد میں جامعہ حقانیہ کا بھرپور حصہ اس میں حقانی شہداء اور جنگی محاذوں کی رپورٹیں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بانی حقانیہ شیخ الحدیثؒ اور احقر کی وابستگی افغان جہاد سے متعلق یہ سب کچھ ایک مستقل جلد کا تقاضا کر رہی تھیں جو الحمدللہ عزوجل برصغیر و پاک و ہند کے مکاتیب کے بعد ایک ضخیم جلد پر مشتمل ہے۔ یہ سب کچھ ہماری قومی ملی' سیاسی اور علمی اجتماعی جدوجہد کی تاریخ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئی ہے اور ان مجموعہ مکاتیب سے اس جدوجہد پر روشنی پڑتی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام پوری قوم اور دینی قوتوں کا ایک اثاثہ ہے مگر بدقسمتی سے سیاسی طریق کار اور پالیسیوں کی وجہ سے یہ اختلافات کا شکار ہوئی۔ (س) اور (ف) کے نام سے دھڑے بندی کی وجوہات پر مکتوب نگاروں نے مختلف زاویوں سے بھی روشنی ڈالی ہے جس سے قارئین حقائق کی تہہ تک پہونچ سکتے ہیں اور اس آئینہ سے ہم دینی اور اسلامی جدوجہد کے مختلف مراحل اور اتار چڑھاؤ کے عروج وزوال کی تصویر بنا سکتے ہیں کیونکہ مشترکہ متحدہ محاذوں کے ذریعہ اس سے وابستہ تمام مسالک و مکاتب فکر کے افکار و کردار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

یہاں میں ان تمام حضرات و معاونین کا تہہ دل سے ممنون ہوں جو اس عظیم کام میں میرے ہمراہ کئی سالوں سے دن رات مصروف عمل رہے۔ یقیناً اگر مخلص شاگردوں اور ادارے کے افراد کا تعاون شامل نہ ہوتا تو میرے حوصلے اس عمر میں میرا ساتھ نہ دیتے۔ پھر خصوصاً کمپوزنگ سے وابستہ افراد خصوصی تحسین کے لائق ہیں۔

یہاں پر ایک بڑا ہی تلخ مشاہدہ سامنے آرہا ہے کہ عہد جدید کی ٹیکنالوجی' الیکٹرانک میڈیا' ٹیلی کمیونیکیشن' موبائل فون (موبائل میسیجز) اور انٹرنیٹ وغیرہ کی سہولیات نے مکتوب نگاری کے رواج کو بالکل محدود و اپاہج کر دیا ہے اور مستقبل میں تو مزید نت نئی چیزیں بڑی تیزی کے ساتھ آرہی ہیں جس سے خط و کتابت کے عظیم ورثے کو بڑا خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ اسی لئے مجھے اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ یہ عظیم متنوع مجموعہ مکاتیب ایک شاندار عہد اور عظیم الشان تاریخی روایات کا آخری ضخیم ایڈیشن ثابت نہ ہو۔ کاش کہ امت کے نونہالوں کے ہاتھ قلم کی تقدیس' کاغذ کے لمس اور مضمون نویسی و مکتوب نگاری کی لذت سے تا دیر آشنا رہیں اور مکتوب نگاری کا فن اور تاریخی روایات قاصد و کبوتر کی پیغام رسانی کی طرح معدوم نہ ہونے پائیں۔

وما علینا الا البلاغ

چند اوراق کتب چند بزرگوں کے خطوط
بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

سمیع الحق

خادم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۴؍رجب ۱۴۳۲ھ بمطابق ۶؍جون ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا ابوالحسن علی ندوی[1] انڈیا

(۱)

۲۰ راگست ۱۹۶۸ء (عربی مجلات اور تصانیف بھیجنے کی خصوصی ہدایت ○ الارکان الاربعۃ پر والد ماجد کی ناقدانہ نظر کی خواہش ○ مولانا نعمانی کی موجودگی میں شیخ الحدیث کا ذکر خیر)

محب گرامی زید لطفہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ مورخہ ۱۲ رجمادی الاولی وقت پر مل گیا تھا اور اس نے بہت خوش وقت اور مسرور کیا۔ میں نے مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کے ذمہ دار کو ہدایت دے دی تھی کہ وہ مجلس کی کچھ عربی اردو مطبوعات جن کے متعلق خیال تھا کہ شاید آپکی نظر سے نہ گزری ہوں ڈاک سے بھیج دیں۔ امید ہے کہ وہ امروز فردا میں پہونچ جائینگی۔ دارالعلوم کے عربی رسائل واخبارات نیز "تعمیر حیات" کے متعلق بھی ہدایت کردی تھی کہ اگر وہ تبادلہ میں نہ جاتے ہوں تو انکے بھیجنے کا سلسلہ بھی شروع کردیا جائے۔ میری ناچیز تالیفات میں سے اگر کوئی چیز مطالعہ میں نہ آئی ہو اور ہمارے پاس موجود ہو تو آپ کو بہ مسرت تمام بھیجی جاسکتی ہے۔ الحق کا وہ شمارہ پہونچ گیا جسمیں آپ نے میرا ایک مقالہ نقل کیا ہے۔ اسکے لئے دلی شکریہ قبول کیجئے۔ افسوس ہے کہ "الارکان الاربعہ"[2] کے چار پانچ نسخے میرے ساتھ حجاز سے آسکے تھے اگر اس وقت ذرا بھی اشارہ ہوتا تو میں ضرور آپکو بھیجتا۔ کتاب کا دوسرا ایڈیشن تیار ہورہا ہے۔ اندازہ ہے کہ اس وقت تک چھپ چکا ہوگا میں پہلے کوشش کرتا ہوں کہ پاکستان ہی کے ایک دوست کے ذریعہ جس کو میں نے ایک نسخہ بھیجا تھا اور وہ اسکا مطالعہ کرچکے ہیں آپ کو وہ کتاب پہونچ جائے اگر اسمیں کامیابی نہ ہوئی تو میں دوسرے ایڈیشن کا ایک نسخہ انشاء اللہ بھجوانے کا انتظام کرونگا۔ اگر کتاب آپ کو ان پاکستانی دوست سے مل جائے تو اس سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ مجھے اطمینان ہو۔ ایک مصنف کیلئے اس سے زیادہ خوشی کی بات کیا ہے کہ آپ جیسے مخلص اور فاضل اسکی تصنیف کا مطالعہ کریں۔ میں آپ سے مخلصانہ درخواست کرتا ہوں کہ اسکی تسامحات اور فروگزاشتوں سے بھی مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ اشاعتوں میں اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اگر مخدوم محترم والد ماجد مدظلہ بھی اس پر ناقدانہ نظر ڈال لیں تو بندے کیلئے اور بھی تقویت کا باعث ہوگا۔ جناب کو شاید اسکا علم نہیں کہ میں براہ راست لکھنے پڑھنے سے معذور ہوگیا ہوں۔ تصنیفات تک کی املا کرانی پڑتی ہے۔ اگر مجبوراً کبھی کوئی مضمون لکھنا لکھانا پڑتا ہے تو بلاد عربیہ کے خاص حالات اور ذوق کی بناء پر عربی میں کبھی کبھی نوبت آجاتی ہے۔ اخبارات اور رسائل میں آپ جو مضامین دیکھتے ہیں وہ یا تو میری تقریر ہوتی ہے یا عربی مضامین کا ترجمہ، پھر بھی خیال رکھونگا کہ اگر کوئی موزوں چیز الحق کیلئے میسر آگئی تو ضرور بھیج دونگا۔

اس وقت خوش قسمتی سے رفیق محترم مولانا منظور صاحب نعمانی بھی تشریف لائے ہوئے ہیں، جناب کے والد ماجد کا ذکر خیر رہا۔ مولانا کا سلام پہونچا دیا جائے۔

والسلام مخلص: ابوالحسن علی ندوی

---

[1] نابغۂ عصر مورخ اسلام داعیۂ کبیر مولانا علی میاں مغربی فلسفہ اور تہذیب کے آپریشن اور تنقید کا اللہ تعالیٰ نے ان سے تجدیدی کام لیا، خطوط کی جگہ حروف تہجی کے حساب سے انکے نام علی میاں ہونے کی وجہ سے حرف عین میں ہوتا، مگر سارے قیود وحدود سے ہٹ کر میں نے انکے عرفی نام ابوالحسن کو ترجیح دی تاکہ آغاز کتاب ان سے ہوکر ماتھے کا جھومر بنے۔ انکے بارہ میں چند سطروں میں تاثرات ستاروں پر کمند ڈالنے والی بات ہوگی، اس معاملہ میں قلم سرنگوں ہوجاتا ہے، میں نے انہیں مکاتبت کے آغاز میں کسی ایک خط میں لکھا تھا کہ اتانی ھواھا قبل ان اعرف الھوی فصادف قلباً خالیاً فتمکنا میرے ساتھ محبت و شفقت کا یہی معاملہ حضرت کا بھی ہوا جو خطوط سے عیاں ہے، ان کے بارہ میں میرے جذبات کا کچھ اندازہ اگلے خطوط کے بعض حواشی سے ہوسکتا ہے۔

[2] نماز روزہ زکوۃ حج کے اسرار اور حکمتوں کے بارہ میں حضرت مولانا کی نہایت بلند پایہ اور حکیمانہ عربی تصنیف۔

(۲)

۹/۶/۱۳۸۸ھ (اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کی اطلاع)

مکرمی ومحترمی زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بہت افسوس وقلق کے ساتھ آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ والدہ ماجدہ نے ۶ رجمادی الآخرہ ۸۸ھ مطابق ۳۱ راگست ۶۸ء بروز شنبہ ساڑے پانچ بجے شام کو اس دار فانی سے انتقال کیا، اور ہم سب لوگ اس نعمت عظمی اور سایۂ رحمت سے محروم ہو گئے۔ اگلے روز صبح ۸ بجے والد ماجد مولانا حکیم سید عبدالحیؒ کے پہلو میں حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ (رائے بریلی) میں آسودۂ خاک ہوئیں۔ آپ سے خصوصی تعلق کی بناء پر ہم پسماندگان کی بہ لجاجت درخواست ہے کہ انکی مغفرت اور رفع درجات کیلئے دعا فرمائیں۔ اور ایصال ثواب سے دریغ نہ فرمائیں، یہ آپکا ہم سب پر احسان عظیم ہوگا۔ واجرکم علی اللہ، والسلام مخلص: ابوالحسن علی

(۳)

۴ ررجب المرجب ۱۳۸۸ھ (الحق اور آپ نے مرض کی صحیح تشخیص کی ہے ○ اکوڑہ سے قلب وروح کا تعلق ○ شیخ الحدیث کا تعزیت نامہ باعث عزت اور آپ کا باعث مسرت)

محب گرامی قدر زید لطفہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ سب بفضلہ تعالی بخیر وعافیت ہوں گے، میں ایک سفر سے کل ۲۷ ر ستمبر کو جب بریلی واپس ہوا تو ڈاکخانہ میں والد ماجد مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کا تعزیتی گرامی نامہ، پھر آپ کا مسرت نامہ ملا، پہلے خط سے عزت، دوسرے سے مسرت حاصل ہوئی، اللہ تعالی آپ کے خاندان سے دین وملت کی وہ خدمت لے، جس کی کم از کم اس ملک میں سخت ترین ضرورت ہے، اور جہاں عرصہ سے یہ صدا آرہی ہے ؎

کون ہوتا ہے حریف مئے مرد افگن عشق ہے مکرر لب ساقی پہ صدا میرے بعد

یوں تو غیب کا علم اللہ کو ہے، لیکن رسالہ "الحق" کے دیکھنے سے ضرور معلوم ہوتا ہے، کہ آپ حضرات نے مرض کی صحیح تشخیص کی ہے،

<u>ڈاکٹر فضل الرحمان کے استعفٰی کی خبر سے خوشی جدوجہد کی کامیابی پر تبریک:</u> ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کے استعفے کی خبر جب پہلی مرتبہ ملی، تو بے اختیار زبان سے نکلا، کہ عرصہ کے بعد ایک اچھی خبر سننے میں آئی، اس وقت یہی خیال ہوا کہ اس میں آپ حضرات کی جدوجہد بنیادی حیثیت رکھتی ہوگی، دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔

<u>الارکان الاربعہ سے شاہ ولی اللہ کے کتابوں کو متعارف کرانا چاہتا ہوں:</u> الارکان الاربعہ کے متعلق آپ نے جو کلمات لکھے ہیں، وہ آپ کے اخلاق کریمہ، اور عالمانہ قدر شناسی پر مبنی ہے، مگر میں بلاتکلف عرض کرتا ہوں، کہ میں اپنی سب سے بڑی سعادت جس کو اپنے لیے ذریعہ قبولیت سمجھتا ہوں یہ ہے کہ اس میں حضرت شاہ صاحبؒ کے جابجا اقتباسات ہیں، ان کا بار بار نام آیا ہے اور وہ شاید ان کے اصل کتابوں کے مطالعہ کی محرک بن جائے، بہرحال اس سے بڑی مسرت ہوئی۔ کہ آپ کو وہ کتاب پسند آئی، میری تمنا ہے کہ میں اسی نہج پر امہات عقائد پر بھی ایک کتاب لکھوں اور عقائد ثلاثہ، توحید، رسالت، معاد پر بھی اسی اصول ومعیار پر ایک کتاب تیار ہو جائے مگر نہ خود لکھ سکتا ہوں، نہ پڑھ سکتا ہوں، املا اور خود نویسی میں جو فرق ہے آپ اس سے ناواقف نہ ہوں گے، لیکن قدرت الٰہی سب کچھ کر سکتی ہے، یہ ساری کتاب بھی املا ہی کرائی گئی اور بہت سی غلطیاں اس لیے ہیں کہ میں اپنی آنکھوں سے پڑھ بھی نہ سکا۔

<u>کتاب "ربانیۃ لا رھبانیۃ" بہت عزیز ہے:</u> مجھے اپنی کتاب "ربانیہ لا رھبانیہ" بھی بہت عزیز ہے، اسمیں تصوف کو اس

طریقے سے پیش کیا گیا ہے کہ بڑے سے بڑا منکر تصوف، اور متعصب بھی اگر ذرا انصاف سے کام لے گا تو اس چیز کا انکار نہیں کر سکے گا جو اس کتاب میں پیش کی گئی ہے، ابھی میں نے اس پر نظر ثانی کی ہے اور بعض اہم مضامین کا اضافہ کر کے طبع ثانی کے لیے بیروت بھیجی ہے، چھپنے کے بعد انشاء اللہ ایک نسخہ بھیجوں گا۔

اکوڑہ خٹک کے نام میں کشش دومرتبہ حاضری: اکوڑہ خٹک کا نام بھی میرے لیے بہت کشش رکھتا ہے میں دومرتبہ وہاں حاضر ہوا ہوں، پہلی مرتبہ غالباً ۴۴ھ میں اس وقت حاجی ارشد صاحب مرحوم ساتھ تھے، یاد نہیں کس کے یہاں ٹھہرا تھا، لیکن میدان جنگ اور بستی جا کر دیکھی تھی، دوسری مرتبہ ایک دو سال کے بعد حاضر ہوا، پشاور کے حاجی عبدالقیوم صاحب چائے والے ساتھ تھے، فوٹوگرافی کا بھی انتظام تھا ان جگہوں کی تصویر[1] بھی لی تھی۔

اکوڑہ سے قلب وروح کا تعلق وہاں کے آغاز سے یہ مملکت حاصل ہوئی: بہر حال آپ ایسی جگہ ہیں جہاں سے ہماری روح اور قلب کا تعلق ہے، وہاں سے ایک ایسے مبارک سلسلہ کا آغاز ہوا تھا جس کے نتیجہ میں درحقیقت مدت مدید کے بعد یہ مملکت عطا ہوئی۔ خدا کرے اب علم وقلم کے ذریعہ ان مقاصد کی تکمیل ہو، اور اس جسد میں صحیح روح پیدا ہو۔

الحق کے لئے خصوصی مضمون اسلامیت اور مغربیت کا آخری حصہ: میں الحق کے لیے ایک ایسا مضمون بھیج رہا ہوں جسکی ابھی تک اشاعت نہیں ہوئی، یہ حقیقتاً اسلامیت اور مغربیت کے دوسرے ایڈیشن کا آخری مضمون ہو گا لیکن ابھی اس کتاب کی اشاعت میں سال دو سال کی دیر ہے، آپ اس کو شائع[2] فرما سکتے ہیں، مسودہ بہت کٹا پھٹا ہوا ہے، احتیاط کے ساتھ اس کی اشاعت کا انتظام فرمایا جائے حضرت والد ماجد کی خدمت میں بہت بہت سلام اور درخواست دعا، میں ۱۴/۱۵ اکتوبر تک انشاء اللہ روانہ ہوں گا آپ اگر اس خط کی رسید دینا چاہیں تو اس پتہ پر دے سکتے ہیں "المدرسة الصولتيه ص.ب ۱۱۴ مكة المكرمه" والسلام مخلص ابوالحسن علی ندوی

(۴)

۲۳ نومبر ۱۹۶۸ء، یکم رمضان المبارک (ہمشیرہ کی وفات شہادت ہی کی ایک قسم ○ جنازہ میں اہل دین اور مخلصین کا اجتماع ○ "شهداء الله فى الارض" کا مصداق ہے)

محب فاضل ومحترم زید لطفہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۱۹ نومبر کو حجاز مقدس سے اپنے مستقر پر واپسی ہوئی، کل اپنے وطن رائے بریلی آیا، آج جو ڈاک دیکھی اس میں "الحق" کا نومبر کا شمارہ بھی تھا۔ اس سے یہ معلوم کر کے صدمہ ہوا کہ آپ کی ہمشیرہ[3] محترمہ کا زچگی میں انتقال ہو گیا۔ آپ کا جو خط مجھے مکہ معظمہ میں ملا تھا، اس میں اس کا کوئی ذکر نہ تھا غالباً یہ واقعہ اس کی تحریر کے بعد کا ہے، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی شایان شان مغفرت فرمائے، یہ موت بھی شہادت ہی کی ایک قسم ہے، پھر جنازہ میں اہل دین اور مخلصین کا اجتماع عظیم جس کا آپ نے ذکر کیا ہے، 'شهداء الله فى الارض' کا مصداق ہے، براہ کرم حضرت والد ماجد کی خدمت میں بھی یہ تعزیت پہنچا دیجئے۔ رمضان المبارک کی دعاؤں میں یاد فرما لیجئے، اور حضرت والد ماجد سے بھی میری طرف سے درخواست کر دیجئے تو کرم ہو گا والسلام مخلص ابوالحسن علی

---

1. یہ تصویریں مولانا کی کتاب سیرۃ سید احمد شہید میں جنگ اکوڑہ کے باب میں لگی ہیں، اکوڑہ کے دریائے لنڈہ کے پار کی وہ پہاڑی ٹیلے دکھائے گئے جہاں سے مجاہدین اور سید صاحب نے دریا عبور کر کے سکھوں پر شبخون مارا، دومرتبہ کی حاضری کے بعد تیسری دفعہ مولانا ۱۹ جولائی ۱۹۷۹ء کو ناچیز کی دعوت پر تشریف لائے، جس کا ذکر حواشی میں موجود ہے۔
2. حسب ارشاد یہ مضمون کتابی اشاعت سے قبل الحق میں شائع کر دیا گیا
3. ہمشیرہ زینب مرحومہ

(۵)

(حقانیہ کے مشہد مجاہدین اور میدان جنگ کے قریب ہونے سے خوشی O ربانیۃ لا رھبانیۃ کا اضافہ شدہ ایڈیشن O مولانا منظور نعمانی کا سلام)

۱۰ر شعبان ۱۳۸۸ھ

محب گرامی قدر زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ مکہ مکرمہ کے پتہ پر ملا تھا، مجھے بھی اپنے خط کی رسید اور مضمون کے پہونچنے کی اطلاع کا انتظار تھا، یہ معلوم کر کے اطمینان ہوا کہ مضمون پہونچ گیا، جو ابتدائی مسودہ کی شکل میں تھا اس لئے تصحیح میں اہتمام اور احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ دار العلوم حقانیہ میدان جنگ اور مشہد مجاہدین کے قریب ہی ہے، اب انشاء اللہ جب کبھی اس طرف آنا ہوگا تو حاضری کی امکانی کوشش کی جائیگی۔ ربانیۃ لا رھبانیۃ کے پہلے ایڈیشن کے نسخے تو ملتے ہیں لیکن میں چاہتا تھا کہ نئے ایڈیشن کا نسخہ جسمیں اہم اضافے ہیں پیش کروں، اسمیں تھوڑی ہی تاخیر ہے، پہلے ایڈیشن میں اغلاط بھی بہت ہیں والد ماجد مدظلہ کی خدمت میں بہت بہت سلام، رفیق محترم مولانا منظور صاحب بھی سلام کہتے ہیں۔ ایک ہفتہ کے بعد یہاں سے انشاء اللہ واپسی ہو جائیگی۔ اب آپ خط لکھیں تو لکھنؤ کے ہی پتہ پر لکھیں۔ ایک دوست پاکستان جا رہے ہیں، ان کے ہاتھ یہ خط بھیج رہا ہوں، وہ وہاں سے پوسٹ کرینگے اور امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوگا۔

والسلام: مخلص ابوالحسن علی،

راقم حروف محمد رابع ندوی سلام کہتے ہیں۔

(۶)

(دورۂ اندلس صدیوں بعد غرناطہ میں نماز جمعہ O سرزمین کی دلآویزی اور پرحسرت تاثرات O اسپینی میزبان کے خط کا تراشہ)

۹/۲۳ /۱۳۸۸ھ

محب گرامی زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ مورخہ ۱۴ر رمضان المبارک کل ۲۲ر رمضان کو ملا، عریضہ لکھنے کے بعد آپکا خط جسمیں ہمشیرہ صاحبہ کے انتقال کی اطلاع تھی مجھے مل گیا تھا، مگر میں عریضہ ارسال کر چکا تھا اسلئے جواب کا منتظر رہا۔ میں تقریباً ۴ سال ہوئے جب یورپ کے پہلے سفر پر گیا تھا تو ایک ہفتہ کیلئے اسپین بھی گیا تھا۔ میڈریڈ (مجریط) اور ٹولیڈو (طلیطلہ) کے علاوہ جہاں تھوڑے ہی عرصہ اسلامی حکومت رہی ہے، اصل قدیم اسلامی مراکز قرطبہ، اشبیلیہ، اور غرناطہ کی زیارت کی، اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت عطا فرمائی، کہ غالباً صدیوں کے بعد غرناطہ میں نماز جمعہ کا سلسلہ شروع کرنے کا موقع ملا، صرف ۶، ۷ آدمیوں نے جن میں ہمارے علاوہ عرب طلبہ تھے نماز میں شرکت کی۔ ان سے وعدہ لیا کہ وہ اس کا سلسلہ جاری رکھیں گے، عرصہ تک کوئی خبر نہیں ملی، لیکن یہ بیج جو اس بلد طیب میں ڈالا گیا تھا ضائع نہیں ہوا، حال میں اس عزیز کا خط آیا جو ہمارا میزبان تھا، تعمیر حیات (ندوۃ العلماء) میں اس خط کا ترجمہ شائع ہوا ہے، آپکی دلچسپی کیلئے تراشہ بھیج رہا ہوں، باقی اس سرزمین کی دل آویزی، اور وہاں کے پرحسرت تاثرات تو کبھی ملاقات کے وقت ہی سناؤں گا۔ اگر یہ عریضہ رمضان مبارک ہی میں پہونچ جائے تو دعا میں ضرور یاد کرلیں۔ میں بھی دعا گو ہوں۔ حضرت والد ماجد کی خدمت میں سلام،

والسلام: مخلص ابوالحسن علی

(۷)

۱۳۸۸/۱۱/۲۲ھ ۱۹۶۹ء (میں مکہ میں ہوتا تو ممتاز شخصیات سے متعارف کراتا)

محب فاضل ومکرم زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ مورخہ ۲۲ رجنوری مجھے بہت تاخیر سے فروری کے شروع ہفتہ میں ملا ممکن ہے آپ حج کیلئے روانہ ہو گئے ہوں، احتیاطاً بطور رسید یہ کارڈ لکھ رہا ہوں۔ اس مرتبہ جواب میں غیر معمولی تاخیر ہو جانے کی وجہ سے شبہ ہو گیا تھا کہ میرا خط نہیں پہونچا لیکن اس مکتوب گرامی سے اطمینان ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو بخیریت لے جائے اور قبولیت وکرامت کیساتھ واپس لائے۔ اگر میں وہاں موجود ہوتا تو آپکا ممتاز علمی ودینی شخصیتوں سے تعارف کراتا اور اگر وقت ہوتا تو دو ایک تعارفی خط لکھتا۔ اب تو اسمیں اشتباہ ہے کہ میرا یہ خط بھی آپکو ملتا ہے یا نہیں۔ ربـــــانیۃ کے دوسرے ایڈیشن کے پہنچنے کی ابھی تک مجھے اطلاع نہیں ملی۔ آپکو جدہ اور مکہ معظمہ کے مکتبوں میں امید ہے کہ یہ کتاب مل جائیگی۔ سفر اور مواقع اجابت میں اگر یاد رہے تو میرے لئے دعا فرمائیگا۔ والد ماجد کی خدمت میں بہت بہت سلام۔ مولانا سمیع الحق صاحب کے نام کراچی کے پتہ پر بھیجتا ہے۔ والسلام مخلص ابوالحسن علی

(۸)

(لندن میں قیام مولانا عباسی کی وفات پر تعزیت O جنازہ اور تدفین میں شرکت کی سعادت O ربانیۃ اضافہ شدہ مدینہ سے حاصل کر کے بھیجا، بیروت والا بھی بھیجوں گا O ہر ہر ایڈیشن کی نوازش)

۱۳۸۹/۷/۲۹ھ

محب گرامی زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، آپکا ایک عنایت نامہ لکھنؤ، حجاز ہوتا ہوا مجھے لندن میں ملا، جہاں میں ۱۲ رجون سے ۹ رجولائی تک مقیم رہا، میں نے لندن سے جواب دینے کا ارادہ کیا تھا مگر وہاں کی مصروفیتوں اور دورے اور نقل وحرکت کی کثرت کی وجہ سے موقعہ نہ مل سکا، حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر دلی تعزیت قبول فرمائیے۔ مجھ ناچیز پر بھی بڑی شفقت فرماتے تھے، وفات سے ہفتہ عشرہ پہلے حاضر ہوا اسی وقت سے مایوسی تھی دوبارہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کی معیت میں حاضر ہوا پھر نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۴۷ء سے برابر کرم فرماتے تھے، کچھ ایسے ملفوظات محفوظ نہیں جن سے مضمون مرتب ہو سکے۔ امید ہے کہ بہت کچھ لکھا جائیگا۔ عظم اللہ اجر کم واجر نالیہ

جماعت تبلیغ کے ایک ایسے رفیق کے ہاتھ جو امریکہ سے واپس اپنے وطن صوبہ سرحد جا رہے تھے "ربانیہ لا رهبانیه" کا ایک نسخہ مدینہ طیبہ سے حاصل کر کے، آپ کے لئے بھیجا تھا، معلوم نہیں پہونچا یا نہیں؟ بیروت آیا تو دوسرا ایڈیشن چھپا ہوا دیکھا، بہت اچھے اضافے ہیں، کبھی کوئی جانے والا ملا تو وہ بھی بھیج دونگا، رسید سے مطلع کیجئے، حضرت والد صاحب کی خدمت میں بہت بہت سلام اور درخواست دعا۔

والسلام مخلص: ابوالحسن علی

(۹)

۲۲ ستمبر ۱۹۷۱ء (تصانیف پہنچانے کا اہتمام تعلق خاطر اور ذہنی مناسبت کی وجہ سے کرتا ہوں کچھ احسان نہیں)

محب گرامی زید لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ مورخہ ۱۲ راگست مجھے ایک ماہ سے بھی زیادہ تاخیر سے ملا۔ وجہ یہ تھی کہ خط میرے وطن رائے بریلی کے پتہ پر لکھا گیا تھا اور وہاں ۱۲ رجولائی سے سیلاب کا سلسلہ جاری ہے اسکی وجہ سے ہم لوگ لکھنؤ میں مقیم ہیں اور ڈاک بے نظمی کا

شکار ہے۔ میں اپنی حقیر تصنیفات آپ تک پہنچانے کا جو اہتمام کرتا ہوں اسکی وجہ ذہنی مناسبت اور تعلق خاطر ہے، کچھ احسان نہیں۔ مجھے آپکے سوالات کا جواب دینے میں بڑی مسرت محسوس ہوتی اور مجھے اپنے بہت سے خیالات و تجربات پیش کرنے کا موقع ملتا لیکن ٹھیک اسی موضوع پر میرا ایک مبسوط مضمون "الندوۃ" اور ثان میں شائع ہوا ہے، وہ "مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں" میں شامل ہے، وہاں کیلئے یہ مضمون نیا ہوگا آپ فرمائیں تو میں اسکی نقل کروا کے بھجوادوں، میں آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہوں اور لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں۔ اسلئے مستقل مضمون لکھ لینا میرے لئے بہت دشوار ہے اور اگر آپکے تعلق سے اسکا وعدہ بھی کرلوں تو بہت تاخیر کا اندیشہ ہے۔ حضرت والد ماجد کی خدمت میں بہت بہت سلام اور درخواست دعا۔ الحق کے مطالعہ سے عرصہ سے محرومی ہے۔ والسلام مخلص: ابوالحسن علی، بقلم ضیاء الحسن

(۱۰)

۱۴ ر رمضان ۱۳۹۱ھ (علمی و مطالعاتی زندگی سوالنامہ کے وجہ سے اپنے مضمون پر نظر ثانی اور مبسوط اضافہ)

محب گرامی زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ اور حضرت مولانا بخیر ہونگے میں اکتوبر کے دو ہفتے اسپتال رہا۔ رمضان المبارک سے چند دن پیشتر گھر آیا، اسپتال ہی میں مضمون پر نظر ثانی کا کام شروع کردیا تھا۔ اب اسکو صاف کروا کر آپ کے پاس بھیج رہا ہوں، اس میں معتدبہ اضافے ہوئے ہیںامید ہے آپ پسند کریں۔ بہرحال میں اپنے وعدہ سے سبکدوش ہوگیا، اس مضمون کی رسید سے ضرور مطلع کریں جی لگا رہیگا۔ حضرت والد صاحب کی خدمت میں بہت بہت سلام اور درخواست دعا۔ والسلام مخلص: ابوالحسن علی

(۱۱)

(جامعہ اسلامیہ مدینہ کی کمیٹی میں شرکت O الحق میں اپنا مکتوب پڑھ کر اظہار مسرت O "النبی الخاتم" کے مطالعہ پر مسرت O والد ماجد کی رہنمائی سے بڑی تقویت O دو تازہ کتابوں کی ترسیل کا ذکر)

۷ ر مارچ ۱۹۷۵ء

محب گرامی منزلت زیدت مکارمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ مورخہ ۲۱ جنوری میری غیر موجودگی میں پہنچا، آپ نے جس روز یہ عنایت نامہ تحریر فرمایا اسی روز میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی کمیٹی میں شرکت کیلئے حجاز روانہ ہوا۔ آپکا خط سفر سے واپسی پر ۲ مارچ کو ملا۔ خط پاکر بڑی مسرت ہوئی۔ آپ نے جن بلند الفاظ میں اپنے تعلق اور مسرت کا اظہار فرمایا ہے اس سے مسرور بھی ہوا اور شرمندہ بھی۔ الحق کے ایک شمارے میں اپنا مکتوب پڑھ لیا تھا رمضان المبارک میں بڑی عجلت میں لکھا گیا تھا آپ نے اسکو اہمیت دی اور شائع کیا۔ "النبی الخاتم" کے پہنچنے اور مطالعہ سے گزر جانے سے مسرت ہوئی۔ اس مسئلے میں آپکے والد ماجد مدظلہ نے جو رہنمائی فرمائی وہ انکے شایان شان تھی اور یقیناً اس سے بڑی تقویت حاصل ہوئی ہوگی۔ آپ نے جس رسالہ کے بھیجنے کا ذکر فرمایا وہ ابھی نہیں پہنچا، اس کا ضرور مطالعہ اور اس سے استفادہ کیا جائے گا۔ ڈاک کے بند ہونے کی وجہ سے میں اپنی بہت سی کتابیں آپ کو نہیں بھیج سکا، اب انشاء اللہ جلد دو تازہ تصنیفات "دریائے کابل سے دریائے یرموک تک" اور "پرانے چراغ" ارسال خدمت کروں گا۔

(مولانا ندوی کی محسن کتابیں)

۱ میری علمی و مطالعاتی زندگی کے زیر عنوان پیش نظر مضمون میں عالم اسلام کے اس فرزند جلیل داعی کبیر مولانا ابوالحسن ندوی مدظلہ (صدر ندوۃ العلماء لکھنو) نے سوالنامہ کے اس شق کے بارہ میں روشنی ڈالی ہے جس میں شخصیت پر اثر انداز ہونے والی محسن کتابوں کے بارہ میں دریافت کیا گیا تھا۔ گویا مولانا کے اس پر مغز اور معلومات آفرین مضمون میں ان کے عمر بھر کے علمی اور مطالعاتی زندگی کا عطر کشیدہ ہے۔ مولانا جیسے کثیر الاشغال شخصیت پھر ضعف وعلالت کے باوجود اتنی توجہ اور کرمفرمائی؟ یہ سب اُس علمی جذب وشوق اور اُس دینی درد وسوز کے کرشمے ہیں جس کی شعاعوں میں اور جس کی حرارت سے نہ صرف عالم اسلام بلکہ یورپ کے بے شمار مسلمان بھی اپنی دلوں میں ایمان ویقین کا نور اور دعوت وعزیمت کی گرمی محسوس کررہے ہیں۔ مولانا ندوی کا یہ علمی مقالہ مؤتمر المصنفین نے "میری علمی اور مطالعاتی زندگی" نامی کتاب میں شائع کیا ہے۔

میرے لئے مستقل مضمون لکھنا بہت مشکل ہو گیا ہے، کہیں کوئی تقریر ہو جاتی ہو تو احباب اسکو قلم بند کر لیتے ہیں، کوئی ایسی چیز ملی تو الحق فراموش نہ ہوگا۔ حضرت والد ماجد کی خدمت میں سلام۔ والسلام مخلص: ابوالحسن علی

(۱۲)

(دو کتابیں ''دریائے کابل سے یرموک تک'' اور ''پرانے چراغ'' کے متعلق تاثرات سے خوشی ○ آپ کو اہل ذوق اور اہل نظر کی صف میں سمجھتا ہوں ○ حقانیہ آنے کا اشتیاق ○ آپ سے ذہنی اتحاد اور طبعی مناسبت ہے)

۲۹ر اپریل ۱۹۷۵ء

محب گرامی زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ مورخہ ۲۷ر ربیع الاول وسط ربیع الآخر میں پہنچ کر باعث مسرت ومنت ہوا۔ دونوں کتابوں کے متعلق آپ کے تاثرات پڑھ کر وہ خوشی ہوئی جو مصنف کو قدرتاً اہل ذوق اور اہل نظر کے تاثرات پڑھ کر ہوتی ہے۔ اور میں آپکو اس صف میں سمجھتا ہوں اور یہ ذہنی اتحاد اور طبعی مناسبت کا نتیجہ ہے جو طرفین کیلئے باعث مسرت ہے۔ جی ہاں رابطہ کی طرف سے ایک مرتبہ سفر کا پروگرام بنا تھا لیکن اسمیں مختلف قسم کی قانونی اور سیاسی دشواریاں تھیں اس پر عمل نہ ہو سکا، اب خدا کرے کہ راستہ کھل جائے، معمول کے مطابق سفر ہو سکے تو ضرور وہاں حاضر ہونے کی مسرت حاصل کروں۔ حضرت والد ماجد کی خدمت میں بہت بہت سلام اور درخواست دعا۔ امید ہے کہ آپ تمام متعلقین کے ساتھ بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام دعا گو: ابوالحسن علی

(۱۳)

(ادبیات کا اسلامی تصور اور ندوۃ العلماء کا سیمینار)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم آپکی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ ادب اور بالخصوص ادب عربی کے ذخیرہ کا نئے سرے سے جائزہ لینے، پھر سے اس کا مطالعہ کرنے، اور نئے انداز سے پیش کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ ہر قوم کے ادب کی طرح ادب عربی بھی ابتلا وآزمائش کے دور سے گذرتا رہا ہے۔ ابتلا وآزمائش کا یہ مرحلہ تقریباً فطری ہے اور اس سے ہر زبان وادب کو گذرنا پڑا ہے۔ البتہ اسکی مدت میں کمی بیشی ہوتی رہی ہے، کسی قوم کے ادب میں آزمائش کا دور طویل ہوا ہے تو کسی کا مختصر، دراصل اس کا تعلق معاشرتی حالات، سیاسی عوامل ومحرکات اور اصلاح وتجدید کی تحریکوں سے ہے۔ جہاں یہ چیزیں پورے طور پر میسر آگئیں وہاں آزمائش کا دور مختصر ہو گیا اور جہاں یہ چیزیں میسر نہ آئیں یا کم آئیں اس ادب اور قوم کی آزمائش اور زبوں حالی کا دور طویل ہو گیا۔

کسی بھی ادب کی آزمائش اور ابتلا یہ ہے کہ اس پر ایسے لوگ حاوی ہو جائیں جو ادب کو بطور فن اور پیشہ کے اپناتے ہیں اور اسکو صرف اپنے ساتھ مخصوص ومحدود بنا لیتے ہیں، اس کو بنانے سنوارنے اور عبارت آرائی کرنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے ہیں کہ اس طرح کمال ومہارت کا سکہ جما کر اپنی مقصد براری کریں۔ یہ صورت حال مسلسل ترقی پذیر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ادب صرف انہی افراد کی میراث بن کر رہ جاتا ہے اور ایک ایسا وقت آتا ہے کہ ادب کا تصور ان ہی کے نگارشات قلم تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے جو محض صنعت وفنکاری اور تقلیدی ادب کا مجموعہ ہوتا ہے اس کے اندر رزور ہوتا ہے نہ روح، جدت وندرت ہوتی ہے اور نہ دلچسپی کا کوئی سامان۔

<u>مصنوعی اور تقلیدی ادب:</u> یہ مصنوعی اور تقلیدی ادب، اس فطری، رواں اور سلیس ادب اور اسکی بلیغ تعبیرات پر جن پر انسان جھوم اُٹھے، اور اسکے ذہن وفکر کے اندر وسعت پیدا ہو، جو اندھی تقلید سے روکے اور انسان کے اندر خود اعتمادی پیدا کرے، وہ ادب جس سے اس قوم کا کتب خانہ بھرا پڑا ہے۔ اس ادب پر یہ تقلیدی اور مصنوعی ادب چھا جاتا ہے۔ حالانکہ اس رواں اور سلیس ادب میں اس کے سوا

اور کوئی عیب یا نقص نہیں ہوتا ہے کہ وہ ان افراد کے قلم سے نکلا ہوتا ہے جنہوں نے ادیبوں کی وردی نہیں پہنی اور انہوں نے ادب وانشاء کو پیشہ یا ذریعہ معاش نہیں بنایا اور انکے دلکش ودلنواز ادبی خوش بیانیوں کو کسی ادبی عنوان سے موسوم نہیں کیا گیا ہوتا ہے اور نہ اس کا ادب کے سیاق میں ذکر کیا گیا ہوتا ہے بلکہ کسی دینی بحث علمی وفکری کتاب اور فلسفیانہ یا معاشرتی موضوع کے تحت ذکر آیا ہوتا ہے،

<u>کتابوں کے انبار میں دبے ادبی شہ پارے جسے صحیح مقام نہ ملا:</u> یہ سب ادبی شہ پارے دینی واخلاقی اور علمی کتابوں کے انبار میں دبے ہوئے ہیں، تقلیدی ادب نے خود پسندی کی بنا پر اسے اپنی صف میں جگہ نہیں دی اور مورخین ادب نے اپنی فکر ونظر کی کوتاہی کے سبب ادھر توجہ نہیں کی اور نہ اُسے وہ مقام دیا جس کے وہ شہ پارے بجا طور پر مستحق تھے۔

'یہ فطری، دلآویز اور طاقتور ادب، عربی کے معمور کتب خانہ میں بہت ہے اور اسکی تاریخ مصنوعی وتقلیدی ادب سے زیادہ قدیم ہے کیونکہ مکاتیب ورسائل اور قصہ کہانیوں کے اندر تقلیدی ادب کے مدون ہونے سے بہت پہلے حدیث وسیرت کی کتابوں میں یہ فطری اور طاقتور ادب مدون ہو چکا تھا لیکن ادب کے مورخین اور تحقیق اور ریسرچ کا کام کرنیوالوں نے جتنی توجہ تقلیدی ادب پر صرف کی اتنی قدیم اور فطری ادب پر نہیں کی حالانکہ اس قدیم اور فطری ادب سے عربی زبان کی صلاحیت وبرتری اور اس کی گیرائی وگہرائی ظاہر ہوتی ہے اور اہل زبان کا کمال فن، ملکہ اور زبان پر انکی قدرت کا اندازہ ہوتا ہے اور درحقیقت وہی ادب کا پہلا اور اصل مدرسہ ہے۔

<u>مصنوعی اور غیر مصنوعی ادب کا موازنہ:</u> انکی دینی اور علمی تحریروں کی برتری، سحر انگیزی، قوت اور دلآویزی کا راز صرف اس حقیقت میں مضمر نہیں ہے کہ یہ سجع اور محاسن بدیع کی قیود سے پاک ہیں، سلیس اور رواں ہیں بلکہ اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ ان تحریروں کا باعث ومحرک عقیدہ اور جذبۂ دل ہے۔ یہ تحریریں ایک مسئلہ پر مکمل اطمینان قلب ہو جانے کے بعد پورے جوش اور لگن کے ساتھ لکھی گئی ہیں، انکے برعکس جو تحریریں صرف مظاہرۂ ادب کے لئے لکھی گئی ہیں وہ کسی بادشاہ ووزیر یا دوست کی فرمائش پر لکھی گئی ہیں، یا اپنے ادبی ذوق کی تسکین یا معاشرہ کو کسی خواہش کی تکمیل یا حصول شہرت اور اپنی برتری وتفوق کا سکہ جمانے کی غرض سے لکھی گئی ہیں، ظاہر ہے کہ یہ سارے محرکات سطحی ہیں، انکے اندر یہ صلاحیت کہاں کہ کسی تحریر کے اندر قوت اور روح پیدا کرسکیں یا اسکو زندہ جاوید بنا سکیں اس مصنوعی ادب اور دل وعقیدہ کی زبان سے نکلنے والی تحریروں کے درمیان وہی فرق ہے جو انسان اور اسکی تصویر کے درمیان ہوتا ہے۔ یا کرائے پر رونے والی اور اس چوٹ کھائی ہوئی ماں کے درمیان ہوتا ہے، جس کا اپنا بچہ موت کا شکار ہو گیا ہو۔

<u>پیشہ ور ادیب یا بہروپئے:</u> یہ پیشہ ور ادیب اپنی تحریروں میں ان بہروپیوں کے مشابہ نظر آتے ہیں جو کبھی بادشاہوں کا رول ادا کرتے ہیں جو شاہانہ جاہ وجلال کا نقشہ پیش کرتے ہیں اور کبھی فقیروں کا کردار ادا کرتے ہیں تو فقیروں کا لباس پہن لیتے ہیں۔ کبھی کسی قسمت کے دھنی کا پارٹ ادا کرتے ہیں اور کبھی اپنی قسمت کے مارے کا۔ لیکن نہ تو سعادت وخوش بختی کا سایہ انکو نصیب ہوتا ہے اور نہ فقر وفاقہ اور بدبختی کی آنچ ان تک پہنچتی ہے۔ وہ کبھی کسی غمزدہ کے غم کی کسک محسوس کئے بغیر اسکے غم میں شریک ہوتے ہیں اور کبھی کسی خوش نصیب کی مسرتوں کے احساس مسرت میں شرکت کے بغیر اس کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

<u>ادب عالی کی صحیح نمائندگی کیلئے از سر نو عربی ادب کھنگالنا ہے:</u> میں ادب کے قدیم کتابوں کی جو رسائل قصہ کہانیوں، نیز دیگر اصناف پر مشتمل ہیں تحقیر نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی زبان وادب اور انکی فنی قدر وقیمت کو گھٹا رہا ہوں، میرا خیال یہ ہے کہ ادب اور زبان کے مختلف مراحل میں یہ ایک فطری مرحلہ ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ میرا خیال یہ ہے کہ ادب صرف یہی نہیں ہے اور نہ یہ ہمارے ادب عالی کی صحیح نمائندگی کرتا ہے جو دنیا کا بہت وسیع اور بڑا دلآویز ادب ہے۔ بلکہ ان کتابوں نے تحریر ونگارش کی فطری صلاحیتوں اور وہبی قوتوں کو بڑا

نقصان پہنچایا ہے۔ان کی وجہ سے عربی زبان کی صلاحیت پرحرف آیا ہے۔اُس نے فکروذہن کے اندروسعت پیدا ہونے اور حقیقت وخیال کی دنیا میں پرواز کرنے سے باز رکھا۔اس عظیم قوم کی جو بے مثل زبان وادب عالی کی حامل ہے۔اُس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن گئی۔ لہٰذا ہمارے لئے بہتر یہ ہے کہ ہم ادب اور ادباء کی صف میں اُسے وہی مقام دیں جسکا وہ مستحق ہے۔اوراس پروہ توجہ صرف کریں جواس کا حق ہے۔اوراز سرنو عربی ذخیرہ کتب کو کھنگالیں اوراپنے نونہالوں اورنئی نسل کے سامنے قدیم کتابوں سے ادب کے نئے نمونے پیش کریں تا کہ وہ اس زبان کی چاشنی اور حلاوت سے لطف اٹھائے ،اسکی نشوونمااس طرح ہو کہ وہ صحیح اور بلیغ اسلوب میں مافی الضمیر کی ادائگی پر قادر ہو،ساتھ ہی ساتھ اس وسیع کتب خانہ سے آگاہ ہواوراس سے استفادہ کر سکے۔

<u>ندوی مکتب فکر کے اثرات ونتائج:</u> روز اول سے ہی ندوۃ العلماء کے پیش نظر یہ کام رہاہےاوراس نے اس کا خاص اہتمام کیا،اسکے ثبوت میں ندوۃ العلماء کے کارکنوں اور فضلاء کی تحریری کاوشیں پیش کی جاسکتی ہیں۔جوادب،تنقید،تاریخ ادب اورنصوص کے شروح وبیان کے سلسلے میں ہیں۔اس طرح اسکے ذریعہ ایک خاص مکتب فکر وجود میں آیا ہے۔اس مکتب فکر کے اثرات ونتائج گذشتہ اسی (۸۰) برسوں میں خاص طور پر اردو زبان میں ظاہر ہوئے ہیں جو برصغیر کے مسلمانوں کی زبان ہے۔علاوہ ازیں ندوہ کے ادباء جوعربی سے اشتغال رکھتے ہیں اور تصنیف وتالیف کا کام کرتے ہیں۔انکی کتابوں اور تحریروں میں بھی اسکی چھاپ نمایاں طور سے نظر آئے گی۔

ہم اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور اسکا شکرادا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ادبی تصورات کا جائزہ لینے اوراس پرغوروفکر کرنے کے لئے ایک علمی مذاکرہ منعقد کرنے کی توفیق دے رہاہے۔جس میں ہم ادب عربی کے ان تمام پہلوؤں کا جائزہ لیں گے جوادب کے اسلامی مفہوم سے ہم آہنگ ہیں،نیز دوسری اسلامی ونیم اسلامی زبانوں وادبوں پر عربی ادب واسلوب کا جواثر پڑایا تعلق قائم ہوا وہ بھی مذاکرہ کا موضوع ہوگا۔

ہم آپ سے توقع کرتے ہیں کہ آپ اس مقصد کے حصول میں ہمارے ساتھ تعاون کریں گے اور مذاکرہ میں شرکت فرمائیں گے۔آنے والے حضرات قیام وطعام کی حد تک دارالعلوم کے مہمان ہوں گے۔ والسلام:ابوالحسن علی حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنو(یو۔پی)

<u>مذاکرۂ علمی کے عناوین</u>

۱۔ مذہبی کتابوں کا مطالعہ ادبی نقطۂ نگاہ سے۔

الف: ادب اور قرآن مجید ب: ادب اور حدیث نبویؐ

ج: صحابہ کرامؓ کے کلام میں ادبی نمونے۔ د: دعوتی ادب ہ: اصلاحی ادب

۲۔ قدیم مواعظ ودینی خطبوں میں ادب کا عنصر:۔

الف: تربیت اسلامی میں مواعظ کا حصہ ب: حضرت حسن بصریؒ کے مواعظ

ج: ابن الجوزی کی تقریریں د: ادبی شہ پارے حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تک۔

۳۔ اسلامی رجحانات اورنثر کے مختلف ادبی اقسام:۔

الف: تاریخ،سوانح،روزنامچے ب: مقالات،رسائل ومکاتیب

ج: صحافت اور ریڈیو د: افسانہ اورڈرامہ ہ: طنزومزاح

۴۔ شاعری میں اسلامی رجحانات:۔

الف: عہدنبویؐ میں اسلامی شاعری ب: بعد کی صدیوں میں اسلامی شاعری

ج: مولانا روم، شیخ سعدیؒ، ڈاکٹر محمد اقبالؒ، محمد عاکف، دیگر شعراء

۵۔ عربی نعت گوئی۔

الف: عہدِ نبویؐ میں ب: بعد کی صدیوں میں ج: مشہور نعت گو شعراء، حسان بن ثابتؓ، بوصیری وغیرہ

۶۔ ادب کی تعلیم اسلامی نقطۂ نظر سے:۔

الف: اسلامی نصاب تعلیم میں ادب کی اہمیت ب: ادبی نصوص کا انتخاب اسلامی نقطۂ نظر سے

ج: تاریخ و نقد کے اسلامی اصول د: تاریخ ادب عربی کی نئی تدوین کی ضرورت

۷۔ مختلف زبانوں پر اسلام کا اثر:۔

الف: عربی زبان پر اسلام کا اثر ب: برصغیر کی زبانوں پر اسلام کا اثر

ج: فارسی زبان پر اسلام کا اثر د: یورپین زبانوں پر اسلام کا اثر

ہ: مشرقی اور دیگر علاقائی زبانوں پر اسلام کا اثر

۸۔ اسلامی ادب کے مراکز:۔

الف: دنیائے عرب میں ب: عالمِ اسلام میں ج: غیر مسلم ممالک میں

(۱۴)

۲۳؍۴؍۱۹۸۱ء (لکھنؤ کا ادبی سیمینار، دعوت نامہ تمہید کے ساتھ شائع کرنے پر خوشی O محبت وسعت نظر اور تعاون کی روح سے بہت زیادہ متاثر ہوں O رپورٹ کی ترسیل)

محب گرامی منزلت مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ ۴ ؍ اپریل سیمینار کے زمانے میں پہنچا۔ اس سے پہلے الحق میں پورا دعوت نامہ چھپا ہوا ملا آپ کی تمہید[1] دیکھی میرے علم میں پاکستان کے دینی رسائل و اخبارات میں آپ نے سب سے زیادہ

---

[1] تمہیدی کلمات یہ ہیں جو الحق کے اداریہ میں اصل مکتوب سے پہلے لکھے گئے تھے۔

نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالمِ اسلام کے ادبیات اپنے اصل مقصد اور اسلامی تصور سے ہٹتے جا رہے ہیں۔ ادب کا فلسفہ دوسرے نظریات اور غیر اسلامی مادی فلسفوں کی بھینٹ چڑھ گیا ہے اور اسلامی روح دھندلی ہوتی جارہی ہے۔ اس مسئلہ کا ہمہ گیر سطح پر علمی اور تحقیقی جائزہ عالمِ اسلام کی ایک اہم ضرورت اور وقت کا ایک اہم تقاضا ہے۔ ہمیں نہایت خوشی ہے کہ عالمِ اسلام کی ایک نہایت فاضل اور برگزیدہ شخصیت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ مہتمم ندوۃ العلماء لکھنؤ کو اس مسئلہ کا ایک عالمی جائزہ لینے کی ضرورت محسوس ہوئی، اس مقصد کیلئے انہوں نے ۱۷، ۱۸، ۱۹ اپریل ۱۹۸۱ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو بھارت میں ایک عالمی مذاکرۂ علمی کا اہتمام فرمایا عالم اسلام کے چیدہ علمی اور ادبی شخصیتوں کو اس میں مدعو کیا۔ جو ادبیات کے اسلامی تصور سے متعلق اہم مباحث اور موضوعات پر اظہار خیال فرمائیں گے۔ مولانا موصوف نہ صرف ایک متبحر عالم و فاضل اور مخلص داعی و مبلغ ہیں بلکہ خداوند تعالیٰ نے انہیں اردو بالخصوص عربی ادب کی اعلیٰ صلاحیتوں سے بھی نوازا ہے۔ اور یہ عظیم کام انہی جیسے ہمہ پہلو جامع شخصیت کے کرنے کا تھا۔ مولانا موصوف دامت برکاتہم نے اس مذاکرۂ علمی کیلئے اس ناچیز کو بھی یاد فرمایا ہے اور متعدد دعوت نامے موصول ہوئے ہیں۔ اگر مجھ جیسے علم و ادب سے تہی دامن طالب العلم کو ایسی علمی مجلس میں شرکت اور استفادہ کی سعادت نصیب ہوتی ہے تو زہے نصیب (جبکہ سفر کی دقتیں اور رکاوٹیں بظاہر مانع ہیں) تاہم ہماری کوشش ہوگی کہ اس اہم مذاکرہ کے مباحث مقالات اور نتائج حاصل کر کے قارئین تک پہنچائے جائیں۔ مذاکرہ کے دعوت نامے میں مولانا موصوف نے نہایت جامع اور فکر انگیز انداز میں موضوع کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے جو خود اس قابل ہے کہ ملک و ملت کے علماء ادیب اور دانشور اس پر توجہ فرمائیں اور خیال انگیز نکات پر غور کریں اور جس حد تک بھی ممکن ہو اس موضوع اور منعقد ہونے والے مذاکرۂ علمی کے سلسلہ میں علمی، قلمی اور فکری تعاون فرمائیں دعوت نامہ کی اس اہمیت اور افادیت کے پیش نظر آج کے نقشِ آغاز میں ہم اس کا متن بطور مہمان اداریہ پیش کر رہے ہیں اور ہماری دلی دعا ہے کہ یہ اجتماع اور مذاکرہ پوری علمی ادبی اور اسلامی دنیا کے لئے عظیم خیر و برکت اور بہترین نتائج کا حامل ثابت ہو اور ہر لحاظ سے کامیاب بھی، سفر کی رکاوٹوں اور مشکلات کی بناء پر جو تشنگان علم و ادب اس میں شریک نہیں ہو سکے وہ اتنا تو کہہ سکتے ہیں کہ ؎

ہاں گروہ کہ از ساغر وفا مستند سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

اپریل ۱۹۸۱ء سمیع الحق

دلچسپی لی اور تعاون کیا۔ انشاء اللہ اس کا اثر پڑا ہوگا۔ سیمینار توقع اور اندازے سے بڑھ کر کامیاب ہوا۔ چالیس کے قریب عرب فضلاء و ادباء شریک ہوئے۔ ہندوستان کی اکثر یونیورسٹیوں کے عربی ادب کے اعلیٰ اساتذہ اور پروفیسر صاحبان شریک ہوئے۔ بڑی مسرت ہوتی اگر آپ بھی شریک ہوتے آپ بھی دیکھ کر خوش ہوتے۔ میں خطبہ صدارت اور مختصر رپورٹ بھجوا رہا ہوں۔ رپورٹ تو من وعن شائع فرمادیں اور خطبہ صدارت کا ملخص اردو میں شائع کردیں آپ کو اختیار ہے میں آپکی محبت، وسعت قلب ونظر، اور تعاون کی روح سے بہت زیادہ متاثر ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپکو مزید دینی علمی ترقیات سے نوازے۔ حضرت والد ماجد کی خدمت میں سلام خادمانہ اور درخواست دعائے عاجزانہ والسلام: مخلص ابوالحسن علی

(۱۵)

۳رشوال ۱۳۹۶ھ (والد ماجد کی علالت پر تشویش O ضعف وعوارض کے باوجود ''اسلام اور عصر حاضر'' پر لکھنے کا وعدہ O سیرت کے کتاب کی تکمیل)

محب گرامی منزلت زیدت مکارمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ مورخہ ۲ رمضان المبارک آپکی گراں قدر تصنیف ''اسلام اور عصر حاضر'' کیساتھ ملا۔ لیکن رمضان المبارک کے دن ایسی شدید مصروفیت میں گزرے کہ تقریباً ایک ایک عشرہ تک پڑھنے کی نوبت بھی نہیں آئی، اس شدید مصروفیت میں بہت دور سفر بھی کرنا پڑا۔ آپکی عزت افزائی سے مسرت بھی ہے اور شرمندگی بھی۔ میرا حال آپکو معلوم ہے کہ براہ راست مطالعے سے بہت کچھ معذور ہوگیا ہوں، کتاب سننے میں وقت بھی زیادہ صرف ہوتا ہے اور وہ لطف بھی نہیں ہوتی۔ اسوقت کاموں کا ہجوم ہے اور متعدد بیرونی سفر بھی درپیش ہیں، آپ سے کلیۃً معذرت کرنے کی ہمت نہیں ہوتی کہ یہ آپکے خلوص ومحبت کی بڑی ناقدری ہوگی۔ اسلئے کچھ لکھنے کی ضرور کوشش کرونگا مگر اسمیں صفحات اور وقت کی تحدید نہ فرمائی جائے۔ سیرت کی کتاب کی تکمیل میں اسوقت شدید مصروفیت ہے جیسے ہی وقت نکلا کچھ لکھ کر بھیج دونگا۔ اگر وہ مقدمے کے قابل نہ ہو تو آپ اسکو ایک تأثر اور چند خیالات کے طور پر شائع کردیں۔ رفع انتظار کیلئے یہ چند سطور لکھوادیں تاکہ آپکو اطمینان ہوجائے کہ کتاب پہنچ گئی۔ والد صاحب کی خدمت میں سلام۔

والسلام (مولانا) ابوالحسن علی

(۱۶)

۲رشوال ۱۳۹۶ھ (کتاب اسلام اور عصر حاضر کیلئے نہایت جامع پر مغز تقریظ)

مخدومی مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، میں نے مصروفیت کے باجود آپ کی کتاب کیلئے ایک تحریر[1] لکھوادی ہے اسے آپ جس عنوان سے چاہیں درج کتاب کرلیں، خدا کرے آپ ہر طرح بخیر ہوں۔ والد صاحب کو سلام کہیے۔ والسلام مخلص ابوالحسن علی

---

[1] یہ تحریر حسب ذیل تھی :- (تمام مسائل مغربی تہذیب کے پیدا کردہ ہیں)

اسلام اور عصرِ حاضر کے سلسلے میں جتنی مشکلات ومسائل ہیں وہ بیشتر مغربی تہذیب کے پیدا کردہ اور اسکی پروردہ ہیں، اس تہذیب سے شاید مغرب کو اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا مشرق اور خصوصاً عالم اسلام کو کیونکہ یہ تہذیب مغربی ممالک کے سیاسی وسماجی حالات وحوادث کے ساتھ تدریجاً ارتقاء پذیر ہوئی تھی لیکن مشرق اور عالم اسلام کی سرزمین کے لیے یہ پودا بالکل اجنبی تھا اس لیے اس کے غیر فطری نتائج سامنے آنا ضروری تھے، مشرقی اور اسلامی تہذیب وثقافت سے مغربی تمدن وثقافت کے تصادم کے نتیجے میں عجیب وغریب اور حد درجہ پیچیدہ صورت حال پیدا ہوگئی اور اس نے طوفانِ بلاخیز اور ایک سیل بے پناہ کی طرح مشرق کی آب و ہوا، تمدن وتہذیب، علوم وفنون، سیاست وثقافت، معیشت ومعاشرت ایک ایک چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اپنے رنگ میں رنگ دیا۔

اس صورت حال نے مشرقی اور اسلامی ممالک میں دو قسم کے ذہن پیدا کیے۔ ایک وہ جس نے زمانہ سازی سے کام لیتے ہوئے یہ کہنا شروع کیا کہ

ع چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

(بقیہ اگلے صفحے پر)

(۱۷)

(دورۂ اکوڑہ خٹک اور اسکی حاشیہ میں تفصیل ○ سفر نے ذہنی وعلمی ارتباط کو بڑھادیا ساتھیوں کا تاثر اور ذکر ○ رائے بریلی میں کچھ دن ساتھ گزارنے کی خواہش ○ الحق کا برابر انتظار ○ اکوڑہ آمد کا سب سے بڑا فائدہ شیخ الحدیث کی زیارت)

۱۶ رشوال المکرم ۱۳۹۸ھ

محب گرامی منزلت مولانا سمیع الحق صاحب زیدلطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اپنی اس کوتاہی کا معترف اور اس پر شرمندہ ہوں کہ پاکستان سے آنے کے بعد آپ کو کوئی خط نہ لکھا آپکی محبت وتعلق ہے کہ آپ اس پر کچھ نہ کہیں اور میرے لئے عذر تلاش کرلیں ورنہ یہ کوتاہی ضرور ہے، آنے کے بعد ہی ایک ہفتے کے بعد رمضان المبارک شروع ہوگیا ڈاک جو میرے سفر کے دوران جمع ہوگئی تھی اور نامکمل کام انہوں نے مہلت ہی نہ دی اب اس خط کے لکھنے کی توفیق ہورہی ہے، سب سے ضروری بات تو یہ ہے کہ حضرت والد ماجد کی صحت وکیفیت مزاج کے متعلق معلوم کروں جو اس وقت بہت ضعیف تھے خدا کرے وہ عوارض رفع ہوگئے ہوں اور صحت بہتر ہو اللہ تعالیٰ تادیر ان کا سایہ اس پورے علاقے پر اور طالبین علوم دینیہ پر باقی رکھے میرا سلام پہونچایئے اور دعا کی درخواست کیجئے وہاں کی حاضری کا سب سے بڑا فائدہ ان کی زیارت تھی آپ سے پہلے بھی ذہنی وعلمی ارتباط تھا لیکن آپ اسلام آباد میں جس محبت ویگانگت سے ملے پھر اکوڑہ[1] لے گئے اس نے اس ارتباط کو بہت بڑھادیا، جی چاہتا ہے کہ آپ کچھ وقت کیلئے ہندوستان تشریف لائیں اور لکھنؤ اور رائے بریلی میں کچھ دن یکجا رہیں۔ اس عرصے میں الحق کا برابر انتظار رہا لیکن وہ ابھی تک دیکھنے کو نہیں ملا خدا کرے آنے میں بخیر ہو۔ ہمارے ساتھی آپکے خلوص ومناسبت سے بہت متاثر ہیں۔ اور اکثر ذکر کرتے رہتے ہیں، امید ہے کہ آپ ہر طرح بعافیت ہوں گے۔ والسلام: آپکا مخلص ابوالحسن علی ندوی

(گذشتہ صفحے سے ملحقہ) اور دوسرا جس نے اس خطرے کی دہشت ناکی اور دوررس اثرات ونتائج کا اندازہ کرکے اسے ایک چیلنج سمجھا اور اسکے خلاف جدوجہد شروع کی یہ دوسرا ذہن دینی احساس وشعور اور ملی غیرت وحمیت رکھنے والے افراد کا تھا جنہیں تیار کرنے اور جنکی ذہن سازی میں اہل درد اور فکرمند علماء کا بہت کچھ ہاتھ تھا، لیکن ایسے علماء کی تعداد بہت کم تھی اور ہے جو مغربی تہذیب وثقافت کے کمزور پہلوؤں اور اسکی دکھتی رگوں کو اچھی طرح پہچانتے ہوں اور اسلام کی طرف سے اسکے جواب ودفاع کا فرض بھی خوش اسلوبی اور جدید طرز پر انجام دے سکتے ہوں۔ مقام شکر ہے کہ مولانا سمیع الحق صاحب علماء کے اسی باشعور طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جو مغربی تہذیب کے نقائص وعیوب کو جانتے اور ان پر بروقت گرفت کرتے رہتے ہیں۔

''اسلام اور عصرِ حاضر'' کے نام سے انہوں نے اپنی لکھی ہوئی تحریرات یکجا کردی ہیں جو انہوں نے وقتاً فوقتاً پیش آنے والے مسائل اور تحریکات کے جواب میں لکھیں۔ میں اپنی نظر کی کمزوری سے کتاب کو جستہ جستہ ہی دیکھ سکا لیکن ایک سرسری جائزے سے بھی مصنف کے دینی مزاج وسلامت ذہن اور اصابت رائے اور شگفتہ طرز تحریر کا اندازہ ہوجاتا ہے اور مصنف کے جذبۂ اسلامی اور دینی جوش وہوش کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ مصنف ان متفرق مضامین کے علاوہ اس موضوع پر مستقل تصنیف کی داغ بیل بھی ڈالیں گے۔ بہرحال یہ کتاب بھی ہر اصلاح پسند اور دردمند مسلمان کے ہاتھ میں جانے کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی محنت قبول کرے اور ان خیالات کو مقبول عام بنائے۔ ابوالحسن علی ندوی

[1] اکوڑہ خٹک کے اس دورے کی تفصیلی رپورٹنگ الحق جلد ۳۲ شمارہ ۲ نومبر ۱۹۷۸ء میں تفصیل سے شائع ہوئی تھی جی چاہتا ہے اسے یہاں محفوظ کیا جائے کہ حضرت کے بارہ میں میرے جذبات واحساسات کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ اور اکوڑہ خٹک سے شہداء بالاکوٹ کی مناسبت سے مولانا ندوی کے تاثرات جیسی اہم باتیں محفوظ ہوجائیں:۔

عالم اسلام کے معروف سکالر، داعی کبیر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ہندوستان کے اکابر علماء اور افاضل کے ساتھ ۱۹ جولائی ۱۹۷۸ء کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی زیارت وملاقات کے لیے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ ان کی تشریف آوری، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق سے ملاقات، استقبالیہ تقریب اور ان کے خطاب میں حضرت شیخ الحدیث کی سوانح اسی مناسبت سے دارالعلوم حقانیہ کی مرکزیت، تاریخی پس منظر، اکوڑہ خٹک کی تاریخی عظمت، شہدائے بالاکوٹ کا تذکرہ اور جہاد

افغانستان میں حضرت شیخ الحدیث کے تلامذہ کا بھرپور قائدانہ کردار اور اس سلسلہ کے کئی اہم پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ جناب شفیق الدین فاروقی صاحب اس کی مفصل رپورٹ پیش کرتے ہیں۔

(رپورٹنگ جناب شفیق الدین فاروقی)

۱۹ جولائی ۱۹۸۷ء کا دن دارالعلوم حقانیہ کے لیے خوشیوں کا دن تھا۔ بلکہ یہ سارا مہینہ مسرتوں کا موسم بہار تھا۔ ابھی چند روز پہلے ایشیائی سربراہی کانفرنس کے سلسلے میں آنے والے بھارت کے ایک محبوب و معزز مہمان شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے جانشین و فرزند مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ نے دارالعلوم کو اپنے قدوم میمنہ سے نوازا تھا اور آج دارالعلوم میں عالم اسلام کے عظیم مفکر اور داعی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ندوۃ العلماء لکھنو کی آمد تھی۔ گو دارالعلوم میں تعطیلات شعبان کی وجہ سے طلبہ موجود نہیں تھے مگر جہاں جہاں بھی اطلاع پہنچی علماء، دانشور اور دینی درد سے سرشار مسلمان اس شمع علم کی زیارت کے لیے پروانوں کی طرح جمع ہو گئے۔ ایک ایک منٹ انتظار میں گذر رہا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث علالت کے باوجود مشتاق دید بیٹھے ہوئے تھے کہ مولانا موصوف کی آمد کا ایک مقصد حضرت کی ملاقات بھی تھا۔ اللہ اللہ کر کے مولانا ندوی مدظلہ اور انکے رفقاء کا قافلہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ایڈیٹر ماہنامہ "الحق" کی رفاقت میں ظہر کے بعد دارالعلوم پہنچا۔

مولانا کے رفقاء سفر:- مولانا موصوف کے ساتھ کئی ممتاز علمی اور ادبی شخصیتیں بھی شریک سفر تھیں۔ مولانا مدظلہ کے بھانجے مولانا محمد الحسنی مدیر "البعث الاسلامی" (عربی) مولانا معین اللہ صاحب ندوی ناظم ندوۃ العلماء، لکھنو مولانا اسحاق جلیس صاحب مدیر تعمیر حیات لکھنو، جناب احمد الحسینی سعودی قونصل خانہ لاہور بھی مولانا مدظلہ کے ساتھ تھے۔

اسی طرح ہندوستان کے وقیع اور معروف علمی ادارہ دارالمصنفین اعظم گڑھ کے ناظم اور موقر جریدہ "معارف" کے مدیر شہیر مولانا صباح الدین عبدالرحمان بھی ساتھ تھے جو دارالمصنفین کے کسی سلسلہ میں اسلام آباد میں تشریف فرما تھے اور مولانا سمیع الحق صاحب سے اتفاقیہ ملاقات کے بعد مولانا نے انہیں بھی تشریف لانے کی دعوت دی، علم و فضل کے یہ اعیان مولانا ندوی مدظلہ کی قیادت میں دارالعلوم پہنچے۔ سب سے پہلے حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات کی۔ دونوں اکابر کی محبت و عقیدت اور خلوص کی ملاقات کا منظر دیدنی تھا۔ اس کے بعد الحق کے نئے دفتر میں معزز مہمانوں نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ نماز عصر کے بعد دارالعلوم کی جامع مسجد کے ہال میں جو اطراف و اکناف سے آئے ہوئے مشتاقین علم و فضل سے بھرا ہوا تھا۔

احقر کا خیر مقدمی خطاب: ایک مختصر تقریب کے آغاز میں محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ مدیر الحق نے عظیم اور محبوب مہمان کا خیر مقدم کرتے ہوئے استقبالیہ تقریر میں کہا کہ "میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے حضرت الاستاذ الداعی الکبیر علامہ ندوی مدظلہ کا خیر مقدم اور شکریہ ادا کروں۔ صرف اتنا عرض ہے کہ

حقانیہ سیدین شہیدین کے جہاد کا ایک کرشمہ: آج دارالعلوم کی شکل میں علوم دینیہ کا جو سلسلہ اللہ تعالیٰ نے چلایا وہ حضرت ندوی کے مورث اعلیٰ سیدنا الامام احمد بن عرفان الشہید، شاہ اسماعیل شہید اور ان اسلاف کے جہاد و قربانی کا ایک کرشمہ ہے اور انہی اسلاف کی برکات ہیں۔ حضرت سید احمد شہید کا جو مقام دعوت و عزیمت تھا اس دعوت کو مولانا ندوی مدظلہ نے صرف عالم اسلام میں نہیں بلکہ یورپ میں اور اسلام دشمن ممالک کے آخری سروں تک پہنچایا۔ بے شک آپ ان کے اصل وارث ہیں۔ سید احمد شہید نے جس مقام سے اپنے جہاد کا آغاز کیا وہ یہی اکوڑہ خٹک تھا۔ اور صدیوں بعد اللہ کے دین کے لیے خالص اللہ کی رضا کے لیے برصغیر میں اگر خون شہادت گرا کسی مسلمان کا، تو وہ سعادت اسی سرزمین اکوڑہ خٹک کو حاصل ہے۔ یہی وہ علاقہ ہے، یہی وہ فضائیں ہیں جہاں آپ کے سید شہید نے سالہا سال ریاضتیں کیں، ایک ایک بستی میں گشت کیے، ایک ایک حجرہ کو وعظ و تبلیغ سے منور کیا، یہاں انہوں نے حکومت الٰہیہ قائم کی اور آج تقریباً یہی وہ معرکے کا میدان ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم حقانیہ کو قائم فرمایا ہے۔

بہر زمین کہ نسیمے ز زلف او زدہ ست ہنوز از سر آن بوئے مشک می آید

اکوڑہ خٹک کی رات سید شہید کی نظروں میں لیلۃ الفرقان: اور جس طرح دارالعلوم دیوبند کے مقام و محل سے گذرتے ہوئے حضرت سید احمد شہید نے فرمایا کہ "مجھے یہاں سے علم کی خوشبو آرہی ہے"۔ اسی طرح ان میدانوں اور صحراؤں میں سید احمد شہید کی راتیں گذریں۔ راتوں کی آہ و بکا سوز و گداز کیا، کیا راز و نیاز ہو گا جو ان میدانوں میں ان فضاؤں میں نہیں ہوا ہو گا۔ اسی اکوڑہ خٹک کے معرکہ حق و باطل والی رات کو سید شہید نے "لیلۃ الفرقان" کہا تھا۔ کہ یہ رات حق و باطل کی تمیز کا ذریعہ ٹھہری۔ میں اپنے احباب سے اور ان معزز مہمانوں سے جو حضرت ندوی مدظلہ کا سن کر تشریف لائے اتنا عرض کروں گا۔

مولانا ندوی کا اسلام کے نشاۃ ثانیہ میں وافر حصہ اور مجددانہ کام: اس وقت عالم اسلام میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے جو مساعی ہو رہی ہیں، اس میں حضرت مولانا ندوی کا نہایت وقیع، ممتاز اور وافر حصہ ہے، عالم عرب کو انکا اصل مقام یاد دلانے میں ان پچیس تیس سالوں میں مولانا ندوی کا خاص حصہ ہے۔ وہ محترم شخصیت ہم میں موجود ہیں جنہوں نے امریکہ کے وائٹ ہاؤس کے قریب وہاں کی عظیم یونیورسٹیوں میں، وہاں ہی کے دانشوروں اور مستشرقین کو، سکالروں کو عیسائیت کی مسخ شدہ تصویر دکھائی اور اسلام کی ابدی صداقتوں کو ان کے سامنے واضح کیا۔ بلاشبہ مولانا ندوی مدظلہ اس دور میں ایک مجددانہ کام کر رہے ہیں۔

مولانا اور مغرب کا آپریشن: اس صدی میں مغرب اور مغربیت اسلام اور عالم اسلام کے لیے ابتلا عظیم کا باعث بنا تو مغرب کا جو آپریشن اور وہاں کے فلسفوں کا جو تحلیل و تجزیہ مولانا نے فرمایا اور جس جارحانہ انداز میں مغربیت کا تعاقب کیا اس کی مثال بہت کم ملے گی۔ آج وہ نعمت خود چل کر ہمارے پاس آئی ہے۔ یہ دارالعلوم کی سعادت ہے اور دارالعلوم کا سب کچھ اکابر کی توجہات کا مرہون منت ہے۔ یہ ان حضرات اور اسلاف کا فیض ہے کہ آج اس وادی غیر ذی زرع میں اللہ تعالیٰ نے کچھ دین کا سلسلہ چلایا۔

رفقاء کا تعارف اور انہیں خراج عقیدت: میں مولانا کے معزز رفقاء جو ہندوستان کے اہل علم و فضل ہیں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ محترم دوست

مولانا محمد الحسنی مدیر ''البعث الاسلامی'' جنہیں اللہ نے اردو اور عربی دونوں زبانوں میں مولانا کا جانشین بنایا ہے اور ندوہ جیسے عظیم ادارہ کے ناظم مولانا معین اللہ ندوی صاحب اسی طرح وقیع مجلہ ''تعمیر حیات'' کے ایڈیٹر مولانا اسحاق جلیس کا بھی شکر گذار ہوں۔ ان خوشیوں میں ہندوستان کے ایک اور عظیم اور قدیم ادارہ دار المصنفین جسے علامہ شبلی نعمانی نے قائم کیا اور علامہ سلیمان ندوی مرحوم نے پروان چڑھایا، کے ناظم اور برصغیر کے قدیم موقر ''جریدہ معارف'' کے مدیر مولانا صباح الدین عبدالرحمان کی آمد نے اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ندوۃ العلماء اور دار المصنفین کے اکابر یہاں جمع کر دیئے ہیں۔ ان حضرات کی برکت سے اللہ تعالیٰ دار العلوم کو دین کی خدمت انجام دینے کی بیش از بیش توفیق دے۔

سید شہید کے نام پر ہاسٹل کا سنگ بنیاد: اسکے بعد مولانا ندوی مدظلہ نے مختصر خطاب فرمایا اس لیے کہ ایک تو مولانا بے حد تھکاوٹ محسوس کر رہے تھے۔ پھر جلد ہی واپسی بھی تھی، تقریر کے بعد مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے مبارک ہاتھوں دار العلوم کے طلبہ کے لیے سید احمد شہید قدس سرہ کے نام نامی پر موسوم دار الاقامہ سید احمد شہید کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ یہ عمارت دار الحدیث کے مغربی جانب درسگاہوں کی چھت پر بنے گی۔ یہاں کے بالکل عقب میں وہ گھاٹی ہے جہاں سے سید شہید کے مجاہدین نے اکوڑہ خٹک کے میدان میں شب خون مارا تھا۔ سنگ بنیاد رکھتے ہوئے مولانا ابوالحسن علی ندوی اور ان کے رفقاء کی مسرت قابل دید تھی۔ مولانا ندوی نے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد تضرع و الحاح سے اس عمارت کی تکمیل کیلئے دعا کی، اللہ تعالیٰ اس دار العلوم کو دین کے داعیوں اور مجاہدین کا مرکز بنادے۔

اس کے بعد دار العلوم کے مختلف شعبوں اور عمارتوں کا معائنہ فرمایا۔ کچھ دیر دار العلوم کے دار الحدیث میں تشریف فرما رہے، وہاں دار العلوم کی کتاب الآراء میں اپنے تاثرات قلمبند فرمائے۔ نماز مغرب کے بعد دار العلوم کے صحن میں قریباً ڈیڑھ گھنٹہ شائقین کے جھرمٹ میں حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ بیٹھے رہے۔ رات ساڑھے آٹھ بجے اکوڑہ خٹک ریلوے اسٹیشن پر مولانا مدظلہ کو باچشم پرنم رخصت کیا گیا۔

مولانا ندوی کی میدانوں اور فضاؤں پر حسرت بھری نگاہیں: مولانا ندوی مدظلہ ان میدانوں اور فضاؤں پر بڑی والہانہ اور حسرت بھری نگاہیں ڈالتے رہے جہاں سید احمد شہید اور ان کے رفقاء نے برصغیر میں سب سے پہلے حکومت الٰہیہ کے قیام کے لیے اپنا خون پانی کی طرح بہایا۔ مولانا مدظلہ کے تحریری تاثرات یہ ہیں۔

(رائے گرامی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ مہتمم ندوۃ العلماء لکھنو)

مولانا کی کتاب الآراء میں تاثرات: آج ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ کا دن میرے لیے بہت ہی مسرت اور سعادت کا دن ہے کہ میں اپنے عزیز رفقاء اور محترمی سید صباح الدین عبدالرحمان ناظم دار المصنفین اعظم گڑھ و مدیر ''معارف'' کی معیت میں دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک حاضر ہوا۔ اس سرزمین سے جس میں یہ دار العلوم واقع ہے۔ ایک وقیع اور عزیز تاریخ اور بڑی یادگار روایات وابستہ ہیں، یہ وہ سرزمین ہے جس پر مسلمانوں کی نئی تاریخ لکھی جانے والی تھی مگر وہ نامکمل رہ گئی اور اسی کے ساتھ احیائے اسلام اور مسلمانوں کا نشاۃ ثانیہ کی تاریخ کا ورق الٹ گیا۔ دار العلوم حقانیہ کا قیام ایک نیک فال ہے اور ان ہی شہیدوں اور مخلصوں کی جانفشانیوں کی برکت ہے۔ میرے ذہن میں دار العلوم کا جو نقشہ اور تصور تھا میں نے اس کو اس سے کہیں بہت اور وسیع تر پایا۔ اس کو دیکھ کر امید پیدا ہوتی ہے کہ یہ ملک کا مرکزی دار العلوم اور عظیم جامعہ اسلامیہ ثابت ہوگا۔ خوش قسمتی سے اس کو حضرت مولانا عبدالحق کی سرپرستی اور ان کی دعا اور توجہ حاصل ہے اسی کے ساتھ فاضل اساتذہ کی تدریسی خدمات اور طلبہ کی کثیر تعداد بھی یہاں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو نظر بد سے بچائے اور ہر طرح کی آفات اور مکروہات سے حفاظت فرمائے اور یہ جلد منازل ترقی طے کر کے بام عروج پر پہنچے۔

خاکسار ابوالحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنو

(مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے خطاب کے بعض اقتباسات)

اکوڑہ خٹک کی سرزمین پر جہاد کے تقاضوں کیساتھ صدیوں بعد پہلا پاک خون بہا: اور ہم کو یہ راستہ (جس پر محمود غزنوی، احمد شاہ ابدالی اور شہدائے بالاکوٹ آئے ہیں) بھی عزیز ہے۔ جس راستہ پر فاتح اور کشور کشا آئے۔ لیکن جیسا کہ ابھی مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا اور بجا فرمایا کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے خالص اللہ کی رضا کے لیے اور سنتوں کو زندہ کرنے کے لیے اور مسلمانوں کی زندگی کو شریعت کے سانچہ میں ڈھالنے کے لیے اور ادخلوا فی السلم کآفۃ کا پیغام پہنچانے کے لیے، عمل کرانے کے لیے، حدود شرعیہ کو نافذ کرنے کے لیے، قوانین شریعت کو رائج کرنے کے لیے جو پہلا خون ہندوستان میں صدیوں کے بعد ہی نہیں بلکہ عالم اسلام میں تھوڑے، بہت مطالعہ کی بناء پر جس کا مجھے موقع مل سکا ہے، یہ کہہ سکتا ہوں کہ عالم اسلام میں صدیوں بعد جو پہلا پاک خون دم ذکی جس میں کوئی ملاوٹ نہیں تھی، وہ خون جس سرزمین میں پہلی بار بہا ہے وہ آپ کی سرزمین ہے، یہ اکوڑہ خٹک کی زمین ہے۔ جس کے متعلق مرزا مظہر جان جاناں کا یہ شعر صحیح ہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن   خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

جہاد سے پہلے تین چیزیں، جہاد آقاؤں کا نہیں بلکہ دین اور مسلک کا تبادلہ: کسی بادشاہ کے متعلق، کسی غازی کے متعلق، کسی فاتح کے متعلق تاریخ نہیں لکھتا کہ جہاد شروع کرنے سے پہلے اس نے اعلان نامہ بھیجا ہو کسی حریف کو، جس کے خلاف اس نے غزا کرنا تھا، جہاد کرنا تھا، کہ تین چیزیں ہیں۔ پہلی دعوت ہماری یہ ہے کہ تم اسلام قبول کرلو، اگر تم اسلام قبول کرلو گے تو ہم یہ زمین تمہارے حوالے کر جائیں گے، تم ہمارے بھائی ہو گے، پھر ہمیں کوئی حق نہیں ہوگا کہ بستی مٹا کر تمہاری جگہ بیٹھیں اس لیے کہ یہ آقاؤں کا تبادلہ نہیں ہے یہ دین کا اور مسلک کا تبادلہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد و پیماں کرتے ہیں تو اول تم زیادہ حقدار ہو۔ اگر یہ تمہیں منظور نہیں تو تم جزیہ دینا منظور کرو یا باجگذار ہمارے بن جاؤ ہم تمہاری حفاظت بھی کریں گے اور تمہیں اپنے حال پر باقی رکھیں گے اگر یہ بھی منظور نہیں تو پھر لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

فتوح البلدان بلاذری میں آتا ہے کہ جب سمرقند فتح ہوا وہاں کے لوگوں کو کسی طرح پتہ چل گیا کہ اصل ترتیب اسلام میں یہ ہے کہ سب سے پہلے اسلام کی دعوت دی جائے، پھر اس کے بعد جزیہ کی پیشکش کی جائے اگر وہ بھی منظور نہ ہو تو پھر قتال ہے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ سمرقند میں فوجیں داخل ہوگئیں بغیر دعوت اسلام دیے اور بغیر جزیے کا مطالبہ کیے

سمرقند میں اصل ترتیب ملحوظ نہ ہوسکنے کے بعد عمر بن عبدالعزیز کا حکم: تو ان کو ایک عرصہ کے بعد ہوش آیا جبکہ مسلمان وہاں بس گئے تھے، وہاں گھر بنالیے تھے۔ تو انہوں نے ایک وفد روانہ کیا حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں، جنہیں خلفاء راشدین کی فہرست میں شامل کیا جائے وہ جنہیں خلیفہ خامس کہتے ہیں۔ ان کو معلوم ہوا کہ وہ خلیفہ عادل ہیں اور شریعت پر پورا پورا عمل کرتے ہیں۔ تو ایک وفد مرتب ہو کر ان کے پاس حاضر ہوا۔ اور ان سے شکایت کی کہ سمرقند بغیر اس سنت کے اور بغیر ایک حکم شرعی پر عمل کیے فتح ہو گیا ہے۔

فتوحات کی تاریخ میں بے نظیر واقعہ: انہوں (عمر بن عبدالعزیز) نے وہیں بیٹھے بیٹھے ایک پرچہ لکھا وہاں کے قاضی کے نام کہ جس وقت تمہیں یہ پرچہ ملے تو اسی وقت عدالت طلب کرو اور وہاں اس بات پر شہادت لو کہ اس وقت اس سنت پر عمل کیا گیا تھا یا نہیں؟ اگر ثابت ہو جائے اور کوئی شہادت اس امر پر نہ ہو کہ پہلے اسلام اور پھر جزیہ کی دعوت دی گئی تھی۔ تو تمام مسلمان فوجیں اسی وقت سمرقند چھوڑ کر اس کی حدود سے باہر جا کر کھڑی ہو جائیں اس کے بعد اس سنت پر عمل کریں پہلے اہل سمرقند کو اسلام کی دعوت دیں۔ اگر منظور ہو تو فبہا نہ ہو تو پھر جزیہ کا کہیں اسے بھی نہ مانیں تب جہاد کریں۔ قاضی صاحب کو پرچہ ملا، انہوں نے عدالت طلب کی، مدعا علیہ مسلمانوں کی فوج کے قائد ہیں اور دنیا کی تاریخ میں شاید اس واقعہ کی نظیر نہ ملے، کہ ایک کمانڈر جس نے اپنی نوک شمشیر سے اتنا اہم علاقہ ترکستان کا دارالخلافہ فتح کیا تھا وہ مدعی علیہ اور ایک معمولی مسلمان کی حیثیت سے حاضر تھا۔ اس مسجد میں اس سے پوچھا گیا، اس نے اعتراف کیا کہ ہاں مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں یلغار میں اور اسلامی فتوحات کے تسلسل میں اس شرعی حکم پر عمل نہیں کر سکا اور جب یہ معاملہ ثابت ہو گیا

کمانڈر کے عمل سے سارا سمرقند مسلمان ہو گیا: تو قاضی صاحب نے حکم دیا کہ مسلمان اس شہر سے تخلیہ کریں، اسے خالی کریں، مسلمانوں نے گھر بنالیے تھے، کھیتیاں جوت لی تھیں۔ بہت سے لوگوں نے اسے اپنا شہر بنالیا تھا تو سب کچھ چھوڑ کر دامن جھاڑ کر چلے گئے، باہر جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب وہاں کے بت پرستوں نے یا بدھ مذہب کے ماننے والوں نے مشرکوں نے یہ معاملہ دیکھا کہ شریعت کا اتنا احترام ہے ان کے دلوں میں اور عدل و انصاف کا اتنا لحاظ ہے کہ وہ اپنے قائد قوات پر، کمانڈر انچیف پر بھی اسے نافذ کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اب لڑائی کی ضرورت نہیں ہم خود مسلمان ہوتے ہیں چنانچہ سمرقند سارے کا سارا مسلمان ہو گیا۔

تو میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس وقت بھی جہاد کی اس سنت پر عمل کسی طرح چھوٹ جاتا تھا اور اس کے بعد تو معلوم نہیں تاریخ کا تعین تو مشکل ہے مگر اس کے بعد مسلمانوں کی فتوحات کی تاریخ میں ہم یہ نہیں دیکھ سکتے کہ اس سنت پر عمل کیا گیا ہو۔ اس اللہ کے بندے نے اس مرد مجاہد نے جس کا نام سید احمد شہید ہے اور ان کے ساتھی مولانا شاہ اسماعیل شہید جنہیں ان کا وزیر اعظم کہیے یا دست راست کہیے یا دست و بازو کہیے یا لشکر کے قاضی مفتی اور شیخ الاسلام کہیے، ان دونوں نے پہلی مرتبہ اس سنت پر عمل کیا اور یہیں سے وہ اعلان نامہ لاہور روانہ کیا گیا جو لفظ بلفظ کتابوں میں منقول ہے۔ تو یہی اکوڑہ خٹک وہ سرزمین ہے۔ جو ان مجاہدوں کے خون سے لالہ زار بنی۔

ان مقدس واقعات اور روایات کی امین حقانیہ کی سرزمین: خون شہید اس ضائع نہیں ہوتا وہ ہزاروں باغ کھلاتا ہے اور اس کے نتیجے میں جیسے باغ پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح مدرسے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ خانقاہیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ مسجدیں بھی صفحہ وجود پر آتی ہیں اور وہ زمین اللہ کی راہ میں وقف ہو جاتی ہے اس لیے کہ اس پر شہیدوں کا اور مجاہدوں کا خون بہا ہے۔ تو آپ کی اس سرزمین (اکوڑہ خٹک) کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں پر اللہ کی راہ میں اس جہاد کا آغاز ہوا۔ اور ابھی میں راستے میں سنا رہا تھا کہ ہمارے رائے بریلی کے ایک خان صاحب تھے عبدالمجید خان صاحب ان کا نام بھی اس فہرست میں شامل تھا جنہیں رات کو بھیجا جانا تھا اکوڑہ کے چھاپہ کے لیے، رات کو چھاپہ ڈالنا تھا اور یہاں سے مجاہدین کی جو فرودگاہ تھی ۶ کوس ۱۰ کوس کے فاصلے پر اور پھر رات ہی کو شبخون مار کر واپس ہونا تھا۔ تو حضرت سید احمد شہید کے سامنے جب فہرست آئی تو ان کو معلوم تھا کہ عبدالمجید خان صاحب بیمار ہیں اور کمزور ہیں تو ان کے نام کے سامنے نشان لگادیا کہ ان کا نام نکال دیا جائے کہ یہ کوئی جہاد کا اختتام نہیں۔ آغاز ہے پھر بہت سے مواقع آئیں گے۔ ان کے جہاد کے تو ان کو جب معلوم ہوا کہ میرا نام فہرست سے نکال دیا گیا ہے تو کوئی اور ہوتا تو اس موقع کو غنیمت سمجھ لیتے کہ مجھے بھی کچھ کہنے کی ضرورت پیش نہیں میرا نام امیر المومنین نے خود ہی کاٹ دیا اس سے زیادہ بہتر کیا بات ہوگی۔ لیکن ایسا نہیں بلکہ وہ خود دوڑتے ہوئے آئے اور شکایت کی کہ میرا نام کیوں فہرست سے کاٹ دیا ہے؟ فرمایا بھئی تمہیں بخار آ رہا ہے۔ میں سنتا رہا ہوں کہ تم بیمار اور کمزور ہو اور یہ بڑا سخت چھاپہ ہے اس کے لیے جفاکش اور تنومند لوگوں کی ضرورت ہے تو انہوں نے کہا کہ حضرت آج جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد قائم ہو رہی ہے اور یہ پہلا موقع ہے تو کیا میں اس بنیاد کے موقع سے محروم رہ جاؤں؟ تو میرا نام لِلّٰہ اس فہرست میں شامل کر دیجیے تو ان کا نام اس فہرست میں شامل کرلیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو قبول فرمایا اور وہ اس چھاپہ میں شہید ہوئے۔

تو یہ سارے واقعات اس سرزمین کے ہیں۔ پھر یہاں سے دوسرا مقام شیدو میں ہوا جو آپ کے قریب ہے، اس کے بعد پھر ہوتے ہوتے ہنڈ وغیرہ میں معرکے ہوئے جہانگیرہ وغیرہ میں۔ ان سب ناموں سے مانوس ہوں اس راستہ پر آج میں پہلی مرتبہ آیا ہوں۔

حقانیہ سے نکلنے والے حقانیت کے علمبردار ہوں گے: اور اس سے قبل پشاور اور مردان کے راستہ آنا ہوا تھا جو آج سے ۳۴، ۳۵ برس پہلے کا واقعہ ہے جب دارالعلوم حقانیہ نہیں تھا اور میں آیا اور گھوم پھر کر چلا گیا۔ کیا معلوم تھا کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا اور میری عمر وفا کرے گی اور (بقیہ اگلے صفحے پر)

(۱۸)

۳ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ (سفر چین مشہور عام روایات سے ہٹ کر آپ کمال علم کے بعد گئے O روئیداد سفر کا اشتیاق O دعوت وعزیمت جلد چہارم کی ترسیل نظر سے گزرنے کی خواہش)

محب گرامی منزلت زیدت مآثرہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرصہ سے سلسلۂ مراسلت بند ہے۔ آپکے چین تشریف لے جانے کی خبر سنی تھی۔ اطلبوا العلم ولو بالصین مشہور عام روایت ہے۔ مگر آپ کمال علم کے بعد تشریف لے گئے امید ہے کہ آپکے جانے سے وہاں دینی ودعوتی نفع پہونچا ہوگا۔ روئیداد سفر پڑھنے کا اشتیاق ہے۔ عرصہ ہوا میں نے اپنی تازہ تصنیف ''دعوت وعزیمت حصہ چہارم'' جو حضرت مجدد صاحب کیساتھ مخصوص ہے۔ آپکے لئے رجسٹری سے بھجوائی تھی۔ لیکن کچھ پتہ نہیں چلا کہ پہونچا یا نہیں؟ ممکن ہے اس زمانہ میں آپ سفر پر ہوں اگر کتاب آپ تک نہ پہونچی ہو تو بے تکلف لکھیں میں دوبارہ بھجوادونگا۔ کتاب اہم ہے میرا جی چاہتا ہے کہ آپکی نظر سے گزرے۔ کبھی کبھی اپنی خیریت اور حضرت والد صاحب مدظلہ کی کیفیت مزاج سے مطلع کردیا کریں۔ میرا سلام پہنچادیجئے۔ اور دعا کی درخواست کردیجئے۔

والسلام آپکا ابوالحسن علی

(۱۹)

۱۴/۱۱/۱۳۹۰ھ (الحق میں سفرنامہ کے اقتباسات کی اشاعت پر خوشی O ندوۃ العلماء کے جشن تعلیمی کا خطبہ مسلمانوں کا منشور ومیثاق اور دیانتدارانہ جائزہ ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ جو ۲۷/ رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں لکھا گیا تھا مجھے کافی تاخیر سے عید کے بعد ملا

(گذشتہ سے پیوستہ) اللہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھے گا کہ میں پھر دوبارہ یہاں آؤں گا اور اپنی آنکھوں سے اس دارالعلوم کو دیکھوں گا جہاں ان شہیدین کی نہ صرف یاد تازہ ہے بلکہ اپنا انتساب بھی ان کی طرف کیا جاتا ہے۔ یہ نسبت! یہ نسبت گرامی ایسی ہے کہ انشاء اللہ یہ رنگ لائے گی۔ خون شہیداں رنگ لایا، یہ نسبت انشاء اللہ رنگ لائے گی۔ اس کا نام حقانیہ ہے اس میں حقانیت انشاء اللہ قائم رہے گی۔ اور یہاں سے جو لوگ نکلیں گے وہ حقانیت کے علمبردار ہونگے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث اور شیخ العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی زندگی میں برکت عطا فرمائے اور اس مدرسہ کی کامیابیوں کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ خوش ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کے لگائے ہوئے اس باغ کو سرسبز وشاداب رکھے اور پھلتا پھولتا رکھے۔ یہاں اس سرزمین میں ایک ایسا مدرسہ ضرور ہونا چاہیے تھا جہاں قال اللہ اور قال الرسول کی آوازیں بلند ہوں۔ اس لیے کہ اسی قال اللہ اور قال الرسول ہی کا نتیجہ تھا کہ کتنے اللہ کے بندے ہتھیلیوں پر سر رکھے ہزاروں میل سے ہندوستان سے کہاں کہاں سے یہاں پر آئے اور کہاں یہ میدان یہ قال اللہ اور قال الرسول ہی تھا جو ان کو اتنا دور کھینچ لایا اور یہ جب تک قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی رہیں انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی رہے گی۔ ع

خم وخمخانہ با مہر ونشان ست ہنوز آن ابر رحمت درفشاں ست

ابھی یہ خمخانہ خالی نہیں ہوا جاری ہے اور حافظ کے اس شعر پر میں ختم کرتا ہوں ع

از صد سخنِ پیرم یک نکتہ مرا یاد ست عالم نہ شود ویراں تا میکدہ آباد ست

کہ اپنے مرشد کی سو باتوں میں سے ایک بات مجھے یاد رہ گئی ہے کہ عالم اس وقت تک ویران نہیں ہوگا جب تک کہ میکدہ قائم ہے یعنی میکدہ معرفت قائم ہے قال اللہ و قال الرسول کا مرکز قائم ہے۔ اس وقت تک عالم ویران نہیں ہوگا اور یہ حدیث میں آتا ہے کہ جب تک ایک اللہ اللہ کرنے والا باقی ہوگا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔ آپ کو مبارک ہو یہ سرزمین بھی مبارک ہو کبھی کبھی ......

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

اس دارالعلوم کی آپ قدر کریں، اس کے اساتذہ اور اس کے علماء کی قدر کریں، یہاں ذہین طالب علموں کو بھیجیں اس لیے کہ اب ضرورت ہے جیسا کہ مولانا سمیع الحق صاحب نے اشارہ کیا کہ مغربیت کے فتنے میں ذہین لوگ سامنے آئیں کہ جن کے اندر حوصلہ ہو ولولہ ہو، اچھے خاندانوں کے ہوں، ان میں مجاہدوں کا خون ہو، شہیدوں کا خون ہو، امینوں کا خون ہو، وفاداروں کا خون ہو، وہ آئیں اور وہ لوگ علوم کتاب وسنت پڑھیں اور اس کے بعد اس سرزمین میں جو اس وقت ایک ایسے دوراہے پر کھڑی ہے اور یہاں اسلامی قانون کے نفاذ کے ارادے کیے جارہے ہیں اور مطالبے بھی کیے جارہے ہیں، وہ راہنمائی کریں۔

بس ان الفاظ کے ساتھ میں ختم کرتا ہوں۔ میں نے یہاں آکر کسی پر احسان نہیں کیا، میرا کسی کے اوپر کوئی احسان نہیں بلکہ میں نے اپنے اوپر احسان کیا ہے اور بلانے والوں نے مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر احسان کیا ہے کہ یہ عزیز سرزمین ہم کو دوبارہ دکھلا دی۔ جس مقصد کے لیے یہ زمین رنگین ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ اس مقصد کو دنیا میں عام کرے اور اسلام کا کلمہ بلند ہو، اسلام کو غلبہ حاصل ہو اور ہمارے گھروں میں، ہمارے دفتروں میں، ہمارے اداروں میں سب جگہ اسلام نافذ ہو.... آمین

پاکستان کے خطوط یہاں بہت تاخیر سے ملتے ہیں رسائل مطلق نہیں پہونچ رہے ہیں چنانچہ الحق بھی کافی عرصہ سے نہیں آرہا ہے۔ یہ معلوم کر کے مسرت و عزت حاصل ہوئی کہ میرے سفرنامہ "کابل سے یرموک تک" کے اہم اقتباسات الحق میں شائع ہو رہے ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ ندوۃ العلماء کے جشن تعلیمی کے موقع پر میری طرف سے جو خطبہ استقبالیہ[1] پیش کیا گیا تھا اسکو ضرور شائع فرمائیں وہ اس تحتی براعظم کے مسلمانوں کے ایک منشور و میثاق کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور انکی علمی و ملی خدمات کا ایک دیانتدارانہ جائزہ ہے۔ اسکی ایک کاپی آپکو اس پتہ پر مل سکتی ہے آپ ضرور طلب فرمالیں۔ قاری سید رشید الحسن، خطیب جامع مسجد نیوٹاؤن، کراچی نمبر ۵، مخدوم و محترم والد ماجد کی علالت کی اطلاع سے تشویش ہوئی اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمایوں تادیر مستفیدین اور مسلمانوں کے سر پر قائم رکھے۔ میری طرف سے خادمانہ سلام اور مزاج پرسی کا پیغام پہونچا دیجئے۔

مخلص ابوالحسن علی ندوی

(۲۰)

۱۶ راگست ۱۹۸۱ء (افغان زعماء جہاد کو اتحاد کی دعوت اور پیغام پر خوشی ○ فرض کفایہ پر شیخ الحدیث کا شکریہ ○ آپکے اسفار کو مفید سمجھتا ہوں ○ نصابی کتابوں پر شذرہ توقع سے زیادہ)

محب گرامی زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ابھی ابھی آپکا ۳ رشوال کا لکھا ہوا خط اور "الحق" کا تازہ شمارہ رائے بریلی سے ہوتا ہوا لکھنؤ میں ملا۔ عزیزی فضل ربی نے مجھے آپکے تعاون اور کریم النفسی کی اطلاع دی تھی، نقش آغاز پر نظر ڈالی، حضرت مولانا مدظلہ کا مکتوب[2]

---

[1] یہ تاریخی خطبہ الحق جلد ۱۶ شمارہ ۹ بابت شعبان ۱۴۰۱ھ، جون ۱۹۸۱ء میں سات صفحات پر شائع ہو چکا ہے۔

(افغان زعماء کے نام شیخ الحدیث کا مکتوب)

[2] افغانستان میں اشتراکیت سے برسرپیکار مجاہدین کی باہمی گروہ بندی، اختلافات اور انتشار پر پچھلے دنوں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ذیل کا پر درد مکتوب ایک وفد کے ہاتھ مجاہدین کے مختلف احزاب کے زعماء کی خدمت میں بھیجا۔ مناسب یہ ہے کہ الحق کے ذریعہ یہ مخلصانہ آواز مجاہدین کے فعال کارکنوں اور رہنماؤں تک بھی پہنچ جائے مکتوب یہ ہے:-

گرامی قدر مجاہدین اسلام و حامیان دین متین زعماء جہاد افغانستان و جمیع رفقاء و مجاہدین و جنود اسلام ایدکم اللہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی۔ آپ حضرات کے مجاہدانہ اور سرفروشانہ کارنامے اس الحاد و دہریت و زندیقیت کے زمانہ میں اسلام اور عالم اسلام کیلئے قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ بے سروسامانی کے عالم میں ایک ایسی قوت جابرہ کا مقابلہ جو اس وقت پوری دنیا میں انا ربکم الاعلیٰ کا مدعی ہے اور اللہ تعالیٰ کے وجود کو چیلنج کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی لانہایت امداد اور نصرت کے بغیر ناممکن ہے۔ ہم اگرچہ کمزور ہیں لیکن یقین جانیئے کہ ہماری مخلصانہ دعائیں شب و روز آپ کے شریک کار ہیں۔

محترما! آپ خود علماء اور اہل علم ہیں۔ بے اتفاقی تشت اور باہمی اختلاف کے بارے میں قرآن کریم کی تصریحات، احادیث نبوی علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ اور مسلمانوں کی پوری تاریخ عروج و زوال آپ سے پوشیدہ نہیں جسکی تکرار آپ حضرات کے سامنے تحصیل حاصل ہوگی۔ میں آپ کو خالق کائنات کا واسطہ دیکر یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کا اختلاف صرف دو افراد دو گروہوں دو جماعتوں کا اختلاف نہیں اس سے عالم اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔ آپ اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہیں کہ آپ کا جہاد کسی ایک سرزمین کا نہیں اس کا جغرافیائی حدود سے تعلق نہیں۔ بلکہ یہ ایک نظریاتی جنگ ہے جسکو بجا طور پر عالم اسلام کی جنگ قرار دیا جا سکتا ہے اور آپ صرف افغانستان کیلئے نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کے لئے لڑ رہے ہیں۔ صرف میں اور میرا دارالعلوم نہیں پاکستان کے تمام علماء کرام عوام اور تمام عالم اسلام اس سے سخت پریشان ہے۔ آپ کی معمولی ناچاقی شماریت اعداد کا ذریعہ بن رہی ہے۔ نصرت الٰہی کے انقطاع کا ذریعہ بن رہی ہے۔ مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا باعث باہمی افتراق بن رہا ہے۔ اس وقت جو مقام جہاد و عزیمت اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے۔ خدانخواستہ ایسی معمولی لغزش سے اگر اس کو کچھ بھی گزند پہنچا تو اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے نزدیک آپ حضرات پر ہوگی۔ پاکستان کے تمام علماء کرام کی جانب سے آپ سے دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ للہ ان اختلافات کو بلا خیر ختم کیجئے۔ اس وقت میں اپنے بیٹے برخوردار مولانا سمیع الحق اور ڈیرہ اسماعیل خان کے مشہور عالم دین قاضی عبداللطیف صاحب کلاچوی اور راولپنڈی کے معروف عالم دین برخوردار قاری سعید الرحمن صاحب کو بطور خصوصی وفد اس غرض سے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اور صمیم قلب سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مشکل کو آسان فرمادے۔ وھو میسر لکل عسیر۔ اور اگر ضرورت پڑی تو انتہائی کمزوری اور بیماری کے باوجود خود بھی حاضری سے دریغ نہیں کروں گا۔ میرا ارادہ ہے کہ مجاہدین کی بھرپور امداد اور حمایت کیلئے عنقریب پاکستان اور خصوصاً سرحد و بلوچستان کے علماء اور اہل درد حضرات اور صلحاء سے بھی رابطہ قائم کروں اور اس سلسلہ میں آج تک جو کسل واقع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے۔ اسکی تلافی کیلئے بھی ان سے مشورہ کروں۔ عبدالحق عفی عنہ

اور پیغام پڑھ کر بہت ہی دل خوش ہوا، بڑے وقت پر اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ ہم لوگ یہاں اس اختلاف کی خبریں پڑھ پڑھ کر پریشان ہورہے تھے لیکن کچھ کر نہیں سکتے تھے اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر وصحت میں بہت برکت عطا فرمائے، میری طرف سے دست بوسی کیجئے۔ اور ہم سب مسلمانوں کی طرف سے اس فرض کفایہ پر بہت شکریہ ادا کریں۔ جہاں تک نصابی کتابوں سے متعلق شذرہ[1] کا تعلق ہے وہ عین توقع کے مطابق ہے بلکہ توقع سے زیادہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ آپ کے اسفار[2] کے بارے میں مجھے یاد نہیں رہا کہ میں نے کیا لکھا تھا آپ کچھ خیال نہ فرمائیں میں وہاں کے آپکے سفروں کو نہایت مفید بلکہ ضروری سمجھتا ہوں۔ میری طرف سے آپ اپنا ذہن بالکل مطمئن اور فارغ فرمالیں مجھے آپ پر پورا اعتماد ہے۔ والد ماجد کی خدمت میں میرا اسلام درخواست دعا اور اظہار عقیدت۔

والسلام مخلص ابوالحسن علی

(۲۱)

(شیخ الحدیث کو صدارتی ایوارڈ خود حکومت پاکستان کا اعزاز ہے)

محب گرامی منزلت زیدت مآثرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، میں ڈیڑھ مہینہ حجاز رہا وہاں سے آیا تو اندرون ملک مختلف دوروں پر رہا عرصہ کے بعد رائے بریلی آیا تو الحق کا ایک پرانا پرچہ تبرکاً رکھا ہوا ملا اسکے ص ۵۱ پر صدارتی ایوارڈ اور پیغامات

(دینی نصاب کے بارہ میں شذرہ)

[1] مدارسِ عربیہ کے تعلیمی سال کا آغاز شوال سے ہوتا ہے نصاب مدارس کے سلسلہ میں ایک جزوی تجویز پر مشتمل یہ مکتوب پچھلے دنوں مدارس عربیہ کے بعض احباب کو لکھا گیا تھا۔ کیا عجب الحق کے ذریعہ بھی یہ آواز کسی صاحب درد پر اثر انداز ہو سکے۔ مکتوب کے مخاطب مدارس عربیہ کے نظم وتعلیم سے وابستہ حضرات ہیں:۔

"ہمارے اکابر علم وفضل ہمیشہ سے نصاب تعلیم میں بہتر سے بہتر جامع اور مفید کتابوں سے استفادہ کی ضرورت محسوس کرتے چلے آئے ہیں۔ یہ ضرورت خاص طور سے ابتدائی درجات میں طلبہ کو ادب عربی، انشاء گرامر، تاریخ کے سلسلہ میں بے حد محسوس کی جاتی ہے۔ بالخصوص عربی تحریر وترجمہ اور عربی تکلم کے سلسلہ میں مروجہ کتب ادب اتنے بہتر نتائج کا ذریعہ نہیں بن رہیں۔ ان کتابوں کے ساتھ یا ان کے متبادل اگر ایسی کتابیں مروج ہوں جو ابتداء سے بچوں میں بتدریج عربیت سے مناسبت بھی پیدا کریں اور اس کے ساتھ ہی اسلامی تہذیب وثقافت دینی رجال وتاریخ سے بھی متعارف کرائیں اور جو ادب اور دین کا دلآویز امتزاج ہوں اور اخلاقی تطہیر کے ساتھ تربیت اسلامی اور ذہن سازی کا کام بھی کرسکیں اور جو بچپن سے قرآن کریم سنت نبوی ﷺ سیرت انبیاء سے بھی مناسبت کا ذریعہ بن سکیں تو اس کے عظیم الشان نتائج ظاہر ہوں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ الحمد للہ کہ ہمارے پاس اس سلسلہ میں عالم اسلام کی معروف وبرگزیدہ شخصیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ جیسے جید عالم صاحب طرز مسلمہ ادیب ومورخ اور دعوت وارشاد کے داعی کبیر کی نصابی تصانیف موجود ہیں۔ جو نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم عرب کے کئی مدارس اور جامعات کے نصاب میں شامل ہیں جس کے بہتر علمی، دینی، ادبی، ثمرات کی ایک دنیا قائل ہوچکی ہے۔ ان جامع اور موثر کتابوں کا پاکستان میں مہیا ہونا تقریباً ناممکن تھا۔ مگر ہمارے ایک فاضل دوست مولانا فضل ربی ندوی نے اپنے ادارہ مجلس نشریات اسلام ناظم آباد نمبر ۱ کراچی کے ذریعہ ان نصابی کتابوں (قصص النبیین۔ القراءۃ الراشدہ مکمل، مختارات من ادب العربی، معلم الانشاء وغیرہ) کو عام کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ طلبہ کے ادبی علمی وفکری تقاضوں کے پیش نظر میری قلبی خواہش اور التجاء ہے کہ اللہ کا نام لیکر انہیں تعلیمی سال کے آغاز سے حسب درجات شامل نصاب کر لیجئے اساتذہ کو بھی پڑھانے میں وقت نہیں ہوگی کہ تعلیم اور مشق وتمرین کے رہنما اصول بھی ان کتابوں میں موجود ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ مولانا فضل ربی ندوی صاحب سے رابطہ قائم کر لیجئے وہ نمونتاً کتابیں بھیجدیں گے اور ہر ممکن رعایت سے یہ مطلوبہ کتابیں مہیا فرمادیں گے۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق ۷ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

[2] مولاناؒ نے سفر چین پر خوشی کا اظہار کیا تھا اور مسلمانوں کے بارے میں اسکی مفصل رپورٹ شائع کرنے کا مشورہ بھی دیا تھا۔ یہ مدتوں بعد مسلمان علماء کا پہلا وفد تھا جس میں اندرون چین مسلمانوں کے دور دراز علاقوں سنکیانگ، ارومچی، تفتان وغیرہ میں مسلمانوں کے حالت زار تک رسائی ہوئی۔ مشورہ یہی ہوا کہ یک دم اس کا بھیانک انداز میں نقشہ نہیں پیش کریں گے کیونکہ ایک کھڑکی اور روشندان کھلنے پر چینی حکمران نادم ہوکر بیرونی دنیا پر اسے پھر بند نہ کردیں۔

تہنیت والا مضمون نظر پڑا اس سے یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ آپ کے والد ماجد اور ہمارے مخدوم و محترم حضرت مولانا عبدالحق صاحب زیدہ مجدہ کو صدارتی ایوارڈ دے کر حکومت پاکستان نے خود اعزاز حاصل کیا اگر چہ بہت تاخیر ہوگئی ہے لیکن طبیعت نہ مانی کہ میں اس پر مخلصانہ تہنیت نہ پیش کروں، اگر چہ اس تہنیت کے اصل مستحق یہ صحیح انتخاب کرنے والے ہیں لیکن بہر حال اس سے قلبی مسرت حاصل ہوئی، آپ اور دارالعلوم حقانیہ کے سارے کارکن منتظمین اور مولانا کے معتقدین و مخلصین میری طرف سے تہنیت قبول فرمائیں، مولانا کی خدمت میں میرا سلام محبت و عقیدت پیش کردیں، عرصہ سے آپ کا کوئی مکتوب نہیں ملا، خدا کرے آپ ہر طرح بعافیت ہوں، اپنی نگارشات بھیجتا رہتا ہوں، خدا کرے پہنچتی ہوں، والسلام مخلص (مولانا) ابوالحسن علی ندوی

(۴۲)

(مولانا محمد ثانی حسنی کی وفات نے کمر جھکادی، خصوصی تعلق کے بناء پر خود ہی اطلاع O مجلس شوریٰ میں شمولیت پر مسرت اور اطمینان ضیاء الحق سے تعاون علی البر ضروری ہے)

۴/مارچ ۱۹۸۲ء

محب گرامی منزلت زیدت مکارمکم، السلام علیکم، عنایت نامہ مورخہ ۲/فروری ۸۲ء مجھے سفر حجاز سے واپسی پر جو ۲۴/جنوری کو پیش آیا تھا ملا الحمدللہ کہ میرا عریضہ مل گیا۔ اور حضرت والد ماجد تک میری مسرت اور تہنیت کا پیغام بھی پہنچ گیا اللہ تعالیٰ انکا سایہ تادیر قائم رکھے۔ سفر حجاز سے واپسی پر دوسرے ہی دن ۱۶/جنوری کو ہمارے خاندان میں ایک بڑا حادثہ پیش آیا میرے بڑے بھانجے قوت بازو اور سالہا سال کے رفیق و معاون، دعوتی و علمی کاموں میں میرے پشت پناہ اور گھر کے انتظامات میں مجھے مستغنی کر دینے والے مولوی سید محمد ثانی حسنی[1]

---

[1] مولانا مرحوم کے بارہ میں میں نے جن تعزیتی تاثرات کا اظہار کیا تھا وہ یہاں پیش ہیں:۔

۲۲/رجب کے اخبار العالم الاسلامی مکہ مکرمہ کی اس المناک خبر پر یقین نہیں آرہا کہ صحافت اسلامیہ کا ایک قوی و جری شہسوار خاندان سید احمد شہیدؒ کے گل سرسبد اور ہمارے مخدوم و محترم حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کی دینی و ملی امیدوں اور تمناؤں کا نخلستان، محب محترم مولانا محمد الحسنی الندوی مدیر البعث الاسلامی کی ۱۸/رجب کو اچانک وفات کی شکل میں یوں اچانک اجڑ جائے گا۔ فانا لِلّٰہ و انا الیہ راجعون و انّ للّٰہ ما اخذ و لہ ما اعطیٰ۔

مولانا محمد الحسنی ابھی عالم شباب میں تھے، اپنے نامور مربی و مشفق سرپرست مولانا علی میاں نے ان کی نشاۃ و تربیت میں کوئی کسر نہ اٹھائی کہ خدا نے چاہا تو آگے چل کر وہ خانوادۂ حسنی کی عظمتوں کو قائم و دائم رکھ سکیں گے۔ اس مثالی تربیت و تعلیم نے مرحوم کو آغاز شباب میں بارآور درخت بنادیا اور اگر یہ درخت باد خزاں کے ہاتھوں یوں اجڑ نہ جاتا تو یقیناً آگے چل کر شجرۂ طوبیٰ بنتا۔ مگر اللہ کی مرضی کے سامنے کس کی چل سکتی ہے۔ مرحوم کو اللہ نے عجیب صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ دینی درد و حمیت، عصر حاضر کے مغربی اور لادینی افکار و مسائل پر گہری نظر، وسعت فکر اور پھر اس کے ساتھ عربی ادب پر کامل دسترس کہ گویا وہ عربی تحریر میں مولانا ندوی کے ثنی (ڈپلی کیٹ) بن گئے تھے۔ اس طرح اردو ادب و صحافت میں اعلیٰ استعداد، اللہ اکبر، کیسا سرمایۂ علم و ادب نوجوانی میں ملت مسلمہ کو محروم کر کے چھوڑ گیا۔ پچھلے شعبان میں جب مولانا علی میاں پاکستان تشریف لائے اور دارالعلوم حقانیہ کو بھی اپنے قدوم سے نوازا تو مرحوم محمد الحسنی بھی اُنکے ساتھ تھے۔ یہ ان سے میری پہلی ملاقات تھی جو یگانگت فکر، انس و محبت اور خلوص و بے تکلفی کی کیسی حسین یادیں چھوڑ گئی۔ اس ملاقات میں مرحوم نے اپنا پہلا اور شاید آخری عربی مجموعہ مقالات۔ الاسلام الممتحن۔ سے نوازا اور اس تاکید کے ساتھ کہ اس پر کچھ لکھوں۔ کاش! تعمیل حکم کی نوبت انکی زندگی میں آجاتی۔ مرحوم اپنے زخموں کی دکان غالباً پچھلے بیس سال سے مجلۃ البعث الاسلامی کے اوراق پر سجاتے رہے اور اپنے یکتا و یگانہ دلنشین ابوالحسنی انداز بیان اور اسلوب نگارش میں عالم عرب اور عالم اسلام کو جھنجھوڑتے رہے۔ آخری شمارہ میں تو انہوں نے گویا دل کھول کر رکھ دیا ہے۔ اور جانے سے قبل شذراتی کالموں میں وصیتیں چھوڑ کر گئے ہیں۔ ''الاسلام الممتحن'' بھی ایک دل شکستہ کا ساز ہے۔ اور ع من قاش فروش دل صد پارہ خویشم۔ کا مصداق ہے۔ مرحوم کی جدائی پوری دنیائے اسلام کیلئے علم و ادب کا نقصان ہے۔ دین و دعوت کا خسارہ ہے۔ مگر انکے عم بزرگوار مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کا تو بڑھاپے کا سہارا اور امیدوں کا باغ اجڑ گیا ہے۔ رب ھب لی من لدنک ولیا یرثنی و یرث من آل یعقوب. الآیۃ. مگر امید ہے کہ مولانا کی داعیانہ اور حکیمانہ عظمتیں ہی ان کے صبر و شکیب کا سہارا بن جائیں گی اور وہ کہہ سکیں گے کہ

اگرچہ تلخ ملا جام عمر فانی کا
مگر محل نہیں ساقی سے بد گمانی کا

فرحمہ اللّٰہ و ارضاہ و رضی عنہ و لا نقول الا ما یرضی ربنا۔ (الحق جون ۱۹۷۹ء)

ایڈیٹر "رضوان" ومصنف حیات خلیل وسوانح مولانا محمد یوسف ہم سب کو داغ مفارقت دے گئے۔ آپ ان سے اور انکے علمی و دینی کاموں سے غائبانہ واقف ہوں گے، یہ حادثہ ایسا پیش آیا کہ اس نے اگر کمر توڑ نہیں دی تو جھکا دی، آپ سے خصوصی تعلق کی بناء پر آپکو خود ہی اطلاع دے رہا ہوں ورنہ اخبارات کے ذریعہ ممکن ہے اطلاع پہونچ گئی ہو، ایک لالچ یہ بھی ہے کہ حضرت والد ماجد مدظلہ دعاء مغفرت فرمائینگے اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گیا آپ اور اہل مدرسہ ایصال ثواب سے ہم لوگوں کی مدد فرمائینگے۔ اسوقت تفصیل سے آپ کے مکتوب کے مرکزی مضمون پر تبصرہ یا اظہار خیال کا موقع نہیں اشارۃً لکھتا ہوں کہ آپ نے ذمہ داری قبول کر کے بہت اچھا کیا میری شروع سے رائے یہ ہے کہ آپ جیسے مخلص وصاحب فہم معتدل اور جامع دین جتنا بھی تعاون علی البر والتقویٰ کر سکیں بہتر اور ضروری ہے۔ یہ خیال میں نے مولانا تقی عثمانی صاحب کے سامنے بھی ظاہر کیا تھا اللہ تعالیٰ آپکی مدد فرمائے اور آپ سے زیادہ سے زیادہ کام لے۔ الحق کا پرچہ ملا اس سے کچھ تفصیلات معلوم ہوئیں، حضرت والد صاحب کی خدمت میں بہت بہت سلام اور دعاء کی درخواست۔ والسلام: ابوالحسن علی ندوی

(۲۳)

(شیخ زکریا کی وفات پر تعزیت سے عزت ○ شیخ سے سرپرستانہ و پدرانہ تعلق ○ عالم اسلام کے لئے صدمہ عظیم)

۲۲ رجون ۱۹۸۲ء

محب عزیز و گرامی مولانا سمیع الحق صاحب ورقاہ اللہ واعلے شانہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والد ماجد مخدوم محترم حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کا تعزیت نامہ اس حقیر کے نام پہونچا۔ حضرت کو تو خط لکھنے اور شکریہ ادا کرنے کی ہمت نہ ہوئی آپ سے بے تکلف ہوں اس لئے آپ کو لکھ رہا ہوں، اس سے بڑی عزت حاصل ہوئی کہ حضرت والد نے حضرت شیخ کی تعزیت کا مجھے مستحق سمجھا، واقعہ یہ بھی ہے کہ حضرت کو مجھ سے بالکل سرپرستانہ و پدرانہ تعلق تھا۔ اور ایسی خصوصیت حاصل تھی کہ شاید مشکل سے دو ہی ایک افراد خاندان کو حاصل ہوگی۔ یہ حادثہ بقول حضرت کے پورے طبقۂ اہل علم اور پورے عالم اسلام کے لئے صدمۂ عظیم ہے اور ہم میں سے ہر ایک تعزیت کے مستحق ہے۔ ایصال ثواب کا پورا اہتمام ہوا میری طرف سے آپ سب حضرات تعزیت قبول فرمائیں۔ **عظم اللّٰہ اجر کم فی الفقید العظیم ووقاکم اللّٰہ کل مکروہ.** حضرت کی خدمت میں بہت بہت سلام۔ والسلام مع الاکرام مخلص ابوالحسن علی

(۲۴)

(دورۂ چین مظلوم ملک کیلئے باعث خیر مشاھدات معلوم کرنے کا شوق ○ سفر کے موقع پر تاریخ دعوت وعزیمت زاد سفر)

۲۷ رجنوری

محب گرامی منزلت مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ مورخہ ۱۰ دسمبر کو جنوبی ہند سفر کے دوران اوائل جنوری میں ملا، مسلسل نقل و حرکت کی وجہ سے وقت پر جواب نہ دے سکا۔ اب اپنے مستقر پر پہونچ کر یہ خط لکھ رہا ہوں۔ مجھے یہ معلوم کر کے بڑا اطمینان ہوا کہ آپکو تاریخ دعوت وعزیمت کا چوتھا حصہ نہ صرف یہ کہ مل گیا بلکہ بڑے موقع پر ملا اور وہ بقول جلیل مانکپوری

ع مل گیا مجھ کو سفر زاد سفر سے پہلے

انشاء اللہ آپ کا دورہ چین اس مظلوم ملک کے لیے باعث خیر ہوگا۔ آپکے مشاہدات معلوم کرنے کا شوق ہے امید ہے کہ وہ آئندہ کے اسفار سے مانع نہ بنیں گے۔ آپ حالات کی پوری رعایت کرتے ہوئے اپنے سفرنامہ تحریر فرمائینگے۔ ملاقات کا اشتیاق ہے دیکھئے کب

نصیب ہوتی ہے۔اسوقت تو میں فروری کو رابطہ کی مجالس میں شرکت کیلئے حجاز روانہ ہو رہا ہوں،خدا کرے واپسی میں آپکی طرف سے واپسی ہو۔حضرت والد ماجد کے خدمت میں بہت بہت سلام خادم اور درخواست دعا،الحق بہت دنوں سے نہیں آیا۔ڈاک کا نظام بڑا خراب ہے۔
والسلام ابوالحسن علی

(۲۵)

(شیخ الحدیث کے افادات ترمذی ''حقائق السنن'' کیلئے مقدمہ سے معذرت اور کتاب پر نظر ڈالنے کے بعد شہادت علی الحق کا داعیہ اور تفصیلی پیش لفظ حوالۂ قرطاس)

۱۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء

محب گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب زید توفیقہ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوگا۔اور حضرت والد ماجد مدّ ت فیوضہ صحت وعافیت کیساتھ مشغول افادہ وافاضہ ہوں گے۔بارک اللہ فی حیاتہم وفیوضہم،کچھ عرصہ ہوا آپ کا ایک خط اس فرمائش کیساتھ آیا تھا کہ میں حضرت کے افادات ''حقائق السنن'' پر بطور مقدمہ اور پیش لفظ کے کچھ لکھوں،میں نے اسکا جواب دیا تھا کہ یہ بات میری حیثیت اور سطح سے بلند ہے کہ ایاز قدر خود را بشناس،اسکے لئے پاکستان یا ہندوستان کے کوئی جلیل القدر عالم جنکا حدیث شریف سے اشتغال اور اس پر وسیع نظر ہو زیادہ موزوں ہوں گے،غالباً آپ نے میری یہ معذرت حقیقت حال پر مبنی ہونے کی بناء پر قبول کرلی۔لیکن اسکے بعد میں نے کتاب پر نظر ڈالی اور اسکا داعیہ پیدا ہوا کہ میں اس پر اپنے تاثرات اور رائے کا اظہار کروں۔یہ ایک شہادت بالحق ہوگی چنانچہ میں نے ۶/۷ صفحے کا ایک مضمون[1] حوالہ قرطاس کیا۔اب بمبئی آکر اسکو ایک عزیز دوست کے حوالہ کررہا ہوں جو دو چار دن میں کراچی ہوکر حجاز جانے والے ہیں۔میں نے ان کو ہدایت کی ہے کہ وہ کراچی سے اسکو بذریعہ رجسٹری پوسٹ کردیں،یہاں سے ڈاک کے بھیجنے میں بڑی طوالت ہوگی اور معلوم نہیں ''رقابۃ'' کے کن مرحلوں سے گزرنا پڑے مقدمہ کے بارے میں میری اب بھی وہی رائے ہے لیکن آپ کو اس مضمون کے بارے میں اختیار ہے کہ آپ اس سے جو کام لینا چاہیں لے سکتے ہیں اگر مقدمہ کسی دوسرے فاضل کے قلم سے ہوگیا ہو تو اسکو آپ الحق میں بطور مضمون کے شائع کرسکتے ہیں اسکی رسید سے ضرور مطلع کریں۔معلوم نہیں تاریخ دعوت وعزیمت کا پانچواں حصہ جو حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہؒ سے مخصوص ہے کراچی میں چھپا اور آپ تک پہنچا یا نہیں؟اگر اتنی تاخیر کا اندیشہ ہوتا تو میں براہ راست بھیج دیتا۔حضرت والد صاحب کی خدمت میں بہت بہت سلام،درخواست دعا اور اس خدمت حدیث پر دلی مبارکباد اور اظہار تشکر تقبلہا اللہ تقبلاً حسناً۔خط کا جواب لکھنو کے پتہ پر عنایت فرمائیں۔ والسلام: دعا گو وطالب دعا ابوالحسن علی

پوسٹ بکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنو،بمبئی

(۲۶)

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ (والدہ مرحومہ کی تعزیت ختم خواجگان کے بعد دعا مغفرت)

محب گرامی منزلت جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مکارمہ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،الحق کے تازہ شمارہ سے مخدومہ والدہ صاحبہ کے انتقال کی افسوس ناک اطلاع ملی۔میں چونکہ اس مرحلہ سے گزر چکا ہوں اسلئے جانتا ہوں کہ کسی عمر میں بھی یہ حادثہ پیش آئے فرزند کو ایسا

---

[1] الحمد للہ یہ جامع اور وقیع عالمانہ اور محدثانہ مقدمہ اور پیش لفظ حقائق السنن جلد اول کی زینت بنایا گیا۔

محسوس ہوتا ہے کہ وہ بچہ ہے اور اسکے سر پر سے سایہ رحمت اٹھ گیا۔ میری طرف سے آپ اور حضرت والد ماجد دلی تعزیت قبول فرمائیں۔ یہاں بعد عصر رمضان المبارک میں ختم خواجگان ہوتا ہے مرحومہ کیلئے اس موقع پر دعائے مغفرت کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان کا درجہ بلند فرمائے۔ اور آپ حضرات ان کیلئے صدقہ جاریہ اور ذخیرہ آخرت بنیں۔ والسلام مخلص: ابوالحسن علی، از رائے بریلی دائرہ شاہ علم اللہ،

(۲۷)

۶ نومبر ۱۹۵۶ء　(بنام قاری سعید الرحمان صاحب[1])

مکرمی و محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بہت عرصہ سے آپکا ایک خط آیا ہوا رکھا ہے، اس خط سے آپکے اسلامی جذبات اور شعور کا اندازہ ہوتا ہے لیکن آپ نے جس موضوع پر رائے دریافت کی ہے اسکے لئے طویل فرصت درکار ہے اور وہ بالکل نہیں ہے۔ اسکے لئے خط و کتابت کافی نہیں، آپ ہمارے اور مولانا منظور صاحب کے مضامین اور کتابیں پڑھیں اور حقانی صاحب[2] مدظلہ اور صاحب اخلاص علماء کے ساتھ تبادلہ خیال کریں۔ اتنی دور بیٹھ کر رہنمائی نہیں ہوسکتی، آپ نے جوابی لفافہ بھیجا ہے جو یہاں بیکار ہے۔ والسلام علی

مولانا علی میاں سے متعلق بعض اہم خطوط

(۲۸)

۸ مارچ ۱۹۶۷ء　(تعمیر حیات کا اشتہار اور مولانا محمد الحسنی کا مکتوب)

مکرمی محترمی زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ عنایت نامہ مورخہ ۲۲/۲/۶۷ء موصول ہوا۔ ماہنامہ ''الحق'' برابر ملتا ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ اگر ایک پرچہ ماہنامہ رضوان ۳۷ گوئن روڈ کے پتہ پر بھی ارسال کردیا کریں تو مزید عنایت ہوگی۔ مولانا سید ابوالحسن علی صاحب مدظلہ کا پتہ حسب ذیل ہے۔ ۳۷ گوئن روڈ لکھنو،
''تعمیر حیات'' کا ایک اشتہار ارسال خدمت ہے۔ براہ کرم شائع فرما کر شکریہ کا موقع دیں، تبصرہ کا باب رسالہ میں ہوتا تو تبصرہ ضرور کیا جاتا، یوں دوسرے مدیران جرائد کو شکایت ہوسکتی ہے۔ وحید الدین صاحب کا پتہ بھی درج ہے۔ وحید الدین خان صاحب نمبر ۹ بدرقہ اعظم گڑھ،　محمد الحسنی ۸/۳/۶۷ء

(۲۹)

(مولانا علی میاں کے ایما پر خط ○ آپ کے اداریے بہت جاندار اور ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا صحیح مصداق)

ندوۃ العلماء لکھنو ۲۱/۵/۱۳۸۸ھ، اگست ۱۹۶۸ء

مکرمی و محترمی زید لطفکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپکا موقر ماہنامہ الحق آتا رہتا ہے۔ اور ندوۃ العلماء کے طلباء اساتذہ استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ خصوصاً اداریے بہت ہی جاندار ہوا کرتے ہیں اور از دل خیزد بر دل ریزد کا صحیح مصداق ہیں۔ مخدومی مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے ایما سے یہ خط ارسال کررہا ہوں اس کے ساتھ الگ رجسٹری کے ذریعہ گفٹ کتابیں ارسال خدمت کی جارہی ہیں۔ خدا کرے بسلامت مل جائیں آپ تحریر فرمائیں کہ کتابیں موصول ہوئیں یا نہیں۔ مولانا کے نام خط لکھیں گے۔ کتابوں کے نام جو آپ کے نام بھیجی

---

[1] ہم دونوں فکری ہم آہنگی میں مولانا کے گرویدہ تھے۔ سیرت سید احمد شہید کا پہلا ایڈیشن بڑے ذوق شوق سے پڑھتے یہ خط ان کے ایسے ہی کسی خط کے جواب میں بھیجا گیا۔　[2] غالباً حضرت شیخ الحدیث مراد ہیں۔

جاری ہیں حسب ذیل ہیں۔(۱) تاریخ دعوت و عزیمت حصہ سوم (۲) طالبان علوم نبوت کا مقام (۳) ہندوستان کا نصاب درس (۴) النبوۃ و الانبیاء القادیانی و القادیانیۃ، العرب و الاسلام، اور عربی پمفلٹس۔ والسلام نذر الحسینی ندوی

(۳۰)

۲۳ اپریل ۱۹۷۶ء (علی بھیا کے نام خط میں ذکر "ارجوان یسمع سمیع الحق ندائی")

جناب سمیع الحق صاحب، مدیر مسئول، ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک، بندہ نواز، ایک مختصر درخواست جو آپکی خدمت میں پیش کی تھی یاد دلانا چاہتا ہوں یہ آپ کی بندہ پروری تھی کہ آپ مجھ سے ملنے تشریف لائے اور یہ میری جسارت تھی کہ میں نے آپ سے ایک وعدہ لے لیا۔ البعث الاسلامی اور تعمیر حیات کے مطلوبہ شمارے، ان میں سے ایک آپ مجھے عنایت کریں گے، ایک میں واپس کردوں گا۔ ہمارا آپکا یہی معاہدہ ہے۔علی بھیا کے نام میں نے اپنے ایک حالیہ خط میں آپ کا ذکر کیا ہے۔"ارجوان یسمع سمیع الحق ندائی " کیا ممکن ہے کہ حضرت مولانا عبدالحق جن سے مجھے شرف ملاقات حاصل نہیں لیکن غائبانہ عقیدت رکھتا ہوں میرا سلام نیاز قبول فرمائیں۔ذکر کیجئے گا علی بھیا کے واسطہ سے۔اپنے احباب کی خدمت میں بھی میرا سلام پہنچائیں۔ مخلص احمد الحسینی[1]

(۳۱)

مئی ۱۹۷۶ء (تعمیر حیات اور البعث کے ارسال کردہ شمارے)

مولانا سمیع الحق صاحب، محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ مورخہ ۷۶/۵/۶ نظر نواز ہوا اور اس سے پہلے البعث اور تعمیر حیات کے مطلوبہ شمارے بھی آپ کے ارسال کردہ پہنچے، بہت بہت شکریہ۔حسب وعدہ تعمیر حیات رکھ لوں گا اور البعث واپس کردوں گا۔علی میاں کے نام خط میں میں نے آپ کا تذکرہ کیا تھا، حضرت مولانا کی خدمت میں سلام نیاز و درخواست دعا۔ مخلص احمد الحسینی

(۳۲)

۲ اپریل ۱۹۷۸ء (مولانا علی میاں کا کتابوں کا تحفہ)

جناب مولانا سمیع الحق صاحب، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔اس کتاب کو حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے لاہور سے حوالہ ڈاک کردینے کو فرمایا تھا لہٰذا ارسال خدمت ہے آپ حضرت کو شکریہ کا خط لکھ دیں۔ والسلام: محمد عباس ندوی لاہور

(۳۳)

(مولانا علی میاں کو علمی و فکری تحقیقی ماہنامہ الحق کا انتظار رہتا ہے ○ بے قراری کا حضرت پر اثر خاص قسم کا تعلق ○ حضرت پر لاجواب کتاب کی اشاعت ○ اہل خاندان سے بھی تعلق)

جولائی ۱۹۹۹ء

فاضل گرامی جناب مولوی حافظ راشد الحق سمیع حقانی صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے ہر طرح خیر و عافیت ہوگی۔یہاں الحمدللہ مرکز دعوت و تحقیق "دار عرفات" دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی آپ کی زیر ادارت مؤقر علمی تحقیقی و فکری ماہنامہ "الحق" پابندی سے

---

[1] حضرت کے خاندان کے قریبی وابستگی اور عزیز، اس وقت سعودی سفارتخانہ کے لاہور میں ثقافتی شعبہ سے وابستہ تھے۔

پہنچتا ہے اور اس کا انتظار رہتا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی متعنا اللہ والمسلمین بطول بقاء، جب یہاں اپنے وطن میں تشریف فرما ہوتے ہیں تو وہ بھی ملاحظہ فرما لیتے ہیں اور پسند فرماتے ہیں۔ تازہ شمارہ جو اپریل و مئی ۹۹ء کا مشترکہ شمارہ ہے حضرت نے ملاحظہ فرمایا اور جو کچھ آپ نے حضرت مدظلہم کی علالت کے سلسلہ میں بے قراری واضطراب کے حال میں تحریر فرمایا اس کا حضرت مدظلہ پر بھی اثر پڑا۔ اور ہم لوگوں کو بھی تاثر ہوا اور آپ سے خاص قسم کا تعلق محسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس تعلق اور محبت فی اللہ کا بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے۔ (امین)

اب اللہ کے فضل سے حضرت مدظلہم کے مزاج قدس پہلے سے بہت بہتر ہیں اور یقیناً اس میں آپ حضرات کی دعاؤں کا اثر ہے ورنہ مرض کے ابتدائی ایام بڑے خطرے کے تھے۔ واقعہ ہے لوگوں نے بلک بلک کر دعائیں کیں اور اللہ نے قبول بھی فرمائیں۔ خاکسار راقم سطور نے چالیس پینتالیس روز کی تفصیلی روداد رسالہ "تعمیر حیات" ندوہ لکھنو میں ۵، ۶ صفحوں میں تحریر کی ہے جو ۱۰ مئی ۹۹ء کے شمارے میں شائع ہوئی ہے۔ امید ہے یہ رسالہ آپ تک پہونچتا ہوگا۔ یہ اطلاع دے کر آپ کو خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ حضرت مدظلہ کی عبقری شخصیت پر ایک فاضل دیوبند مولانا شمشاد علی قاسمی صاحب کی کتاب " حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اکابر و مشاہیر امت کی نظر میں " سامنے آئی ہے۔ حضرت کی شخصیت پر لاجواب کتاب ہے۔ شاہ ولی اللہ اکیڈمی "پھلت" مظفر نگر یوپی انڈیا کی شائع کردہ ہے۔ جی چاہتا ہے کہ وہ آپ کی نظر سے ضرور گزرے۔ کراچی کے سمندری طوفان کا حال سن کر اور جان کر بڑا قلق ہوا۔ تین بڑے عالموں و بزرگوں کے انتقال پر بھی تعزیت قبول فرمایئے۔ سعودیہ عربیہ کے مفتی اعظم شیخ ابن بازؒ اور ہمارے ہندوستان کے حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری اور کراچی کے حضرت سبحان محمود صاحبؒ الحق کے شمارے سے آپ کے جد مکرم حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے برادر جناب نورالحق صاحبؒ کے سانحہ وفات کی خبر معلوم ہوئی۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ سے ہم لوگوں کا جو عقیدت و تعلق ہے یہ اس کا اثر ہے کہ مولانا کے اہل خاندان سے بھی تعلق ہے۔ اور مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ جو کچھ ملک وملت کیلئے کر رہے ہیں اس کا بھی تقاضا ہے اور آپ نے حضرت پیر و مرشد مجدد عصر مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہم سے جس تعلق و محبت کا ثبوت دیا ہے یہ چیز ایسی ہے کہ جس سے آپ حضرات سے اور تعلق بڑھتا محسوس ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق و محبت کو ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)۔ امید ہے دعائے نیم شبی میں اس گنہگار کو یاد رکھ کر ممنون کریں گے۔ حضرت والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون پیش فرما دیں۔

(۱)

(مولانا کی تعزیت باعث تقویت خاندان ○ جو تعلق تھا نا قابل بیان ہے فون کرنے کی خواہش مگر اسی دن انتقال ○ حقانیہ کا اکثر ذکر ○ حقانیہ کے شکل میں سید احمد شہید کا پیغام زندہ ہے ○ احقر سے خصوصی مناسبت)

برادرم محترم و فاضل مکرم جناب مولانا راشد الحق[1] صاحب زیدت مکارمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے بعافیت ہونگے۔ حضرت نوراللہ مرقدہ کے سانحہ ارتحال پر جناب کا گرامی نامہ ملا جو باعث تسکین و تقویت ہوا۔ حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب مدظلہم اور حضرت مولانا سید محمد واضح صاحب نے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور دیگر افراد خاندان نے بھی اس سے تقویت محسوس کی، اللہ تعالیٰ جانبین کے اس

---

[1] یہ اور اس سے پہلا خط برخوردارم راشد الحق کے نام لکھا گیا ہے جو جنوری ۱۹۹۶ء سے ابھی تک ادارت کا کام سنبھالے ہوئے ہیں۔

تعلق کواور بڑھائے اور اسکے اچھے نتائج سامنے آئیں۔آپ نے حضرت کے آخری سفر پاکستان پر جو لکھا تھا وہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا تھا اور پسند کیا تھا۔حضرتؒ کو آپ کے دادا صاحبؒ اور والد صاحب مدظلہ سے جو تعلق تھا اسکے بتانے اور ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں،حضرت کو پاکستان میں جن لوگوں سے خصوصی مناسبت تھی ان میں آپ کے والد صاحب دام ظلہ اور مولانا مفتی محمد تقی عثانی صاحب ممتاز ہیں، مولانا محمد تقی عثانی صاحب کا اس سانحہ عظیم سے صرف ایک دن پہلے رائے بریلی سے فون آیا تھا مگر حضرت اس وقت آرام فرمارہے تھے اس لئے حضرت سے تو بات نہ ہوسکی تھی انکے سب سے معتمد علیہ فرد خاندان اور موجودہ ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد رابع صاحب مدظلہ سے بات ہوئی تو انہوں نے دوسرے روز جمعہ کو فون کرنے کو کہا،مگر وہی دن حضرتؒ کے وصال کا ثابت ہوا۔آپکے دار العلوم حقانیہ اور اکوڑہ خٹک کا حضرتؒ اکثر ذکر فرماتے تھے اور حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کے تعلق ونسبت سے اسکے ذکر سے خوش ہوتے تھے۔حضرتؒ کو ہر وہ جگہ عزیز تھی جہاں حضرت سید احمد شہیدؒ کا قیام ہوا ہو۔الحمد للہ اکوڑہ خٹک ہی وہ مبارک جگہ ہے جہاں حضرت سید صاحبؒ کا پیغام زندہ ہے (دار العلوم حقانیہ کی صورت میں)اور انکا مشن آگے بڑھ رہا ہے اور یہ یقینی طور پر حضرتؒ کیلئے خوشی اور اطمینان کی بات تھی اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اسکی مزید توفیق دے۔حضرتؒ کی ہمہ جہتی اور عبقری شخصیت پر متنوع مضامین یہاں انگریزی، ہندی اور اردو اخبارات اور جرائد میں خوب اور مسلسل آرہے ہیں۔نہ لکھنے والے تھک رہے ہیں اور نہ پڑھنے والے اکتارہے ہیں،جبکہ عرب میں ممالک میں عربی میں اہل تعلق آپؒ کی شخصیت کو نئے نئے انداز سے پیش کررہے ہیں کوشش کی جارہی ہے کہ وہ سب کے سب اکٹھے ہوجائیں۔

حضرتؒ کے آخری دن پر خاکسار راقم نے جو بن پڑا "بانگ درا" لکھنو کیلئے لکھا اور مولانا نذر الحفیظ صاحب وزیری نے "تعمیر حیات" میں مردمومن کا آخری سفر کے عنوان سے مضمون قلمبند کیا۔فی الحال یہ دونوں آپ کو ارسال کئے جارہے ہیں۔آخری رمضان پر بھی ناچیز لکھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔وہ بھی ان شاء اللہ ارسال کرے گا۔حرم مکی و مدنی میں حضرت کی غائبانہ نماز جنازہ کا علم تو آپ کو ہوا ہوگا۔ملک فہد ولی عہد شہزادہ عبداللہ اور دیگر ارکان مملکت سعودیہ نے اہتمام سے شرکت کی تھی۔اس سلسلہ میں امام حرم صاحب کا خط بھی ارسال ہے۔حضرت کے حادثہ وفات پر حضرت مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء کا مضمون "طاب حیا و طاب میتا" ارسال کیا جارہا ہے۔ناچیز کو دعاؤں میں یاد رکھیں اور حضرت والد صاحب دام ظلہ کی خدمت میں سلام پہونچادیں اور درخواست دعا کریں۔

والسلام خاکسار مولانا محمود حسن حسنی

(۲)

۱۳/جون ۱۹۸۰ء (شیعہ آبادی پر قیمتی مضمون ○ مولانا کے ہمراہ اکوڑہ آمد کی یاد دوبارہ آنے کی خواہش)

جناب سمیع الحق صاحب محترم السلام علیکم،ایک بار آپ نے الحق میں شیعہ آبادی کے بارے میں ایک نہایت قیمتی تحقیقی مقالہ شائع کیا تھا اس میں ۱۹۶۱ء سے لے کر آج تک کی مردم شماری کی بنیاد پر صحیح اندازہ پیش کیا گیا تھا کیا میں امید کرسکتا ہوں کہ جناب اتنی زحمت فرمائیں گے کہ وہ شمارہ یا اس میں سے مقالہ کے صفحات کا فوٹو اسٹیٹ جب بھی ممکن ہو مجھے مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کردیں۔ذہن میں محترم مولانا علی میاں مدظلہ علی بھیا کی ہمراہی میں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضری اور آپکے مدرسہ کی زیارت کی یاد تازہ ہے اور یہ خواہش موجود ہے کہ آپ سے ملاقات اور اکوڑہ خٹک کی سیر کا مکرر موقعہ ملے۔میری جانب سے ہمہ بزرگان مدرسہ کی خدمت میں سلام واحترام و درخواست دعا۔مکرر درخواست ہے کہ درخواست کو براہ کرم اہمیت دیں اگر جلد فوٹو اسٹیٹ آجائے تو بہتر ہے۔

مخلص احمد الحسینی سعودی عرب ثقافت خانہ گلبرگ لاہور

(الحق میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کے مضامین کی تفصیل)

اسلامی ریسرچ وتحقیق یا باطنیت کا فتنہ [ادارہ تحقیقات اسلامی کے پس منظر میں]، اکتوبر۱۹۶۵/ ۳۳-۳۹،	اکوڑہ کی جنگ [مجاہد کبیر سید احمد شہیدؒ کے جہاد کا ایک باب]، جنوری۱۹۶۶/ ۳۸-۴۵
دربارِ نبوت کی باریابی [مدینۃ الرسول میں حاضری کے تاثرات/سفرنامہ]، مارچ۱۹۶۶/ ۱۳-۱۶	انگریز، کفر و مادیت کا علمبردار [اقتباس]، جون۱۹۶۶/ ۴۳
دنیا طلبی کا بحران [مغربی تہذیب کی تباہ کاریاں] ستمبر۱۹۶۶/ ۲۹-۳۰	صحابہ کرام ؓ پر جرح وتنقید ——امام ابن تیمیہؒ کی نگاہ میں اپریل۱۹۶۷/ ۲۳-۲۸
تلاشِ حق میں امام غزالیؒ کی صحرانوردی [مشاہدات وتاثرات] جون۱۹۶۷/ ۲۸-۳۳	ملتِ اسلامیہ آج پھر کسی ایوبی کی منتظر ہے [سیرتِ سلطان ایوبیؒ] جولائی۱۹۶۷/ ۳۱-۴۲
مغربی مستشرقین اوران کی تحقیقات کا اثر مارچ۱۹۶۸/ ۲۰-۳۹	مغربی تہذیب کی تباہ کاریاں اور تجدد کے علمبردار [اقبال کی نظر میں] اگست۱۹۶۸/ ۱۵-۲۶
عالمِ اسلام میں تجدد اور مغربیت کی تحریک [ترکی کو لادین بنانے کی کوشش] اکتوبر۱۹۶۸/ ۱۹-۲۸	عالمِ اسلام میں تجدد اور مغربیت کی ایک تجربہ گاہ [ترکی اور مصطفیٰ کمال] نومبر۱۹۶۸/ ۱۴-۲۵
عالم اسلام، زندگی کے چوراہے پر، دسمبر۱۹۶۸/ ۲۳-۳۲	مکتوب بنام مولانا عبدالحق ؒ دسمبر۱۹۶۸/ ۴۷-۴۸
مکتوب بنام مولانا سمیع الحق [اقتباس]، جولائی۱۹۶۹/ ۶۰	روزہ عالمی اجتماعی نوعیت کا مظاہرہ [اقتباس]، نومبر۱۹۶۹/ ۲۱
توحید اور غیر اللہ کی بے حقیقی [شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی نظروں میں] مارچ۱۹۷۱/ ۱۵-۲۰	قانونِ اسلامی کی تدوین جدید کی ضرورت مارچ۱۹۷۱/ ۳۱-۳۴
سیدنا عمر بن عبدالعزیز کے چند خطوط وفرامین، اپریل۱۹۷۱/ ۱۸-۴۴	سقوطِ ڈھاکہ، سقوطِ بغداد کے آئینہ میں، مارچ۱۹۷۲/ ۲۲-۲۵
میری (ابوالحسن علی ندویؒ) علمی ومطالعاتی زندگی [جواب سوالنامہ] مئی۱۹۷۲/ ۲۶-۴۹	فریضۂ رمضان کی حکمتیں اکتوبر۱۹۷۲/ ۷-۱۲
قادیانیت ——ایک مستقل مذہب جون۱۹۷۳/ ۱۲-۱۶	قادیانیت نے عالمِ اسلام کو کیا دیا؟ [ذہنی انتشار اور مذہبی کشمکش] جنوری۱۹۷۴/ ۲۱-۴۶
عظمتِ مدینہ، برصغیر کے علمی احسانات، علما اور نئے تقاضے [مدینہ میں طلبا سے خطاب] اپریل۱۹۷۴/ ۱۸-۲۳	فیصلہ 'قادیانی کافر ہیں' کے بارے سوالنامہ کے جوابات دسمبر۱۹۷۴/ ۶
سید احمد شہیدؒ اور شہدائے بالاکوٹ کا پیغام، اہلِ پاکستان کے نام اپریل۱۹۷۵/ ۳۸-۴۱	لبنانی مسلمانوں کی حالت پر ایک نظر مئی۱۹۷۵/ ۲۳-۷
شیعہ سنی اتحاد کی حقیقی بنیادیں، اگست۱۹۷۵/ ۱۴-۱۸	نوجوان نسل کی بے چینی کے اسباب، ستمبر۱۹۷۵/ ۴۷-۵۶
برصغیر کے مسلمانوں کی علمی ودینی خدمات کا ایک جائزہ [ندوۃ العلماء کے جشنِ تعلیمی کا خطبۂ استقبالیہ]، نومبر۱۹۷۵/ ۲۵-۳۶	مولانا عبدالباری ندویؒ کی زندگی کے دو اہم سبق اپریل۱۹۷۶/ ۳۰-۳۴
کتاب اسلام اور عصرِ حاضر از مولانا سمیع الحق کا دیباچہ نومبر۱۹۷۶/ ۵-۶	مصنوعی تہذیبیں [ایک صاحبِ شعور مومن کی نظر میں/مترجم: شمس الحق ندوی] مارچ۱۹۷۷/ ۳-۱۵
اسلامی ملکوں میں نظامِ تعلیم کی اہمیت، اپریل۱۹۷۷/ ۱۹-۳۰	نورِ حرا کی روشنی اور دنیا کے پیچیدہ مسائل کا حل [خطاب]، اگست۱۹۷۷/ ۱۱-۱۸

مادیت زدہ انسان کے لیے نجات کا راستہ [امریکا میں خطاب] فروری ۱۹۷۸/ ۱۱-۲۳	علومِ اسلامیہ کے سرچشمے، دینی مدارس [خطاب] جون ۱۹۷۸/ ۱۰-۱۷
دارالعلوم حقانیہ تحریک سیدین اور جہاد کا تسلسل ہے [دارالعلوم حقانیہ میں خطاب] اگست ۱۹۷۸/ ۵-۱۴	اسلامی مباحث و تحقیقات [برصغیر کے علما کے بے مثال کردار پر خطاب] نومبر ۱۹۷۸/ ۱۰-۲۱
علومِ اسلامیہ کے سرچشمے، دینی مدارس [علی گڑھ میں خطاب] دسمبر ۱۹۷۸/ ۱۵-۲۴	قوانین اسلام کے نفاذ کا مسئلہ [خطاب] مئی ۱۹۷۹/ ۶-۱۸
پیامِ انسانیت [اُمتِ مسلمہ کے لیے لمحہ فکریہ/ خطاب] اگست ۱۹۷۹/ ۱۰-۲۲	اسلام کے قلعے، دینی مدارس [اس انقلابی زمانہ میں مدارسِ عربیہ کی ضرورت] نومبر ۱۹۷۹/ ۹-۱۴
ملتِ مسلمہ کو پیغام اپنی عظمت، تشخص اور امتیازات کو زندہ کریں [خطاب] مارچ ۱۹۸۰/ ۲۵-۳۱	جنگِ آزادی میں علما کا قائدانہ کردار [خطاب] اگست ۱۹۸۰/ ۲۱-۲۵
پندرھویں صدی ہجری کا پیغام اور اُمتِ مسلمہ کی زبوں حالی [اداریہ] نومبر ۱۹۸۰/ ۲-۴	پندرھویں صدی ہجری ماضی و حال کے آئینے میں [ایک جائزہ، ایک پیغام] جنوری ۱۹۸۱/ ۱۳-۳۲
ندوۃ العلما کے زیرِ اہتمام مذاکرۂ علمی [اہم عناوین کی فہرست] اپریل ۱۹۸۱/ ۳-۷	عالمی مذاکرۂ ادبیاتِ اسلامی [خطبۂ صدارت] جون ۱۹۸۱/ ۵-۱۱
پندرھویں صدی میں عالمِ اسلام کے لیے دس نکاتی پروگرام [ایک اہم مضمون] ستمبر ۱۹۸۱/ ۹-۱۶	مجاہدین افغانستان کا اتحاد [مکتوب] ستمبر ۱۹۸۱/ ۵۰
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی وفات مئی ۱۹۸۲/ ۸-۱۰	شیخ الحدیث سہارن پوری کی تعزیت [مکتوب بنام مولانا سمیع الحق] جولائی ۱۹۸۲/ ۲۰
مولانا عبدالحقؒ کو صدارتی ایوارڈ پر مبارکباد [مکتوب] اگست ۱۹۸۲/ ۳۷	المیۂ بیروت [بیروت میں اسرائیل کی وحشیانہ کاروائیاں] اکتوبر ۱۹۸۲/ ۳۱-۳۴
المیۂ افغانستان — افغان مجاہدین کو سلام دسمبر ۱۹۸۲/ ۲۳-۲۵	شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب حجة الله البالغه کے آئینہ میں [خطاب] فروری ۱۹۸۴/ ۴۷-۴۹
سوویت روس اور مسلمان [مترجم: محی الدین]، جون ۱۹۸۴/ ۲۳-۲۸	تحریک شاہ ولی اللہؒ و سید احمد شہیدؒ کے بنیادی خد و خال، اگست ۱۹۸۴/ ۱۷-۲۷
حقائق السنن (درسِ ترمذی از مولانا عبدالحقؒ) پر ایک نظر اکتوبر ۱۹۸۴/ ۵-۱۰	ایٹمی قوت سے بھی عظیم قوت [صنعا یونیورسٹی میں خطاب/ مترجم: عبداللہ حسنی] دسمبر ۱۹۸۴/ ۹-۱۶
خمینی اور ایرانی انقلاب [اداریہ] دسمبر ۱۹۸۴/ ۲-۴	تجربات کا نچوڑ [خطاب بر اُمتِ مسلمہ/ مرتب: عبداللہ حسنی ندوی] اپریل ۱۹۸۵/ ۴۹-۵۴
شرعی قوانین کے نفاذ اور دفاع کا مسئلہ [خطاب] نومبر ۱۹۸۵/ ۶-۱۲	آبنائے فاسفورس کے ساحل پر ملتِ اسلامیہ کی نشاۃِ ثانیہ کی باتیں [خطاب] ستمبر ۱۹۸۶/ ۳۵-۳۸
شرعی قوانین اضطراب اور تذبذب اعتقادی اور عملی نفاق [خطاب/ ۲ اقساط] جون ۱۹۸۷/ ۵-۱۲، جولائی ۱۹۸۷/ ۱۱-۱۹	احترامِ انسانیت اور آدمیت کی ضرورت اکتوبر ۱۹۸۷/ ۳۸-۳۹
ملت کا تحفظ تحریکِ نفاذِ شریعت اور غلبۂ اسلام کیسے؟ [خطاب] نومبر ۱۹۸۷/ ۱۲-۲۲	اپنے گھر کو سنبھالو! [لمحہ فکریہ] دسمبر ۱۹۸۷/ ۵۳-۵۴

عالمِ اسلام کے لیے فیصلہ کن محاذ اور مرکزی میدانِ عمل فروری ۱۹۸۸/ ۱۷۔۲۴	انسانیت کی راہنمائی میں اسلام کا تاریخی کردار [خطاب] مئی ۱۹۸۸/ ۸۔۱۶
تعزیتی مکتوبِ گرامی [بروفات والدہ مولانا سمیع الحق] جولائی ۱۹۸۸/ ۵۹	خمینی کا عقیدۂ امامت [کتاب المرتضیٰ سے اقتباس] اپریل ۱۹۸۹/ ۳۳۔۴۰
ارادۂ الٰہی و اسبابِ مادی [مادی اسباب، انبیاءِ کرام اور ان کے مخالفین] مئی ۱۹۸۹/ ۱۰۔۲۶	سیرت و کردار میں تبدیلی کی ضرورت [خطاب] جنوری ۱۹۹۰/ ۱۶۔۲۳
انسانیت کے محسنِ اعظمؐ اور متمدن دنیا کا اخلاقی فرض [خطاب/ ۲/ اقساط] اپریل ۱۹۹۰/ ۷۔۱۴، مئی ۱۹۹۰/ ۱۶۔۲۸	علم حدیث ـــ ایک بیش بہا خزانہ اگست ۱۹۹۰/ ۱۱۔۱۹
مولانا ابوالکلامؒ ـــ ایک ہشت پہلو ہیرا [خطاب]، ستمبر ۱۹۹۰/ ۱۳۔۲۱	عالم عرب، اہلِ مغرب کی آماجگاہ کیوں؟ جنوری ۱۹۹۱/ ۱۴۔۲۶
توحید کی حقیقت اور اس کے تقاضے، فروری ۱۹۹۱/ ۲۳۔۳۰	مسلمانوں پر ایک نظر اور ملت پر تین اثر [خطاب]، اپریل ۱۹۹۱/ ۱۹۔۲۴
روافض کا عقیدۂ امامت [قدیم ایران اور اُس کے عقائد] مئی ۱۹۹۱/ ۲۱۔۲۸	خلیجی جنگ کے بعد اُمتِ مسلمہ کا مستقبل [عراقی جارحیت کا خاتمہ] جولائی ۱۹۹۱/ ۱۰۔۱۸
دینِ حق اور دعوتِ اسلام کے تقاضے [خطاب]، اپریل ۱۹۹۲/ ۹۔۱۷	قرآنِ مجید کے ساتھ عشق و محبت کی داستانیں [تذکرہ اکابر]، جون ۱۹۹۲/ ۱۲۔۱۷
خواتین کی ذمہ داریاں [خطاب]، جولائی ۱۹۹۲/ ۶۔۱۲	منصوص اور غیر منصوص احکام میں اختلافات، اپریل ۱۹۹۳/ ۱۶۔۲۱
عورت کا مقام، حقوق، فرائض اور دائرہ کار [کلامِ اقبال کی روشنی میں] اکتوبر ۱۹۹۳/ ۵۔۱۱	بنیاد پرستوں اور بنیاد پرستی کے خلاف امریکا کی عالمی مہم [خطاب] نومبر ۱۹۹۳/ ۶۔۱۱
اسلامی تہذیب اور مثالی وحدت، اپریل ۱۹۹۴/ ۱۱۔۱۸	شریعتِ اسلامی مسلمان کے لیے دستورِ حیات ہے [خطاب] مئی ۱۹۹۴/ ۷۔۱۷
رسالتِ محمدی ﷺ کی عظمت اگست ۱۹۹۴/ ۲۳۔۳۲	نسلِ نو کے عقیدہ اور دین و ایمان کی حفاظت [خطاب] نومبر ۱۹۹۴/ ۱۷۔۲۶
اظہار الحق اور اس کے مؤلف مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ جنوری ۱۹۹۵/ ۲۷۔۳۵	نبوتِ محمدیؐ کا کارنامہ [انسانیت کے لیے عملی نمونہ] ستمبر ۱۹۹۵/ ۱۰۔۱۷
دعوت و تبلیغ [اُمتِ مسلمہ کی اصل قدر و قیمت] اکتوبر ۱۹۹۵/ ۹۔۱۳	اسلام کے داعی اور مبلغ کے لیے گہرے مطالعہ کی ضرورت [خطاب] نومبر ۱۹۹۵/ ۱۹۔۲۵
فتح اہلِ حق کا مقدر ہے، فروری ۱۹۹۶/ ۱۳۔۱۵	جاہلیت کسی خاص عہد کا نام نہیں [خطاب]، اگست ۱۹۹۶/ ۲۵۔۳۱
مولانا منظور احمد نعمانیؒ کی وفات [خطاب/ بشکریہ تعمیر حیات لکھنؤ] جون ۱۹۹۷/ ۲۹۔۳۵	مکاتیب بنام مولانا سمیع الحق [۳/ اقساط] جنوری ۲۰۰۰/ ۲۰، مارچ ۲۰۰۰/ ۳۶۔۳۹، اپریل ۲۰۰۰/ ۳۶
دینی مدارس، اسلام کے قلعے جولائی ۲۰۰۱/ ۱۷۔۲۲	اُمتِ مسلمہ کے اندازِ فکر میں انقلاب کی ضرورت [سیدنا موسیٰؑ اور تاریخ فرعون کے تناظر میں]، اگست ۲۰۰۱/ ۱۶۔۲۸
وقت کا زبردست چیلنج اور اس کا مقابلہ، اگست ۲۰۰۵/ ۱۷۔۱۸	

مولانا ابواحمد عبداللہ[1] دارالعلوم نعمانیہ گوجرانوالہ

مورخہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ (ادارے کا تعارف اور خدمات)

مدیر رسالہ الحق جناب مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیر بخیر جناب مولانا ابواحمد محمد عبداللہ صاحب مہتمم مدرسہ مہتمم نشرواشاعت دارالعلوم نعمانیہ گجرانوالہ نے آپکو سلام کیا ہے اور مولانا شیخ الحدیث مدظلہ العالی مولانا عبدالحق صاحب کو بھی سلام کیا ہے اور قومی اسمبلی میں کامیابی پر مبارکباد دی ہے۔ اللہ تعالیٰ علمائے اسلام کے عزائم کو کامیاب کرے اور پاکستان میں کتاب وسنت کا قانون جاری کرنے کی پوری پوری توفیق بخشے اور علمائے اسلام کو اس جہاد کے راستہ میں بنیان مرصوص بنادے۔ گزارش ہے کہ آپکا رسالہ الحق وی پی کے ذریعے ایک سال کیلئے جاری کرالیا گیا ہے وی پی وصول ہوگئی ہے۔ میں نے اپنے ادارہ نشرواشاعت دارالعلوم نعمانیہ گوجرانوالہ کی ۲ عدد کتابیں آپکے نام بک پوسٹ کی ہیں امید ہے مل گئی ہونگیں۔ اور اسکے کوائف صفحہ ۲۲ بھی ارسال ہیں ان کے مطالعہ سے آپکو ہمارا طریق کار معلوم ہوجائیگا آپ اپنے رسالہ میں صفحہ ۲۸ پر تبصرہ فرمائیں گے۔ صفحہ ۱۰۹ پر علمائے اسلام کے متفقہ ۲۲ نکات بھی درج کرائے گئے ہیں ہمارے ادارہ نے اب تک ۲۸ کتابیں شائع کی ہیں یہ سب کتابیں پاکستان اور بیرون پاکستان مسلم حضرات اور غیر مسلم حضرات اور عمائدین ممالک اسلامیہ اور ممبران اور خاص لیڈران قوم اور علمائے اسلام ومدارس دینیہ اور لائبریریوں میں مفت ارسال کی جاتی رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ کتاب نمبر ۲۸ کے صفحہ ۲۹۲ پر درج کردیا گیا ہے کہ جو شخص اس کتاب کو منگوانا چاہے ۸۴ پیسے کے ٹکٹ پر ارسال کرے اب ڈاک کا خرچ بڑھ گیا ہے اگر کتاب رجسٹری کی جائے تو ایک روپیہ ۱۲ پیسے خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ایک ہزار تقریباً تقسیم ہوچکی ہیں۔ بیرونی پاکستان تمام عمائدین اسلام اور بادشاہوں اور سربراہوں کے نام رجسٹری کی جاچکی ہیں۔ آئندہ تقسیم جاری ہے ابواحمد محمد عبداللہ صاحب مولانا شیخ الہندؒ اور مولانا سیدانور شاہ امام الحدیثؒ کے شاگرد ہیں اور راقم الحروف نے بھی ۱۹۳۰ء میں ڈھابیل ضلع سورت میں سیدانور شاہ صاحبؒ سے پڑھا ہے۔ آپ اپنے تبصرہ میں اسکا اندراج بھی فرمادیں نیز جو شخص اس سلسلہ میں امداد کرنا چاہے وہ کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور دوست واحباب کی امداد سے ہی یہ کام چل رہا ہے موجودہ کتاب کئی ہزار کی تعداد میں شائع کی گئی ہے۔ ایک کتاب حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کردی جائے نیز اگر آپ بعض دیگر حضرات کیلئے مناسب خیال کریں تو انکے پتہ جات سے مطلع فرمائیں انکے نام کتابیں ارسال کردی جائینگی۔

والسلام عبداللہ عبدالواسع

☆☆☆

سیدابوالاعلیٰ مودودی[2] بانی وامیر جماعت اسلامی پاکستان

۶ نومبر ۱۹۷۴ء حوالہ ۱۸۲۱ (قادیانی اقلیت قرار دئے جانے کا فیصلہ O تاثرات وتجاویز)

محترمی ومکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپکا عنایت نامہ ملا جس میں آپ نے قادیانی مسئلے سے متعلق چند سوالات دریافت کئے ہیں۔ آپکا پہلا

---

1. خط میں مولانا ابواحمد عبداللہ اور ان کے ادارے کا تعارف موجود ہے۔

2. جماعت اسلامی کے بانی اور امیر کی شخصیت علماء واکابر امت میں متنازعہ رہی۔ ملک میں اسلامی انقلاب کیلئے منظم جدوجہد ان کی جماعت کا محور رہا، مولانا کے تحریری خدمات اور مغربی فکر وفلسفے، تجزیے اور ٹھوس تنقید نے گہرے اثرات چھوڑے مگر ان کے بعد جماعت پر مروجہ سیاسی رنگ چھا گیا ان کے اخلاف کو متحدہ شریعت محاذ، متحدہ علماء کونسل، ملی یکجہتی کونسل، دفاع پاکستان کونسل، متحدہ دینی محاذ سب مواقع پر ایثار اور قربانیاں دے کر اور اپنوں کی ناراضگی اور عتاب برداشت کرتے ہوئے بھی ساتھ لے کر چلایا۔ عہدے ان کو دیئے کام میں آگے رکھا مگر ان کی طرف سے اخلاص ایثار اور اعتماد کا مظاہرہ نہ ہوسکا بلکہ مذکورہ سارے پلیٹ فارم ان کے ہائی جیک کر لینے کی پالیسی اور جماعتی تشخص کے خول میں پھنسے رہنے سے منزل سے کماحقہ ہمکنار نہ ہوسکے۔ مکتوب بالا مولانا مودودی صاحب نے قادیانی جماعت کے اقلیت قرار دئے جانے پر میرے چند سوالات کے جواب میں لکھا جس میں بڑے وقیع نکات اٹھائے گئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ قادیانی مسئلے کے حل پر آپ کے احساسات کیا ہیں۔ظاہر ہے کہ اس مسئلے کے حل سے آپ کی مراد قومی اسمبلی کا فیصلہ ہے۔ بلاشبہ اسمبلی اور حکومت کا یہ فیصلہ نہایت مستحسن اور ساری دنیا کے مسلمانوں کیلئے مسرت انگیز ہے اور اس پر ہم جتنی بھی خوشی منائیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں بالکل بجا ہوگا۔لیکن ہماری حکومت، نیشنل اسمبلی اور عامۃ المسلمین کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ اس سلسلے میں ان کی ذمہ داری اب ختم ہو چکی ہے اور اس فیصلے سے قادیانی مسئلہ پورے کا پورا حل ہو گیا ہے۔اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف پہلا قدم ہے جو صحیح سمت میں اٹھایا گیا ہے اور ابھی تک بہت سے ضروری اقدامات ایسے باقی ہیں جن کے بغیر یہ قضیہ جوں کا توں رہے گا، بلکہ خدشہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خدانخواستہ مزید پیچیدگیاں نہ پیدا ہو جائیں اور ہم اس اہم فیصلے کے فوائد سے محروم نہ ہو جائیں۔آپ کا ایک عنایت نامہ پہلے آچکا تھا اب یاددہانی اور تقاضے کا دوسرا خط آیا ہے جس میں آپ نے جلد جواب مانگا ہے۔چند ضروری کرنے کے کام جو اس وقت ذہن میں آرہے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) قرارداد میں ایک ترمیم: ۷رستمبر کو قومی اسمبلی نے آئینی ترمیم کے علاوہ ایک قرارداد یہ بھی منظور کی ہے کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ الف کے بعد دفعہ ب کا اضافہ کیا جائے جس میں درج ہو کہ:''ایک مسلمان جو محمد ﷺ کی ختم نبوت کے مفہوم مندرجہ آئین پاکستان دفعہ ۲۶۰ شق نمبر ۳ کے خلاف عقیدے کا اعلان یا اس کے خلاف عمل یا تبلیغ کرے وہ قابل سزا و تعزیر ہوگا۔''

یہ قرارداد غالباً عجلت میں مرتب اور پاس کردی گئی ہے اور اسکی ابتداء میں ''مسلمان'' کا لفظ رکھنے کی وجہ سے اس میں ابہام واشتباہ پیدا ہو گیا ہے۔ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کے متعلق یہ تصور ہی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اس جرم شنیع کا مرتکب ہوگا اور مرتکب ہونے کے بعد وہ مسلمان کہلانے کا مستحق رہ سکے گا۔خود دستوری ترمیم نے یہ طے کردیا ہے کہ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوگا خواہ وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔چنانچہ ان الفاظ کے ساتھ اس سزا کے اطلاق میں دشواری کا سامنا ہوگا۔لہٰذا تعزیرات پاکستان میں اس مجوزہ ترمیم کو واضح اور غیر مبہم بنانے اور اس کے مقصد تنفیذ کو آسان بنانے کیلئے ضروری ہے کہ اسکا آغاز ایک (A Muslim) کے بجائے ایک مدعی اسلام (A person pretending to be a muslim) سے کیا جائے تاکہ کوئی فرد بشر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے ختم نبوت کے مسلمہ عقیدہ و مفہوم کے خلاف کسی قول و فعل کا اظہار نہ کرسکے۔

(۲) عملدرآمد کیلئے قانون سازی کی ضرورت: نیشنل اسمبلی کے فیصلے پر عملدرآمد کیلئے کچھ مزید قانون سازی بھی بالکل ناگزیر ہے۔مثال کے طور پر انتخابی قوانین میں ایسی ترمیم ہونی چاہیے جن کے مطابق ووٹروں کے فارم میں نام درج کراتے وقت ہر لاہوری اور ربوی مرزائی پر یہ قانوناً لازم قرار دیا جائے کہ وہ اپنے آپ کو غیر مسلموں کے خانے میں مرزائی یا احمدی لکھوائے اور ان دونوں گروہوں کا اپنے آپ کو مسلم لکھوانا جرم ہوگا جس کی کم سے کم سزا حق رائے دہی سے محرومی ہوگی۔رجسٹریشن ایکٹ جس کے تحت شناختی کارڈ بن رہے ہیں ان میں بھی ترمیم ہونی چاہیے جس کی رو سے کارڈ میں بھی ایسی تصریح لازم اور غلط بیانی موجب سزا ہو۔

(۳) قادیانی ملازموں کی چھان بین: اسی طرح ہر ملازم حکومت پر بھی یہ لازم ہونا چاہیے کہ اگر وہ قادیانیوں کے ان دونوں گروہوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھتا ہے تو وہ اس کی باقاعدہ اطلاع اپنے محکمہ کے توسط سے حکومت کو دے اور جو ایسا نہ کرے یا غلط اطلاع دے اسے ملازمت کیلئے نااہل قرار دے۔پاسپورٹ میں بھی اسی قسم کا اندراج اور اس کی خلاف ورزی پر سزا از روئے قانون لازم ہونی چاہیے۔معلوم ہوا ہے کہ حکومت کے بعض محکموں میں قادیانیوں کی فہرستیں تیار ہورہی ہیں لیکن ان میں بعض قادیانیوں کا نام درج نہیں ہورہا یا اندراج ہو جانے کے بعد اسے حذف کرادیا گیا ہے لیکن اس پر کسی قادیانی کے خلاف کوئی باز پرس یا تادیبی کارروائی نہیں ہورہی کیوں کہ قانون اور قواعد وضوابط میں ایسی گنجائش موجود نہیں ہے۔

(۴) کلیدی ملازمتوں پر قبضہ کی تلافی: قادیانیوں نے سول اور بالخصوص فوجی ملازمتوں میں مسلمانوں کے حقوق پر جس

طرح غاصبانہ اور ناروا قبضہ کررکھا ہے اسکا تدارک اور تلافی بھی ضروری ہے۔ جس طرح صدارت اور وزارت عظمیٰ کیلئے مسلمان ہونا شرط لازم ہے اسی طرح بعض دوسرے کلیدی مناصب مثلاً چیف آف دی سٹاف، عدالت ہائے عالیہ کے چیف جسٹس، اسمبلیوں کے اسپیکر، سفراء، صوبوں کے گورنر پبلک سروس کمیشن کے صدر کیلئے بھی مسلمان ہونا قانوناً لازم قرار دیا جائے۔ اسی طرح بعض حکومتی اور نیم حکومتی تعلیم وتربیت کے اداروں میں داخلے کیلئے مسلمانوں اور غیر مسلموں کا کوٹہ الگ الگ مقرر کیا جاتا ہے، وہاں بھی قادیانی امیدواروں کیلئے اپنے مذہب کا اعلان داخلے کے وقت لازم اور خلاف ورزی موجب سزا ہونی چاہیے۔

(۵) اسلامی اصطلاحات سے گریز ضروری: قادیانی یہ بات علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ قومی اسمبلی کے فیصلے کے باوجود وہ مسلمان ہیں وہ اسلام کے نام پر اپنے عقائد کو اسلامی عقیدہ کہہ کر اسی ملک کے اندر اور باہر برابر ان کی تبلیغ وتلقین کررہے ہیں۔ مرزا غلام احمد کو وہ اب تک نبی، مسیح موعود، مہدی معہود، اس کے رفقاء کو صحابہ کرام اور اسکے خلیفہ کو خلیفۃ المسیح کہہ رہے اور لکھ رہے ہیں۔

یہ مسئلہ بڑا سنگین اور حکومت اور علماء المسلمین کیلئے حد درجہ غور طلب ہے یہ دستور کی بھی خلاف ورزی ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے باعث دل آزاری واشتعال انگیزی بھی ہے، جس گروہ کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا جاچکا ہے اسے اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے اور اسلام کا مدعی ومبلغ ہونے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اگر یہ لوگ اسی طرح مسلمانوں کے سینے پر مونگ دلتے رہے تو ان کے اور مسلمانوں کے مابین کبھی صلح وآشتی کی فضا قائم نہیں رہ سکے گی اور حکمران ان کی حرکتوں سے کتنا ہی اغماض کیوں نہ برتیں جب تک عام مسلمانوں میں ایمان واسلام کی رمق باقی رہے وہ ایسی سرگرمیوں کو کبھی برداشت نہیں کرسکیں گے۔

(۶) اختلاف سے اجتناب: قادیانیوں کے بالمقابل مسلمانوں نے جس اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کیا ہے اسے دائما قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جزوی اختلافات اگر ہوں تو انہیں مناسب حدود کے اندر رہنا چاہیے اور ان کے اظہار کا طریقہ علمی اور سنجیدہ ہونا چاہیے۔ اختلافات کو مخالفت کا رنگ دینے سے اجتناب کرنا چاہیے اور ہر اختلاف کو حق وباطل اور کفر واسلام کا اختلاف نہیں بنالینا چاہیے ورنہ اس کا فائدہ قادیانیوں ہی کو پہنچے گا جیسا کہ پہلے پہنچتا رہا ہے۔

(۷) تبلیغ اور دعوت کا حکیمانہ کام: قادیانیوں کی دستوری تکفیر کے بعد ایک ضروری کرنے کا کام یہ بھی ہے کہ قادیانیوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ کے اسلوب وانداز میں قادیانیت سے تائب ہونے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے جن لوگوں کے ہاتھ میں قادیانیوں کی قیادت وسیادت ہے اور جن کے مفادات ان قائدین سے وابستہ ہیں ممکن ہے کہ وہ اسلام لانے میں تامل وتذبذب سے کام لیں اور پاکستان چھوڑ جانے کو ترجیح دیں، لیکن عام قادیانی جو قصر خلافت کے قریب نہیں بلکہ مسلمانوں کی عام آبادیوں میں مقیم ہیں اسکے سامنے اگر اسلام کی اصل تعلیمات کو صحیح طریقہ پر پیش کیا جائے اور قادیانیت کے حقیقی خدوخال بھی ان پر اچھی طرح واضح کئے جائیں تو وہ انشاء اللہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے میں توقف اور پس وپیش نہیں کرینگے۔ ان میں بہت سے لوگ ہم نے ایسے دیکھے ہیں جو مرزا غلام احمد اور اسکے لڑکوں کے بہت سی تحریروں سے واقف ہی نہیں ہیں اور جب ان کے سامنے پہلی مرتبہ وہ تحریریں آئیں تو وہ حیران اور دم بخود ہوکر رہ گئے اور قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگئے۔

(۸) صمدانی رپورٹ کی اشاعت: اس سلسلے میں ہمارا ایک مطالبہ یہ بھی مسلسل ہونا چاہیے کہ صمدانی رپورٹ کو من وعن شائع کیا جائے اور جو لوگ اس رپورٹ کی رو سے مجرم ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ نیز جو مزید سیاسی وانتظامی اقدامات اس رپورٹ کی روشنی میں ناگزیر ہوں ان کو فوراً عمل میں لایا جائے۔ اگر ہماری حکومت اور عوام الناس نے غفلت وتساہل سے کام لیا تو خدشہ ہے کہ اس سازشی گروہ کے ہاتھوں ہمیں مزید زخم نہ کھانے پڑھیں۔ لاقدرھا اللّٰہ

خاکسار ابوالاعلیٰ

ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر[1]

(۱)

۱۰ رمئی ۲۰۰۱ء (مجدد کانفرنس میں شرکت کی دعوت)

محترم ومکرم مولانا سمیع الحق صاحب امیر جمعیت علمائے اسلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ مع الخیر ہونگے۔ نقشبندیہ مجددیہ فاؤنڈیشن کی جانب سے ۱۸ رمئی ۲۰۰۱ء بروز جمعۃ المبارک پیراڈائز ہوٹل صدر کراچی میں منعقدہ مجدد کانفرنس میں آپ نے شرکت کی دعوت قبول فرمائی جس پر ہم آپ کے تہہ دل سے ممنون اور شکر گزار ہیں۔ کانفرنس کا تفصیلی پروگرام جیسے ہی چھپ کر آیا آپ کو ارسال کردیا جائیگا۔ امید ہے کراچی اپنی آمد کے پروگرام سے ہمیں آگاہ کر کے ممنون فرمائینگے۔ حضرت قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی کو آپ کا سلام پہنچادیا تھا وہ بھی ہالینڈ سے ٹیلی فون پر آپ کو سلام کہلوا رہے تھے۔ فقط ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر

(۲)

۱۸ نومبر ۲۰۰۶ء (پرویز مشرف کی اسمبلی میں تحفظ حقوق نسواں کے نام سے شرمناک بل)

محترمی ومکرمی معزز رکن پارلیمنٹ اسلام آباد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حکومت تحفظ حقوق نسواں کے نام سے ایک بل پارلیمنٹ سے منظور کرانے جارہی ہے جس میں زنا بالجبر کو حد سے نکال کر قرآن کی صریح مخالفت کی جارہی ہے اور جن پر حد ثابت نہ ہو ان کیلئے ہر قسم کی سزاؤں کو ختم کر کے فحاشی کو فروغ دے کر قرآن کے احکامات کی واضح خلاف ورزی کرنے پر تلی ہوئی ہے اس طرح وہ اللہ کے عذاب کو دعوت دے رہی ہے اس وقت آپ ایک سخت امتحان سے دوچار ہیں ایک طرف آپکی پارٹی کا فیصلہ ہوگا تو دوسری طرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہے جبکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولٰئک ھم الظالمون (المائدہ ۴۵) (جو اللہ نے نازل فرمایا اس کے مطابق جو لوگ فیصلہ نہیں کرتے وہ ظالم ہیں) جبکہ ظالموں کیلئے اللہ کا فرمان ہے وماواھم النار وبئس مثوی الظالمین (آل عمران ۱۵۱) انکا ٹھکانہ آگ ہے اور ظالموں کیلئے بہت برا ٹھکانہ ہے) دوسرے مقام پر ارشاد رب العزت ہے انا اعتدنا للظالمین نارا احاط بھم سرادقھا وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمھل یشوی الوجوہ بئس الشراب وساء ت مرتفقا. (الکھف آیت ۲۹) بیشک ہم نے ظالموں کیلئے (ایسی) آگ تیار کی ہے جس (کے شعلوں) کی چاردیواری (ہر طرف سے) انھیں گھیر لے گی اور اگر (پیاس کی وجہ سے) وہ فریاد کرینگے تو انکی فریاد رسی (اس) پانی سے کی جائیگی جو پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جو انکے منہ کو جلادیگا کتنا برا پانی ہوگا اور کتنی بدترین انکی آرام گاہ ہوگی۔

اس وقت آپکے سامنے ایک طرف دنیاوی اور سیاسی فوائد ہیں اور دوسری طرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اور خوشنودی اور آخرت کے بے شمار فوائد ہیں جو لوگ دنیا کے حقیر فوائد کی خاطر آخرت کے عظیم فوائد کو چھوڑ دیتے ہیں انکے لئے رب کائنات کا قرآن پاک میں ارشاد ہے واذ اخذ اللّٰہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہٖ ثمناً قلیلاً فبئس ما یشترون. لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بمالم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم (آل عمران ۱۸۸) اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان لوگوں سے جنھیں کتاب دی گئی کہ تم اسے ضرور

---

[1] مولانا شاہ احمد نورانیؒ کی جماعت سے تعلق تھا ان کے کوٹے سے حیدرآباد سے ایم ایم اے کے رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ جامعہ مجددیہ حیدرآباد کے مہتمم ہیں۔ شاہ صاحبؒ کے وفات کے بعد انکی جماعت کا نام انہی کے ذریعہ باقی ہے۔

بیان کرو گے لوگوں کیلئے اور نہ چھپاؤ گے انھوں نے اس عہد کو اپنے پس پشت پھینک دیا اور اس کے بدلہ حقیر معاوضہ (دنیاوی فوائد) حاصل کر لیا تو کتنی بری چیز ہے جو وہ خرید رہے ہیں ہرگز نہ سمجھنا کہ جو اپنے کاموں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں پر انکی تعریف کی جائے جو واقع میں انھوں نے نہیں کئے تو ایسے لوگوں کے بارے ہرگز گمان نہ کرنا کہ وہ عذاب سے نجات پا جائینگے (جبکہ حقیقت یہ ہے کہ) انکے لئے دردناک عذاب ہے۔ آپ ایک مسلمان کی حیثیت سے قبر اور آخرت کی جزاء و سزا پر یقیناً ایمان رکھتے ہیں اور مجھے یقین کامل ہے کہ اس امتحان میں یقیناً آپ کامیابی سے ہمکنار ہونگے۔ اور سیاسی وابستگیاں اور دنیاوی حقیر فوائد آپکی راہ میں ہرگز حائل نہیں ہونگے آپکے دل میں جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے محبت ہے اور آخرت پر جو آپکا ایمان ہے وہ یقیناً آپکو کوئی ایسا فیصلہ نہیں کرنے دے گا جو اللہ اور اسکے رسول کی ناراضگی کا سبب بنے اسلئے کہ قبر و حشر میں یہ سیاسی وابستگیاں کام نہیں آئینگی بلکہ آج آپ اپنے ایمانی جذبے سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو راضی کرنے کیلئے جو فیصلہ کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ کل قبر اور حشر میں یقیناً بھی آپکے کام آئے گا۔ (ابوالخیر محمد زبیر)

☆☆☆

جناب ابوالخیر مودودی۔ اچھرہ لاہور

۱۲ جولائی ۱۹۷۲ء (الحق کا اجراء)

جناب محترم مہتمم صاحب ادارۂ ''الحق''۔ السلام علیکم، براہ کرم ''الحق'' میرے نام ربیع الاول 'جلد ہفتم کے شمارہ ہشتم'' سے جاری فرما دیجئے۔ جمادی الاول کا پرچہ شائع ہو گیا ہوگا تینوں پرچوں کا قیمت طلب پارسل روانہ فرمایئے۔ اور مطلع فرمایئے کہ سابقہ جلدیں دستیاب ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ ابوالخیر پتہ: ابوالخیر مودودی ۶ رکھ بیرا سٹریٹ، رحمان پورہ، اچھرا لاہور

☆☆☆

ابوالفوزان فاروقی۔ لاہور

(۱)

(خود ساختہ انسانی تہذیبوں سے تاثر ○ نہ مادہ پرست جمہوری نظام نہ دہریوں کا اشتراکی فلسفہ)

۱۵ اپریل ۱۹۷۵ء

گرامی قدر محترم و مکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کا گرامی نامہ مورخہ ۱۰ اپریل ۷۵ بحوالہ نمبر ۶۶۵۶ جناب یوسف فاروقی کے نام ملا۔ شراب پر مضمون کا مسودہ ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ شاید ڈاکخانہ والوں کی بے احتیاطی اور غیر ذمہ داری کی وجہ سے ضائع ہو گیا ہو۔ متعلقہ پوسٹ آفس والوں سے رابطہ قائم ہے، شائد مل جائے۔ خط کا جواب میں دیر سے دے رہا ہوں اس لئے کہ یوسف میرا عزیز ترین دوست، میرا بھائی انتقال کر گیا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون. اعلی اللہ درجاتہ و جعل الجنۃ مثواہ. سمیع بھائی، یوسف نے تو ابھی شراب (مضمون) کے ذریعہ آپ سے رابطہ قائم ہی کیا تھا اسے تو وقت ہی نہیں ملا ورنہ وہ تو آپ کو اور معاشرہ کو وہ زخمِ جگر دکھاتا جن کا دکھانا بھی جرم ہے قابل گردن زدنی ہے۔ میں اور یوسف بچپن سے ایک ساتھ رہے۔ پڑھنا لکھنا، اُٹھنا بیٹھنا سب ساتھ ہماری سوچ، فکر بھی ایک ہی تھی۔ آغاز جوانی میں جب ہم پندرہ سولہ برس کے تھے ہر نوجوان کی طرح یورپ کی تہذیب وتمدن سے متاثر ہوئے۔ انسانیت کی ترقی کا راز انہی کا نظام زندگی میں سمجھنے لگے۔ اس میں ہمارا کیا قصور تھا؟ خود ہم نے ہی تو ان کے

بھیانک معاشرہ کو انسانیت کی فلاح راز بتایا تھا! لیکن جلد ہی ہمارے ذہنوں سے یہ غلط فہمی دور ہوگئی، پھر کیمونزم اور سوشلزم میں بڑی جاذبیت نظر آئی۔ ان کے خوبصورت نعروں نے اپنے طرف کھینچا۔ لینن، اسٹالن، ماؤزے تنگ کی کتابوں کو پڑھا جب اس کی گہرائی میں پہنچے۔ تو یہ بھی تشنہ لبوں کیلئے سراب ثابت ہوا۔ یوسف میرا دوست شروع ہی سے دنیا بھر کی کتابوں کے ساتھ ساتھ دینی کتابیں بھی پڑھا کرتا تھا۔ خصوصاً قرآن حکیم تفاسیر تو بہت ہی شوق سے پڑھا کرتا تھا، وہ جو کچھ پڑھتا، مجھے بھی پڑھواتا وہ جو کچھ سوچتا مجھے بھی بتاتا، جب وہ ۲۵ سال کا تھا تو اس کا یہ عقیدہ ہمالیہ سے زیادہ مضبوط تھا کہ انسانیت کی کامیابی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے دین میں ہے۔ اسی دین کی اتباع میں ہماری کامیابی کا ہر راز مضمر ہے۔ یہ وہ دین ہے جسے خود اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے پسند فرمایا۔ مکمل ضابطہ حیات بنایا، مجھے یقین ہے کہ آج نہیں تو کل ضرور مسلمان اسی دین حنیف کی طرف لوٹیں گے۔ اس لئے کہ انہیں کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ نہ یورپ کے اس مادہ پرست جمہوری نظام میں نہ دہریت پسندوں کے اشتراکی فلسفہ کی آغوش ہیں۔ جہاں روحانیت کی تسکین کا سامان نہ ہو، معاشرہ میں خلوص و محبت کا فقدان ہو، کوئی مقصد حیات متعین نہ ہو، نہ تقوی نہ اخلاق حسنہ، نہ ایثار ہو نہ ہمدردی، بھلا اس نظام میں ہمارے لئے کیا رکھا ہے! سمیع بھائی! اس دور میں جبکہ کفر و معاصی کی ظلمتیں ہر طرف چھائی جارہی ہیں۔ آپ چراغ روشن کرر ہے ہیں۔ روشنی کرتے رہیے ایک روز ضرور انسان اس ظلمات سے گھبرا کر اس روشنی کی طرف لوٹے گا، چراغ جلاتے رہیں کہ سسکتی ہوئی انسانیت کو اب روشنی کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

آپ بور تو نہیں ہوگئے؟ یہ تو ایک نوجوان کے احساسات ہیں۔ معاف کیجئے میں نے آپکا قیمتی وقت ضائع کیا۔ دعاؤں میں یاد رکھئے۔ اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے۔ والسلام آپ کا بھائی ابوالفوزان

(۲)

(معاشی اور سیاسی اصولوں پر مقالے)

گرامی قدر محترم و مکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں اسلام کے معاشی اصول پر تحقیقاتی کام کر رہا ہوں۔ ایک اصول پر اپنے مقالہ کا مختصر خاکہ آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ "الحق" کی قریبی اشاعت میں شائع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ میں نے ایک سیاسی قسم کا مقالہ بھی ارسال کیا تھا۔ معلوم نہیں ملا یا نہیں مطلع فرمائیں۔ میرا وہ مقالہ اگرچہ سیاسی قسم کا ہے، لیکن آج حالات ایسے ہیں کہ بین الاقوامی سیاست سے علیحدہ رہ بھی نہیں سکتے۔ ہوسکتا ہے میری اس رائے سے آپ اختلاف فرمائیں۔ بہر حال اگر میرا وہ مضمون آپکے رسالہ میں شائع نہ ہوسکے تو مجھے واپس فرما دیجئے تا کہ میں کسی دوسرے رسالہ کو دے سکوں۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی خدمت میں میرا سلام عرض کرا دیجئے۔ نیز میری جانب سے دعا کی درخواست بھی کر دیجئے۔

فقط والسلام: ابوالفوزان فاروقی رحمان پورہ D-190 کالونی لاہور

(۳)

ستمبر ۱۹۸۳ء

(اسلامی علوم کی ڈگریاں مگر مغرب کی جامعات سے)

ایک اہم مسئلہ کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آپ مجلس شوریٰ میں بھی اس مسئلہ کو اٹھا سکتے ہیں وہ یہ کہ حکومت پاکستان علوم اسلامیہ میں اعلیٰ تعلیم کیلئے ہر سال مغرب کی جامعات میں طلبہ و طالبات کو بھیجتی ہے۔ ایک طالب علم پر حکومت تقریباً دس لاکھ روپیہ خرچ کرتی ہے یہاں اکثر اساتذہ غیر مسلم ہوتے ہیں اور عام طور پر مسلمان طالب علموں سے ایسے کام کراتے ہیں جو ان کے مفید طلب ہوں۔ اس طرح طلبہ مغرب کی جامعات میں دینی علوم کی اعلیٰ سند کے لئے کام کر رہے ہیں جن کے اخراجات یقیناً کروڑوں میں ہوں گے۔ میرے خیال میں اتنی بڑی رقم خرچ کر کے اپنے ملک میں زیادہ بہتر کام کرایا جاسکتا ہے۔ علم دین تو بہر حال "نور اللہ" ہے اس کے لئے جس مقدس پاکیزہ

ماحول کی ضرورت ہے وہ یہاں کے مادہ پرستانہ ماحول میں میسر نہیں آسکتا بعض طلبہ ڈگری کی خاطر دین کی صحیح روح سے بہت دور چلے جاتے ہیں اور انہی کا مہیا کردہ مواد مستشرقین کیلئے خام مال کا کام کرتا ہے۔ہاں اگر اسلامی ممالک میں دینی علوم کے لئے بھیجا جائے تو کوئی جواز ہوسکتا ہے کہ منازل تنزیل اور مقامات انبیاء میں پھر ایک روحانیت کی تاثیر ہوگی۔ (ابوالفوزان انگلینڈ)

☆☆☆

مولانا ابوالقلم محمد سعد درانی صاحب۔دربارشریف خانقاہ احمدیہ موسیٰ زئی شریف

دسمبر ۱۹۶۹ء (خواجہ دوست محمد قندھاری اور ذکراللہ میں انکے معمولات)

مولانا غلام محمد صاحب مولف ''تذکرہ سلیمان'' نے حضرت مولانا سید عبداللہ حیدرآبادی ؒ کا جو تذکرہ تحریر فرمایا ہے، میں نے اسے الحق میں مطالعہ کیا مولانا موصوف نے تذکرہ کی آخری قسط میں ''حلقہ توجہ'' کے عنوان کے تحت ہمارے حضرت الشیخ قبلہ خواجہ دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ذکر پر بھی چند سطریں تحریر کی ہیں۔حضرت قندہاریؒ کے متعلق جو کچھ تحریر کیا گیا ہے خلاف واقعہ ہے اور مولانا موصوف کی لاعلمی پر مبنی ہے،صرف اس وقت کے چند مشائخ طریقہ (جو قولاً اپنے آپ کو حضرت حاجی صاحب الرحوم کے سلسلے سے منسلک بتاتے ہیں۔) کے طریقہ ذکر کے مشاہدے اور دیگر حضرات سے سن کر رائے قائم کرلینا قرین انصاف نہیں۔حضرۃ الشیخ قندہاری کے طرز طریق کو جاننے اور سمجھنے کے لیے ان کے مکاتیب،ملفوظات اور حالات حیات کا مطالعہ کرنا بے حد ضروری ہے ورنہ حقیقت حال تک رسائی مشکل ہے،حضرت قندہاری مرحوم قولاً وعملاً ذکر خفی میں جہر کے شدید مخالف تھے اور منسلکین ومریدین طریقہ کو بھی ذکر ومراقبہ میں جہر کرنے سے سختی سے منع فرماتے تھے۔نیز حلقہ مراقبہ وتوجہ کے دوران مستی کرنے اور نعروں سے متوجہ کرنے کو ناجائز قرار دیتے تھے۔موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) میں حضرت الشیخ ؒ کا مروجہ طریقہ رائج ہے،تسبیح کا استعمال ہے لیکن اسطرح نہیں جیسا کہ صاحب تذکرہ نے فرمایا ہے بلکہ مرید کو ہمہ اوقات اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات سے رابطہ قائم رکھنے کیلئے اسم ''ذات اللہ'' کا ورد مقدس تسبیح کے ذریعہ کرنے کی تلقین کی جاتی ہے،دانوں کی کھٹ کھٹ اور حرکت قلب کو ہم آہنگ کرکے قلب کو اسم ذات ''اللہ'' کا محور ومرکز بنایا جاتا ہے۔زبان خاموش ہوتی ہے اور قلب تسبیح کے دانوں کی گردش کے ساتھ یاد الٰہی میں مشغول ہوتا ہے لیکن حلقہ توجہ کے وقت ہُو کا عالم طاری ہوتا ہے۔یہ ہے اصل حقیقت اور واقعہ جو عرض ہے،مزید وضاحت ''الشیخ المرحوم کے مکتوبات کے مطالعہ سے روشن اور عیاں ہوسکتی ہے۔آخر میں ضروری گزارش ہے کہ بعض اہل ارادت کے شخصی طرز کو دیکھ کر اسے حضرت قندہاری کا شخصی طرز قرار دینا کسی صورت صحیح نہیں۔ (دعاجو ابوالقلم محمد سعد درانی۔خادم دربار شریف خانقاہ احمدیہ)

☆☆☆

مولانا ابوالوفا افغانی رحمۃ اللہ علیہ[1]

دوشنبہ ۱۲ محرم ۱۳۸۹ھ (الحق بہت ہی علمی ومعیاری مجلہ)

مولانا المحترم دام کرمہ!السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا،آپکا مؤقر مجلہ ''الحق'' رجب وشعبان کے اعداد اور اسکے بعد بھی تا ذی الحجہ متواتر وصول ہوتے رہے۔آپکی اس عنایت پر میں تہ دل سے شاکر ہوں۔ماشاءاللہ بہت ہی علمی ومعیاری مجلہ ہے،اللہ تعالیٰ آپکو توفیق عطا فرمائے کہ اسے دائم رکھیں اور قوم کو اس سے منفعت پہنچے۔ والسلام ابوالوفا جلال کوچہ نمبر ۴۶۵ حیدرآباد دکن

1۔ عظیم مصنف ومحقق ''دائرۃ المعارف العثمانیہ'' حیدرآباد دکن کے بانی،ان کی تحقیق وتعلیق سے حدیث اور فقہ کی نادر ونایاب کتابیں شائع ہوئیں،فقہ حنفی کے عظیم محسنین میں سے تھے،قدماء ائمہ احناف کے علمی دفینوں کے احیاء اور فقہ حنفی کے اولین مآخذ کی اشاعت میں لگے رہے،امام محمدؒ کے کتاب الآثار کی شرح لکھی،افغانستان کے شہر قندہار کے باشندہ تھے،رجب ۱۳۹۵ھ میں حیدرآباد دکن میں انتقال کرگئے۔

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری[1] کراچی
مصنف ادیب، صحافی اور محقق

(۱)

۲۶ رجنوری ۱۹۷۱ء　　(الحق کے مضامین کا قومی زبان میں اشاریہ)

مکرمی سلام مسنون! الحق کی ۱۹۷۰ء کی مکمل فائل اور تعلیقہ گرامی نے شادکام فرمایا۔ آپ کی عنایت ومحبت کے لئے شکرگزار ہوں۔ قومی زبان اکتوبر ۱۹۷۱ء سے "نئے خزانے" سلسلہ اشاریہ مضامین کی جو قسط ہے وہ مارچ تا اگست موصولہ رسائل پر مشتمل ہے چونکہ اس وقت الحق نہیں آتا تھا اس لئے اس میں الحق کا نام یا کسی مضمون کا حوالہ کیوں کر نظر آسکتا ہے۔ اب آنا شروع ہوا اور اب کے ۱۹۷۰ء کی مکمل جلد ارسال فرمادی ہے تو اس کے مضامین کے تمام حوالے آپ آئندہ دیکھیں گے۔ اب ستمبر ۱۹۷۱ء تا فروری ۱۹۷۲ء کے رسائل کا اشاریہ مارچ سے شروع ہوگا۔ اور الحق کے مضامین موضوع کی مناسبت سے تاریخ، شخصیات، مذہبیات کے تحت ترتیب پائیں گے۔ اور ان شاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ انجمن کے رسائل ومطبوعات آپ کی خدمت میں پہنچیں گی۔ آپ ایک خط جناب مشفق خواجہ صاحب مدیر سہ ماہی اردو، انجمن ترقی اردو، بابائے اردو روڈ کراچی کی خدمت میں لکھ دیں کہ انجمن کے رسائل اور مطبوعات تبادلہ وتبصرہ کے لئے ارسال فرمائیں۔ ان شاء اللہ انتظام ہوجائے گا۔　　والسلام　　نیازمند ابوسلمان شاہجہانپوری

(۲)

۱۲ رجنوری ۱۹۷۲ء　　(ماہنامہ قومی زبان میں رسائل کے اشاریے)

مکرمی سلام مسنون، اس خط سے پیشتر آپکو ماہنامہ قومی زبان کے چند پرچے مل چکے ہونگے۔ اکتوبر کے پرچے کو ملاحظہ فرمایئے اسکے صفحہ ۶۱ پر "نئے خزانے" کے عنوان سے اردو رسائل کے مضامین کا ایک موضوع وار اشاریہ دیا گیا ہے۔ رسائل کی فہرست ص ۶۲، ۶۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔ اشاریے کا یہ سلسلہ صرف اہل علم محققین اور تصنیف وتالیف کے کام کرنے والوں کیلئے ہے۔ عام قارئین کیلئے اسمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ اس مقصد کیلئے پاکستان کے تمام علمی، ادبی، تحقیقی اور دینی رسائل آتے ہیں لیکن الحق نہیں آتا۔ اب جب کہ قومی زبان بھی تبادلے میں جاری کردیا گیا ہے اور مضامین کے اشاریے کا تعارف بھی کرادیا گیا ہے امید ہے کہ آپ قومی زبان کے تبادلے کے علاوہ خاص اس مقصد کیلئے الحق کا ایک پرچہ جاری فرمادیں گے۔ یہ ایک علمی اور دینی خدمت ہے اور اسکی اہمیت آپ جیسے فاضل شخص سے پوشیدہ نہیں ہوسکتی۔ اس غرض سے پرچہ مطبوعہ بالا پتے پر آنا چاہیے۔ آپ چاہیں تو قومی زبان کیلئے۔ "برائے اشاریہ" کی تصریح کیساتھ بھیج سکتے ہیں۔

الحق ایک معیاری پرچہ:　الحق کے میں نے بہت سے پرچے دیکھے ہیں اور ان سے اشاریے کی ترتیب میں مدد بھی لی ہے پرچہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ ایک معیاری دینی پرچہ آپ سلیقے سے مرتب کرتے اور پابندی سے شائع کرتے ہیں۔ خدا کرے مزاج بخیر ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بمطالعہ جناب مولوی سمیع الحق صاحب "مدیر الحق" دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک،　نیازمند ابوسلمان شاہجہانپوری

---

[1] ابوسلمان شاہجہان پوری مصنف، ادیب، صحافی، استاد اور کیا کیا صفات کے حامل گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی کے مجلّہ "علم وآگہی" اس کے بعد بابائے اردو کے قومی زبان، انجمن ترقی اردو، اور آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی اور ۸۰ء کے اواخر میں مقتدرہ قومی زبان سے منسلک ہوئے۔ مولانا آزاد اور اکابر ہند اساطین جنگ آزادی سے بے حد ذہنی وفکری ہم آہنگی رکھتے ہیں اور ان کے دفاع میں بعض اوقات جارحیت بھی آجاتی ہے۔ مولانا آزاد پر پی ایچ ڈی بھی کیا۔ کتاب وقلم، علم ومطالعہ اور تحقیق وتنقید ہی ان کا سرمایۂ شب وروز ہے۔ ناچیز سے بے حد محبت اور برادرانہ تعلق اب تک قائم ہے (س)

(۳)

(ماہنامہ الحق پر تبصرہ)

۶ دسمبر ۱۹۷۲ء

مکرمی سلام مسنون، الحق کا ایک شمارہ ملا (بابت ماہ اپریل مئی) ساتھ ہی گرامی نامہ نے شاد کام فرمایا۔ اشاریے میں یہ نظر انداز نہیں ہوا چونکہ اپریل مئی دو ماہ کا تھا اس لئے مئی کے اشاریے میں اس کے حوالے شامل ہیں۔ میں نے اس شمارے پر تبصرہ بھی کیا تھا اور آپ کو خط لکھا تھا میں نے اس شمارے کی اہمیت اور الحق کی علمی و دینی خدمات کا نہایت اچھے لفظوں میں اعتراف کیا تھا۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ قومی زبان سرکاری یا نیم سرکاری ادارے کا پرچہ ہے اسلئے مجھے امید کم ہی ہے کہ تبصرہ شائع ہو سکے گا۔ اب میں یہ کوشش کروں گا کہ وہ تبصرہ حاصل کر کے آپ کو بھیج دوں اور اگر دنیا الحق کے بارے میں میرے خیالات سے واقف نہ ہو سکے تو نہ ہو آپ کو تو میرے جذبات عقیدت کا پتہ چل جائیگا۔

والسلام: ابوسلمان شاہجہانپوری

(۴)

(ہمارے اکابر اور فرقۂ مودودیت کا غیر سنجیدہ رویہ O انکے نظام فکر اور اکابر کے فکر ونظر میں تضاد)

۱۸ جنوری ۱۹۷۳ء

مکرمی سلام مسنون! گرامی نامہ ملا۔ مطلوبہ پرچے بھی مل گئے تھے۔ آپ کی عنایت اور محبت کا شکر گزار ہوں۔ ماہر القادری صاحب ہوں یا جماعت اسلامی والے انہیں ابوالکلام اور حسین احمد اور مولانا عبیداللہ سندھی مرحومین میں کوئی خوبی نظر نہیں آسکتی۔ ان کے کمالات کا کبھی اعتراف نہیں کر سکتے۔ ان کی عظمت کے سامنے کبھی سر نہیں جھکا سکتے۔ اور یہ بات تو ہمیں تسلیم کرنی چاہئے کہ ان کا رویہ غلط نہیں اس لئے کہ مودودیت ایک فرقہ ہے اس کا اپنا ایک نظام فکر ہے اور ہمارے اکابر اس فرقے کے لئے پیام موت کا حکم رکھتے ہیں۔ ہمارے اکابر کی فکر اور نظر کے سامنے ان کا نظام فکر قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے وہ کبھی اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کرتے، ان میں اور ہم میں تاریکی اور روشنی اور کفر اور اسلام کا فرق ہے۔ یہ روشن خیال اس اسلام کو کیوں کر قبول کر سکتے ہیں جو تاریکی کی دشمن ہے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ بات بھی تسلیم کر لینی چاہئے کہ ان کے پاس رسائل و اخبارات اور ایک جماعتی تنظیم کی طاقت ہے اور ہمارے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ اور بلاشبہ ہمارا ایک سطری خط ہی ان کو تڑپانے کے لئے کافی ہو جاتا ہے لیکن اس جنگ میں جیت ان کی ہوگی ہار ہماری۔ ان کے پاس وسائل ہیں ہم بے وسائل۔ ہمارے پاس کوئی اخبار ہے نہ رسالہ۔ وہ ہمارے متعلق غلط فہمیاں پھیلاتے ہیں ہم حقائق بھی سامنے نہیں لا سکتے۔ ہمارے اخبارات ورسائل کو ان معاملات سے دلچسپی نہیں۔ خیر چھوڑیے ان باتوں کو۔ تبصرہ کا موقع ہو چھاپ دیجئے گا۔

والسلام علیکم ابوسلمان

(۵)

(مولوی عبدالحق کے بعد انجمن ترقی اردو کی حالت O دستور سازی ۱۹۷۳ء کی تاریخ)

۱۸ مئی ۱۹۷۳ء

مکرمی سلام مسنون، الحق کا تازہ شمارہ مل گیا اس کا موضوع اور مطالب دیکھ کر طبیعت خوش ہوئی۔ ساتھ ہی ایک مراسلے کی نقل بھی تھی جو ایڈیٹر قومی زبان کے نام بھیجا گیا تھا۔ قومی زبان انجمن ترقی اردو کا رسالہ ہے اور انجمن اب وہ آزاد ادارہ نہیں رہی جو مولوی عبدالحق کے زمانے میں تھی۔ اب یہ ایک سرکاری قسم کا ادارہ ہے سرکار کے ملازمین سے زیادہ وفادار اور رضائے سرکار کو پیش نظر رکھنے والے لوگ اسکے کرتا دھرتا ہیں۔

مولانا عبدالحق اور الحق کے خدمات:[1] اسکے بعد بھی کیا آپ یہ توقع کر سکتے ہیں کہ الحق کی خدمات کے مختلف پہلوؤں کے تذکرے اور حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کے افکار و خدمات کے اعتراف کیلئے اس میں گنجائش نکل سکے گی؟ یہ واقعی صورت حال ہے۔ لیکن میں نے الحق کے تازہ شمارے پر تبصرہ کر دیا ہے اسکی خدمات کے مختلف پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا ہے حالیہ شمارے کی خصوصیت پر توجہ دلائی ہے اور حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کی خدمت دینی وملی اور کمال فکر و سیرت کا نہایت صاف اور واضح الفاظ میں تذکرہ واعتراف کیا ہے اور ایسا نہیں ہے کہ صرف دو چار سطروں میں اشارات کر دیئے ہوں بلکہ کم از کم ایک صفحہ قومی زبان میں آئے گا۔ بلاشبہ جو کچھ ایک آزاد پرچے میں کہا جاسکتا تھا وہ سب کچھ نہیں کہہ سکا ہوں لیکن جو کچھ کہا ہے وہ بھی کم نہیں ہے۔ انشاء اللہ آپ خوش ہوں گے۔ مئی کا پرچہ تو مرتب ہو کر پریس پہنچ چکا ہے جون کے شمارے میں خدا نے چاہا تو آپ دیکھیں گے۔

مولانا آزاد پر پی ایچ ڈی: تصنیف وتالیف کا کچھ نہ کچھ تو سلسلہ جاری ہی رہتا ہے لیکن دراصل پیش نظر کام مولانا ابوالکلام آزادؒ پر پی ایچ ڈی کے مقالے کی تیاری ہے۔ دعا فرمایئے کہ یہ کام بحسن وخوبی انجام کو پہنچے۔ آپ جن علمی، دینی اور ملی خدمات میں مصروف ہیں ان سے طبیعت کو ڈھارس بندھتی ہے خدا کرے آپ کی مساعی ثمر آور اور نتیجہ خیز ثابت ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نیازمند ابوسلمان شاہجہانپوری

بخدمت گرامی مولانا سمیع الحق ایڈیٹر ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک صوبہ سرحد

(۶)

(الحق پر تبصرہ، جذبات حقیقت کا اظہار)

۱۷ جنوری ۱۹۷۳ء

مکرمی سلام مسنون، گرامی نامہ نے شاد کام فرمایا۔ آپ کی عنایت اور محبت کیلئے شکر گزار ہوں۔ الحق کے معیار و مزاج کے مطابق اگر کچھ لکھ

ایڈیٹر الحق کا تاریخی کارنامہ ۱۹۷۳ء کی دستور سازی کی تاریخ مولانا عبدالحق کا تاریخ ساز کردار

[1] مکتوب نگار نے ماہنامہ قومی زبان ۱۹۷۳ء میں الحق اور شیخ الحدیث کے بارہ میں حسب ذیل نگارشات لکھے جس کی طرف اشارہ ہے:۔
گزشتہ سات آٹھ برس سے الحق نکل رہا ہے اور تقریباً ڈھائی سال سے میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ اس مدت میں اس کے علمی مضامین، تحقیقی مقالات، فکر انگیز تبصرے، سیاسی حالات و مسائل پر ایمان افروز اداریئے اور مختلف دینی موضوعات اور ملک کے سیاسی، سماجی، اخلاقی مسائل پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی تقاریر پڑھ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ دینی افکار اور اسلامی علوم و معارف کا بیش بہا سرمایہ ہے۔ جو الحق کے صفحات میں جمع ہو گیا ہے۔ اسکے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کی خدمت کا میدان صرف درس وتدریس ہی نہیں علم وتحقیق، تبلیغ واشاعت دین اور ملک وملت کی زندگی کے مختلف گوشوں تک پھیلا ہوا ہے۔
الحق کا پیش نظر شمارہ اپریل کا ہے جو دستور اور دستور ساز اسمبلی کے عنوان سے ہے۔ اس میں صرف دو مضمون ہیں۔ پہلا چھپن صفحے کا مضمون ایڈیٹر الحق مولانا سمیع الحق کے قلم سے ہے۔ اس میں دستور ساز اسمبلی میں مسودہ آئین کو اسلامی جمہوری اور عوامی بنانے والی ترمیمات حزب اختلاف کے نقطہ نظر اور حزب اقتدار کے ردعمل کی نہایت جامع اور مستند روداد ہے۔ دوسرا حصہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی اسمبلی کی ان تقاریر پر مشتمل ہے جو انہوں نے دستور کی مختلف دفعات پر ترامیم پیش کرتے ہوئے کی تھیں۔ الحق کا یہ شمارہ ایک تاریخی دستاویز ہے۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں اپنے افکار وشخصیت کے حقیقی خدوخال دیکھ سکتے ہیں۔ یہ پاکستان کے ایک اہم اور نازک دور کی تاریخ ہے۔ جو ملک کے مستقبل کو متاثر کرے گی۔ اور آئندہ نسلیں اسی تاریخ کی روشنی میں موجودہ دور اور اسکے رہنماؤں کے بارے میں اچھے یا برے الفاظ میں یاد کریں گی۔ ایڈیٹر الحق نے ملک کی تاریخ کے ان نازک لمحات اور دستور سازی کی اس روداد کو نہایت چابکدستی اور دیانتداری کے ساتھ مرتب کر دیا ہے۔ مولانا عبدالحق نے دستور کی مختلف دفعات میں جو ترامیم پیش کیں۔ اور انکے لئے جو دلائل دیئے انکے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انکی نظر دستور کی دفعات، اسکی زبان وبیان اور اسکے عواقب ونتائج پر کتنی گہری ہے۔ انکی ترمیموں اور تقریروں کے مطالعے سے انکے پختہ سیاسی شعور اور کمال بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ بعض سیاسی اور نام نہاد اسلامی جماعتوں سے انکے بنیادی اختلافات معلوم ومشہور ہیں۔ لیکن یہ انکے اعلیٰ ظرف کی دلیل ہے کہ تعمیر ملت کے کاموں میں اپنے رویے پر اسکی پرچھائیں بھی پڑنے دی۔ کچھ بزرگوں کے تذکرے ہم نے کتابوں میں پڑھے ہیں کہ انہوں نے اپنے علم وبصیرت اور عزیمت دعوت کی ہر زمانے میں شمع روشن کی ہے اور اپنے نقش قدم دوسروں کے لئے رہنما چھوڑ گئے۔ مولانا عبدالحق اس دور میں انہیں علمائے حق کی یادگار ہیں۔ مولانا موصوف نے دستور سازی میں جو تعمیری اور نہایت اہم کردار ادا کیا ہے وہ انکی ملی، دینی خدمات اور انکی سیرت کا ایک نہایت اہم اور روشن باب ہے۔ سوانح حیات کے اس باب کی تالیف کے لئے الحق کے اس شمارے میں بہترین مواد جمع کر دیا گیا ہے۔

سکوں تو اسے اپنی سعادت سمجھوں گا۔اور انشاء اللہ اسکے لئے ضرور کچھ لکھوں گا۔الحق پر جس تبصرے کا میں نے ذکر کیا تھا ارسال خدمت ہے آپ اسے اگر چھاپنا پسند فرمائیں تو بڑی خوشی سے حاضر ہے۔قومی زبان چونکہ ایک نیم سرکاری ادارے کا پرچہ ہے اس لیے اسمیں نہیں چھپ سکا حالانکہ اس کے ایڈیٹر بھی آپ سے عقیدت رکھتے ہیں اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے تو خاص طور پر مداح ہیں۔لیکن تبصرے کی اشاعت کے ساتھ اس بات کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ میں سرکاری ملازم ہونے کے باوجود چونکہ سود و زیاں سے بے نیاز ہوں اسلئے آپ سے ،الحق سے یا حضرت شیخ الحدیث کے متعلق جذبات عقیدت و نیاز کے اظہار میں بے باک ہوں ، بلکہ میرے نزدیک علمائے حق سے محبت اور عقیدت بجائے خود ایک نیکی ہے خواہ ادنیٰ ترین نیکی ہو۔اور میں اس نیکی سے محروم رہنا نہیں چاہتا لیکن تبصرے میں میں نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے۔وہ عقیدت کا کرشمہ نہیں بلکہ میرے علم و نظر کا حاصل اور مطالعے کا نتیجہ ہے۔وہ مداحی نہیں بلکہ ایک علمی رائے ہے، اگرچہ کسی درجہ کی ہو،اب یہ تبصرہ آپ کی نذر ہے۔والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نیاز مند ابوسلمان شاہجہانپوری

(۷)

۱۹ اپریل ۱۹۷۶ء **(الحق میں تبصرہ کیلئے انجمن ترقی اردو کے مطبوعات)**

مکرمی سلام مسنون،انجمن ترقی اردو کی چند مطبوعات جو حال ہی میں شائع ہوئی ہیں۔ میں نے الحق میں تبصرہ کیلئے ان کی منظوری حاصل کروائی تھی۔اور تبصرہ نگار کی حیثیت سے اختر راہی کا نام دیا تھا یہ کتابیں دو پیکٹوں میں کل بذریعہ رجسٹرڈ بک پوسٹ روانہ کردی گئی ہیں۔براہ کرم اختر راہی کے نام کے پیکٹ آپ انہیں بھجوادیں۔وہ تبصرہ کردیں گے۔ میں انہیں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور آج پھر خط لکھ رہا ہوں یہ کتابیں تبصرے کیلئے ہیں لیکن اختر راہی کے سوا کسی کو نہ دیں ایک سیٹ آپ کیلئے ہے۔الحق میں تبصرے کیلئے منظوری آپ کیلئے اور اختر راہی کیلئے دونوں شخصیات سے ذاتی تعلق اور دلچسپی کی بنا پر حاصل کروائی ہے۔خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ،نیاز مند ابوسلمان شاہجہان پوری

(۸)

۲۰ مئی ۱۹۷۶ء **(دعوات حق پر تبصرہ)**

برادرم سلام مسنون،تقریباً پورے دو ماہ ہوگئے ''دعوات حق'' [1] باصرہ نواز ہوچکی ہے اور مختلف اوقات میں اس کے مطالب حقہ و مفیدہ سے قلب و روح کیلئے غذائے لطیف فراہم کرچکا ہوں۔لیکن اس پوری مدت میں میری طبیعت خراب رہی اور تمام کاموں سے معطل رہا۔ اب الحمدللہ طبیعت ٹھیک ہے اور کچھ لکھنے کیلئے مستعد ہوا۔جلد ہی لکھ کردے دونگا۔امید ہے کہ اس دوران میں کتاب مجلد ہوکر آگئی ہوگی اس لیے مناسب ہوگا کہ ایک نسخہ قومی زبان کیلئے بھیج دیں۔علم و آگہی کا خصوصی شمارہ ''برصغیر کے علمی ادبی اور تعلیمی ادارے'' جلد دوم چھپ گیا ہے۔طبیعت کی خرابی ترسیل میں مانع رہی اب انتظام کیا جارہا ہے۔خدا کرے مزاج بخیر ہوں۔ ابوسلمان شاہجہانپوری

---

[1] موصوف نے ماہنامہ قومی زبان کراچی جون ۱۹۷۶ء میں دعوات حق پر تبصرہ شائع فرمایا جس کا کچھ اقتباس یہاں درج کیا جاتا ہے:۔

دعوات حق جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی تقاریر کا مجموعہ ہے،اس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانائے موصوف حالات و وقت کے تقاضوں کے صحیح اندازہ شناس اور مسلمانوں کے عوارض فکری و عملی کے نباض اور تعلیم و تربیت کی ضرورتوں سے پوری طرح واقف اور کلام و استدلالات کے جدید ترین ہتھیاروں کی اہمیت سے پوری طرح واقف ہیں۔اس میں حضرت شیخ الحدیث کے تقریباً ۶۵ مواعظ،خطبات جمعہ اور دیگر تقاریر ہیں۔جسے بارہ ابواب میں مرتب کیا گیا ہے۔حضرت شیخ الحدیث کے قلب کے سوز،ملت کی دردمندی و غم خواری،اصلاحِ امت کے جوش و ولولہ،مزاج و مسلک کے اعتدال نے اس مجموعہ تقاریر کے مضامین کو اور بھی پرتاثیر بنادیا ہے۔کتاب دینی مباحث اور مسلمانوں کی اصلاح و تربیت کے جوش و جذبہ سے لبریز اور ان عیوب سے پاک ہے جن کے نام مولویانہ تقشف،گروہی تعصب،مدرسانہ تنگ نظری وغیرہ رکھ لیے گئے ہیں،حالانکہ یہ الفاظ ہمیشہ بے موقع اور غلط معنوں میں استعمال کیے گئے ہیں۔

(۹)

۳ر جون ۱۹۷۶ء　(الحق کے مطالعہ سے استفادہ)

مکرمی سلام مسنون، آپ کی عنایت کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ الحق آتا ہے اور اس کے مطالعے سے استفادہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس کی جزائے خیر دے۔ اپریل کے پرچہ کا انتظار تھا خیال کیا کہ شاید لیٹ ہو لیکن اب مئی کا پرچہ آیا تو یقین ہو گیا کہ اپریل کا پرچہ شائع ہوا لیکن مجھ تک نہیں پہنچ سکا۔ براہ کرم اپریل کا پرچہ ارسال فرمادیں تا کہ اسے آئندہ اشاریے میں لے لیا جائے۔ انجمن ترقی اردو کی کتابوں سے ایک کتاب پر اس پرچہ میں تبصرہ نظر سے گزرا۔ ممکن ہے اپریل میں بھی کسی کتاب پر آیا ہو بہر حال امید ہے کہ تمام کتابوں پر تبصرہ آجائے گا۔ خدا کرے مزاج سامی بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ، نیاز مند ابوسلمان شاہجہانپوری

(۱۰)

۱۰ر جون ۱۹۷۶ء　(دار العلوم سے تصنیفی واشاعتی منصوبہ پر مشاورت کی ضرورت)

مکرمی سلام مسنون، گرامی نامہ مل گیا تھا اور دعوات حق کا نسخہ انجمن پہنچ گیا تھا جس روز کتاب وہاں موصول ہوئی اتفاق سے اسی روز میں وہاں پہنچا اور اس وقت تبصرہ دے دیا۔ وعدہ ہے کہ جون میں شائع ہو جائے گا اگر کسی وجہ سے نہ آسکا تو جولائی میں ضرور آجائے گا انجمن کا وعدہ جون ہی کا ہے۔ چند دن ہوئے علمی ادبی اور تعلیمی ادارے کا ایک نسخہ خاص آپکے لئے بھیجا ہے۔ عام پرچہ پیپر بیک میں ہے۔ اختر راہی کو خط لکھا ہے کہ وہ اس پر تبصرہ لکھ دیں۔ دار العلوم کے سلسلے میں کوئی تصنیفی واشاعتی منصوبہ بنائیں تو مجھے ضرور دکھائیں۔ میں چونکہ اس کے بارے میں سوچتا رہا ہوں اسلئے میری ایک رائے ہے اگر چہ وہ آپ کیلئے بہت زیادہ سودمند نہ ہوگی لیکن اس سے بعض پہلو آپ کے سامنے آئیں گے اور ایک صحیح فیصلے تک پہنچنے میں آپ کو اس سے مدد ضرور ملے گی۔ میری صحت ادھر کچھ دنوں سے اچھی نہیں ہے احباب کا مشورہ ہے اور خود بھی کچھ مدت کیلئے کراچی سے نکلنے کے لیے بے چین ہوں۔ شاید جولائی میں آپ سے ملاقات کی کوئی صورت پیدا ہو۔ خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں سلام۔　نیاز مند ابوسلمان شاہجہانپوری

(۱۱)

۱۸ر جون ۱۹۷۶ء　(قومی زبان کے ایک خاص نمبر کے بارہ میں کچھ وضاحتیں)

مکرمی سلام مسنون، گرامی نامہ آیا آپ کے خیالات اور جذبات سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ بیان نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس اخلاص ومحبت کی جزائے خیر دے۔ پرچے کی اشاعت کو دو مہینے ہو گئے اس پر نظر ڈالنے اور دیکھنے کی نوبت نہ آئی تھی۔ چونکہ تمام کام کی ذمہ داری میری تھی اور اس میں ایسا کوئی لفظ نہیں چھپا جو میری نظر سے نہ گزرا ہو اسلئے ذہن میں یہ تھا کہ سب ٹھیک ہے لیکن اسی ہفتے میں بھاولپور اور لاہور کے بعض احباب کے خطوط سے چونک پڑا۔ بات وہی ہے جو آپ نے تحریر فرمائی۔ میں سخت پریشان ہوا کہ اب اس کا تدارک کیا اور کیسے کیا جائے۔ پرچہ ساڑھے چار ہزار کی تعداد میں نکل چکا۔ صرف چند سو پرچے باقی رہ گئے ہیں اگر چہ شائع ہونے سے پہلے اس غلطی کا علم ہو جاتا تو تدارک آسان تھا۔ ایک صاحب کے نام کی مہر بنوالی جاتی اور اس مضمون پر لگادی جاتی اس طرح نہ تو میرے بارے میں کسی عزیز وحبیب کو غلط فہمی ہوتی نہ مضمون میں وہ زوداثر آفرینی باقی رہتی جو اس ناکارہ خلائق سے نسبت نے پیدا کر دی ہے۔ پرچے میں بعض غلطیاں ہیں مثلاً اویس گوہر طالب علم کے نام کے ساتھ پروفیسر لکھا گیا، بزم اقبال کے سیکرٹری پروفیسر محمد عثمان کی جگہ محمد منور کا نام چھپ گیا۔ بعض اشخاص کے ناموں میں غلطی ہوئی اور ایک اور مضمون پر مصنف کا نام چھپنے سے رہ گیا اور ایک دوسرے مضمون پر چھپ گیا۔ ہوسکتا

ہے یہ بھی اس قسم کی غلطی ہو لیکن چونکہ اس مضمون کے دعاوی اور خدمات کے بارے میں میں اپنی ناراضگی کا اظہار کر چکا تھا اس لئے بار بار یہ خیال آتا ہے کہ یہ محض غلطی نہیں شرارت ہے۔

<u>طلوع اسلام اور فتنۂ انکار حدیث:</u> میرا خیال یہ ہے کہ ان مقاصد کا اعلان و اظہار مسلمانوں میں صرف مقبولیت حاصل کرنے اور ساکھ قائم کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ طلوع اسلام کے اجرا کے مقاصد، برٹش مفادات کو تقویت دینا اور مستحکم کرنا تھے۔ اس نے آزاد خیال بے دینی اور انکار حدیث کی تحریک کو منظم کیا اور اس کے لٹریچر نے فسق کی جڑوں کو نوجوان طبقے کے دلوں میں مضبوط کیا اور اس کے صفحات میں علمائے حق کو تواتر کیساتھ سب سے زیادہ گالیاں دی گئی ہیں اور یہ تحریک و سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

اگرچہ اس نمبر میں اپنی فکر کے مطابق مختلف اداروں کے ذیل میں اتنا کچھ جمع کر دیا گیا ہے کہ اس میں جماعت اسلامی اور پرویزی فکر کے چند ادارے بے اثر سے ہو جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود میں تلافی مافات کی کوئی مناسب صورت سوچتا رہتا ہوں۔ اور اس میں میں نے اپنے چند خاص احباب کو بھی شامل کر لیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس مرحلے میں یہ اعلان کہ وہ مضمون میرا نہیں کسی اور کا ہے اور وہ میرے خیالات بھی نہیں ہیں عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق سمجھا جائے گا اور اس سے کالج کی وہ فضا جو مختلف الخیال و عقائد کے لوگوں میں باہمی رواداری کی بنیاد پر قائم ہے متاثر ہوگی۔ لیکن یہ اہتمام ضرور کر دیا جائے کہ کالج کے چند خاص لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان خیالات کو ایک اہم حلقے میں سخت ناپسند کیا گیا ہے چنانچہ لاہور اور بھاولپور کے احباب کے خطوط پرنسپل صاحب کو بطور خاص دکھائے اور کل آپ کا گرامی نامہ بھی دکھاؤنگا۔ ساتھ ہی یہ انتظام کیا کہ تبصروں میں ان خیالات کی تردید ضرور کی جائے۔ چنانچہ ترجمان الحدیث محدث وغیرہ کو خطوط لکھ چکا ہوں۔ البلاغ وبینات کو لکھوں گا اور آپ سے بھی گزارش ہے کہ (۱) تبصرہ آپ خود لکھنے کی زحمت گوارا فرمائیں (۲) طلوع اسلام کے سلسلے میں انکار حدیث کی تحریک کے ساتھ ان خیالات کو ضرور پیش کریں جن کی طرف صفحہ اول پر اشارہ کیا ہے (۳) اس پر تعجب اور حیرت کا اظہار ہو کہ یہ مضمون ابوسلمان کے قلم سے ہے۔ (۴) اور اس یقین کا اظہار ہو کہ یہ مضمون اس کا نہیں ہو سکتا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اصل مضمون نگار کا نام چھپنے سے رہ گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے وہ تمام حضرات جو ابوسلمان سے عقیدت رکھتے ہیں انہیں غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس سلسلے میں میری مصلحت کیا ہے اور اس میں میرا نام کس طرح آنا چاہئے اور کس طرح طلوع اسلام کے دعاوی، مقاصد اور خدمات بدخدمتی کا تذکرہ کیا جانا چاہیے۔ اگر آپ میرے ان خیالات سے متفق نہ ہوں تو آپ کو اجازت ہے جو جی چاہے لکھیں جس طرح چاہیں لکھیں۔ میری کوتاہی، غلطی کمزوری پر کتنے ہی سخت الفاظ میں لکھیں سرزنش کریں آپ کو اختیار ہے لیکن خدارا میرے عقیدے کے بارے میں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں اور میرے دل کے بارے میں فیصلہ نہ کر دیں۔ آپ نے نمبر کی اور ایک کمی کی طرف بھی توجہ دلائی ہے لیکن سچ یہ ہے کہ اس بارے میں نہ مکمل معلومات تھیں نہ احباب کا دست تعاون دراز تھا، اور وقت اور صفحات میں گنجائش کی قلت بھی تھی وسائل بھی اس سے زیادہ کی اجازت نہ دیتے تھے۔ لیکن ابھی منصوبہ پورا نہیں ہوا کام جاری ہے آپ اس سلسلے میں میری مدد فرمائیں تا کہ یہ پہلو کمزور نہ رہے۔ آئندہ جو نمبر پیش نظر ہے اس میں اس کمی کو پورا کر دیا جائے۔ آپ اپنے تبصرے میں اس پہلو کی طرف بھی توجہ ضرور دلائیں گے تا کہ اس پہلو کی تکمیل کیلئے ایک بیرونی قومی تحریک سمجھی جا سکے۔ جولائی میں میرا ارادہ سفر کا ہے امید ہے کہ آپ تک پہنچوں گا انشاء اللہ۔ حضرت مولانا مدظلہ کی صحت کیلئے دعا کرتا ہوں کسی مناسب موقع پر دعا کیلئے درخواست کیجئے دنیا میں نیک کام، عقیدے کی صحت اور اللہ کی بخشش کیلئے۔ آپ کے گرامی نامہ کیلئے ایک بار اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ، نیازمند ابوسلمان شاہجہانپوری

بخدمت گرامی مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق اکوڑہ خٹک

(۱۲)

۲۶ ستمبر ۱۹۷۶ء　　(اسلام اور عصر حاضر پر تبصرہ اور انجمن ترقی اردو میں پذیرائی)

برادر محترم، تحفہ سامی اور گرامی نامہ نے شاد کام فرمایا۔ ۱۲ جولائی سے میری طبیعت خراب تھی اور علالت کا سلسلہ اب تک دراز ہے۔ تمام معمولات معطل ہیں یہ عرصہ متعدد تر ددات میں مبتلا گزرا ہے۔ اس مدت میں صرف آپ نے خوشی کا موقع مہیا فرمایا ایک تو اس خبر سے دل کو خوشی اور سکینت حاصل ہوئی کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی دعاؤں میں یاد کیا گیا دوسری خوشی "اسلام اور عصر حاضر[1]" کو دیکھ کر ہوئی۔ ایک مفید کتاب فکر انگیز تحریرات کا مجموعہ خوبصورت انداز میں نظر نواز ہوا۔ ایک روز کالج گیا، کتاب ہاتھ میں تھی کئی صاحبوں نے اشتیاق ظاہر کیا اور پسند کی اب چھٹیوں کے بعد کالج جاؤنگا تو آپ کو پتے بھجوا دونگا۔ انہیں وی پی کر دیجئے گا۔ دعوات حق کی بھی ضرورت ہوگی۔ میں نے اس پر لکھنے کیلئے بعض اشارات تو لکھ بھی لیے ہیں کوشش کرونگا کہ گنجائش کے مطابق مفصل بھی ہو لیکن آپ کسی تحریر کی خوبی کو اس کی طوالت میں کیوں تلاش کرتے ہیں۔ کوشش کروں گا کہ اکتوبر کے شمارے میں تبصرہ آجائے لیکن آج کل عرق النساء کی شدید تکلیف ہے۔ اگر میں آپ سے آپ کی کتاب کا ایک نسخہ مانگوں تو کیا آپ عنایت فرما دیں گے۔ ہوا یہ کہ پروفیسر شیر علی کاظمی صاحب ایڈیٹر قومی زبان کے ایک دوست کو کتاب ایسی پسند آئی کہ کاظمی صاحب نے ایک نسخہ انہیں دیدیا۔ اس طرح انجمن کا کتب خانہ اس سے محروم رہ گیا حالانکہ تبصرہ کیلئے آنے والی ہر کتاب کا ایک نسخہ اسکے لیے لازمی ہے اگر ممکن ہو تو ایک نسخہ کاظمی صاحب کو بھیج دیجئے اور انہیں یہ بھی لکھ دیجئے کہ سنا ہے تاریخ و سوانح کے موضوع پر "قاموس الکتب" کی دوسری جلد شائع ہوگئی ہے امید ہے کہ الحق میں تبصرے کیلئے بھیج دیں گے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون کہیے۔　　والسلام علیکم ورحمۃ اللہ ابو سلمان شاہجہانپوری

"علم و آگہی" پر تبصرے کیلئے بہت بہت شکریہ اور اس سے زیادہ شکریہ طلوع اسلام کے سلسلے میں اظہار خیال پر آپ کے مشورے پیش نظر ہیں۔ اگر کسی دوست کیلئے خصوصی شمارہ جلد دوم کا کوئی نسخہ مطلوب ہو تو بے تکلف لکھ دیجئے۔

(۱۳)

۳ مارچ ۱۹۷۸ء　　(کالج میں حاضری ○ حسن عسکری پر تعزیتی شذرہ اور شاہجہانپوری کا تبصرہ)

برادر مکرم! آپ نے اس مرتبہ ہمیں کراچی کے سفر کے موقع پر شرف ملاقات نہیں بخشی، کالج کے ہنگامے میں آپ تشریف لائے، نہ بات

(ناچیز کے بارہ میں تاثرات)

[1] اسلام اور عصر حاضر اور اس کے ناچیز مولف کے بارہ میں مولانا کا لکھا ہوا تبصرہ مطبوعہ قومی زبان نومبر ۱۹۷۶ء درج ذیل ہے:-

مجھے اگر کسی پر رشک آتا ہے تو وہ اکوڑہ خٹک کے ایک نوجوان عالم دین سمیع الحق پر جس کے فکر و تردد نے اسلامی و ملی فرائض کی ادائیگی کی ایک راہ ڈھونڈھ نکالی ہے جس پر چلنے اور اس کے آداب و رسوم سنبھالنے کی اس میں بہترین صلاحیتیں بھی ہیں۔ اس میں نہ تنگ نظری ہے نہ تقشف اور نہ ژولیدہ فکری ہے۔ اسے نہ تو صاحب قلم ہونے کا زعم ہے اور نہ اس میں صالح ہونے کا گھمنڈ نظر آتا ہے ہاں اس کا قلب سلیم اور اسکی روح سعید ہے۔ اس میں دین کی خدمت کا جذبہ اور ملت کی تعلیم و اصلاح کا داعیہ ضرور موجود ہے۔ وہ اس بات کا اندازہ شناس بھی ہے کہ دعوت و اصلاح کے کام وقت کے بہترین اور معیاری انشا و اسلوب کے متقاضی ہیں۔ یہ کتاب عصر حاضر کے ہمہ قسم کے مسائل میں اسلامی رہنمائی اور دینی افکار کا مجموعہ ہے۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں پاکستان کے مسلم معاشرے کے افکار و رجحانات کے خدوخال بھی دیکھے جاسکتے ہیں اور جس میں تحریک پاکستان کے نصب العین اور پاکستان کی گزشتہ حکومتوں کے سمت سفر کا تضاد بھی نظر آجاتا ہے۔ یہ ایک قلب سلیم کی بے چینیاں اور سعید روح کی پکار ہے جس نے حرف و الفاظ کی شکل اختیار کر لی ہے اور سواد تحریر میں ظاہر ہوتی ہے۔

کام دو تھے اور ہیں۔ ایک یہ کہ عصری مسائل میں اسلام کا فتویٰ اور تحقیق پیش کرنا اور دوسرا یہ کہ مسائل میں اسلام کا منشا بیان کرنا اور کسی مسئلے میں صرف یہ بتا دینا کہ اسلام کی تعلیم اور اس کا رجحان کیا ہے؟ اور کسی خاص حالت و وقت میں اسلام کا مطالبہ اور اسلامیت کا تقاضا کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ مصنف کے پیش نظر دوسری بات ہے۔ فاضل مصنف کے یہ خیالات کتنے اسلامی اور حقیقت پر مبنی ہیں کہ ہمیں مذہب کو موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں کرنا ہے بلکہ موجودہ دور کے حالات و مسائل میں مذہب کی رہنمائی کو اپنانا ہے اور موجودہ دور کے تقاضوں کو مذہب سے ہم آہنگ کرنا ہے۔ یہ کتاب باطن سے ظاہر تک، فکر بلند، طبع سلیم، حسن تحریر و تالیف اور کمال تزئین و زیبائش کی آئینہ دار ہے۔ اس میں جسطرح فاضل مصنف کے افکار دینی و اسلامی کا پیمانہ بلند و ارجمند ہے اسی طرح انکی زبان نہایت شستہ رواں اور طرز نگارش نہایت سلیس و شگفتہ ہے۔ سترہ ابواب میں وقت کے سیکڑوں تعلیمی، تہذیبی، ثقافتی، معاشرتی، سیاسی، قومی، ملی، ملکی اور عالمی مسائل حوادث و فتن اور تحریکات و افکار پر اظہار خیال ہے۔

ہوسکی نہ دید سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچی، بس وہ خوشی کا ایک تصور سا آیا تھا۔ آپ نے قیام گاہ پر بھی حاضری کا موقع نہیں دیا۔ دوسرے روز آپ کو فرصت نہیں ملی، خیر! آپ کی عنایت وتوجہ سے مایوس نہیں ہوں۔ امید ہے کہ آئندہ سفر میں اس کی تلافی فرمائیں گے۔ اس مرتبہ آپ نے ایک ادیب[1] کے بارے میں اپنے اداریے میں جن فراخ دلانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس سے مجھے خوشی ہوئی لیکن حقیقی خوشی مجھے اس وقت ہوتی جب میں اپنی ذاتی معلومات کے مطابق اس میں کوئی بات درست بھی پاتا۔ مجھے آپ کی باریک بینی پر رشک آیا کہ ہم ان کی سیرت اور فکر کے وہ محاسن پچاسوں ملاقاتوں اور مشاہدوں سے معلوم نہ کرسکے جو آپ نے اکوڑہ خٹک میں رہ کر دریافت کر لیے۔ خدا کرے مزاج بخیر ہوں۔ حضرت قبلہ والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام اور دعا کی گزارش عرض کیجئے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ،

نیاز مند ابوسلمان شاہجہانپوری، ۹/۱۸ علی گڑھ کالونی، کراچی ۴۱

(۱۴)

۱۱ رمارچ ۱۹۷۸ء (جماعت اسلامی کا اکابر دیوبند کے بارہ میں ناشائستہ رویہ)

بخدمت گرامی مولانا سمیع الحق صاحب اکوڑہ خٹک۔ برادر مکرم! جماعت اسلامی کی تازہ شرارت جو اسلامی جمہوریہ کے صفحات پر ظاہر ہوئی ہے سے متاثر ہوکر ایک کتاب لکھ رہا ہوں اس سلسلے میں ایک خاص بحث ہمارے بزرگوں کے بارے میں جماعت اسلامی کے اخلاقی رویئے کی ہوگی اس سلسلے میں اگر آپ ہمیں کچھ مواد مہیا فرماسکیں اور کسی اور صاحب سے تعاون دلواسکیں تو بڑا کرم ہو۔ آپ کو معلوم ہے کہ جماعت اسلامی کے اہل قلم مولانا مدنی، مولانا عثمانی، حضرت لاہوریؒ، مولانا درخواستی، حضرت مفتی محمود وغیرہ کے متعلق نہایت ناشائستہ غیر مہذب الفاظ زبان اور جملے استعمال کرتے رہے ہیں حتی کہ حکیم عبدالرحیم اشرف اور مولانا امین احسن اصلاحی صاحبان کے خلاف افسانے اور طنزیے لکھے گئے۔ میں اس بارے میں جماعت اسلامی کے رویے پر نہایت سنجیدگی کے ساتھ بحث کرنا چاہتا ہوں۔ یہ اس کتاب کی ایک بحث ہوگی۔ دیگر مباحث دوسرے ہونگے۔ آپ سے اس سلسلے میں تعاون کی درخواست اور امید ہے۔ خدا کرے آپ بخیریت ہوں۔

والسلام: ابوسلمان شاہجہانپوری،

(تعزیتی شذرہ کا متن ○ الحق پر حسن عسکری عبادت بریلوی فیض احمد فیض، ندیم احمد قاسمی کا تبصرہ)

[1] **اس تعزیتی شذرہ کا متن یہ ہے:** پچھلے دنوں دست بیداد اجل نے ہم سے کئی ایک ایسے اصحاب علم وفضل کو چھینا جنکی جدائی سے پیدا ہونے والی خلاء علم وادب کے میدانوں میں جلد پُر نہ ہوسکے گی۔ اردو کے صاحب طرز انشاء پرداز جناب ابن انشاء کی وفات کے بعد یکایک جناب پروفیسر حسن عسکری صاحب نے داغ مفارقت دیا۔ عسکری صاحب اولاً تو اردو ادب کے ممتاز افسانہ نگار، نقاد اور مترجم تھے۔ پھر تنقید وتحقیق کا سکہ علم وادب کی دنیا میں جما دیا یہاں تک کہ بین الاقوامی شہرت حاصل کی جتنے صاحب علم ہوتے گئے اتنے ہی صاحب حال اور صاحب علم بھی ہوئے، طبعاً تو مرحوم عمر بھر خودنمائی سے گریزاں، زندگی کے ہنگاموں سے دور اور کم گو رہے۔ مگر آخری زندگی تو قابل رشک تھی فلسفہ کی موشگافیوں سے نکل کر تصوف وسلوک کے سایہ عافیت میں انہیں اطمینان قلب کی دولت ملی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم مفتی اعظم کی شہرۂ آفاق تفسیر معارف القرآن کے انگریزی ترجمہ وترتیب کا کام انکی تحریری زندگی کا حسن خاتمہ تھا۔ عصر حاضر کو معارف القرآن جیسی مفید اور کارآمد تفسیر کے انگریزی ایڈیشن کی بڑی ضرورت تھی۔ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ وتشریح کے ایک اور اہم غیر مطبوعہ کام میں بھی آپکے تعاون کیطرف نگاہیں لگی ہوئی تھیں مگر افسوس کہ وقت موعود آیا اور یہ سارے کام ادھورے رہ گئے جبکہ ایسے اہم کاموں کے اہل افراد کی بڑی قلت ہے۔ مگر ماشاء اللّٰہ کان و مالم یشالم یکن۔ الحق کیلئے یہ بات باعث فخر رہی ہے کہ پروفیسر صاحب مرحوم اپنے خطوط میں الحق کی تحسین فرماتے رہے اور دلی لگاؤ کا اظہار فرماتے تھے۔ حسن ظن کا یہ تعلق صرف مخاطبت اور مراسلت تک نہ تھا بلکہ انکی وفات کے بعد پاکستان ٹیلی ویژن نے انکی یاد میں جو قومی پروگرام نشر کیا، اس میں جناب ڈاکٹر عبادت بریلوی پرنسپل اورنٹیل کالج لاہور وصدر شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی نے دیگر شرکاء مجلس فیض احمد فیض اور ندیم احمد قاسمی صاحب سے عسکری صاحب مرحوم کا یہ تبصرہ نقل کیا کہ۔ ''اگر انہیں اردو کا معیاری نثر پڑھنا ہے تو وہ اکوڑہ خٹک سے شائع ہونے والے الحق رسالہ میں آپکو مل سکتا ہے''۔ الحق واقعی اس تحسین کا سزاوار ہے یا نہیں یہ تو اللہ کے علم میں ہے اور معلوم نہیں کہ ایک دور افتادہ دیہاتی مجلّہ کی کونسی ادا عسکری صاحب کو پسند آگئی تھی۔ مگر اسے بھی پروفیسر صاحب کی علم نوازی دینی ادب اور اسلامی رسائل ومجلات سے گہری وابستگی اور تعلق کی دلیل کہنا چاہیئے۔ حق تعالیٰ پروفیسر صاحب مرحوم کو اعلیٰ مدارج قرب سے نوازے۔ آمین

سمیع الحق، الحق جلد ۱۳ شمارہ ۵

(۱۵)

(جناح ہاسپٹل کراچی میں مولانا عبدالحق کا قیام)

۱۶ جنوری ۱۹۷۹ء

برادرم سمیع الحق صاحب، حضرت مولانا مدظلہ کی مزاج پرسی اور آپ[1] سے ملنے آیا تھا حضرت مولانا کی مزاج پرسی کر لی اور دیدار سے مشرف ہوا آپ سے ملاقات کی خواہش رہی آج نہ سہی پرسوں (جمعرات کے روز) ۵،۶ بجے حاصل کرونگا۔ خدا کرے آپکے مزاج بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ ابوسلمان شاہجہانپوری

(۱۶)

(عظیم مناظر اور مسلمان مشنری علامہ شرف الحق قادری[2])

۲۵ اگست ۱۹۷۹ء

برادر مکرم! دیوبند کے اس عظیم فرزند اور مایہ ناز مسلمان مشنری کے صد سالہ یوم پیدائش کی تقریب ہندوستان میں بڑے اہتمام سے منائی جارہی ہے۔ میں اس قسم کے ایام وشہور منانے کا ہرگز قائل نہیں لیکن اگر دنیا نے اپنی ایک روایت بنالی ہے تو کسی ایسے موقع سے فائدہ اٹھا کر ہم اپنی بات کہنے سے کیوں گریز کریں اور اپنے اسلاف کے محاسن ومحامد کے بیان میں کسی سے پیچھے کیوں رہیں۔

کتنی جماعتیں اور مکاتب فکر ہیں جو اپنی تاریخیں 'بنارہی ہیں'' کیا ہم اپنی تاریخ کے درخشندہ مگر منتشر اوراق کو یکجا بھی نہیں کر سکتے۔ بہتر ہوتا کہ آپ کے قلم کی نمائندگی ہوتی۔ اگر مشاغل مانع نہ ہوں تو کسی کو یہ حالات دے کر ایک چھوٹا سا مضمون لکھوا لیجئے اور الحق کی قریبی اشاعت میں شامل کر لیجئے۔ میں چند دن میں اپنا ایک مضمون آپ کے ملاحظے کے لئے ارسال خدمت کروں گا۔ اگر مناسب معلوم ہو تو شریک اشاعت بھی کر لیجئے گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ، ابوسلمان شاہجہانپوری

حضرت قبلہ شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا۔

(۱۷)

(علامہ شرف الحق پر صد سالہ تقریبات)

۲۷ اگست ۱۹۷۹ء

برادر مکرم! ایک خط لکھا تھا اور مولانا شرف الحق صدیقی کے بارے میں مواد کا لفافہ تیار کیا تھا اور ایک اور مضمون بھیجنا چاہتا تھا۔ اب اس لفافے میں یہ سب چیزیں آپ کو ملیں گی۔ فوٹو اسٹیٹ والا مضمون بعض دوسرے رسائل کو بھی بھیج رہا ہوں۔ یہ آپ کے ملاحظے کیلئے ہے۔ مناسب سمجھیں تو الحق میں شامل بھی فرمالیں۔

والسلام ابوسلمان شاہجہانپوری

(ہسپتال میں علم وعرفان کی رونقیں مشفق خواجہ کا شیخ الحدیث کے بارہ میں تاثرات)

1. غالباً ہم جناح ہسپتال کراچی میں حضرتؒ کے علاج کے سلسلہ میں مقیم تھے۔ تقریباً دو ماہ آنکھ کے آپریشن اور علاج معالجہ میں صرف ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس طرح کراچی کے علماء، دانشوروں اور اہل درد واخلاص کو حضرت سے استفادہ اور ملاقات کا موقعہ مہیا کیا۔ ہر شام ایک جم غفیر ان میں جمع ہوتا اور محفل رشد وہدایت لگ جاتی۔ مشفق خواجہ مدیر سہ ماہی اردو جیسے ادیب اریب کو تیمارداری کرتے ہوئے یہ کہتے سنا کہ ہمارے لئے یہ سعادت کافی ہے کہ ہم اس زمانہ میں ہیں جس میں حضرت شیخ الحدیث موجود ہیں ہم عصری بھی باعث عزوشرف ہے۔

2. برصغیر کے عظیم بین الاقوامی مبلغ اور مناظر علامہ شرف الحق قادری صابری المتوفی ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء قبرستان باقی باللہ دہلی ۱۳۰۵ھ میں سفر حج کے دوران مدرسہ صولتیہ کے بانی مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب اظہار حق وغیرہ نے آپ کی خداداد صلاحیتوں کے بناء پر رد مسیحیت کے کام میں لگا دیا۔ اپنی کتابیں عربی فرانسیسی زبانوں کی اور سلطان عبدالحمید کی دی ہوئی خلعت آپکو عطا فرما دیں۔ آپ نے ہندوستان کے ہر گوشے میں اور باہر مصر وغیرہ میں عیسائیوں کے سرکردہ پادریوں سے سینکڑوں مناظرے کئے اور انہیں لاجواب کر کے اعتراف شکست پر مجبور کر دیا۔ صد سالہ تقریبات کے کنوینر بھارت کے علامہ انور صابری تھے اور انہوں نے علامہ کے بارہ میں مختصر سوانحی حالات بھیجے تھے جسکی طرف خط میں اشارہ ہے۔

(۱۸)

۱۲/اکتوبر ۱۹۸۰ء (مقتدرہ اور مصنفین اردو کے سلسلہ میں بہترین تعاون کی خواہش)

برادرم مکرم! ''مصنفین اردو'' کے سلسلے میں آپ کے حالات سے متعلق تختۂ اندراج وصول ہوگیا اس کا جواب تو آپ کو پروفیسر محمد ایوب قادری صاحب دے بھی چکے ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کا تعاون صرف آپ ہی کے حالات تک کیوں محدود رہے۔ ہمیں اس سلسلے میں آپ کا تعاون آپ کے پورے حلقہ احباب وواقفین تک مطلوب ہے۔ اگر ہمیں آپ کا تعاون اس باب میں حاصل نہ ہوتو ہم ''مصنفین اردو'' کے اس معیار اور جامعیت کو برقرار نہیں رکھ سکیں گے جو مقتدرہ کے پیش نظر ہے۔ براہ کرم ہمیں ایسے حضرات کے پتے فراہم کریں جو آپ کے خیال میں ''مصنفین اردو'' کے ذیل میں آتے ہیں۔ تاکہ ہم انہیں براہ راست متعلقہ فارم بھیج سکیں۔ آپ نے اس خط سے یہ تو اندازہ کر ہی لیا ہوگا کہ اب میں گورنمنٹ نیشنل کالج سے مقتدرہ میں آگیا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ کی محبت واخلاص کی جو دولت مجھے اب تک حاصل رہی ہے وہ یہاں بھی حاصل رہے گی۔ مقتدرہ کے پیش نظر مقاصد اور منصوبوں میں ہم آپکے بہترین تعاون کے متمنی ہیں۔ خدا کرے کہ آپ کے مزاج بخیر ہوں۔ برادر مکرم اس کے ساتھ ایک اور خط بھی بھیج رہا ہوں دونوں خط آپ کی توجہ فرمائی سے محروم نہ رہیں گے۔ پی ایچ ڈی پر آپ کی مبارکباد کے لیے دلی شکریہ قبول فرمادیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مخلص ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری معاون علوم عمرانی وادبی

(۱۹)

۱۲/اکتوبر ۱۹۸۰ء (ادارہ مقتدرہ کیلئے تجاویز ○ مصنفین اردو کی بایوگرافی ○ الحق کے مضامین کا مفصل اشاریہ ○ اخبار اردو کے اجراء کی اطلاع)

مکرمی سلام مسنون! اس خط سے آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ اب میں ''مقتدرہ'' میں آگیا ہوں۔ میں اس پر خوش اور مطمئن ہوں کہ یہاں میرے سامنے اردو زبان اور علم وادب کی خدمت کا بہت بڑا میدان ہے۔ لیکن میں اپنے اس مقصد میں اپنے مخلص احباب اور کرم فرماؤں کے تعاون کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتا۔ مجھے امید ہے کہ مجھے ہمیشہ کی طرح آپ کا اخلاص وتعاون حاصل رہے گا۔

جہاں تک پاکستان میں اردو زبان کی اہمیت کا تعلق ہے آپ اس سے بخوبی واقف ہیں

الحق کے بارہ میں رائے: اور آپ نے اپنے رسالے کے ذریعہ علم وادب، تاریخ ومذہب کی خدمات کے ساتھ اردو زبان کی بھی بیش قیمت خدمت انجام دی ہے۔ اب اگر مقتدرہ کو بھی آپ کے افکار وتجربات سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملے تو وہ اپنے مقاصد کے سفر میں زیادہ اعتماد کے ساتھ آگے بڑھ سکے گی۔ اس وقت آپ سے دو گزارشات ہیں۔ (۱) آپ اپنے موقر مجلہ الحق کو مقتدرہ کے نام اعزازی طور پر جاری فرمادیں۔ تاکہ مقتدرہ اپنے پیش نظر کاموں میں اس سے فائدہ اٹھاسکیں۔ (۲) آپ کے رسالے میں شروع سے اب تک سینکڑوں علمی، ادبی، دینی سیاسی، تاریخی شخصیات پر ان کی وفات پر اور اس کے بعد بھی مقالات افتتاحیہ، شذرات، مضامین وغیرہ نکلتے رہے ہیں براہ کرم آپ ہمیں اس کا ایک اشاریہ بھجوادیں تاکہ مقتدرہ کے پیش نظر قاموس المصنفین اردو کے عظیم الشان منصوبے میں اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ اس اشاریے میں ان امور کی صراحت ضرور ہونی چاہیے یا ان میں سے زیادہ سے زیادہ معلومات جو حاصل ہوسکیں۔ (۱) نام (۲) ولدیت (۳) تاریخ ومقام پیدائش (۴) تاریخ ومقام انتقال (۵) تصانیف (سب یا چند اہم) اور اس کے آگے رسالے کی تاریخ اشاعت مع صفحہ اس طرح بعض شخصیات کے ایک سے زیادہ حوالے بھی ہونگے۔ براہ کرم یہ خیال رہے کہ یہ تمام ایسی شخصیات ہوں جو ''مصنفین'' کے زمرے میں شامل ہوسکیں۔ امید ہے کہ ان گزارشات پر ضرور اور جلد توجہ فرمائیں گے۔ مقتدرہ کی جانب

سے عنقریب ایک رسالہ "اخبار اردو" کے نام سے جاری ہو رہا ہے آپ کا پتہ مقتدرہ میں درج کرا دیا ہے انشاء اللہ یہ رسالہ اور بعض دوسری چیزیں آپ کے نام بھیجی جاتی رہیں گی۔ امید ہے مزاج بخیر ہونگے۔ السلام علیکم مخلص ابوسلمان شاہجہانپوری معاون علوم عمرانی وادبی
بخدمت گرامی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ ایڈیٹر ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک، لاہور

(۲۰)

۳/مارچ ۱۹۸۱ء (مولانا آزاد اور ان کے ناقد)

برادرم مکرم۔ کل "مولانا آزاد اور ان کے ناقد" نامی ایک کتاب کی رجسٹری بھیجی ہے۔ مل گئی ہوگی یا اس خط کے ساتھ مل جائے گی۔ اگر چند سطریں اس پر لکھ کر الحق کی آئندہ اشاعت میں شامل فرمالیں تو خوشی ہوگی۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں سلام، اپنی اور حضرت قبلہ صاحب کی خیریت سے مطلع فرمائیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ خاکسار ابوسلمان شاہجہانپوری

(۲۱)

۶/مارچ ۱۹۸۱ء (اردو قومی زبان اور ارباب تعلیم کا ظلم)

مکرمی سلام مسنون: اس عریضہ کیساتھ آپکی خدمت میں ایک مضمون بھیجا جا رہا ہے اگر چہ اس مسئلے کے تمام گوشوں اور تمام پہلوؤں پر اس مضمون میں نظر ڈالی گئی ہے اور آپ کے جریدے میں اس کی اشاعت کا مفید نتیجہ نکلے گا لیکن ضرورت ہے کہ آپ اس مسئلے پر اداریہ تحریر فرمائیں اور محکمہ تعلیم کے ارباب بسط وکشاد کو مسئلے کے تصفیے اور انصاف پسندانہ حل پر توجہ دلائیں۔ ارباب تعلیم نے نصاب میں قومی زبان کے ساتھ اسلامی تعلیمات کے مضمون پر جو ستم ناروا کیا ہے اس کا تدارک ہونا چاہیے۔ امید ہے کہ آپ اس عریضہ پر ضرور توجہ فرمائیں گے۔
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ، خاکسار ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری

(۲۲)

۱۹/ستمبر ۱۹۸۱ء (تذکرہ علمائے پنجاب پر تبصرہ)

برادر مکرم، کل پروفیسر اختر راہی صاحب کا خط آیا ہے ان کی ہدایت کے مطابق تذکرہ علمائے پنجاب پر تبصرہ ارسال خدمت ہے۔ امید ہے کہ ان کا خط آپ کو مل گیا ہوگا۔ خدا کرے آپ کے مزاج سامی بخیر ہوں۔ حضرت قبلہ مولانا والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا۔ خاکسار ابوسلمان شاہجہانپوری

(۲۳)

۵/مارچ ۱۹۸۳ء (سرسید کی تاریخ دانی پر حکیم محمود احمد برکاتی کا مضمون)

مکرمی سلام مسنون، حکیم سید محمود احمد برکاتی صاحب کا ایک بے نظیر مضمون الحق میں اشاعت کیلئے مرسل ہے یہ مضمون پاکستان میں کسی اور کو نہیں بھیجا ہے۔ امید ہے الحق میں شریک اشاعت فرمالیں گے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ، خاکسار ابوسلمان شاہجہانپوری

(۲۴)

۸/اپریل ۱۹۸۳ء (سرسید کے افکار O قادیانی مدعی نبوت اور ایک قادیانی پیام شاہجہانپوری کے دفاعی حربے)

برادر مکرم! آپ کے خط نے شادکام فرمایا۔ آپ کی معروفیات کے خیال سے آپ کو خط نہیں لکھا تھا لیکن دل دردمند سے کبھی آپ کا خیال نہیں گیا۔ سرسید کے متعلق مقالے کا اثر بھی ہوا اور رد عمل بھی۔ امروز (لاہور) کی تین ہفتہ وار اشاعتوں میں عشرت رحمانی صاحب نے ایک طویل مضمون شائع کرا دیا اور اب ایک قادیانی نے جس کا سابق تعلق اتفاق سے شاہجہانپور[1] ہی سے ہے ایک پوری کتاب تصنیف کر ڈالی

اور پندرہ روزہ ''تقاضے'' لاہور کی ایک خصوصی اشاعت کی صورت میں شائع کی ہے۔ مصنف نے بڑی چابک دستی سے سرسید کے افکار وسیرت کو ہندی مدعی نبوت کے سیاسی افکار اور رو یے کیلئے ڈھال بنایا ہے۔ نیز الزامی جوابات سے علمائے دیوبند اور اہل حدیث کیلئے بھی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر چہ میں سرسید پر کام کر رہا ہوں اوران کے افکار سیاسی و مذہبی اور خدمات نوع بہ نوع کے بارے میں تصنیف و تالیف کے جدید انداز کے مطابق ایک تحقیقی کتابچہ تیار کرا دینا چاہتا ہوں لیکن ضرورت ہے کہ مختلف انداز و اطراف سے مصنف (پیام شاہجہانپوری) کا تعاقب کیا جائے اور دفاع کے بجائے ہجوم وحملہ کی صورت پیدا کر دی جائے تا کہ یہ سرسید کے دفاع کے بجائے اپنے نبی کاذب کے دفاع میں مصروف ہو جائے۔ میں اس وقت اس کتاب کے جواب میں مشغول ہو جانا نہیں چاہتا لیکن اتنا ضرور چاہتا ہوں کہ کوئی صاحب تقاضے میں چھپنے والی کتاب ''۱۸۵۷ء کا جہاد'' پڑھ کر ۱۰'۱۵ سوال مرتب کر دیں اور میں ان کا جواب لکھ دوں۔ سرسید کی تاریخ دانی پر محترم حکیم سید محمود احمد برکاتی کے مضمون کی اشاعت کے فیصلے سے خوشی ہوئی جس پرچے میں چھپا اسکے دو تین نسخے موصوف کے نام ''برکاتی دواخانہ، لیاقت آباد نمبر ۴ کراچی ۱۹'' کے پتے پر ضرور بھجوا دیجئے گا یا مجھے بھیج دیجئے گا میں انہیں دے دونگا۔ الحق میں آپ قارئین کے خطوط بھی شائع کرتے ہیں لیکن اس خط کی اشاعت اور ان عزائم کا اظہار ابھی مناسب نہ ہوگا حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام اور دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے اور دین و ملت کی بیش از بیش خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ — خاکسار ابوسلمان شاہجہانپوری ۸ اپریل ۱۹۸۳ء

ایک خط اور بھی میں نے آپ کے نام اپنے بعض سیاسی احساسات کے بارے میں لکھا ہے پہلے میں نے اسے روک لینے کا فیصلہ کیا تھا لیکن پھر سوچتا ہوں اسے بھی روانہ کروں کم از کم آپ میرے احساسات اور حالات سے تو واقف ہو جائینگے۔

(۲۵)

۳۰ اپریل ۱۹۸۳ء — (مولانا غلام رسول مہر کے خطوط کا مجموعہ اور غلط الزامات)

برادر مکرم! ''اسلام اور پاکستان'' نامی ایک کتاب اور تبصرہ ارسال خدمت ہے مناسب ہوگا کہ یہ تبصرہ ''مع نوٹ'' اسی طرح چھپ جائے۔ ایک دوسری ضروری بات یہ ہے کہ لاہور سے مولانا غلام رسول مہر مرحوم کے ایک صاحب کے نام خطوط کا مجموعہ چھپا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مکتوب الیہ قادیانی ہے اس کی ایک اور تالیف (نوازش نامے) بھی اس حقیقت کی غماز ہے خطوط مہر کے حواشی میں بھی ہمارے بزرگوں پر سخت تنقید کی ہے مولانا مہر مرحوم پر بھی اس نے طرح طرح کے الزام لگائے ہیں اور بہتان باندھے ہیں مثلاً یہ کہ مہر مرحوم وفات مسیح کے قائل تھے حالانکہ انہوں نے کہیں اپنے اس عقیدے کا اظہار نہیں کیا۔ جہاں تک مہر مرحوم کے خطوط کا تعلق ہے وہ خاصے کی چیز ہیں اور ان کا مطالعہ افکار، معلومات اور ادب وانشاء کے نقطۂ نظر سے ذوق کی تسکین، معلومات میں اضافے اور فکر کی تربیت کا موجب ہوگا۔ اس مجموعہ خطوط پر 'الحق' میں کسی رسمی اور سرسری تبصرے سے آپ کے مخلصین کو بعد میں علمی کاموں میں مشکلات پیش آسکتی ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کی خدمت اقدس میں سلام اور درخواست دعا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ خاکسار: ابوسلمان شاہجہانپوری

(۲۶)

۱۰/۹/۱۹۸۸ء — (شیخ الحدیث کی تعزیت)

برادر مکرم، حضرت شیخ الحدیث کے سانحۂ انتقال پر کس طرح ماتم کروں اور کن الفاظ و اسلوب میں آپ سے اظہار غم اور تعزیت کروں۔ کچھ

---

۱ پیام شاہجہان پوری جن کے مکاتیب حرف ''پ'' کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔ لاہور سے پندرہ روزہ ''تقاضے'' بھی نکالا کرتے تھے۔

سمجھ میں نہیں آتا۔اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم ومغفور کو اعلیٰ علیین میں سرفراز فرمائے اور آپکو اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ خاکسار ابو سلمان

(۲۷)

(اشتراکی نظریات اور سرگرمیاں ○ فیض احمد فیض کا ادارہ اشتراکی نظریات کا مرکز)

مکرمی سلام مسنون! دنوں کے بعد یہ عریضہ آپ کی خدمت میں لکھ رہا ہوں۔امید ہے توجہ فرمائیں گے چٹان میں میرا ایک مضمون ”اہل خرد اور پاسبان عقل“ کے عنوان سے چھپا ہے جسمیں اشتراکیوں اور کیمونسٹوں اور ترقی پسندوں کے رویے پر گرفت کی ہے۔ضرورت ہے کہ اسکی تائید سے اس آواز کو تقویت دی جائے اور نظریہ پاکستان کے خلاف اشتراکیوں اور کیمونسٹوں کے رویے پر تنقید کی جائے۔فیض صاحب کا ادارہ ”ادارہ یادگار غالب اور اس کا سہ ماہی غالب، فیض صاحب کے اشتراکی نظریات کا مرکز اور ترجمان ہے۔ یہ ادارے یہ سرگرمیاں پاکستان اور نظریہ پاکستان کے حق میں مفید نہیں ہوسکتیں۔اگر مناسب خیال فرمائیں تو اس پر اداریہ یا شذرہ ضرور لکھیں۔خدا کرے مزاج سامی بخیر ہوں۔ والسلام علیکم نیازمند ابو سلمان شاہجہانپوری

مطالعہ گرامی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، مدیر الحق اکوڑہ خٹک

(۲۸)

(اسلوب تحریر پر رشک)

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔آپ کا گرامی نامہ اور مرسلہ تحفہ موتمر کی تازہ پبلی کیشن مل گئی۔آپ کی عنایت اور توجہ کے لئے سراپا سپاس ہوں ماشاءاللہ یہ بڑا کام ہوگیا۔نہایت مفید معلومات اور اہم یادداشتیں[1] مرتب ہوگئیں اور ان سے استفادے کی سہولت پیدا ہوگئی۔ مجھے تو آپ کی تحریر اور اسلوب بیان پر رشک آتا ہے۔آپ بہت اچھا لکھتے ہیں۔اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ادھر ایک چھوٹا سا کام حضرت شیخ الہند پر انجام پا گیا ہے۔ایک نسخہ آپ کی نذر بھیجا ہے۔خدا کرے مزاج بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ خاکسار ابو سلمان شاہجہانپوری کراچی

(۲۹)

(نظریہ پاکستان اور بانی پاکستان چند غور طلب مسائل)

اگلے مکتوب میں بانی پاکستان اور مسلم لیگ کے بارہ میں اٹھائے گئے بعض نکات زیر بحث آئے ہیں یہ مکتوب ماہنامہ الحق ستمبر ۱۹۹۷ء میں اس ادارتی تمہید کے ساتھ شائع کیا گیا۔

> جناب ابو سلمان شاہجہانپوری کا مکتوب گرامی ملا۔انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھے ابھی تک خصوصی شمارہ نہیں ملا۔لیکن پھر بھی انہوں نے ”میں جانتا ہوں وہ جو لکھیں گے جواب میں“ کے مصداق بعض متوقع تنقیدات کا اندازہ کرکے جواب دینے کی کوشش کی ہے اور نوائے وقت ملتان میں اسی خصوصی شمارہ کے ایک مضمون نگار نے ڈاکٹر صاحب کے مقالہ کو خصوصی طور پر تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔لیکن انہوں نے بھی اپنے مضمون کے ساتھ بلحاظ تعصب انصاف نہیں کیا۔(ادارہ)

---

[1] غالباً یہ مکتوب میرے تعزیتی مجموعہ کاروان آخرت کے بارہ میں ہے۔

برادر عزیز و مکرم راشد الحق سلمہ۔ آپ کا خط مل گیا۔ اندازہ ہوا کہ ستمبر ۱۹۹۷ء "الحق" کا نمبر شائع ہو گیا اور میرے مقالے پر ردعمل سامنے آنا شروع ہو گیا۔ یہ بات خلاف توقع نہیں۔ اگر کسی اور رسالے یا اخبار میں کوئی ردعمل آئے تو اس سے ضرور مطلع کیجیے گا اور اگر آپ کے نام خطوط میں ردعمل کا اظہار ہو تو اس کے عکس و نقل سے استفادے کا موقع دیجیے گا۔ ابھی کئی پہلو تشنۂ بحث ہیں۔ ان پر بحث ہونی چاہیے۔ تاریخ، معاشرت اور بانی پاکستان کی زندگی اور عقائد کے ان پہلوؤں پر نظر رہنی چاہیے۔

۱۔ میرے مقالے میں کوئی لفظ یا جملہ طرز کلام تہذیب و شرافت سے عاری نہیں۔ بانی پاکستان کا تذکرہ احترام سے کیا گیا ہے۔ اور جو بات کہی گئی ہے وہ دلائل کی پختگی اور حوالہ جات کی صراحت کیساتھ کہی گئی ہے۔

۲۔ ہمارا معاشرہ مختلف مذاہب و فرق کے افراد اور اقوام پر مشتمل ہے اور جب کسی کے بارے میں مذہب و عقیدے کے حوالے سے کوئی بات کہی جائے، یہی کہا جائے گا کہ فلاں شیعہ، فلاں قادیانی، فلاں مودودی، فلاں دیوبندی، فلاں بریلوی یا اہل حدیث ہے۔

۳۔ کسی شیعہ کے لیے شیعہ ہونا اس کے نزدیک اتنا ہی قابل فخر ہے جتنا ایک مسلمان کے لیے مسلمان ہونا قابل فخر ہو سکتا ہے۔ یہ بات اگر کوئی طنزاً بھی کہے تو اعتراف کرنا چاہیے کہ ہاں وہ واقعی شیعہ یا مسلمان ہے۔ مذہبی حوالہ ہمیشہ سنجیدگی سے بیان کی شرافت اور استدلال کی پختگی کا متقاضی ہوتا ہے۔ طنز و استہزا اور تحقیر کا محل نہیں۔

۴۔ بانی پاکستان اپنے خاندان، پیدائش، شادی، وفات، تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ غرض یہ کہ اپنی زندگی اور تمام رسومات میں بالاعلان اور بالاعمال، آغا خانی، اسماعیلی تھے اور مسلمان خواہ ان کی اس حیثیت پر اور ان کے عقیدے پر چیں بجبیں ہوں لیکن خود ان کے لیے یہ بات قابل فخر سمجھی گئی اور اسی کا اظہار کیا گیا ہے۔

۵۔ اسلام کا تعلق نہ ان کی زندگی سے تھا اور نہ تحریک پاکستان میں اسلام ان کا نصب العین تھا۔

۶۔ بانی پاکستان ایک بڑی سیاسی شخصیت کے مالک تھے۔ لیکن وہ صرف مسلمانوں کے سیاسی وکیل تھے۔ ان کے لئے مسلمانوں کے احساسات، جذبات اور عقائد میں شریک ہونا ہرگز ضروری نہیں تھا۔ انکا کام تین جون ۱۹۴۷ء کو ختم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اگر انہوں نے اپنی حیثیت کے بارے میں کوئی فیصلہ از خود کر لیا تھا اور مسلمانوں سے اس کے بارے میں استصواب نہیں کیا گیا تھا۔ تو اس کے لیے کوئی اخلاقی اور قانونی جواز نہیں تھا۔

۷۔ اگر کہا جائے کہ وہ فیصلہ مسلم لیگ (مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت) کا تھا تو یہ واقعۃً ہی غلط ہے۔ بالفرض بشرط بیان صحت مسلم لیگ کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ اسلامی ریاست یا کسی منصب یا مناصب کے بارے میں ایسا فیصلہ کرے۔ یہ فیصلہ کرنا مسلمانوں کا اور صرف مسلمان جماعتوں کا حق تھا۔ مسلم لیگ ہندوستان کی ایک سیکولر قومی جماعت تھی جس میں یکسانی مفاد اور مشترک سیاسی خیالات رکھنے والے مسلمانوں کے علاوہ شیعہ، اسماعیلی، قادیانی، آغا خانی، بہائی، لامذہب، ملحد اور دہریے بھی شامل تھے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کانگریس میں مختلف مذاہب اور اقوام کے لوگ شامل تھے۔

۸۔ پاکستان کی بنا کا شرف بھی ان کی ذات سے کچھ زیادہ ہے۔ ان کی یہ بات کہ پاکستان انہوں نے اور ان کے ٹائپ رائیٹر نے بنایا کو کسی لیگی نے بھی تسلیم نہیں کیا۔ مسلمان عوام کی تائید و حمایت اور انکی قوت کی نفی تاریخ اور حقیقت کے خلاف ہے۔ یہ ایک خاص عقیدے کا پروپیگنڈہ اور ان کی مصلحت ہے۔ یہ تاریخ اور مسٹر محمد علی جناح کے سوانح حیات کے مسلمات ہیں۔ ہر انصاف پسند اور صاحب قلم کا خواہ ان کا تعلق کسی عقیدہ اور مذہب سے ہو ان کا اعتراف کرنا چاہیے۔ اگر بحث و افادہ و فکر و تاریخ کا سلسلہ دراز ہو تو ان مسلمات سے انحراف نہ

ہونا چاہیے۔ (ابو سلمان شاہجہانپوری)

(۳۰)

۳ جون ۲۰۱۰ء

حضرت مخدومی و مخدوم زادۂ مکرم۔ گرامی نامے نے عزت بخشی اور شاد کام کیا۔ تاخیر جواب میں اس لیے ہوئی کہ کتب خانہ پاکستان چوک منتقل ہو گیا اور ابھی مرتب نہیں ہو سکا۔ کتابیں کھلی پڑی ہیں یا کارٹنوں میں بند پڑی ہیں۔ جو کتابیں زیر تالیف ہیں۔ ان کے موضوعات کی ضروری حوالوں کی کتابیں روک لی ہیں لیکن ان تک ہی محدود نہیں رہتی۔ کسی کتاب کی اچانک ضرورت پیش آجاتی ہے اور سخت پریشان ہوتا ہوں۔

جن شخصیات کے بارے میں آپ کو کچھ لکھنا ہے۔ ان میں اشفاق لاہور، ندائے انقلاب کا تو پتا نہیں چل سکا، ایک اعظم علی خسروی سے واقف ہوں ان کی کوئی تصنیف نہیں۔ صرف مضمون نویس تھے، قطعہ نگاروں نے کوئی قطعہ لکھ کرانہیں یاد نہیں رکھا۔ پھر ایک صاحب کو ضروری معلومات کے لیے خط لکھ دیا ہے اگر کچھ معلوم ہو گیا تو ضرور مطلع کروں گا۔ چغتائی معروف شخصیت تھے دو حوالے ارسال خدمت ہیں۔

آپ کے ذوق اور خواہش کے مطابق لاہور خط لکھ دیا تھا اور یہاں ایک پبلشرز بک سیلر کو تاکید کر دی تھی لیکن اس کے بعد بھی غافل نہیں ہو گیا۔ لاہور والوں کا فون آگیا کہ مولانا کتابیں خرید نہیں رہے ہدیہ قبول کرنے کے خواہاں ہیں۔ کراچی والوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مولانا کو دستیاب کتابوں کا بل بنا کر بھیج دیا ہے۔ اشارہ ملے تو وی پی کر دی جائے۔ اجازت کی ضرورت ہے۔ مولانا سے جواب نہیں آیا۔ ویسے انہیں خطرہ یہ بھی تھا کہ ممکن ہے کچھ کتابیں لاہور سے آپ کے پاس پہلے جائیں اور ان کے بل میں بھی شامل ہوں تو آپ کو دو بار خاطر ہو گا۔ اگر میرے پاس کوئی کتاب ہوتی تو میں آپ کو بھیج چکا ہوتا۔ مجھے چند کتابیں جو کسی پبلشر سے مل سکتی ہیں وہ ہندوستان وہاں سے کتابیں منگوانے کے لیے بھیج دیتا ہوں۔ نقد رقم مزید کتابیں منگوانے کی کوئی صورت باقی نہیں ہے۔ ممنون ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ابو سلمان شاہجہانپوری

(۳۱)

۱۱ اکتوبر ۲۰۱۰ء

حضرت مخدوم و مکرم! مدت سے آرزو ہے کہ اپنے بزرگوں کے آستانے پر ان کی خانقاہ دین و سیاست اور مرکز تعلیم و تہذیب میں پہنچوں اور ان کے جانشینان دعوت وارشاد اور حق و صداقت کی قدم بوسی کا شرف حاصل کروں، نیز چند لمحے وہاں کے اساتذہ و تلامذہ کے ہجوم و شوق علوم و افکار میں گزاروں اور شرف دید و شنید و کلام و بیان سے اپنے ذوق عقیدت و نیاز کا سر و سامان تسکین بہم پہنچاؤں۔

لے (چند گھنٹے دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں)

۱۵ اکتوبر ۲۰۱۰ء کی شام کو میں اکوڑہ خٹک پہنچا اور مخدوم و محترم زادہ مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث اور مہتمم دار العلوم حقانیہ سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ تقریباً 11 بجے تک مولانا مدظلہ العالی کی صحبت میں گزارنے، گفتگو سے لطف اندوز ہونے نوع بہ نوع معلومات سے دامن کو بھر لینے اور افکار عالیہ سے مستفید ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اگرچہ میرا ارادہ اگلے روز سہ پہر تک، ۱۴۔۱۵ گھنٹے حضرت مولانا کی صحبت میں گزارنے اور زیادہ سے زیادہ وقت حضرت کی صحبت میں گزارنے اور لطف و کرم سے فیض یاب ہونے اور دار العلوم کو دیکھنے کا تھا، لیکن پروفیسر سید حنیف رسول کا کاخیل جو حضرت مولانا مدظلہ سے تقریب ملاقات کا موجب ہوئے تھے اور پروفیسر محمد جہانگیر صاحب راولپنڈی سے اسی شام خاکسار سے ملاقات کے شوق میں اکوڑہ خٹک پہنچے تھے، حضرت مولانا سے ملتجی ہوئے کہ آج کی رات اپنے مہمانِ عزیز سے ملاقات اور تمنائے صحبت و کلام سے لطف اندوز ہونے کے لئے اجازت بخشی جائے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

زندگی میں متعدد مواقع اس آرزو میں حسرت و یاس کے گزر گئے۔ اب نہیں چاہتا کہ پشاور کے حالیہ سفر میں جو چند لمحات میسر آ سکتے ہیں، ضائع ہو جائیں۔ اجازت دیجئے کہ تجلیات و برکات طور وسینا کی ایک جھلک دیکھ لوں!

۱۳/ اکتوبر کی شام کو کسی وقت پشاور پہنچوں گا اور آئندہ دو تین دنوں میں کسی وقت آستانہ علم و عرفان پر قدم بوسی کو حاضر ہوں گا۔

دارالعلوم حق وارشاد کے اساتذائے کرام اور صاحب زادگان عزیز و محترم کی خدمت میں نیاز مند کا سلام عرض ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ — خاک سار ابو سلمان (ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری)

(۳۲)

کراچی ۱۱ نومبر ۲۰۱۰ء

عزیز القدر راشد الحق سلمہٗ۔ میں بخیریت کراچی پہنچ گیا لیکن یہاں پہنچتے ہی مصروفیات کے ہجوم میں ایسا کھویا گیا کہ اپنا سراغ لگانا بھی بھول گیا۔ محترم قاری عبداللہ (بنوں) کا فون نہ آتا تو مجھے اپنا سراغ شاید اب بھی نہ ملتا۔ آپ سے مل کر مجھے خوشی ہوئی تھی اس کا سرور اب تک دل پر ہے۔ حضرت مولانا نے جس شفقت اور محبت کے ساتھ دارالعلوم میں میری پذیرائی فرمائی وہ آں موصوف کی بڑائی کی بات ہے اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے، حضرت کی ذات ستودہ صفات غنشات میں سے ہے۔

مولانا مدظلہ کے اخلاق کریمانہ نے ان عزیزان گرامی کی دل شکنی گوارا نہ فرمائی اور چونکہ خاکسار کا منشا بھی یہی تھا۔ اس لئے صبح دس بجے تک کے لئے خاکسار کو ان کے ساتھ جانے کی اجازت مل گئی۔

۱۶/ اکتوبر کو ٹھیک دس بجے خاکسار دوبارہ حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور گزشتہ نصب صدی (۱۹۶۰ء۔۲۰۱۰ء) سے جس آرزو کو دل میں چھپائے ہوئے بے چینی کے شب و روز گزارے تھے، اس کے قرب و نظارۂ جہاں کا وقت آ گیا تھا۔ چند لمحوں میں پردہ اٹھ جانے والا تھا، اس وقت کا پہلا پروگرام یہی تھا کہ دارالعلوم حقانیہ کے در و بست کا نظارہ اور بام و در کی سیر و دید سے بے چین قلب و روح کی تسکین کا سر و سامان کیا جائے۔

عزیز مکرم مولوی راشد الحق سمیع حقانی اپنے چند احباب کے ساتھ خاکسار کو لے کر دارالعلوم حقانیہ کی سیر کو روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے دارالعلوم کے حدود میں تاریخی قبرستان لے گئے، جہاں حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ، محدث عصر و بانی دارالعلوم حقانیہ، خاندان کے چند بزرگ و خرد، بعض شہدائے کرام اور چند دیگر شخصیات آسودہ خواب ہیں، میرے لئے عبرت کا یہ بڑا مقام تھا، خاکسار نے یہاں تمام آسودہ خاک اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت اور بلندی درجات کے لئے اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہوا۔ جن کے بارے میں میرا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی تھا اور وہ اعلیٰ علیین میں پہلے ہی اس کے قرب کا انعام پا چکے ہیں۔

اس سے آگے قدم بڑھائے تو دیکھا کہ ایک بلڈنگ میں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دارالعلوم میں چھوٹے بچوں کے لئے ایک ابتدائی مدرسہ ہے، جو دارالعلوم کی عمارتوں کے بیچ میں ہونے کے باوجود سب سے الگ بھی ہے۔ ان کو اسی عمارت میں اساتذہ تعلیم دیتے ہیں۔ یہیں ان کی رہائش ہے، ان کے کھانے کا انتظام الگ ہے اور ایک نگران کی سرپرستی میں اپنے کام خود ہی انجام دیتے ہیں۔

اس سے نکلے تو قریب ہی عریض و بسیط کتب خانہ قدیم و جدید علوم و فنون کی نادر و نایاب کتابوں سے مالا مال ہے۔ کتب خانے کے نگران اپنے معاونین کی مدد سے مصروف کار تھے۔ کتب خانے کے ذخیرے کا اور ان کی ترتیب ان کی نگہداشت کے بارے میں بہت سے سوالات کر کے اپنی معلومات میں اضافہ کیا۔ لیکن کتب خانہ چند منٹوں میں دیکھ کر نکل جانے کی جگہ نہیں ہوتی۔ دنیا سے بے نیاز ہو کر اور پاؤں توڑ کر بیٹھ جانے اور اسی میں زندگی گزار دینے کی جا ہوتی ہے۔ افسوس کہ استفادے کا کوئی موقع نہ تھا۔ آگے بڑھ جانا پڑا۔

اس سے آگے انتظامیہ، افتاء، تصنیف و تالیف، مجلہ الحق درس و تدریس کے ابتدائی درجات سے لے کر دورہ حدیث اور تخصص کے درجات تک کا معائنہ کیا۔ درجات و شعبہ جات میں کارکنان مستعد اساتذہ گرامی کو ادائے فریض عالیہ میں مصروف اور طلبائے عزیز کو مقصد حصول تعلیم میں منہمک اور سرگرم پایا۔

تمام شعبہ جات میں جا کر دیکھا، درسگاہوں میں جھانک کر دیکھا، اساتذہ کے درس کو کان لگا کر سنا، ہر فرد کو اپنے کام میں مصروف پایا۔ تدریس کے اوقات میں کسی طالب علم کو ادھر ادھر گھومتے پھرتے نہ دیکھا۔ زمین کو گندگی سے اور فضا کو شور شغب سے پاک و مبرا پایا۔ نظم و ضبط کا حیران کن نظارہ، اساتذہ کو شفقت کا پیکر، تلامذہ کو اطاعت و تہذیب کا مرقع اور دیگر کارکنوں و خدمت گزاروں کو فرض شناس و مہذب، محبت و احترام کی فضا، دلکش ماحول، خوش گوار موسم، ایسا نہ کہیں دیکھا تھا، نہ سنا۔

طبیعت کو نہایت سرور اور دل کو نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

میں اپنے اس سفر کے تاثرات لکھنا چاہتا تھا اور آپ سے وعدہ بھی کرلیا تھا لیکن اس میں تاخیر ہوگئی لیکن جو لکھنا چاہتا تھا وہ پھر بھی نہ لکھ سکا۔ جو کچھ قلم سے نکلا ہے وہ تاثرات نہیں، چند حقائق ہیں جو نظر سے گزرے تھے یا دل پر اچانک وارد ہو گئے تھے۔ یہی قلم کی زبان سے نکل گئے۔ جو کچھ ہو گیا ہے اسے قبول کیجئے اور جہاں کہیں غلطی ہوئی ہو، بے تکلف درست کر دیجئے اور جہاں بعض جملوں میں جگہ خالی چھوڑ دی ہے، صرف نقطے لگا دیے ہیں اسے پر کر دیجئے۔ اگر کسی جملے میں تبدیلی کی ضرورت محسوس ہو اسے ضرور درست کر دیجئے۔

حضرت مولانا کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے اور دعا کی درخواست بھی گوش گزار کر دیجئے۔ اپنے خاص حلقہ احباب میں اور دیگر پرسان حال کو میرا سلام کہیے اور آپ سب سے دعا کی درخواست ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار ابوسلمان

بہ مطالعہ عزیز مکرم مولانا راشد الحق سمیع حقانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک خیبر پختون خواہ (سرحد)

دارالعلوم حقانیہ تقریباً سو کنال کے رقبہ میں اپنے دامن میں ایک وسیع و عریض مسجد کو لئے ہوئے، گرد و پیش میں مختلف شعبوں کے الگ الگ دفاتر اور درسگاہوں کی دو منزلہ کئی شاندار عمارتوں پر مشتمل ہے۔ دوسری منزل پر اس کا وسیع و عریض دارالحدیث ہے۔ دورۂ حدیث میں امسال طلبہ کی تعداد تقریباً پندرہ سو ہے۔ یہ تعداد نہ صرف پاکستان اور ہندوستان میں بلکہ براعظم ایشیاء کے دینی مدارس میں سب سے زیادہ ہے اور نہایت قابل فخر ہے۔

دارالحدیث کا ہال نہایت شاندار اور اتنا وسیع ہے کہ کسی علمی و تعلیمی اجلاس کے دو ڈھائی ہزار شرکاء کو اپنے دامن میں سمیٹ لینے کی گنجائش رکھتا ہے۔

دارالعلوم حقانیہ ایک دینی مدرسہ ہے جو اپنے جامع نصاب، علوم و فنون، تدریس کے معیار، اساتذہ کی تعداد و معیار، طریق تعلیم و تدریس کی خصوصیت، اساتذہ کے علمی معیار و قابلیت، طلبہ کی کثرت اور رجوع عام اپنی عمارت کی وسعت اور نظم و ضبط اور دیگر خصوصیات کی بناء پر ایک عظیم الشان جامعہ (یونیورسٹی) کی حیثیت رکھتا ہے۔

دارالعلوم کا لاحقہ ''حقانیہ'' اور وصف ''حقانی'' ہے اور اس کے طلبہ کو اس سے نسبت ''حقانی'' پر فخر ہے، جس نے اپنی ساٹھ سالہ زندگی میں درس و تربیت، تصنیف و تالیف، مجلاتی صحافت، قوم و ملت اور اسلام کی خدمت کے میدانوں میں ایک تاریخ رقم کی ہے، اس کی خدمت کے کسی گوشے اور اس کی اہمیت کو نظر انداز کر کے پاکستان کی کوئی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی۔ اکوڑہ خٹک کا یہ دارالعلوم پاکستان کی تاریخ میں ایک ممتاز درسگاہ اور قوم کیلئے ایک بے مثال تربیت گاہ اور روشنی کا منارہ ہے۔ گزشتہ ایک قرن میں مختلف اسباب و حالات کی بناء پر اس کی شہرت ایشیاء تا بہ حدود و اقصائے یورپ تمام دنیا میں پھیل گئی ہے۔

یہ تمام کامیابی اور شہرت دارالعلوم حقانیہ کے محدث وقت و مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم کے مساعی حسنہ اور ان کی توجہ سامی کا نتیجہ ہے۔ حضرت مولانا کے ان رفقائے عظیم و مخلص کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جو انتظامیہ و درس و تدریس میں ان کے دست و بازو ہیں، ایسے مخلص، بلند ہمت اور اعلیٰ دماغ رفقائے کار کسی کو قسمت ہی سے میسر آتے ہیں۔ ایسے اعتماد و تعاون کے ماحول میں صرف کام انجام نہیں پاتے، کارنامے وجود میں آتے ہیں۔

(الحق میں ابوسلمان شاہجہانپوری کے مضامین کی تفصیل)

١) الحق کی خصوصی اشاعت 'دستور اور دستور ساز اسمبلی' کے بارے میں مکتوب، فروری ١٩٧٣/٦٢-٦٣

٢) دعوات حق 'جلد اوّل پر تبصرہ [بشکریہ قومی زبان، کراچی جون ١٩٧٦ء]، ستمبر ١٩٧٦/٦٩-٧٠

٣) دارالعلوم دیوبند ـــ یادگار عظمت اسلاف، دسمبر ١٩٧٨/٣١-٣٢

٤) سرسید احمد خاں [افکار و نظریات کا ایک بے لاگ جائزہ]، ستمبر ١٩٨٢/٦-١٣

٥) شیخ الہند (محمود الحسنؒ) کی عظمت کے عناصر ترکیبی [خطاب]، مئی ١٩٨٦/٣١-٣٥

٦) مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ، اپریل ١٩٨٧/٤٤-٤٩

٧) مکاتیب مولانا حسین احمد مدنیؒ اور ان کا سیاسی پہلو [خطاب]، جون ١٩٨٨/١٠-٢٠

٨) کاروانِ آخرت [مکتوب]، مارچ ١٩٨٩/٥٠

٩) تحریکِ ہجرت افغانستان ١٩٢٠ء کے مختلف کردار، شخصیات اور اثرات، اگست ١٩٩٠/٣١-٣٥

١٠) اسلامی انقلاب اور اس کا فکری لائحہ عمل از عبدالقیوم حقانی [مکتوب]، جنوری ١٩٩٢/٦١

١١) نظریہ پاکستان و بانیِ پاکستان (قائد اعظم) کا کردار، چند غور طلب مسائل، اگست ١٩٩٧/٣٧-٦١

١٢) مکتوب [خصوصی اشاعت بر گولڈن جوبلی پاکستان]، ستمبر ١٩٩٧/٥٧-٥٨

١٣) تذکرۂ علمائے پنجاب از اختر راہی، ستمبر ١٩٨١/٥٣-٥٤

ابو عمار قریشی

(باچا خان، ملا اور اسلامی شعائر کا مذاق ◯ خودنوشت "میری زندگی اور جدوجہد" کے اقتباسات)

فروری ۱۹۸۶ء

حضرت مولانائے محترم سلام مسنون! آج تک یہ خیال تھا کہ باچا خان کے خلاف سارے الزامات مسلم لیگیوں کے گھڑے ہوئے ہیں چونکہ مسلم لیگ سے نفرت رہی ہے اس لیے باچا خان کو قابل قدر جانا لیکن انکی اپنی کتاب پڑھ کر سر چکرا گیا۔ آپ کی خدمت میں مضمون بھیج رہا ہوں۔ انشاءاللہ آپ شائع فرمائیں گے آپ خود بھی وقت نکال کر اس کتاب کو پڑھئے اور بروقت اس کا نوٹس لیجئے ،اس کتاب کو پڑھ کر نہ جانے کتنے لوگ علماء سے بدظن ہو چکے ہونگے خدا ہم کو موجودہ دور کے تمام فتنوں سے بچائے رکھے۔ آمین (ابو عمار قریشی)

افغانستان میں علماء حق کے قتل عام پر افغانی عوام کے شدید ردِ عمل سے کیمونسٹوں اور دیگر لادینی عناصر پر اپنی غلطی واضح ہوگئی ہے اب وہ سمجھنے لگے ہیں کہ عوام میں علماء کی جڑیں کتنی مضبوط ہیں اور وہ انکا کتنا احترام کرتے ہیں اس سے سبق حاصل کر کے انہوں نے اب یہ پالیسی وضع کی ہے کہ پہلے ملا کو خوب بدنام کرو، اسے عام آدمی کی نظروں میں حقیر بناؤ یہاں تک کہ جب اس کو قتل کیا جائے تو اس پر رونے والی آنکھ نہ ہوں۔ باچا خان نے ہمیشہ نجی محفلوں میں مذہبی شعار کا مذاق اڑایا ہے ملاّ کو برا بھلا کہا ہے لیکن عوام میں انہوں تقیہ سے کام لیا ہے چونکہ یہ سب کچھ ان کی نجی محفلوں تک محدود رہا اس لئے علماء کرام خاموش رہے اب جبکہ یہ ان کی مستقل پالیسی بن گئی ہے اور انہوں نے تقیہ کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم عوام تک اپنی بات پہنچائیں اور ان کو سمجھائیں کہ اصل حقائق کیا ہیں؟ باچا خان قوم پرست ہیں اور بظاہر وہ سارے سرحد کا درد دل میں لئے ہوئے ہیں لیکن اندرون خانہ وہ ان تمام طبقوں کا دشمن ہیں جو غیر پختون کہلاتے ہیں دوسرے غیر پختون سرحدی عوام کے بارے میں تو فی الحال انہوں نے کچھ نہیں کہا ہے کیونکہ ان کو ان کی ضرورت ہے البتہ میاں اور ملاّ کو تو بڑی بیباکی کے ساتھ پختون برادری کی لسٹ سے خارج کر دیا ہے گویا خدانخواستہ اگر پختونستان بننا ہے تو میاں اور ملاّ اقلیت کی حیثیت سے وقت گزاریں گے اپنی کتاب "میری زندگی اور جدوجہد" میں لکھتے ہیں پٹھانوں کو تاریخ میں بارہا ایسا ہوا ہے کہ جب اقتدار کا موقعہ آیا ہے تو اپنے بھائی اور عزیز کی جگہ انہوں نے میاں اور ملاّ کو اپنے اوپر مسلط کر لیا ہے۔ ص ۱۲۲ پشتو ایڈیشن۔ سوال یہ ہے کہ میاں اور ملاّ ان کا بھائی اور عزیز نہیں؟ سرحد کے علماء کے ساتھ انکی دشمنی کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کے غیر اسلامی حرکات پر تنقید کیا کرتے تھے۔ مثلاً انہوں نے ان ہی کے فائدہ کی خاطر گزارش کی کہ آپ داڑھی رکھیں تو انہوں نے ان کے جواب میں جو کچھ کہا وہ خود انکی کتاب میں دیکھئے۔ میں وعظ و نصیحت کرتا لیکن ملاؤں کو پسند نہ آتا اس لیے کہ یہ لوگ پنڈتوں کی طرح اپنے آپ کو مذہب کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں۔ آخر کار انہوں نے پروپیگنڈہ شروع کیا کہ وہ شخص داڑھی منڈواتا ہے۔ قوم بھی جاہل تھی ملاّ نے جس چیز کو مذہب کہا اس نے یقین کر لیا حال یہ ہے کہ مذہب تو عمل کا نام ہے اخلاق کا نام ہے۔ داڑھی اور مونچھوں کا رکھنا عربوں کی تہذیب کا ایک حصہ تھا صرف صحابہؓ نے داڑھیاں نہیں رکھی تھیں۔ ابولہب اور ابوجہل جیسے دشمنان اسلام بھی داڑھی والے تھے بہرحال ملاؤں کے اعتراض سے بچنے کی خاطر میں نے داڑھی رکھ لی لیکن اب انہوں نے پھر اعتراض کرنا شروع کر لیا کہ یہ مٹھی سے کم ہے۔ ص ۸۸۔۸۹

داڑھی اور داڑھی رکھنے والے کے ساتھ ان کی دشمنی کا اندازہ اس سے لگایئے کہ ان کی کتاب میں جدوجہد آزادی کے دوران کہے گئے بیشمار

اشعار میں سے جس شعر کو جگہ ملی ہے وہ یہ ہے۔

ع ماوے داسڑے زمونږ کو ر کښې خلل دے اوس دِ اولید چه ږګیرے خاوند غل دے

ترجمہ:۔ میں نے کہا تھا کہ یہ آدمی ہماری قوم میں خلل ہے اب تم نے دیکھ لیا کہ داڑھی والا چور ہے۔اس شعر پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں" یہ شعر اتنا مشہور ہوا کہ داڑھی والا جہاں بھی نظر آتا لوگ چیخ اٹھتے داڑھی والا چور یہاں تک کہ قصہ خوانی بازار میں داڑھی والا چل پھر نہیں سکتا تھا۔ص ۳۴۔

پٹھانوں کے محسن علماء کرام نے ان کو ہندو تہذیب سے بچانے کی خاطر ہر ممکن کوشش کی، ہندوؤں کے ہاں موسیقی عبادت کا درجہ رکھتی ہے ان کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی کہ مسلمانوں کو اس ذریعے سے اپنے قریب لایا جائے اور پھر اپنی تہذیب کے رنگ میں رنگا جائے۔نور خدا سے دیکھنے والے علماء ہندوؤں کے عزائم سے واقف تھے۔چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو سختی کے ساتھ موسیقی سے منع کیا تھا اس دوران میں مسلمانوں میں سے ایک مخلص موسیقی کے وکیل بن گئے اور اس کو اتنی ترویج دی کہ ہندو عش عش کرا ٹھے اس کا اثر آج تک اتنا گہرا ہے کہ جب یہ لوگ بابڑہ کے شہداء کا ماتم کرنے جاتے ہیں تب بھی ڈھول باجا کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اس بارے میں مذکورہ کتاب کے ص ۳۵۶، ۳۵۷ میں رقمطراز ہیں" ہمارے علاقہ میں ملاؤں نے ڈھول سُرنا منع کیا تھا، ہم نے ڈوموں سے کہا" لاؤ ڈھول وہ بہت خوش ہوئے اور خدائی خدمتگار بن گئے۔"

ڈھول باجا اور ناچ رنگ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں" شام کو ہم بحری جہاز میں سوار ہوئے۔سامان رکھ لیا تو قطار میں کھڑے ہو گئے اور جہاز ہی سے ڈھول بجانا شروع کر لیا۔ساحل پر موجود پٹھان ناچنے لگے۔ص ۴۲۶

ہندوؤں کے لیے ان کی فراخدلی کا یہ عالم تھا کہ وہ خدا کے حلال کردہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنے میں تامل نہیں کیا کرتے تھے مشہور خدائی خدمتگار محمد اسلام تسیم باغوانزی نے اپنی پشتو تصنیف" سپین صبا" میں لکھا ہے (جیل میں) انہوں نے گیتا اور گرنتھ کی تعلیم ہندو علماء سے حاصل کی اور گوشت کھانا ترک کر دیا۔ص ۸۸۔سرحد کا ملا انگریز دشمنی میں ان سے کم نہیں لیکن دونوں کے محرکات میں فرق ہے ملا کی دشمنی کا محرک یہ تھا کہ وہ" لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" کا دشمن تھا جبکہ باچا خان کی دشمنی کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ ہندوستانی نہیں تھا رہی بات کہ وہ کافر تھا باچا خان سرے سے اس کا قائل ہی نہیں انکے ہاں یہودیت، عیسائیت، ہندویت اور اسلام سارے برحق مذاہب ہیں فرماتے ہیں " حقیقت یہ ہے کہ سارے آسمانی مذاہب برحق ہیں" ص ۱۲۹۔۱۳ حالانکہ دوسرے آسمانی مذاہب برحق تھے اور اسلام برحق ہے۔" تھے" اور" ہے" کا فرق نہ کرنا دھوکہ دہی ہے۔افغانستان میں یوم پختونستان کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں" مذہب کے ہاتھوں ہم پٹھانوں نے جتنا نقصان اٹھایا ہے شاید ہی دنیا کی کسی قوم نے اٹھایا ہو۔پشتو پمفلٹ" دپختونستان دور حنی په مناسبت" ص ۴ پھر فرماتے ہیں۔" میں نے آپ سے ابھی ابھی کہا کہ آج یہ اسلام اور دوسرے مذاہب نفرت پیدا کرنے اور دھوکہ دینے کیلئے ہیں۔ص ۱۰

قارئین سمجھ چکے ہونگے کہ اصل حقیقت حال کیا ہے؟ (ابو عمار قریشی)

سید ابو معاویہ ابوذر بخاری[1]

ابن امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری

(۱)

(سید نفیس شاہ صاحب کے ہاں ملاقات O ماہنامہ حکایت میں امیر شریعت اور احرار کے بارہ میں تکلیف دہ مضمون اور الحق میں جواب)

۱۱ر رجب ۱۴۰۱ھ

برادر دینی جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: طالب خیر مع الخیر! محرم ۱۴۰۱ھ کے دوران جناب سید نفیس شاہ صاحب کے ہاں آپ سے ملاقات ہوئی تو کسی بات کا خیال کرتے ہوئے آپ نے الحق کے ملتان پہنچنے کے متعلق استفسار کیا میں نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے ازخود ہی میرے نام جاری کرنے کا ذمہ دارانہ وعدہ کرلیا اس وعدہ سے پہلے میں نے عنایت اللہ فوجی کے ماہنامہ ''حکایت'' کے اندر محمد یونس نامی کسی قدیم یا سابق احراریت کی طرف سے میرے والد ماجد حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور انکی جماعت مجلس احرار اسلام کے متعلق غلط مبالغہ آمیز اور صریحاً اتہام و بہتان کا پہلو لئے ہوئے ایک تکلیف دہ مضمون کا ذکر آیا تھا جسکے جواب میں الحق کے اندر حاصل پور کے ایک مولوی عبداللہ صاحب کا مناسب سا مضمون شائع ہوا پھر اسکے جواب میں دہلی سے خان کابلی کا مرسلہ معلوماتی مضمون بھی آپ نے شائع کیا جو میں نے کسی دوست اور غالباً سید نفیس صاحب کے ہاں اچانک دیکھا لیکن وہ پرچہ نہ حاصل کرسکا۔ اسکے لیے میں نے آپ سے بطور خاص فرمائش کی تو آپ نے بتایا کہ میرے پاس سلسلہ احرار اور مسلم لیگ و تحقیق خاندان حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ خان کابلی اور صاحبزادہ انظر شاہ کے خطوط اور مضامین کی ایک مستقل فائل بنی ہوئی ہے اگر آپ کہیں تو میں وہ بھی بھیج سکتا ہوں اس پر میں نے کہا تھا کہ متعلقہ مضامین والے پرچے تو مجھے لازماً بھیج دیں اور خطوط کی اصل فائل اگر نہ بھیج سکیں تو انکی فوٹو اور نقل بھجوادیں تو تب بھی بڑی مہربانی ہے۔ تو آپ نے مثبت جواب دے کر مجھے مطمئن کردیا۔ چنانچہ کافی انتظار کے بعد کچھ بھی موصول نہ ہوا۔ تو میں نے پچھلے مہینے مکرّر یاد دہانی کرائی۔ جس پر احرار سے متعلق خان کابلی کے مطبوعہ اور آپکے بعد میری طرف سے مکرر شائع کردہ مضمون والا پرچہ تو ملا لیکن یونس کو خان کے جواب والا پرچہ اب تک نہ مل سکا۔ ایسے ہی شاہ صاحب کے متعلق ایک جاری ناتمام مضمون والا پرچہ (اگست ۱۹۷۸ء) ملا ہے۔ لہٰذا پر زور التماس ہے کہ جلد نمبر ۱۳ میں خان کابلی کا مضمون بجواب یونس تلاش کر کے جلدی بھجوادیں شکر گزار رہوں گا۔ مستقل نیا جاری شدہ پرچہ بھی مل گیا ہے جزاک اللہ تعالیٰ

والسلام: من جانب فقیر سید ابو معاویہ ابوذر بخاری

---

[1] بطل حریت خطیب اسلام پروانہ شمع ختم نبوت مجاہد اسلام مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہٗ العزیز کے فرزند بڑے کمالات اور منفرد مزاج رکھنے والے بزرگ

(۲)

(علامہ کشمیری کے بارہ میں خان غازی کابلی کا مضمون اور جواب الجواب ساری تفصیلات کی طلب O جلسۂ حقانیہ میں امیر شریعت کی ختم نبوت پر تقریر مرتبہ مولانا شیر علی شاہ)

بعد ظہر، سہ شنبہ (منگل) ۲۸ رشوال المکرم ۱۴۰۰ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۸۰ء

برادر دینی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب خیر مع الخیر!

(۱) قریباً دو اڑھائی مہینے پہلے آپ کی طرف سے "الحق" کے چند مطلوبہ پرچوں کی فراہمی وترسیل کے جواب میں ایک تشکر آمیز مکتوب لکھا تھا جسمیں "بابا خان کابلی مقیم دہلی" کے متعلقہ احرار وامیر شریعت کے ایک خاص مضمون پر مشتمل پرچہ کے غالباً نسیان یا کسی اور غلط فہمی کی وجہ سے عدم وصولی کی بناء پر رسمی شکایت اور مکرر فرمائش بھی لکھ بھیجی تھی۔ تاہم خط لکھتے وقت بھی کچھ تذبذب تھا اور لکھنے کے بعد آپ کے مطالعہ اور نتیجتاً کچھ پریشان ہونے کے تصور سے میں خود بھی ایک حد تک پریشان ہی رہا کہ نہ جانے آپ میری شکایت اور مکرر فرمائش پر کیا تاثر قائم کررہے ہونگے؟ بہرکیف مکرر غور اور مطالعہ کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ہی مغالطہ ہوا ہے آپ نے خدانخواستہ کوئی دانستہ تاخیر وتعویق روا نہیں رکھی۔ بہرکیف مجھے اب پرچوں کے سلسلہ میں اگر کچھ مطلوب ہے تو وہ چند شمارے جن میں حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کے متعلق "بابا خان کابلی" کا کوئی بالاقساط ایک مضمون یا مختلف عنوانات سے مختلف مضامین شائع ہوئے ہیں اور جن کے جواب میں حضرت شاہ صاحبؒ کے چھوٹے فرزند مولانا انظر شاہ کے جوابی مضامین یا خطوط اور بابا کابلی کی طرف سے ان کا کوئی جواب الجواب شائع ہوئے ہیں اور یہ وہ موضوع ہے جن کے متعلق آپ نے پچھلے محرم ۱۴۰۰ھ میں عزیزی سید نفیس صاحب کے پاس بوقت ملاقات یہ کہا تھا کہ "میرے پاس تو اس مضمون کی ایک پوری اور مستقل فائل بنی ہوئی ہے اگر آپ چاہیں تو میں وہ بھی ساری کی ساری آپ کو دینے کو تیار ہوں" جس پر میں نے کہا تھا کہ میری اصل فرمائش تو مطلوبہ پرچوں کے متعلق ہے باقی اگر وہ فائل اصل[1] یا اسکی فوٹوسٹیٹ مہیا کرسکیں تو آپکی بڑی عنایت ہوگی۔ اس پر آپ نے پھر مستقل کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ مطلوبہ پرچے فراہم کرنے کے وعدہ کے ساتھ ساتھ مجھ پر ازخود کئے ہوئے اس سوال کے جواب میں کہ "کیا آپ کے نام "الحق" آتا ہے؟" میں نے بتایا کہ نہیں؟ تو اس پر آپ نے حیرت وافسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ "اب جاکر میں پرچہ ضرور جاری کرونگا۔" تو میں نے کہا کہ "ہاں اگر آپ بھیجنا چاہیں تو بڑی خوشی سے جاری کردیں لیکن اس سلسلہ میں میرا صحیح نام اور مکمل پتہ خاص طور پر میرے ہی الفاظ میں لکھ لیں۔ اور اسمیں کوئی کمی بیشی ہرگز نہ کی جائے کیونکہ سابق معلوم نام کی جگہ اب میرا موجودہ کنیت والا نام ہی اصل اور صحیح نیز اکثر لوگوں کو معلوم اور بہت مشہور ومعروف بھی ہوچکا ہے" چنانچہ یاد بھی پڑتا ہے کہ آپ کی جگہ میں نے خود ہی ایک کاغذ پر اپنا صحیح نام اور مکمل پتہ لکھ کر آپ کے سپرد کردیا تھا اور آپکی انتظامی اور دوسری معروفیات کے باعث کچھ تاخیر کے بعد بہرحال آپ کے وعدہ کی تکمیل کا سلسلہ ایک مرتبہ چند شماروں کے یکجا اور بعد میں معمول کے مطابق ہر مہینے کا پرچہ یکے بعد دیگرے پہنچنے کی صورت میں شروع ہوگیا اور اب تک جاری ہے۔ چنانچہ اب بھی میرے سفر کے دوران غالباً دو یا تین روز پہلے "الحق" کا تازہ شمارہ گھر پر موصول ہوگیا ہے۔ جس کیلئے مکتوب سابق کی طرح اب بھی مکرر شکر گزار اور دعا گو ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ مکرر

---

[1] کچھ تفصیلات خان غازی کابلی مرحوم کے خطوط میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

فرمائش دہراتا ہوں کہ میری خاطر تھوڑا سا وقت نکال کر حضرت شاہ صاحبؒ کے متعلق خان کابلی اور مولانا انظر شاہ صاحب والے پرچے بھی مہیا کر دیں۔ نیز اپنی از خود پیش کردہ فرمائش کے مطابق اگر ان مضامین اور خطوط سے متعلقہ اصل فائل یا اسکی صاف سی فوٹو سٹیٹ کاپی بھی ارسال کر دیں تو مزید در مزید شکر گزار ہوں گا اور دعا گو رہوں گا امید ہے اس طرف بہ طور خاص اور جلدی توجہ کریں گے۔ میں آپکے عملی جواب باصواب کا شدت سے منتظر رہونگا۔ نیز ایک اور اہم فرمائش یاد آ گئی کہ پہلی تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران اباجیؒ نے دار العلوم حقانیہ میں ختم نبوت کے موضوع پر ایک مفصل[1] تقریر کی تھی جو دار العلوم کے ایک رکن شاہ صاحب جنکا میں نام بھول رہا ہوں انہوں نے ضبط کی اور بعد میں کتابی صورت کے اندر شائع بھی کی گئی۔ میرا پرانا ذاتی نسخہ قریبا تیسرا مہینہ ہے کسی نے کھسکا لیا ہے جسکی وجہ سے میں بالکل خالی محروم اور طول و مغموم ہوں جبکہ انہی دنوں مجھے اسکی شدید ضرورت پیش آ رہی ہے تو پُر زور التماس ہے کہ براہ کرم اپنے پاس سے یا کہیں سے بھی اسکا ایک نسخہ بہر حال حاصل کر کے میرے نام ضرور ارسال کریں تہ دل سے ممنون اور شکر گزار رہوں گا۔ امید ہے پہلے ہی کی طرح تشکر و دعاء گوئی کا موقع دیں گے اور محروم نہیں رکھیں گے اس کیلئے خصوصی توجہ سے کام لیں۔

(۲) آپکے والد ماجد شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبد الحق حقانی مدظلہ موجودہ رفتار صحت کے متعلق کوئی نئی اطلاع نہیں ملی، کیا کراچی کے علاج سے آنکھوں کو کچھ مطلوبہ افاقہ ہوا؟ ایسے ہی ذیابیطس وغیرہ کی کیا کیفیت ہے؟ ہو سکے تو چند الفاظ میں اسکی بھی وضاحت کر دیں اور ساتھ ہی مولانا مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون کے ساتھ ساتھ دعاء خیر و عافیت نیز استدعاء دعاء خیر و برکت عرض کر دیں۔ اور کیا لکھوں؟ دین و دنیا کی بہتری کیلئے آپ سمیت جملہ احباب و اکابر کی دعاء کا مسلسل اور سب سے زیادہ محتاج ہوں۔

والسلام: من جانب منتظر جواب خادم احرار ابن امیر شریعت فقیر السید ابو معاویہ ابوذر البخاری، نمبر ۲۳۲، کوٹ تغلق شاہ، ملتان شہر

(۳)

۱۲/جولائی ۱۹۸۲ء (اس کتابچہ کی دوبارہ تجدید و تشریح کے ساتھ تکمیل دین کے نام سے اشاعت O قیام پاکستان سے قبل تقریر انجام کیا ہوگا؟)

برادرم و محب دینی جناب مولانا صاحب زید لطفہ و السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ طالب الخیریت مع الخیر۔ پچھلے سے پچھلے سال خط و کتابت کے ذریعہ آپ سے "الحق" کے وہ پرچے طلب کئے تھے جسمیں حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے بارہ میں خان غازی کابلی کے مضامین تھے۔ پھر لاہور میں سید نفیس صاحب کے ہاں ملاقات کے وقت بھی تذکرہ ہوا تو آپ نے جواب دیا کہ اس قسم کے مضامین کی تو میرے پاس فائل بن چکی ہے وہ بھیج سکتا ہوں۔ پھر آپ نے مہربانی کی اور مجھے وہ پرچے بھیج دیئے۔ اس کے علاوہ ۱۹۵۲ء میں آپ کے مدرسہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے جلسہ دستار بندی میں والد ماجد امیر شریعت نے تقریر کی تھی، اس کا پمفلٹ بھی مانگا تو آپ نے جواب دیا کہ "تلاش کر نے پر کچھ کہہ سکوں گا"۔ چنانچہ بعد میں آپ کا خط آیا کہ (اپنے ذخیرۂ کتب کے ڈھیر میں بہت تلاش کیا لیکن وہ پمفلٹ نہیں ملا۔ اب نہیں معلوم کہ مدرسہ کے اصل ریکارڈ میں بھی موجود ہے یا نہیں) لیکن شاید یہ آپ کے خلوص ہی کا اثر تھا کہ میرے پاس اس تقریر کے دیر سے سنبھال کر رکھے ہوئے جو دو نسخے تھے۔ اُن میں سے ایک تو چوری ہو گیا اور دوسرا انبار کتب و رسائل میں نظر سے اوجھل رہا۔ چنانچہ بڑی

[1] یہ تقریر دار العلوم کے ابتدائی سالوں میں جلسۂ دستار بندی میں کی گئی ہے جسے اس وقت مولانا شیر علی شاہ نے مرتب کر کے شائع کیا

تنگ و دو کے بعد وہی دوسرا نسخہ مل گیا۔ عام الفاظ حوالہ کی عبارات، محاورات اور اشعار کی امکانی تصحیح کی تخروفات کے تیقنی الفاظ میں القوسین ایزاد کئے۔ غرض تجدید اشاعت کیلئے ایک پوری تقریر ہی کے انشاء و املاء اور کتابت کی مقدور بھر تصحیح ہوگئی۔ ایسے ہی ضمنی سرخیوں اور آیات و احادیث اور عبارات کے تراجم کے اضافہ سمیت اس کی ضروری اور مناسب تزئین بھی ہوگئی اور دو سال میں بے شمار اندرونی و بیرونی رکاوٹوں کے مقابلہ کے بعد بحمد اللہ اسی شعبان کے آخر میں "تکمیل دین" کے عنوان سے اصل شان کے مطابق تو نہیں تاہم کسی نہ کسی حیثیت سے شائع ہوگئی جو 'عطائے تو بلقائے تو'' کے طور پر آج آپکی خدمت میں بطور لزوم پیش کی جارہی ہے۔ اس کے دس نسخے آپ کیلئے ہدیۃً بھیجے جارہے ہیں۔ اس میں ایک نسخہ تو آپ کیلئے ہے دوسرے آپ کے چھوٹے بھائی صاحب کیلئے اور ایک نسخہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا حقانی مدظلہ کیلئے میری طرف سے بعد سلام و نیاز و استدعاء دعا انکی خدمت میں ہدیۃً پیش کردیں۔ اور دو نسخے لازماً مدرسہ کے کتب خانہ میں داخل کردیں اور بقیہ اساتذہ وغیرہ کو پیش کردیں۔

۲۔ اس کے علاوہ ایک چھوٹی تقریر 'انجام کیا ہوگا؟'' کے عنوان سے بھی شائع کی ہے جس کے چار نسخے بھیجے جارہے ہیں یہ تقریر قیام پاکستان سے قبل اباجیؒ نے لاہور میں کی تھی اور اس کو روزنامہ ''زمزم'' نے عام مروجہ اخباری رپورٹ کے انداز میں شائع کیا تھا۔ بہر حال جو کچھ بھی ملا ہے غنیمت ہے۔ یہ اباجی کے معمول کے مطابق رات نو بجے سے لیکر ۲ بجے تک ہونے والے مفصل خطاب کا خلاصہ ہے اس کو بہ ہزار مشکل شائع کرہی دیا ہے لیکن واضح رہے کہ یہ تقریر عام مطالعہ اور دکھانے کیلئے نہیں، صرف آپ کے، آپ کے بھائی اور آپ کے والد ماجد کے پرائیویٹ ریکارڈ کیلئے ہے۔ علاوہ ازیں برادر دینی جناب مولانا سید شیر علی شاہ صاحب کیلئے، اگر وہ یہاں آئے ہوئے ہوں یا قریبی عرصہ میں آئیں یا پھر چونکہ آپ کا ان سے ڈاک کے ذریعہ یقیناً رابطہ ہوگا تو دونوں تقاریر کا ایک ایک نسخے انہیں بھی پیش کر دیں یا بھجوائیں۔ کیونکہ تقریر تکمیل دین میں اصل محنت تو انکی ہے۔ لہٰذا انہیں اس محنت کی تجدید و بقاء میں بطور ہدیہ تشکر ضرور حصہ ملنا چاہیے۔

۳۔ تقاریر کے علاوہ جماعت کے دستور اور بعض تحریکی رسائل کے چند چند نسخہ میری اپنی اور ایک دوسرے عزیز کی طرف سے زکوٰۃ کے طور پر ارسال ہیں۔ مستحق طلبہ میں تقسیم کردیں۔

۴۔ اور کیا لکھوں؟ عرصہ سے گردوں کی خرابی خصوصاً بائیں گردہ میں بار بار پتھری پیدا ہونے کی تکلیف خصوصاً چند سال سے ضعف اعصاب، قدرے وجع المفاصل نیز کچھ شوگر کے مدوجزر اور انکے نتیجہ میں ضعفِ قلب کے مختلف و متعدد عوارض کا شکار ہوں لہٰذا آپ سے اور حضرت مولانا حقانی مدظلہ اور دیگر اساتذہ و طلبہ اور متعلقین سے دعا صحت و عافیت و استقامت علی الخیر و حسن خاتمہ کی استدعا ہے۔ شکر گزار رہوں گا۔ والسلام والدعاء ابن امیر الشریعت سید ابو معاویہ ابو ذر البخاری

(۴)

پیر ۴ ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۸۳ء (ملاقات کیلئے حقانیہ آنے کا ارادہ)

برادر و محب دینی جناب مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب خیر مع الخیر، عیدالاضحیٰ کے بعد میں راولپنڈی، پشاور کے دورہ کا پروگرام بناچکا ہوں تو واپسی پر آپ سے ملاقات کا ارادہ ہے اس لیے پیشگی اطلاع کرنا اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتا ہوں۔

میں انشاء اللہ ۴ یا ۵ اکتوبر منگل یا بدھ کو آپ کے ہاں پہنچوں گا ممکن ہوا تو رات کا قیام بھی آپ کے ہاں ہوگا۔ ورنہ بعد ملاقات واپسی ہوگی امید ہے کہ آپ مع متعلقین خیر و عافیت سے ہوں گے۔ میری طرف سے حضرت شیخ الحدیث کو سلام مسنون والتماس دعاء خیر کہہ دیں۔

والسلام ابن امیر شریعت سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری نمبر ۲۳۲ کوٹ تغلق شاہ، ملتان شہر

ابو مسلم لودھی[1] (برائے نعیم آسی صاحب)
مسلم اکیڈمی سیالکوٹ

(۱)

۱۶/۱۰/اکتوبر ۱۹۷۴ء (کتاب اقبال اور قادیانی)

جناب ایڈیٹر صاحب، سلام مسنون! کتاب ''اقبال اور قادیانی'' مرتبہ جناب نعیم آسی صاحب دو نسخے برائے تبصرہ آپکی خدمت میں ارسال کئے گئے تھے جن پر ابھی تک آپکے موقر جریدہ نے کوئی تبصرہ نہیں کیا، مہربانی فرما کر کسی قریبی اشاعت میں تبصرہ فرما کر ممنون فرماویں۔

والسلام نیاز کیش ابو مسلم لودھی

(۲)

۱۲/نومبر ۱۹۷۴ء (''کتاب ملت اسلامیہ'' کا موقف کی طلبی)

جناب محترم، سلام مسنون، علوفت نامہ ملا، تکلیف فرمائی کے لئے از حد شکر گزار ہوں امید کہ آپ حق تبصرہ ادا کر لینگے۔ ''ملت اسلامیہ کا موقف'' جس کتابچے کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ مطبوعہ ہے یا غیر مطبوعہ؟ کیا اس کی ایک کاپی مل سکتی ہے؟ اگر ممکن ہو تو بھجوادیں۔ ممنون ہوں گا آپکو تکلیف دی ہے معاف کیجئے گا۔ والسلام، ابو مسلم لودھی (منیجر)

(۳)

یکم جنوری ۱۹۷۵ء (الحق میں کتاب ''اقبال اور قادیانی'' پر تبصرہ)

محترمی جناب، سلام مسنون، پچھلے دنوں آپکا ایک نامہ گرامی صادر ہوا تھا جسکا فوری جواب بھیجا گیا مگر جواب الجواب کا ہنوز انتظار ہے امید کہ آپ اس خط کے مندرجات کے جواب سے جلد نوازیں گے۔ ''الحق'' میں کتاب ''اقبال اور قادیانی'' پر تبصرہ شائع ہونے پر رسالہ مذکور کی دو کاپیاں ہمارے نام بالضرور وی پی فرمائیے گا۔ امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ والسلام ابو مسلم لودھی (منیجر)

☆☆☆

پروفیسر محمد ابراہیم[2] امیر جماعت اسلامی پشاور

۱۹/جون ۱۹۹۴ء (والد کی تعزیت کا شکریہ)

محترمی و مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے والد محترم کی وفات پر آپ کا تعزیت اور دعاء مغفرت پر مبنی پیغام وصول پایا۔ مرحوم کے حق میں اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے۔ غم کے اس موقع پر میرے ساتھ آپ کی ہمدردی میرے لئے تسلی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ والسلام خاکسار محمد ابراہیم المرکز الاسلامی جی ٹی روڈ پشاور

---

[1] تعارف کیلئے دیکھئے نعیم آسی کے خطوط

[2] پروفیسر محمد ابراہیم امیر جماعت اسلامی سرحد، ممبر سینٹ آف پاکستان

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی[1] مدرس حقانیہ

(۱)

(سرسید احمد خان کی تصویر کا دوسرا رخ)

اکتوبر ۱۹۸۲ء

عرصہ سے تمنا دل میں کروٹیں لیتی رہی کہ سرسید احمد خان کی تصویر کا دوسرا رخ بھی سامنے آجائے تا کہ اس کے بارے میں جس بے جا غلو سے کام لیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے انہیں قومی ہیرو اور مسلمانوں کا نجات دہندہ جیسے القاب سے نوازا جاتا ہے۔ حالاں کہ قومی ہیرو اور مسلمانوں کا نجات دہندہ کا تاج اس کے سر پر کسی بھی صورت فٹ نہیں ہوتا۔ تاریخ کے جھروکوں سے جھانکنا چاہیے کہ اس کا ردعمل ایسٹ انڈیا کمپنی اور انگریز بہادر کے بارے میں کیا تھا؟

بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کو جب اس کے افکار باطلہ اور خیالات کاسدہ کا علم ہوا۔ تو اپنے ہم سبق ہونے کے ناطے کیونکہ یہ دونوں مولانا مملوک علی کے تلامذہ سے تھے انہوں نے آپ کو مکتوب میں لکھا کہ میں آپ کے پاس آپ کی تصحیح عقائد کی خاطر حاضر ہو رہا ہوں تو سرسید نے نہایت شان خسروانہ اور انداز بے نیازی سے حجۃ الاسلام کو غالب کا یہ شعر لکھا

؎ حضرت ناصح جو آویں دیدہ و دل فرش راہ کوئی مجھ کو سمجھاویں کہ سمجھاویں گے کیا؟

بانی دارالعلوم نے جواب الجواب میں اپنی خداداد استحضار علمی کے بدولت اور جواب ترکی بہ ترکی کے مصداق غالب کی اسی ہی غزل سے ان کو یہ شعر لکھا۔ ؎ بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک میں سناؤں حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا؟

اکثر سادہ لوح عوام بلکہ بعض خواص بھی اس زعم میں مبتلا ہیں کہ چونکہ اس کی داڑھی نہایت لمبی اور گھنی تھی اس وجہ سے یہ نہایت پاک طینت اور عظیم مسلمان ہیرو کہلانے کے مستحق ہیں۔ علماء نے ویسے ہی ان کے خلاف طوفان بدتمیزی بپا کر رکھا ہے۔ سو اس بارے میں مولانا سید عبدالحئی الحسنی (والد بزرگوار مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی) اپنی شہرہ آفاق تصنیف نزہۃ الخواطر بہجۃ المسامع والنواظر (عربی) جلد ص ۳۵۸ پر رقم طراز ہیں:- وَ کَانَ فِي نحرہ غدۃٌ تغطیها لحیته الکبیرۃ

اور سرسید کے گلے میں داڑی کے نیچے معیوب گلٹی تھی جس کو وہ اپنی لمبی داڑھی سے چھپائے ہوتے تھے یہاں یہ حقیقت حال بھی واضح ہونی چاہیئے کہ علماء کرام نے اس کی مخالفت جدید تعلیم اور انگریزی کے فروغ کی وجہ سے نہیں کی جب کہ علماء کو خود نئے حالات اور تقاضوں کا احساس تھا بلکہ سرسید کے عقائد باطلہ اور تفسیر میں خرافات بیان کرنے پر علما ان سے ناراض ہوئے تھے۔

الحق میں ڈاکٹر ابوسلمان صاحب شاہجہانپوری نے اپنے مبسوط مقالہ سرسید احمد خان افکار اور کردار کا ایک بے لاگ جائزہ میں تصویر کے دوسرے رخ کی نقاب کشائی کر کے جرأت رندانہ کا مظاہرہ کیا ہے۔

(۲)

(تحریک روشنیہ بایزید اور الحق)

نومبر ۱۹۸۲ء

بایزید انصاری صوبہ سرحد کی متنازع فیہ شخصیت ہیں، ایک گروہ آپ کو پیر روشن ضمیر ملہم من اللہ اور کٹر موحد تصور کرتا ہے تو دوسرا فریق آپ کی

---

[1] ہونہار ذہین مستعد عالم، درس نظامی کے جید مدرس بالخصوص نحو و ادب میں مقبول استاد، پشتو میں ان کے درسی آمالی کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، عربی علوم وفنون کے ساتھ اللہ نے پشتو، عربی فارسی میں شاعری کی عمدہ صلاحیت سے نوازا ہے، جسکے کئی مجموعے شائع ہوئے۔ ہمارے استاذ صدر المدرسین علامہ عبدالحلیم زروبویؒ کے فرزند ہیں۔ انکے وفات کے بعد ان ہی کی چھوٹی سی رہائش گاہ (عقب مسجد حقانیہ) میں گذر بسر کر رہے ہیں۔ دنیا کے شور شرابوں سے دور اسی گوشۂ خلوت میں اپنے فکر و نظری دنیا میں محو اور قناعت سے مالا مال تدریسی خدمات کا پچیسواں سال ہے۔

باطنیت بدعقیدگی اور الحاد کا قائل ہے۔اس اختلاف کی بنا پر عوام میں آپ پیر روشن اور پیر تاریک دونوں القاب سے ملقب ہیں۔الحق میں آپ کے متعلق مضامین کی اشاعت سے کسی فریق کی دلجوئی یا دل شکنی مقصود نہیں۔لیکن الحق میں مشاہیر سرحد کے متعلق مضامین مقالات اور تحقیقات کا سلسلہ کافی عرصہ سے جاری ہے چونکہ بایزید انصاری کے ساتھ بھی صوبہ سرحد کا ایک دور اور ایک تحریک وابستہ ہے جس کو تاریخ میں ''تحریک روشنائی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس تحریک نے اس علاقے پر دوررس سیاسی، اعتقادی اور ثقافتی اثرات چھوڑے ہیں تو موصوف کا تذکرہ الحق میں اس ذیل میں آتا ہے۔

(۳)

(مولانا عبدالحلیم زروبوی کی حالت نزع مرض وفات اور سورۂ تغابن کی مسیحائی ○ بعد از دفن بشارتیں اور انوار)

۱۹۸۳ء

محترمی وکرمی ومخدومی استاذی المکرم متعنا اللہ تعالیٰ بطول بقائکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج اقدس! تعزیت نامہ باصرہ نواز ہوا۔ تقدیر الٰہی میں ہمارا کیا مجال ہے۔ کل من علیھا فان، آپ محترم نے حضرت نور اللہ مرقدہ کی حالت نزع کے بارے میں فرمایا ہے۔سو چشم گنہگار نے جو منظر دیکھا ہے وہ نذر ہے۔ ذالک یوم التغابن۔

بروز جمعرات مورخہ ۶ جنوری ۲۰ ربیع الاول کو حضرت والدی المکرم نور اللہ مرقدہ نے نماز ظہر ادا کی اس وقت آپ پر کسی قسم کے آثار موت نہ تھے اور نہ وہم وگمان میں یہ تصور تھا میری والدہ محترمہ واہلیہ نے ان کے لیے ختم خواجگان کیا۔جب انہوں نے ختم خواجگان پورا کیا تو ان کو کہا کہ ہم نے آپ کے لیے ختم خواجگان کیا، حضرت نے از راہ مزاح فرمایا، چائے مٹھائی لوگے یا شکرانہ، پھر کہا کہ یہ تو چار اشخاص مل بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور آپ صرف دو ہی افراد نے اس کو ختم کیا۔پھر فرمایا کہ ختم خواجگان سے زیادہ تیز اور زوداثر ختم سورۃ تغابن ہے اور اسکے بارے میں ایک واقعہ سنایا کہ میں کسی گاؤں کو گیا تھا وہاں پر ایک شخص نے دوسرے کو خطا گولی ماردی تھی وہ مرا نہیں تھا البتہ گولی اسکے جسم میں پیوست ہوئی تھی انہوں نے ڈاکٹر کو لے گئے، ڈاکٹر نے کہا جب تک رپورٹ نہ ہوں اس وقت تک میں گولی نہیں نکال سکتا۔وہ لوگ رپورٹ کے اندراج پر راضی نہ تھے کیونکہ ان کو اس میں دشواری پیش آنے کا خطرہ تھا۔پس ڈاکٹر نے کہا کہ میں دس ہزار روپے لونگا ان کو دس ہزار روپے دیئے گئے سو اتفاق سے وہ مجروح اچھا تو ہوا لیکن دیوانہ ہوا، بہت مدت سے وہ دیوانہ تھا جب میں اس گاؤں کو گیا تو اس کے والد نے مجھ کو یہ واقعہ سنایا اور میں نے کہا کہ اس پر کچھ دم وغیرہ پڑھو۔اور اس لڑکے کو بھی حاضر کیا۔میرے ساتھ اور بھی طالب علم تھے میں نے انکو کہا کہ آپ ختم سورۃ تغابن کریں جب ختم سورۃ تغابن کیا گیا اور اسکو دم شدہ پانی پلایا گیا۔وہ شخص فوراً اچھا ہوا۔اور اس سورۃ نے مسیحائی کا کام کیا۔

اس کے بعد والدہ صاحبہ نے ان کو فرمایا کہ آپ کے لیے بہت اچھی چائے تیار کی ہے انہوں نے اس سے ایک پیالہ نوش فرمایا جب دوسری پیالی کے بارے میں ان سے کہا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس ایک پیالی سے میرا گیس پیدا ہوا ہے جس کی وجہ سے مجھے تکلیف ہے اس کے بعد انہوں نے دوائی گیس والی استعمال کی۔لیکن اس سے کچھ افاقہ نہ ہوا اس دوران بندہ بھی حاضر ہوا انہوں نے بندہ کے ساتھ ہاتھ ملایا، اور خوش آمدید کہا پھر بندہ کو کہا کہ گولی لاؤ میں نے ڈاکٹر سے گولی لائی جب میں آیا تو وہ قے کے لیے منہ میں ریش (پرندے کا پر) ہلا رہا تھا تاکہ اس سے متلی وغیرہ آجائے پھر فرمایا کہ املی لاؤ گھر میں املی موجود نہ تھی اس واسطے میں بازار گیا اور املی لایا جب گھر پہنچا تو ان کی حالت اچھی نہ تھی اور ان کو کہا کہ کلمہ شہادت پڑھو اور خود بھی اس کا ورد کرنے لگے میری اہلیہ کو کہا کہ مجھے حضرت ﷺ والی آخری دعا کا ورد کرو انہوں نے اُسے کہا کہ اب تو وہ مجھ سے بھول گئی ہے انہوں نے اس کو یاد دلائی کہ حزب البحر میں وہ دعا موجود ہے۔ الھم اغفرلی وارحمنی

والحقنی بالرفیق الاعلی یہ دعا خود شروع کی اور میری اہلیہ نے بھی اس دعا کا ورد شروع کیا اسی دوران ان کی زبان مل رہی تھی لیکن ان کلمات پر ہم نہیں سمجھتے تھے اور روح قید تن سے جدا ہوگئی، بوقت عصر ساڑھے ۴ بجے۔ ــــــــ بعد از دفن رات کو ان کے قبر سے نور کے شعلے اٹھ رہے تھے چشم دید گواہوں کا بیان ہے کہ جہاں جہاں ان کا جنازہ رکھا گیا۔ وہاں پر گنبد کی طرح نور کے شعلے گردش کر رہے تھے۔
بہت سے صالحات خواتین نے خواب میں ان کی زیارت کی ہے ایک خاتون کا بیان ہے کہ میں نے انکو خواب میں دیکھا اور رسول ﷺ کو بھی کہ حضور انکے جنازہ میں شرکت کے لیے آرہے ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃ

(۴)

۱۰ جون ۱۹۹۴ء (سعادت حج حاصل کرنے میں تعاون کا شکریہ ○ منی کے مشاغل اور یادیں)

صاحب العزو المجد والکرم أستاذ العلماء واستاذی المحترم شیخ الحدیث والتفسیر جامع العلوم والفنون حضرت مولانا سمیع الحق صاحب متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتک وبفیوض علومک مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج اقدس!

مور مسکین ہو سے داشت کہ بہ کعبہ رسد
دست برپائے کبوتر زدو ناگاہ رسید

عرض یہ ہے کہ بندۂ پُر تقصیر اس کیف آور اور فرحت افزا لمحے کو نہیں بھول سکتا۔ جب اللہ جل جلالہ کے خصوصی فضل و کرم اور احسان و عنایت بے غایت اور آں محترم کی مشفقانہ توجہ اور اصاغر پروری و ذرہ نوازی سے بندہ کو حج بیت اللہ و زیارت روضۂ رسول ﷺ اور مہبط جبرئیل امین مورد انوار ربانیہ مرکز تجلیات بلد امین مدینۃ النبی ﷺ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا کی دید کا شرف حاصل ہوا۔ مدتوں سے دل میں ارمان مچلتے رہے آرزوئیں کروٹیں بدلتی رہیں حسرتیں مضطرب اور بے تاب تھیں۔ کہ وہ با سعادت لمحہ کب آیگا کہ غیب سے صدائے دلنواز آجائے کہ سفر حج اور روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کیلئے رخت سفر باندھیے کیونکہ بظاہر تو ہم بے بضاعت فقیروں کے پاس وسائل اور مادی اسباب نہیں کہ جس کے سہارے اس متاع گرانمایہ کے حصول کیلئے تگ و تاز اور جدو جہد کریں۔ بحمد اللہ وہ بہار آفریں فرحت بخش اور سرور آگیں ساعت آپہنچی جس کی آمد کے انتظار میں سانس کی ہر گھڑی محشر کی گھڑی کی طرح گزر رہی تھی۔ اور وہ لمحہ آپہنچا جس میں اس گدائے بینوا کو حرمین شریفین کے سفر کیلئے رخت سفر باندھنے کی بشارت عظمیٰ دی گئی۔ اللہ اللہ اپنی ساعت پر یقین نہیں آرہا تھا۔

ع آنکہ می بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب

دل پر سرشاری دیوانگی اور وارفتگی کی کیفیت طاری ہوئی۔ حیرت و استعجاب کے عالم میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، دل کی دھڑکنیں تیز تر ہو گئیں۔ بے قراری کی وہ کیفیت جذب دروں کا وہ سماں کب بھلانے کے قابل ہے۔ اشکوں کا ایک سیلاب امڈ آیا۔ جو کہ تھمنے کا نام نہ لیتا تھا۔ زہے قسمت کیسے خوش بخت آنسو ہیں۔ جو کہ دیار حبیب ﷺ کے مبارک تذکرہ پر آنکھوں سے جاری ہیں یہ اشک بے قرار تو چومنے کے قابل ہیں۔ ؎

غم مصطفیٰ ﷺ کی رہے دل میں دھڑکن جلے سوز فرقت سے ہر وقت تن من
رہے تر ہمیشہ جو اشکوں سے دامن تو بدل تری چشم نم چوم لونگا

کیا بتاؤں۔ زباں کو یارائے سخن نہیں۔ کہ ان کیفیات و جدانیات پر نطق کرے۔ الفاظ ان احساسات کے اظہار کا ساتھ دینے سے قاصر ہیں۔ شکستہ قلم میں وہ قوت نہیں کہ وہ ان باطنی جذبات کو حیطۂ تحریر میں لائے۔ ان سطور کے لکھتے وقت وہ تمام منظر آنکھوں کے سامنے ہے۔

ع آنکھوں کے سامنے ہے وہ جذبات کا عالم

۴ مئی ۱۹۹۴ء کو برادر محترم حامد الحق حقانی نے بندہ کو آ کر اطلاع دی کہ آپ کے حج بیت اللہ کیلئے جانے کا انتظام اللہ نے کرلیا۔ بندہ نے ان سے عالم حیرت میں پوچھا کہ وہ کس طرح۔ انہوں نے کہا۔ کہ اباجی نے آپ اور دیگر چند ساتھیوں کو حج پر لے جانے کیلئے کسی سے بات کی ہے اور آپ کی دو دن بعد حج بیت اللہ کیلئے روانگی ہے۔ آپ حضرات کی بندۂ ناچیز پر شفقتیں پہلے بھی کم نہ تھیں اور یہ احسان عظیم لامتناہی احسان کس زباں پر تشکر و امتنان کے الفاظ ادا کروں بلکہ میں تو سراپا سپاس ہوں۔ والدہ محترمہ کو اس عظیم الشان احسان کی خوشخبری دی تو وہ خداوند قدوس کے حضور سجدہ ریز ہوئیں۔ اور آنمحترم کیلئے ڈھیروں دعائیں دیں۔ اس کی آنکھوں سے خوشی کی آنسو رواں تھے۔ اور جب بھی میری زیارت حج کا ذکر چھڑتا، تو فرماتیں میں اُس وقت سے لیکر آج تک مولانا اور اُن کے صاحبزادگان ذی وقار کو باقاعدگی سے دعائیں دیتی ہوں۔ پھر دوران حج آنجناب کی شفقتیں اور عنایات خسروانہ ہمارے شامل حال رہیں۔ منیٰ میں جناب پروفیسر محمود الحق صاحب حقانی کی پرتکلف دعوت میں شرکت اور پھر آنجناب کی خصوصی دعوت پر رابطہ عالمی اسلامی کے دفتر میں آں محترم سے ملاقات اور غالباً یمنی عالم شیخ عبدالمجید زندانی کی سائنس اور قرآن کے موضوع پر خطاب کے دوران آنجناب کی رفاقت جس میں آپ اپنے قریب تشریف فرما یوسف رضا گیلانی سپیکر قومی اسمبلی کو شیخ زندانی کی عربی تقریر کی بعض جستہ مقامات کی تشریح فرماتے وہ منظر کیا عجیب منظر تھا۔ الحمدللہ بندہ حقیر نے بھی سرزمین حرم اور حرم نبوی ﷺ میں قدم بقدم آنجناب کیلئے دعائیں کیں۔ کیونکہ آپ ہی کے کرم نوازی سے ہمیں یہ دن نصیب ہوئے۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ترقیات سے نوازیں۔ اور آپکا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر سایہ فگن رہے۔ ملت اسلامیہ اور امت مرحومہ کیلئے آپ کی جو گرانقدر علمی فکری اور سیاسی خدمات ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو اوج برج قبولیت میں رکھیں۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار اس سعادت عظمیٰ سے نوازیں۔ صاحبزادگان محترم مولانا حامد الحق حقانی اور حافظ راشد الحق کو اللہ اجر جزیل سے نوازیں انہوں نے بندہ کے ساتھ بہت دوڑ دھوپ کی۔ ؎ خدایا ایں کرم بار دگر کن مشرف گرچہ شد یکبار جامی

والسلام مع الاحترام: کمترین خلائق آپ کے خوانِ علم کا نالائق خوشہ چین خویدمکم الحقیر العبد الجانی محمد ابراہیم فانی ۱۰ جون ۱۹۹۴ء

(۵)

(درسی کتابوں میں ترقی کی خواہش)

۱۴ نومبر ۲۰۰۵ء

باسمہ سبحانہٗ تعالیٰ۔ صاحب المجد والکرم حضرت مہتمم صاحب مدظلہ العالی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ سلام مسنون! مزاج گرامی قدر۔ گذارش مودبانہ آنکہ بندہ نے اپنی حیات مستعار کا زیادہ تر حصہ آنجناب کے زیر سایہ دارالعلوم حقانیہ میں گذارا۔ اور مدرسہ میں خدمت کے دورانیہ کا اب تیسواں سال شروع ہونے والا ہے۔ لیکن اس دوران بالخصوص بندہ کے ساتھ جو ناانصافیاں[1] ہوئیں اس کا ذکر یہاں پر مناسب نہیں سمجھتا۔ تاکہ باعثِ کبیدہ خاطری نہ ہو۔ اور اس کی تفصیل کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔ آپ حضرات سے انصاف کے توقع پر ہم خاموش رہے مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تیس سال بعد بھی ہم اپنے ہی شاگردوں سے تیس سال پیچھے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی۔ المختصر عرض یہ ہے کہ بندہ کو تیس سال بعد دورہ حدیث میں کوئی کتاب تفویض کیجائے اور دورہ موقوف علیہ میں بیضاوی شریف یا اور کوئی کتاب دے دی جائے۔ بطور استحقاق، نہ برنگ خیرات، کیونکہ تیس سال ایک عمر ہے۔ امید ہے آپ بندہ کی تلخ نوائی سے صرف نظر کرتے ہوئے بندہ کی اس درخواست اور مودبانہ گذارش پر پدرانہ شفقت فرماتے ہوئے اسے شرف قبول سے نوازیں گے۔ والسلام: خویدمکم! محمد ابراہیم فانی

---

[1] دینی مدارس کے اساتذہ عموماً تدریس کے کتابوں میں ہر سال ترقی کے خواہشمند ہوتے ہیں، جبکہ بڑے اساتذہ ایثار سے کام نہیں لیتے بعض وقت طلبہ کے فائدہ اور خواہش کا لحاظ بھی رکھنا ہوتا ہے، خط میں اسکی شکایت ہے اور انکی خدمات اور صلاحیتوں کے لحاظ سے حق بجانب۔

سردار محمد اجمل خان لغاری[1] اجمل باغ رحیم یار خان

(۱)

(کتابوں کی طلبی)

۸ ستمبر ۱۹۸۱ء

بخدمت عزیز م محتشم مولانا سمیع الحق صاحب زادلطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج شریف، میری حاضری پر حضرت کی شفقت اور آپکی محبت نے میرے دل پر گہرا نقش چھوڑا ہے۔ واپسی پر سیدھا اسلام آباد پہنچا۔ نزلہ، زکام اور سفر کی تھکان کے باعث واپسی پر حاضر خدمت نہ ہوسکا۔

ہم سب لوگ آپکی شفقت اور مودت سے اتنے متاثر ہوئے کہ یہاں اسلام آباد میں ارادہ کرلیا تھا کہ اسلام آباد سے دو چار دن کے بعد دوبارہ آپکی خدمت آؤں آپکا عطیہ کتابیں بھی اٹھاؤں اور ایک مسئلہ پر کچھ باتیں کروں، لیکن ہنوز طبیعت بحال نہیں ہوئی۔ چنانچہ غلام نبی ڈرائیور آپکی خدمت میں روانہ کررہا ہوں کتابیں اس کے ہمراہ بھجوادی جائیں۔ اگر آپ اسلام آباد اپنے کسی کام کی غرض سے تشریف لانے والے ہوں تو درج ذیل پتہ پر تشریف لا سکتے ہیں۔ یا اپنی قیام گاہ پر مجھے بلا سکتے ہیں۔ (محمد یوسف کاکاخیل، مکان نمبر ۲۶۳، سیکٹر ۹۔ ۱/۱ اسلام آباد) حامل عریضہ کو اک ضروری کام کیلئے میں سوات بھیج رہا ہوں دو روز کے بعد حامل ہذا اس راستہ سے لوٹے گا اگر جواب تاخیر سے دینا مطلوب ہو تو اسے ہدایت کردیں کہ واپسی پر کتابیں بھی لے اور آپکا جوابی خط بھی حاصل کرے۔ والسلام محمد اجمل خان لغاری

(۲)

(مولانا جلال الدین حقانی کی جہاد میں جانفشانی حضرتؒ کے تربیت کے سب مجاہد شاہکار O شریعت بل کیلئے تحریک)

بگرامی خدمت مکرم ومحترم مولانا سمیع الحق صاحب زادلطفہٗ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: گرامی نامہ ملا۔ یادآوری کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ گزشتہ ایام میں مجھ پر نمونیہ، کھانسی اور ڈی ہائیڈریشن کا حملہ ہوا۔ یعنی بند کمرے میں پوری رات الیکٹرک ہیٹر کے چلنے کی وجہ سے بدن میں پانی کی کمی ہوگئی۔ پانچ دن بے ہوش رہا۔ خداوند کریم نے دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔ ابھی تک اس شدید بیماری کی باقیات سے نمٹ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تندرستی عطا فرمائے حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اور آپکی خدمت میں بھی دعا کی درخواست ہے۔ اس شدید بیماری میں بھی مولانا جلال الدین حقانی کی جہاد میں جانفشانی کے حالات بی بی سی سے سنتا رہتا ہوں اور انکی فتح وکامرانی کیلئے دعائیں مانگتا رہتا ہوں۔ حضرت مدظلہ کی تربیت کے یہ سب مجاہد شاہکار ہیں۔ تعلیم کا تو حضرت کا معمول تھا ہی لیکن میدان کیلئے اپنے طلباء میں جہاد کی روح پھونک دینا یہ اسی مرد کامل کا اسوہ ہے۔ سینٹ کے اندر شریعت بل کے حق میں آپکا استدلال نظر سے گزرتا رہتا ہے اور پھر اس مبارک کام کیلئے تحریک اٹھانا یہ بھی دراصل حضرت مدظلہ کی تعلیم وتربیت کا ثمرہ ہے۔ الحمدللہ رب العالمین، عزیزم نور محمد خان لغاری وحمید اجمل خان لغاری سلام عرض کرتے ہیں۔　فقط والسلام: سردار محمد اجمل خان لغاری

---

[1] مرحوم رحیم یار خان کے نہایت علم دوست دین پرور شخصیت تھے، علم کی محبت میں اپنی صاحبزادیوں کے رشتہ کیلئے جدید تعلیم یافتہ انجینئرز، ڈاکٹروں، وکلاء پر علماء کو ترجیح دی۔ ہمارے جگری دوست مولانا عبداللہ کاکاخیل مرحوم کا عقد ثانی اور انکے بھائی جناب محمد یوسف کاکاخیل کا عقد بھی لغاری صاحب کی صاحبزادیوں سے ہوا۔ ایک بااثر صاحب ثروت شخص نے علم پروری کی مثال قائم کی، جس کے نمونے صرف سلف میں ملتے ہیں اور اس جذبہ کے ہاتھوں ایک آدھ رشتے میں آزمائش سے بھی دوچار ہوئے۔ لغاری خاندان کی یہ پیاری شخصیت سارے لغاری خاندان کیلئے آئیڈیل بننے کی قابل ہے۔ انکی اس علم پروری کا ایک صلہ اللہ تعالیٰ نے انکے نواسے اور مولانا عبداللہ کاکاخیل کے فرزند مولانا عدنان کاکاخیل کے شکل میں دیا جو علمی فکری اور دعوتی کاموں میں ابھرتا ہوا ستارہ بن رہا ہے۔ جنہوں نے طالب علمی میں ایک موقعہ پر آمر وقت پرویز مشرف کے دربار میں اپنی جرأت حق سے تہلکا مچادیا۔

مولانا محمد اجمل خان[1] لاہوری

(۱)

(ہمشیرہ کی وفات پر تعزیت)

بخدمت فیض درجت جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، سلام مسنون! ہمشیرہ صاحبہ کی وفات حسرت آیات کی خبر پڑھ کر از حد صدمہ ہوا اور زبان پر بے ساختہ کلمہ استرجاع جاری ہوا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کو مرتبہ شہادت پر فائز فرمائے آمین۔ قدرت نے اس کارخانہ میں آمد ورفت کا سلسلہ چلایا ہوا ہے حکم کی تعمیل میں جان جان آفرین کے سپرد کرنا پڑتی ہے۔ ؎

لائی حیات آئی قضا لے چلی چلے　　　اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی سے چلے

موت سے کس کو رستگاری ہے　　　آج وہ کل ہماری باری ہے

حضرت قبلہ والد صاحب بزرگوار کی خدمت میں تعزیت نامہ پیش کردیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو صبر جمیل اور اجر جزیل عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین،　　　شریک غم: احقر الانام محمد اجمل خان جامعہ رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ لاہور

(۲)

(جمعیت سے اکابر کا اخراج مولانا حامد میاں کے یک طرفہ اعلانات نے جمعیت کے اکابر کے مل بیٹھنے کا راستہ مسدود کردیا ○ جمعیت کا دینی تشخص بچانا ہے)

۱۶/ جون ۱۹۸۵ء

بگرامی خدمت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج گرامی! گذارش ہے کہ حضرت الامیر حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور قدس سرہ العزیز کی وفات حسرت آیات کے بعد ہم نے نائب امیر اول مولانا حامد میاں صاحب سے گذارش کی تھی کہ مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کیا جائے۔ تاکہ نئے امیر کے انتخاب کے ساتھ ساتھ جماعتی اختلافات پر باہمی گفتگو اور افہام وتفہیم کے ذریعہ کسی مثبت نتیجہ پر پہنچا جاسکے۔ لیکن مولانا موصوف نے نہ صرف مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کرنے سے اب تک گریز اور انکار کیا ہے۔ بلکہ اختلافی امور پر یکطرفہ اور ناروا فیصلہ صادر کرتے ہوئے حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالحق صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا صدر الشہید صاحب، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی حضرت مولانا محمد زکریا صاحب اور مولانا زاہد الرشدی صاحب کو جمعیت سے خارج کرنے کا بھی بزعم خود اعلان کردیا ہے۔ گویا مولانا سید حامد میاں صاحب نے افہام وتفہیم اور اختلافات کے تصفیہ کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے یکطرفہ فیصلہ کا رویہ اپنا کر جمعیت علماء اسلام کے راہنماؤں اور مرکزی مجلس شوریٰ کے ارکان کے مل بیٹھنے کا راستہ مسدود کردیا ہے۔

ان حالات میں جمعیت علماء اسلام پاکستان کے دینی تشخص اور اسلامی کردار پر یقین رکھنے والے جماعتی راہنماؤں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مل بیٹھ کر باہمی مشاورت کے ساتھ اپنا لائحہ عمل طے کریں اور ملک بھر کے جماعتی کارکنوں اور دینی احباب کو مسلسل کرب اور اضطراب سے نجات دلانے کے لئے ٹھوس اور عملی پروگرام کا اعلان کریں۔ اس مقصد کے لئے سرکردہ جماعتی احباب کا ایک اہم اجلاس ۳۰ جون ۱۹۸۵ء

---

[1] مولانا مرحوم جمعیت کے اہم بنیادی اکابر میں سے تھے۔ خطابت میں نادرۂ روزگار اور دینی جدوجہد کے انتھک راہبر وتحریر وتصنیف کا ملکہ بھی اللہ نے دیا تھا اور بڑا کام کیا۔ جمعیت کی تقسیم کے بعد وہ اس نے مولانا درخواستی کے ساتھ قائدانہ خدمات انجام دیں اور ناچیز کی سرپرستی فرماتے رہے مگر آخر میں اس صورتحال سے خود کو نہ بچا سکے، جس کا انہوں نے اپنے دوسرے مکتوب میں ذکر کیا ہے۔ حق تعالیٰ مقامات قرب ورضا پر فائز فرمادے۔

بروز اتوار بعد از نماز مغرب مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں طلب کیا گیا ہے۔ جس میں آنجناب کی شرکت انتہائی ضروری ہے۔ ازراہ کرم وقت مقررہ پر اجلاس میں شرکت فرما کر قیمتی مشوروں سے نوازیں۔

والسلام مولانا محمد اجمل خان، مولانا محمد شریف وٹو، مولانا غلام ربانی صاحب اور مولانا زاہد الرشدی

(۳)

(جمعیۃ کے اختلافات کا قضیہ نامرضیہ O خانپور کا سانحۂ فاجعہ شماتت اعداء کا باعث)

بخدمت محترم المقام برادرم عزیزم از جان مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم، سلام مسنون، بعد احترام مشحون۔ خیریت جانبین مطلوب، جناب نے دو عدد خط ارسال فرمائے تھے ان پر کسی حد تک اپنی جانب سے عمل درآمد کرایا گیا احقر کا طبعی میلان ورجحان جوڑنے میں ہے نہ کہ توڑنے میں بالخصوص اس قحط الرجال دور میں آپ جیسے صاحب علم وقلم فاضل حضرات کو نظر انداز کرنا اور معمولی باتوں پر گرفت کرنا احقر کے خیال میں یہ مستحسن اقدام نہیں ہے۔ ہماری آپ کے ساتھ بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ ماہنامہ الحق اسم بامسمّٰی ہے اللہ تعالیٰ اسکے لئے فیضان کو حضرت مخدوم العلماء والصلحاء دامت برکاتہم کے ظل عاطفت میں ابد الآباد تک جاری رکھے۔ آمین، خانپور کے اجلاس میں بندہ شدید علالت کے باعث شرکت سے قاصر رہا۔ وہاں جو کچھ ہوا اس کی مفصل روئداد آپ یقیناً سن چکے ہونگے اس سانحہ وواقعہ سے دل بہت غمگین وحزین ہے۔ اب تک قلق واضطراب میں اضافہ ہے یہ حادثہ فاجعہ پورے ملک میں شماتت اعداء کا باعث بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کوئی خیر صورت کی پردہ غیب سے نمودار فرمائے۔ وماذالک علی اللّٰہ بعزیز۔ اجلاس میں شرکت سے تین چار روز پہلے احقر نے ایک بیان مختصر سا اخبار میں دیدیا تھا کہ نظامت علیا کے منصب کیلئے بندہ خواستگار وطلبگار نہیں ہے۔ مجھے اس کش مکش میں فریق نہ بنایا جائے۔ ماہنامہ الحق کی وی پی لاہور کے پتہ پر آئی تھی میری غیر حاضری میں برخوردار نے وی پی واپس کردی تھی۔ "مضی مامضی، والخیر فیماوقع"۔ اطلاع عرض ہے ماہنامہ البلاغ اور بینات کراچی سے اعزازی طور پر عرصہ سے احقر کے نام آرہے ہیں۔ الحق کا حق بھی ہے کہ وہ غیر مقلد نہ بنے باقی میں نے عزم مصمم کرلیا ہے کہ ماہنامہ الحق کیلئے علمی مضامین کا ذخیرہ مہیا کروں۔ والامر بید اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ، حضرت قبلہ مخدوم العلماء استاذ الاساتذہ کی خدمت اقدس میں نیازمندانہ سلام عرض کرکے دعا کی درخواست پیش فرمادیں۔

والسلام مع الاحترام احقر محمد اجمل از لاہور، جامع مسجد رحمانیہ عبدالکریم روڈ قلعہ گوجر سنگھ لاہور [1]

(۴)

(فیصل آباد میں جمعیت (س) کا نظام شریعت کانفرنس)

۲۰/اپریل ۱۹۸۶ء

بگرامی خدمت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی! گذارش ہے کہ ۲۵ اپریل کو ۱۱ بجے دن دھوبی گھاٹ فیصل آباد میں نظام شریعت کانفرنس منعقد ہورہی ہے۔ اسی طرح ۲۴ اپریل جمعرات کو بعد نماز عشاء شیرانوالہ لاہور میں جانشین شیخ التفسیر کانفرنس ہورہی ہے۔ دونوں پروگراموں میں آپ کی شرکت جماعتی نقطۂ نظر سے بہت ضروری ہے۔

اس موقع پر جمعیت کے سرکردہ راہنماؤں کا ایک اہم مشاورتی اجلاس ۲۴ اپریل جمعرات کو سات بجے شام مدرسہ قاسم العلوم شیرنوالہ گیٹ

---

[1] خط کا تعلق اسی قضیۂ نامرضیہ یعنی جمعیت کے اختلافات سے ہے۔

لاہور میں طلب کیا گیا ہے۔اس میں بھی آپ کی شرکت ضروری ہے۔ازراہِ کرم وقت مقررہ پر تشریف لاکر شکریہ کا موقع دیں۔

والسلام:احقر مولانا محمد اجمل خان نائب امیر مرکزیہ کل پاکستان جمعیت علماء اسلام

(۵)

۱۹اپریل ۱۹۹۵ء (ملی یکجہتی کونسل کے اجلاس میں عدم شرکت پر معذرت)

محترم المقام حضرت العلامہ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب مدظلہٗ۔صدر ملی یکجہتی کونسل پاکستان۔

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ جنرل سیکرٹری ملی یکجہتی کونسل پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!احقر نے ملی یکجہتی کونسل کے آج کی اجلاس میں شرکت کیلئے عزم مصمم کیا ہوا تھا۔آج سات بجے صبح کی پرواز سے کراچی کے لئے عازم سفر ہونا تھا لیکن اچانک دل کی تکلیف کے باعث حاضری سے قاصر ہوں جسکا مجھے بے حد افسوس ہے۔اجلاس میں جو بھی فیصلہ ہو جائے احقر اسکا پابند ہوگا۔اُمید ہے کہ میرے عذر کو شرف قبولیت بخشیں گے۔تمام احباب کی خدمت میں احقر کا سلام عرض کر دیں۔میری مجبوری سے اجلاس کو آگاہ بھی فرمادیں۔

فقط والسلام:دعاؤں کا خواستگار مولانا محمد اجمل خان جامعہ رحمانیہ عبدالکریم روڈ لاہور

☆☆☆

اجمل خٹک [1] اکوڑہ خٹک

(حاشیہ پر تعارفی کلمات)

درقعے رارسیدلونہ مخکبنی زہ در روان یــــم . دتکلف ضرورت نشتہ.خماخہل کاردی. افسوس چہ دیرخہ خلعت مے کرے شوے وے. اجمل ختک

---

[1] مشہور شاعر وادیب،خدائی خدمتگار تحریک میں خان عبدالغفار خان کے دست راست،زندگی جدوجہد اور امتحانات سے لبریز گذاری۔دارالعلوم کے ابتدائے تاسیس میں حضرت شیخ الحدیث کے ممد ومعاون رہے،بعض درسی کتابیں بھی تقسیم ہند سے قبل حضرت شیخ الحدیث سے پڑھیں۔دارالعلوم کے قیام کے بعد حضرت کے سیکرٹری کے طور پر تحریری کام میں تعاون کیا یہ خط میرے مندرجہ ذیل جواب میں لکھا گیا اس وقت موصوف روزنامہ''شہباز'' کے مدیر تھے اور بعد میں روزنامہ''انجام'' کے مدیر رہے۔پشتو ادب اور شعروشاعری میں بڑا مقام پایا۔قلم وسنان کے روحی ۷۰ء کے قومی اسمبلی کے انتخابات میں اپنے شیخ اور مربی شیخ الحدیث کا مقابلہ کیا اور ہار گئے یہ انکی سیاسی لغزش تھی مگر پارٹی کے ڈسپلن سے مجبور تھے میرے ساتھ ہمیشہ بزرگانہ شفقت ومحبت کا معاملہ فرمایا۔اپنی کتاب''دغیرت چغہ'' کو اپنے دستخطوں سے مزین کر کے عجیب جملوں سے میری حوصلہ افزائی کی افسوس کہ وہ نسخہ دستیاب نہ ہوسکا۔

مخدوم محترم خٹک صاحب،سلام مسنون،آپ کا انتظار ہے آپ کے نام شہباز کے پتہ پر میں نے خود کارڈ بھیجا ہے اور خدا اس پر شاہد ہے امید ہے کبیدہ خاطر نہ ہونگے اور قدم رنجہ سے نوازیں گے۔ والسلام سمیع الحق۔

مولانا میاں محمد اجمل قادری[1] امیر خدام الدین لاہور

(۱)

۱۷ مارچ ۱۹۷۹ء (خدام الدین کا حضرت لاہوری نمبر)

بخدمت استاذ زادہ گرامی قدر حضرت العلامہ مولانا سمیع الحق، السلام علیکم۔ حضرت لاہوری[2] نمبر ارسال کرایا تھا امید ہے کہ مل گیا ہوگا ایک گزارش یہ تھی کہ اپنے پرچے ''الحق'' کے سالانہ خریداروں اور ششماہی اور سہ ماہی بھی اگر ہوں تو ایک کاپی یا شیٹ ضرور اور جلد ارسال فرمادیجئے۔ مشکور و ممنون ہونگا۔ والسلام مع الاکرام والاحترام محمد اجمل قادری

(۲)

۳۰ نومبر ۱۹۸۱ء (بعض امور پر مشاورت کیلئے مولانا عبیداللہ انور کا لاہور طلب فرمان نامہ)

مکرمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفکم، سلام مسنون، گزارش ہے کہ حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے بعض اہم امور پر صلاح مشورہ کیلئے کچھ خصوصی احباب کو یاد فرمایا ہے از راہ کرم ۵ دسمبر بروز ہفتہ نماز مغرب تک شیرانوالہ گیٹ لاہور تشریف لاکر شکریہ کا موقع دیں۔ والسلام: احقر محمد اجمل قادری عفااللہ عنہ

(۳)

۵ اپریل ۱۹۸۲ء (مکاتیب نمبر کیلئے مطلوبہ خطوط)

محترم المقام حضرۃ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بندہ اکوڑہ خٹک حاضر ہوا۔ ملاقات نہ ہوسکی۔ اگر کرم فرمائیں تو از خود جو خطوط اپنے مجموعہ میں سے ہمارے مکاتیب نمبر کیلئے مناسب خیال فرمائیں ارسال فرمادیں۔ مختتانہ، ڈاک خرچ، پازیٹو، فوٹو سٹیٹ تمام اخراجات دفتر خدام الدین فوراً ادا کریگا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کی خدمت میں اس گنہگار کا سلام عرض کریں۔ ہمارے حضرت دامت برکاتہم الحمدللہ خیریت سے ہیں۔ والسلام مع الاحترام احقر محمد اجمل قادری

نمبرا حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب کی خدمت میں میرا سلام عرض کریں۔

نمبر۲ خریداروں کی فہرست جدید ارسال کرسکیں تو بہتر ہوگا۔

(۴)

۱۹ دسمبر ۱۹۹۳ء (حامد الحق کی شادی پر مبارکباد)

محترم جناب حضرت مولانا علامہ سمیع الحق صاحب مدظلہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے عافیت سے ہونگے، کل ہی صاحبزادہ[3] عزیزم صاحب کا شادی کارڈ موصول ہوا، ہماری طرف سے آپ کو اس پرمسرت موقع پر دلی مبارک باد قبول ہو فوری

---

[1] ہمارے چہیتے مخدوم زادہ اور صاحبزادہ حضرت لاہوریؒ اور مولانا عبیداللہ انورؒ کے خانقاہ کی رونق اور مسند نشین، اپنی دنیا اور اپنی مرضی اور اداؤں کے مالک ہیں۔ کوئی جو چاہے وہ خودمختار اور گردوپیش سے بے نیاز کہ ع نے ہاتھ باگ پر ہے الخ... پھر بھی اپنے عظیم اسلاف کی وجہ سے اپنی محبوبیت نہیں کھوبیٹھے کہ اے گل بہ تو خرسندم تو بوئے کسے داری......

[2] خدام الدین ہفت روزہ [3] حامد الحق حقانی کی شادی

طور پر تو میں عزیزم کی دعوت ولیمہ پر حاضر نہیں ہوسکتا کیونکہ انجمن کی کچھ مصروفیات ہیں کراچی میں بھی ایک اجتماع قریب ہے۔ لہذا جونہی مصروفیت ختم ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ مبارک باد کیلئے بندہ خود حاضر ہوگا۔ تمام دوستوں احباب اور دارالعلوم حقانیہ کے احباب کو میری طرف سے سلام قبول ہوں۔ محمد اجمل قادری

(۵)

۱۵ مارچ ۱۹۹۵ء (الحمراء ہال لاہور میں شیخ التفسیر سیمینار ○ امام لاہوری پر خدام الدین کا نمبر)

محترم ومکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی، زید لطفکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی بخیر، عرض یہ ہے کہ عالمی انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور کے زیر اہتمام مورخہ ۶ ر اپریل ۹۵ء بروز جمعرات ۲ بجے دن الحمرا ہال نمبر ۲ شاہراہ قائد اعظم لاہور میں امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی باکمال شخصیت پر ایک عظیم الشان سیمینار منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں ہر شعبہ زندگی کے سرکردہ حضرات شریک ہونگے۔ آپکو اس بابرکت اجتماع میں بحیثیت مہمان مقرر شرکت کی دعوت ہے۔ اس خط کیساتھ ہی ہفت روزہ خدام الدین کا حضرت امام لاہوریؒ کی شخصیت پر ایک یادگار نمبر بھی ارسال خدمت ہے۔ تاکہ آپ ذہنی یکسوئی کیساتھ اپنے اعلیٰ ترین خیالات کا اظہار کرسکیں۔ باقاعدہ دعوت نامہ بھی عنقریب آپکی خدمت میں پہنچ جائے گا براہ کرم وقت مقررہ پر تشریف لاکر ممنون فرمائیں اور جوابی خط سے بھی مطلع فرمائیں۔ محمد اجمل قادری، امیر انجمن خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور،

(۶)

(شیخ التفسیر سیمینار اور مولانا مدنی کی سوانح "چراغ محمدؐ" مؤلفہ قاضی زاہد الحسینی کی تقریب رونمائی)

محترم المقام جناب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بفضلہ تعالیٰ عالمی انجمن خدام الدین اپنے بانی مبانی حضرت امام الاولیاء وقطب الاقطاب شیخ التفسیر "مولانا احمد علی لاہوریؒ" کا تذکرہ شیخ التفسیر سیمینار کی تقریب ۵ ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ ۶ اپریل ۱۹۹۵ء بروز جمعرات ٹھیک دو بجے سہ پہر بمقام الحمراء ہال نمبر ۲ شاہراہ قائد اعظم لاہور منعقد ہو رہا ہے۔ جسمیں قومی قائدین اور دانشور خطاب فرمائیں گے۔ نیز اختتامی نشست میں شیخ العرب والعجم وقطب الارشاد والتکوین مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات "چراغ محمد ﷺ" (بقلم مفسر قرآن قطب دوراں حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ العالی) کی رونمائی بھی کی جائے گی آنجناب کو مع احباب ومتعلقین تشریف آوری کی دعوت دی جاتی ہے۔ واللہ ھو المستعان۔ تاکید مزید: حضرت ڈاکٹر میاں محمد اکمل قادری دامت برکاتہم العالی، الداعی: جانشین امام الھدیٰ حضرت مولانا محمد اجمل قادری امیر عالمی انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ، لاہور

(۷)

(مولانا فضل الرحمان کی جماعت اور پالیسیوں سے برأت اور نفاذ شریعت کیلئے جمعیت (س) سے تعاون)

۲۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء بسم اللہ الرحمان الرحیم

ممتاز روحانی پیشوا امیر عالمی انجمن خدام الدین اور جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما مولانا میاں محمد اجمل قادری نے واضح اعلان کیا ہے۔ کہ وہ مولانا فضل الرحمان کی نام نہاد امارت کو ابتداء ہی سے مسترد کر چکے ہیں۔ اور ایک ایسی جماعت جس کی قیادت شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ جیسے اکابرین نے فرمائی ہے۔ اس جماعت کی امارت وقیادت مولانا فضل الرحمان جیسے شخص کے پاس آجانا ایک سانحہ سے کم نہیں ہم گزشتہ چھ ماہ

سے جمعیت علماء اسلام میں الیکشن کے نام سے اس فراڈ کو مسترد کر چکے ہیں۔اور ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ وقتی سیاسی تقاضوں کیلئے جو شخص جماعت کو فروخت کر سکتا ہے اس پر جمعیت علماء اسلام کا کوئی کارکن کبھی بھی اعتماد نہیں کر سکتا۔ ان حالات میں ہم نے اپنے ساتھیوں کو مولانا سمیع الحق کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے نفاذ شریعت کی جدو جہد تیز کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ہماری اور ہمارے رفقاء کی یہ دعا ہے کہ جمعیت علماء اسلام کے تمام کارکن ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر مخلص قیادت کے جھنڈے تلے اعلاء کلمۃ اللہ کی جدو جہد کو کامیابی سے آگے بڑھا سکیں۔میاں محمد اجمل قادری نے سپاہ صحابہ کی قیادت سے بھی یہ اپیل کی کہ وہ اپنی صفوں کو منظم کریں اور ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم سے اتحاد امت کی کوششوں کو جاری رکھیں۔ احقر محمد اجمل القادری از سمندری ضلع فیصل آباد

(۸)

(بمبئی کے دھماکے بھارتی اسرائیلی جارحیت کا حقیقی ہدف)

محترم جناب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حالیہ بمبئی میں ہونے والے دھماکوں کا الزام پاکستان پر عائد کر کے بھارت نے عملاً جنگ مسلط کردی ہے۔ بھارتی امریکی اسرائیلی جارحیت کا حقیقی ہدف علماء اسلام دینی قوتیں ہیں جنکی مدارس اور طلباء نے روس جیسی سپر پاور کو ہمیشہ کیلئے نیست و نابود کردیا۔ ہمارے یہاں کے بعض پاکستانی سیاست دان اور بیرونی ایجنٹوں کے آلہ کار عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ برطانیہ سے لیکر بھارت تک بمبئی سے لیکر کراچی ملتان اور جلال آباد تک کی تخریب کاری اور دہشت گردی کا اصل سبب اور محرک علماء دینی قوتیں اور مدارس اور انکے متبعین ہیں۔ باخبر اطلاعات اور ذرائع کے مطابق اسرائیلی ایجنسی موساد اور نیٹو کی افواج ۲۴ جنوری ۲۰۰۹ء سے اہم دینی مراکز اور مدارس کو میزائیلوں کا ہدف بنائیں گے۔ اس صورت حال میں مشترکہ لائحہ عمل مرتب کرنے کیلئے جانشین شیخ التفسیر و امام الھدیٰ حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر میاں محمد اجمل قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیر سرپرستی پاکستان کی تمام دینی قوتوں کا ایک اہم اجلاس مرکز خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ۴ دسمبر ۲۰۰۸ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں آنجناب کی شرکت انتہائی ضروری ہے اور دینی اور ملی ذمہ داری کا تقاضہ بھی! الداعی الی الخیر

حضرت اقدس ڈاکٹر میاں محمد اکمل قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ، حضرت مولانا میاں عبداللطیف انور صاحب دامت برکاتہم العالیہ، حضرت مولانا صاحبزادہ احمد علی ثانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، محترم جناب حاجی جاوید ابراہیم پراچہ صاحب، محترم جناب میاں محمد عارف ایڈووکیٹ صاحب

(۸)

(حضور ﷺ کا پیغام[1] ○ ایک منامی بشارت میاں اجمل قادری کے نام)

گذشتہ سال حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہٗ پنجاب کے مختلف اضلاع کے تبلیغی دوروں، جماعتوں جلسوں، مجالس ذکر اور رنج کی محفلوں میں اپنے خطابات اور عام گفتگو میں یہ ارشاد فرماتے رہے کہ میں جب اپنے سفر حرمین شریفین کے دوران جب روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا تو اُس وقت میرے قلب میں تذبذب تھا، کچھ لوگوں کی وسوسہ اندازیوں نے مجھے پریشان کر دیا تھا، میری دلی خواہش اور طلب تھی کہ اس مسئلہ میں مجھے رحمت دو عالم ﷺ سے راہنمائی حاصل ہو جائے تو مجھے آقائے نامدار محمد عربی ﷺ نے مراقبہ / خواب میں میری

---

1. ناچیز ننگ خلائق کے بارہ میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منسوب ایک منامی بشارت سے جمعیت کو بہت تقویت دی اور خواب میں حضور ﷺ کے تین دفعہ دہرائے گئے کلمات سنے، لوگوں کو عزیمت اور استقامت سے نوازا مگر بہت سے وابستگان خانقاہ و جمعیت کو یہ حیرت اور شکایت رہی کہ وہ خود اس منامی بشارت کی بعض وقت پاسداری نہ کر پا سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اکابر کے روایات نبھانے کی توفیق دے۔

پریشانی اور اضطراب کا ازالہ فرماتے ہوئے تین بار ارشاد فرمایا کہ:۔

''سمیع الحق حق ہے، سمیع الحق حق ہے، سمیع الحق حق ہے''۔

اس کے بعد میری تسلی ہوگئی، اب میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ جب تک رگوں میں زندگی کا خون دوڑ تا رہے گا سالار کاروانِ حق مولانا سمیع الحق کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔

حضرت اول امام لاہوریؒ کے اکابر خلفاء، حضرت ثانی مولانا عبید اللہ انورؒ کے خلفاء کے علاوہ تمام متعلقین خانقاہ قادریہ و کارکنان جمعیۃ نبی ﷺ کے اس پیغام سے آگاہ ہیں۔

حدیث میں آتا ہے حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ شیطان میری شکل متشکل نہیں ہوسکتا ہے۔

اور نبی ﷺ جب ایک مرتبہ کسی شخص کا انتخاب فرمالے اور اس سے راضی ہوجائے تو وہ اپنا فیصلہ کبھی واپس نہیں لیتا۔ مگر یہاں میاں صاحب نے نبی ﷺ کے بتائے ہوئے اور خود اپنی زبان سے بارہا ہزاروں کے مجمع میں نبی ﷺ کا فیصلہ سناتے ہوئے نبوت کے قطعی پیغام کو پس پشت ڈال دیا اور عظمت والے نبی کے اس پیغام کو جس کے وہ خود راوی ہیں، مسترد کردیا ہے۔ جس پر ہمیں حیرت اور افسوس ہے۔

(محمد عبداللہ یکے از خدام خانقاہ قادریہ انوریہ) ''ترجمان دین جلد ۱ شمارہ ۴ صفحہ ۱۲''

☆☆☆

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید[1] لاہور

(۱)

(ترجمان الحدیث کا اشتہار)

۱۲/اکتوبر ۱۹۶۹ء

گرامی محترم مدیر ماہنامہ ''الحق''۔ السلام علیکم، امید ہے کہ آپ بخیریت ہونگے۔ ماہنامہ ''ترجمان الحدیث'' کے بارہ میں ایک اشتہار ارسال خدمت ہے امید ہے کہ صحافیانہ تبادلہ کی بناء پر اسے اپنے موقر مجلّہ میں شائع فرما کر شکریہ کا موقع دینگے۔ والسلام: احسان الٰہی ظہیر

نوٹ: آپ کی خدمت میں ترجمان الحدیث کا پہلا شمارہ ارسال کیا جاتا ہے از راہ نوازش اپنے موقر مجلّہ کو تبادلہ میں ارسال فرمادیں۔

(۲)

(الحق میں ترجمان الحدیث پر تبصرہ)

گرامی محترم مولانا سمیع الحق صاحب، مدیر ''الحق'' اکوڑہ خٹک، السلام علیکم، آپکا گرامی نامہ موصول ہوا جسکے لئے آپکا شکرگزار ہوں۔ جواب میں اسلئے تاخیر ہوگئی کہ کچھ تقاریر کیلئے اسفار کی وجہ سے مصروفیت تھی جس کیلئے معذرت خواہ ہوں۔ انشاء اللہ تفصیل کے ساتھ پھر کبھی لکھوں گا۔ آپکے حسن ظن اور نیک جذبات کا شکریہ۔ پرچہ ارسال خدمت ہے اگر ممکن ہو تو اپنے شمارے میں شائع بھی فرمادیں۔ احباب کو میرا اسلام عرض کردیں۔ پتہ نہیں آج کل مولانا عبداللہ کاخیل کہاں ہوتے ہیں؟ اگر لاہور آویں تو ملاقات سے مشرف فرمادیں۔

والسلام: احسان الٰہی ظہیر

---

[1] اہل حدیث حضرات کے شعلہ بیان خطیب، کئی تحقیقی کتابوں کے مصنف، ترجمان الحدیث کے نام سے ماہنامہ بھی جاری کیا۔ ۱۹۶۳ء میں میرے قیام مدینہ کے دوران شناسائی پیدا ہوئی وہ اس وقت جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں زیر تعلیم تھے اور طالب علمی میں بھی اپنے مسلک کے اظہار میں سرگرم رہتے جس میں بسا اوقات تعصب سے بھی دامن نہ بچا سکے یہ تعارف مخلصانہ تعلق کے شکل میں آخر تک قائم رہا، ان کے المناک سانحۂ شہادت کے بعد ان کی جماعت بکھر گئی۔ مگر اب ان کے ہونہار فرزند علامہ ابتسام الٰہی ظہیر احیاء جماعت میں کوشاں ہیں۔

جنرل احسان الحق[1]

(۱)

دسمبر ۲۰۰۴ء

(بیٹی کی شادی میں دعوت نامہ)

General & Begum Ehsan ul Haq
request the pleasure of your company
at the Wedding Ceremony of their daughter

Moneeza

with

Mujahid

son of
Lt Col (R) & Mrs Syed Shahid Ali
Insha Allah
On Saturday, 25th December, 2004
at 8:00 p.m
at Pearl Continental
Rawalpindi

RSVP

Maj (R) Abdul Haq	52611080
Dr Abdul Rahim	0931-9230030
Obaid ul Haq	001-202-4122555
Owais Ehsan	0333-5311706

(۲)

اپریل ۲۰۰۷ء

(بیٹوں کے شادی میں دعوت نامہ)

In the name of Allah, the most Beneficent the most Merciful
Gen & Begum Ehsan Ul Haq
Request the Pleasure of Your Company At the

Walima

of their son

Obaid

&

Shahrukh

Daughter of Dr & Mrs. Abdul Rahim
Inshallah On Sunday, 8th April 2007
at 8:30 pm
at Pearl Continental Hotel, Rawalpindi

Looking Forward	RSVP
Maj (R) Abdul Haq	051-9272086
Mr Owais Ehsan	051-9280272
Mr Saud Azam	051-561-35232
Mr Syed Mujahid Ali	0321-5017744

---

[1] چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف، آئی ایس آئی کے سربراہ جیسے اہم عہدوں پر اہم خدمات انجام دیں۔ مردان کے ایک دینی گھرانہ سے وابستہ شریف النفس جرنیل۔

مولانا احسان الحق [1]

نائب مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم دارالعلوم اکوڑہ خٹک۔السلام علیکم،جناب عالی،تعلیم القرآن کے کچھ طلباء(دورہ حدیث)آپ کے دارالعلوم کی وساطت سے وفاق کا امتحان دینے کے شائق ہیں۔واثق امید ہے کہ آپ انہیں امتحان کی اجازت دیکر مشکور فرمائیں گے۔ نیز قبلہ والد صاحب بیرونی ممالک کے تبلیغی دورہ پر تشریف فرما ہیں ورنہ قبلہ خود آپ کو تحریر فرماتے۔

فقط: احسان الحق عفی عنہ ولد مولانا غلام اللہ خان
نائب مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

☆☆☆

ڈاکٹر احسان قریشی صابری

جولائی ۱۹۹۰ء مکرمی مولانا صاحب

فتنہ قادیانیت اور مولانا عبدالماجد دریابادی (طالب ہاشمی، مدرار اللہ مدرار کا مباحثہ): ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک میں عنوان بالا سے ایک دلچسپ بحث چند ماہ سے جاری ہے۔ یہ بحث مولانا مدرار اللہ مدرار اور جناب ہاشمی صاحب کے درمیان ہے۔ جناب طالب ہاشمی میرے دوست ہیں ان کا نام محمد یونس قریشی ہاشمی ہے۔ طالب ہاشمی ان کا قلمی نام ہے۔ علم وفضل کے لحاظ سے ان کا ثانی کوئی نہیں۔ قرآن وحدیث پر ان کو پورا پورا عبور حاصل ہے۔ انگریزی، عربی، فارسی اور اردو میں قلم یکساں چلتا ہے۔ اگرچہ طالب ہاشمی صاحب اور راقم الحروف کی عمر ایک ہی ہے۔ مولانا مدرار اللہ مدرار بھی جناب طالب ہاشمی سے کسی صورت میں کم نہیں۔ علمائے دیوبند میں یہ ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ مولانا غلام غوث ہزاروی کے شاگرد رشید ہیں اور قرآن وحدیث نیز فقہ حنفیہ پر ان کو پورا پورا عبور حاصل ہے۔ مفتی محمودؒ سے بھی فیض یافتہ ہیں عالم بے بدل اور فاضل اجل ہیں۔ میرا ان سطور لکھنے کا مقصد ہے کہ راقم الحروف اِن دونوں علماء کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ میں ان دونوں کی تحریرات کا تجزیہ کرنے کی جرأت کیسے کر رہا ہوں۔

کہاں میں اور کہاں نکہتِ گل نسیم صبح تیری مہربانی

میں اس سلسلہ میں جناب طالب ہاشمی کی حمایت کر رہا ہوں کہ انہوں نے جو لکھا وہ صحیح لکھا ہے البتہ جناب ہاشمی سے معمولی غلطی ہوئی ہے انہوں نے الحق میں لکھا:۔ "لیکن افسوس کہ مولانا تھانوی کے مرید ہونے کے باوجود مولانا عبدالماجد دریابادی قادیانیت کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ طالب ہاشمی صاحب کو یوں لکھنا چاہیے تھا:" - مولانا عبدالماجد دریابادی قادیانیت کے بارے میں تو بہت ہی سخت گوشہ رکھتے تھے لیکن لاہوری مرزائیت کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے "اگر طالب ہاشمی اس طرح لکھتے تو وہ سو فیصدی سچ تھا۔ میں اس کا ثبوت آئندہ آنے والے پیراگراف میں دوں گا۔ جب کہ لاہور میں مرحوم حمید نظامی کی ٹمپل روڈ والی کوٹھی میں میری اور مولانا عبدالماجد دریابادی کی ملاقات ہوئی تھی۔ اور اسی معاملہ پر (حمید نظامی صاحب کی موجودگی میں) میری ان کی بحث ہوئی تھی وہ دریاباد (انڈیا) سے پاکستان آئے تھے اور ان کا ویزہ ایک ماہ کا تھا۔ میں ملاقات کا سنہ بھول گیا ہوں۔ آزادی کے بعد گیارہ سال ہی گذرے ہوں گے۔

---

[1] شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مرحوم کے صاحبزادہ اور جانشین جوانی میں داصل بحق ہوئے (س)

میں اپنی اور مولانا دریابادی کی گفتگو بیان کرنے سے پہلے یہ بھی عرض کردوں کہ میں نے حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کی بھی زیارت کی ہوئی ہے۔حضرت مفتی محمد حسن امرتسریؒ ان کے صاحبزادے مولانا محمد عبید اللہ (موجودہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور) اور راقم الحروف تھانہ بھون بھی گئے تھے۔ جب ۱۹۳۸ء میں مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ امرتسر تشریف لائے تھے اور مفتی محمد حسنؒ کے دولت خانہ واقعہ محلہ شریف پورہ میں ٹھہرے تھے تب مفتی صاحب کے حکم کے مطابق مولانا تھانویؒ کو چائے بنا کر پیش کرنے کی ذمہ داری میری تھی۔اور ٹھنڈے مشروب پیش کرنے کی ذمہ داری مفتی صاحب کے صاحبزادے مولانا محمد عبید اللہ کی تھی۔اس گناہ گار کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے مولانا تھانویؒ کے علم وفضل والی وعظ کی مجلسیں دیکھی اور سنی ہیں ان کے پیچھے نماز بھی پڑھی ہے۔

حمید نظامی صاحب کی کوٹھی میں میری اور مولانا دریابادی کی گفتگو

حمید نظامی نے مولانا دریابادی سے کہا۔مولانا! یہ ہیں پروفیسر احسان قریشی صابری جو سیالکوٹ کے کامرس کالج میں وائس پرنسپل ہیں (ان دنوں راقم الحروف وائس پرنسپل تھا ابھی پرنسپل نہ بنا تھا یہ مجھ سے اردو نثر میں اصلاح لینے کے لئے ہر اتوار کے اتوار لاہور آجاتے ہیں۔ دوسرے معنوں میں یہ میرے شاگرد ہیں۔اس موقعہ پر مولانا دریابادی سے میری تفصیلی گفتگو ہوئی۔موصوف نے صراحتاً اعتراف کیا کہ وہ لاہوری گروہ کے بارہ میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔اور ان کو کافر نہیں کہتے۔اس گفتگو کا مفصل ریکارڈ میرے پاس محفوظ ہے۔

(ڈاکٹر احسان قریشی صابری، ریٹائرڈ پرنسپل کامرس کالج سیالکوٹ)

☆☆☆

احسن اقبال[1] وفاقی وزیر برائے اقلیتی اُمور اسلام آباد

(اقلیتوں کے مسائل پر اجلاس) 23rd April, 2008

Subject: <u>Plan of Action for the Welfare of Minorities for the Financial Year 2008-09</u>

Dear, Maulana Sami Ul Haq, As you know I have been assigned the portfolio of Ministry of Minorities. I intend to take concrete steps for the development and uplift of minority communities. For tangible and meaningful progress we need collective deliberation and action. In this regard, I have planned to convene a meeting shortly of minority MNAs, scholars, academicians and ecclesiasts.

I would appreciate, receiving your valuable suggestion for the meeting. My Ministry would then prepare a working paper for in-depth discussion during the meeting and with the objective of arriving at concrete decisions. With best regards, Yours sincerely, (AHSAN IQBAL)

---

[1] مسلم لیگ نواز شریف کے سرکردہ لیڈر اور ترجمان ہیں۔مشہور سماجی اور فلاحی دیندار خاتون آپا نثار فاطمہ کے صاحبزادے ہیں۔

مفتی احمد الرحمان[1] کراچی

(۱)

(بچوں کیلئے ہدیہ خلعت)

۱۰/۳/۱۳۸۷ھ

مکرم محترم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب زادکم اللہ عزاوشرفا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ''معارف السنن'' کے متعلق ایک اشتہار ارسال خدمت ہے برائے مہربانی ''الحق'' کے کسی قریبی شمارے میں اشاعت کیلئے دے کر ممنون فرمائیں۔ عزیزم فواد الحق[2] سلمہ کیلئے بدست مولانا عبداللہ[3] صاحب ایک سلا ہوا جوڑا اور ایک غیر سلا ہوا جوڑا ارسال خدمت ہے۔ ان سلا کپڑا اگر فواد الحق سلمہ کے استعمال کے قابل نہ سمجھا جائے تو نفیسہ[4] سلمہا کے استعمال میں لے آئیں۔ امید ہے کہ یہ حقیر چیز قبول فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ، مولانا شیر علی شاہ، مولانا انوار الحق، مولانا محمد صادق اور سب پرسان حال کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہو اور دعا کی درخواست۔

والسلام بندہ: احمد الرحمان غفرلہ

(۲)

(ہمشیرہ کی تعزیت)

۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

مکرم ومحترم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہمشیرہ صاحبہ کے وصال کا کافی دنوں سے سنا تھا اور خیال تھا کہ اگر رمضان سے قبل یا رمضان میں ادھر جانے کی کوئی صورت بن جائے تو خود تعزیت کیلئے حاضر ہو جاؤنگا۔ مگر کوئی صورت نہ بنی اور نہ بظاہر مستقبل قریب میں توقع ہے۔ بذریعہ خط تعزیت میں دیر بھی اس بناء پر ہوئی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور آپکو اور حضرات والدین اور دیگر اقربا کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور برادرم مولانا شیر علی شاہ صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض اور دعا کی درخواست۔ رمضان المبارک کے بابرکت ساعات میں خصوصی دعاؤں کی التجا ہے۔ والسلام: بندہ احمد الرحمان غفرلہ

(۳)

مورخہ ۷ رجب ۱۳۹۱ھ (مولانا رائے پوری کے تدفین کے بارہ میں میرے اداریہ پر ناراضگی ([5] اداریہ حاشیہ پر)

مولانا سمیع الحق صاحب سلام مسنون! ''الحق'' میں حضرت رائے پوریؒ کے تدفین کے سلسلہ میں آپکا اداریہ نظر سے گزرا۔ ''الحق'' کی تاریخ میں ایسا بے جان اور غیر وزنی اداریہ شاید ہی کبھی لکھا گیا ہو اور اس پر مستزاد یہ کہ پورے اداریہ کا زور حضرت مولانا بنوری مدظلہم وغیرہ کی

---

[1] مولانا مفتی احمد الرحمان مہتمم جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن کراچی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان کاملپوری کے فرزند جلیل، شیخ بنوری کے چہیتے اور داماد، معتمد ترین تلمیذ اپنے والد کے زمانہ قیام اکوڑہ خٹک میں تعارف کا آغاز ہوا اور اپنے بھائی مولانا قاری سعید الرحمان اور میرے درمیان دوستی اور برادرانہ تعلق کی وجہ سے مفتی صاحب نے بھی بڑا بھائی سمجھا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم والدؒ کے بڑے صفات سے نوازا تھا

[2] فرزند حامد الحق مراد ہیں [3] مولانا عبداللہ کاکاخیل [4] بڑی بیٹی نفیسہ سلمہا اللہ تعالیٰ

[5] بعض خطوط میں تلخی حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے تدفین پر میرے اداریہ اور رائے کے وجہ سے آگئی۔ یہ مسئلہ اس وقت پورے برصغیر کے علمی حلقوں میں زیر بحث تھا۔ الحق میں میرے جس اداریہ پر مفتی صاحب نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔ اب فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ میرے تحریر میں کوئی بھی دلآزار جملہ ہے یا نہیں؟

الحق کا اداریہ: برصغیر پاک وہند کی ممتاز دینی اور روحانی شخصیت عارف باللہ جامع شریعت وطریقت حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے وصال کو نو دس سال گذر چکے ہیں مگر یہ بحث اب بھی زور شور سے از سر نو اٹھائی جارہی ہے کہ حضرتؒ کی تدفین شریعتِ اسلامیہ کے مطابق ہوئی یا نہیں؟ فتوؤں کا بازار گرم ہے، طرفین داد تحقیق دے رہے ہیں، ضمیمے اور کتابچے نکل رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کسی قوم کی بدنصیبی اور انتہائی انحطاط کی دلیل اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتی ہے کہ عین اسوقت جب کہ علمی اور عملی فتنے طوفان کی طرح چھا چکے ہیں، (بقیہ اگلے صفحے پر)

تجہیل اور تحمیق پر صرف کیا گیا ہے۔ جو حد درجہ افسوسناک حرکت ہے۔ آپکی جبین غیرت کو پسینہ صرف ''بینات'' کے مضامین کیجہ سے آیا اور اس سے قبل تین چار ماہ سے مسلسل ہندوپاک میں ان لوگوں کے رسائل اور مضامین سے نہ آیا جو آج تک حضرت رائے پوریؒ کو غیر مدفون رکھنے کے ذمہ دار ہیں اور قیامت تک اس خلاف شریعت فعل کے مرتکب رہنے پر اصرار کر رہے ہیں۔ کسی بزرگ کا احترام اس میں ہرگز نہیں

ضعف وادبار پوری امت کو گھیرے ہوئے ہو، اس امت کے خواص واعیان اور اکابر علم وفکر پوری قوتوں کے ساتھ ایسے لایعنی مباحث اور دوراز کار قیل وقال اور بحث وجدال میں مصروف ہو جائیں، جن پر نہ دین کا کوئی مدار ہو نہ کوئی دنیاوی نفع۔ کلیسا پر جب خدا کی تلوار پوری طرح مسلط ہو چکی تھی تو کلیسائیت کے علمبردار آپس میں اس مسئلہ پر برسر پیکار تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے (بزعم انکے) سولی پر چڑھنے سے پہلے کونسی غذا کھائی تھی۔ ہزاروں افراد اس اختلاف میں تہ تیغ ہوئے۔ یہی حالت مسلمانوں کی اسوقت تھی جب فتنۂ تاتار پورے عالمِ اسلام کو للکار رہا تھا۔ اور ہلاکو کی فوجیں دارالخلافہ بغداد کے دروازوں پر دستک دے رہی تھیں۔ ادھر بغداد کے گلی کوچوں میں مناظروں کا بازار گرم تھا، غیر ضروری مسائل پر علم وفکر کی ساری توانائی صرف ہو رہی تھی۔ دشمن کی بجائے فروعی مسائل نشانۂ تحقیق بنے ہوئے تھے۔
موجودہ پرآشوب دور نگاہوں میں رکھئے پھر اس میں دین اور اہل دین کے خلاف اہل فتن والحاد کی متحدہ فتنہ سامانیاں دیکھئے، فکر آخرت سے آزادی مغربیت اور اباحیت میں انہماک علمی اور دینی فتنوں کی یلغار، مادہ پرستی کا ہنگامہ نئے نئے علمی اور فکری مسائل کا چیلنج اور اس کے مقابلہ میں دین اور اہل دین کی غربت اور تشتت و انتشار کو سوچئے۔ پھر عصر حاضر کے تقاضوں کے سامنے اہلِ دین کی مسئولیت اور ذمہ داریوں کی نزاکت پر بھی ایک نگاہ ڈالئے اور مذکورۃ الصدر لاطائل مسئلہ پر اتنا شور ہنگامہ۔؟ بجا طور پر حیرت، تعجب اور افسوس وحسرت کی ملی جلی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ زمانہ قیامت کی چال چل رہا ہے۔ حالات ہمیں جھنجھوڑ رہے ہیں۔ دین اور اصولِ دین کے خلاف خفیہ کمین گاہوں میں کونسا اسلحہ ہے جو جمع نہیں کیا جا رہا۔؟ ملک کے دینی اور سیاسی مستقبل کے فیصلے ہو رہے ہیں۔ ایسے حالات میں ہماری توجہ اور اہتمام کا مستحق الاھم فالاھم کی بناء پر کون سے مسائل ہونے چاہئے تھے؟ اور ہماری مصروفیات کا محور کیا ہونا چاہئے تھا؟ ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی قوت فکری صلاحیت اور علمی استعداد کن امور میں لگانی ہے؟ یہ باتیں تمام علماء امت اعیان ملت اور اصحاب دعوت وعزیمت کیلئے دعوت فکر دے رہی ہیں۔
فطری طور پر یہ ناخوشگوار تاثر اور تلخ احساس ہر دردمند مسلمان کا ہو سکتا ہے جو ایک ایسے مسئلہ پر علماء ومشاہیر ملت کو باہمی بحث وجدال میں مصروف دیکھتے ہیں جس پر نہ تو دین کے کسی بنیادی مسئلہ کا مدار ہے نہ اس سے مسلمانوں کا کوئی اجتماعی مفاد وابستہ ہے اور نہ وہ ہماری کسی ترقی وخوشحالی کا ذریعہ بن سکتا ہے اور نہ اسے موجودہ حالات اور زمانہ سے کوئی مناسبت یا مطابقت ہے بلکہ الٹا ہماری علمی کم نگاہی، دینی بے بصیرتی اور اجتماعی بدقسمتی کی دلیل بنائی جا سکتی ہے۔ پھر یہ بدنصیبی نہیں تو کیا ہے کہ اس نے پورے برصغیر کے ایک برگزیدہ فعال علمی ودینی طبقہ اور اکابر علماء کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ پھر دونوں فریق میں اصولی طور سے وجہ نزاع بھی کوئی بات نہیں جو لوگ حضرتؒ کے مزار کو موجودہ شکل میں قائم رکھنا چاہتے ہیں، انہیں بھی اعتراف ہے کہ تدفین مسنون اور متوارث صورت میں نہیں ہوئی مگر بوجوہ اعذار ہوئی اس لئے متحقق ہو چکی ہے۔ جن حضرات کو قبر پر اعتراض ہے وہ بھی نبش (قبر کھولنے) اور اُسے دوسری جگہ منتقل کرنے کو جائز نہیں کہہ سکتے۔ پھر اس مسئلہ کو ایک دوسرے کی نیات اور عزائم پر بدگمانی اور باہمی اختلاف وافتراق کا ذریعہ بنانا، سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے۔ الحق ایسے مباحث اور نازک موضوع پر بحث کا نہ تو روادار ہے نہ راقم الحروف کی علمی بساط اور بے بضاعتی اسکی اجازت دیتی ہے، مگر طرفین کے اکابر اور ایک بہت بڑی تعداد کے اصرار پر بادلِ ناخواستہ اس موضوع پر قلم اٹھایا گیا ہے۔ ورنہ صحیح بات یہ ہے کہ ایسے نادرۂ روزگار اور سرمایۂ افتخار بزرگؒ کی مرقد مبارک کو اتنے عرصہ بعد زیر بحث بنا رکھنے پر بھی جبینِ غیرت پسینہ پسینہ ہو رہی ہے۔ مجھے حضرتؒ کے اجلّہ خلفاء اور متوسلین کی اس جرأت پر حیرت ہے کہ وہ ایک ایسے بزرگ کی قبر اور برزخی زندگی کو اس حد تک بحث وجدال کا ذریعہ بنا رہے ہیں جنکی مجموعی زندگی پر حیاء اور اخفاء کی شان غالب تھی، کیا ہم اپنے خاندان کے کسی بزرگ کی قبر کھودنے اور دوبارہ نکالنے نہ نکالنے کے موضوع کو بے حرمتی اور احساس عظمت سے عاری ہونے کا سبب سمجھ کر اس پر ناگواری ظاہر کریں گے یا نہیں۔؟
حضرتؒ جن کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ اور ہر لحظہ خلقِ خدا کی ہدایت میں صرف ہوا۔ ۱۶/اگست ۱۹۶۲ء کو لاہور میں واصل بحق ہوئے جب کہ آپ اپنے وطن اقامت رائے پور (بھارت) اور وطنِ اصلی (ڈھڈیاں ضلع سرگودھا) سے دور تھے، تدفین کے بارہ میں تین تجاویز تھیں۔ (۱) یا تو شریعت کی روح اور مزاج کے مطابق وہیں لاہور میں دفن ہوں۔ (۲) دوسری رائے حضرتؒ کی خواہش (مگر اس کے ساتھ بارہا یہ وصیت بھی تھی کہ جہاں وصال ہو وہاں دفن کیا جائے) کے مطابق رائے پور جا کر اپنے شیخ کے قدموں میں دفنانے کی تھی (۳) تیسری رائے حضرتؒ کے شرعی ورثاء واولیاء کی تھی کہ آبائی گاؤں ڈھڈیاں میں تدفین عمل میں آئے۔ پہلی رائے پر عمل نہ ہو سکنے کا وبال بعد میں پوری جماعت کی فکری پریشانی اور انتشار کی شکل میں ظاہر ہوا اور فیصلہ تیسرے رائے پر ہو گیا۔ ڈھڈیاں کی زمین نمناک تھی۔ مسجد کے قریب خطہ جسے مٹی سے پاٹ کر سطح مسجد کے برابر کرانا طے ہو چکا تھا اس میں بجائے زمین کھودنے کے شق کی شکل میں دیواریں چن لی گئیں اور تابوت مبارک رکھ کر چاروں طرف سے زمین کو مٹی سے سطح مسجد کے برابر پاٹ دیا گیا اور تابوت معہ شق بالائی سطح سے دو تین فٹ نیچے ہو گیا اور اوپر قبر کا کوہان نما نشان بنایا گیا۔ اس طرح قبر جو وجہ الارض پر تھی بناء سمیت بطن الارض ہو گئی۔
اس کے بعد پریس اور علمی ودینی حلقوں میں یہ بحث چھڑ گئی کہ تدفین مسنون طریقہ (قبر کھود کر دفن کرنے) سے نہیں ہوئی اس لئے دوبارہ نبش (قبر کھولنا) اور دفن ہونا چاہئے۔ مسئلہ نے شدت اختیار کی تو بعض حضرات کے استفسار پر برصغیر کے ان تمام اجلہ علم اور اصحابِ تحقیق وتقویٰ حضرات نے متفقہ فتویٰ دیا کہ موجودہ شکل کو متوارث اور مسنون طریقہ دفن کے خلاف ہوا مگر اب تدفین متحقق ہو چکی ہے۔ اس لئے قبر کھول کر میت کی دوبارہ تدفین یا کسی دوسری جگہ (بقیہ اگلے صفحے پر)

کہ اسکے تابوت کو زیر زمین دفن نہ کیا جائے آپ نے مولانا بنوری، دارالافتاء، مدرسہ عربیہ کراچی اور حضرت کے اجلہ خلفاء پر صرف اس بناء پر بے حرمتی اور احساس عظمت سے عاری ہونیکا الزام عائد کیا کہ یہ امت مسلمہ کے تعامل اور توارث کے مطابق حضرتؒ کے تابوت کے دفن کرنیکی بات کیوں کررہے ہیں۔ اگر آپ کے یا میرے خاندان کے کسی بزرگ کے ساتھ یہ ناروا سلوک ہوتا کہ اسکو کسی کمرہ میں بند کرکے مستور کردیا جاتا تو آپ اسکو برداشت کرتے اور کیا دفن کا مطالبہ کرنے پر آپ پر بے حرمتی کا الزام لگایا جاتا؟ بے حرمتی تو موجودہ حالت کو برقرار رکھنے میں ہے جس پر آپکو بھی اصرار ہے اور اس حالت کو برقرار رکھنے پر آپ اجماع نقل کررہے ہیں۔ بسوخت عقل زحیرت ایں چہ بوالعجبی است اور اس کے برعکس قرآن وسنت، فقہاء کرام کی تصریحات اور امت کے چودہ سو سالہ تعامل وتوارث کے مطابق زمین کھود کر دفن کرنیکی بات کو ''خرق اجماع'' قرار دے رہے ہیں حالانکہ آپ کے اجماع پر ایک حدیث تو در کنار فقہ کا ایک جزئیہ بھی پیش نہیں کیا جاسکتا۔ فأتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔ بعض علماء کے دلائل کا سرقہ کرکے آپ نے بھی اس سلسلہ کو تدفین کے دوسرے مسائل پر قیاس کیا ہے حالانکہ کسی مسئلہ کا قیاس دوسرے مسئلہ پر اس وقت صحیح ہے جبکہ فرع کا حکم منصوص نہ ہو اور یہاں فرع کا حکم منصوص ہے۔ فقہاء کرام کی تصریحات اس سلسلہ میں موجود ہیں جیسا کہ ضمیمہ بینات کے ملاحظہ سے معلوم ہوسکتا ہے تو ان تصریحات کو چھوڑ کر دوسرے مسائل پر قیاس کرنا بڑی شرمناک جرأت ہے۔ مولانا بنوری صاحب اور اجلہ خلفاء کو وعظ کرنے کی بجائے علمی انداز میں ضمیمہ بینات کا جواب دینے کی کوشش کریں اور آپ فقہاء کرام کی واضح دلائل کی روشنی میں لکھیں اگر آپ نے ایک دلیل بھی پیش کردی تو ان لوگوں پر آپکا احسان عظیم ہوگا جو مہینہ ڈیڑھ مہینہ سے کتب کی ورق گردانی کررہے ہیں مگر آج تک کوئی دلیل انکو نہیں ملی۔ آپکے اداریہ پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے مگر اس سے زیادہ ضیاع وقت مناسب نہیں۔

والسلام بندہ: احمد الرحمان غفرلہ

(دوسرا فریق اب بھی چاہتا ہے کہ ایک دفعہ کھول کرا سے رائے پورہی لے جایا جائے ورنہ اسی جگہ دوسرے مقام پر تدفین کی کوئی تجویز بھی ان کی طرف سے سامنے آئی ہوتی) منتقل کرنا حرام ہے۔ اس فتویٰ پر برصغیر کے ان اکثر مشاہیر محدثین، فقہاء اور علماء کے دستخط ہیں جن کا علمی تبحر اور للّٰہیت ضرب المثل ہے۔ اور انہیں دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ گویا وقت کا یہ متنازعہ مسئلہ اجماع کے طور پر طے کرلیا گیا ہے اور اب اس اجماع کا ''خرق'' بلاوجہ ایک جرأت ہے۔ یہ فتویٰ فقہا کی ان واضح تصریحات پر مبنی تھا کہ تدفین میں بڑی سے بڑی مخالف سنت چیز بھی آجائے مثلاً میت قبلہ رخ نہ رکھی گئی ہو یا بائیں کروٹ پر ہو یا اس کا سر پاؤں کی جگہ ہو یا غسل اور نماز جنازہ جو میت کا ایک حق واجب اور امت پر فرض کفایہ ہے اگر کسی وجہ سے غسل یا نماز جنازہ بھی رہ جائے تب بھی نبش یعنی کھولنا جائز نہیں اندر کی حالت عالم الغیب والسرائر کے سامنے ہے۔ بلا کسی شدید مجبوری کے اسے کھولنا اور ٹٹولنا شرفِ انسانیت کی رعایت کے خلاف ہے۔

الغرض یہ مسئلہ ایسا نظری اور پیچیدہ نہ تھا جو جادۂ حق واعتدال پر ہر حالت میں قائم رہنے والی ایک جماعت ''علماء دیوبند'' کیلئے اس حد تک وجہ نزاع بن جاتا۔ ایک ایسی جماعت جس کے سامنے اپنے مسلک حق کا عمومی مزاج اور برزخ وعالم برزخ کے بارہ میں سلف کا محتاط رویہ اور تعلیمات ہوں جس کے ہاں اصل زور رسوم وآثار پر نہیں معنوی کمالات اور روحانی مقامات پر دیا جاتا ہو۔ قبر پرستی اور مظاہر پرستی سے نفور میں ضرب المثل ہو، پھر جانے والے مرحوم اکابر کی عظمت وحرمت اور آداب کی رعایت میں بھی اس جماعت کا رویہ مثالی رہا ہو، ایک ایسی جماعت کے ہاں ایسے دور از کار موضوع پر شور وہنگامہ فتویٰ اور جواب فتویٰ۔ رسائل اور ضمیموں کی بھرمار اس طبقہ کے عمومی مزاج اور پوری تاریخ سے بے جوڑ سی بات ہے۔ جبکہ اس مسئلہ کو بار بار اٹھانے سے فکری وعلمی مفاسد کے علاوہ مقامی طور پر کسی بڑے فتنہ وفساد کا بھی اندیشہ ہے۔ والفتنة اشد من القتل۔ اس لئے اپنی کم مائیگی اور تہی دامنی کے پورے احساس اور دونوں طرف کے اکابر کی عظمت وادب کا پورا استحضار رکھتے ہوئے ان اکابر کے مجموعی اصابتِ فکر، سلامت روی، طلب حق اور خشیت واخلاص اور طریق حکمت وموعظمت جیسی اعلیٰ صفات کی امید پر اتنا عرض کرنے کی جسارت کی جارہی ہے۔ کہ لِللہ اس مسئلہ کو تقدیر الٰہی سمجھ کر یہیں ختم کردیا جائے۔ حضرتؒ کی تدفین جہاں مقدر تھی ہوچکی، اب وہ ملأ اعلیٰ اور اعلیٰ علیین میں آسودۂ استراحت ہیں (انشاءاللہ) اب اصلاح ذات البین اور رفع نزاع کی نیت سے اپنے جذبات عقیدت کو قابو میں رکھ کر حضرتؒ کے مزار کو موجودہ حالت میں رہنے دیا جائے اور اس موضوع کو مزید علمی جولانی طبع کا میدان نہ بنایا جائے، ورنہ احتمال ہے کہ آگے چل کر یہ چیز دین سے بیزار طبیعتوں کے لئے استخفاف اور استہزاء کا ذریعہ بن جائے۔ ولا فعلها الله۔ دینی حمیت اور حضورِ اقدسؐ کے متوارث اور مسنون طریقوں کی حفاظت وتحفظ کے لئے اس سے بہتر اور ہزارہا ہزار اہم تقاضے اور مصارف موجود ہیں۔ ہمیں اپنی پوری طاقت وقوت امت کے ان مسائل پر لگانی چاہئے جن پر نہ صرف پوری امت بلکہ دین کی بقاء اور ترقی کا انحصار ہے۔ اسطرح خدا کی رحمت اور تائید ہمارے ساتھ ہوگی۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم۔ ان گذارشات سے ہرگز بھی کسی گروہ کی طرفداری یا کسی کی دلآزاری مقصود نہیں ایک نیاز مندانہ گذارش ہے اور اکابر کی توجہ کی مستحق۔ والله يقول الحق وهو يهدى السبيل۔ سمیع الحق ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ

(۴)

۳/۷/۱۳۹۱ (مولانا عبدالقادر رائے پوری کے تدفین کے بارہ میں تنازعہ)

مکرم ومحترم زیدت مکارمکم اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ''بینات'' کے ایک ضمیمہ نے جہاں اور بہت سے حضرات کی نیندیں حرام کردی ہیں وہاں اس سے آپ بھی حواس باختہ ہو گئے اور اس ایک ضمیمہ کو ''ضمیموں کی بھرمار'' سمجھنے لگے، دور از کار اور اکابر علماء کو خصوصاً مولانا بنوری صاحب کو وعظ کرنیکی ضرورت نہیں بلکہ اگر ہمت ہے تو علمی انداز میں فتاؤں کا جواب دیجئے۔

کسی فرصت کے وقت انشاء اللہ قدرے مفصل عریضہ لکھونگا۔ والسلام: بندہ احمد الرحمان غفرلہ

(۵)

یوم الاثنین ۸ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ (بھائیوں کی شادی پر تبریک) باسمہ تعالیٰ

مکرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب زیدت مکارمکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بھائی صاحبان کی شادی خانہ آبادی کی دلی مبارکبادی قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ یہ ازدواجی رشتے محبت ومودت اور باہمی الفت وسکون کا ذریعہ بنائے اور انجام بخیر فرمائے۔ آمین

کاش کہ اس خوشی کے موقع پر بندہ بھی قلب وقالب دونوں کے ساتھ شریک ہوتا مگر بعد مسافت کیوجہ سے بندہ صرف قلباً شرکت پر اکتفا کر رہا ہے۔ امید ہے کہ محسوس نہ فرمائیں گے۔ بندہ ۱۸ مئی کو حضرت مولانا بنوری مدظلہم کی معیت میں کوئٹہ آیا ہے اصل مقصد حضرت مفتی محمود صاحب سے ملاقات تھی۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ مولانا انوار الحق صاحب کو سلام مسنون اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کی مبارکباد عرض ہے۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب کی خدمت میں سلام مسنون اور سب حضرات سے دعا کی درخواست۔

والسلام بندہ: احمد الرحمان غفرلہ

(۶)

۸ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ (مدرسہ کے متعلق مولانا بنوری مرحوم کا ایک بیان رائے اشاعت)

مکرم ومحترم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ ماہنامہ ''الحق'' میں شائع کرنے کیلئے مولانا مدظلہ کے نام سے مدرسہ کے متعلق ایک بیان ارسال خدمت ہے امید ہے کہ شوال کے شمارہ میں اسکو ضرور شائع فرمائیں گے۔ اور اگر رمضان کا شمارہ شائع نہ ہوا ہو تو برائے کرم اسمیں جگہ دیدیں۔ نہ معلوم رمضان المبارک میں کیا خاص مشاغل ہونگے۔ بندہ کو امید ہے کہ اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں گے۔ حضرت مولانا مدظلہم، مولانا شیر علی شاہ صاحب، مولانا انوار الحق کو سلام مسنون اور دعاؤں کی درخواست۔

محمد یوسف ہزاروی کی طرف سے سلام قبول فرمادیں۔ والسلام: بندہ احمد الرحمان غفرلہ

(۷)

۲ محرم ۱۳۹۷ھ باسمہ تعالیٰ (دادی مرحومہ کی تعزیت)

مکرم ومحترم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب اعظم اللہ اجرکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حضرت دادی صاحبہ کے متعلق یہ معلوم ہو کر بے حد صدمہ ہوا کہ دنیائے فانی سے دار باقی کی طرف رحلت فرماگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پرانے بزرگوں کا دنیا سے جانا کسی ایک

شخص یا خاندان کا غم نہیں بلکہ یہ سب لوگوں کا اجتماعی غم ہے کیونکہ دنیا میں انکے برکات سب کو پہنچتے ہیں۔البتہ اہل خاندان کیلئے بزرگوں کا وجود بے انتہاء برکتوں کا ذریعہ اور رحمتوں کا سبب ہوتا ہے۔

حضرت دادی مرحومہ کا وصال یقیناً سانحہ عظیمہ ہے اور اسپر جس قدر بھی حزن وملال کیا جائے کم ہے۔خصوصاً آپکو تو اور زیادہ افسوس ہوگا کہ آپ تو شاید آخری دیدار[1] بھی نہ کر سکے ہونگے۔اللہ تعالیٰ آپکو اور سب اہل خاندان کو اس دردناک حادثہ کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ کو درجات عالیہ سے نوازے۔آمین

بہرحال بندہ اس غم میں برابر کا شریک ہے۔حضرت شیخ الحدیث مدظلہم اور دیگر برادران کی خدمت میں مضمون واحد عرض ہے۔

والسلام بندہ:احمد الرحمان غفرلہ

(۸)

۱۲ رجب ۱۴۰۱ھ

(جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی میں وفاق المدارس کا اجلاس)

مخدوم ومکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت مکارمہم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،مزاج گرامی:اس سال وفاق المدارس العربیہ کا اجلاس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں رکھا گیا ہے ہمیں مسرت ہے کہ ہمیں اکابر علماء وصلحاء کی میزبانی کا شرف حاصل ہوگا۔جامعہ کے اساتذہ وطلبہ جناب کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔ہمیں امید ہے کہ جناب ضرور تشریف لاکر ہماری مسرت میں اضافہ فرمائیں گے اور اپنی تشریف آوری کے نظم سے مطلع فرمائیں گے۔ والسلام

نوٹ: آپکی رہائش کا خصوصی طور پر بندوبست کیا گیا ہے۔اپنی آمد کی تاریخ ووقت سے مطلع کریں تاکہ آپکو جامعہ پہنچنے میں دشواری نہ ہو۔

احمد الرحمان غفرلہ مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

(۹)

اپریل ۱۹۸۳ء

(سواد اعظم اہل سنت کنونشن)

محترم ومکرمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت مکارمکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!گزارش ہے کہ سواد اعظم اہلسنت پاکستان کی طرف سے یکم مئی ۱۹۸۳ء صبح دس بجے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی ڈرگ روڈ کالونی کراچی میں ایک عظیم الشان کل پاکستان ایک روزہ کنونشن منعقد ہو رہا ہے۔جس میں سنی کاز کیلئے ملکی سطح پر جو مسائل درپیش ہیں ان پر اور خاص کر کراچی کی صورت حال پر غور وخوض ہوگا۔اور شیعہ قوم کی طرف سے آئے دن زیادتیوں کے سدباب کیلئے فیصلہ کن طریقہ کار متعین کیا جائے گا۔سواد اعظم اہل سنت پاکستان کے وفد کے اراکین ہماری طرف سے نمائندگی کر رہے ہیں۔آپ انسے تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

(۱) مفتی احمد الرحمان سرپرست اعلیٰ سواد اعظم اہل سنت پاکستان

(۲) مولانا سلیم اللہ خان صدر (۳) مولانا محمد زکریا نائب صدر

(۴) مولانا اسفندیار خان جنرل سیکرٹری (۵) مولانا محمد بنوری نائب صدر دوم

(۶) مولانا اسعد تھانوی ناظم

بندہ احمد الرحمان غفرلہ

حضرت مولانا مدظلہم کی خدمت میں خصوصی درخواست شرکت اور دعا کی شرکت۔

---

[1] میں اس وقت کراچی کے سفر پر تھا اطلاع ملنے پر جنازہ کے بعد پہنچا

(۱۰)

۱۲ ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ (برما اور اراکان کے مجاہدین)

مکرم ومحترم مولانا سمیع الحق صاحب زیدت مکارمکم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! اتحاد المجاہدین کے حضرات حاضر خدمت ہورہے ہیں یہ اہل حق سے وابستہ اراکان کے مظلوم مسلمانوں کو برما کے کیمونسٹ حکومت سے نجات دینے کیلئے کوشش کررہے ہیں۔اس سلسلہ میں آپ سے جس تعاون کے خواستگار ہیں امید ہے تعاون فرما کران حضرات کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔واجرکم علی اللہ

احمد الرحمان غفرلہ خادم جامعہ علوم اسلامیہ

☆☆☆

مولانا امیر احمد ابنِ مولانا محمد احمد[1] مؤلف درس قرآن کراچی

(۱)

۱۷ اکتوبر ۲۰۰۲ء (الہادی کا مولف درس قرآن پر خصوصی شمارہ)

مکرمی ومحترمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف، آپکی خدمت میں ماہنامہ ''الہادی'' کا خصوصی نمبر پیش کیا جارہا ہے۔جو ''درس قرآن'' کے مرتب ومولف جناب حضرت مولانا الحاج محمد احمد صاحبؒ پر شائع کیا گیا ہے۔امید ہے کہ آپ اسکو قبول فرمائنگے۔ادارہ کے اطمینان خاطر کیلئے اسکی وصولیابی کیساتھ اگر آپ حضرت والد صاحبؒ پر بطور تبرک اپنے قیمتی ارشادات سے نوازیں تو ہم آپکے ممنون ومشکور ہونگے۔جزاک اللہ خیرا،

فقط والسلام مع الاکرام امیر احمد ابن مولانا محمد احمد صاحب مولف درس قرآن کراچی

(۲)

۱۹ جنوری ۲۰۰۴ء (اہلیہ محترمہ کے انتقال پر تعزیتی خط)

بخدمت جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف، کل اچانک اخبار میں یہ خبر کہ آپکی اہلیہ محترمہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔پڑھ کر دلی صدمہ ہوا۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائیں انکے درجات بلند فرمائیں اور اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔اللہ پاک انکی قبر کو جنت کے باغ میں سے ایک باغ بنائے آمین ثم آمین۔آپکے اس غم میں مجھ سمیت میرے تمام گھر کے افراد آپکے اس غم میں شریک ہیں میری جانب سے اور تمام اہل خانہ کی طرف سے تمام جملہ لواحقین سے تعزیت فرمادیں۔اللہ تعالیٰ تمام جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین، فقط والسلام مع الاکرام،

دعاؤں کا طالب امیر احمد ابن مولانا محمد احمدؒ مصنف درس قرآن

---

[1] مشہور اور جید مفسر قرآن کراچی میں ادارۃ اشاعت القرآن ناظم آباد میں قائم کیا،ان کا عام فہم تفسیر درس قرآن کے نام سے لکھی۔

مولانا احمد جان[1] لکی مروت

۱۴ یوم الجمعہ مبارک (تحفظ مدارس دینیہ کی کوششوں پر دعائیں)

مکرم ومحترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زادت معالیکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔طالب عافیت بعافیت آپ کا مطبوعہ خط ملا۔یاد فرمائی کا بہت بہت شکریہ۔رب کریم عافیتوں سے نوازے۔دینی اور علمی ادارے کی خدمت کے ساتھ پورے دین کی خدمت نصیب فرمائے۔بندہ دعاؤں کا محتاج ہے شوگر کے مرض کے ساتھ رانوں میں درد وتکلیف رہتا ہے۔سفر سے معذور ہوں۔

والعلم عند کرام الناس مقبول وانتَ عندی من کرام الناس.

تحفظ مدارس دینیہ کے لئے آپ کی آواز پر لبیک کہنا دین کی اہم ضروریات میں سے ہے۔خدائے پاک آسانی فرمائے۔اگر مناسب سمجھیں۔اور یاد رہے تو ہمارے مفتی صاحب کو میرا اسلام دیدیں۔ والسلام علی من لدیکم من المسلمین۔

عبدہٗ احمد جان خادم مدرسہ تعلیم الدین غزنی خیل لکی مروت

☆☆☆

احمد حسن شیخ[2] اسلام آباد

(والدہ محترمہ کی تعزیت)

برادرم سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!آج اخباروں میں آپکی والدہ محترمہ کے انتقال کی خبر پڑھی تو بہت دُکھ ہوا۔اِنا للّٰہ و اِنا الیہ راجعون ،جوماں آپ جیسے ہونہار، نیک اور عالم شخص کو جنم دے سکتی ہے وہ خود کتنی نیک اور پاکیزہ ہستی ہوگی۔اللہ تعالیٰ اُنہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور آپکو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین!حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں مجھ ناچیز کی طرف سے تعزیت کردیں۔شکرگزار ہونگا۔ میں گزشتہ ماہ سے وزیراعظم کے تقریر نویس کی حیثیت سے اس دفتر میں آگیا ہوں۔آپ سے ملنے کا اشتیاق اور بھی بڑھ گیا ہے۔آپ راولپنڈی/اسلام آباد تشریف لائیں گے تو حاضر خدمت ہونگا۔ والسلام:احمد حسن شیخ جی 6/4 اسلام آباد

☆☆☆

ڈاکٹر احمد حسین کمال[3]

۱۲ مئی ۲۰۰۲ء (وفات کی اطلاع)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!آپ تک یہ روح فرسا خبر پہنچانے کی جسارت کررہا ہوں کہ والد محترم جناب ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب ۲۴ اپریل ۲۰۰۲ء بروز بدھ صبح ۴ بجے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ انا لِلّٰہِ و انا الیہ راجعون۔وہ تمام عمر خود کو علماء حق کا خادم سمجھتے رہے اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی مقدور بھر کوشش کرتے رہے۔انکی مساعی آپ حضرات سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ان پر رائے زنی کرنا آپکا حق ہے۔دعاء مغفرت کیلئے درخواست ہے۔تمام حضرات سے سلام عرض کردیجئے گا۔اطلاع تاخیر سے فراہم کرنے پر معذرت خواہ ہوں۔والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔خاور احمد فرزند ڈاکٹر احمد حسین کمال مرحوم (شاہ فیصل کالونی کراچی)

---

[1] علاقہ مروت کے بااثر وجیہ علماء میں سے تھے، جمعیۃ علماء اسلام سے وابستہ رہے اور متعدد بار صوبائی اور قومی اسمبلی کے امیدوار بنے۔تبلیغی جماعت سے بے حد وابستگی تھی۔

[2] وزارت اطلاعات کے اہم عہدوں پر فائز رہے، وزیراعظم غالباً اس وقت کے محمد نواز شریف تھے

[3] عظیم صاحب درد صحافی، جماعتی ترجمان جمعیت علماء اسلام کے آرگن ''ترجمان اسلام'' کے مدیر رہے۔

ڈاکٹر احمد خان ایم اے[1]

(۱)

(الحق کیلئے مضامین)

۲۳/اکتوبر۱۹۷۲ء

مکرمی ومحترمی سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید ہے آپ بہمہ وجوہ عافیت سے ہونگے۔ یہ ایک مضمون بعنوان ''مسلمانوں کا فن کتاب سازی وکتابداری'' عطا ہے۔ براہ مہربانی اپنے مؤقر رسالے میں اسے جگہ دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ براہ مہربانی اس کی وصولی اور اپنی رائے سے مجھے مطلع فرمائیں۔ والسلام احمد خان ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

(۲)

(مضمون اندلس کے ایک متمول گھرانے کا کتب خانہ)

۱۵/مئی۱۹۷۳ء

جناب سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید ہے مزاج گرامی عافیت سے ہونگے۔ یہ مضمون آتا ہے اسے اپنے مؤقر مجلے (الحق) میں جگہ دیجئے گا۔ عنوان ''اندلس کے ایک متمول گھرانے کا کتب خانہ'' میرا پہلا مضمون ''مسلمانوں کا فن کتاب سازی وکتاب داری'' بہت مناسب چھپا تھا مگر اس کے پروف میں چند چیزیں رہ گئیں تھیں۔ براہ مہربانی اس مضمون کا پروف ذرا اچھی طرح دیکھ لیا جائے۔ اگر آپ پروف بھیج سکیں تو میں دیکھ کر ٹھیک کر سکتا ہوں۔ ملنے پر مطلع فرمائیں۔ والسلام احمد خان

(۳)

(ادارہ تحقیقات میں حاضری)

۱۷/جولائی۱۹۷۳ء

جناب سمیع صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مجھے جناب عبدالقدوس ہاشمی[2] صاحب کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ جناب ادارے میں تشریف لائے بلکہ کتب خانہ میں بھی قدم رنجہ فرمایا۔ آپ نے بندہ کو بھی یاد فرمایا تھا مگر میں ان دنوں پچھلے وقت کی ڈیوٹی میں تھا اسلئے شرف ملاقات نہ ہوسکا۔ میرے مضمون کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ عنقریب الحق کی زینت بنے گا امید ہے کہ آئندہ ماہ اس کو یہ شرف بخشیں گے۔ اگر آپ حضرات ہماری حوصلہ افزائی بایں صورت فرمائیں کہ ''الحق'' اعزازی طور پر ہمارے نام بھی جاری کریں تو مستقل طور پر آپ کی خدمت میں کوئی نہ کوئی مضمون ارسال کیا جاسکتا ہے۔ امید ہے کہ اس بات سے آپ کو پوری طرح اتفاق ہوگا۔

والسلام احمد خان ادارہ تحقیقات اسلامی

(۴)

(مضمون کی اشاعت کیلئے یاددھانی)

۱۹/اکتوبر۱۹۷۳ء

جناب سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! جناب کی خدمت میں ایک مضمون بعنوان ''اندلس کے ایک متمول گھرانے کا کتب خانہ'' ارسال کیا تھا جو الحق میں اشاعت کیلئے تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ عنقریب آجائے گا۔ اس امر کی یاددہانی کیلئے میں نے ایک عدد کارڈ آپ کی

---

[1] ممتاز سکالر ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد سے وابستہ

[2] ممتاز محقق سکالر ہاشمی صاحب اسلامی تقویم وغیرہ پر بہت ٹھوس مواد مرتب کیا، اشتہاری ادارہ اور رینٹ کراچی کے حسین ایچ ہاشمی وغیرہ کے والد بزرگوار تھے ناچیز سے بڑی شفقت فرماتے اسلام آباد سے دو ایک بار دارالعلوم حقانیہ بھی تشریف لائے۔

خدمت میں اس سے قبل ارسال کیا تھا ملا ہوگا، غالباً آپ کی مصروفیت کے سبب میں آج تک جواب سے محروم ہوں۔ ذرا توجہ فرمائیے گا۔ اگر مضمون کے نہ چھپنے کا امکان ہو تو ارسال فرمادیں۔ یہاں نکل جائیگا۔ والسلام احمد خان ادارہ تحقیقات اسلامی

(۵)

(مضمون کی اشاعت پر اصرار)

۱۹ اکتوبر ۱۹۷۳ء

مکرمی سمیع الحق صاحب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! مجھے آپکا مکتوب نمبر 839 موصول ہوا جس کو پڑھ کر واقعی دکھ ہوا۔ اس لیے کہ میں مضمون لکھتے وقت عموماً دو نقلیں بنالیتا ہوں مگر اس کیلئے دوسری نقل نہیں بنائی صرف متفرق کاغذ ہی پڑے ہیں جن میں معلومات جمع کی گئی ہیں۔ انہیں مرتب کر کے ایک نقل تیار کی تھی وہ آپکو بھیج دی۔ آپ براہ کرم اس مضمون کو تلاش فرمائیں انشاء اللہ کسی نہ کسی سے مل جائیگا۔ میری محنت ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتے، ادھر ادھر مضامین وغیرہ میں ہی گم ہوگا۔ اس کے ملنے کی مجھے انتہائی خوشی ہوگی۔ دیکھئے! میں نے پہلے خط ہی عرض کیا تھا کہ اس مضمون کو جلدی سے نکال دیجئے آپ نے ذرا توجہ کم فرمائی تو نتیجہ الٹا ہوگیا۔ اس لیے آئندہ ہماری طرف خصوصی توجہ رکھیں، ورنہ ہماری توجہ کو نقصان پہنچے گا۔ والسلام: احمد خان ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

(۶)

(الحق نہ ملنے کا شکوہ)

۱۴ نومبر ۱۹۷۳ء

جناب سمیع الحق صاحب: تسلیم! ایک عدد کارڈ اس سے قبل ارسال خدمت کیا تھا ملا ہوگا مگر جواب ندارد اس خاموشی سے از حد پریشان ہوا۔ اس پر مزید ظلم یہ ہوا کہ اس ماہ کا ''الحق'' بھی مجھے نہیں بھیجا گیا پتہ نہیں کیا وجہ ہوئی ہے۔ آپ کے فرمان کے مطابق مذکورہ مضمون کی ایک اور نقل تیار کر کے حاضر خدمت کر دی گئی ہے۔ براہ مہربانی اب کے اسے جلدی سے اپنی خصوصی نگرانی میں کتابت کروا کر اور پروف باقاعدہ ملاحظہ فرما کر نکال دیجئے گا ورنہ اب بھی اس طرح گم نہ ہو جائے۔ جب مضمون آئے تو اس کی کم از کم پانچ کاپیاں مجھے ارسال فرمائیے گا اگر زیادہ بھیج دیں تو بہت شکر گزار ہونگا۔ والسلام: احمد خان (اس مضمون کے ملنے پر اطلاع ضرور فرمائیں)

(۷)

(موضوع پر مقالات کا تقابلی جائزہ)

۳۰ اگست ۱۹۷۴ء

جناب سمیع الحق صاحب، تسلیم! کچھ عرصہ ہوا آپ ادارہ میں تشریف لائے تھے اور آپ نے مجھے یاد بھی فرمایا تھا مگر میں کتب خانے کے کسی کام کی غرض سے غالباً پنڈی گیا ہوا تھا آپ کی آمد کی اطلاع مجھے ہاشمی صاحب نے دی تھی دیکھنے کا اشتیاق ہی رہا۔ چلئے خدا پھر ملا دیگا۔ یہ ایک نئی صنف مضمون ہے جو ترقی یافتہ ممالک میں آج کل رائج ہے اس میں کسی ایک موضوع پر لکھے گئے مقالات کا تقابلی وتنقیدی جائزہ دے کر آخر میں اس میدان میں جس امر کی اشد ضرورت ہو اسکی تجاویز دی جاتی ہیں۔ میں نے بھی ایک ادنیٰ سی کوشش کی ہے اگر کسی لائق سمجھیں تو ''الحق'' کی نذر کر دیں ''ورنہ کالائے بد بریش خاوند''۔ ایک مرتبہ آپکے ہاں ایک مضمون گم ہوا تھا جس کیلئے کافی تکلیف ہوئی تھی اس امر کی یاددہانی کچھ سودمند ہوگی، مضمون ملنے پر مطلع ضرور فرمائیں بے چینی ختم ہو جاتی ہے۔ والسلام احمد خان ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

(۸)

(مکتوبات مسعود عالم ندوی پر ایک ناقدانہ نظر)

۱۲۹ مئی ۱۹۷۵ء

جناب سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اختر راہی صاحب نے مسعود عالم ندوی مرحوم کے مکتوبات کا ایک مجموعہ مع ان کی سوانح کے

شائع کیا ہے۔ جس میں بے شمار غلطیاں ہیں انکی طرف نشاندہی نہ کرنا ایک علمی خیانت ہے چنانچہ اس کتاب پر ناقدانہ نظر آپ کی خدمت میں پیش ہے اسے ''الحق'' کی نذر کیجئے۔ اگر کسی سبب سے اپنے ہاں نہ نکال سکتے ہوں تو براہ مہربانی اس ناقدانہ نظر کو واپس فرمادیں کیونکہ اس کی ایک ہی کاپی تیار کر پایا ہوں۔ بہت جلد جواب کا متمنی، احمد خان

(۹)

۲۳/جون ۱۹۷۵ء (تبصرہ نما مضمون کے متعلق اطلاع)

جناب سمیع الحق صاحب، تسلیم! میں نے حال ہی میں راہی صاحب کی ایک کتاب پر ایک نظر آپ کی خدمت میں ارسال کی تھی ملی ہوگی مگر افسوس بلکہ صد افسوس کہ اس کی وصولی کے بارے میں مجھے مطلع نہیں فرمایا گیا۔ میں نے جب بھی آپ کو کوئی چیز برائے طباعت ارسال کی ہے اس کی رسید کر کے ہی وصول کی ہے۔ اسی طرح کی یہ درخواست ہے کیونکہ آپ نے ایک مرتبہ میرا ایک مضمون کاغذوں میں کہیں گم کر دیا تھا جس کیلئے مجھے کافی وقت اٹھانی پڑی تھی۔ اس خدمت کے پیش نظر آپ سے درخواست ہے کہ اس تبصرہ نما مضمون کے بارے میں آج ہی مجھے تحریر فرمائیں۔ یہ تبصرہ نما مضمون میں نے ۳۱ مئی ۱۹۷۵ کو رجسٹری نمبر ۱۶۳ کے تحت اسلام آباد سے روانہ کیا تھا۔

والسلام احمد خان ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

(۱۰)

۲۸/اکتوبر ۱۹۸۱ء (دورۂ چین کیلئے معلوماتی کتابیں)

جناب سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید ہے مزاج گرامی عافیت سے ہونگے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ گزشتہ سال جون میں آپ نے چین کا دورہ کیا تھا اس موقعہ پر ہمارے کتب خانے سے تین کتب جو چین کے بارے میں معلومات رکھتی تھیں۔ مستعار لی تھیں مگر وہ ابھی تک واپس نہیں ہوئیں آپ سے التماس ہے کہ وہ کتابیں واپس فرمائیں کیونکہ میں نے اپنے نام پر لیکر انہیں آپ کے حوالے کیا تھا۔ لائبریرین کی طرف سے کتابوں کی واپسی میں اس قدر دیری[۱] ایک اچھا عمل نہیں ہے۔

کتابیں یہ ہیں۔(۱) عربی فی الصین (۲) جولہ فی الصین (۳) اشتراکی چین والسلام احمد خان لائبریرین

(۱۱)

۱۴/مارچ ۱۹۸۲ء (دارالمصنفین اعظم گڑھ میں اسلام اور مستشرقین پر سیمینار کی روئداد)

جناب سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید ہے مزاج گرامی عافیت سے ہونگے۔ چین سے متعلق کتب جو آپ نے یہاں سے مستعار لی تھیں اگر فارغ ہو چکی ہوں تو واپس فرما کر ممنون فرمائیں۔ گزشتہ ماہ کے سفر میں دارالمصنفین اعظم گڑھ میں ''اسلام اور مستشرقین'' پر ایک بین الاقوامی سیمینار ہوا تھا جس میں دیگر حضرات کے علاوہ بندہ نے بھی شمولیت کی تھی اس کی مفصل روئیداد مرتب کر رہا ہوں اگر ''الحق'' کی خواہش ہوئی تو اس کیلئے ارسال کر سکتا ہوں۔ سر دست ایک تاریخی وتعلیمی مضمون بعنوان ''آٹھویں صدی ہجری میں تعلیمی حالات کا مختصر جائزہ'' مرسل ہے۔ اگر الحق متحمل ہو تو مسرت، ورنہ واپس ارسال فرمادیجئے گا، اسلئے کہ اس کی نقل دوسری نہیں کروا سکا۔ اس کے ہمراہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے خطوط جمع کرنے میں مدد کیلئے ایک اپیل ہے ''الحق'' میں کسی جگہ چھاپ کر ممنون فرمائیں از حد ضروری ہے۔ امید ہے اپریل میں ملاقات ہوگی۔ والسلام: احمد خان

---

[۱] کتابیں واپس پہنچادی گئیں، اس کی روشنی میں سفرنامہ چین لکھنے کا ارادہ تھا جو ہنوز تشنہ تکمیل ہے۔

(۱۲)

۲۶ اپریل ۱۹۸۲ء (کسی روئداد کی اشاعت پر اصرار)

مکرمی ومحترمی سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ!امید ہے آپ بخیر وعافیت ہونگے اس سے قبل ایک مضمون مع ایک اپیل ارسال کیا تھا آپ کے دفتری کے نام خط لکھا اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا۔آج ایک تیسرا خط مع ایک روداد مرسل ہے۔آپ سے التماس ہے کہ اس روداد کو اگر جلد ہی الحق میں جگہ دے سکیں تو بے حد ممنون ہونگا۔کیونکہ اس کے بعد تو چنداں مفید نہیں رہے گی۔اس لئے یہ ارسال کردہ مضمون پھر کبھی شائع کر سکتے ہیں۔اسلام آباد میں ملاقات کیلئے کوشش کرنا ہمارے بس میں نہیں ہاں البتہ آپ حضرات ہی ادھر آنکلیں تو زہے نصیب۔ان تینوں چیزوں کی وصولی سے آج ہی آگاہ فرمائیں۔نیز روداد کے بارے میں بھی اپنے فیصلے سے مطلع فرمائیں۔روداد میں کاٹ چھانٹ کا آپ کو کلی اختیار ہے نیز اسے ایک کی بجائے دو قسطوں میں نکالا جاسکتا ہے۔ والسلام احمد خان

☆☆☆

چوہدری احمد خان[1] صدر تحریک نفاذ اُردو لاہور

۱۹ اپریل ۲۰۰۱ء (اُردو سرکاری زبان،نفاذ اُردو کے آئینی اور قانونی تقاضوں سے گریز)

محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب صدر جمعیت علمائے اسلام پاکستان۔السلام علیکم۔ برصغیر کے عام انتخابات ۴۶۔۱۹۴۵ء میں پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کے منشور میں درج تھا کہ پاکستان کی سرکاری زبان اُردو ہوگی۔قائداعظم نے ۱۹۴۲ء،۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء، ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء،۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو اعلان فرمایا تھا کہ پاکستان کی سرکاری زبان اُردو ہی ہوگی۔۱۹۶۳ء میں مغربی پاکستان اسمبلی نے اُردو کو سرکاری زبان بنانے کیلئے اُردو بل پاس کیا۔لیکن مرکز نے منسوخ کردیا۔پنجاب اسمبلی نے اپنی یکم ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء ۱۰ جون ۱۹۹۷ء کی متفقہ قراردادوں میں حکومت پاکستان سے پرزور سفارش کی کہ انگریزی کی جگہ اردو کو فوری طور سرکاری زبان بنایا جائے۔ایسی ہی متفقہ قرارداد سرحد اسمبلی نے ۱۶ مارچ ۱۹۹۵ء کو منظور کی۔۱۴ اپریل ۱۹۶۷ء سے آزاد کشمیر کی دفتری زبان اُردو ہے۔گورنر بلوچستان نے ۱۸ مئی ۱۹۷۲ء سے بلوچستان میں اُردو بطور دفتری زبان نافذ کردی۔اُردو قومی وبین الصوبائی رابطہ کی زبان ہے۔

چین نے آزادی کے فوراً بعد انگریزی کی جگہ چینی کو نافذ کردیا۔بنگلہ دیش نے ہم سے علیحدگی کے فوراً بعد انگریزی کی جگہ بنگالی کو سرکاری زبان بنادیا۔ازبکستان نے آزادی کے فوری بعد ازبکی کو سرکاری زبان قرار دے دیا۔قیام جدید ترکی کے بعد چوبیس گھنٹہ کے اندر ترکی کو سرکاری زبان کا درجہ مل گیا۔انڈونیشیا میں آزادی کے بعد سات دنوں کے اندر ڈچ زبان کی جگہ ملک کی قومی زبان سرکاری زبان بنادی گئی۔

آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۵۱(۱) کے مطابق حکومت پاکستان کو ۱۴ اگست ۱۹۸۸ء تک انگریزی کی جگہ اُردو کو سرکاری زبان بنادینا چاہیے تھا۔تقریباً تیرہ سال کی تاخیر ہوگئی ہے۔اُردو کو اُس کا آئینی حق دینے کی بجائے وفاقی وزیر تعلیم محترمہ زبیدہ جلال صاحبہ نے فرمایا ہے کہ آئندہ تعلیمی سال سے انگریزی تعلیم پہلی جماعت سے لازمی ہوگی(نوائے وقت ۵ اپریل ۲۰۰۱ء)وفاقی علاقہ پنجاب اور سندھ میں پہلے ہی سے انگریزی پہلی جماعت سے لازمی ہے۔اب سرحد بلوچستان میں بھی انگریزی پہلی جماعت سے لازمی ہو جائیگی۔اس طرح انگریزی کی جڑیں مزید مضبوط ہونگی۔

---

[1] تحریک نفاذ اُردو پاکستان کے صدر،ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب

نفاذ اُردو کیلئے مختلف شہروں سے وزرائے اعظم پاکستان کے نام ۱۹۹۱ء سے ۱۱/اکتوبر ۱۹۹۹ء تک ہزاروں برقی تاریں مع رجسٹرڈ ڈاک سے توثیقی نقول اور ہزاروں رجسٹرڈ ڈاک تاریں روانہ کی گئیں۔ جنرل پرویز مشرف صاحب چیف ایگزیکٹو پاکستان کے نام بھی سینکڑوں برقی تاریں مع رجسٹرڈ ڈاک سے توثیقی نقول اور سینکڑوں ڈاک تاریں بھیجی جاچکی ہیں۔

۱۴/اگست ۱۹۷۷ء کو ہمیں سیاسی آزادی تو ملی لیکن تاہنوز ہم تہذیبی آزادی سے محروم ہیں۔ کیونکہ ہماری اسلامی تہذیب وتمدن کی آئینہ دار اُردو زبان، فرنگی تہذیب کی حامل انگریزی زبان کی غلام ہے۔ اِس سلسلہ میں میرے مکتوب ''اُردو کی عید''، ''مطبوعہ''، ''نوائے وقت'' مورخہ ۱۴/جنوری ۲۰۰۱ء کی فوٹو کاپی منسلک ہے۔ آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ نفاذ اردو کیلئے ایک اخباری بیان جاری فرمادیں۔ اور اس سلسلہ میں اپنی جماعت سے ایک قرارداد بھی پاس کرادیں۔ نوازش ہوگی۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

جواب کا منتظر　　　والسلام: احقر چوہدری احمد خان (علیگ) صدر تحریک نفاذ اُردو پاکستان ۲۸۳۔ این سمن آباد لاہور

☆☆☆

مولانا محمد احمد رحمانی صاحب[1] لدھیانہ پنجاب

(۱)

(الحق کی ترویج کی کوشش)

۲۸/ جولائی ۱۹۸۰ء

محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید معالیکم۔ السلام علیکم۔ اس سے پہلے ایک خط ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ رسالہ الحق ماہ شعبان کی کچھ کاپیاں مندرجہ ذیل پتوں پر بھیج دیں عین نوازش ہوگی:۔

(۱) مولانا غلام مصطفیٰ حسن 313/D Near Jamia Masque EAS RIFA, a State of Bahrain

(۲) حضرت مولینا محمد یحییٰ صاحب لدھیانوی مہتمم مدرسہ اشرف المدارس گلی نمبر 6 گوردتا نگ پورہ فیصل آباد۔ پاکستان۔

(۳) مولانا مفتی عبدالحمید صاحب لدھیانوی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع فیصل آباد۔

(۴) مولوی محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی امام مسجد غلہ منڈی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع فیصل آباد۔

(۵) مولانا عبدالرشید صاحب لدھیانوی محلہ قاضیاں رحیم یار خان۔

نوٹ: اس کے چار نسخے مزید مجھے بھیج دیجیے۔

اب میں پہلے سے بہتر ہوں دعا کیجیے کہ اس کے کرم سے چلنے پھرنے لگ جاؤں۔ آپ کے جواب کا انتظار رہیگا۔

حضرت مولانا مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں اور دعا کیلئے درخواست۔　　　والسلام: محمد احمد رحمانی

(۲)

(مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی کے علمی مضامین O دیو بند میں صدسالہ جلسہ کے بعد پرآشوب حالات)

۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

محترم بھائی سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وعدہ کے مطابق والد مرحوم رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ

---

[1] رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے فرزند، علماء لدھیانہ کا برصغیر کی تاریخ میں بڑا حصہ ہے۔

علیہ کے علمی مضامین میں سے ایک مضمون بھیج رہا ہوں۔ یہ مضمون درحقیقت موجودہ دور کے لئے اور حالات کے پیش نظر ایک اہمیت رکھتا ہے۔ میں امید کرونگا کہ جلی عنوان سے شائع فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔ نیز اپنی خیریت اور احوال سے مطلع فرمائینگے۔ میں گذشتہ ماہ چند روز کیلئے پاکستان گیا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ نہ میں اطلاع کر سکا نہ آپ کو مل سکا۔

مضامین رئیس الاحرار کے عنوان سے کتاب زیر کتابت ہے چھپنے کے ساتھ ہی ارسال خدمت کروں گا۔ اپنے والد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون عرض کریں۔

دیو بند میں اس عظیم جلسہ[1] کے بعد جو کچھ ہوا بیان سے باہر ہے اور اب بھی جو کچھ ہورہا ہے۔ اسکے متعلق صرف اتنا کہہ سکونگا۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں　　　محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

خصوصی دعاؤں کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو نجات عنایت فرمائے۔　　　والسلام: محمد احمد رحمانی

(۳)

۴رفروری ۱۹۸۱ء　　**(مولانا لدھیانوی کا مضمون حکومت کا مذہب O حضرت علیؓ کا ایک اثر)**

محترم گرامی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ رسالہ الحق ملا۔ اور والد صاحب مرحوم رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہ کا مضمون "حضرت علیؓ کا ایک اثر" سرورق آپ نے شائع کیا۔ والد مرحوم کا ایک اور مضمون "حکومت کا مذہب" ارسال خدمت ہے۔ یہ مضمون موجودہ دور میں حکام سے لے کر عوام تک بہترین ثابت ہوگا۔ اور مجاہد عظیم کی آواز آپ کے ذریعہ ایک بڑے حلقہ میں پہنچ جائیگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے برصغیر کو آزاد کروایا اور ملک کی آزادی کیلئے قربانیاں دیں اور سچائی کیلئے قربانیاں دیتے رہے۔ اسلئے ان حضرات کی آواز میں وہ اثر ہے جسکی عوام کو ضرورت ہے امید ہے آپ شائع فرما کر شکریہ کا موقع دینگے۔

(نوٹ):۔ امید ہے کہ پندرہویں صدی کے آغاز پر میری تقریر آپ کے پاس پہونچی ہوگی۔　　　والسلام　محمد احمد رحمانی

(۴)

(علماء لدھیانہ کے خدمات O مولانا لدھیانوی کی علمی دولت O الحق نے الرشید اور القاسم کی یاد تازہ کردی)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ آپ کے ارسال کردہ دو رسالے الحق رجب اور شعبان کے ملے۔ ان رسائل کو پڑھ کر علمی معیار کے رسالہ الرشید اور القاسم دار العلوم دیو بند کے یاد آ گئے۔ آپ کا ادارہ یقیناً اس زمانہ میں صحیح صحیح دین کی خدمت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دن رات دین حق کی خدمت کرنے کا موقع عنایت فرمائے۔

جس دن سے آپ گئے ہیں۔ اس دن سے میں سخت بیمار تھا۔ اب رو بصحت ہوں، اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں میرا بہت بہت سلام عرض کردیں۔ اور میرے لئے رمضان المبارک کے مخصوص اوقات میں دعا فرمائیں۔ آپ نے فتاویٰ قادیانیت کے بارے میں جو حبیب الرحمٰن کا مضمون شائع کیا ہے اس کا از حد مشکور ہوں آپ نے اس مضمون کو شائع کر کے صحیح معنی میں حق وانصاف کی خدمت کی ہے۔ جب کہ لوگ اس حقیقت کو بھولے ہوئے تھے اور اپنے آباؤ واجداد کا نام لے کر علماء لدھیانہ کو مٹا دینا چاہتے تھے۔ علماء لدھیانہ نے پچھلی ایک صدی میں جو اسلامی خدمت کی ہے۔ اسکو شمالی ہندوستان خصوصاً اور پورا ہندوستان عموماً بھلا نہیں سکتا۔ آج اسکے افراد انڈیا و پاکستان میں اسلام اور دین کی سربلندی کیلئے معروف عمل ہیں خاموش نہیں بیٹھے۔

حضرت والد صاحب مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی دولت میرے پاس موجود ہے اور وہ ہے مکاتیب اور مضامین کی شکل

[1] جلسہ صد سالہ کے بعد اکابر دار العلوم میں اختلافات کی طرف اشارہ ہے، جو بالآخر قاری محمد طیب قدس سرہ کی علیحدگی اور الگ ادارہ کے قیام پر منتج ہوا

میں جو کہ ملت اور قوم کیلئے ایک بڑا سرمایہ ہے اگر آپ چاہیں تو ہر رسالہ کے لئے ان میں سے کچھ حصہ بھیج دیا جایا کرے گا۔ امید ہے آپ کو یہ تجویز پسند آئے گی۔ اپنے جوابی خط سے مطلع کریں گے تاکہ میں اس کا سلسلہ شروع کرسکوں۔ تمام دارالعلوم کے علماء کو سلام مسنون اور دعا کی درخواست کہ میں جلد صحت یاب ہو جاؤں۔　　والسلام: محمد احمد رحمانی

(۵)

(صاحبزادی کا عقد نکاح)

؟ رنومبر ۱۹۸۲ء

محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمدللہ، برخورداری حمیرہ سلمہا کا نکاح مسنونہ محبوب عالم سلمہ خلف الرشید چودھری محمد شریف (نگر) کے ساتھ بتاریخ ۲۱ رنومبر ۱۹۸۲ء بروز اتوار ۴ رصفر ۱۴۰۳ھ صبح ۱۱ ربجے ہونا قرار پایا ہے۔

اس تقریب سعید میں جناب کی شمولیت وشرکت میرے لئے اور پورے خاندان کے لئے عزت اور افتخار اور مسرت کا موجب ہوگی۔

والسلام: مولانا محمد احمد رحمانی مفتی پنجاب

مکان نمبر ۱۹۶۴ ر رحمان منزل حبیب روڈ، متصل سول ہاسپٹل　　لدھیانہ (پنجاب)

☆☆☆

ڈاکٹر احمد رضا پیرزادہ آئی سپیشلسٹ راولپنڈی

مولانا عبدالحق صاحبؒ کا انتقال ہم سب کے لیے بے حد اور بڑا عظیم نقصان ہے۔ ہم سب ایک بڑے اور نہایت نیک وشفیق اور بہت بلند پایہ عالم دین سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان کی عظمت کا اندازہ سبھی کو ہے مگر جس محبت اور شفقت سے وہ مجھے نوازا کرتے تھے۔ وہ میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ ایک بہت بڑا مینار علم اور چراغ دین بجھ گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مولانا کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور انکے درجات بلند تر فرمائے۔ آمین

☆☆☆

سید آل احمد رضوی[1] اسلام آباد

(۱)

(والدہ کی جدائی کا پر درد تذکرہ)

۷ ردسمبر ۱۹۸۶ء

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نہ تو قلم چلتا ہے، نہ لفظ ملتے ہیں اور نہ حوصلہ پڑتا ہے، سوچ سوچ کر رہ جاتا ہوں کہ کیا لکھوں، کیسے لکھوں، ایک عجیب کیفیت سے دوچار ہوں۔ رحمت کا ایک سایہ، دعاؤں کا ایک سائبان جو ہمہ وقت سر پر سایہ فگن تھا۔ یکدم ہٹ گیا اور ہم وقت کی کڑی دھوپ میں اس سائے کے بغیر کھڑے رہ گئے، ہم سے ہماری کائنات چھن گئی۔ ماں! اللہ کو پیاری ہو گئی۔۔۔۔ وہ ماں جو ہمارا کل اثاثہ تھی۔ جس کے دم سے خوشبو تھی۔ رنگ تھے، بہار تھی، اُس کا مشن پورا ہو گیا اور وہ ہم سب کو اس بھری دنیا میں اکیلا اور تنہا چھوڑ گئی دعا فرمایئے اللہ ہمیں صبر دے اور ماں کو غریق رحمت فرمائے۔ آمین دعاؤں کا طالب سید آل احمد رضوی

---

[1] ادیب، مصنف کتب کثیرہ، ادبی اور علمی انجمنوں کے رکن

(۲)

(کتاب پر تقریظ کی خواہش)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب. ہدیہ سلام ورحمت! مزاج گرامی۔ کتاب انوار دعا پر آپکی رائے کا منتظر ہوں۔ شکریہ:

والسلام سید آل احمد رضوی (وزارت مذہبی امور شعبہ تحقیق و مراجع اسلام آباد)

(۳)

۱۳ ستمبر ۱۹۸۸ء

(شیخ الحدیث کو خراج عقیدت)

گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے عظیم والد حضرت مولانا عبدالحق کی وفات حسرت آیات کی جانکاہ اور جانگسل خبر سنی۔ از حد صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بلاشبہ ملک وملت کی مایہ ناز شخصیتوں میں سے تھے۔ وہ ایک ایسی شخصیت تھے جو خوف خدا، عشق رسول ﷺ اور حب اہل بیتؓ وصحابہؓ کے پیکر تھے اور ان کے احکام وفرامین پر عمل پیرا ہونا اُن کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ اُن کی دینی، ملی، سیاسی اور سماجی خدمات تاحیات لوح دل پر محفوظ رہیں گی۔ بطور ایک خطیب ومقرر، ادیب ومدبر انہوں نے تشکیل وتحریک پاکستان میں جو نمایاں کردار ادا کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مجھے امید ہے کہ اُن کی بے لوث خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اُن کی جدائی سے ہماری روحانی ودینی زندگی میں ایسا خلا پیدا ہوا ہے جس کا پُر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔

دعا ہے کہ خدائے بزرگ وبرتر اُنہیں اپنے جوار رحمت میں بلند مقام عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان اور معتقدین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ آمین غمگسار سید آل احمد رضوی

☆☆☆

پروفیسر احمد سعید[1] ایم اے لاہور

(۱)

۲۳ مئی ۱۹۶۹ء

(مولانا مدنی اور مولانا تھانوی کے بارہ میں مضامین)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپکا خط مل گیا مگر چونکہ اسکا وزن زیادہ ہوگیا تھا اسلئے وہ بیرنگ ہوگیا مضمون دیکھا واقعی غلطی ہوگئی کہ آخر حصہ میں حوالے نہ لکھ سکا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مولانا محمد علی اور مولانا تھانوی کے متعلق مضمون میں حوالہ جات پورے ہیں۔ مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا اشرف علی تھانوی کے متعلق مضمون بھیج رہا ہوں امید ہے کہ الحق کی زینت بنے گا۔ اطلاع ضرور دیدیں کہ کب تک شائع ہوگا۔ مہربانی فرما کر جس رسالے میں میرا مضمون شائع ہوا کرے اسکی ایک کاپی ضرور بھیج دیا کریں۔ اچھا خدا حافظ۔ فقط والسلام: احمد سعید ۳۹ عالمگیر روڈ اسلام پورہ (کرشن نگر) لاہور

(۲)

۲۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء

(اکابر کے واقعات پر مضامین)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ بخیریت ہونگے ایک مضمون آپکو ارسال کیا تھا امید

---

[1] مقالہ نگار، کئی کتابوں کے مصنف، حضرت تھانوی کے خلفاء سے قریبی تعلق وادارت، الحق میں بھی لکھتے رہے۔

ہے کہ آپ تک پہنچ گیا ہوگا اسکے بعد ایک خط بھی لکھا تھا جس میں ایک واقعہ کی تصحیح کی گئی تھی مہربانی فرما کر دونوں چیزوں کے متعلق اطلاع دیں کہ وہ آپ تک پہنچ گئی ہیں۔ان دنوں الحق کے لیے ایک مضمون مرتب کر رہا ہوں ''بزرگوں کی باتیں''، اسمیں حضرت مفتی محمد حسنؒ صاحب، مولانا ولی احمد صاحب خلیفہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب اور حضرت مولانا تھانویؒ اور انکے خلیفہ حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ کے ایسے واقعات ہیں جو ابھی تک شائع نہیں ہو سکے۔ایک صاحب جو مفتی صاحب کے بہت قریبی عزیز ہیں انکے پاس روز شام کو جا کر یہ واقعات قلمبند کرتا ہوں۔دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ واقعات قلمبند کروانے اور کرنے کی ہم دونوں کو توفیق عطا فرمائیں۔ایک تکلیف آپکو دینی تھی الحق میں میرا ایک مضمون حضرت مولانا محمود الحسن اور حضرت مولانا تھانوی کے متعلق شائع ہوا تھا۔اتفاق سے اسکی جو کاپی آپ نے بھیجی تھی وہ ایک صاحب کو دیدی۔ان صاحب سے وہ شاید گم ہوگئی ہے میں آپکا بے حد مشکور و ممنون ہونگا، اگر مجھ کو اس رسالہ کی ایک اور کاپی بھیج دیں۔ فقط آپکا مخلص: احمد سعید

(۳)

۱۷ جون ۱۹۷۰ء (مفتی محمد حسن کے درس قرآن O خواجہ عزیز الحسن مجذوب پر مضامین)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ خیرت سے ہونگے آپکی غیر حاضری میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب کے درس قرآن الحق بھیجے تھے امید ہے کہ مل گئے ہونگے۔بندہ نے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ خاص حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ کے متعلق چند ایک مضمون تحریر کئے ہیں اگر آپ چاہیں تو اسکو الحق کیلئے بھیجوں لیکن ان خاص مضامین کیلئے آپکو کچھ معاوضہ دینا ہوگا کیونکہ اس پر میرے کافی خرچ ہوئے ہیں۔وہ مضامین انشاء اللہ جتنے حضرات حضرت تھانویؒ سے متعلق ہیں انکو بڑے شوق سے پڑھیں گے۔آپکے جواب کا منتظر

فقط والسلام: پروفیسر احمد سعید ایم اے لا کالج لاہور

(۴)

۱۲ نومبر ۱۹۷۵ء (خواجہ مجذوب کا مشاعرہ کیلئے نعت)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ بخیریت ہونگے۔حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ خاص حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ طیر کوٹلہ میں مشاعرہ میں مدعو کیا گیا۔خواجہ صاحب خود تو تشریف نہ لے جا سکے تھے۔لیکن انہوں نے مفتی محمد حسن صاحب خلیفہ حضرت حکیم الامت کو مندرجہ ذیل نعت لکھ کر بھیجی تھی کہ وہ پڑھ کر سنا دیں۔امید ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نعت الحق میں شائع ہو سکے گی۔ والسلام بندۂ ناکارہ: احمد سعید

۳۹ عالمگیر روڈ اسلام پورہ (کرشن نگر) لاہور

(الحق میں مکتوب نگار کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ ہمارے اسلاف کا استغنا اور بے نیازی، نومبر ۱۹۶۹/ ۵۶-۵۷

۲۔ مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ، فروری ۱۹۷۰/ ۶۱-۶۳

۳۔ مولانا (اشرف علی) تھانویؒ کی تعلیمات اور ہمارا معاشرہ

احمد سعید خان چیف آفیسر میونسپلٹی ڈھاڈر

اکتوبر ۱۹۹۳ء (مخدوم شرف الدین منیری اور ایک دعا)

الحق ماہ ستمبر ۱۹۸۲ء میں ایک مضمون بعنوان "معدن المعانی کی تاریخ اور دینی اہمیت" پروفیسر محمد اسلم لاہور کا نظر سے گذرا۔ اس مضمون کو پڑھ کر وہ زمانہ یاد آ گیا۔ جب میں غالباً تیسری یا چوتھی جماعت کا طالب علم تھا میں وسط ہند کی ایک ریاست جاؤرہ کا رہنے والا ہوں وہ ایک مسلم ریاست تھی اور وہاں کے لوگوں پر دنیوی اور دینی علوم کی چھاپ تھی، ہمارے ایک ماسٹر مولوی محمد اکبر صاحب ہوتے تھے جو ہم سے مندرجہ ذیل دعا روزانہ تختی پر لکھوایا کرتے تھے۔

"برادرم شمس الدین وزین الدین از جانب شاہ شرف الدین یحییٰ منیری کہ اگر کسے تا چہل روز بلا ناغہ ایں دعا را نویسد بمراد خود برسد و گرنہ رسد فردائے قیامت دامنگیر حال من باشد۔ اے اشرف زمانہ زمانہ مدد نما۔ دریائے بستہ را بکلید کرم کشاد"۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس دعا کا مخدوم شرف الدین بن شیخ یحییٰ منیری سے کیا تعلق ہے اور کیا یہ دعا مخدوم صاحب ہی کی ہے۔

احمد سعید خان چیف آفیسر میونسپلٹی ڈھاڈر

☆☆☆

مولانا احمد سعید لدھیانوی[1] فیصل آباد

(مجدد الف ثانی کے مزار پر حاضری کیلئے سفر سرہند O لدھیانوی خاندان جماعت مجاہدین کا احیاء O بریف کیس کی گمشدگی سے پریشانی اور حیرت انگیز بازیابی)

۸/جون ۱۹۸۰ء

اخی المکرم دامت عنایتکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ آپ قبلہ والد صاحب مدظلہ العالی اور تمام اہل خانہ بخیریت ہونگے۔

ہندوستان میں بریف کیس[2] کے حادثے نے دوستانہ مراسم کو مستحکم کرنے میں بڑی مدد دی ایک ہی دن میں کئی سال کی مسافت طے ہوگئی

---

[1] لدھیانہ کے رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی اور دیگر متعدد اکابرین جہاد وعزیمت سے تعلق رکھتے ہیں۔ پاکستان آ کر فیصل آباد میں کام شروع کیا جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے پورے پنجاب میں کام کیا۔

[2] دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ میں شرکت کے بعد بذریعہ روڈ واپسی کا پروگرام بنایا۔ مقصد حضرت مجدد الف ثانیؒ کی زیارت کیلئے سرہند حاضری تھی۔ اللہ نے حاضری کا موقعہ دیا بس سے اترتے بریف کیس کا حادثہ پیش آیا یعنی اسے ہم بھول آئے اور بس سرہند کے قریب اتار کر چلی گئی تمام سفری اثاثے کے علاوہ پاسپورٹ کی گمشدگی، ہرطرف کرپان اٹھائے سکھوں کے جتھے ایسے عالم میں پاکستانی شناخت کے سارے کاغذات ناپید، کوئی بھی حادثہ پیش آ سکتا تھا اسی کرب واضطراب میں لدھیانہ آئے مولانا محمد احمد رحمانی کے گھر پہنچے اس سے قبل سینکڑوں بسوں سے اٹے ہوئے اڈے چھان مارے نہ بس کا نمبر یاد تھا نہ ایک جیسے حلیے کے سکھ ڈرائیور کی شناخت ممکن تھی۔ اکابر لدھیانہ نے ہاتھوں ہاتھ لیا مجھے تسلی رہی کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مزار پر دعا رنگ لائے گی میزبان ایک بار پھر ساتھ بڑے اڈے پر لے گئے۔ بسیں کھڑی تھیں عملہ ناپید تھا ایک بس میں ناگاہ اس کے ٹول بکس پر نظر پڑی۔ جو کچھ نیم وا تھا اور اسے تالہ لگایا گیا تھا غور سے دیکھا تو بریف کیس ہمیں جھانک رہا تھا۔ ڈرائیور تلاش کیا اور اللہ کے کرم سے بکس صحیح سالم مل گیا۔ خط میں اس جانب اشارہ ہے۔

افسوس کہ ہندوستان سے واپسی کے بعد نہ تو ملاقات ہوسکی اور نہ خط و کتابت۔ مولانا محمد احمد رحمانی (لدھیانہ) شکوہ کررہے تھے کہ مولانا سمیع الحق صاحب نے واپس جا کر دو لفظی خط بھی نہ لکھا یہ ۳۰ اپریل تک کی بات ہے ہوسکتا ہے اس تاریخ کے بعد آپ کی طرف سے انکو شکریہ کا کوئی خط مل گیا ہو۔ خیر اب آپ سے درخواست ہے کہ آپ کبھی کبھار خیریت کا خط لکھ دیا کریں تا کہ یہ دوستی اور پائیدار ہو جائے۔ ہوسکے تو مندرج ذیل پتہ پر ماہنامہ الحق ارسال کردیا کریں۔ نیز آپ سے درخواست ہے کہ حکومت کی قائم کردہ نصاب کمیٹی نے جو نصاب مرتب کیا ہے اسکی ایک کاپی پہلی فرصت میں بھیج دیں میں نے جامعہ مدینہ گٹ والا فیصل آباد میں ابھی ابھی اہتمام کی ذمہ داری سنبھالی ہے میں چاہتا ہوں کہ وہاں نئے نصاب کے مطابق تعلیم شروع کی جائے، نیز مدرسہ اشرف المدارس فیصل آباد کے شوریٰ کے بعض اراکین بھی اس نئے نصاب کا جائزہ لینا چاہتے ہیں اگر اس نصاب کا پورا خاکہ ماہنامہ الحق میں چھپ چکا ہو تو آپ از راہ عنایت اس رسالے کی دو کاپیاں بندہ کے نام ارسال کردیں عین نوازش ہوگی۔ دوسرے آپ پتہ نہیں کہ ہندوستان سے کیا جذبات لیکر آئے ہیں۔ (مجھے ماہنامہ الحق پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا)

<u>فتح ہند کا جذبہ</u>: لیکن میں ہندوستان سے صرف ایک ہی جذبہ لیکر آیا کہ ہندوستان فتح ہونا چاہیے۔ اگر محمد بن قاسمؒ، محمود غزنویؒ، شہاب الدین غوریؒ، احمد شاہ ابدالیؒ اور اورنگ زیب عالمگیرؒ ہندوؤں کے مقابلے میں فتح حاصل کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے؟ اس مقصد کیلئے میں نے واپسی کے دو دن بعد ۲ مئی <u>۱۹۸۰ء</u> کو سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی قائم کردہ جماعت جماعت مجاہدین کے احیاء کا اعلان کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس کو ملک بھر میں منظم کیا جائے اگر آپ اس سے متفق ہوں تو اطلاع دیں تا کہ متعلقہ لٹریچر جو کہ زیر طبع ہے آپکو ارسال کیا جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ جہاد کے موضوع پر دارالعلوم حقانیہ میں طلباء اور اساتذہ سے گفتگو کا شرف حاصل کروں۔ اگر آپ کیلئے یہ امر بار خاطر نہ ہو تو مجھے اطلاع دیجئے میں رخصت ہونے سے قبل حاضری کی کوشش کرونگا۔

<u>جمعیت کے بجائے جماعت مجاہدین</u>: میں نے قائد محترم جناب مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کے سامنے یہ تجویز رکھی ہے کہ حضرت مدنیؒ کے مقابلے میں قائم کردہ جمعیت علماء اسلام کے نام پر کام کرنیکی بجائے اگر جماعت مجاہدین کے نام سے کام کیا جائے تو میرے خیال میں انجام کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہوگا۔ میری یہ قطعی رائے ہے کہ جمعیت علماء اسلام کی بنیاد میں بے ادبی کی سرمایہ کاری ہوئی ہے اسکے ذریعے کوئی نفع بخش کام نہیں ہوسکتا اور پھر جس جماعت کی بنیاد ہی حضرت مدنیؒ کے ساتھ بغض پر رکھی گئی ہو وہ کیسے بارآور ہوسکتی ہے۔

سرحد کے غیور علماء اور بزرگ اگر اس سلسلہ میں میری تائید کریں تو یہ مدنی مکتب فکر کے اوپر بہت بڑا احسان ہوگا۔ اگر آپ میری اس تجویز کا قبلہ والد صاحب مدظلہ کے سامنے تذکرہ کر کے ان کے جوابی تاثرات مجھ تک پہنچادیں تو مجھے دلی مسرت ہوگی۔

خط بہت طویل ہوگیا جس پر میں معذرت خواہ ہوں اب میں ۱۴ جون سے آپکے خط کا انتظار شروع کردونگا۔ دیکھیں قسمت کب جاگتی ہے۔ آپ بھی دعا کریں اور حضرت مدظلہ سے درخواست کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی طرح اپنی رضا کیلئے جہاد کرنیکی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین آپکے جواب کا منتظر

فقط والسلام: احمد سعید لدھیانوی

پتہ: جامعہ مدینہ گٹ والا چک ۱۹۹ (ر ب) شیخوپورہ روڈ تحصیل و ضلع فیصل آباد

علامہ احمد عبدالحلیم کانپوری[1] کراچی

(۱)

۲۱ اگست ۱۹۷۲ء (الحق کیلئے مضمون O عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے منتخبہ عربی کتب "الملل والنحل اور طبقات ابن سعد" کے اردو ترجمے)

حضرت مخدوم زاد فضلکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! میں اپنے زمانہ قیام نوشہرہ میں جو پندرہ سولہ سال رہا کبھی کبھی دارالعلوم میں حاضر ہوکر شرف زیارت حاصل کرتا تھا۔ اور کبھی کبھی میں نے البلاغ کراچی میں بھی بعض مضامین لکھے ہیں۔ لیکن یہ مضمون "اعضائے باری تعالیٰ" وہاں طبع نہ ہوسکا اسلئے الحق کیلئے ارسال خدمت ہے۔ اگر پسند نہ آئے تو میری امانت مجھے واپس فرما دیجئے۔ اور اگر یہ شائع ہو تو اس مضمون والا ایک پرچہ مجھے بھی ارسال فرمایا جائے۔ امام ابن حزمؒ کی مذاہب عالم پر کتاب "الفصل بین الاھواء والملل والنحل" پانچ جلدوں میں ہے اور میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن کیلئے انکی منتخبہ عربی کتب کا ترجمہ بہ اجرت کیا کرتا تھا انہیں میں کتاب مذکورہ بھی ہے۔ یہ ترجمہ وہاں چھپا اور ۲۶ قیمت پر شائع کیا گیا اسی کتاب کے ایک پورے باب کا ترجمہ میں بھیج رہا ہوں۔ میں نے وہاں کیلئے طبقات ابن سعد کی آٹھ جلدوں کا مکمل ترجمہ کیا ہے جو کراچی میں مولانا بنوری کے مدرسہ میں موجود ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب شاید چار پانچ کے تفاوت سے میرے ہم عمر ہیں اور انکی طرح میں بھی ۷۷ سال کا ہوں میرے انکے مراسم تھانہ بھون کے ہیں۔ بمصداق۔ من نعمرہ ننکسہٗ فی الخلق اب مجھ سے کوئی کام نہیں ہوتا اور میرا حال خود میرے الفاظ میں یہ ہے۔

آنکھ بینا نہیں کان بھی سننے کو نہیں ہاتھ لکھنے کو نہیں پیر بھی چلنے کو نہیں۔ واللہ المستعان والسلام فقط احمد عبدالحلیم کراچی

(۲)

۲۴ جنوری ۱۹۷۳ء (اعضائے باری تعالیٰ پر مضمون)

محترمی زاد مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! بحوالہ مراسلہ آپ جناب نمبر ۶۳۲ مورخہ ۱۱۲ کتوبر ۱۹۷۲ء گزارش ہے کہ امید ہے کہ اب تک میرا مضمون "اعضائے باری تعالیٰ سے کیا مراد ہے" شائع ہوگیا ہوگا مگر مجھے اب تک وہ رسالہ نہیں ملا جسمیں یہ مضمون ہوگا۔ براہ کرم ارسال فرما کر شکرگزاری کا موقع دیں۔ انشاء اللہ میں اسکی قیمت بھی پیش کرنے کو تیار ہوں۔ حضرت مولانا المحترم کی خدمت میں سلام ادب عرض کردیں۔ والسلام: فقط احمد عبدالحلیم کراچی پی ای سی ایچ سوسائٹی

(۳)

۱۰ اپریل ۱۹۷۳ء (ظہور مہدی کے احادیث O خاتون کی سربراہی پر مضامین)

محترمی زاد مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، امام ابن حزم نے ملل ونحل میں بڑی تفصیل سے شیعوں کا رد کیا ہے، اسمیں انہوں نے اسپر

---

[1] عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن میں ترجمہ کا کام کیا۔ الملل والنحل، طبقات ابن سعد کے آٹھ جلدوں کے ترجمہ کا ذکر خطوط میں ہے، حکیم الامت حضرت تھانوی سے گہرے مراسم اور خصوصی تعلق، حضرت تھانوی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا مرتضٰی حسن، مولانا اصغر حسین جیسے اکابر سے استفادہ اور تلمذ کا بھی خطوط میں ذکر ہے اور ایک مکتوب میں حضرت تھانوی سے حضرت حسین کے سید الشہداء ہونے کے مسئلہ پر تحریری مناظرہ کا بھی ذکر ہے مگر مولانا مرحوم کے بعض خیالات اور ان کی ژولیدہ فکری، بعض فکری اور گروہی خلیج کو بڑھکا دینے والے آراء کی وجہ سے "الحق" اسکی اشاعت سے کتراتا رہا جس سے ان کی ناراضگی کا خطوط میں اظہار ہوتا رہا۔ خود بھی عمر رسیدگی کا ذکر کرتے رہتے۔ بہرحال اکابر کے طبقۂ اول سے وابستہ ایک بزرگ کے خطوط کو نظر انداز نہ کیا جاسکا۔ تقسیم کے بعد کراچی اور پھر نوشہرہ کینٹ میں مقیم تھے۔

مدلل بحث کی ہے کہ اسلام میں قرب قیامت سوائے حضرت مسیح کے کوئی مہدی آنیوالا نہیں ہے انکے دلائل کے بعد میں نے بھی بعض دلائل کا اضافہ وشکوک کا ازالہ کیا ہے۔ مدیر النجم[1] حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی[2] اس سے پورے متفق تھے۔ اور فرماتے تھے کہ تم نے تو بداہت سے استدلال کیا ہے اور فرماتے تھے کہ مولانا سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ جن جن کتب حدیث میں ظہور مہدی کی احادیث ہیں میں نے ان سب کے رجال کی تحقیق کی تو ہر سند میں کوئی نہ کوئی رافضی ضرور ہے جس سے یہ سب ساقط الاعتبار ہیں۔ میں نے تفصیل سے اس مضمون کو لکھا ہے مگر یہاں کے اہل رسالہ اپنی مصالح سے اسے شائع نہیں کرتے۔ دوسرا مضمون میں نے اس پر لکھا ہے کہ سربراہ مملکت کسی خاتون کو بنانا جائز نہیں نیز ضمناً یہ بھی لکھا ہے کہ وزیر حج کے ابتدائی مسائل سے بھی واقف نہیں جس کی وجہ سے یہ ایک نامحرم عورت کو قوم کے روپے سے حج کو لے گیا۔ یہ بھی شائع نہ ہو سکا اگر آپ شائع فرما سکیں تو میں دونوں مضامین ارسال خدمت کردوں۔ ظہیر احمد صاحب تاج کو رسالہ کا وی پی مل گیا، حضرت مولانا کی خدمت میں سلام ادب پیش کردیں۔

والسلام: احمد عبدالحلیم کراچی

(۴)

(امام ابن حزم کی ظہور مہدی کی نفی پر تحقیق)

۳۰ اپریل ۱۹۷۳ء

محترمی زادمجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں نے ۱۰ اپریل کو ایک جوابی کارڈ میں یہ دریافت کیا تھا کہ (۱) میرا مضمون ظہور مہدی کی نفی کے متعلق جو امام ابن حزم کی ملل ونحل کا ترجمہ ہے اور کچھ شواہد میں نے بھی اسکی نفی پر لکھے ہیں (۲) عورت کو گورنر یا سربراہ مملکت بنانے کی ممانعت میں بھی میں نے قرآن وحدیث سے مفصل لکھا ہے آیا آپ ان مضامین کو شائع فرما سکیں تو ارسال خدمت کردوں مگر اب تک کوئی جواب نہ ملا، حالانکہ میں نے وجوب جواب کیلئے جوابی کارڈ ارسال کیا تھا۔ والسلام: فقط احمد عبدالحلیم

(۵)

(کسی مہدی مخصوص کا ظہور)

۲۴ مئی ۱۹۷۳ء

استفتاء۔ ظہور مہدی کی تردید میں جو شواہد و دلائل مجھے ملے ہیں انہیں علمائے حق کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ یہ حضرات اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے تو اسکی اصلاح فرمادیں۔ واللہ المستعان۔ احمد عبدالحلیم کانپوری۔

محترمی زادمجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مکتوب گرامی موجب شکرگزاری ہے۔ میں دونوں مضمون ۱) کیا عورت امیر قوم بنائی جاسکتی ہے (۲) کیا کسی مہدی مخصوص کا ظہور ہونے والا ہے۔ ارسال خدمت کرتا ہوں میرے خیال میں مضمون ثانی بصورت استفتاء شائع کرنے میں کسی فتنہ کا انشاء اللہ اندیشہ نہ ہوگا۔ پھر بھی احیائے سنت مردہ میں انشاء اللہ سوشہید کا اجر حاصل ہوگا۔ اگر اب بھی اسکی اشاعت مناسب نہ سمجھی جائے تو واپسی کا دروازہ کھلا ہوا ہے لیکن اگر اشاعت کا قصد ہو تو فی الفور ایک کارڈ میں صورت حال سے مجھے آگاہ کرنے کی محرر کو ہدایت فرمادیں۔ اب میری عمر ۸۰ سال کی ہے اسلئے میں اس آخری وقت میں مزید انتظار کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ حضرت مخدوم ومکرم مولانا کی خدمت میں بھی سلام مسنون۔ مضامین کی رسید یا واپسی کے لئے لفافہ حاضر ہے۔ والسلام فقط: احمد عبدالحلیم کراچی

---

[1] لکھنؤ سے شائع ہونے والا شیعیت کے رد میں بڑا وقیع پرچہ

[2] اہل سنت کے مشہور مناظر اور ترجمان امام اہلسنت کہلائے۔

(۶)

(امام حسین کے سید الشہداء ہونے اور دیگر مسائل پر مولانا تھانوی سے تحریری مناظرہ O بیان القرآن کے بعض مقامات پر تنقید O معاویہ بن ابوسفیان پر رسالہ اور اکابر کا ردعمل)

۱۷ اگست ۱۹۷۳ء پی ایس سی ایچ کراچی

مخدوم ومحترم زاد فضلکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،مکتوب گرامی نمبر ۲۷۴م مورخہ ۳-۶-۷۳ء مجھے ۳-۷-۷۳ کو بکمال تشکر مل گیا تھا۔ امامت زن کے متعلق میرا مضمون انشاء اللہ زیر اشاعت ہوگا بعد اشاعت اگر گنجائش ہو تو مجھے بھی حسب سابق دو نسخے مرحمت فرمائے جائیں۔

جذبہ تحقیق: میرا معمول بہ تعمیل "بلغ ما انزل الیک" ہمیشہ سے یہ ہے کہ جن مسائل میں علماء کو بھی توجہ نہیں انہیں حسب توفیق ظاہر کروں اور "قل الحق ولو کان مرا" پر بھی عمل کروں۔چنانچہ میں سالہا سال قبل اپنے ایک رسالہ "اظہار حق" میں اور "اخبار انجم" میں یہ لکھ چکا ہوں کہ حضرت حسین کو سید الشہداء کہنا جائز نہیں،اس پر حضرت اقدس مرشدی ومولائی واستاذی مولانا تھانویؒ سے میرا تحریری مناظرہ بھی ہوا حضرت اقدس کا آخری استدلال یہ تھا کہ جب انکی شان میں سید اشباب اھل الجنۃ وارد ہے اور شباب میں شہداء بھی ہیں تو انکے سید الشہداء ہونے میں کیا شک رہا۔میں نے اسپر عرض کیا کہ شباب میں تو انبیاء بھی ہونگے تو پھر یہ سید الانبیاء بھی ہوئے اسپر کوئی جواب نہیں دیا صرف تحریر فرمایا کہ اسکا قریب تر جواب بھی ممکن ہے۔اسطرح ابن منصور کی ولایت پر ایک ملفوظ فرمایا۔میں نے بحوالہ تاریخ اسکا ملحد ہونا ظاہر کیا تو مجھ سے اصل مواد طلب فرما کر ملاحظہ فرمایا اور خاموش ہوگئے۔پھر میں نے بعد وفات بیان القرآن کی بعض صریح غلطیوں پر ایک مضمون لکھا جسے مفتی صاحب کے البلاغ میں شائع کر دیا گیا۔اسطرح میں نے یہ بھی لکھا ہے اور جو شائع ہوا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو سیدۃ نساء اھل الجنۃ کہنا بہ چند وجوہ محل نظر ہے۔(۱)اول تو خود اسکا راوی شک کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انکی تسلی کیلئے یہ فرمایا یا یہ فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی۔اور یہی صحیح بھی ہے کیونکہ صدمہ فراق کا تدارک وصال سے ہوتا ہے نہ کہ دوسرے عطیات سے پھر یہ لستن کاحدمن النساء کے بھی معارض ہے اور حضرت خدیجہؓ حضرت عائشہؓ کی قطعی فضیلت کے بھی خلاف ہے۔اسی طرح ظہور مہدی کا مسئلہ ہے جو ہم نے قدرے اصلاح وترمیم کے ساتھ روافض سے حاصل کیا ہے۔

بہرحال میں نے اب تک سینکڑوں مضامین اہل باطل اور غلط فہمی میں مبتلا ہونے والوں کے خلاف لکھے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

میں نے ایک مرتبہ "معاویۃ بن ابی سفیان" پر ایک طویل رسالہ لکھا جب وہ شائع ہوا تو مولانا اصغر حسین مرحوم[۱] نے بڑے سنگین الفاظ میں اسے ناپسند فرمایا کیونکہ اس میں حضرت علیؓ وحضرت معاویہؓ کی جنگ پر عقل ونقل کے مطابق مدلل تبصرہ ہے،برخلاف موصوف الصدر کے استاذی حضرت مولانا عبدالشکور صاحب مرحوم نے یہ فرمایا کہ تمہاری نجات کیلئے یہی رسالہ کافی ہے۔بہرحال اسی قسم کے مسائل اب بھی میرے ذہن میں ہیں مگر اشاعت کا موقع نہیں اس لئے میں اسی سے تسکین حاصل کر لیتا ہوں کہ انلزمکموھا وانتم لھا کارھون۔

اگر نفی ظہور مہدی کا مضمون ناقابل اشاعت قرار پائے تو براہ کرم واپس فرما دیا جائے۔ واللہ المستعان فقط:

عبدالحلیم کانپوری کراچی نمبر ۲۹

---

۱ دارالعلوم دیوبند کے اکابر اساتذہ میں سے تھے۔

(۷)

۲۸ دسمبر ۱۹۷۳ء (خطوط کا جواب دینا بھی اذا دُعی اجاب میں داخل ہے O مولانا تھانویؒ)

حضرت محترم زاد فضلکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: حدیث میں حقوق مسلم میں ایک یہ حق بھی بیان کیا گیا ہے کہ اذا دعی اجاب (او کما قال) اسکی تفسیر میں حضرت مرشدی ومولائی واستاذی مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے تھے کہ خطوط کا جواب بھی اسی میں داخل ہے۔ مگر میں ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ رسالہ "الحق" کے دفتر سے مجھے اکثر جوابی خطوط کا بھی جواب نہیں ملتا حالانکہ جواب کیلئے ٹکٹ یا کارڈ بھی ارسال کر دیا جاتا ہے۔ اسلئے گزارش ہے کہ یہ ادارہ جسطرح پورے طور پر دارالعلوم ہے اسے اسی طرح دارالعمل بھی ہونا چاہیے۔ میں نے نفی ظہور مہدی پر ایک مفصل ومدلل مضمون مہینوں پہلے بھیجا تھا نہ تو وہ ابتک شائع ہوا اور نہ میری امانت مجھے واپس کی گئی۔ اسلئے دفتر کی ہدایت کیلئے یہ عریضہ ارسال ہے۔ امید ہے مزاج عالی بعافیت ہوگا۔ والسلام: احمد عبدالحلیم کانپوری

(۸)

۲۵ جنوری ۱۹۷۴ء (اجر رسالت پر مضمون)

مشفق محترم زادت حسناتکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اجر رسالت پر ایک مضمون حاضر خدمت ہے ع گر قبول افتد زہے عزوشرف. ورنہ حسب معمول واپس فرما دیا جائے مگر بعجلت ممکنہ کیونکہ اب میری عمر تاخیر کی متحمل نہیں۔ اسکی رسید یا واپسی کیلئے ٹکٹ حاضر ہے۔ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں سلام ادب۔ واللہ المستعان فقط والسلام: احمد عبدالحلیم کراچی

(۹)

۱۷ مئی ۱۹۷۴ء (آثار انبیاء مضمون میں مرزا قادیانی کی یاوہ گوئی کا جواب)

مشفق محترم زاد فضلکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ایک مضمون آثار (علامات) انبیاء ارسال خدمت ہے جو مرزائے قادیانی کی یاوہ گوئی کا جواب ہے۔ اسمیں میں نے مولانا ظفر احمد تھانوی (جو میرے استاد بھی ہیں) اور حضرت مرتضی حسن صاحبؒ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اگر پسند ہو تو جلد سے جلد میری زندگی ہی میں اشاعت ہو جائے تو زہے نصیب۔ اب میں ۸۱ سال میں ہوں اور تمام اعضاء جواب دے چکے ہیں۔ ورنہ واپس فرمایا جائے۔ (۲) پہلا مضمون تفسیر آیۃ مو دۃ القربی (ردروافض) نہ اب تک شائع فرمایا گیا نہ واپس کیا گیا۔ (۳) حدیث للمومن علی المومن ست خصال (الی ان) اذا دعی اجاب۔ اسکی تفسیر میں مرشدی واستاذی حضرت مولانا تھانوی قدس سرہ فرماتے تھے کہ اجابۃ الداعی میں جواب خطوط بھی شامل ہے۔ مگر ہمارے بعض علماء اس پر عمل نہیں فرماتے۔ فی الفور کم از کم اسکی رسید اور اشاعت یا عدم اشاعت کے فیصلہ سے مطلع فرمایا جائے تو باعث تشکر ہوگا۔ واپسی میں جو ٹکٹ لگینگے وہ لفافہ دیکھ کے انشاء اللہ پیش کر دونگا۔ حضرت محترم مولانا دامت فیوضہم کی خدمت میں سلام نیاز۔ واللہ المستعان۔ والسلام فقط: احمد عبدالحلیم

(۱۰)

(مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت نفی جہاد کیلئے تھا O قرآنی پیشگوئیوں میں تحریف احمدی کبھی نہ کہا جائے O غیر مسلم جہاد کی نوکری کا اہل نہیں O راعنا انظرنا بحث ربوہ کو کھول دیا جائے)

۱۰ ستمبر ۱۹۷۴ء بسم اللہ الرحمان الرحیم O

مشفق محترم زاد فضلکم السلام علیکم! عام طور پر سب مسلمان اس سے واقف ہیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنے اعلان نبوت یا بالفاظ دیگر اپنے کفر وارتداد کے بعد ہی انگریزی حکومت سے اپنے اظہار عبودیت کیلئے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ میرے مذہب میں جہاد حرام ہے اور اسکے

ساتھ ہی اس مرتد نے یہ بھی اعلان کیا کہ میں خونی نبی نہیں ہوں (آتش بگورش) اس نے خونی کا لفظ کہہ کر سید البشر خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ پر رکیک اور کمینہ تعریض وتنقید کی ہے۔ اور معاذ اللہ آپ کے دین مبارک کو قاتل وسفاک ٹھہرایا ہے حالانکہ جہاد اسلام کا پانچواں ضروری رکن ہے، جسکے بغیر اسلام کی حفاظت ہو ہی نہیں سکتی اسی لیے اسکے بارہ میں ارشاد عالی ہے کہ "الجہاد ماض الی یوم القیامہ" یعنی جہاد قیامت تک جاری رہیگا۔ (اور کبھی منسوخ یا معطل نہ ہوگا) وہ جانتا تھا کہ انگریز ۵۷ء کے جہاد میں شدید زک اور جانی ومالی نقصان اٹھانے کے بعد اس سے بیحد لرزاں وترساں ہے اور اسی لیے اس نے تمام اسلحہ یہاں تک کہ بڑے چاقو چھری تک پر پابندی لگادی تھی کہ یہ آلات جہاد ہیں۔ اسلئے مرزائے مرتد نے انگریز سے اپنی وفاداری اور عبودیت کو خونی نبی نہ ہونے کی جاہلانہ وکافرانہ نفی سے مستحکم کیا۔ اسلئے ہر مرزائی قادیانی جو اسکی نبوت پر ایمان رکھتا ہے وہ کبھی برضاء ورغبت جہاد میں شریک نہیں ہوسکتا اور اگر ریاکاری وفریب دہی کیلئے شریک بھی ہوگا تو اسکے فرائض ادا نہ کریگا۔ اسلئے جب ساری فوج محض مجاہدین کی جماعت ہے اسمیں سے جلد از جلد انہیں خارج کردینا چاہیے۔

(۲) مرزائے مرتد نے قرآن مجید میں منجملہ اور تحریفات کے یہ تحریف بھی کی تھی کہ میری نبوت کی پیشگوئی مسیح ابن مریم علیہ السلام سے بھی کرائی گئی تھی، جسکا ذکر بحوالہ انجیل قرآن میں اسطرح وارد ہے "مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" یعنی مسیح ابن مریم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احمد نام کے ایک رسول کے آنکی بشارت دینے والا بھی بنایا۔ مرزا کہتا تھا کہ وہ احمد میں ہی ہوں اور آنحضرت ﷺ حسب تصریح قرآن محمد ہیں۔ حالانکہ کوئی پوچھتا کہ تم احمد کب ہو تم تو غلام احمد ہو اور غلام بھی غدار وبیوفا۔ اسی مرزائی خرافات کی بناء پر اسکے متبعین اپنے کو احمدی کہتے ہیں مرزائی یا قادیانی نہیں کہتے۔ اسلئے ہمیں انکی مشابہت اور انکے کفر کی تائید سے بچنے کیلئے انہیں ہرگز احمدی نہیں کہنا چاہیے بلکہ مرزائی یا قادیانی ہی کہنا چاہیے۔ اسکی نظیر قرآن مجید میں بھی ہے "یاایھا الذین آمنوا لا تقولو اراعنا وقولوا انظرنا" یعنی اے ایمان والو (تم آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرنیکے لیے منافقین کی طرح) راعنا، نہ کہا کرو گو بظاہر یہ کلمہ مراعاۃ سے مشتق ہونیکی وجہ سے ادب وتعظیم کا کلمہ ہے جسکے معنی یہ ہے کہ ہماری بھی رعایت فرمایئے اور اس ضرورت کیلئے تم انظرنا کہا کرو جسکے معنی ہیں ہم پر بھی نظر فرمایئے۔ منافقین ویہودی راعنا کے کسرہ کو تانا کھینچتے تھے کہ وہ راعینا ہوجاتا تھا یعنی اے ہمارے بکریوں کے چرواہے۔ چونکہ یہ سخت گستاخی کے ساتھ سراپا غلط بھی ہے اسلئے مومنین کو اسکا متبادل کلمہ انظرنا بتایا گیا نیز وہ اگر کسرہ کو کھینچتے نہ تھے تو اسکو راعن کا منادی بناتے تھے جو رعونت سے مشتق ہے اور اسکے معنی تکبر اور اسکے روحانی مرض میں مبتلا کے ہیں۔ یعنی اے متکبر ومغرور، اور مومنین جب خطاب کیلئے انکی تقلید میں راعنا کہتے تھے تو یہ سمجھ کر بہت خوش ہوتے تھے کہ ہم نے آپکے جان نثاروں سے بھی آپکو وہی گالی دلوادی جو ہم دیتے ہیں۔

(۳) اسلام میں دنیاوی کاموں کی سرکاری ملازمت کفار اہل ذمہ کو دینا منع نہیں ہے مگر وہ خدمات انکو نہیں دی جائیں گی جن کا کسی نہ کسی طرح دین سے تعلق ہوگا چنانچہ فوجی نوکری تو جہاد کی نوکری ہے اسلئے کوئی غیر مسلم اسکا اہل نہیں ہے۔

(۴) "ربوہ" جو اس وقت خالص کفرستان ہے، اسے بھی عام پاکستانی شہروں کی طرح ہر پاکستانی کی سکونت کیلئے عام ہونا چاہیے بلکہ اسے انکی ملک سے نکال لینا چاہیے پہلی حکومت نے سر ظفر اللہ کے اثر سے یہ پورا خطہ کوڑیوں کے مول انکے ہاتھ فروخت کرکے پاکستان میں ایک کفرستان بنوادیا تھا اسلئے یا تو انکی قیمت واپس کرکے اسپر قبضہ کرکے اسے پھر پاکستان میں شامل کرلینا چاہیے یا اسی طرح بلا قیمت لے لینا چاہیے جسطرح زمینداروں اور جاگیرداروں کی زائد زمینیں اور کارخانے مفت لے لیے گئے حالانکہ اسلام میں کسی کے سرمایہ وجائداد کی مقدار کی کوئی پابندی نہیں چنانچہ خود خاتم الانبیا ﷺ کے عہد مسعود میں حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ کروڑ پتی تھے اور بعض صحابہ اتنے مفلس تھے کہ انہیں جو کی روٹی کی بھی وسعت نہ تھی اور کھجور کے باغوں کی گری ہوئی کچی کسیلی کھجوروں پر

بسر کرتے تھے ایسے ہی ایک مفلس وفقیر صحابی کو ایک صاحب وسعت صحابی نے کچھ خدمت کرنا چاہی تو انہوں نے قبول نہیں کیا اور کہا کہ کیا تم میری جنت کی نعمتیں کم کرانا چاہتے ہو۔ جب تمہارا سرمایہ جائداد پر اسلام نے کوئی پابندی نہیں لگائی بجز اسکے کہ وہ شرعی اور جائز طریقہ سے حاصل کی جائے تو مدعی اسلامی حکومت کو بھی اسپر پابندی نہیں لگانا چاہیے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ "یاایھاالذین امنوا لاتحرّموا مااحل اللّٰہ لکم" اے ایمان والوان چیزوں کو حرام نہ کرو جنہیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کردیا ہے۔ وماعلینا الاالبلاغ۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ واللّٰہ المستعان احمد عبدالحلیم کانپوری

(۱۱)

(آیۂ فدیہ اور علمائے تفسیر سے اختلاف)

۱۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء

مخدوم ومحترم زاد فضلکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: اللہ کرے آں محترم بھی بعافیت ہوں۔ باعث تصدیع یہ ہے کہ غالباً میں نے صفر کے قریب ایک مضمون "سیرت النبی ﷺ" لکھ کر مدیر صاحب "الحق" کو ارسال کیا تھا اور اشاعت یا واپسی کیلئے جوابی لفافہ بھی بطور امانت پیش کیا تھا اور یقین تھا کہ ارشاد رسالت کے اس جزو پر "اذا دعی اجاب" پر ضرور عمل ہوگا۔ حضرت مرشدی مولانا تھانویؒ فرماتے تھے کہ اسکے عموم میں جواب خط بھی شامل ہے کیونکہ دعوت جس طرح زبانی ہوتی ہے اسی طرح تحریری بھی۔ آرزو تھی کہ آخری عمر کا کچھ حصہ خدمت دین میں صرف کروں۔ مگر اہل اشاعت کی ناقدری نے ہمت توڑ دی۔ مضمون نگار جو لکھتا ہے وہ گویا اپنے خون جگر سے لکھتا ہے اگر اسے ضائع کردیا جائے تو اسکے صدمے کو مضمون نگار ہی جانتا ہے۔ بسا اوقات میں بعض علماء کی تفسیر کے خلاف بھی لکھتا ہوں لیکن وہ مخالفت عربیت کے قواعد کے اندر ہوتی ہے۔ مثلاً وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین میرے نزدیک یہاں لا کو مقدر ماننا قرآن مجید پر ایک کوتاہی کا الزام ہے۔ میرے نزدیک اسکے معنی یہ ہیں کہ جو روزہ دار مسکین کو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہے اسکے ذمہ ہے کہ وہ اپنا دن کا بچا ہوا کھانا مسکین کو کھلادے۔ اب رہا اضمار قبل الذکر کا مسئلہ تو یہ خود اسکے اہل میں مختلف فیہ ہے۔ اسکو سعدیؒ کہتے ہیں کہ

وگرنہ چہ حاجت کرزحمت بری زخود بادگری ہم خود خوری

متنبی کے کلام میں اضمار قبل الذکر کے کافی شواہد ہیں۔ گزارش ہے کہ اگر وہ شائع نہ کیا جائے تو واپس کردیا جائے۔ اصول یہ ہونا چاہیے کہ اگر مدیر کی رائے کے خلاف ہی ہو تو اسپر ایک مدلل نوٹ لکھ کر شائع کرنا چاہیے۔ تاکہ جو غلط فہمی میں مبتلا ہوئے ہوں انکی اصلاح ہوجائے۔ چنانچہ اہل اخبار مراسلہ سے متفق نہیں ہوتے تو یہی کرتے ہیں۔ واللّٰہ المستعان والسلام: احمد عبدالحلیم

(۱۲)

(عید غدیر خم پر مضمون اور جوابی مضمون کا ذکر)

۲۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء

مخدومی ومحترمی زاد فضلکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! "الحق" میں میرے عید غدیر خم کے مضمون کے خلاف جوابی مضمون پڑھا۔ اب سے تقریباً پچاس سال قبل میں نے بھی مضمون اس سے زیادہ مفصل لکھا تھا جسکا جواب روافض تو دے نہ سکے مگر اب ایک مولوی صاحب کو رفض نوازی کی توفیق ہوئی ہے۔ میرا وہ مضمون حضرت استاذی امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکورؒ کی نگرانی میں النجم میں چھپا تھا۔ میرے اس مضمون میں اصول وعقائد اسلام پر ذرا بھی زد نہیں پڑتی اسلئے ایسے باہمی فروعی اختلاف میں سکوت ہی اولیٰ تھا تاکہ روافض کو مدد نہ ملتی۔ بفضلہ تعالیٰ مجھے اسکے جواب الجواب کی بھی توفیق حاصل ہے۔ بشرطیکہ آپ اسکی اشاعت مناسب سمجھیں تو مطلع فرمائیں۔ اور میرے

جو مسودات اشاعت کیلئے نامناسب سمجھے گئے ہیں وہ میری امانت ہیں انہیں واپس فرمائیں۔ والسلام فقط: عبدالحلیم

(۱۳)

۲۴ نومبر ۱۹۷۵ء (مضمون واپس بھیجنے کا مطالبہ)

مشفق محترم زادفضلکم! ''الحق'' کا پرچہ ۲۰ اکتوبر سے ۲۰ نومبر ۷۵ء کا بکمال تشکر ملا فوری توجہ فرمائی کیلئے مزید تشکرودعائے خیر۔ مگر افسوس ہے کہ اسمیں عید غدیر خم کے متعلق میرا مضمون نہیں ہے۔ غالباً اسکے پہلے شمارہ میں یا اس سے پہلے میں ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ دفتر کے کارکن نے بغیر دیکھے روانہ کردیا ہے۔ براہ کرم خود ملاحظہ فرما کر ارسال فرمائیں مزید شکر گزاری کا موقع عطا فرمائیں۔ والسلام فقط احمد عبدالحلیم

میرے سابقہ مضامین جنکے چھاپنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ واپس فرمائے جائیں۔ تاکہ یہاں کے رسالہ ''بینات'' میں چھپ سکیں۔

(۱۴)

۲ دسمبر ۱۹۷۵ء (الحق میں ناپسندیدہ مسودات کی اشاعت سے معذرت)

مخدوم ومحترم زادمجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عید غدیر خم والے رسالہ ''الحق'' اور ناپسندیدہ مسودات کی واپسی کا شکریہ قبول فرمائیں۔

والسلام: احمد عبدالحلیم

(۱۵)

۳ دسمبر ۱۹۸۳ء (جواب خط میں تاخیر پر ناراضگی)

محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: حدیث میں ہے کہ للمومن علی المومن ست خصال (الی انه)، اذا دعی اجاب، مرشدی واستاذی ومحسنی مولانا اشرف علی صاحب جن کی خدمت میں برسوں گزارے فرماتے تھے، کہ جواب خطوط عین ''اجابت الداعی'' میں داخل ہے۔ ممکن ہے کہ سب کو اس استنباط سے اختلاف ہو اسلئے وہ اجابت الداعی کو سرے سے ضروری ہی نہ سمجھتا ہو۔ سوائے خط کے آپکی رائے معلوم کرنیکا اور کوئی ذریعہ نہیں اور آپ کم از کم اپنے نائب کو بھی اسکی ہدایت نہیں فرماتے۔ بہر حال ۸۰ سال کی عمر کے بعد اب میں انشاء اللہ بستر مرگ پر ہوں۔ معلوم نہیں کہ ظہور مہدی کے متعلق کیا طے ہوا، اس آخری وقت میں یا تو میں اسکی اشاعت کی خوشخبری چاہتا ہوں یا امانت کی واپسی۔ حضرت محترم مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں سلام اور حسن خاتمہ ودعائے مغفرت کی درخواست پہنچادیجئے تو انشاءاللہ اس سے بھی آپکے حسنات میں اضافہ ہوگا۔ والسلام فقط: احمد عبدالحلیم

(الحق میں احمد عبدالحلیم کانپوری کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ کیا عورت سربراہِ مملکت بن سکتی ہے؟ اگست ۱۹۷۳/ ۸۵-۸۷
۲۔ جدید تحقیق (اہل بیت کے بارے میں) [مکتوب] جنوری ۱۹۷۴/ ۵۹
۳۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت جولائی ۱۹۷۴/ ۲۷-۳۱
۴۔ قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب] اکتوبر ۱۹۷۴/ ۴۸-۴۹
۵۔ جشن غدیر کی حقیقت [ردِ رفض] مئی ۱۹۷۵/ ۵۷-۶۰

مولانا احمد علی سراج[1] انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت

۳ر دسمبر ۱۹۹۸ء　(فتنہ پرویزیت اور منکرین حدیث کی تشویشناک سرگرمیاں ○ حکومت کویت کا فتویٰ)

مکرمی و محترم جناب ایڈیٹر ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فتنہ پرویزیت بزمِ طلوعِ اسلام کا بانی غلام احمد پرویز منکرِ حدیث سے مذہبی حلقوں میں معروف ہے۔ اس کی تحریک جو دورِ ایوب میں زوروں پر تھی اس وقت کے علمائے کرام کی جدوجہد سے مغلوب ہوگئی تھی اور ایک عرصہ تک خوابیدہ رہنے کے بعد اب دوبارہ منظم ہوکر ابھری ہے اور اس نے اپنا جال وسیع پیمانے پر اندرون اور بیرون ملک پھیلا دیا ہے اور جگہ جگہ اپنے مراکز قائم کر کے مسلمانوں میں گمراہی والحاد پھیلانے کے طے شدہ پروگرام پر سرگرم عمل ہے۔

غلام احمد پرویز کا لٹریچر، ویڈیو اور آڈیو کیسٹیں وسیع پیمانے پر مسلمانوں میں تقسیم کی جارہی ہیں اور اپنے مراکز میں لوگوں کو اکٹھا کر کے پرویزی افکار ونظریات کی تبلیغ کا اہتمام منظم طور پر سرانجام دیا جارہا ہے۔ علاوہ ازیں قومی وثقافتی تہواروں کی آڑ میں اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں جن میں نوجوان طلباء اور دیگر متمول لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور مقتدر شخصیات کو مہمانانِ خصوصی کی حیثیت سے بلوا کر ان کی سماجی، سیاسی اور سرکاری حیثیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کو متاثر کیا جاتا ہے اور ان اجتماعات میں پرویزی لٹریچر فری تقسیم کیا جاتا ہے اور پرویزی افکار اور پرویزی تحریک کا تعارف کروایا جاتا ہے۔ انٹرنیٹ اور ای میل کے ذریعے پرویزی عزائم کو مزید وسعت حاصل ہوگئی ہے جس سے نئی نسل وسیع پیمانے پر پرویزی الحاد کا شکار ہورہی ہے۔ پرویزیوں کی اس خطرناک یلغار اور سرگرمیوں کے پیش نظر کویت میں پاکستانی حلقوں کے معروف عالم دین اور اسکالر اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی صدر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے اسلام دشمن عزائم کو بے نقاب کرنے کے لئے بروقت قدم اٹھایا۔ غلام احمد پرویز کی تحریروں کے گمراہ کن اقتباسات اکٹھے کر کے ان کا عربی ترجمہ کروا کر کویت کے وزارۃ اوقاف شئون اسلامیہ کے دارالافتاء کو پیش کیا تاکہ وہ پرویز کے افکار ونظریات پر فتویٰ دے سکیں۔ چنانچہ وزارۃ اوقاف کویت نے علمائے کرام کی ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی جس نے پرویزی تحریروں کا مکمل جائزہ لینے کے بعد غلام احمد پرویز کو کافر و مرتد قرار دیا اور اسکے پیروکاروں اور اس جیسے عقائد ونظریات رکھنے والوں کو بھی اس زمرہ میں شامل ہونے کا فتویٰ دیا۔ اس فتویٰ کی کویت کے عربی اخباروں میں وسیع پیمانے پر اشاعت ہوئی اور اداریے لکھے گئے جسکے نتیجہ میں پرویزیوں کو اپنا مرکز بند کرنا پڑا اور ان کی تمام سرگرمیاں ختم ہوگئیں اور گورنمنٹ کویت کی طرف سے آئندہ ان کے لٹریچر پابندی لگادی گئی۔ روزنامہ نوائے وقت اور خبریں لاہور میں فتویٰ کویت کی خبر چھپ چکی ہے۔ اس وقت امت مسلمہ نہایت ہی پرفتن دور سے گزر رہی ہے اور روز بروز نت نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کو اپنے مذہب کے بارے شکوک وشبہات میں ڈال کر انہیں انتشار کا شکار کر کے ان کی مرکزیت کو ختم کرنا ہے۔

پرویزیوں کی سرگرمیاں چونکہ ملکی اور غیر ملکی سطح پر بہت فعّال ہوچکی ہیں اور جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی کے استعمال سے اسلام کے نام پر گمراہی کو تیزی سے پھیلایا جارہا ہے۔ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو اس فتنہ کے بارے میں آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کا اہتمام کرسکیں۔ اس سلسلہ میں ہم آپ کو حکومتِ کویت کے فتویٰ کی کاپی اور دیگر علمائے کرام کے فتاویٰ جات اور ضروری کوائف بھیج رہے ہیں تاکہ آپ اپنے مجلہ میں ان کی اشاعت کر کے مسلمانوں کے ایمان کو بچانے میں اپنا رول ادا کرسکیں۔ جزاکم اللہ خیر　والسلام

داعی الی الخیر　　عبدالخالق بھٹی شعبہ نشر واشاعت

---

[1] موصوف دارالعلوم نعمانیہ اور مدرسہ سراج العلوم ڈیرہ اسماعیل خان کے شیخ الحدیث اور بانی مولانا سراج الدین کے صاحبزادے ہیں کویت کے ایک اہم مسجد میں خطابت اور ایک کویتی بنک میں اہم عہدہ پر فائز ہیں۔ ختم نبوت موومنٹ کے فورم سے مصروف دعوت وتبلیغ ہیں کویت میں فتنہ پرویزیت کے خلاف دارالافتاء سے فتویٰ صادر کرایا۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحؒ[1] لاہور

(۱)

(حقانیہ کو دعائیں)

۸/نومبر ۱۹۵۸ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدۃ معالیکم ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ ، دارالعلوم حقانیہ میں تقریب سالانہ اجلاس دستار بندی کی مبارک صد مبارک۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس چشمہ فیض کو جو مخدوم العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب حقانی کے مبارک ہاتھوں سے قائم ہوا ہے قیامت تک دائم اور قائم رکھے۔ اور ہمیشہ اہل حق علماء کی اس طرح پر دستار بندی ہوتی رہے اور اس چشمہ فیض سے سیراب شدگان اطراف عالم میں اشاعت کتاب وسنت فرماتے رہیں۔ اور اس صدقہ جاریہ کا اجر جزیل حضرت مولانا ممدوح کو قیامت تک پہنچتا رہے۔ آمین یا الہ العالمین۔ احمد علی

(۲)

(دیوبند جانے کیلئے تزکیہ)

میں شہادت[2] دیتا ہوں کہ حامل رقعہ مولوی سمیع الحق صاحب حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور کے صاحبزادے ہیں۔ اور دارالعلوم دیوبند میں محض تعلیم حاصل کرنے کیلئے جانا چاہتے ہیں اور کسی قسم کا شبہ نہیں ہے۔

احمد علی امیر انجمن خدام الدین وصدر جمعیۃ العلماء مغربی پاکستان لاہور

☆☆☆

مولانا شاہ احمد نورانی[3] کراچی

(۱)

(یوم میلاد النبی پر تجدید محبت)

۲۶ صفر ۱۴۱۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ و اصحابہ اجمعین

عزیز دینی بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عید میلاد النبی ﷺ (حضور پرنور ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن) عیدوں کی عید ہے۔ تمام

---

[1] مفسر قرآن ، مجاہد جلیل ، استاذ العلماء ، عارف باللہ ، مرشد کامل ، سیدی واستاذی مولانا احمد علی لاہوریؒ (المتوفی ۱۹۶۱ء) ۔

[2] شدت سے دارالعلوم دیوبند میں تکمیل کا داعیہ بیدار ہوا۔ لاہور میں حضرتؒ نے ویزا کے سلسلہ میں غالباً یہ شہادت نامہ لکھا اس دوران لاہور ہی میں شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔ انہوں نے اس ارادہ کو فسخ کر کے اپنے چشمہ علم وہدایت دارالعلوم حقانیہ واپس لوٹنے کا مشورہ دیا اور حسرت ادھوری رہ گئی۔ ع وکم حسرات فی قلوب المقابر بعد میں شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کے وصال کے بعد چند دن کیلئے دیوبند حاضری کا موقع ملا۔

[3] صدر جمعیت علماء پاکستان۔ چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن۔ صدر متحدہ مجلس عمل اور جماعت اہل سنت کے سرپرست بریلوی مسلک کے اکابر میں سے تھے مگر وحدت امت اور ملت کو درپیش چیلنجوں میں وسیع اور کھلے سینہ سے دیگر مکاتب فکر کے ساتھ چلتے رہے۔ اس سلسلہ میں ناچیز کے ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل پاک افغان ڈیفنس کونسل اور متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارموں پر قائدانہ رہنمائی کی ناچیز نے تمام طبقوں کو ساتھ لیکر چلنے کیلئے انہیں ملی کونسل کی صدارت پیش کی۔ میں سیکرٹری جنرل کے طور پر ان کے ساتھ کام کرتا رہا انہوں نے دفاع افغانستان کونسل میں افغانستان اور طالبان افغانستان کا پورے جوش اور ولولہ سے ساتھ دیا کونسل ہمارے رفیق کار بعض دینی سیاسی جماعتوں کی نظر میں کھٹکتا رہا مگر مولانا مرحوم نے حتی الوسع اسے بچانے کی کوشش کی مگر بالآخر یہ عناصر اسے متحدہ مجلس عمل کے نام پر سبوتاژ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ مولانا مرحوم کو اللہ نے بڑی قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

ایمان والے اس بابرکت مہینے میں اپنی محبت کی تجدید کریں اور حضورﷺ کے عشق میں ڈوب کر پاکستان میں نظام مصطفیﷺ کے نفاذ کی عملی جدوجہد کریں۔ عید میلادالنبیﷺ کے بابرکت موقع پر درود شریف کی کثرت اور محافل میلاد شریف کے انعقاد کا خصوصی اہتمام کریں۔ والسلام طالب دعا آپکا مخلص: شاہ احمد نورانی صدیقی

(۲)

(حامد الحق کی دعوت ولیمہ پر جواب)

۲۳ دسمبر ۱۹۹۳ء

گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ: عزیزی حامد الحق سلمہ کی دعوت ولیمہ میں شرکت کا دعوت نامہ موصول ہوا۔ یادفرمائی کا شکریہ، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب آج رات ہی ملک سے باہر تبلیغی دورے پر تشریف لے جاچکے ہیں اسلئے تقریب میں شرکت نہ فرماسکیں گے۔ امید ہے معذرت قبول فرمائیں گے۔ والسلام: نعیم احمد سیکرٹری

(۳)

(کل جماعتی سربراہی کانفرنس میں جمعیۃ کی شرکت)

مورخہ مئی ۱۷؍۱۹۹۴ء کراچی۔

گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم، مزاج گرامی! جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام ۷؍مئی کو "کل جماعتی سربراہی کانفرنس" میں آپکی جماعت کے اعلیٰ سطحی وفد نے شرکت کی اور گرانقدر تجاویز پیش کر کے کانفرنس کو کامیاب بنایا اس پر میں آپکا صمیم قلب سے شکرگزار ہوں۔ شرکاء کانفرنس نے صوبہ سندھ کے سلگتے ہوئے مسائل ایٹمی پروگرام اور مسئلہ کشمیر پر جو متفقہ موقف اختیار کیا ہے یقیناً اسی میں پاکستان کی بقاء اور سالمیت مضمر ہے۔ امید ہے کہ آئندہ بھی ہمیں آپکا تعاون حاصل رہے گا۔ شکریہ دعاگو شاہ احمد نورانی صدیقی

(۴)

(ملی کونسل کا اجلاس کراچی)

۱۳ اپریل ۱۹۹۵ء

محترم گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ملی یکجہتی کونسل کا طے شدہ دوسرا اجلاس پروگرام کے تحت مورخہ ۹ اپریل ۱۹۹۵ء مطابق ۸ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ کو کراچی میں منعقد کیا جارہا ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ درج ذیل پروگرام کے تحت کراچی کی صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرور شرکت فرمائیں اور کونسل کی رہنمائی فرمائیں۔ والسلام فقیر شاہ احمد نورانی صدیقی صدر

وقت ساڑھے نو بجے صبح مقام: بیسٹ ویسٹرن پلازہ ہوٹل (نزد کینٹ اسٹیشن)

۱۸/۱۲ اسول لائینز، ڈاکٹر داؤد پوتہ روڈ کراچی

(۵)

(کونسل کا پانچواں اجلاس O کوئٹہ)

بتاریخ ۱۵؍جون ۱۹۹۵ء کراچی

محترم و مکرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے کہ مزاج گرامی مع الخیر ہونگے۔ ملی یکجہتی کے گزشتہ اجلاس میں جسطرح آپ نے اپنی شرکت سے عزت افزائی فرمائی، ملک کے اہم مسائل پر اپنی گرانقدر رائے سے مستفید فرمایا اور اجلاس کو کامیاب بنانے میں آپ نے بمع رفقاء تعاون فرمایا میں صمیم قلب سے شکرگزار ہوں۔

انشاء اللہ العزیز! ملی یکجہتی کونسل کا پانچواں اجلاس مورخہ ۲۸؍جون ۱۹۹۵ء (بروز بدھ) مطابق ۲۹ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ کوئٹہ میں منعقد ہو رہا ہے

۔امید ہے کہ اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر شرکت فرما کر اپنی گرانقدر رائے سے ہم سب کو مستفید فرمائیں گے۔ وقت ۱۰ بجے صبح، مقام سرینا ہوٹل بالمقابل اسمبلی بلڈنگ بلوچستان، کوئٹہ۔ والسلام فقیر شاہ احمد نورانی صدیقی صدر

فون رابطہ: ۷۰۱۱۴، ۷۱۹۹۶، ۸۸۰۱۷۴، (۰۸۱) ۸۲۷۹۲۳

(۶)

(والدہ ماجدہ کی تعزیت پر جوابی شکریہ)

مورخہ ۲۶ مئی ۲۰۰۱ء کراچی

گرامی قدر محترم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ نے میری والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیھا کے انتقال پرملال پر تعزیت فرمائی۔ انکی مغفرت بلندئ درجات کیلئے دعائیں فرمائیں۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل آپکی دعائیں انکے حق میں قبول فرمائے۔ اور مرحومہ، مغفورہ کو حضور پرنور ﷺ کے جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین آپ جس خلوص سے میرے غم میں شریک ہوئے اس پر میں آپکا شکر یہ گزار ہوں۔ اللہ رب العزت آپکو اسکا اجر عظیم عطاء فرمائے۔

والسلام مخلص فقیر شاہ احمد نورانی صدیقی چیئرمین E-mail:wim@inet.com.pk

(۷)

(دینی جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس)

۲۱ر جون ۲۰۰۱ء

گرامی قدر محترم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید کہ مزاج گرامی مع الخیر ہونگے۔ طالب دعاء بخیریت ہے۔ ملک کی موجودہ دینی، سیاسی اور اقتصادی صورتحال میں جو لاوا پک رہا ہے اسکا مؤثر تدارک کرنے کیلئے دینی جماعتوں کے سربراہوں کا مل بیٹھنا، ایک متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنا اور ملک وملت کی صحیح رہنمائی کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں باہمی مشورے سے فقیر نے غریب خانے پر اجلاس رکھا ہے۔ متمنی ہوں کہ جناب والا اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر اپنے مفید مشوروں سے مستفید فرمانے کیلئے شرکت فرمائیں گے تاکہ اس نازک وقت میں ملک وملت کی صحیح رہنمائی کی جاسکے۔

پروگرام: مورخہ ۲۷ر جون ۲۰۰۱ء بروز بدھ، بوقت ۱۰ بجے صبح، ماحضر: بعد ظہر، بمقام ۲، ماسٹر ہاوس، راجہ غضنفر علی روڈ، متصل کچھی میمن مسجد، صدر، کراچی، فون گھر ۵۲۱۶۹۹۵، دفتر ۵۲۱۹۵۳۷، ۵۶۷۶۴۰۰

والسلام تشریف آوری کا منتظر طالب دعاء، شاہ احمد نورانی صدیقی چیئرمین،

(۸)

(ملی کونسل کا اجلاس لاہور)

۹ر مئی ۲۰۰۲ء

گرامی قدر محترم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق متحدہ مجلس عمل کا اجلاس مورخہ ۱۳ر مئی ۲۰۰۲ء، بروز پیر، صبح ۱۰ بجے (دس بجے)، بمکان جناب پیر اعجاز احمد ہاشمی صاحب، ۱۰۱ ابابر بلاک، نیو گارڈن ٹاون، لاہور میں ہو رہا ہے۔ (فون نمبر: ۵۸۳۱۴۰۱) آپ اپنے دو نائبین کے ہمراہ شرکت فرما کر ممنون فرمائیں۔ ایجنڈہ حسب ذیل ہے: متحدہ مجلس عمل کے دستور و منشور کی منظوری، ملک کی موجودہ سیاسی صورتحال میں آنیوالے انتخابات کے سلسلے میں تفصیلی تجزیہ اور حکمت عملی کا تعین، مستقبل کا لائحہ عمل، دیگر امور باجازت صدر، والسلام: فقیر شاہ احمد نورانی

(۹)

۲۲رجنوری ۲۰۰۳ء (مولانا فضل الرحمان مدنی کے انتقال پر تعزیت نامہ)

گرامی قدر جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے مزاج بخیر ہونگے۔ آپکی جانب سے حضرت مولانا فضل الرحمان مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال پر شریک غم ہونے کیلئے تعزیت نامہ موصول ہوا۔ شکریہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کے حق میں آپکی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔ آپ بھی مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے میں بھی آپکے لئے اور آپکی اہلیہ کی شفاء یابی کیلئے دعا گوہوں۔

والسلام: شاہ احمد نورانی صدیقی، چیئر مین، ۱۸/۱۱/۱۴۲۳

(۱۰)

یکم اجولائی ۲۰۰۳ء (پرویز مشرف کے خارجہ پالیسی وغیرہ کے بارہ میں افسوسناک فیصلے اور متحدہ مجلس عمل)

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جنرل پرویز مشرف پارلیمنٹ سے بالا بالا بڑی تیزی کیساتھ ملک کی خارجہ پالیسی میں تبدیلیاں لا رہے ہیں۔ پاک فوج عراق بھیجنے، اسرائیل کو تسلیم کرنے، ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے، دینی مدارس کے نظام میں مداخلت کرنے اور کشمیر پر ثالثی وروڈ میپ کے حوالے سے یوٹرن کے اشارے دیئے جارہے ہیں۔ حساس مقتدر ادارے قومی تقاضوں کے بجائے مغربی آقاؤں کی خوشنودی کو پیش نظر رکھ کر فیصلے کررہے ہیں۔

متحدہ مجلس عمل نے اس صورت حال کے فوری تدارک اور آئین کی بحالی، پارلیمنٹ کی بالادستی وجمہوری نظام کے استحکام وبقا کے لئے پہلے سے جاری تحریک کی حکمت عملی طے کرنے کیلئے "کل جماعتی کانفرنس" کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے تاکہ ملک کے تمام محب وطن دینی وسیاسی عناصر جمع ہو کر متفقہ قومی موقف اور لائحہ عمل اختیار کرسکیں۔ ہماری درخواست ہے کہ آپ اس کانفرنس میں شرکت فرما کر اس نازک موقع پر قومی رہنمائی کا فریضہ ادا فرمائیں۔ انشاء اللہ یہ آل پارٹیز کانفرنس ۶ جولائی ۲۰۰۳ء بروز اتوار صبح نو بجے جماعت اسلامی کے ہیڈ کوارٹر "منصورہ" لاہور میں منعقد ہوگی۔ آپ اپنے ہمراہ دو افراد لاسکتے ہیں۔

والسلام مع الاکرام چشم: براہ فقیر شاہ احمد نورانی صدیقی صدر متحدہ مجلس عمل فون نمبر ۵۸۲۳۷۷۳-۰۲۱

(۱۱)

(شاہ احمد نورانی کا عرس)(متعلقہ خطوط)

معززومحترم جناب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ ہم آپ کی خدمت میں یہ عریضہ اس عظیم روحانی و نورانی قائد کے عرس مبارک کی اطلاع کے سلسلے میں روانہ کررہے ہیں کہ جس روز امت مسلمہ کے عظیم المرتبت قائد، قائد ملت اسلامیہ، قائد اہل سنت پیر طریقت، رہبر شریعت، پرشفیق سایۂ دین وملت حضرت اقدس الحاج الحافظ القاری علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقیؒ اس جہان فانی سے تشریف لے گئے۔ آپ کے دوسرے سالانہ عرس شریف کی تقریبات کا انعقاد 20 نومبر 2005ء بروز اتوار صبح دس بجے تا نماز مغرب، امیر خسرو پارک، بالمقابل مزار پرانوار حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ، کہکشاں کلفٹن، کراچی میں منعقد ہوگا۔

آپ سے مؤدبانہ وعاجزانہ التماس ہے کہ آپ بمعہ احباب عرس مبارک کی اس مقدس وروحانی تقریب میں شرکت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اور اپنے اخلاص، عقیدت اور محبت کا عملی طور پر شرکت فرما کر اظہار فرمائیں۔ یقیناً آپ کی آمد سے ہمارے غمزدہ دلوں کو اطمینان حاصل ہوگا اور حضرت اقدسؒ کی روح پر فتوح کو بے پناہ خوشی وسرور حاصل ہوگا۔ ہم ہمیشہ آپ کی دعاؤں کے طالب رہیں گے۔ انشاءاللہ ہمیں یقین ہے کہ آپ ہماری اس دعوت کو شرف قبولیت عنایت فرمائیں گے۔

والسلام، دعاؤں کے طالب، شاہ انس نورانی، شاہ اویس نورانی[1]

(۱۲)

۱۲ ربیع الاول

(عید میلاد النبی ﷺ)

مُولَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

Respected

Dear Brother in Islam , اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ بَرَکَاتُهٗ

Well, how fortunate you are to see this holy and blessed along with Rahmat and Barkat of this great and grand month of Meelad-e-Rasool Rabbiul Awwaal Shareef, of the Holy Beloved Prophet Muhammad Sallallah-o-Allaih-e-Wassallam which is Rahmat and blessing and not only for this world but all the worlds that's the entire universe. The arrival of Prophet Muhammad Sallallah-o-Alaih-e-Wassallam was indicated before his arrival. His coming in this world is a gift from Allah. The days of Holy Prophet Muhammad Sallallah - o - Alaih - e - Wassallam in Meccatul Mukkarrama and Madinatul Munawwarrah during the revelation of Holy Quran were so identical and symbolic that it further on followed upon among us as Sunnah. His migration from Mecca and settling down in Madinatul Munawwrrah is a life full of sabar and a very strong belief on Allah the formation of Masjid-e-Nabwi Shareef is the setting up of a central holy Mosque for the Muslims in Madinatul Munawwarrah where the Holy Prophet Muhammad Sallallah-o-Alaih-e-Wassallam is resting in eternal peace.

The holy prophet Muhammad Sallallah-o-Alaih-e-Wassallam is from the Noor of Almighty Allah, the exalted character and personality of Holy Prophet Muhammad Sallallah-o-Alaih-e-Wassallam is so very impressive, beautiful,

---

[1] دونوں علامہ شاہ احمد نورانی مرحوم کے فرزند رشید ہیں

attractive, Polite, helpful and kind to the elders and youngsters that no one is like him. The Prophet Muhammad Sallallah-o-Alaih-e-Wassallam said himself in Hadith Shareef that after my coming the chain of Prophet Hood has stopped and I am the last Messenger and Prophet of Allah (Subhanahu wa Ta'ala) who came with the last revelation sent to his final Prophet by Allah that is Quran Majeed Furqan-e-Hameed.

So as many as much we read Darood Shareef in this holy month we get the greatest reward by Allah (Subhanahu wa Ta'ala) in its return and that is fortunes, blessings and forgiveness, so being a true Muslim this should be our duty to prove ourselves loyal to our Master, being His Ummah and Ummatee we also show our loyalty to Holy Prophet Muhammad Sallallah-o-Alaih-e-Wassallam by reading Darood Shareef as much as we can and to celebrate Meelad Shareef, Mehfil-e-Zikar Shareef and the recitation of Holy Quran and distribution of Sweets are the best opportunities to prove the true love and happiness of Rabbiul Awwal Shareef.

May Allah subhanahu wa Ta'ala give all of us the best capability to do the best for our own self, for this life and than the permanent life Ameen-summa Ameen-Bejah-e-Syedel Mursaleen

Convey my lots of salam and Dua to all and I will give your respected and humble salam to the blessed Mazar Shareef of Hazrat Allama Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqui (Rahmatullah Ta'ala Alaih) so that Allah (Subhanahu wa Ta'ala) in Sadqa Rasooloolah with Waseela of Peer-o-Murshid, shower blessings and blessings always upon us. Ameen. وَاٰخِرِ دعوانا ان الحمدُ للّٰہِ ربِّ العٰلمین

Wassalam Maulana S.A Noorani Siddiqui Present World Islamic Mission

Shah Anas Noorani

(۱۳)

فروری ۲۰۰۹ء

(یوم ولادت سرور کونین)

گرامی مرتبت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اُمید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے۔ میری طرف سے دل کی گہرائیوں سے آپکو اور آپکے تمام رفقاء کو باعث تخلیق کائنات حضور پرنور، شافع یوم النشور، ختم المرسلین رحمۃ اللعالمین صاحب قاب قوسین، مظہر ذات الٰہی، تاجدار کائنات، یٰسین کے سہرے والے والضحیٰ کے چہرے والے واللیل کے زلفوں والے، صدر بزم انبیاء سرور کونین جناب رسالت مآب ﷺ کا

یوم مولود مبارک ہو

آپکی آفاقی تعلیمات امن واشتی، مساوات، بھائی چارے پر مبنی ہیں۔اس مبارک موقع پر صمیم قلب سے ہمیں اس عزم کا پختہ ارادہ کرنا چاہیئے کہ آپکی سیرت مطہرہ پر عمل پیرا ہو کہ ہم اغیار کی تمام سازشوں کا مقابلہ کریں گے اور اپنی زندگیاں سیرت مطہرہ کی روشنی کے عین مطابق گزاریں گے۔ والسلام مع الاحترام فقیر شاہ محمد اویس نورانی صدیقی وائس چیئر مین ورلڈ اسلامک مشن

نگرانِ اعلیٰ، مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

☆☆☆

مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقی[1] نوشہرہ

(۱)

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ (فضلاء حقانیہ کے بارہ میں سوالنامہ O شیخ لاہوری کی سوانح کیلئے پیش لفظ وغیرہ)

صاحب الفضیلہ والسعادہ حضرت المخدوم مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد اہداء التحیات والطیب التمنیات! بہت دنوں سے فضلاء حقانیہ والا سوالنامہ جواب کیلئے متقاضی تھا۔لیکن سوچتا رہا کہ کیا لکھوں۔کہیں مجھ جیسا ہیچمدان و نالائق دارالعلوم کے مقدس و مبارک مقام و نام پر دھبہ نہ بن جائے۔آخر مولانا قاری فیوض الرحمٰن صاحب کی مرتب فرمودہ ''حضرت پسروری اور انکے خلفاء'' سے بندہ کے تذکرہ والا حصہ فوٹو اسٹیٹ بھجوا رہا ہوں۔تاکہ تعمیل ارشاد بہر حال ہو جائے! منسلکہ سائیکلو سٹائل مکتوب دربارہ سوانح حضرت الشیخ العارف العلامہ المفسر لاہوری قدس سرہ بھی اس عرض سے ارسال خدمت عالیہ ہے۔کہ ایک تو آپ اس سلسلہ میں خود اپنی گرانقدر سرپرستی و بہترین تعاون سے نوازیں کہ آپ حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز و باصلاحیت تلامیذ کرام میں سے ہیں۔بلکہ میرا قلبی ارادہ ہے کہ اس کتاب کا پیش لفظ آپ سے اور اگر ممکن ہو تو حضرت علی میاں مدظلہم سے گذارش کر کے لکھوایا جائے۔امید قوی ہے کہ آپ مجھے محروم نہ فرماوینگے۔انشاء اللہ مولانا انوار الحق صاحب حج سے کب تشریف لا رہے ہیں مجھے ضرور اطلاع دیں۔ہائی سکول کا فون نمبر 345 ہے۔نیز ماہ رواں کے آخر بڑے دن کی تعطیلات میں ہم لائبریری اخبارات کے لئے حاضر ہونگے۔

اور دوسری گذارش اس سوانحی مکتوب کے بارہ میں یہ ہے کہ اسے ماہنامہ الحق کے آنے والے شمارہ میں شائع فرما کر احسان عظیم سے نوازیں۔کہ اس طرح حضرتؒ کے احباب و تلامیذ متوجہ ہوسکیں گے۔بلکہ اس کتاب پر دو چار سطروں میں اگر آپ احباب و بزرگوں کو متوجہ فرمادیں تو بڑا کرم ہوگا۔کہ اس طرح ایک تحقیقی اور صحیح مفصل سوانح مبارکہ منصۂ شہود پر آسکے۔مکتوبات مبارکہ کے سلسلہ میں خاص توجہ دلوائیں کہ انکی اہمیت از حد زیادہ اور آنیوالی نسلوں کیلئے روحانی، علمی، سیاسی مواد لئے ہوئے مینارۂ نور ہوگا۔ماہ رواں کا الحق پرسوں ملا۔بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے اداریہ میں بروقت حکام وقت کو توجہ دلائی اور خود غرض سیاست دانوں کا خوب احتساب کیا! اللھم زد فزد و بارک. ولکم منی جزیل الشکر وعظیم الاحترام والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الاحقر احمد عبدالرحمٰن

سندی و سیدی و مولائی حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت مقدسہ میں بعد ادب سلام مسنون اور دُعا کی عاجزانہ درخواست فرمادیں۔

---

[1] شیخ الحدیث کے تلمیذ خاص انجمن خدام الدین ضلع نوشہرہ کے امیر، حضرت لاہوری کے خادم خاص۔

(۲)

(یوسف سلیم چشتی کے خطوط O مدینہ جانے کیلئے سفارش O شیخ عبدالوہاب نجدی اور مولانا منظور نعمانی کا مضمون)

۳ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

گرامی قدر مخدومی و محترمی حضرت مولانا دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! طالب الخیر مع الخیر آج آپ سے ملکر محترم کرنل محمد حسن صاحب بہت خوش ہوئے اور واپسی پر دارالعلوم کی عظیم ترقی اور آپ کے خوش اخلاقی اور اخلاق کے بارہ میں ہی گفتگو ہوتی رہی۔ فبارک اللہ لکم! آپ ہفتہ کے دن حسب وعدہ گیارہ بجے ضرور تشریف لے آویں تا کہ ان دیندار حضرات کی حوصلہ افزائی و دلجوئی ہو سکے۔ محترم خان غازی کابلی کی خدمت میں بندہ کل خط لکھے گا۔ جس میں آپ سے ملاقات اور مضمون کے ان شاء اللہ الحق میں شائع ہو جانے کی خوش خبری دیدیگا۔ آپ بھی اگر اُن سے رابطہ قائم فرمادیں اور الحق رسالہ باقاعدگی سے جاری فرمادیں تو زیادہ بہتر ہو۔ اگر خط لکھیں تو اس میں حضرت الشیخ لاہوریؒ کے بارہ میں مزید مواد بھیجنے کی درخواست بھی فرمادیں۔ محترم محمد سلیم چشتی صاحب کے خطوط تو خالصتاً آپ کے مطالعہ کے لئے ہیں۔ ان کا شائع کرنا شاید اسوقت مفید نہ ہو۔ بہر حال ریکارڈ کیلئے ایک اچھی چیز اور معلومات افزا مکتوب ہیں۔ اور اگر کوئی حصہ آپ شائع بھی فرمانا چاہیں تو عام سے انداز میں تا کہ ان پر اثر بد نہ پڑے۔ بندہ کی ذاتی درخواست پر آپ کا خاص توجہ مبذول فرما کر ہمیشہ کی طرح احسان عظیم سے نوازیں۔ اگر خدانخواستہ کام نہ بن سکا تو نہ سہی لیکن ارمان تو نہ رہے گا۔ اگر کام ہو گیا تو مدینہ پاک میں بندہ تو آپ کا ہی ہے اور آپ کا نمائندہ وہاں مقرر ہو جائیگا۔ انشاء اللہ اس لئے جنرل صاحب کے نام حضرت الاستاد شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی طرف سے ایک مضمون آپ بنالیں۔ جس میں ۳،۴ سال سے کوشش کرنے اور اب ان کی ذاتی توجہ کی درخواست ہو اور بس۔ مختصر سہی لیکن ذرا توجہ کے ساتھ۔ یہ آپ کا اس خادم پر بڑا احسان ہوگا۔ اس سلسلہ میں بندہ دوبارہ پھر حاضری دے گا۔ انشاء اللہ الفرقان میں جو مضمون السید عبدلوہاب نجدی کے بارہ میں مولانا منظور نعمانی کا ہے اگر اُسے آپ الحق میں شائع فرمادیں تو کیا بہت مفید نہ رہے گا۔ میرا مشورہ تو زوردار ہے۔ ولکم منی جزیل الشکر و عظیم الاحترام۔ والسلام مع الاکرام طالب دعا و توجہ الاحقر احمد عبدالرحمٰن صدیقی عفا اللہ عنہٗ شکریہ!

(۳)

۱۴ مارچ ۱۹۷۱ء (مولانا مدنی کی پیشنگوئیوں کے ثابت ہو جانے پر مقالہ ''قلندر ہر چہ گوید'')

گرامی قدر برادر محترم و مکرم صاحب الفضیلہ صاحبزادہ حضرت مولانا الحاج سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خیریت کے بعد گذارش ہے۔ کہ کافی مدت سے نہ تو ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ نہ ہی توجہ سے نوازا گیا۔ پہلے تو آپ کبھی کبھار تشریف لاکر وجہ مسرت و حوصلہ افزائی بن جایا کرتے تھے۔ لیکن معلوم نہیں کہ کسی گستاخی کی وجہ سے آپ کے مراسم بزرگانہ سے محروم ہوں۔ براہ کرم مجھے اکیلئے ہونے کا احساس نہ ہونے دیں۔ بڑا کرم ہوگا۔ ماہ رواں کا الحق بہت پسند آیا۔ حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مدنیؒ کی زندہ کرامت اور ان کے سیاسی تدبر کا اندازہ آپ کے اس مضمون سے اپنے ومخالف سب پر انشاء اللہ عیاں ہو جائیگا کہ جو جو باتیں حضرت مدنی قدس سرہ نے اپنی خداداد بصیرت وفہم سے ربع صدی پہلے فرمادی تھیں۔ آج اپنی پوری حقیقتوں کے ساتھ جلوہ گر ہیں اور بزبان حال پکار پکار کر شہادت دے رہی ہیں کہ قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید اور اتقوا فراستہ المومن فانہ ینظر بنور اللہ کما قال ﷺ اکابرین ملت کے انٹرویو کا سلسلہ بھی بہت مفید و مبارک ہے۔ خدا کرے کہ ہماری موجودہ نسل اپنے اکابر کے ان علمی روحانی کارناموں سے واقف ہو کر ان کے نقش قدم پر گامزن ہو سکے۔ البتہ محترم جناب سید عبداللہ صاحب زید مجدھم کے انٹرویو میں الحق صفحہ ۳۱ پر

امام الاولیاء حضرت لاہوری کا اسم گرامی ''محمد علی'' شائع ہو گیا ہے۔ جو غالباً سہو کتابت ہے ورنہ نہ تو موصوف محقق سے اس غلطی کا تصور ممکن ہے اور نہ ہی آپ جیسے مخلص و محب حضرت شیخؒ سے۔ اسکی اصلاح آئندہ پرچے میں کر دینی ضروری ہے۔ ورنہ کج فہم اس سے فرقہ ضالہ قادیانیہ کا ''محمد علی'' بھی مراد لے سکتے ہیں۔

حضرت اقدس سیدی و سندی مرشدی و مولائی شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت بابرکت میں عاجزانہ نیازمندانہ خادمانہ سلام پیش کر کے دعاءِ خاص کی درخواست ہے۔ دو تین روز کے بعد لاہور جانا ہے سیرت کانفرنس ۹۲ھ کے لئے حضرت مولانا عبید اللہ دامت برکاتہم سے تاریخ کا مشورہ کرنا ہے واپسی پر قدمبوسی کا شرف حاصل کرونگا۔ انشاء اللہ فقط احمد عبدالرحمٰن صدیقی عفی عنہ

(۴)

(پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا سلام اور اظہار محبت ○ ڈاکٹر اسرار اور اقبال اقبال کا رٹ ○ اقبال و جناح پر سیکرٹ کتاب لکھیں ○ مولانا مدنی مولانا لاہوری حقانیت اسلام کی دلیل)

۱۶ جمادی الثانیہ ۱۳۹۸ھ بمطابق ۲۴ مئی ۱۹۷۸ء بدھ

گرامی قدر صاحب السعادۃ حضرت مولانا دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب الخیر مع الخیر کے بعد گذارش ہے کہ ماہ رواں کے الحق میں خان غازی صاحب کے مضمون شائع فرمانے اور اس پر ادارتی کلمات پر دلی شکریہ قبول فرمائیں۔ کہ دراصل اس سوانح مبارکہ کے کام میں حوصلہ افزائی اور سرپرستی آپ جیسے مخلص دوست اور حضرت شیخؒ کے خاص تلمیذ رشید کے ہی شایان شان ہے۔

گذشتہ ہفتہ بندہ رائے ونڈ لاہور گیا تھا حضرتؒ کے سلسلہ میں بہت سے حضرات سے ملا۔ خاص طور پر پروفیسر حضرت یوسف سلیم چشتی مد ظلہٗ سے ملا۔ مجھے تو ازحد فرحت ملی۔ چند منٹ کی ملاقات ایک عجب خوشگوار کیفیت لئے ہوئے تھی۔ باقی تفاصیل تو پھر کبھی۔ آپ کے بارہ میں بہت خوش تھے اور معانقۂ الوداعی کے وقت بھی آپ کے نام لیکر فرمایا۔ کہ مولوی سمیع الحق کو میری طرف سے ضرور دعا و سلام کہنا۔ اور میں الحق کو بہت پسند کرتا ہوں۔ اس پر میں نے پوچھا۔ کہ کیا آپ کے ہاں پرچہ آتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ماہنامہ میثاق کے تبادلہ میں جو آتا ہے اسے پڑھتا ہوں۔ لیکن اب ڈاکٹر اسرار صاحب سے وہ کچھ کھچے ہوئے تھے۔ کہ وہ اقبال اقبال کی رٹ لگا رہا ہے۔ دوران گفتگو بندہ نے آپ والا مشورہ بھی محترم چشتی صاحب کے سامنے رکھا کہ اقبال و جناح پر آپ الگ الگ مقالے تحریر فرمالیں۔ اور ان پر بعد میں کسی ''مناسب وقت اشاعت'' کی وصیت لکھ جائیں جسے انہوں نے بہت پسند کیا۔ اور وعدہ فرمایا کہ فرصت ملتے ہی ادھر توجہ دونگا۔ حضرت مدنیؒ اور حضرت لاہوریؒ کے تو انتہائی عشاق میں سے نکلے اور فرمایا کہ ان دونوں اکابر کے مسلمان ہونے کو بندہ اسلام کی حقانیت کی دلیل سمجھتا ہے۔ دلیل لمی اور دلیل انی دونوں سے نہیں بلکہ ان دونوں اکابر کی وجہ سے مجھ جیسا فلسفی مسلمان ہے۔

حضرت اقدس سیدی وسندی و وسیلتی فی الدارین شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں عاجزانہ مودبانہ سلام مسنون و دعا کی درخواست پیش کر دیں اور آپ خود حضرت شیخ مرحوم کے بارہ میں اپنا مقالہ جلد مرتب فرمادیں۔ کہ سخت انتظار ہے۔ اور حضرت شیخ الحدیث مد ظلہم سے بھی کچھ نہ کچھ ابتدائی دور کے حالات و واقعات ضرور کسی وقت حاصل کر کے محفوظ فرمادیں کہ وہ تاریخی نوعیت کی مفید چیز بن سکے گی۔ انشاء اللہ۔ جواب گرامی اور حضرت مد ظلہم کی صحت کے بارہ میں اطلاع سے ضرور نوازے۔ والسلام مع ولاکرام

فقط الاحقر احمد عبدالرحمٰن صدیقی

(۵)

۳۰ مئی ۱۹۷۷ء (اسارت جیل پر مبارکباد)

گرامی قدر صاحب الفضیلۃ والسعادہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! طالب الخیر مع الخیر بحمدہ الکریم۔ بعد اہداء التحیات واطیب التمنیات! بندہ پرسوں ہفتہ کے دن دردولت پر حاضر ہوا۔ مقصد دو تھے۔ ایک تو سیدی وآقائی حضرت اقدس شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کی عیادت وشرف قدمبوسی۔ جوانکے اخلاق کریمانہ ومشفقت پدرانہ سے پوری ہونیکی سعادۃ نصیب ہوگئی۔ آجکل تو کوئی دعا حضرت شیخ مدظلہم کیلئے دل وجان سے بھرپور عقیدت ومحبت والے ذکر سے خالی نہیں رہ سکتی۔ رب کریم اس عظیم نورانی شخصیت کو بعافیت تام عمر خضر سے نوازے اور پوری دنیا کو ان کے فیض وبرکت سے ہمیشہ مستنیر ومستفیض رکھے۔ آمین بحرمت نبی الرحمۃ ﷺ یاالہ العالمین۔

دوسرا مقصد جناب والا کی خدمت میں اپنے اکابر واسلاف کرام خصوصاً حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنی قدس سرہ اور قطب العالم شیخ العصر والتفسیر حضرت لاہوری قدس سرہ کی روحانی وعلمی نسبتوں کے امین ہونے کے لحاظ سے احقاق حق وابطال باطل کے لئے نہ صرف تحریر وتدریس کی خداداد وقابل رشک صلاحیتوں کے کھپانے بلکہ قید وبند پر لبیک کہکر اپنی روایات عالیہ مقدسہ کو تابندہ رکھنے پر خادمانہ وبرادرانہ جذبات تبریک وتحسین پیش کرنے کا متمنی تھا۔ لیکن حضرت الشیخ دامت برکاتہم سے علم ہوا۔ کہ جناب والا راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں۔ اور پتہ نہیں کہ کب تک واپسی ہو۔ اس لئے بندہ نے ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اب اس تحریر کے ذریعہ نہ صرف مبارک (ان گنت بار) پیش خدمت عالیہ ہے۔ بلکہ یہ عاجزانہ درخواست وخواہش بھی کہ کبھی بندہ کے غریب خانہ پر رونق افروزی کی سعادۃ سے نوازیں۔ بندہ دعوت کا ارادہ بھی لے کر حاضر ہوا تھا لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! اب تو جب آپ بآسانی مناسب سمجھیں کرم ہوگا۔ ویسے آپ نے اب اس خادم پر اپنی پرانی توجہ وکرم فرمائی ترک فرمادی ہے۔ میری کوتاہیوں وکمزوری کے علاوہ آپکی دوائر متعددہ میں معروفیات شاید حائل ہوں۔ لیکن یہ خادم پھر بھی تو آخر نظر کرم وعنایت کا محتاج ہے اس لئے توجہات کریمانہ کی ضرورت ہے۔

والسلام مع الاکرام آپکا! احقر احمد عبدالرحمٰن ناظم اعلیٰ انجمن خدام الدین نوشہرہ صدر

(۶)

(شیخ لاہوری کی سوانح اور تعاون ○ حقانیہ کی مفصل تاریخ وفاق کی سندات کیلئے تحریک شروع کریں)

۱۱ صفر ۱۳۹۸ھ

صاحب الفضیلہ والسعادۃ حضرت مولانا دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ طالب الخیر مع الخیر تحیات وافرہ طیبہ کے بعد گذارش ہے۔ کہ الحق ماہ رواں میں سوانح حضرت الشیخ العارف المفسر لاہوریؒ کا اعلان شائع فرمادینے پر دل وجان سے جذبات تشکر وامتنان قبول فرمائیے۔ اصل میں یہ جملہ کام آپ جیسے ذی استطاعت وپرعزم وحوصلہ نیز صلاحیت وفضل وکمال کے حامل حضرات کا ہی ہے بندہ تو ویسے ہی اپنے اکابر کے حسن ظن کی وجہ سے کود پڑا ہے۔ اب تکمیل کے لئے آپ کی دعائیں اور تعاون کا ازحد محتاج ہوں۔ آپ اپنی ڈائریوں اور زمانہ طالب علمی دورۂ تفسیر کے حالات قلمبند فرمادیں۔ تاکہ ان سے اس سوانح میں فائدہ اٹھایا جاسکے۔ آپ جب اپنا مضمون مکمل فرمالیں تو مجھے ارسال فرمادیں کرم ہوگا۔ چند ضروری مشورے پیش خدمت ہیں:

۱۔ آجکل دارالعلوم حقانیہ اور وفاق المدارس کی سندات کو MA کے برابر قرار دینے کی تحریک شروع کردینی مفید رہے گی۔ اگر

مناسب سمجھیں تو الحق میں ایک مضمون بھی دیدیں اور ایک خط چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب کو بھی لکھدیں۔ باقی جیسا آپ مناسب سمجھیں۔

۲۔ سالانہ مجلس شوریٰ کا یہ فیصلہ بہت اہم وصحیح ہے۔ کہ دارالعلوم حقانیہ کی ایک تاریخ ومفصل حالات مختصر زبانوں میں شائع ہوں۔ بلکہ اس کا نقش اول یہ ہو۔ کہ الحق کا ایک نمبر خاص تین چار ماہ میں شائع فرمادیں۔ جس کا پہلے سے بھی آپ نے ارادہ فرما رکھا ہے۔ اس کے بعد نقش ثانی بہتر نقش اول۔ یہ تاریخی کتاب مرتب ہو سکے گی۔ اور اسے ہر صورت دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جشن سے پہلے شائع ہونا چاہیئے۔ تا کہ دارالعلوم دیوبند کے کاموں میں دارالعلوم حقانیہ کے جملہ کام بھی مندرج ہو سکیں۔ کہ یہ سب دیوبند کا فیض عظیم ہی ہے۔

۳۔ تحریک خلافت اور تحریک ہجرت کے بارہ میں کون سی کتب سے تفصیلی حالات معلوم ہو سکتے ہیں اور خاص کر حضرت الشیخ کے بارہ میں کہ انکا اسمیں کیا کردار اور کیا منصب تھا؟ ضرور رہبری فرمادیں۔

حضرت اقدس شیخی وسیدی شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت اقدس میں سلام مسنون اور دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

طالب دعا و توجہ الاحقر احمد عبدالرحمٰن

ضروری نوٹ درخواست: ماہنامہ الفرقان لکھنو میں حضرت شیخ عبدالوہاب نجدیؒ کے بارہ میں مولانا نعمانی صاحب کا دو قسطوں میں ایک انتہائی مفید مضمون آیا ہے اُسے ضرور الحق میں شائع فرمادیں بہت مفید رہے گا۔

(۷)

(اداریہ ابوالکلام کے روح نے لکھوایا O ازہر شاہ کا مکتوب O صاحب نسبت بزرگ مولانا اللہ یار خان کی نظر شفقت O قلب پر گہری نظر کے بعد اظہار خیال O مولانا محمد اکرم اعوان کے تاثرات اور دعائیں O مولانا لاہوری سوانح)

ازنوشہرہ ۱۳ اپریل ۱۹۷۸ء

گرامی قدر محترمی مکرمی جناب حضرت مولانا دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب الخیر مع الخیر۔ بعد گذارش ہے کہ ماہ رواں کا الحق کے اداریہ میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کی روح مبارک آپ کے قلم سے بالکل اپنے مخصوص انداز میں لکھوا رہی تھی۔ دل بہت خوش ہوا۔ رب کریم آپ کو اپنے اکابر حق کے دفاع اور اسلامی دینی خدمات کے لئے مزید قوت وبرکت سے نوازے آمین۔

گذشتہ دنوں حضرت مولانا سید محمد ازہر شاہ صاحب قیصر مدظلہم کا عجیب ونفیس مکتوب گرامی دیوبند سے ملا۔ اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ارسال خدمت ہے۔ شائع کرنا نہ کرنا تو آپکی صوابدید پر ہے۔ البتہ اسمیں دو باتیں ایسی ہیں جنکی تشہیر اور تائید آپ ہی فرمانے کے اہل ہیں۔ ایک علامہ انورشاہ سیمینار کے پاکستان میں انعقاد کا مسئلہ اور دوسرا مرزائیت کے بارہ میں مولانا موصوف کے ساتھ بھرپور تعاون کے لئے الحق میں اپیل یا ضروری مناسب طریقہ۔ امید ہے آپ اس پر سوچیں گے۔ حضرت الاستاد مولانا اللہ یار خان صاحب مدظلہٗ کے دارالعلوم تشریف آوری پر جو ضروری بات چیت قلمبند کرلی تھی۔ وہ حسب ارشاد صاف کر کے ارسال خدمت ہے۔ اگر مناسب سمجھیں تو اسے اُن کے اپنی تحریر مندرجہ رائے بک کے الحق میں شائع فرمادیں اس پورے اور وسیع حلقہ میں الحق کی مزید اشاعت و وسعت کے لئے ازحد مفید ہوگی۔ باقی جیسے آپ مناسب سمجھیں کہ آپ کی نظر وسیع ہے۔

ویسے حضرت الاستاد نے واپسی پر آپ کے بارہ میں فرمایا تھا کہ مولوی سمیع الحق کے قلب پر گہری نظر ڈالی۔ ماشاء اللہ عمدہ حالت ہے اور اس قابل ہے کہ روحانی فیوض اخذ کر سکے صلاحیت موجود ہے وغیرہ وغیرہ جس پر مولانا محمد اکرم صاحب نے کہا کہ خدا کرے کہ یہ دارالعلوم قرون اولی کے مدارس و معاہد کی طرح درسگاہ اور خانقاہ دونوں بن سکے اور اس دور میں اللہ کی نشانی بن جائے آمین وغیرہ"۔ ان خیالات سے مجھے واقعی بہت مسرت ہوئی۔ کہ اپنے محبوب چیزوں کا تذکرہ باعث راحت دل و جان بنتا ہے۔ حضرت شیخ لاہوری قدس سرہ کی سوانح کے بارہ میں آپ ایک تو خود اپنا مضمون مکمل فرما دیں اور ایک مضمون حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی اپنی یادداشت اور ان کے مراسم کی ابتداء وغیرہ حالات پر مشتمل ضرور مرتب فرمالیں۔ بہت مہربانی ہوگی اور میرے لئے بہت زیادہ باعث خوشی۔ کہ ایک شیخ کامل کے تذکرہ میں استاد گرامی مدظلہ کے خیالات زرین پوری کتاب کی جان بن سکے گی انشاء اللہ۔

جواب گرامی سے جلد نوازیں اور ہاں الحق ماہنامہ آنے والا شمارہ 25 عدد میرے نام بطور ایجنسی روانہ کر دیں۔ جتنے حضرات ماہانہ مستقل خریدار بن گئے پھر اتنی تعداد ہر ماہ کے لئے عرض کرونگا۔ خدام الدین بینات البلاغ سب رسالے آتے ہیں۔ الحق کے بارہ میں غفلت ہوئی معافی چاہتا ہوں۔

حضرت شیخ مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون و دعا کی درخواست ہے اور شفیق صاحب و احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

الاحقر احمد عبدالرحمٰن صدیقی

(۸)

(مولانا اللہ یار خان کی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق سے ملاقات اور باہمی مکالمہ)

۹ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ بمطابق ۱۹ مارچ ۱۹۶۸ء بروز اتوار صبح دس بجے

نوشہرہ صدر سے دور حاضر کے سلسلہ اویسیہ کے شیخ کامل اور حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے شاگرد رشید حضرت العلامہ الاستاد مولانا اللہ یار خان صاحب دامت برکاتہم چکڑالوی کی معیت میں عظیم و جلیل محدث و بزرگ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی عیادت و ملاقات کیلئے دارالعلوم حقانیہ حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ ان دونوں عظیم اکابر کی ملاقات دارالعلوم کے دفتر اہتمام میں ہوئی۔ اس دوران جو گفتگو ہوئی وہ کچھ یوں تھی۔

حضرت الاستاد مدظلہم: آپکی شخصیت اسلام کا نمونہ ہے بڑے دنوں سے ملاقات کی خواہش تھی۔ اللہ آپ سے بہت بڑا کام لے رہے ہیں۔ یہ دارالعلوم بزرگوں کی یادگار ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم: حضرت بہت اصلاح فرما رہے ہیں۔ آپکی شفقت ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ میں خود بہت گنہگار ہوں۔

حضرت الاستاد مدظلہم: اللہ تعالیٰ آپکو شفاء عطا فرمائے آپ کا وجود برکت ہے۔ مولانا بنوری کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا اس کا پورا ہونا بہت مشکل ہے۔ جو جاتا ہے اس کا بدل مشکل ہے علماء حق کا وجود عنقا ہو رہا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم: بالکل۔ برائے نام علماء تو ہونگے دراصل قلت علماء قیامت کی نشانی ہے۔

حضرت الاستاد مدظلہم: ابھی تو سرحد میں دین کی کچھ حس ہے مجھے سال دو سال کے بعد آنا جانا ہوتا ہے۔ یہاں کے طلباء کو بھی علم سے لگاؤ ہے۔ ہمارے علاقہ میں فلم دیکھنا، سگریٹ پینا عام ہے۔ نماز کی پابندی نہیں۔ بڑوں کا احترام اساتذہ اور کتب کا ادب باقی نہیں رہا۔ یہ طلباء کی حالت ہے۔ الحمدللہ کہ آپ کے یہاں بزرگوں کا خوب فیض جاری ہے۔ دل خوش ہوا۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم: آپ بزرگوں کا سایہ اللہ تعالیٰ ہم پر رکھے بہت شفقت فرمائی۔ ہم بہت خوش نصیب ہیں۔ کہ آپ تشریف لائے۔ آپ سے خوب فیض بحمدہ تعالیٰ جاری ہے خدا اس میں برکت دے۔

حضرت الاستاد مدظلہم: حضرت ہم خوش قسمت ہیں کہ آپ سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ ورنہ ہم بہت گنہگار ہیں ہم اس قابل نہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم: من تواضع لِلّٰہ رفعه اللّٰہ۔ بزرگوں کا یہی طریقہ ہے۔

حضرت الاستاد مدظلہم: صاحب البیت ادری بمافی البیت۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم: حضرت بنوریؒ کے انتقال سے بڑا صدمہ ہے کہ علوم قدیمہ وجدیدہ پر انکی نظر وسیع تھی۔

حضرت الاستاد مدظلہم: اس لئے تو میں نے عرض کیا کہ اس خلا کا پُر ہونا مشکل ہے۔ اس طرح مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحبؒ کی جگہ بھی۔ ان سے پہلے بزرگوں کی بات تو چھوڑیئے نا۔ کہ انکی نظیر بہت ہی مشکل ہے میرا زیادہ وقت رد رفض کے کام میں خرچ ہوا درس و تدریس کا کام بھی کرتا رہا۔ یہ رفض بہت بڑا فتنہ ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم: آپ سے اللہ نے بڑا کام لیا۔ واقعی بڑا فتنہ ہے۔

حضرت الاستاد مدظلہم: یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ فتح الباری ۱۳ ویں حصہ میں ہے۔ کہ جملہ کمالات نبی کریم ﷺ پر مکمل ہیں پھر یہ کمالات ان کے خلفاء راشدین اور ائمہ حدیٰ میں آئے اب کسی کے ذمہ کوئی اور کسی کے ذمہ کوئی کام لگا دیا گیا۔ ہمارے لئے خوشی وشکر یہ کا موقع ہے کہ ہم سے کام لے لیا اس کے اہل تو نہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم: اللہ تعالیٰ دین کا محافظ ہے انتظام فرما دیتے ہیں۔

حضرت الاستاد مدظلہم: رفض کی وجہ سے صحابہ وسلف صالحین کے مسلک پر پانی پھر جاتا ہے۔ اب جو کتاب ردشیعیت میں لکھی ہے۔ اس کے بعد عقائد اہلسنت پر اگلا حصہ بھی ہے۔ ہر صدی میں اللہ کریم رفض کی تردید کیلئے ۲،۴ اشخاص کو خصوصی طور پر پیدا فرماتے ہیں۔ بہر حال دارالعلوم دیکھتے ہی پتہ چل گیا بہت خوشی ہوئی۔

پھر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدھم نے دارالعلوم کے معائنہ فرمانے کا عرض کیا۔ جس پر حضرت الاستاد مدظلہم نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہم سے دعا کی درخواست فرمائی۔ شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کا اصرار تھا کہ دعا آپ فرمادیں جس پر حضرت الاستاد مدظلہم نے فرمایا کہ میں دعا کے حصول کے لئے تو حاضر ہوا ہوں۔ آپ دعا فرمادیں میں اس پر آمین کہونگا۔ چنانچہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے قنوت نازلہ والی مسنون دعا اور بہت عجیب والہانہ انداز سے پیاری دعا مانگی۔ عجیب روح پرور منظر تھا۔ حضرت الاستاد مولانا اللہ یار خان صاحب دامت برکاتہم نے معائنہ بک پر دارالعلوم حقانیہ کے بارہ میں تحریر بھی فرمایا۔ ان کے ساتھ ان کے خاص خلفاء کرام حضرت حافظ پروفیسر عبدالرزاق صاحب اور حضرت مولانا محمد اکرم صاحب، محترم کرنل مطلوب حسین صاحب اور نوشہرہ کے حاجی عبدالقدوس صاحب، عبداللہ جان صاحب، قاری ریاض محمد و دیگر احباب کرام بھی تھے۔ دارالعلوم کا معائنہ بہت مسرۃ وشوق سے فرمانے کے بعد واپسی ہوئی اور راستہ میں بھی دارالعلوم کے حق میں خوشی و دعاء خیر وسعادۃ فرماتے رہے۔ ماشاءاللہ۔

(۹)

نوشہرہ ۶ جون ۱۹۷۸ء (خان غازی کابلی کا پر از عجائب مکتوب ○ پروفیسر سلیم چشتی کا ذکر)

برادر گرامی قدر صاحب الفضل والسعادہ حضرت مولانا دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آداب کے بعد گذارش ہے کہ

خان غازی کابلی صاحب کا ایک نیا خط جو پرسوں ملا ہے ارسال خدمت ہے اسمیں بھی عجائبات ہیں۔ اور الحق کے مضامین پر تبصرہ کے علاوہ خود آخری تین صفحات حضرت شیخ کے سوانح سے متعلق ہیں۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو شائع فرمالیں۔ اگر بعض چیزیں ناپسندیدہ ہوں تو انہیں قلمزد فرمالیں البتہ آخری حصہ جس میں حضرت شیخؒ کے بارہ میں معلومات وواقعات ہیں اُسے ضرور شائع فرمادیں۔ کہ اس سے فائدہ و برکت زیادہ مظنون ہے۔ مہربانی ہوگی۔

۲۔ کیا آپ نے خود اپنا اور حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی طرف سے املائی مقالہ حضرت شیخؒ کے بارہ میں تیار فرمالیا ہے! اگر ابھی تک ادھر توجہ نہ فرما سکے ہوں۔ تو خدارا ادھر متوجہ ہوں میں پوری دلسوزی سے یہ عرض کر رہا ہوں۔ کرم ہوگا۔

۳۔ مولانا سید ازہر شاہ قیصر صاحب کا خط پرسوں ملا۔ کہ علامہ انور شاہ کے سیمینار پر براہ راست الحق میں کچھ نہیں لکھا۔ ان کا ارشاد نقل کر دیا ہے۔ باقی امور آپ یادہ جانتے ہیں۔ ویسے مجھے اُن کے معلومات پر حیرانگی ہوئی۔ کہ ماہ مئی کے دار العلوم رسالہ کے ایڈیٹوریل میں کیا شائع کر دیا۔ اناللّٰہ الخ۔

۴۔ پروفیسر سلیم چشتی صاحب کا دوبارہ خط ملا ہے۔ سلام آپ کے لئے بھی لکھا ہے۔

۵۔ بندہ اپنے بزرگوں آپ جیسے احباب کرام کے خطوط اپنے کباڑستان سے الگ چُن رہا ہے۔ عجیب عجیب چیزیں سامنے آئیں۔ آپ کے چند پیارے مکاتیب بھی بہت خوب نکلے۔ کبھی موقع ملا تو پیش کرونگا۔

۶۔ حضرت شیخ الحدیث سیدی وسندی دامت برکاتہم کی صحت مبارکہ اب کیسی ہے۔ ہماری تو دن رات ان کی صحت کے لئے دعائیں ہیں۔ رات بھی ختم القرآن رکھا دیگر مقاصد حسنہ کے ساتھ ان کے لئے صحت وعافیت کی دعا کی۔ خدائے کریم قبول فرمادے۔ انکی صحت سے بھی نوازیں اور انکی خدمت بابرکت میں مودبانہ سلام مسنون۔ **ولکم من جزیل الشکر و عظیم الاحترام۔**

والسلام الاحقر احمد عبدالرحمٰن مکتبہ حکمت اسلامیہ

جواب گرامی سے ضرور مشرف فرمایا کریں جو میرے لئے باعث مسرۃ وسعادۃ ہوتا ہے امید نظر عنایت جاری رکھیں گے۔ شکریہ!

(۱۰)

(مولانا احمد علی لاہوری کے خطوط کی تلاش ○ مولانا اللہ یار خان کے بارہ میں تشویش ○ مولانا اکرم اعوان کا الحق کیلئے مضمون ○ مولانا امین الحق شیخوپورہ کے وفات کی غلط اطلاع اور الحق کا تعزیتی نوٹ)

نوشہرہ صدر ۲۴ جون ۱۹۷۸ء

برادر محترم حضرت مولانا دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب الخیر مع الخیر۔ بعد گذارش ہے کہ پرسوں تبلیغی سفر سے واپسی ہوئی۔ تیمر گرہ ضلع دیر کے اجتماع میں بھی حاضری دی جو بہت بابرکت اور دینی حرکت کے اعتبار سے ازحد مفید رہا۔

آپ کا مکتوب گرامی نظر نواز ہو کر حوصلہ افزائی وذرہ نوازی کا مرتب ہوا۔ رب کریم آپکو دارین کی سعادتوں اور دین کی بہتر سے بہتر خدمت کرنے کے سنہری مواقع دیتے رکھے اور مجھے بھی قبول فرمائے آمین۔

ا۔ حضرت خان غازی کابلی کے مضمون کے بارہ میں جیسے آپ مناسب سمجھیں ویسے وہ تھا دلچسپ مضمون۔ اور پھر شاہ صاحب امیر شریعت کے خیالات کے دونوں رُخ آجانے بہتر ہونگے۔ تا کہ تاریخی طور پر بات صحیح مندرج ہو سکے۔ اس مضمون کے آخری 3 صفحات تو بہت اہم ہیں جن میں کشمیری ومظفر آبادی بحث اور حضرت شیخ کے بارہ میں دو اہم خط ہیں انہیں تو ضرور ہی آنے والے شمارہ میں

شائع فرمادیں اوراس پر سوانح شیخؒ کے لئے ضرور ایک نوٹ زوردار لکھیں۔آپ حیران ہونگے۔کہ مجھے آج تک اتنے اعلانات کے باوجود حضرتؒ کا ایک تحریر فرمودہ مکتوب بھی کسی طرف سے نہیں ملا۔حالانکہ حضرتؒ ڈاک کے سلسلہ میں بہت محتاط تھے۔جواب ضرور دیا کرتے تھے۔خودمیرے سامنے روزانہ بیس تیس تو عام بات تھی۔اس سے زیادہ بھی ہوتے تھے۔آخروہ سارے خطوط کہاں گئے! اس لئے آپ اس مضمون پر اپنی طرف سے احباب کرام کو ضرور متوجہ فرمادیں۔بڑا کرم ہوگا۔اور انشاءاللہ حضرت شیخؒ کے روحانی فیوض سے مالا مال ہونے کا ایک بہتر وسیلہ! بہت مہربانی ہوگی۔

۲۔ حضرت یوسف سلیم چشتی صاحب کا پتہ یہ ہے۔یہ بہت بہتر رہے گا کہ آپ خود ان کے نام مستقلاً پرچہ جاری فرمادیں۔امید ہے کہ اس طرح وہ پرچہ کے لئے کچھ لکھتے بھی رہیں گے۔اگر آپ خط لکھیں تو میرا حوالہ ضرور دیں۔شکریہ! مکان 61/A چغتائی اسٹریٹ عقب کارپوریشن کالونی اسلام پورہ۔لاہور۔

۳۔ حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب کے بارہ میں آپ کی تشویش بالکل صحیح ہے۔وہاں کے مرزائی اور رافضی عرصہ سے مولانا کے وجہ سے آزاد تھے۔اور پھر پچھلی بھی مقابلہ میں تھے کہ تحریک کے دوران زخم خوردہ تھے۔اس کا حکام ضلع اپنی فرق باطلہ سے آگئے۔باوجود فوجی حکام کے صحیح فیصلہ کے حکام ضلع نے گڑبڑ کردی۔اب پنجاب ہائی کورٹ نے تین چار دن قبل دوبارہ حضرت مولانا کے حق میں فیصلہ دیدیا ہے۔اور انشاءاللہ حالات جلد سیٹ ہوجائینگے۔حضرت مولانا اخبارات کے خلاف بھی چارہ جوئی کا ارادہ کررہے ہیں۔

۴۔ حضرت مولانا کے ساتھ آنے والے ایک ان کے خلیفہ محترم مولانا محمد اکرم صاحب رئیس منارہ کا خط مجھے آیا۔کہ انہوں نے ایک مضمون سیدنا ابوبکر صدیقؓ پر آپ کے پاس الحق میں شائع آنے کے لئے بھجوایا۔اور وہ ابھی تک شائع نہ ہونے پر شکوہ کناں تھے۔میں نے جواب دیدیا ہے کہ اس کا نمبر آنے پر ضرور شائع ہوگا۔چونکہ الحق کے مضامین چند ماہ پہلے مرتب ہوتے ہیں۔اس لئے فکر کی بات نہیں آپ سے بھی درخواست ہے۔کہ ادھر توجہ دیکر شائع فرمادیں تو کرم ہوگا۔

ماہ رواں کے شمارہ میں مولانا امین الحق صاحب شیخوپورہ کے انتقال پر تعزیت لکھی گئی ہے۔حالانکہ گزشتہ ماہ بندہ لاہور شیرانوالہ مسجد میں حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہم کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا۔مجلس ذکر و آیت کریمہ کا ختم اور دعا کرتے وقت جب اخباری اطلاع کی روشنی میں انہوں نے دعاءِ مغفرت فرمانی چاہی۔تو ایک صاحب نے آکر بتلایا کہ وہ زندہ ہیں۔البتہ بیمار اور پشاور ہسپتال میں ہیں۔اخبار میں خبر غلط شائع ہوگئی ہے اور وہ صاحب خود اُن سے ملنے کا فرما رہے تھے۔اصل حقیقت بعد میں تو مجھے پتہ نہ چل سکی۔بہرحال جو اطلاع میرے پاس تھی اس سے آپکو مطلع کرنا ضروری سمجھا۔حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہم کی خدمت اقدس میں سلام مسنون و دعا کی درخواست ہے۔ طالب دعا الاحقر احمد عبدالرحمٰن صدیقی عفااللہ

(۱۱)

نوشہرہ صدر ۳ جولائی ۱۹۷۸ء (کراچی میں اکابر ہند کا اجتماع دارالعلوم حقانیہ میں جمع کرنے کی کوشش کریں)

گرامی قدر حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔جذبات محبت وعقیدت کے بعد گذارش ہے کہ کراچی میں رابطہ کے جلسہ میں سنا ہے۔بہت سے اکابرین ہند جمع ہورہے ہیں ان میں سے خاص کر حضرت علی میاں صاحب دامت برکاتہم جیسے حضرات گرامی کو اگر کسی طرح دارالعلوم حقانیہ میں ایک دوروز کے لئے لاسکیں تو ہم خدام انکی زیارت وصحبت سے دیدہ و دل منور کرسکیں گے۔

آج ہمیں اخبارات سے پتہ چلا کہ حضرت علی میاں کے علاوہ حضرت مولانا اسعد مدنی اور مولانا منظور نعمانی اور حضرت حکیم الاسلام قاسمی

مدظلہ سب کراچی میں تشریف لا رہے ہیں۔ مجھے بواپسی مطلع فرمادیں۔ دارالعلوم میں آپ کا اجتماع سرحد اور ہم خدام پر ایک بڑا عظیم احسان مزید ہوگا۔ کہ یہ حضرات جمع ہو جاویں۔ والسلام مع الاکرام فقط طالب دعا الاحقر احمد عبدالرحمٰن صدیقی مکتبہ حکمت اسلامیہ

(۱۲)

جمعرات ۱۹ نومبر ۱۹۸۲ء (قلبی جذبات O محمود الحق حقانی کی دعوت ولیمہ O وفاق المدارس کی سند کا مسئلہ)

گرامی قدر برادر محترم و مکرم حضرت مولانا دامت برکاتہم والطافکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ مدتوں سے آپ سے شرف ملاقات و مکاتبت سے محرومی ہے اور ندامت کے ساتھ ساتھ ایک طبعی بوجھ بھی ہے۔ کہ آپ جیسے اپنے مخلص وسرپرست کی شفقتوں سے محروم ہوگیا ہوں۔ بات کچھ بھی سمجھ میں نہ آسکی۔ کہ اس اپنے دور نکبت و کمزوری میں آپ جیسے محبین کو کیوں کھو بیٹھا۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ۔ بہر حال سیہ کار دل و جان سے آپ حضرات کا مداح ہے اور کیوں نہ ہو کہ حضرت شیخی شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے نعمت کا خوشہ چین اور انکے نظر کرم کا مورد بہر حال رہا ہے۔ جو بحمدہ الکریم سرمایۂ حیات ہے اور درس قرآن و مجالس ذکر میں حضرت شیخ لاہوری قدس سرہ کے ساتھ ساتھ ان شیخ ثانی مدظلہ العالی کا تذکرہ بھی ورد زبان رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اکابر کے انفاس قدسیہ سے صحیح معنوں میں مجھ ناچیز و گنہگار کو نواز دے۔ آمین۔ ورحم اللہ عبدا قال آمینا۔ پرسوں حضرت شیخ مدظلہ العالی کی جانب سے برادر محترم مولانا محمود الحق حقانی مدظلہ کی دعوت ولیمہ موصول ہونے پر جذبات برانگیختہ ہو گئے اور پتہ نہیں قلم سے کیا کیا گستاخی کر گیا۔ معذرت خواہ ہوں کہ ع افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را کا مصداق ہوں۔ اس مبارک موقع پر جس خدمت کے قابل سمجھا جاؤں اس سے ضرور نوازیں جسے باعث عزت و مسرت سمجھونگا اور حضرت الشیخ دامت برکاتہم کی خدمت مقدسہ میں سلام نیاز مندانہ مودبانہ کے بعد خصوصی دعاؤں کی التماس ضرور پیش کرم کے ممنون فرما دیں۔ اور آپ خود بھی حسب سابق آتے جاتے تو شرف ملاقات اور سرپرستی مدرسہ وانجمن سے نوازتے رہیں۔ کہ ہم خوردوں کی رہبری و دل جوئی آپ نے ہی فرمانی ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ وفاق کی سند ایم اے کے برابر کا کیا مسئلہ ہے۔ کیا یہ حقیقت ہے؟ اس پر اگر جناب والا اپنی قلم کو ہر رقم سے ایک جاندار اداریہ الحق میں لے آتے۔ اور اس میں اس کے واقعی مضمرات واثرات پر بحث کرتے ہوئے حکومتی تعلیمی اداروں ودیگر مواقع کے لئے ایک حق منوا لیتے تو بہت مفید ہو جائے۔ امید ہے توجہ مبذول فرمائینگے۔

گذشتہ الحق میں شیخ الہند قدس سرہ کے مالٹا کے زمانہ اور حاجی ترنگ زئی کے تذکرہ میں جو چند جملے جناب والا کے قلم سے نکلے ان کی گرمی سے کافی دن زیادت ایمان تازہ رہی اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب دعا الاحقر احمد عبدالرحمٰن صدیقی عفا اللہ

☆☆☆

حاجی اختر حسن صاحب[1] بانی جامعہ فریدیہ اسلام آباد

۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ (دادی مرحومہ کی تعزیت O صاحبزادہ کیلئے دعاؤں کی خواہش)

قدوۃ العلماء محترمی ومعظمی اخی المکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کئی دن سے خدمت اقدس میں عریضہ ارسال کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔

(اسلام آباد جامعہ فریدیہ سنبھالنے کی پیشکش اور میری معذرت)

[1] پاکستان سول سروس کے اہم عہدوں پر فائز رہے، اکابر دیوبند کے گرویدہ اور مخلص خادم، امروہہ سے تعلق، اسلام آباد کا معروف ادارہ جامعہ فریدیہ قائم کیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اسلام آباد سے کراچی جانا پڑا تو ناچیز کو اس جامعہ کو سنبھالنے کی اصرار سے پیشکش کی مگر موجود مصروفیات کی وجہ سے احقر معذرت کرتا رہا، بعد میں مولانا عبداللہ شہید خطیب اسلام آباد لال مسجد نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ یہ ادارہ ان کے لئے باقیات صالحات رہے گا۔ اِس تحریر کے بعد لال مسجد جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کے قیامت خیز المناک واقعات سامنے آئے، اب ان اداروں کے مستقبل کا علم علیم وخبیر ہی کو ہے۔

مگران دنوں کچھ معروفیت زیادہ رہی۔ دفتر میں مشغولیت میں اضافہ رہا۔اس ماہ آنجناب کا موقر ماہنامہ "الحق" بہت افسوسناک خبر لایا۔ محترمہ والدہ صاحبہ کی وفات حسرت آیات کی اطلاع پڑھ کر بہت صدمہ ہوا۔ انا لِلّٰه و انا الیه راجعون ۔ اللہ تعالیٰ انہیں مغفرت کاملہ سے نوازے اور جوار رحمت میں جگہ دے آمین ۔آپ اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ۔حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں احقر کی طرف سے مؤدبانہ تعزیت پیش فرمادیں۔کاش احقر اسلام آباد میں ہوتا اور بروقت اطلاع پا کر جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرتا۔

خادم زادے کے بارے میں آنجناب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے بالکل بجا ہے۔احقر کو آپکے اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کے مقام، اصولی موقف اور نفاذ نظام شریعت کی جدوجہد کا بخوبی علم ہے۔اس پر بھی آپ نے توجہ اور سعی کا وعدہ فرمایا ہے۔یہ آپکے اخلاق کریمانہ اور احقر پر آپ کی خصوصی عنایت کا مظہر ہے۔جیسا کہ احقر نے سابق عریضہ میں گزارش کی تھی احقر کو دعاؤں کی زیادہ ضرورت ہے۔حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی سے خصوصی دعا کی درخواست کردیں۔اگر وہ ازراہ کرم تعویذ عنایت فرمانا گوارا فرمائیں تو عین نوازش ہوگی۔ملازمت کے لئے بھی اور اسکے کلینک کے لئے بھی، جو اس نے آج کل دو جگہ قائم کرر کھا ہے۔اللہ تعالیٰ ان میں ترقی و برکت عطا فرمائے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت میں احقر کا سلام و آداب پیش کردیں۔شفیق صاحب کو بھی سلام کہدیں۔کار لائقہ سے یاد فرمالیا کریں۔عزت افزائی ہوگی اور موجب سعادت سمجھوں گا۔ فقط والسلام احقر اختر حسن

☆☆☆

شیخ اختر حسین ایڈووکیٹ[1] راولپنڈی

(وکلاء کی شریعت بل کی تائید)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم! میں آپکو آپ کی سعی جمیلہ بابت شریعت بل جو نفاذ اسلام اور شریعت کے سلسلے میں آپکی ایک مستحسن کوشش ہے، پر دلی مبارکباد دیتا ہوں۔نفاذ شریعت کے سلسلے میں آپ کا تاریخ ساز کردار ایک روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپکو کامیاب و کامران فرمائے اور نفاذ شریعت کے سلسلے میں آپکی کوششیں بارآور ہوں۔گو منافقوں کی ایک مختصر لیکن موثر اقلیت اس راستے میں ہر قسم کی رکاوٹیں ڈالے گی۔ میں نے اس ضمن میں راولپنڈی ہائیکورٹ باراور ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشنوں کے ۷۵ سے زائد وکلاء کے یہاں پر دستخط کرائے، جس میں انہوں نے شریعت بل کی پرزور حمایت کی اور ممبران سے مطالبہ کیا کہ بل کو من وعن طور پر جلدی منظور کرلیا جائے۔وکلاء کے دستخط شدہ بیان اور اخباری تراشے کی فوٹو کاپیاں آپ کے ملاحظے اور ریکارڈ کیلئے ارسال کی جاری ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفاذ شریعت و نفاذ اسلامی نظام حکومت کے قیام کے بارے میں بھرپور تائید کرنے اور عمل کام کرنے کی توفیق دے۔ فقط والسلام شیخ اختر حسین ایڈووکیٹ روالپنڈی

---

[1] راولپنڈی کے سرکردہ اور ممتاز ایڈووکیٹ اکابر دیوبند اور جمعیۃ علماء اسلام سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔

اختر راہی[1]

(۱)

۱۱رجنوری ۱۹۶۸ء (سنگلاخ سرزمین سے ''الحق'' جیسا معیاری رسالہ کسی معجزہ سے کم نہیں)

محترمی جناب ایڈیٹر ''الحق''، تسلیمات و نیاز! ''الحق'' گاہے گاہے نظروں سے گزرتا رہتا ہے، اس سنگلاخ سرزمین سے ''الحق'' جیسے معیاری رسالے کا اجرا معجزہ سے کم نہیں۔ لیکن خلوص نیت اور محنت شاقہ کے سامنے کچھ دور نہیں۔ تحریک آزادی ۱۸۵۷ء کے مجاہدین کے بارے میں ایک سلسلہ مضامین زیر تسوید ہے اس سلسلے کا پہلا مضمون ''حضرت محل'' کے تعارف پر مشتمل ہے، یہی مضمون ''الحق'' کیلئے ارسال کرر ہا ہوں۔ اگر آپ کا معیار اس مضمون کو ''قابل اشاعت'' قرار دے تو بہتر، وگرنہ واپس ارسال فرمادیجئے۔ واپسی کیلئے ڈاک کے ٹکٹ ارسال کرر ہا ہوں۔

نیز جنوری ۶۸ء سے میرے نام ''الحق'' ایک سال کیلئے جاری کردیجئے۔ درج ذیل پتہ پروی۔ پی ارسال کردی جائے، انشاءاللہ وصول کرلی جائے گی۔ فقط والسلام: اختر راہی (معرفت پرنسپل گیلانی کالج واہ کینٹ)

(۲)

یکم دسمبر ۱۹۶۹ء (ڈاکٹر اقبال کے خطبے پر قادیانی نقطہ نگاہ سے اظہار خیال)

محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، چند دن بیشتر ایک قادیانی دوست نے ''تاریخ احمدیت'' جلد ہشتم بغرض مطالعہ دی، اس میں ڈاکٹر اقبالؒ کے مشہور خطبے کے بارے میں قادیانی نقطہ نگاہ کے مطابق اظہار خیال کیا گیا ہے، ساتھ ہی ڈاکٹر اقبال کی شخصیت پر گرد اڑائی گئی ہے، اقبال اور قادیانیت کے عنوان پر ان دنوں کچھ مواد اکٹھا کرر ہا ہوں، اسی ضمن میں مجھے علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور علامہ اقبال کے بارے میں لکھنا ہے۔ علامہ انور شاہ صاحب کاشمیریؒ کے بارے میں جو مواد مل سکے دیکھنا ضروری ہے۔ کیا آپ انکی سوانح و افکار پر کوئی کتاب مہیا فرماسکیں گے؟ کتاب کا نام پہلے لکھ دیجئے گا یا نشان دہی کردیجئے۔ شاید میری نظر سے بھی گزری ہو۔ والسلام اختر

(۳)

۵رجنوری ۱۹۷۰ء (مولانا انور شاہ پر سوانحی مضمون کی تیاری)

محترمی و مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، پرسوں کارڈ اور پارسل اکٹھے وصول ہوئے۔ مقدمہ ''بہاولپور'' زیر مطالعہ ہے۔ چند دنوں میں فارغ ہو جائے گا (انشاءاللہ) ''انوار انوری'' دیکھ چکا ہوں۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی سے خط و کتابت ہوئی لیکن 'حیات انور' کے مضمون سے زیادہ کچھ نہ حاصل ہوا۔ تاہم چند الٹے ترچھے خطوط بن گئے ہیں جن سے مضمون تیار ہو گا۔ مولانا انوری مرحوم اور راز ہر صاحب کے مکاتیب بصد شکریہ واپس کرر ہا ہوں 'حیات انور' مارکیٹ سے مل گئی ہے اور زیر مطالعہ ہے،

ہاں! گزشتہ ماہ ''الحق'' کا شمارہ ہا کر سے لیا تھا، نا معلوم ڈاک والے کرم فرمائی کیلئے مجھے ہی کیوں چنتے ہیں۔ اگر ایک پرچہ ارسال فرماسکیں تو بہتر۔ محترم شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں سلام عرض کیجئے گا۔ والسلام: اختر راہی

---

[1] جناب اختر راہی واہ کینٹ سے تعلق رکھتے ہیں طالب علمی سے سوانحی اور تاریخی موضوعات پر آرٹیکل لکھنے کا شوق تھا اور زیادہ تر تصنیفی کام کا آغاز ماہنامہ الحق سے ہوا جو خطوط سے عیاں ہے۔ مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں سے وابستہ رہے اور کئی مفید معلوماتی کتابیں لکھیں۔ انکے سینکڑوں خطوط سے کچھ شامل کئے گئے ہیں۔

(۴)

۶ر جنوری ۱۹۷۰ء (مقدمہ بہاولپور تاریخ احمدیت میں علماء دیوبند کی بے وقعتی)

محترمی سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، یہود مدینہ اور آنحضرت ﷺ کے تعلقات پر آرٹیکل کی پہلی قسط ارسال کر چکا ہوں۔ اب دوسری قسط بھی ارسال کی جاتی ہے، وصول کر کے اطلاع دیجئے گا۔ آج ''تاریخ احمدیت'' جلد ہفتم کا مطالعہ کر رہا تھا تو مقدمہ بہاولپور کا تذکرہ پڑھا۔ قادیانی حضرات نے کچھ ایسے لکھا ہے کہ بس علمائے دیوبند کی ''بے وقعتی'' اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ میں محدث عصر حضرت انور شاہ کاشمیریؒ اور علامہ اقبال کے تعلقات پر ایک آرٹیکل لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اسی سلسلے میں بہاولپور کے مقدمے میں مولانا انور شاہؒ صاحب کا بیان دیکھنا چاہتا تھا نیز اس پر قادیانی حلقے کے تاثرات۔

کیا محدث عصرؒ کے عقیدتمندوں میں سے کسی نے قادیانیوں کی اس روش کا نوٹس لیا ہے ''مقدمہ بہاولپور'' کے درست حالت ہیں۔ ہو سکیں تو اطلاع دیجئے۔ نیز کوئی اور معلومات۔ والسلام اختر راہی

(۵)

۱۶ جنوری ۱۹۷۰ء (علامہ انور شاہ اور علامہ اقبال)

محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! حضرت انور شاہ صاحب کاشمیریؒ اور ڈاکٹر اقبالؒ کے باہمی تعلقات پر ایک آرٹیکل ارسال ہے۔ ڈاکٹر اقبال اور قادیانیت کے بارے میں محض اشارے پر اکتفا کیا ہے، علامہ کا کشمیر کمیٹی میں شامل ہونے اور پھر اس سے مقاطع، نیز انجمن ''حمایت اسلام'' کا واقعہ تفصیل طلب معاملہ ہے، لہٰذا ایک جدا آرٹیکل کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ دو آرٹیکل کا مواد بن رہا ہے، دیکھئے کب انجام پذیر ہوں۔ ''الحق'' کا شدت سے انتظار رہتا ہے تا حال موصول نہیں ہوا۔ کس تاریخ کو الحق پوسٹ کیا جاتا ہے اطلاع دیجئے۔ تاکہ خود ڈاک خانے پہنچ جاؤں۔ گاؤں میں ڈاک کا انتظام درست نہیں لہٰذا رسالہ مندرجہ ذیل پتے پر ارسال کیا جائے۔ اختر راہی گیلانی ماڈل ہائی سکول واہ کینٹ۔ ہاں الحق کا کاتب اکثر و بیشتر حوالاجات غائب کر جاتے ہے اس طرف توجہ فرمائیے۔ آرٹیکل وصول کرنے کی اطلاع دیجئے گا۔ والسلام اختر راہی

(۶)

(تاریخ احمدیت کا تعاقب ضروری ہے O مولانا انور شاہ کے بارہ میں اقبال کے تعزیتی پیغام کی تلاش)

۲۰ جنوری ۱۹۷۰ء

محترمی! کل نامہ گرامی ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ (آمین) از ہر شاہ صاحب اور مولانا محمد انوری صاحب کے خطوط پڑھے۔ انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے پہلے ضبط تحریر میں آئے ''بیس بڑے مسلمان'' نظر سے گذری ہے۔ لیکن دل اس پر مطمئن نہیں۔ مولانا محمد صاحب کی تالیف "انوار انوری" کیلئے انہیں لکھا ہے۔ انشاء اللہ مارچ کے لئے آرٹیکل ارسال کروں گا۔

لاہور، پنجاب پبلک لائبریری میں ایک دوست کو لکھا ہے کہ وہ پرانے پرچوں میں ڈاکٹر اقبال مرحوم کا تعزیتی پیغام لکھ کر ارسال کریں۔ دیکھئے کب تک جواب آئے۔ آپ ''بیان بہاولپور'' ارسال کر سکیں تو بہتر ہوگا۔ تاریخ احمدیت کا تعاقب نہ کیا گیا تو یہی آئندہ "اصل تاریخ" بن جائے گی۔ جب کہ اس میں تاریخ کو مسخ کرنے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ والسلام

(۷)

۲۸ جنوری ۱۹۷۰ء باسمہ تعالیٰ (انوارانوری O حیات انور)

محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حضرت انور شاہ کاشمیریؒ کے بارے میں آپ کے مرسلہ خطوط ملے۔ میں نے مولانا انوری مرحوم کو لکھا لیکن انکے صاحبزادے سعید الرحمٰن صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ تو ۲۲ جنوری کو انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں درجات بلند عطا فرمائے (آمین) انہوں نے ایک کتاب ''انوارانوری'' شائع کی تھی وہ بھی عنقریب آجائے گی۔ حضرتؒ کے شاگردوں کے مضامین کا ایک مجموعہ ''حیات انورؒ'' کے نام سے شائع ہوا ہے، ایک تاجر کو اسکے بارے میں لکھا ہے۔ دیکھئے کب آئے۔
ویسے معلومات تو پہلے بھی چند ایک ہیں لیکن ان کا دیکھنا بھی بہتر ہوگا۔ آپ جلدی سے ''مقدمہ بہاولپور'' ارسال فرمایئے اور خصوصاً مولانا انور شاہ صاحب کا بیان۔ والسلام اختر راہی

(۸)

۵ مارچ ۱۹۷۰ء (شاہ کشمیری کی تعاقب مرزائیت کیلئے انکی کتابوں کا مطالعہ O
جماعت اسلامی کے منشور پر ادارتی تنقید سے ہلچل)

محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج گرامی، علامہ انور شاہؒ اور ڈاکٹر اقبال کے بارے میں ایک آرٹیکل ارسال کیا تھا لیکن تاحال اطلاع نہیں ملی، کہ آیا آرٹیکل دفتر پہنچا ہے یا نہیں موسم کی تبدیلی سے زکام، کھانسی اکثر رہتا ہے، لہٰذا لکھنے پڑھنے کا وقت ہی نہیں تھا، مقدمہ بہاولپور چند دنوں تک پڑھ لوں گا اور انشاء اللہ ''اقبال اور قادیانیت'' پر ایک مقالہ لکھوں گا، شاہ صاحب کے ''تعاقب مرزائیت'' کیلئے ان کی کتابیں دیکھنا ضروری ہیں، لہٰذا انہیں دیکھ کر ہی کوئی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔
فروری کے ''الحق'' کے اداریے نے خاصی ہلچل پیدا کی ہے، جماعت اسلامی کے منشور پر آپکی تنقید کو یکطرفہ سمجھا گیا ہے، کیونکہ جمعیت کے منشور میں بھی تو تحدید زمین موجود ہے، اگر یہ جرم ہے تو دونوں کا یکساں، میں سمجھتا ہوں، کہ آپ اس مسئلے پر خود قلم اٹھائیں گے اور مسئلہ ملکیت زمین پر بھرپور روشنی ڈالیں گے۔ والسلام اختر راہی ایم اے

(۹)

۲۹ مارچ ۱۹۷۱ء (آریہ سماج اور علماء وغیرہ مضامین کی اطلاع)

محترمی و مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ایک کارڈ ارسال کیا تھا جس میں آپ سے ''آریہ سماج اور علماء دیوبند'' کے سلسلے میں کچھ مواد مہیا کرنے کی خواہش کا اظہار تھا۔ تاحال کوئی جواب نہیں ملا۔ تاہم اپنی حد تک آرٹیکل تیار کر رہا ہوں اور علماء دیوبند کی فراموش شدہ خدمات کے چند اوراق پلٹ رہا ہوں۔ انشاء اللہ آرٹیکل کو آخری شکل دے کر ارسال کروں گا۔ اس وقت قبرص میں اسلام کی سرگزشت لیکر حاضر ہو رہا ہوں، مضمون ایک ہی پرچے میں شائع ہونا چاہیے، ورگرنہ لطف کرکرا ہو جاتا ہے۔ ہاں ''الحق'' میں میرے نام کے ساتھ بی اے چھپتا ہے جو
ع اس وقت کا قصہ ہے جب کہ آتش جوان تھا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دو مضامین سیاسیات اور تاریخ میں ایم اے کر چکا ہوں۔ لہٰذا اب بی اے لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ صرف اختر راہی ہی کافی ہے۔ آپ سے ملاقات کو جی چاہتا ہے آئندہ ماہ کا پروگرام بتایئے تاکہ کوئی تاریخ مقرر کر کے آپکے ہاں آسکوں۔ والسلام اختر راہی

(۱۰)

(ایم اے تاریخ کا امتحان)

۱۸؍جولائی ۱۹۷۰ء

محترمی سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ایک عرصہ ہوا ''الحق'' سے غیر حاضر ہوں۔ درحقیقت ان دنوں کچھ ایسی معروفیات میں الجھا ہوں کہ کوئی تحریری کام کر ہی نہ سکا۔ ''البلاغ'' کیلئے ایک سلسلہ مضامین شروع کیا تھا ''مصنفین درس نظامی'' اس مقصد کیلئے تمام مصنفین کے سوانحی خاکے لکھنے تھے، اس ماہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے بارے میں ایک آرٹیکل چھپا ہے۔

غالباً آپکے علم میں نہیں ان دنوں تاریخ (ایم اے) کا امتحان بھی دے رہا ہوں انشاء اللہ اس سے فراغت کے بعد ''الحق'' کی محفل میں شامل ہوتا رہوں گا۔ کوشش ہے کہ جلدی ایک آرٹیکل ارسال کرسکوں۔

ہاں! آج ۱۸؍جولائی ہے لیکن ''الحق'' تاحال موصول نہیں ہوا۔ نیز (اپریل ۷۰ء) کا شمارہ الحق ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ محترم شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں سلام عرض کیجئے گا۔ والسلام، اختر راہی

(۱۱)

(الحق میں مضمون نگار کا تعارف ہونا چاہیے)

۱۴؍اگست ۱۹۷۱ء

محترمی ومکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج عالی! دوبارا کوڑہ خٹک حاضر ہوا مگر ملاقات نہ ہوسکی، انشاء اللہ عنقریب حاضر ہوں گا۔ ''فلپائن میں اسلام کے شب وروز'' ایک مضمون ارسال کررہا ہوں۔ مہینہ بھر سے یہ مضمون لکھنے کا پروگرام تھا، مگر آلام روزگار سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ آخر خدا خدا کر کے مضمون مکمل ہوا۔ ''الحق'' کی قریبی اشاعت میں دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ ستمبر کے پرچے میں جلد ختم ہوجائے گی اور آپ فہرست مضامین شائع کریں گے۔ فہرست مضامین کے سلسلے میں چند اصلاحات پیش کرتا ہوں اگر بہتر خیال فرمائیں تو ان پر عمل کیا جائے۔

فہرست مضامین حروف ابجد کے اعتبار سے نہیں ہونی چاہیے بلکہ موضوع وار ہونی چاہئے۔ مثال کے طور پر

تفسیر قرآن، تاریخ وسوانح، مواعظ وحکمت، جولان گاہ تحقیق، عالم تمام، عالم اسلام وغیرہ،

مضمون نگار حضرات کا تعارف ہونا چاہیے، مثال کے طور پر مولانا ابوالحسن علی ندوی ہی کا تعارف، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مہتمم ندوۃ العلماء، رکن عاملہ رابطہ عالم اسلامی، کئی بلند پایہ کتابوں کے مصنف، چند کتابیں۔۔۔۔۔۔۔وغیرہ، والسلام: اختر راہی

(۱۲)

(الحق میں کتابوں پر تبصرہ نگاری)

۹ستمبر ۱۹۷۱ء

محترمی ومکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، تبصروں کی پہلی قسط حاضر ہے اس میں دس کتابوں پر تبصرہ ہے۔ دوسری قسط چند دنوں تک بھیجوں گا۔ (انشاء اللہ) مجوزہ دستور نمبر کے سلسلے میں متعلقہ مواد میں نے فراہم کرنا شروع کردیا ہے اور انشاء اللہ العزیز مہینے ڈیڑھ میں خاص کام ہوجائے گا، آپ بھی فراغت ملتے ہی اس پہلو پر سوچیں، خاکہ مکمل کرنے کے بعد ارسال کروں گا۔ دفتر میں قصیدہ بردہ کے دو نسخے تھے ایک نسخہ ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیجئے۔ تبصرہ اشاعت کیلئے بھیجنے سے پیشتر میں قصیدہ بنظر احتیاط دوبارہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ جواب کا انتظار رہے گا۔ والسلام: اختر راہی

(۱۳)

۱۰ نومبر ۱۹۷۱ء (ملا معین صاحب معارج النبوت اور معین واعظ کاشفی)

محترمی و مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ذرا تکلیف دینا چاہتا ہوں، امید ہے محسوس نہ فرمائیں گے۔ فہرست کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور حصہ اول (لباب المعارف العلمیہ) سے مُلا معین صاحب ''معارج النبوت'' کے حالات زندگی نقل کر کے ارسال کر دیجئے۔ مُلا معین دو ہیں ایک ''معارج النبوت'' کا مؤلف اور دوسرا معین واعظ کاشف مؤلف ''تفسیر معینی'' مجھے اول الذکر معین کے حالات درکار ہیں۔ امید ہے ''الحق'' تیار ہوگا۔ لہٰذا اگلے پرچے کیلئے ایک مضمون جلد ہی بھیج رہا ہوں۔ تبصرہ کتب مل گیا ہوگا، اگر ابوالمعصو ردہلوی سے متعلق مضمون شائع ہو چکا ہو تو الحق کے دو پرچے روانہ کیجئے گا۔ علماء ہند کی عربی تفاسیر کے سلسلے میں اگر ذہن میں کوئی کتاب یا حوالہ ہو تو اطلاع دیجئے۔ فوری جواب کا انتظار رہے گا۔ [1] والسلام: اختر راہی

شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے گا۔

(۱۴)

۲۴ نومبر ۱۹۷۱ء (مولانا مہر اور نعمت اللہ شاہ ولی کی پیشنگوئیوں پر مضمون)

محترمی و مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کتابوں پر تبصرہ ارسال ہے۔ ''مولانا مہر'' پر ایک مضمون بھیج رہا ہوں۔ کوشش اختصار کے باوجود کچھ طویل ہی ہو گیا مگر ناگزیر تھا۔ جہاں تک ان کے خطوط کا تعلق ہے، نقل کرنے بیٹھا تو فل سکیپ کے ۱۴ صفحے بن گئے۔ حاشیے اس پر مستزاد ہیں، لہٰذا فی الحال مضمون ہی کافی ہے۔

نعمت اللہ شاہ کی قصیدہ اور پیش گوئی (جو ''الہامی پیش گوئیاں'' نامی کتاب میں موجود ہے اور حال ہی میں روزنامہ جنگ نے شائع کیا ہے) کی حقیقت پر ایک مضمون لکھا ہے جو چند دنوں تک بھیجوں گا، باقی چیزیں پھر ارسال کروں گا۔ والسلام: اختر راہی

(۱۵)

۱۶ مئی ۱۹۷۲ء باسمہ تعالیٰ (مفتی محمود کے اقدامات اور اکابر جمعیۃ کے خیالات)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مہینہ ڈیڑھ ہوا کہ دار العلوم حاضر نہ ہو سکا۔ گذشتہ ماہ امتحانات تھے اور اس عرصے میں لکھنے پڑھنے کا موقع بھی

---

[1] ۱۰ نومبر ۱۹۷۱ء (ملا معین اور معین واعظ کاشف کے بارہ میں احقر کا جواب)

مکرمی سلام مسنون۔ گرامی نامہ ملا۔ لباب المعارف ج ۱ ص ۲۶۵ پر معارج النبوۃ (فارسی) نمبر ۱۴۰۳ کے خانہ مصنف میں معین الدین ہروی واعظ کاشف لکھا ہے نیز عدد سلسل (۱۰۰۴) کا حوالہ دیا ہے ۱۰۰۴ کے حوالہ پر روضۃ الواعظین فارسی کے سامنے یہ عبارت ہے۔

معین الدین ہروی۔ نویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہے۔ ابو الغازی بہادر سلطان حسین مرزا کے عہد کا ایک مشہور عزب البیان واعظ ہے ''معارج النبوۃ'' اسی کی تصنیف ہے۔ ۸۹۱ھ میں لکھی ہے، اسکے علاوہ تاریخ جس میں یہودیوں کا اصل نسل اور انکے مصائب کا حال لکھا ہے اور ''روضۃ الجنۃ'' جسمیں شہر ہرات کی نہایت مفصل کیفیت دی ہے اسکی تصانیف سے ہے، مؤخر الذکر کتاب اس نے ۹۰۰ھ میں سلطان حسین مرزا کیلئے لکھی ہے (لباب ج ۱ صفحہ ۱۸۶)۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے واعظ کاشف نہیں بلکہ مؤلف معارج النبوت معین کے حالات درکار ہیں، مگر صاحب لباب نے غالباً انہیں واعظ کاشف بنا دیا ہے اسکے لئے پوری صورتحال لباب سے نقل کر دی۔

''الحق'' کل پرسوں انشاء اللہ سپرد ڈاک ہوگا، ابو المعصو رؒ اور تبصرہ کتب دونوں اس میں شامل ہیں۔ ہند کے عربی تفاسیر کے بارہ میں کوئی مواد یا کتاب ذہن میں آئے تو لکھ دوں گا انشاء اللہ، آپ کا پچھلا گرامی نامہ بھی موجب از دیاد محبت بنا تھا، جواب میں کوتاہی ہوئی۔ معذرت خواہ ہوں، دعوات صالحہ سے بھی رمضان میں خاص طور سے یاد فرمانے کی گذارش ہے۔ والسلام: سمیع الحق غفرلہ

نہ مل سکا "الحق" کے لئے لکھنا شروع کیا تھا مگر مضمون تا حال ادھورا پڑا ہے۔ الحق بھی کچھ لیٹ معلوم ہوتا ہے، مجھے تا حال پرچہ نہیں ملا۔ محترمی مفتی صاحب[1] نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لیتے ہی جو اہم اقدامات کئے ہیں انہیں پشاور سے کراچی تک سراہا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی حکومت بنانے کی توفیق دے۔ اس سلسلے میں مفتی صاحب سے انٹرویو لیا جائے اور الحق کی زینت بننا چاہیے۔ انٹرویو میں موجودہ حالات میں اسلامی قوتوں کو ایک نقطہ پر لانے کیلئے ان کے خیالات اور جمعیت کا طرزِ عمل واضح کیا جائے۔ کہ کس طرح اندرونِ اسمبلی اور اسمبلی سے باہر اسلام پسند طاقتیں یک جان ہیں۔ محترمی شیخ الحدیث صاحب کا انٹرویو بھی کسی شمارے میں آجائے۔ اسی طرح اکابرین جمعیت کے خیالات یکے بعد دیگرے شماروں میں آنے چاہئیں۔ اس تجویز کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ جواب کا انتظار رہے گا۔ والسلام: اختر راہی

(۱۶)

۲۴رجولائی ۱۹۷۲ء **(صدیق دیندار ایک فتنہ پرداز شخص)**

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید ہے سوالنامہ آپ نے مفتی صاحب کے حوالے کر دیا ہوگا، انہوں نے انٹرویو کیلئے کیا وقت دیا ہے؟ آج کے "مشرق" میں انکا بیان کراچی سے ہے۔ بہر حال انکے واپس آتے ہی انٹرویو ہو جائے تو بہتر رہے گا۔ کتابوں پر تبصرہ ارسال ہے ستمبر کے شمارے میں شامل کیجئے۔ کتابوں کے نسخے عندالملاقات پیش کروں گا۔ "افکار ذاکر" اور اس پر تبصرہ دفتر پہنچا چکا ہوں۔

صدیق دیندار کے بارے میں خلیکی (کراچی) صاحب کا مضمون میرے پاس ہے مگر مضمون جاندار نہیں اتفاق سے ان دنوں صدیق دیندار (جو حقیقت میں بے دین اور کافر مطلق ہے) کے بارے میں خاصا مواد جمع ہو گیا ہے اور ایک مضمون کی صورت میں بھیج سکوں گا اس سلسلے میں کام ضروری ہیں۔ (۱) "الہامی پیش گوئیاں" کتابچہ بھجوا دیجئے۔ (۲) "دارالعلوم" دیوبند میں صدیق دیندار کے بارے میں ایک اور مضمون شائع ہوا تھا "منیجر الحق" "مسٹر ایاز کے علم میں ہے کہ شمارہ کا ماہ وسن مہیا کر دیں۔ امید ہے آپکی صحت اچھی ہوگی اللہ تعالیٰ امراض وبلیات سے محفوظ رکھے۔ آمین، والسلام اختر راہی

(۱۷)

۱۳۹۳/۱۶/۹ھ **(حاجی صاحب ترنگ زئی)**

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، "حاجی صاحب ترنگ زئی" کی سوانح اور مجاہدانہ کارناموں پر مشتمل ایک مختصر سا آرٹیکل حاضر ہے "حاجی صاحب ترنگزئی" پر مفصل لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی بیان کردہ آپ بیتی ان سے مزید گفتگو کے بعد ایک جامع سوانحی آرٹیکل کی صورت میں لکھوں گا (انشاء اللہ) اتوار بتاریخ ۳ر اکتوبر دارالعلوم حاضر ہوں گا۔ شیخ الحدیث صاحب کی سوانح پر آپ سے گفتگو کرونگا۔ الحق کے تازہ شمارے میں "تبصرہ کتب" لازمی طور پر شامل کیجئے، امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ منیجر ان کو سلام، والسلام اختر راہی

(۱۸)

۴۔۸۔۱۹۷۳ء **(مکتوبات شیخ الاسلام سے انتخاب کا کام)**

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ "الحق" کیلئے ایک آرٹیکل "گمھانہ کے مسلمان" اور اپیل برائے "مکتوبات مدنی" دے آیا تھا۔ اب جلد نمبر ۸ کی

---

[1] مولانا مفتی محمود وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد نے شراب وغیرہ پر پابندی لگادی تھی

فہرست مضامین اور تبصرۂ کتب بھیج رہا ہوں۔فہرست میں آخری شمارے کے مضامین اضافہ کر لیجئے۔آپ ''مکتوبات شیخ الاسلامؒ'' کی چاروں جلدیں مہیا کر لیں تا کہ کام شروع کیا جا سکے۔ میں آج چند افراد کو خطوط لکھ رہا ہوں۔''الجمعیت'' کی فائل فارغ ہے اور آپکے جواب آنے پر لیتا آؤں گا۔نیز مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کے نام مولانا مدنیؒ کے جو خطوط ہیں وہ بھی علیحدہ کر لیجئے۔امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام: اختر راہی

(۱۹)

۳ نومبر ۱۹۷۳ء (مولانا عبدالرحمان کاملپوریؒ پر کتاب)

برادر مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔''الحق'' معہ نامہ گرامی موصول ہوا۔آپکی مصروفیات کے پیش نظر میں نے پروگرام ملتوی کر دیا ہے۔انشاء اللہ آئندہ اتوار بتاریخ ۱۱ نومبر دارالعلوم حاضر ہوں گا۔مولانا عبدالرحمان کاملپوریؒ کی سوانح کے بارے میں آپ سے ذکر ہوا تھا۔اگر کتاب آ گئی ہو تو بذریعہ ڈاک بھجوا دیجئے اور اگر راولپنڈی سے کتاب تا حال نہ لائی جا سکے تو آئندہ جمعہ لیتے آئیں اور اتوار کو عندالملاقات حاصل کر لوں گا۔حضرت شیخ الحدیث صاحب کے بارے میں آپ نوٹس اکٹھے کر لیں، نیز مکتوبات بھی۔امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام: اختر راہی

(۲۰)

۱۹ جنوری ۱۹۷۴ء (حاجی صاحب ترنگ زئی سے شیخ الحدیث کے تعلقات)

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ''الحق'' کا تازہ شمارہ ملا، کاتب نے ''المغنی'' پر ادھورا تبصرہ دیا ہے نیز باقی کتب پر تبصرے باقی ہیں، کسی قریب اشاعت میں دیجئے گا۔''حاجی صاحب ترنگ زئی'' پر مضمون لکھتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث صاحب کے تعلقات پر اشارہ کیا تھا، مضمون پڑھ کر دو چار خطوط اس مطلب کے ملے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث اور حاجیؒ کے تعلقات پر تفصیل سے روشنی ڈالوں، میں نے حضرت شیخ الحدیث صاحب سے بات چیت کی تھی جو میرے پاس محفوظ ہے۔آپ بھی اپنے کاغذات ترتیب دیجئے تا کہ یہ مضمون قارئین ''الحق'' کے سامنے پیش کر دیا جائے۔مکتوبات شیخ الاسلامؒ کے بارے میں دفتر ''الحق'' میں اگر کوئی خط آیا ہو تو بھجوا دیجئے۔لطافت الرحمان سواتی[1] کا خط آ گیا تھا ''دارالعلوم دیوبند کے بارے میں تاثرات'' (ایک انگریز) بھجوائے تھے۔''الحق'' میں اس سے آ جانے چاہئیں۔ادارہ ''الحق'' کے رفقاء کو سلام، امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام اختر راہی

(۲۱)

۲۲/ فروری ۱۹۷۴ء (دو چار روز وہاں رہنا چاہتا ہوں)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔فروری کا آخری ہفتہ شروع ہو گیا ہے اور میں مارچ کے پہلے دو چار روز حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں حاضر رہنا چاہتا ہوں۔کیا ان دنوں حضرت دارالعلوم میں رہیں گے؟ اُن کی مصروفیات کے بارے میں اطلاع دیجئے۔ابو سلمان شاہجہانپوری صاحب نے مجھے اطلاع دی تھی کہ چند ادبی کتابیں میرے لئے اور آپ کے لئے بھجوا رہے ہیں۔آپ کو یہ کتابیں ملی ہیں یا نہیں؟ تا حال ''الحق'' نظر نواز نہیں ہوا۔امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

---

[1] مولانا لطافت الرحمان سواتی جید عالم ادیب دارالعلوم حقانیہ میں بھی تدریس کی خدمت انجام دی

(۲۲)

(گرفتاری اور آزادی)

۸/ مئی ۱۹۷۶ء

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ "الحق" کے پرچے مل گئے ہیں اور پیکٹ پر آپ کا نوازش نامہ بھی پڑھ لیا ہے۔ آپ نے یہ نہیں بتایا کہ "گرفتاری" کیسے آزادی سے بدلی اور حکومت کو اس "نگاہ کرم" کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی تھی۔
کتابوں پر تبصرے بھیجے تھے۔ اُن کے بارے میں آپ کا خط خاموش تھا۔ اطلاع دے کر خلجان سے نجات دلایئے۔ اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔ مکرم شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں ہدیہ سلام۔ والسلام

(۲۳)

(قادیانیوں کے بارہ میں مولانا مدنی کی قرارداد)

۳ ستمبر ۱۹۷۶ء

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ "الحق" کا تازہ شمارہ ملا۔ اب کے تو "رد قادیانیت" نمبر ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ بھائی ابوسلمان شاہجہانپوری صاحب نے انجمن ترقی اُردو کی طرف سے کتابیں بھجوائی تھیں اور ان میں چند ایک پر تبصرہ ارسال کر دیا تھا۔ اگلے پرچہ میں تبصرہ آجائے تو بہت خوب۔ اقبال اور خوشحال خان کی باری کب آرہی ہے؟ الحق میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کی قراردادوں میں ایک اہم قرارداد حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ کی ہے جو آپ نے پیش نہیں کی۔ "چراغ راہ" قادیانی اقلیت نمبر دیکھئے گا۔ مولانا مدنیؒ کے مکتوبات کے حواشی لکھ رہا ہوں۔ "الحق" جلد اول میں اُن کے تین غیر مطبوعہ خطوط بنام قاری اصغر علی شائع ہوئے تھے۔ دو خطوط نقل کر لئے ہیں، یہ پہلا خط (نقل) بھجوایئے۔ اگر وہ پرچہ مہیا ہو جائے تو زہے قسمت۔ خط کے نقل کا شدید انتظار رہے گا۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام دعاخواہ اختر راہی

حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں ہدیہ سلام اور درخواست دعا۔

(۲۴)

(مولانا مدنی کے مکتوبات کی جمع وتلاش)

۱۳ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ، ۳۰ ستمبر ۱۹۷۶ء

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ گرامی نامہ مع تبرکات موصول ہوا (شکریہ)۔ آپ کے پاس جو غیر مطبوعہ مکتوبات وغیرہ ہیں، پہلی فرصت میں تلاش کیجئے۔ اب تک تقریباً پچاس مکتوبات اور چند آرا جمع ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ عید الفطر تک یہ کام مکمل کرنے کا ارادہ ہے۔ مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہ العالی کے نام جو خط ارسال کیا گیا ہے کیا یہ "الحق" میں شائع ہو چکا ہے؟ اگر نہیں تو الحق جلد اول میں شائع شدہ پہلا خط درکار ہے۔ ۱۴ اکتوبر سے کالج بند ہو رہا ہے اور ۲۱ اکتوبر کو کھلے گا، پرچہ اور آئندہ خط اس عرصہ کے دوران میں گھر کے پتہ پر بھیجا جائے۔ (لوسر شرفو۔ واہ کینٹ)۔ آپکا کہنا بجا کہ کچھ عرصہ مزید تلاش وجستجو جاری رکھی جائے، مگر کاغذ کی گرانی بڑھتی جائے گی اور کہیں ایسا نہ ہو کہ مسودہ تیار ہو تو اشاعت کا اہتمام مشکل ہو جائے۔ رمضان المبارک کے دوران میں ملاقات ہوگی انشاء اللہ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام اختر راہی

(۲۵)

(پروفیسر عبدالحمید صدیقی پروفیسر رحیم بخش شاہین کی الحق سے دلچسپی)

۸ اکتوبر ۱۹۷۶ء

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اکوڑہ خٹک کی ملاقات میں آپ سے ذکر کیا تھا کہ میری ایک کتاب "تذکرہ مصنفین درسِ نظامی" تیار ہے اس

پر حضرت شیخ الحدیث صاحب سے تقریظی کلمات لکھوانے ہیں، اگر یہ کام ہو چکا ہو تو بھوا کر شکریہ کا موقع دیں اور اگر تا حال نہ ہو سکا ہو تو شیخ الحدیث صاحب سے عرض کیجئے۔ گزشتہ ایک خط میں لکھا تھا کہ مندرجہ ذیل پتہ پر ایک پرچہ "الحق" بھیج دیا جائے، تا حال یہ پرچہ نہیں پہنچ سکا۔ پروفیسر رحیم بخش شاہین شعبہ اُردو حشمت علی اسلامیہ کالج اصغر مال روڈ راولپنڈی

نیز پروفیسر عبدالحمید صدیقی صاحب نے ایک ملاقات میں بتایا تھا کہ ان کے نام پرچہ نہیں جا رہا۔ اُنہیں پرچہ جانے چاہیے اس سے اُنہیں "الحق" کے مضامین سے بھی استفادہ کا موقع ملتا ہے۔ پروفیسر صاحب کا ایڈریس یہ ہے۔ پروفیسر عبدالحمید صاحب اقبال گنج گوجرانوالہ۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام: اختر راہی

(۲۶)

(عبدالکریم صابر اور بزرگوں کے نوادرات)

۱۸ار مضان المبارک ۹۵ھ، ۱۵ا کتوبر ۱۹۷۴ء

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپکا کارڈ ملا۔ مزید نوادرات انتظار ہے۔ میں نے عبدالکریم صابر (ڈیرہ اسماعیل خان) کو مزید ایک بار خط لکھا ہے اور مکمل کر اظہار کیا ہے کہ اگر وہ مکاتیب کی کچھ قیمت بھی وصول کرنا چاہتے ہیں تو واضح طور پر لکھیں تا کہ اس مسئلے پر غور کیا جا سکے۔ تاہم انکی طرف سے مسلسل خاموشی ہے۔ آپ کی نظر میں کسی کتاب یا رسالہ پر حضرت مدنیؒ کی کوئی تقریظ یا مقدمہ وغیرہ، ہو تو اطلاع دیجئے۔ عیدالفطر قریب آرہی ہے اور آپکی مصروفیات یقیناً بڑھ رہی ہوں گی۔ ہفتہ (۱۹ اکتوبر ۷۴ء) کو اکوڑہ خٹک حاضر ہوں گا۔ امید ہے ملاقات ہوگی۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام و درخواست دعا۔ والسلام اختر راہی

(۲۷)

(خوشحال خٹک اور اقبال)

۲۱ اکتوبر ۱۹۷۴ء

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عید کی تعطیلات کے بعد آج کالج کھلا اور "الحق" باصرہ نواز ہوا۔ خوشحال خان خٹک اور اقبال پر قارئین کی رائے سے مطلع کیجئے گا۔ تبصرہ آ گیا ہے، غالباً شمسون مبارز (ملٹن) پر تبصرہ دفتر میں ہوگا۔ مزید ایک دو کتابوں پر تبصرہ چند دن تک بھیج سکوں گا۔ (انشاء اللہ)۔ الحق کا ایک پرچہ مندرجہ ذیل پتہ پر بھیج دیا جائے۔ پروفیسر رحیم بخش شاہین۔ حشمت علی اسلامیہ کالج اصغر مال روڈ راولپنڈی۔ عید کے دوسرے روز اکوڑہ حاضر ہونے کا پروگرام تھا، میں نے تقریباً ایک گھنٹہ حسن ابدال انتظار کیا مگر بس نہ مل سکی۔ فون کرنے کی کوشش بھی کی مگر لائن خراب ہونے کی اطلاع ملی، بہرحال ملاقات ہوگی اور ضرور ہوگی۔ "برکات مدنی" کے حواشی لکھ رہا ہوں۔ تقریباً ۵۰ مکتوبات جمع ہوئے ہیں۔ اُمید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام اختر راہی

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت میں درخواست دعا۔

(۲۸)

(تذکرہ مصنفین درس نظامی پر مقدمہ)

۲۱ نومبر ۱۹۷۴ء

برادر مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ قبل ازیں ایک خط ارسال کیا تھا اور اس میں "تذکرہ مصنفین درسِ نظامی" کے مقدمہ یا تقریظ کے لئے درخواست کی تھی۔ سنا ہے ۲۸ کو قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہو رہا ہے۔ اس کے بعد تو شیخ الحدیث مدظلہ العالی اجلاس میں مصروف ہوں گے۔ لہٰذا ان دنوں ہی میں ان سے کچھ لکھوا لیجئے۔ تبرکات شیخ الاسلامؒ کے بارے میں آپ نے کوئی پروگرام بنایا ہے یا نہیں؟ کالج ۷ دسمبر سے بند

ہو رہا ہے، لہٰذا آئندہ چار ماہ پرچہ اور خطوط گھر کے پتہ پر بھیجے جائیں۔ والسلام: اختر راہی

(۲۹)

۲۵/ نومبر ۱۹۷۴ء (حضرت مدنیؒ کے مکتوبات)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ رجسٹرڈ نامہ ملا۔ حضرت مدنیؒ کے مکتوبات کی نقل کر کے اصل جناب دین محمد صاحب کو واپس بھیج رہا ہوں۔

☆ "مصنفین درس نظامی" کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی کی تحریر گھر کے پتہ پر بھیجی جائے۔

☆ پروفیسر عبدالحمید صدیقی صاحب اور پروفیسر شاہین کو پرچے بھیجنے کا شکریہ۔

☆ کل ابوسلمان شاہجہانپوری صاحب کی طرف سے اُن کے کالج میگزین "علم پر آگہی" کے دو پرچے ملے ہیں، ایک آپ کے لئے ہے۔ تبصرہ اور پرچہ دونوں عندالملاقات پیش کروں گا۔

دفتر میں انجمن ترقی اُردو کی کتابوں پر تبصرہ موجود ہوگا۔ اسے آنیوالے پرچہ میں شامل کیجئے تاکہ اخلاقی فرض جلد سے جلد ادا ہو جائے۔

اُمید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام: اختر راہی

(۳۰)

۱۷/ دسمبر ۱۹۷۴ء (کلام شاہ اسماعیل شہید پر تبصرہ)

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ''کلام شاہ اسماعیل شہیدؒ'' کا مطالعہ کیا اور حاصل مطالعہ کے طور پر ''تبصرہ'' لکھ دیا جو منسلک ہے، کتاب ''کلام شہیدؒ'' اور ''دارالعلوم دیوبند'' علیحدہ رجسٹرڈ پوسٹ سے بصد شکریہ واپس کر رہا ہوں، وصول پا کر اطلاع دیجئے گا۔ ''کلام شہیدؒ'' کے مولف خالد سیف کو میں نے ایک خط لکھا ہے، جس میں شاہ صاحب کی شاعری کے بارے میں چند باتیں لکھی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے کتاب کا صرف ایک نسخہ بھیجا ہے اگر دوسرا نسخہ آجائے (ممکن ہے وی پی ہو وصول کر لیا جائے) رقم میں ادا کروں گا اور عندالملاقات کتاب وصول کر لوں گا۔ عبدالحلیم چشتی فاضل دیوبند کا ایڈریس بھجوایئے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام اختر راہی

(۳۱)

۳۱/ دسمبر ۱۹۷۴ء (الرشید میں حضرت مدنی کے حکایات)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ نے اطلاع دی تھی کہ ماہنامہ ''الرشید'' میں حضرت مدنیؒ کے حکایات شائع ہوئے ہیں۔ پنڈی بک سٹالوں پر میں نے دیکھا کہ کہیں "الرشید" نظر آجائے مگر میں تلاش میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اگر آپ مکاتیب کی نقل یا اصل پرچہ بھیج دیں تو میرے لئے آسانی ہو گی۔ پرچہ انشاء اللہ واپس کر دوں گا۔ اُمید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

(۳۲)

۸ فروری ۱۹۷۵ء (الحق میں مولانا مدنی کی تقریر)

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحق کے تازہ شمارہ میں مولانا مدنیؒ کی تقریر شائع ہوئی ہے، غالباً یہ وہی تقریر ہے جو آپکے پاس ٹیپ شدہ تھی۔

اس بارے میں مصدقہ اطلاع درکار ہے۔ اُمید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام: اختر راہی

(۳۳)

۱۹ اپریل ۱۹۷۵ء (علماء دیو بند کے تصانیف پر کتابیات، علمی ادارہ کی ضرورت)

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، کافی عرصے سے آپ سے ملاقات نہیں ہوئی، ایک دو بار اکوڑہ خٹک حاضر ہوا مگر میری قسمت میں یہ نہ تھا کہ ملاقات ہوتی۔ کئی منصوبے اور تجاویز ذہن میں ہیں جن پر آپ سے تبادلہ خیالات کے بعد کوئی قدم اٹھایا جاسکتا ہے۔ ایک منصوبہ تو یہ ہے کہ علمائے دیو بند کی تصنیفی اور علمی خدمات پر ایک ''کتابیات'' ترتیب دی جائے، جس میں کتاب کا نام، مختصر تعارف، صفحات، اشاعت وغیرہ بتائی جائے۔ میں اپنے طور پر علمائے دیو بند کے تفسیری سرمایہ پر ایک نظر ڈال رہا ہوں، یہ مقالہ جو بے حد خشک سا ہوگا کئی قسطوں میں چھپ سکے گا مگر کب تیار ہوتا ہے؟ فرصت پر منحصر ہے۔

ایسے کام اگر کسی ادارہ کے تحت ہوں تو زیادہ بہتر ہو سکتے ہیں، کیا اکوڑہ خٹک میں ایسا ادارہ نہیں بنایا جاسکتا یا پشاور اور گردونواح کے احباب کو یکجا کیا جائے اور ایک ادارہ کی بنیاد رکھی جائے۔ اب کے ''الحق'' میں تبصرہ آیا تھا'' کلام اسماعیل شہیدؒ'' کا دوسرا نسخہ غالباً ناشر نے نہیں بھیجا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام و درخواست دعا۔ والسلام اختر راہی

(۳۴)

جون ۱۹۷۵ء (مولانا محمد اسحاق بھٹی اور مولانا محمد حنیف ندوی کے ہاں ذکر خیر)

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، کل لاہور سے واپس آیا ہوں ''تبرکات شیخ الاسلامؒ'' کے بارے میں ناشر مجھ سے زیادہ جلدی کے خواہاں ہیں ان کے ایماء پر فوراً کتابت شروع کرادی ہے۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب اور مولانا محمد حنیف ندوی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی علالت اور آپ کا ذکر خیر رہا۔ مولانا بھٹی سے خوب دلچسپ باتیں رہیں۔ ''فقہائے ہند'' کا مطالعہ کر رہا ہوں تبصرہ بھیج دوں گا۔ مولانا محمد حنیف ندوی نے اپنی تازہ کتاب ''تہافۃ الفلاسفہ'' کے بھجوائے جانے کا ذکر کیا تھا ایک نسخہ بھجوا دیجئے تا کہ ہر دو کتابوں پر تبصرہ آجائے۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی شائع ہو چکا ہے، عندالملاقات پیش کروں گا۔ حضرت شیخ الحدیث کی طبیعت کیسی ہے؟ قبل ازیں چند کتب پر تبصرہ بھیج چکا ہوں امید ہے مل گیا ہوگا۔ اختر راہی

(۳۵)

۱۶ جولائی ۱۹۷۵ء (تذکرہ مصنفین درس نظامی)

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، کافی عرصہ ہوا آپ سے کتاب ''تذکرہ مصنفین درس نظامی'' کا ذکر ہوا تھا، کتاب تیاری کے مراحل میں ہے کتابت شدہ کاپیاں تصحیح کیلئے میرے پاس آگئی ہیں، شیخ الحدیث صاحب کے مقدمہ کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ کے مضامین 'البلاغ'' میں شائع ہوئے تھے ۱۹۷۰، ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء کے پرچے دیکھ لئے جائیں، ایک آرٹیکل 'الحق'' میں (ابن حاجب) پر شائع ہوا تھا، یہ مضامین کوئی رائے قائم کرنے کیلئے کافی ہوں گے۔ قبل ازیں ایک خط لکھا تھا جس کا جواب تا حال نظر سے نہیں گزرا۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہونگے۔ ''مقدمہ'' کا شدید انتظار رہیگا۔ والسلام اختر راہی

(اس خط کے جواب میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کا میرے نام مختصر جواب)

برخوردارم میرے دماغ میں کوئی مضمون نہیں مولانا مناظر احسن گیلانی کے کتب میں شاید کچھ تفصیل ہو۔ عبدالحق

(۳۶)

۲۳ ستمبر ۱۹۷۵ء (بنگلہ دیش کے خونچکان حالات پر اداریہ)

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، "الحق" کا تازہ شمارہ نظر نواز ہوا۔ "آغاز سخن" پڑھا، بنگلہ دیش کے حالیہ خونی انقلاب پر پاکستان کی جذباتی مضامین آپکی سوچ میرے جذبات کی عکاسی ہے۔ ع میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

جماعت اسلامی اور مسلم لیگ پر ہلکی سی چوٹ بھی پسند آئی۔ اللھم زد فزد، عیدالفطر کیلئے کالج ۲ ۱ اکتوبر سے بند ہو رہا ہے۔ اور شاید ۲۰ ۱ اکتوبر کو دوبارہ کھلے، کیوں کہ ان دنوں ہمیں دس بارہ چھٹیاں ہوتی ہیں۔ ۵ ۱ اکتوبر کو اکوڑہ خٹک حاضر ہونگا۔ اگر آپ کا پروگرام کہیں باہر جانے کا ہو تو اطلاع دیجئے گا۔ والسلام: اختر راہی

(۳۷)

۱۰ دسمبر ۱۹۷۵ء (دین محمد قندہاری پر مضامین)

مکرمی، سلام مسنون، ناراضگی اور آپ سے؟ کیسی بات کرتے ہیں حاضر ہوا تھا ملاقات نہ ہوئی، عید کے بعد نیاز حاصل کروں گا۔ "الحق" کیلئے نہ لکھ سکنے کی وجہ مستقل کام کی مصروفیت ہے، تذکرہ شائع ہوا "تبرکات" ترتیب دیئے۔ اور اسطرح کام جاری ہے، آپ جو مضامین چھپتے دیکھتے ہیں، یہ نقل ہوتے ہیں۔ دین محمد قندہاری پر آرٹیکل "صدائے اسلام"، "خدام الدین" اور "میثاق" کے بعد "ترجمان الحدیث" میں شائع ہوا ہے، غالباً "المنبر" میں بھی چھپا تھا۔ ۱۲ دسمبر کو کالج بند ہو رہا ہے تعطیلات میں کوتاہ قلمی کی تلافی کروں گا (انشاء اللہ) امید ہے آپ بخیر ہونگے۔ والسلام: اختر راہی

(۳۸)

۲۱ جنوری ۱۹۷۶ء (محمود اور عباس کے خطوط)

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، محمود اور عباس مرحوم کے مکتوبات بھیج رہا ہوں، ان مکتوبات میں عباس صاحب کے منفرد افکار واضح ہیں، آپ ادارتی نوٹ لکھ کر ان سے برأت کا اظہار کر سکتے ہیں۔ ان افکار وخیالات کی ذمہ داری عباس صاحب پر ہی ڈال دی جائے۔ "تبصرہ کتب" کے سلسلے میں "سیف حقانی" اور "کاروان سائنس" پر تبصرہ بھیج رہا ہوں، "آزادی کی ان کہی کہانی" پر مفصل مقالہ لکھ رہا ہوں امید ہے آپ اسے پڑھ کر خوش ہوں گے، بریلوی مؤرخ کی تحقیق کا معیار آپ کے سامنے آجائے گا۔ "الحق" میں تبصرہ کافی عرصہ سے شائع نہیں ہو رہا اس طرف توجہ دیجئے گا۔ امید ہے آپ بخیر ہونگے۔ والسلام: اختر راہی

(۳۹)

۶/۹/۷۶ء (اسلام اور عصر حاضر کی اشاعت)

برادر مکرم، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، "اسلام اور عصر حاضر" کا پارسل موصول ہوا، شکریہ یہ کتاب صوری اور معنوی ہر دو اعتبار سے خوب بلکہ بہت خوب ہے۔ ان دنوں بعض بزرگوں اور اکثر احباب کی نئی کتابیں آرہی ہیں، ایک کتاب "خطوط اقبال" کل سے پڑھنا شروع کی ہے، اسلئے مابعد "اسلام اور عصر حاضر" سے مستفید ہوں گا۔ "مؤتمر المصنفین" کی پیشکش پر تبصرہ لکھنا میرے لئے ایک خوشگوار فریضہ ہے، انشاء اللہ تبصرہ لکھنے اور چھپوانے کی کوشش کروں گا۔ امید ہے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی صحت بہتر ہوگی۔ شفیق صاحب کیلئے بہت بہت سلام،

والسلام، اختر راہی

(۴۰)

۱۹ جنوری ۱۹۷۷ء (دادی صاحبہ کی رحلت)

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، "الحق" ابھی ابھی ملا ہے، ورق گردانی کرتے ہوئے تعزیتی خطوط اور پھر آپکا اداریہ پڑھا، اپنی بے خبری پر غصہ آیا کہ اتنا بڑا حادثہ ہو گیا اور مجھے پتہ نہ چلا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ آپکو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو درجات عالیہ بلند فرمائے۔ (امین) مرحومہ کا انتقال میرے لئے ذاتی نوعیت کا صدمہ ہے، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی ابتدائی زندگی اور خاندان کے حالات پر ان سے بیش بہا معلومات حاصل ہو سکتی تھیں، آپ سے ایک دو بار ذکر بھی ہوا، مگر مصروفیات نے دامن الجھائے رکھا۔ شاید آپ نے ان سے کچھ باتیں پوچھی ہوں، بہر حال میں عنقریب حاضر ہو رہا ہوں اور سوانح شیخ الحدیث کے سلسلہ میں گفتگو کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ

آسمان انکی لحد پر شبنم افشانی کرے سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

والسلام اختر راہی

(۴۱)

۱۳/ جون ۱۹۷۷ء (قاری محمد طیب کی ایک نظم)

برادرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپکے پس دیوار زنداں [1] ہونے کے پیش نظر "الحق" کے لئے کچھ مضامین خطوط تو اور تلاش کئے تھے، تا کہ میٹیریل کی کمی نہ رہے۔ ماشاء اللہ اب آپ آغاز کر چکے ہیں اور یہ کام ہو رہا ہو گا۔ تاہم قاری محمد طیب صاحب کی ایک نظم ارسال کر رہا ہوں۔ "الحق" میں آجائے تو بہتر ہو گا۔ تبصرہ کتب پہلے ہی بھیج چکا ہوں۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام: اختر راہی

(۴۲)

۲۷ جون ۱۹۷۷ء (النبات فی القرآن پر آرٹیکل)

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، کئی دن سے سوچ رہا ہوں کہ آپ کو لکھوں، مگر ہر روز کوئی نہ کوئی ایسی لایعنی مصروفیت پیدا ہو جاتی ہے، کہ چند لفظ بھی نہیں لکھ سکتا۔ ایک آرٹیکل "النبات فی القرآن" زیر تسوید ہے اس موضوع پر کوئی کتاب یا مضمون نظر سے گزرا ہو تو نشاندہی فرمائیے۔ ممکن ہے عربی زبان میں اس موضوع پر کوئی کام ہوا ہو۔ "انجمن ترقی اردو" کی کتابوں پر تبصرہ لکھ چکا ہوں مگر ایک خط دفتر الحق میں موجود ہے وہ شائع ہو جائے تو دوسری قسط بھیج دوں، ذرا کوشش کیجئے کہ تبصرہ ہر شمارے میں آتا جائے تا کہ کتابیں بھیجنے والوں کی بار بار یاد دہانیوں سے بچ جاؤں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں ہدیہ سلام اور درخواست دعا۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام: اختر راہی

(۴۳)

۲۹ جولائی ۱۹۷۷ء (خواجہ عبدالحیٔ فاروقی پر مضمون)

مکرمی، سلام مسنون، ۲۲ر جولائی کی شام معلوم ہوا کہ جناب مری تشریف لائے ہیں، مجھے اگلے دن ایک ضروری نجی کام سے راولپنڈی جانا تھا۔ اسلئے مناسب خیال کیا کہ رات آپکی قیام گاہ پر حاضری دی جائے، چنانچہ ایک دوست کی معیت میں حاضر ہوا۔ مگر شرف ملاقات حاصل نہ ہو سکا۔ بہر کیف "یار زندہ صحبت باقی"۔ الحق کے لئے ایک مضمون خواجہ عبدالحیٔ فاروقی مرحوم پر بھیج رہا ہوں امید ہے آپ بخیر و عافیت

---

[1] تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران اسارت ہری پور جیل

ہوں گے، جناب شفیق صاحب کو سلام مسنون، والسلام، اختر راہی

(۴۴)

(حافظ ظہور الحق ظہور کا زمزمۂ حق)

۱۱ اگست ۱۹۷۷ء

مکرمی! سلام مسنون۔ الحق ملا۔ شکریہ۔ تعارف و تبصرہ میں حافظ ظہور الحق ظہور کی کتاب ''زمزمۂ حق'' پر تبصرہ نہیں آیا۔ غالباً کاتب کے پاس رہ گیا ہے ''اسلام اور یورپ'' ایک پمفلٹ بک پوسٹ بھیج رہا ہوں۔ ایک نظر دیکھ لیجئے اور الحق میں شائع کر دیجئے۔ مغربی خاتون کے قلم سے یہ مضمون غنیمت ہے۔ ان دنوں علمائے دیوبند کا ایک تذکرہ زیر قلم ہے، اندازاً سات سو افراد اس میں شامل ہیں، اس سلسلہ میں دار العلوم حاضر ہوں گا۔ آئندہ ہفتہ آپ کا پروگرام کیا ہوگا۔ بھائی شفیق کو سلام۔ والسلام: اختر راہی

(۴۵)

(شیخ الحدیث سے دیباچہ لکھنے کی خواہش)

۱۸ اگست ۱۹۷۷ء

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ماہ حال کی ابتدائی تاریخوں میں اکوڑہ حاضر ہوا تھا، مگر ''الحق'' کے دفتر بند ہونے کی وجہ سے آپکی آمد کا انتظار بھی نہ کر سکا۔ میں وہاں سے پشاور چلا گیا، ایک دو دوستوں سے ملاقات رہی، مکرم یوسف علی قریشی صاحب کیساتھ بھی نشست رہی۔ ''الحق'' جولائی اور اگست ہر دو ماہ کا نہیں ملا۔ اگر قادیانیت پر مضامین کی اشاعت مانع ہے تو اس عظیم فتنہ کے ساتھ ساتھ اس کے کئی بغل بچے بھی تو ہیں، انہیں پوسٹ مارٹم کے بغیر کیوں چھوڑا جائے ان فتنوں کے خلاف ہی پرچہ میں مضامین آجائیں اشاعت کا ملتوی ہونا کسی صورت موزوں نہیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب خاصے معروف ہیں، مگر ایک تکلیف دیئے بغیر مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ پانچ چھ سال پہلے میں نے ''تذکرہ مصنفین درس نظامی'' کی تسوید شروع کی تھی کافی عرصہ سے مسودہ پڑا ہوا ہے، اب ایک کرم فرما بضد ہیں کہ تذکرہ شائع ہو۔ جی چاہتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب ایک دو صفحے بطور مقدمہ لکھ دیں، انشاء اللہ ستمبر میں حاضر ہوں گا۔ تبصرہ کیلئے ایک کتاب ''لغات القرآن'' دفتر آئی ہوگی۔ ایک نسخہ محفوظ رکھئے گا۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام اختر راہی

(۴۶)

(اقبال اور سلیمان ندوی)

۳۱ دسمبر ۱۹۷۷ء

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آج اکوڑہ خٹک حاضر ہوا، افسوس زیارت نہ ہو سکی، ان دنوں کالج بند ہے اور ایک دو کام کر رہا ہوں ''تذکرہ علمائے دیوبند'' کے سلسلہ میں آپ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں بہرحال دوبارہ حاضر ہوں گا۔ کل لاہور جا رہا ہوں، ہفتہ عشرہ کے بعد واپسی ہوگی۔ سال اقبال کے سلسلہ میں ایک کتاب ''اقبال اور سید سلیمان ندویؒ'' ترتیب دی تھی، طباعت کے آخری مراحل میں ہے۔ ماہنامہ ''الولی'' کی ایک جلد اور ''صحابہ کبارؓ، حضرت علیؓ کی نظر میں'' ایک کتابچہ عاریۃً لے جا رہا ہوں۔

''زمزمۂ حق'' پر تبصرہ آپ کے پاس پڑا ہوا ہے، اسے چھپوا دیجئے، مولف نے ایک دو بار یاد دہانی کرائی ہے، ان کے اطمینان کیلئے تبصرہ جلدی آجائے تو بہتر رہے گا۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ برادرم شفیق فاروقی صاحب کو سلام مسنون۔ والسلام: اختر راہی

(۴۷)

(مولانا جوہر اور شیخ الہند)

۵/ جنوری ۱۹۷۹ء

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ گرامی نامہ ملا۔ جوہر کانفرنس میں پڑھایا گیا مضمون مطبوعہ نہیں ہے مگر بہت زیادہ تعداد میں تقسیم کیا گیا ہے، ہو سکتا ہے کوئی صاحب اسے شائع کر لیں۔ "الحق" کے لئے "مولانا جوہرؒ اور حضرت شیخ الہندؒ" کے زیر عنوان ایک مضمون لکھنے کا ارادہ

ہے۔ اُمید ہے اِسی ماہ کے اواخر میں بھیج سکوں گا۔ اُمید ہے آپ بخیر ہوں گے۔　　والسلام

(۴۸)

۲۷ ستمبر ۱۹۷۹ء　　(علماء پنجاب کا تذکرہ زیر ترتیب)

برادرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مہینہ ڈیڑھ پہلے ایک کتاب ''اسلامی دستور کے خدوخال'' تالیف مفتی عزیز الرحمان، کا ایک نسخہ اور تبصرہ بھجوایا تھا تاحال ''الحق'' میں تبصرہ طبع نہیں ہوا، کسی قریبی اشاعت میں تبصرہ دے کر شکریہ کا موقع دیجئے۔ ان دنوں علمائے پنجاب کا ایک تذکرہ زیر ترتیب ہے، تقریباً پانچ سو صفحات کی کتابت ہو چکی ہے، کام فی الحال جاری ہے، شاید سو صفحات مزید لکھے جائیں گے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ الحق کی کتابت کا معیار گرا ہوا ہے۔　　والسلام: اختر راہی

(۴۹)

۲۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء　　(الحق کا معیار نہ گرنے پائے)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ''الحق'' کا تازہ شمارہ ملا۔ شکریہ گزشتہ سال بھر سے الحق کا معیار گر گیا ہے۔ کتابت کا حال پتلا ہے اور مضامین میں بھی تنوع نہیں۔ کئی مطبوعہ مضامین نقل کئے گئے ہیں، مثلاً پروفیسر محمد اسلم صاحب کا دو تین قسطوں میں مطبوع مضمون۔ زیر نظر شمارہ تو اداریے سے بھی خالی ہے، غالباً الحق کے چودہ سالوں میں یہ پہلی اشاعت ہوگی، جس میں اداریہ نہیں۔

برائے کرم ''الحق'' کے گرتے ہوئے معیار کو سنبھالئے! تاکہ اہل علم کے حلقوں میں الحق ماضی کی طرح مقبول رہے۔ اُمید ہے آپ بخیر ہوں گے۔　　والسلام　اختر راہی

تذکرۂ مصنفین درسِ نظامی (اشاعت دوم) پر چند کلمات لکھ دیجئے۔　　والسلام

(۵۰)

۲۸ جون ۱۹۸۰ء　　(مولانا مناظر احسن گیلانی پر کام کا ارادہ)

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ایک مدت بعد عریضہ لکھ رہا ہوں ''الحق'' ملتا رہتا ہے، مہینہ ڈیڑھ سے آیا ہوا پرچہ ان دنوں دیکھ رہا ہوں، ماہ مئی کے وسط میں والد ماجد کو دل کا شدید دورہ پڑا، تقریباً پندرہ روز ہسپتال میں رہے، آج کل بھی علاج معالجہ جاری ہے، ان کی بیماری نے کہیں کا نہ رہنے دیا، لکھنا پڑھنا تو ایک طرف، روزمرہ زندگی کا معمول بھی خراب ہو گیا۔ کافی عرصے سے مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم پر کام کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں، مگر ایک مضمون کے سوا کچھ نہ لکھ سکا، رمضان سے پہلے اکوڑہ کا چکر لگانا چاہتا ہوں بشرطیکہ کوئی مہمان گرامی تشریف نہ لے آئے۔ آجکل کیا علمی مصروفیات ہیں؟ ''الحق'' کی اشاعت میں تاخیر پر قابو پایئے، امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ فاروقی صاحب کو ہدیہ سلام،　　والسلام: اختر راہی

(۵۱)

۳۰ اپریل ۱۹۸۱ء　　(کتاب نامہ شبلی ○ تذکرۂ علمائے پنجاب)

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، کتاب ''نامہ شبلی'' کا ایک نسخہ بھیج چکا ہوں آج کی ڈاک سے تذکرۂ علمائے پنجاب کی دو جلدیں روانہ کر رہا ہوں ''تذکرہ علمائے پنجاب'' اور ''کتاب نامہ شبلی'' کی ورق گردانی کیجئے اور اپنے تاثرات ''الحق'' میں دے دیجئے۔ آپ سے ملاقات کا ارادہ

رکھتا ہوں اور انشاء اللہ اکوڑہ خٹک حاضر ہوں گا، مگر یہ پروگرام کب عملی شکل اختیار کرتا ہے، کچھ کہا نہیں جا سکتا اس لئے کتابیں پارسل سے بھیج رہا ہوں۔ امید ہے آپ بخیر ہونگے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی صحت کیسی ہے؟ شفیق فاروقی صاحب کو سلام کہیے۔

والسلام: اختر راہی

(۵۲)

۱۸ نومبر ۱۹۸۱ء (اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد آ گیا ہوں)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ گزشتہ ماہ سے اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں آ گیا ہوں۔ فی الحال ہر روز مری سے اسلام آباد آتا جاتا ہوں۔ دسمبر کے وسط میں مکمل طور پر مری کو چھوڑ دوں گا۔ آپ سے ملاقات کو ایک مدت ہو گئی ہے۔ نومبر کے آخری ہفتہ کا اپنا پروگرام لکھئے، تا کہ اکوڑہ خٹک حاضر ہو سکوں۔ اُمید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ شفیق بھائی کو ہدیہ سلام۔ والسلام اختر راہی

(۵۳)

۱۷ ستمبر ۱۹۸۶ء (شریعت بل کیلئے جدوجہد ○ پاکستان کی سیاست میں علماء کا کردار)

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، یہاں آئے تقریباً ایک سال ہو رہا ہے، اس عرصے میں گاہے گاہے ہی آپکی سرگرمیوں کے بارے میں اطلاع ملی آپ شریعت بل کے سلسلے میں جو تگ و دو کر رہے ہیں اسکے لئے دل سے دعا نکلتی ہے، اللہ تعالیٰ آپکو اپنی مساعی جمیلہ میں کامیاب فرمائے (آمین) اور ہمیں اپنے قول کو عمل کی شکل دینے کی توفیق دے۔ حکمران مسلم لیگ کی جانب سے شریعت بل کے بارے میں سردمہری تعجب خیز نہیں، مسلم لیگ میں ان لوگوں کی اکثریت ہے جو تقریر کیلئے اسلام کو بہت موزوں خیال کرتے ہیں، مگر اسے زندگی کا ضابطہ بنا لینے کیلئے چنداں تیار نہیں۔ شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی کی صحت کیسی ہے؟ میری طرف سے سلام کہئے اور دعا کی درخواست کیجئے۔

میں یہاں پی ایچ ڈی کی غرض سے مقیم ہوں، ایک سال گزر چکا ہے اور اس میں ابتدائی نوعیت کا کام کر لیا ہے، دو سال مزید صرف ہوں گے اگر اللہ نے چاہا تو اس عرصے میں مقالہ لکھ لوں گا، یوں تو مقالے میں پاکستان کی سیاست پر عمومی گفتگو کرنی ہے، مگر بطور خاص علماء کے کردار کو اجاگر کرنا ہے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۰ تک (۔۔) پاکستان تا تحریک نظام مصطفیٰ) کے اتار چڑھاو میں علماء نے کیا حاصل کیا اور جو کچھ حاصل نہیں کر سکے اس کے اسباب کیا ہیں اور نفاذ اسلام کیلئے علماء کیوں کر اور کس حد تک کامیاب ہو سکتے ہیں؟ اس سلسلے میں مجھے مذہبی سیاسی جماعتوں کا ریکارڈ دیکھنا ہے، جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام اور جمعیت علمائے پاکستان کے رسائل و جرائد اور پارٹی لٹریچر کی ضرورت ہے "الحق" کی فائل کافی مفید ثابت ہوگی (جو الحمد للہ میرے پاس موجود ہے پاکستان جا کر اس سے استفادہ کر سکوں گا) شیخ الحدیث صاحب کی مساعی کے سلسلے میں آپ کی مرتب کتاب "قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ" تو پیش نظر ہے اس دور میں اکابرین جمعیت کے کچھ اور تقاریر کتابی صورت میں شائع ہوئی تھیں، اگر یہ دستیاب ہوں تو میرے گھر کے پتے پر بھجوا دی جائیں مجھے یہاں مل جائینگی۔

اس معاشرے کو سمجھنے کا موقع ملا ہے اور اسے مزید قریب سے دیکھنے کا موقع ملے گا، کبھی الحق کیلئے قلم اٹھاؤں گا۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے، فاروقی صاحب کو سلام مسنون، شیخ الحدیث صاحب سے دعائے خیر کہئے گا۔ والسلام: سفیر اختر (اختر راہی)

(۵۴)

۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء (شیخ الحدیث کی وفات پر تعزیت)

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، جنگ (لندن) سے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر معلوم ہوئی، از حد افسوس ہوا

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں انکی زندگی کے روشن نقوش کے اپنانے کی توفیق دے (امین) دنیا اور آخرت میں وہی لوگ کامیاب وکامران ہیں جنہوں نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے وقف کئے رکھا اور یقیناً حضرت شیخ الحدیث اس بامراد گروہ میں شامل ہے۔انکے چلے جانے سے دارالعلوم حقانیہ کی زندگی میں یقیناً خلا پیدا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے اپنی نوازشوں سے بھر دے (امین)۔آپ کے اس ذاتی صدمے میں حضرت مرحوم کے مجھ جیسے ان گنت عقیدت مند برابر کے شریک ہیں۔ برادم انوار الحق صاحب سے میری جانب سے تعزیت فرمادیجئے۔

والسلام اختر راہی

(الحق میں اختر راہی کے مضامین کی تفصیل)

حضرت محلؒ، جنگِ آزادی کی ایک دلیر مجاہدہ، جون ۱۹۶۸/ ۵۸-۶۲		مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ [ایک نڈر مجاہدِ آزادی، ایک عظیم مناظر] اگست ۱۹۶۸/ ۳۲-۳۶
مولانا جعفر تھانیسریؒ —تحریکِ مجاہدین کا ایک جانباز، نومبر ۱۹۶۸/ ۳۵-۳۹لیر مجاہدہ، جون ۱۹۶۸/ ۵۸-۶۲		۳۔ علامہ فضل حق خیر آبادیؒ-ایک نڈر مجاہد ایک جید عالم جنوری ۱۹۶۹/ ۴۷-۵۶
مفتی صدرالدینؒ آزردہ [صدر الصدور دہلی]، فروری ۱۹۶۹/ ۴۴-۴۹		مولانا لیاقت علی الہٰ آبادیؒ [جہادِ حریت اور علماءِ حق]، مئی ۱۹۶۹/ ۳۹-۴۲
مکہ مکرمہ — بعثتِ نبوی ﷺ سے پہلے، ایک سیاسی جائزہ، اکتوبر ۱۹۶۹/ ۳۵-۴۱		اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیت کے حقوق [احمد آباد کی مسلم اقلیت پر کیا گذری؟]، نومبر ۱۹۶۹/ ۳۷-۴۴
رسولِ اکرم ﷺ اور یہودِ مدینہ [دنیا کے پہلے تحریری دستور میثاق مدینہ کا مکمل متن/ ۲/اقساط]، جنوری ۱۹۷۰/ ۵۸-۶۱، فروری ۱۹۷۰/ ۳۴-۴۳		علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور علامہ اقبالؒ، اپریل ۱۹۷۰/ ۳۴-۳۹
اسلامی حکومت کا مالی نظام، ستمبر ۱۹۷۰/ ۳۴-۴۸		اسلام کا سیاسی نظام [ایک تعارف]، دسمبر ۱۹۷۰/ ۲۴-۳۰
رشید الدین خان دہلویؒ، شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے ہونہار شاگرد، دسمبر ۱۹۷۰/ ۵۱-۵۳		ابن حاجبؒ —صاحبِ کافیہ، مارچ ۱۹۷۱/ ۲۹-۳۰
قبرص— صلیب وہلال کی رزم گاہ [۲/اقساط]، مئی ۱۹۷۱/ ۴۴-۵۲، جون ۱۹۷۱/ ۴۳-۴۸		ابن مریم (سیدنا عیسیٰ) علیہ السلام [عہد نامہ جدید سے اقتباس]، جولائی ۱۹۷۱/ ۴۶-۵۲
جزائر، فلپائن میں اسلام کے شب وروز، ستمبر ۱۹۷۱/ ۱۶-۲۲		عیسائی پادری اور ناصر الدین ابوالمنصوریؒ [برصغیر میں مشنری سرگرمیاں اور ہمارے اسلاف کی خدمات]، نومبر ۱۹۷۱/ ۳۸-۴۲
آہ! مولانا غلام رسول مہر، دسمبر ۱۹۷۱/ ۳۹-۴۲		ایک ضروری تصحیح، بر تاریخ وفات سرور کائناتؐ [مکتوب]، دسمبر ۱۹۷۱/ ۵۹
موزمبیق کے مسلمانوں کا ماضی وحال، جنوری ۱۹۷۳/ ۲۱-۴۴		علامہ اقبالؒ اور قادیانیت، فروری ۱۹۷۳/ ۱۵-۲۲
چاڈ کے مسلمانوں کا ماضی وحال، مارچ ۱۹۷۳/ ۳۰-۳۳		گھانا میں مسلمانوں کی حالتِ زار [عیسائیوں اور قادیانیوں کی سرگرمیاں]، اگست ۱۹۷۳/ ۴۱-۴۵
جہادِ آزادی (برطانوی سامراج کے خلاف) کا ایک مجاہد- حاجی صاحب ترنگ زئیؒ، نومبر ۱۹۷۳/ ۳۷-۴۵		دارالعلوم دیوبند —ایک انگریز کے تاثرات، فروری ۱۹۷۴/ ۵۰-۵۴
خوشحال خان خٹکؒ اور اقبالؒ، ستمبر ۱۹۷۴/ ۵۰-۵۶		خواجہ عبدالحئی فاروقیؒ — مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے ایک شاگرد، ستمبر ۱۹۷۷/ ۶۰-۶۳
مولانا عبدالشکور فاروقیؒ، نومبر ۱۹۷۸/ ۲۲-۲۷		محمد علی جوہرؒ کی تاریخی کامیابی [قانون بابت توہین مذاہب وتوہین انبیا میں ترمیم]، فروری ۱۹۷۹/ ۹-۱۶
مولانا عبداللہ گنگوہیؒ [مؤلف تیسیر المنطق]، اپریل ۱۹۸۱/ ۳۳-۳۴		وسطی ایشیا کے مسلمان اور برصغیر پاک وہند [۲/اقساط]، اگست ۱۹۹۳/ ۵-۱۴، ستمبر ۱۹۹۳/ ۵۷-۶۲
انوار السنن [مترجم] از شمس الدین علوی، اکتوبر ۱۹۷۱/ ۶۱		انوار النظر فی آثار الظفر از ظفر احمد عثمانیؒ [خود نوشت]، اکتوبر ۱۹۷۱/ ۶۲

بستان العارفین از امام نوویؒ [اُردو/ مترجم: حامد الرحمٰن کاندھلوی]، اکتوبر ۱۹۷۱/ ۶۱	بستان المحدثین از شاہ عبد العزیز دہلویؒ، اکتوبر ۱۹۷۱/ ۶۰
فتنۂ انکارِ حدیث از ظہیر الاسلام ظہیر، اکتوبر ۱۹۷۱/ ۶۰	فریب خوردہ شاہین از ابو احمد اللہ [مغربی اقوام کی اسلام دشمنی]، اکتوبر ۱۹۷۱/ ۶۳
فقہ الحدیث از اصغر حسین، اکتوبر ۱۹۷۱/ ۵۹	قصیدہ نعتیہ جن از عمرو الجنی [مترجم: مولانا رحمت علی خان]، اکتوبر ۱۹۷۱/ ۶۲
مسلمان خاوند از محمد ادریس انصاری، اکتوبر ۱۹۷۱/ ۶۲	*Islamic Jurisprudance in the light of Quran & Sunnat* از یعقوب شاہ، اکتوبر ۱۹۷۱/ ۵۸-۵۹
الہامی پیش گوئیاں از سعید بن وحید، نومبر ۱۹۷۱/ ۵۸	اہلِ سنت اور اہلِ بیت از محمد سراج الحق، نومبر ۱۹۷۱/ ۵۷
قرآن کا مطالعہ کیسے کریں؟ از محمد اویس نگرامی، نومبر ۱۹۷۱/ ۵۸	کعب بن زہیرؓ اور قصیدہ بانت سعاد [مترجم: علی محسن صدیقی]، نومبر ۱۹۷۱/ ۵۸
وفات سرورِ کائناتؐ از محمد سراج الحق، نومبر ۱۹۷۱/ ۵۷	آسان مدنی قاعدہ از محمد سلیمان، دسمبر ۱۹۷۱/ ۶۳
تبلیغی جماعت کا تاریخی جائزہ از محمد ایوب قادریؒ، دسمبر ۱۹۷۱/ ۶۰-۶۳	اسلام کا نظام تقسیم دولت از مفتی محمد شفیعؒ جنوری ۱۹۷۲/ ۶۱
علم الصیغہ از عنایت احمد [اُردو/ مترجم: محمد رفیع عثمانی] جنوری ۱۹۷۲/ ۶۱	قصیدہ بردہ از امام بوصیریؒ [منظوم اُردو ترجمہ/ مترجم: ہلال صدیقی]، جنوری ۱۹۷۲/ ۶۰
’’گنج بخش‘‘ [علی ہجویریؒ] بحیثیتِ عالم از مجید یزدانی، جنوری ۱۹۷۲/ ۶۲	اسلامی معاشرت (کنز العمال سے انتخاب) [مترجم: وحید الدین سلیم]، جولائی ۱۹۷۲/ ۶۳
علمائے ساہووالا (سیالکوٹ) کا ایک غیر مطبوعہ تذکرہ از محمد اقبال مجددی، جولائی ۱۹۷۲/ ۶۴	مرج البحرین از عبد الحق محدث دہلویؒ (تصوف) [مترجم: ثناء الحق]، جولائی ۱۹۷۲/ ۶۳
افکارِ ذاکر (سیّد ذاکر حسین) [مرتب: امان علی نقوی]، اگست ۱۹۷۲/ ۸۸	بائبل سے قرآن تک از رحمت اللہ کیرانویؒ [مترجم: اکبر علی]، جنوری ۱۹۷۳/ ۶۲-۶۳
شراب خانہ خراب از محمد اجمل، جنوری ۱۹۷۳/ ۶۴	ارمغانِ (ابوالکلام) آزادؒ از ابو سلمان شاہ جہاں پوری، مارچ ۱۹۷۳/ ۵۵
صحیح مسلم [انگریزی ترجمہ مع حواشی از عبد الحمید صدیقیؒ]، مارچ ۱۹۷۳/ ۵۳	دلیلِ سحر (خطبات) از مولانا عبد الحقؒ، مارچ ۱۹۷۳/ ۵۴
اربعین نوویؒ [مترجمین: نذر احمد، عزیز زبیدیؒ]، اکتوبر ۱۹۷۳/ ۶۳	صحیح مسلم [انگریزی ترجمہ مع حواشی از عبد الحمید صدیقیؒ]، اکتوبر ۱۹۷۳/ ۶۴
دعاوی مرزا از محمد ادریس کاندھلوی، اکتوبر ۱۹۷۳/ ۶۴	راونجات از ڈاکٹر اسرار احمد، اکتوبر ۱۹۷۳/ ۶۴
ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟ از قاضی مظہر حسینؒ، اکتوبر ۱۹۷۳/ ۶۳	المغنی از امام محمد طاہر بن علی پٹنیؒ، جنوری ۱۹۷۴/ ۶۲
برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ از محمد اسحاق بھٹی، مئی ۱۹۷۴/ ۵۴	پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں از مولانا عطاء اللہ حنیفؒ، مئی ۱۹۷۴/ ۵۵
دباغ دودر (کلیات) از مرزا اسد اللہ غالب [مرتب: امتیاز علی خان]، مئی ۱۹۷۴/ ۵۵	لغتِ کبیر (اُردو) از مولوی عبد الحق، ستمبر ۱۹۷۴/ ۶۸
’بدایوں‘ ۱۹۴۷ء میں از محمد سلیمان بدیوانی، ستمبر ۱۹۷۴/ ۶۹	کلام شاہ اسماعیل شہیدؒ از مولانا خالد سیف، مارچ ۱۹۷۵/ ۶۳
ہمیشہ بہار از کشن چند اخلاص [تذکرہ شعرائے فارسی/ مرتب: ڈاکٹر وحید قریشی]، مارچ ۱۹۷۵/ ۶۳	مجلۂ ’’علم و آگہی‘‘ کراچی کا ’’برصغیر کے علمی و ادبی اور تعلیمی ادارے نمبر‘‘ حصہ اوّل [مدیر: ابو سلمان شاہ جہاں پوری]، مئی ۱۹۷۵/ ۵۳
حکم الذکر بالجہر از محمد سرفراز احمد خان، اگست ۱۹۷۵/ ۶۶	سلاسل طیبہ (سلاسل طریقت) از مولانا حسین احمد مدنی، اگست ۱۹۷۵/ ۶۵
علامہ اقبالؒ اور ہم از ڈاکٹر اسرار احمد، اگست ۱۹۷۵/ ۶۶	مسلمانوں پر قرآنِ مجید کے حقوق اور علامہ اقبالؒ از سیّد نذیر نیازی، اگست ۱۹۷۵/ ۶۶
تاریخ حدیث از غلام جیلانی برق، دسمبر ۱۹۷۵/ ۵۰	تحریکِ شیخ الہند اور اس میں کون کیا تھا؟ از سیّد محمد میاں دہلویؒ، دسمبر ۱۹۷۵/ ۵۰
تحفۂ اثناعشریہ (فارسی) از شاہ عبد العزیز دہلویؒ، دسمبر ۱۹۷۵/ ۵۱	حجۃ اللہ البالغہ (عربی) از شاہ ولی اللہ، دسمبر ۱۹۷۵/ ۵۱

ذکرِ مجذوب (تذکرہ عزیز الحسن غوری) از مولانا احمد سعید، دسمبر ۱۹۷۵/ ۵۲	سیف حقانی از عمر قریشی [ارشد القادری بریلوی کی کتاب زلزلہ کا تعاقب]، فروری ۱۹۷۶/ ۵۷
کاروانِ سائنس از عظمت علی خان، فروری ۱۹۷۶/ ۵۷	دعوات حق از مولانا عبدالحق"، جون ۱۹۷۶/ ۶۱
آزادی کی ان کہی کہانی از گل محمد فیضی [تاریخ مسخ کرنے کی بریلوی کوشش]، ستمبر ۱۹۷۶/ ۴۴-۴۷	جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء از محمد ایوب قادریؒ [واقعات و شخصیات]، نومبر ۱۹۷۶/ ۵۳-۵۴
بریلوی فتنہ کا نیا روپ از محمد عارف سنبھلی [کتاب زلزلہ کا جواب]، مارچ ۱۹۷۷/ ۵۲	حکیم الامت تھانویؒ، اکابر اور معاصرین کی نظر میں از محمود حسن، مارچ ۱۹۷۷/ ۵۱
عہدِ نبوت کے ماہ و سال از محمد ہاشم سندھیؒ [مترجم: مولانا یوسف لدھیانویؒ]، مارچ ۱۹۷۷/ ۵۱	آئینۂ تربیت' حصہ اوّل از ڈاکٹر عبدالحیٔ، اپریل ۱۹۷۷/ ۵۸
خطباتِ مدراس از سید سلیمان ندویؒ، اپریل ۱۹۷۷/ ۵۷	دریائے کابل سے دریائے یرموک تک از ابوالحسن علی ندویؒ، اپریل ۱۹۷۷/ ۵۷
فقہائے ہند' جلد سوم از محمد اسحاق بھٹی جون ۱۹۷۷/ ۶۲، معارف امدادیہ (ملفوظات امداداللہ مہاجر مکی) از محمد اقبال قریشی جون ۱۹۷۷/ ۶۳	بلاغِ مبین (دعوت و تبلیغ) از حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، فروری ۱۹۷۸/ ۵۹
پیارے نبیؐ کی پیاری زبان از عبدالرحمٰن طاہر سورتی [خط و کتابت کورس]، فروری ۱۹۷۸/ ۶۰	صحابہ کبار، حضرت علی ﷜ کی نظر میں از منشی عبدالرحمٰن خان، فروری ۱۹۷۸/ ۶۰
حکیم فرزانہ (غالب) از شیخ محمد اکرام، مارچ ۱۹۷۸/ ۵۸	علمِ حدیث میں پاک و ہند کا حصہ از ڈاکٹر محمد اسحاق [مترجم: شاہد حسین رزاقی]، مارچ ۱۹۷۸/ ۵۷
فقہائے ہند' جلد چہارم، حصہ اوّل از محمد اسحاق بھٹی، مارچ ۱۹۷۸/ ۵۸	اغلاط العوام از اشرف علی تھانویؒ، اپریل ۱۹۷۸/ ۶۲
آدابِ معاشرت از اشرف علی تھانویؒ، اپریل ۱۹۷۸/ ۶۲	تعلیم الدین از اشرف علی تھانویؒ، اپریل ۱۹۷۸/ ۶۲
جزاء الاعمال از اشرف علی تھانویؒ، اپریل ۱۹۷۸/ ۶۲	حقوق الاسلام از اشرف علی تھانویؒ، اپریل ۱۹۷۸/ ۶۲
حقوق الوالدین از اشرف علی تھانویؒ، اپریل ۱۹۷۸/ ۶۲	حیات المسلمین از اشرف علی تھانویؒ، اپریل ۱۹۷۸/ ۶۲
فروع الاعمال از اشرف علی تھانویؒ، اپریل ۱۹۷۸/ ۶۲	قصد السبیل از اشرف علی تھانویؒ، اپریل ۱۹۷۸/ ۶۲
زمزمۂ حق از ظہور الحق، جولائی ۱۹۷۸/ ۵۸	زمزمۂ حق از ظہور الحق، جولائی ۱۹۷۸/ ۵۸
علم حدیث از اشفاق الرحمٰن کاندھلوی، ستمبر ۱۹۷۸/ ۵۹	حضرت عثمان غنی ﷜ از محمد بن یحییٰ [مترجم: کوکب شادانی]، مارچ ۱۹۷۹/ ۵۸
حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی از خلیق احمد نظامی، مئی ۱۹۷۹/ ۵۹	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر پر ایک تحقیقی نظر از سید سلیمان ندویؒ [مرتب: عطاء اللہ حنیفؒ]، مئی ۱۹۷۹/ ۶۰
اسلامی دستور کے بنیادی اُصول از عزیز الرحمٰن، ستمبر ۱۹۷۹/ ۵۹	پاکستان میں مسیحیت از نادر رضا صدیقی، نومبر ۱۹۷۹/ ۴۹-۵۰
امام ابوحنیفہؒ از عزیز الرحمٰن، فروری ۱۹۸۰/ ۶۲	سوانح قاسمی' ۳ حصے (مولانا قاسم نانوتویؒ) از مناظر احسن گیلانی"، نومبر ۱۹۸۰/ ۶۶-۶۷
مطالعہ قرآن از مولانا محمد حنیف ندویؒ، مئی ۱۹۸۱/ ۶۱	افغانوں کی نسلی تاریخ از روشن خان، فروری ۱۹۸۲/ ۶۳
جمعیۃ العلماءِ ہند (دستاویزات مرکزی اجلاس ہائے عام) از پروین روزینہ، فروری ۱۹۸۲/ ۶۲	ہمارے فرائض، ہمارے حقوق از حافظ نذر احمد، مارچ ۱۹۸۲/ ۵۹
البیرونی اور جغرافیہ عالم از مولانا ابوالکلام آزادؒ، اپریل ۱۹۸۲/ ۶۱	مارکسیت کا مغالطہ از ڈاکٹر محمد رفیع الدینؒ، اپریل ۱۹۸۲/ ۶۲
سرسید کی کہانی ان کی اپنی زبانی از ضیاء الدین لاہوری، اگست ۱۹۸۲/ ۵۹	فقہائے ہند' تیرہویں صدی ہجری تک، حصہ اوّل از محمد اسحاق بھٹی، دسمبر ۱۹۸۴/ ۵۹
موطا امام محمدؒ از حافظ نذر احمد، دسمبر ۱۹۸۴/ ۵۸	خلاصۂ مضامین قرآن از ملک عبدالرؤف [نظر ثانی: حافظ نذر احمد]، جون ۱۹۸۵/ ۵۹

حافظ محمد ادریس۔ رسول آباد، راولپنڈی

(سائنس کی بے بسی خدا تعالیٰ کے وجود کی دلیل)

۱۹۹۰ء

مکرمی مولانا۔ گزشتہ ہفتہ برطانیہ کے مختلف حصوں میں شدید طوفان کی وجہ سے کئی افراد ہلاک ہو گئے۔ بڑے بڑے قد آور درخت جڑ سے اکھڑ گئے عمارتیں تباہ ہو گئیں۔ بڑے بڑے وزنی ٹرک الٹتے چلے گئے، پورے یورپ میں اس طوفان کی وجہ سے بہت جانی و مالی نقصان ہوا۔ ۱۲۰ میل کی رفتار سے چلنے والا یہ طوفان جب سر سے گزر گیا تو پورے ملک کے لوگوں نے سکون واطمینان کا سانس لیا۔ لیکن جاتے جاتے ایک بحث کا آغاز کر گیا۔ کہ حکومت برطانیہ اور محکمہ موسمیات کے ماہرین نے اس شدید طوفان کی اطلاع کیوں نہ دی، کہ جس کے ذریعہ بے شمار انسانی جانیں بچائیں جاسکتی تھیں۔ مانچسٹر ایوننگ نیوز نے ۲۶ جنوری کے شمارہ میں کہا کہ موسم کی پیشگوئی کرنے والوں پر ہر جانب سے لعنت وملامت کی بوچھاڑ جاری ہے۔ اسی طرح ۱۹۸۷ء میں جو طوفان آیا تھا اس کی پیش گوئی میں بھی کوتاہی کی گئی تھی۔ محکمہ پیش گوئی کے ذمہ دار افسروں نے صرف یہ کہہ کر اپنی جان بچانے کی کوشش کی کہ ہم نے چار دن قبل اتنا کہہ دیا تھا کہ طوفان آئے گا لیکن کسطرح آئے گا اور کب آجائیگا اس کا ہمیں بھی علم نہیں؟ اسی طرح محکمہ موسمیات کے ذمہ دار افسروں نے بھی اس طرح کی ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا۔ برطانوی حکومت کے ایک ترجمان نے کہا کہ ہم ایسی آفات سے لوگوں کو بچانے کا کوئی بھی انتظام نہیں کر سکتے۔

اس خبر کا ایک ایک جملہ عاجزی و بے بسی کی منہ بولتی تصویر ہے، کہ سائنس کی پرواز بہت اونچی ہے، لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ بڑی بڑی سائنسی مشینوں اور آلات کے باوجود سارے آفیسر اور ساری سائنس دھری کی دھری رہ گئی اور چند گھنٹوں میں قیامت برپا ہو گئی ملحد ہو یا بدمذہب اسے ایک دن ماننا ہی پڑتا ہے کہ خدا خدا ہے۔ بندہ بندہ ہے۔ اس کی قدرتوں اور قوتوں کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

دانشمندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس مالک الملک کو راضی کرے اور اپنے عجز وقصور کا ہر حال میں اعتراف کرے ایسا شخص سرخرو و کامیاب ہے۔

(حافظ محمد ادریس، رسول آباد۔ راولپنڈی)

☆☆☆

حافظ محمد ادریس[1] صدر مجلس عمل پنجاب، لاہور

(اہلیہ کی تعزیت)

۲۱ جنوری ۲۰۰۴ء

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! افسوسناک اطلاع موصول ہوئی کہ آپ کی اہلیہ محترمہ قضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی نیکیوں کو قبول فرمائے' ان کی لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے انہیں جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین، مرحومہ کی جدائی آپ کے لئے شدید صدمے کا باعث ہے۔ ہم اس غم اور صدمے پر آپ سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے صبر کی دعا کرتے ہیں۔ دیگر لواحقین کو ہماری جانب سے تعزیت کا پیغام پہنچا دیجئے۔

والسلام حافظ محمد ادریس صدر مجلس عمل پنجاب

[1] جماعت اسلامی کے مرکزی رہنما

مفتی محمد ادریس[1] ایڈوکیٹ جنرل سرحد

۱۵ اپریل ۱۹۸۸ء (شیخ الحدیث کا وجود سرمایۂ حیات O والدہ ماجدہ کی وفات پر تعزیت)

واجب الاحترام بھائی جان۔ سلام مسنون۔ اخبارات میں والدہ ماجدہ کی فوتیدگی کا پڑھا۔ ان دنوں طبیعت علیل سی رہتی ہے۔ ورنہ خود حاضر ہوکر تعزیت کرتا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اب آپ کو حضرت مولانا شیخ الحدیث کا ذرا زیادہ خیال رکھنا پڑیگا۔ دعاؤں کا اصلی مرکز (والدہ محترمہ) بکھر کر رہ گیا ہے۔ اور حضرت شیخ الحدیث بھی زندگی میں تنہا رہ گئے ہیں۔ صدمہ انتہائی شدید ہے۔ خدا ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ بہر حال آپ کا وجود آپکے لئے سرمایہ حیات اور ہمارے لئے مغتنمات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں اپنی جوار رحمت میں لپٹائے۔ شریک غم: مفتی محمد ادریس

☆☆☆

مولانا محمد ادریس انصاری[2]

(۱)

۲۳ نومبر ۱۹۸۲ء (بحکم مولانا زکریا "حیات صوفیہ" کے نسخے بھیجے گئے)

گرامی قدر و عافیت محترم بندہ جناب منیجر "الحق" اکوڑہ خٹک زادت عنایتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکتوب گرامی پہنچا۔ "حیات صوفیہ" کے اشتہار کی اشاعت پر ممنون ہوں اور جناب کے تعاون پر شکر گزار ہوں۔ حیات صوفیہ کی اشاعت کے فوراً بعد بحکم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ مختلف مدارس میں ایک ایک نسخہ بھجوایا گیا تھا۔ اور مدرسہ حقانیہ میں ایک نسخہ بھجوادیا گیا تھا۔ امید ہے مدرسے کی لائبریری میں موجود ہوگا۔ اب جناب کے ارشاد کے بموجب دو نسخے برائے تبصرہ وارسال کئے جارہے ہیں۔ امید ہے کہ تبصرہ آنے پر ادارے میں بھی ایک نسخہ الحق کا ارسال فرمائیں گے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی خدمت میں اِس فقیر کا سلام مسنون پہنچادیں۔ مکرر عرض ہے کہ حیات صوفیہ کے ہمارے پاس اِس وقت کل تینتالیس ۴۳ نسخے باقی ہیں، اسلئے اگر ممکن ہو سکے تو تبصرہ قریبی اشاعت میں فرمایا جاوے۔ بہت بہت شکریہ! نیز اپنے رسالے کے اشتہارات کے نرخ سے بھی مطلع فرمادیں۔

والسلام دعا گو: محمد ادریس الانصاری

(۲)

۳ مئی ۱۹۸۳ء (حیات صوفیہ پر تبصرہ کی فرمائش O اکابر کے یادگار خطوط O مدرسہ اور رہائش گاہ پر حاضری)

گرامی قدر و عافیت محترمی مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب زاد اللہ معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ کے فضل سے امیدوار ہوں کہ

---

[1] سرحد کے ایڈوکیٹ جنرل وفاقی مجلس شوریٰ پاکستان کے رکن بھی بنے (س)

[2] مولانا عبدالغفور عباسی مدنی کے اجلہ خلفاء میں سے ہیں، صادق آباد بہاولپور میں خانقاہ نقشبندیہ غفوریہ اور ادارہ تبلیغ اسلام کے ذریعہ دعوت وارشاد کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ ہر طرح بعافیت ہوں گے، ایک دو دفعہ پکوڑے[1] خٹک میں آپ کے مدرسے میں اور ایک دفعہ آپ کے دردولت پر حاضری ہوئی مگر آپ سے کسی مرتبہ ملاقات نہ ہوسکی۔ تقریباً دو یا تین ماہ ہوئے آپ کے رسالے کے ناظم نے خط لکھا تھا کہ مدیر "ماہنامہ الحق" حیات صوفیہ کو پڑھنا چاہتے ہیں اور اس پر تبصرہ لکھنے کا خیال ہے، اسلئے دو کاپیاں "حیات صوفیہ" دفتر الحق کو بھجوا دی جائیں۔ اسکی تعمیل کی گئی اور حسب طلب دو جلدیں رجسٹر پارسل سے بھجوائی گئیں اور ساتھ ایک عریضہ بھی لکھا۔ جلد تبصرہ لکھ کر ایک کاپی رسالے کی مجھے بھجوادی جائے۔ کیونکہ مختلف حضرات کے تبصرے کتابی شکل میں شائع کرائے جارہے ہیں۔ تو آپ کا تبصرہ بھی اس میں چھپ جاتا۔ کتابت ہو چکی ہے کاپیاں پریس میں پڑی ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ (مولانا محمد زکریا)، حضرت مولانا الیاسؒ (بانی تبلیغی جماعت)، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے جو خطوط اس عاجز کے پاس تھے، انکو یادگار خطوط کے نام سے شائع کرا رہا ہوں اور اسکے پیچھے یہ تبصرے چھپ رہے ہیں۔ اگر آپ نے تبصرہ لکھ دیا ہو تو ایک کاپی جلد سے جلد بذریعہ رجسٹری مجھے بھجوا دیں، نہیں تو جلد سے جلد تبصرہ لکھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔ حضرت مولانا سے اس عاجز کا سلام مسنون پہنچا دیں۔ اور دعا کی درخواست کریں۔ والسلام: محمد ادریس انصاری

(۳)

(مولانا عبدالغفور عباسی کبریت احمر ہیں O سلوک میں رابطہ کی اہمیت O جمعیۃ قلب، قلب کی حیات ہے)

۱۵ ار رمضان المبارک

محترم المقام اخی الصالح مولانا سمیع الحق صاحب زاد عرفانکم ودام اقبالکم، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکتوب گرامی پہنچا۔ دعائیں کرتا ہوں۔ کہ حق تعالیٰ صالحین میں شامل فرمائیں۔ اپنی محبت اور ماسوا سے نفرت نصیب فرمائیں۔ قطب العالم حضرت مدنی دامت برکاتہم کی محبت ونسبت اللہ تعالیٰ جس کو نصیب فرماتے ہیں۔ وہ انشاءاللہ سعید بسعادۃ دارین ہوجاتا ہے۔

<u>سلوک میں رابطہ واتباع کی اہمیت:</u> مگر اطلاع، واتباع کو خود پر لازم فرمالیں، حضرت والا کا وجود اس دور میں کبریت احمر ہے سلوک میں سب سے بڑی چیز رابطہ ہی ہے، جس قدر رابطہ ہوگا اسی قدر راہ آسان ہوگی۔ اور اس کے بعد استقامت ہے۔

تا نہ مخدو برتو مردے را نظر | از وجودے خویش کے یابی خبر
گرتو اے دل طالبے در راہ او | مینگر از پیش وپس آنگاہ رو
سالکا نزایں بدرگاہ آمدہ | جملہ پشتاپشت ہمراہ آمدہ
توچہ دانی تا کدامی رہ شوی | وزکدامی رہ بداں درگہ شوی
ہست باہرذرہ درگاہ دگر | پس بہر ذرہ بدورا ہے دگر

حق تعالیٰ علم کیساتھ عمل کی دولت نصیب فرمائیں اور عمل کے بعد اخلاص نصیب فرمائیں۔

<u>رمضان کی جمعیت قلب کا سارے سال پر اثر:</u> رمضان المبارک کے مشاغل میں ذکر وفکر اور مراقبات کا خاص خیال رکھیں۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے ہیں، رمضان المبارک کی جمعیت سارے سال کی جمعیت پر منتج ہوتی ہے اور رمضان المبارک کا تشتت اور تفرقۂ قلب سارے سال تک اثر انداز ہوتا ہے۔ جمعیتِ قلب، قلب کی حیات ہے اور تفرقہ اسکی موت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں قلب کی حیات نصیب فرمائیں۔ اور اسکی ممات سے بچائے رکھیں، آمین۔ رسالہ کے لئے انشاءاللہ جو کچھ ہوسکے گا۔ وہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ آپ اطمینان فرمائیں۔ حضرت محترم حضرت مولانا مدظلہ العالی کی خدمت بابرکت میں ہدیہ سلام مسنون عرض ہے۔ دعاؤں کی درخواست ہے، میں بھی یہاں اپنے اکابر کے لئے بعد ختمات برابر دعائیں کراتا رہتا ہوں۔ والسلام طالب دعا: محمد ادریس انصاری

---

[1] بذلہ سنجی کی وجہ سے اکوڑہ کو پکوڑہ بنایا گیا ہے۔

(۴)

(مولانا عبدالغفور عباسی اور دیگر حضرات اکابر کے معمولات)

گرامی قدر محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب زاد قدر کم و شرفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحق کے ذریعے آنجناب کی صحبتوں سے استفادہ کرنے کا ہر ماہ موقعہ مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ خدمت دین کی توفیق مزید بخشیں آمین۔ حضرات کے معمولات اور بالخصوص شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالغفور صاحب العباسی ومدنی سلمہ اللہ تعالیٰ کے معمولات، قبولیت دعا اور اس کے طریقوں کے نام سے حال میں ہی ادارہ نے شائع کئے ہیں۔ جسکی دو جلدیں برائے تبصرہ جناب کی خدمت میں بھجوائی جارہی ہیں۔ برائے کرم ''الحق'' کی قریبی اشاعت میں اس پر تبصرہ لکھ کر مجھے ممنون فرمائیں۔ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ اگر الحق میں اشتہار دیا جائے، تو رعایتی نرخ کیا ہوں گے۔ حضرت مدنی دامت برکاتہم وعمت فیضانہم بحمد اللہ تعالیٰ بعافیت ہیں۔ امید کی جارہی ہے کہ اگر اللہ کو منظور ہوا تو جون کے مہینہ میں کراچی تشریف لے آئیں گے، میرے ایک برادر طریق جو جناب کے مدرسہ میں مدرس ہیں اور ایک شاہ صاحب جو کراچی میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔

ان حضرات کے اسماء مبارک مجھے یاد نہیں ہیں۔ اگر بسہولت ممکن ہو تو ان حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض فرمادیں۔ اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت میں بعد سلام مسنون دعا کی درخواست فرمادیں۔

جواب کیلئے کارڈ ارسال خدمت ہے۔ والسلام: محمد ادریس انصاری صادق آباد

(۵)

۸ جون ۱۹۸۳ء (مولانا عباسی سے تعلق نباھنے پر خوشی O دارالعلوم میں آمد شیخ الحدیث سے ملاقات)

مکرم ومحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کا پرخلوص عنایت نامہ اور ''حیات صوفیہ'' پر تبصرہ بذریعہ ڈاک اور ایک شمارہ ''الحق'' کا تبصرے والا ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعرفان میں مزید ترقیات نصیب فرمائے۔ اور اس پر جزائے خیر، کہ آپ نے حضرت شیخ مولانا عبدالغفور المدنی نوراللہ مرقدہ کے تعلق کو نبھایا ہے۔ سعید بیٹا وہی ہے، جو اپنے باپ کے تعلق والوں سے محبت اور مودت کا معاملہ کرتا ہے، دو دفعہ اسی تعلق کی بناء پر مردان جاتے ہوئے اور مردان سے آتے ہوئے، مدرسہ حقانیہ اور مسجد میں حاضر ہوا۔ اراکین مدرسہ نے ہمارا بہت اکرام کیا۔ مدرسہ اور مدرسے کا مکتب دکھایا اور اسکے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں پہنچانے کے لئے ہمیں ایک آدمی دیا۔ الحمد اللہ شیخ کی زیارت سے اور ارشادات سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ الحمد اللہ باقی سب خیریت ہے۔ میرے لئے اور تمام جماعت کے لئے حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں دعا کی درخواست کردیں۔

والسلام: محمد ادریس انصاری

(۶)

(مولانا عبدالغفور عباسی کی بغرض علاج کراچی میں آمد)

اخی الصالح حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زاد عرفانکم ودام اقبالکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکتوب گرامی میرے لئے باعث مسرت قلبی ہوا۔ حضرت قطب العالم مدینہ منورہ سے آج دوشنبہ ۳/جون کو یا ۵/جون کراچی تشریف فرما ہوں گے۔ اور بظاہر کراچی سے ہی ۲۰ یوم یا ایک ماہ کے بعد واپسی ہوجائے گی۔ اس لئے کہ حضرت صاحب بغرض علاج تشریف لارہے ہیں۔ تبصرہ جب مناسب خیال فرمائیں، شرح

صدر تحریر فرمادیں۔ حضرت مولانا سلطان محمود صاحب کی خدمت میں سلام مسنون حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی سے بعد سلام مسنون دعا کی درخواست ہے۔ہاں حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کا آج والا نامہ آیا ہے۔حضرت شیخ الحدیث صاحب بہت زیادہ بیمار ہیں، اُن کیلئے جناب اور اہل مدرسہ نیز حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی دعا فرمائیں، کہ حق تعالیٰ بندگان خدا کی فیض رسان کیلئے اُن کی حیات میں برکت فرمائیں۔کراچی اگر ٹیلیفون کرنا ہو تو یہ نمبر ہے۔231085 اس نمبر سے حضرت صاحب کی خدمت میں ٹیلیفون کیا جاسکتا ہے۔ والسلام محمد ادریس الانصاری

(۷)

یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ (روضہ اقدس کا وعدہ اجتماع صادق آباد کی دعوت)

بگرامی خدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔آپ نے حرم شریف مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا میں وعدہ فرمایا تھا کہ اجتماع کے موقعہ پر صادق آباد آؤں گا۔اسلئے یہ عریضہ اور دعوت نامہ ارسال خدمت ہے۔اوقات عزیز وہی قیمتی ہیں جو اللہ والوں کی معیت اور محبت میں گزر جائیں۔اشتہار دار العلوم کے ابواب پر چسپاں کرادیں۔کرم نوازی ہوگی۔ فقط احقر محمد ادریس الانصاری

نوٹ: جناب عالی جناب نے روضہ اقدس ﷺ پر ملاقات کے دوران فرمایا تھا کہ مجھے دعوت دیں میں حاضر ہونگا، امید ہے آپ امت کے نفع کی خاطر اپنی مصروفیات سے کچھ وقت ضرور عنایت فرمائیں گے اور اپنے پروگرام سے مطلع فرمائیں گے۔ والسلام: محمد سعید انصاری

☆☆☆

مولانا محمد ادریس میرٹھی[1]

(۱)

(قومی کمیٹی برائے دینی مدارس ○ ملاقات نہ کرنے کا مشورہ ○ حاشیہ میں ہالیپوتا کے نام خط)

۱۸/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ/۲۵/مارچ ۱۹۸۱ء

جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک زید کرمہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر ہالیپوتہ[2] نے کہا ہے کہ آپ اور مولوی عبید اللہ صاحب[3] ان سے ملاقات کے لئے تیار ہیں۔یہ سن کر بڑا تعجب اور شدید افسوس ہوا۔یاد رکھیے اگر آپ نے ان سے ملاقات کی تو یہ نہ صرف وفاق کے لئے بلکہ دیوبند مسلک کے تمام مدارس عربیہ دینیہ کے لئے سخت مضر ہو

---

[1] صدر وفاق المدارس عربیہ، وفاق کو عظیم اور منظم ادارہ بنایا، جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن کے اجلہ اساتذہ میں سے، علامہ محمد یوسف بنوریؒ کے رفیق کار، کئی کتابوں کے مصنف۔شیخ مصطفی السباعی کے کتاب السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی کا ترجمہ شائع کیا۔مدارس کے نصاب ونظام کے اصلاح کے لئے کوشاں رہے۔

[2] ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتہ مرحوم اسلامی نظریاتی کونسل اور ادارہ تحقیقات اسلامی وغیرہ، اہم اداروں کے اہم مناصب پر فائز ہوئے محقق سندھی عالم

[3] مولانا عبید اللہ ابن مولانا مفتی محمد حسن جامعہ اشرفیہ لاہور

گا۔ میں نے جو جواب ڈاکٹر حالیپوتہ کو دیا ہے اسکی کاپی بھیجتا ہوں[1] ہماری تو یہ کوشش ہے کہ دیوبندی مسلک کا کوئی بھی مدرسہ قومی کمیٹی[2] برائے دینی مدارس کے ساتھ کسی بھی قیمت پر تعاون کے لئے تیار نہ ہوں۔ وباللہ التوفیق

خادم وفاق محمد ادریس غفرلہ از جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

(۲)

(وفاق کے اجلاس میں شرکت کی دعوت)

بخدمت جناب محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج بخیر، بحکم صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ جناب والا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۳۰ ر رجب ۹۹ھ مطابق ۲۶ رجون بروز منگل صبح ۸ بجے مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ کا اہم اجلاس منعقد ہوگا۔ جناب والا سے درخواست ہے۔ کہ آپ اس اہم اجلاس میں ضرور شرکت فرمادیں۔ ایجنڈا (۱) قومی کمیٹی برائے دینی مدارس کے مرتب کردہ سفارشات وتجاویز پر غور (۲) وفاق کو مزید مؤثر بنانے کی تجاویز۔ (۳) دیگر امور باجازت صدر

ناظم اعلیٰ وفاق کا حکم ہے کہ والد کے نمائندہ کی حیثیت سے اس اہم اجلاس میں آپ ضرور شرکت فرمادیں۔ والسلام محمد ادریس میرٹھی

☆☆☆

ارشاد احمد حقانی[3] روزنامہ جنگ لاہور

(۱)

(الحق کے ساتھ تعلق کا اظہار)

۲۲/اگست ۱۹۸۲ء

مکرمی ومحترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امابعد، آپ کا موقر جریدہ نظر سے گزرتا رہتا ہے۔ لیکن باقاعدگی سے نہیں ملتا، اگر آپ ارسال فرمادیا کریں تو ممنون ہونگا۔ "جنگ" کی ڈاک بہت زیادہ ہوتی ہے اور گم ہوجانے کا اندیشہ ہوتا ہے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آپ بھی دوسرے

---

[1] ڈاکٹر صاحب کے نام محولہ خط یہ ہے

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۵ مارچ ۱۹۸۱ء بخدمت جناب ڈاکٹر عبدالواحد حالیپوتہ صاحب زید کرمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نہ صرف وفاق کے فیصلوں سے بلکہ وفاق سے ملحق مدارس اور دیوبندی مسلک کے تمام مدارس عربیہ کے متفقہ فیصلوں سے میں جناب کو مطلع کرتا رہا ہوں، اب مزید دو کتابچے (۱) علماء کیلئے لمحہ فکریہ (۲) علماء کرام کا ردعمل، آپکے پاس بھیجتا ہوں۔ ان کے ایک ایک لفظ کو پڑھکر فیصلہ کیجئے کہ کوئی بھی نکتہ اتحاد واشتراک ہمارے اور آپکے درمیان باقی رہا ہے، جس پر گفتگو کیلئے ملاقات کیجائے؟ وفاق اور دیوبندی مسلک کو مدارس کی جانب سے ہم کسی بھی صورت میں آپ سے نہیں مل سکتے۔ اسی لئے قاری سعید الرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی ورکن مجلس عاملہ وفاق کے ذریعہ آپ سے یا سیکرٹری وزارت امور مذہبی یا سیکرٹری وزارت تعلیمات سے زبانی انکار کردیا گیا تھا۔

آپ شوق سے آرڈیننس کے ذریعہ "مقتدرہ تعلیمہ" قائم کیجئے ہم بھی آخری مرحلہ تک فیصلہ کرچکے ہیں۔ ہمیں قوی امید ہے کہ اللہ جل جلالہ اپنے دین کی اور علماء دین اور مدارس دینیہ کی ضرور حفاظت کرینگے و باللہ التوفیق و علیہ التکلان۔ فقط محمد ادریس صدر وفاق المدارس العربیہ ملتان پاکستان

[2] صدر جنرل ضیاء الحق نے مدارس دینیہ کے بارہ میں ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی قائم کی جس میں ناچیز کے علاوہ علماء دیوبند میں سے علامہ محمد شریف کشمیریؒ، علامہ غلام اللہ خان راولپنڈی اور مکتوب نگار علامہ محمد ادریس میرٹھی اور دیگر اہم افراد شامل تھے۔ ملک کے مختلف شہروں میں طویل اجلاس ہوئے اور ایک جامع رپورٹ مرتب کرکے جنرل ضیاء الحق کو پیش کی گئی، گواسے مدارس کے وفاقوں نے مسترد کرلیا اور یہ رپورٹ سردخانہ کی نذر ہوئی مگر مدارس کے سلسلہ میں اس رپورٹ کے اہم سفارشات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

[3] معروف کالم نگار، تجزیہ نگار

پرچوں کی طرح حسب ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔کوئی چیز پسند آنے پر "جنگ" کیلئے بھی منتخب کی جا سکتی ہے۔

فقط والسلام خاکسار ارشاد احمد حقانی "دارالسلام" نزد ٹاؤن ہال قصور

جناب ایڈیٹر صاحب ماہنامہ "الحق" دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۲)

(الحق کا خصوصی ایڈیشن)[1]

نومبر ۱۹۹۹ء

مکرمی و محترمی۔ جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم! آپ کا گرامی نامہ ملا جس کے لئے شکر گزار ہوں، میرا اپنا روزانہ لکھنے کا کام اسقدر زیادہ ہے کہ کسی دوسرے جریدے کے لیے لکھنے کا بالعموم وقت نہیں نکلتا۔ کچھ انتظامی ذمہ داریاں بھی ہیں، لیکن کوشش کرونگا کہ "الحق" کے خصوصی ایڈیشن کے لئے کچھ ارسال کر سکوں۔ آپ نے موضوع کا انتخاب بہت بروقت اور برمحل کیا ہے۔ اللہ آپکی اس کوشش کو برکت عطا کرے۔ اپنے سٹاف سے ابھی کہہ دیں کہ جب یہ خصوصی نمبر نکلے تو مجھے لازماً ارسال کریں۔ مجھے آج تک آپ کا دارالعلوم دیکھنے کا موقع نہیں ملا، کبھی اس طرف آیا تو ضرور یہ سعادت حاصل کرونگا۔ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام ارشاد احمد حقانی

☆☆☆

حکیم حافظ ارشاد احمد دیوبندی۔ رحیم یار خان

(برطانیہ بلجیم وغیرہ کے سلوک پر قلق اور افسوس)[2]

۲۶ اپریل ۲۰۰۵ء

مکرم محترم مخدومنا قائدنا امیر المسلمین حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت و برکاتہم امیر جمیعۃ علماء اسلام پاکستان سلام اللہ علیکم و علیٰ من لدیکم مزاج معلی! مخدومنا! حضرت یہ معلوم ہوا کر کے از حد قلبی کوفت اور افسوس ہوا کہ آپ محترم کے ساتھ برطانوی سامراج علیہ ما علیہ نے بدتمیزی کی اور اپنے آباء و اجداد کے مانند اپنی دہشت گردی کا واضح ثبوت دیا۔ اب ان نام نہاد "روشن خیالی" کے جھوٹے مدعیوں کی اپنے ظلماتی پروگرام کی قلعی بھی کھل گئی ہے کہ انکو اگر اہل اسلام کے ساتھ سرسوں کے دانے کے مساوی سفیدی کے برابر بھی کچھ تعلق ہوتا تو کم از کم اس کا قصاص یہ ضرور لینے کی کوشش تو کرتے، جبکہ دلی طور پر انکے دل میں رائی کے دانے برابر بھی افسوس کا اظہار نہیں ہوا۔ محترم آپ مکرم کی یہ نیکی اگرچہ آپ محترم کے نامہ اعمال میں بڑا وزن رکھتی ہے، مگر ہمارے دل اس عظیم صدمے سے بہت ہی مجروح ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ رب کائنات انکو دنیا کائنات میں اس کی سزا کا ذائقہ چکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب مسلط فرمائیں۔ آمین دعاؤں کی درخواست ہے۔ والسلام مع الاکرام نیاز کیش ارشاد احمد دیوبندی عفا اللہ عنہ

---

1. الحق کے ایک خصوصی شمارہ اکیسویں صدی کے چیلنج اور عالم اسلام کیلئے ان سے نگارشات بھیجنے کے جواب میں (س)

2. ۲۰۰۵ء میں بیلجیئم اور لندن کے ائیر پورٹوں پر ان حکومتوں نے میری آمد پر شدید پریشانی اور افراتفری کا مظاہرہ کیا۔ میں سینٹ کے فارن کمیٹی کے ساتھ دورے پر گیا تھا مگر میری موجودگی پر انہوں نے خدشات اور خطرات کا اظہار کیا۔ ان پر ٹیرارزم کا بھوت سوار ہے اور مجھے خطرناک دہشت گرد سمجھ بیٹھے ہیں کسی اور جگہ اسکی تفصیلات موجود ہوں گی۔ (س)

ارشاد حسن خان۔ سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان
وسابق چیف الیکشن کمشنر پاکستان

(اہلیہ مرحومہ کی تعزیت) ۲۲ر جنوری ۲۰۰۳ء

1500 BH-29 Islamabad 21 50 Mulana Sami ul Haq Akora Khattak

Please accept my heartfelt condolence on the Sad demise of your wife[1]. I share your grief almighty Allah May rest her soul in peace and grant you strength to bear this loss.

Chief Justic (RTD) Irshad Hassain Khan Chief Election Commissioner

☆☆☆

مولانا محمد ارشد مدنی[2]
فرزند مولانا حسین احمد مدنی شیخ الاسلام

(۱)

(خط پہنچنے کی اطلاع) ۲ر مئی ۱۹۶۹ء

محترم المقام زید مجد کم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف! والا نامہ مولانا ارشد صاحب کے نام موصول ہوا۔ اس وقت موصوف بہار کے دورے پر تشریف لے گئے ہیں۔ واپسی پر والا نامہ پیش کردوں گا۔ وہ تفصیلی جواب دیں گے۔ مولانا اسعد صاحب مدظلہ کی واپسی جون کے اخیر تک انشاء اللہ ہوگی۔ یہاں بحمد اللہ سب لوگ بخیر وعافیت ہیں۔ دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔

فقط والسلام بقلم محمود، مدنی منزل دیو بند

(۲)

(مدینہ منورہ کے پر لطف ملاقاتوں کی یادیں O کراچی کے راستہ واپسی مگر ملاقات نہ ہوسکی O مولانا اسعد مدنی کا دورۂ پاکستان O دیو بند میں سٹرائک)

ارشد مدنی منزل دیو بند ۲۶ر جولائی ۱۹۷۹ء

برادرم جناب مولوی سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے آپ مع تمام اہل خانہ بخیر ہوں۔ حجاز مقدس سے حاضری

ا اہلیہ مرحومہ کی تعزیت

(مولانا ارشد مدنی سے تعلق O مدینہ میں یاسر عرفات کی خفیہ پناہ گاہ)

۲ حضرت مولانا مدنی قدس سرہٗ کے فرزند دلبند اخلاق وصفات میں نقش ظاہراً باطناً، اپنے والد کے عکس جمیل، اس وقت تدریس حدیث اور دارالعلوم دیو بند کے انتظامی امور، روحانی اصلاح وارشاد اور بھائی کے وفات کے بعد جمعیۃ علماء ہند کی ملکی سیاست میں عمل دخل کے اعلیٰ مقامات پر فائز ہیں، ۶۳ء ۶۴ء میں حرمین شریفین کی پہلی حاضری اور مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران رفاقت اور صحبت بے تکلف محبت اور دوستی میں بدل گئی۔ ان کے معیت میں آثار مدینہ کی مکرر سہ کرر زیارت ہوئی، مدینہ میں انکے چچا اور چچازاد بھائی کو بڑا اثر ورسوخ حاصل ہوا، یہاں تک کہ سید حبیب مدنی گورنر مدینہ بھی بنے۔ نواحیٔ مدینہ میں ان کا ایک زرعی فارم اور بنگلہ تھا ایک دن مولانا ارشد مدنی اس مناسبت سے وہاں بھی لے گئے، کہ وہ جگہ کچھ عرصہ فلسطینی رہنما اور اس وقت کے پکے مجاہد جناب یاسر عرفات کی خفیہ پناہ گاہ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ شیخ مدنی کے خانوادہ کے اس گل سرسبد کا تعلق واخوۃ وشفقت قائم دائم رکھے، جسے میں اپنے لئے دارین کا اعزاز اور سرمایہ سمجھتا ہوں۔

کے بعد برابر آپکو عریضہ لکھنے کا ارادہ کرتا رہا، لیکن کچھ یہاں کی الجھنوں میں ایسا پھنسا رہا کہ فرصت نہ مل سکی۔ نیز ہمیشہ سے خط و کتابت کے سلسلہ میں نہایت کاہل بھی واقع ہوا ہوں۔ اسی اثناء میں آپکا خط موصول ہوا، پڑھ کر نہایت مسرت ہوئی اور مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں ملاقات اور مختلف دلچسپ گفتگو کے ابواب یاد آ گئے۔ بار بار یہ دعا دل سے نکلی، کہ اے بار الٰہ پھر بار بار اسطرح کے مواقع میسر فرما۔ یہ یقین ہے کہ ملاقات میں جو لطف اس مقدس و مبارک سرزمین کیوجہ سے پیدا ہوا وہ کسی دوسری جگہ نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔ اسلئے کہ جو طمانیت اور سکون قلب کو وہاں میسر تھا وہ کہیں اور نہ کبھی میسر ہوا اور نہ ہو سکے گا۔

اوقات ہما بود کہ بار یار بسر رفت   باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

بخدا جب بھی حرم نبوی ﷺ میں بیٹھنا اور وہاں کا سکون یاد آتا ہے تو دل تڑپ جاتا ہے۔ مگر جس طرح اس روسیاہ نے اُن مبارک ساعات کو ضائع کیا اس سے یہ خطرہ ہوتا ہے کہ اب شاید کبھی شاہوں کے در دولت پر حاضری کیلئے بلاوا نہ آئے۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔ آپکے حکم کے مطابق میں نے اپنا پروگرام براہ کراچی اس طرح طے کیا، کہ چند گھنٹے قیام کیا جاسکے۔ مگر وائے بدنصیبی کہ ملاقات نہ ہو سکی۔ اغلب گمان یہ ہے کہ میری روانگی کے چند ہی گھنٹہ بعد آپ بھی آئے ہونگے۔ عبداللہ وغیرہ سے ملاقات ہوئی مگر چونکہ مجلس میں بعض بڑے حضرات بھی موجود تھے اس لیے کچھ بے تکلفی کی باتیں نہ ہو سکیں۔ لیکن اہل پاکستان سے ملاقات ہی کیا کم ہے۔ یہاں تک خط لکھ کر چھوڑ دیا۔ بھائی صاحب[1] کی اطلاع ملی تو دہلی چلا گیا۔ بحمد اللہ بخیریت تشریف لے آئے۔ اب دو ہفتہ کے بعد دوبارہ شروع کر رہا ہوں۔ موصوف مدظلہ سے آپ حضرات کی ملاقات اور مدرسہ تشریف لے جانیکی داستان معلوم ہوئی۔ کاش کہ راقم الحروف بھی اس مبارک موقعہ پر ہم سفر ہوتا۔ نیز جوق در جوق لاہور اور کراچی میں لوگوں کا آنا بھی معلوم ہوا۔ لگتا ہے کہ آج بھی کچھ لوگوں کے دلوں میں جگہ باقی ہے۔ بائیس سال کے بعد یہ ملاقات تھی، اب دوبارہ خدا جانے، مقدر ہے کہ نہیں۔ آجکل ۲۱ جولائی سے حاجیوں کی درخواستیں جانے لگی ہیں ایک ماہ یہ سلسلہ رہے گا۔ اس کے بعد قرعہ اندازی ہوگی۔ بانصیب اپنے نصیب پر فخر کریں گے۔ اور جتنا بھی کریں کم ہے اور بے نصیب محرومی پر نادم ہونگے۔ گھر والے اجازت دیں تو آج ہی درخواست دیدوں۔ لیکن اجازت نہ ملنا تو سرکار ﷺ کے نہ بلانیکا بہانہ، اور سچ بھی یہی ہے کہ اگر ان کی نظر عنایت ہی جوش میں نہ آئے تو مجھ جیسا روسیاہ کب وہاں پہنچنے کا اہل ہے، دل کی دل میں رہ جاتی ہے۔ جب ان کے دیار مقدسہ سے کسی کا خط آتا ہے تو دل تڑپ اٹھتا ہے اور جمعہ کے دن تو اس بدنصیب ملک میں بہت سخت گزرتا ہے۔ جمعہ کی نماز سے ایک دو گھنٹہ پیشتر حرم میں جگہ حاصل کر لینا اس قدر لطف ہوتا تھا۔ کہ اس لذت کا بھلانا ممکن نہیں۔ ارے بھائی ایک ایک چیز یاد آتی ہے، کیا کیا لکھوں اور کہاں تک لکھوں۔ بس دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پھر وہاں حاضری کی سعادت نصیب فرماوے۔ والد صاحب مدظلہ اور دیگر پرسان احوال حضرات سے سلام فرما دیں۔ دعوات صالحہ میں فراموش نہ فرما دیں۔ دامانی صاحب[2] اور گھر کے سب افراد بفضلہٖ تعالیٰ بخیر ہیں۔ عبداللہ کاکاخیل صاحب[3] سے بھی اگر ملاقات ہو تو سلام کہدیں۔ طلبہ نے دارالعلوم میں سٹرائک کی تھی، ہمیشہ ہوتی آئی ہے۔ لیکن ارباب مدرسہ نے کبھی اپنی شدۃ اخلاص اور طلبہ کو درحقیقت اپنی اولاد سمجھ کر پولیس کو

---

1. مولانا محمد اسعد مدنی مراد ہیں، جو تقسیم ملک کے بعد پہلی بار اپنے شیخ استاذ سے ملنے حقانیہ آئے تھے۔

2. حضرت مدنیؒ کے خانقاہ اور رہائش گاہ کے عمید خاص منتظم اور سیکرٹری مولانا عبدالحق دامانی، جن کا اصل تعلق ڈیرہ اسماعیل خان کے قصبہ دامان سے تھا۔ حضرت مدنیؒ کے ایسے ہو کر رہے کہ ان کے در پر جان دیدی وہیں کے ہو کر رہے۔

3. میرے عزیز اور پیارے دوست مولانا عبداللہ کاکاخیل جو میرے سفر و قیام مدینہ کے دوران جامعہ اسلامیہ مدینہ میں زیر تعلیم تھے۔ ان ایام میں مکتوب نگار اور ہم دونوں کی رفاقتوں کا تکون بنا۔ خاندانی وابستگی تو نسلاً منتقل ہوتی رہی کہ کاکاخیل صاحب حضرت شیخ الہند کے خادم خاص اور حضرت مدنی کے رفیق خاص اسیر مالٹا مولانا عزیر گلؒ کے بھتیجے اور مولانا عبدالحق نافع گلؒ کے فرزند تھے، جو خانوادہ مدنی کے ساتھ وابستہ تھے۔ (س)

دخل کا موقعہ نہ دیا تھا، اس مرتبہ اس شوق کو پورا کرلیا گیا۔ ایک ہزار سے زائد جوانوں کو بلا کر مدرسہ میں گھسا دیا۔ انہوں نے طلبہ کو مدرسہ سے نکال دیا۔ بحمد اللہ کوئی مزاحمت نہ ہوئی اب مدرسہ پر انکا قبضہ ہے بغیر S.P کی اجازت کے مدیر مدرسہ بھی اندر نہیں جا سکتے۔ ممکن ہے ہفتہ دو ہفتہ میں چلی جائے، خدا اکابر کی اس امانت کو ہر ذی شر کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام: طالب دعا ارشد غفرلہ

(۳)

۱۰/ محرم ۱۴۰۰ھ (قبرستان قاسمی کسی عاشق مسکین کے بھیس میں آیئے)

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں۔ رمضان کے بعد سے الحق کا کوئی پرچہ نہیں ملا۔ اغلب خیال یہ ہے کہ میری سرد مہری سے تنگ آکر آپ نے پرچہ نہ بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ واقعی بات یہ ہے کہ اپنی اس کوتاہی پر نادم ہوں، خط لکھنے میں یقیناً کوتاہی ہوں، جواب میں اس سے زیادہ کوتاہ اور کاہل واقع ہوا ہوں۔ اس پرچہ کو دیکھ کر آپ حضرات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ میرے خیال میں آپکی مخلصانہ محبت اور بے غرض تعلق کی راہ میں میری نااہلی حائل نہ ہونی چاہئے تھی۔ مجھے توقع ہے کہ آپ ضرور راقم الحروف کے نام برابر الحق روانہ فرماتے رہیں گے۔

اب تو ہندوستان سفر کی کافی سہولتیں ہیں۔ خدا جانے آپ کا خون کیوں سپید ہو گیا۔ دیوبند میں اکابر نہ سہی مگر "قبرستان قاسمی" تو انکی پر انوار قبروں سے تو آباد ہے۔ سکون دل اور تازگیٔ روح کے لئے کسی عاشق مسکین کے بھیس میں آیئے اور پھر یہاں کے ذرہ ذرہ کے انوار و تجلّیات کا مطالعہ فرمائیے۔ والد محترم کی خدمت بابرکت میں اس فقیر کا سلام نیاز پیش فرما دیں اور دعا کی درخواست بھی۔ آپ سے بھی یہی درخواست ہے۔ امید ہے کہ فراموش نہ فرمائیں گے، احباب سے بھی سلام فرما دیں۔

آپ کے ایک ساتھی امروہہ[۱] کے اصل باشندہ ہیں، اگر ہوں تو سلام فرما دیں۔ والسلام: ارشد غفرلہ مدرسہ شاہی مراد آباد

☆☆☆

قاضی ارشد الحسینی اٹک

(شیخ الحدیث کی تعزیت)

۱۰ صفر ۱۴۰۹ھ

برادرم مکرم و محترم زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے والد ماجد، محدث کبیر، استاذ الاساتذہ، مجاہد جلیل حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ کاملۃ واسعۃ کی وفات حسرت آیات کا علم ہوا۔ اِنا للّٰہ و اِنا الیہ راجعون!

بڑا صدمہ ہوا، قلب و جگر پر غم والم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، ایسے وقت میں جبکہ ملک و ملت کو حضرت شیخ الحدیثؒ جیسے رجلِ جلیل کی انتہائی ضرورت تھی۔ آپ کا دنیا سے رُخصت ہو جانا یقیناً بہت عظیم المیہ ہے۔ مگر قدرت کے فیصلے پر سب کو سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ اللہ کریم آپ کو اپنے عظیم والدؒ کے عظیم مشن کو مزید آگے بڑھانے کی ہمت و توفیق نصیب فرما دیں اور آپ کے حامی و ناصر ہو۔ آمین

پچھلے ہفتے حرمین الشریفین، عُمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہر ہر مقام پر حضرت شیخ الحدیثؒ کے رفع درجات کی دُعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما دیں آمین۔ والسلام غمزدہ قاضی ارشد الحسینی[۲]

۱۔ عزیزم شفیق الدین فاروقی جن کے خاندان کا تعلق امروہہ انڈیا سے ہے۔

۲۔ مشہور شیخ طریقت مفسر قرآن مولانا زاہد الحسینیؒ اٹک کے صاحبزادہ اور ان کے جانشین

سید ازہر شاہ قیصر [1]

(۱)

(والدہ کو کینسر کی شکایت)

۷؍مارچ ۷۵ء

عزیز بھائی سلام مسنون، گرامی نامہ کے لئے شکریہ، والدہ محترمہ [2] ممبئی میں زیر علاج ہیں کہ کینسر کا علاج بجز ممبئی کے کسی بھی اسپتال میں نہیں۔ ابھی تک افاقہ نہیں۔ دعاءِ صحت سے سرفراز فرمائیں۔ والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام اور دعاءِ صحت کیلئے خاص درخواست۔ آپ کی فرمائشات کی تعمیل برموقعہ کرنی دشوار ہے کہ اپریل و مئی پرچوں میں خود دارالعلوم کے مضامین و اشتہارات کا ہجوم ہے۔ آئندہ ضرور آپ کے مدرسہ کے متعلق کچھ شائع کروں گا۔ میں بمبئی تھا پرسوں واپس آیا ہوں رسالہ کی توسیع اشاعت کیلئے آپ کی توجہ کی ضرورت ہے۔

والسلام سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۲)

(چغہ کا مطالبہ)

۲۵؍جون ۷۵ء

برادر عزیز سلام مسنون خط ملا، نئے خریدار کے نام رسالہ بھیج دیا گیا ہے۔ والدہ محترمہ مدظلہا کو اب افاقہ ہے، علاج جاری ہے آپ سب مخلصین سے ان کی صحت کامل کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ میں نے ابھی چند روز ہوئے حضرت مولانا عبدالحق صاحب سے استدعا کی تھی کہ مجھے ایک اونی چوغہ کی ضرورت ہے مکرر اس فرمائش کی تجدید کرتا ہوں، حضرت مولانا کو یاد دلائیں اور کوئی صورت ایسی فرمادیں کہ چغہ مجھ تک پہونچ جائے۔ امید ہے کہ آپ اور مولانا موصوف بخیریت ہوں گے میری طرف سے ممدوح کی خدمت میں سلام مسنون، اور والدہ صاحبہ کی صحت کے لئے دعا کی درخواست پیش فرمادیں۔ والسلام سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۳)

(حضرت مدنیؒ کا حادثہ رحلت ○ تعزیت کیلئے جانے والوں کے لئے خاص ویزا)

۱۲؍دسمبر ۷۵ء

عزیز بھائی، سلام مسنون، آپ کا خط آج ملا۔ جی ہاں حضرت مدنی کا حادثہ رحلت پوری ملت کا ایک نقصان عظیم ہے اور ذہن ابھی تک اس حادثہ کے تاثرات سے ماؤف ہے۔ آپ کی تعزیت کیلئے ہم سب شکرگزار ہیں۔ سب مخلصین اس کی دعا فرمائیں کہ رب العالمین دارالعلوم اور جمعیۃ علماء کا محافظ ہو۔ حضرت مدنی کی تعزیت پر آنے والے لوگوں کو لاہور سے خاص ویزا ملے گا۔ الجمعیۃ میں بھی اس کی اطلاع آئی ہے اور مجھے ذاتی طور پر بھی علم ہوا ہے۔ آپ اور حضرت مولانا اس موقعہ پر تشریف لائیں اور ویزہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ کاش اپنے دوستوں سے ملاقات کا موقعہ مل سکے۔ برادرم حکیم اختر صاحب سے آپ پشاور میں ضرور ملاقات فرمائیں۔ چوغہ کی قیمت میں انشاء اللہ ہفتہ عشرہ کے اندر ہی پاکستان سے آپکو روانہ کراتا ہوں، انتظار فرمائیے حضرت مولانا کی خدمت میں سلام مسنون۔ سید محمد ازہر شاہ قیصر

---

[1] مولانا ازہر شاہ قیصر، امام العصر امیر المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے فرزند اکبر، دارالعلوم دیوبند کے مجلّہ شہریہ ''دارالعلوم'' کے مدیر باتدبیر رہے۔ رسالہ دارالعلوم کے ابتدائی دور سے اس کی ترتیب و ادارت کے ساتھ ساتھ اشاعت اور سرکولیشن کے لئے بھی ان تھک محنت میں لگے رہے۔ ان خطوط میں ایک ایک خریدار اور اس کے بہت ہی کم زرخریداری چار پانچ روپے سالانہ کے لئے ان کی کوششیں نمایاں ہیں۔ اسی مقصد کے لئے ایسے خطوط بھی شامل کئے گئے کہ ہمارے اکابر بالخصوص دارالعلوم دیوبند کے حضرات نے دین کے فروغ کے لئے کتنی محنتوں سے اور جان جوکھوں میں ڈال کر مثالیں قائم کیں۔ اس میں اس زمانہ کے اہل علم اور دینی محنت کرنے والوں کے لئے بہت بڑے سبق ہیں۔ (س)

[2] اہلیہ محترمہ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری

(۴)

(کتابوں کی فرمائش کی تعمیل میں دقت ○ مولانا مدنی پر ماہنامہ دارالعلوم میں مضامین کی اشاعت)

۱۵؍جنوری ۵۸ء

برادرم سلام مسنون، میں کافی دنوں سے آپکو خط نہیں لکھ سکا۔ وجہ یہ ہے کہ میں خود بھی بیمار ہوں اور مخدومہ والدہ صاحبہ پر پھر مرض کینسر نے حملہ کیا۔ ان کے علاج کے سلسلہ میں کافی دوڑ دھوپ کرنی پڑیں۔ اپنی اور والدہ صاحبہ کی صحت کیلئے آپ سب دوستوں سے دعاء خیر کا طالب ہوں، آپ نے کسی خط میں کچھ کتابوں کی فرمائش کی تھی تعمیل نہ ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ ہندو پاکستان کی کرنسی میں فرق ہے، اس وجہ سے معاملات میں بے حد دقت ہوتی ہے۔ میں نے چاہا کہ کسی کتب خانہ سے اس طرح معاملہ ہو جائے کہ وہ قیمت مجھ سے پاکستان میں لے لے مگر کئی کتب خانوں سے یہ کوشش بھی کامیاب نہ ہوئی اور میں شرمندہ رہا۔ آپ یہ خیال نہ کریں کہ میں نے بے توجہی کی، آپ ایسے محب اور خلوص شعار عزیز کیلئے بے توجہی کا تصور بھی مجھے ناگوار ہوگا۔ لائل پور سے ۵۲ روپے امید ہے، کہ آپکو مل گئے ہوں گے۔ آپ نے ان کے پہنچنے کی کوئی اطلاع نہیں دی فکر ہے۔ چونغہ ابھی تک لاہور پڑا ہے، کئی دوست اُدھر سے یہاں آئے، مگر کسٹم پر اتنی مشکلات ہیں کہ کوئی نہیں لا سکا۔ رسالہ بابت دسمبر میں حضرت مدنی قدس سرہ کے متعلق کچھ نہیں آسکا تھا، اب جنوری، فروری کے پرچوں میں پابندی سے مضامین شائع ہوں گے۔ دسمبر کے پرچہ میں باوجود کوشش کے کوئی مضمون شامل نہیں کر سکے۔ سید محمد ازہر شاہ قیصر

نوٹ: حضرت مدنیؒ سے متعلق مضامین کے لئے تجویز یہ ہے کہ وہ ایک آدھ پرچہ میں ختم نہ ہو جائیں بلکہ کافی دنوں تک چلیں۔

(۵)

یکم مارچ ۵۸ء (مولانا آزاد کا انتقال زبردست نقصان ○ خیر کے بے شمار پہلو مضمحل ہو گئے)

برادرم سلام مسنون، خط ملا، نئے خریدار کے نام رسالہ مرسل ہیں۔ حضرت مولانا آزاد کے انتقال کا حادثہ اتنا زبردست ہے کہ اس وقت تک اہل نظر اس کے نقصانات کا اندازہ بھی نہیں کر سکے۔ خبر نہیں زندگی کے کتنے پہلو تھے جو ان کی ذات گرامی سے وابستہ تھے۔ سب مضمحل ہو گئے یا ٹوٹ گئے۔ جس قوم کیلئے اس کے اعمال بد کے نتیجہ میں خسران مقدر ہو۔ اسے بچانے والا کون؟ اور اس کے سہارے کیوں باقی رہیں؟ دعا فرمایئے کہ کوئی مرد خدا غیب سے آئے اور ان کی جانشینی کر سکے۔ مولانا، لاہور سے میرا چونغہ نہیں آیا وہ قاری سراج احمد صاحب جس کے ذمہ یہ کام کیا تھا، عجیب آدمی ثابت ہوئے کہ بندہ خدا سے اتنا بھی نہ ہوا کہ چونغہ یہاں بھیج دیتے۔ حالانکہ حضرت مدنی کی تعزیت میں بہت سے آدمی اُدھر سے یہاں آئے۔ والدہ محترمہ مدظلہا کی پھر تلی کے زخم کی تکلیف ہو گئی ہے۔ اور علاج کیلئے دہلی تشریف لے گئی ہیں۔ خود میری صحت بھی اس پورے موسم سرما میں خراب رہی آپ سے اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب سے دعاء خیر کا متمنی ہوں۔ دعا فرمائیں فراموش نہ فرمایئے۔ والسلام سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۶)

۴؍نومبر ۵۸ء (جلسۂ حقانیہ کی کاروائی اور ماہنامہ دارالعلوم میں اشاعت)

برادر مکرم زید مجدکم، سلام مسنون، آپ کا وہ لفافہ مجھے مل گیا تھا جس میں آپ نے اپنے جلسہ کی کاروائی بھیجی تھی، انشاء اللہ یہ کاروائی دسمبر کے رسالہ میں شائع ہوگی۔ چونکہ رسالہ دارالعلوم تاریخ اشاعت سے پندرہ دن پہلے مرتب کر کے پریس میں بھیجا جاتا ہے اس لئے وقتی مضامین کی اشاعت ہمیشہ اتنی ہی تاخیر سے ہوتی ہے۔ حضرت مولانا کی خدمت میں سلام مسنون۔ گاہ بگاہ اپنی خیریت اور حالات سے

اطلاع فرمایا کریں۔ میں گھر کے بعض معاملات کی وجہ سے بے حد پریشان ہوں۔آپ سے اور حضرت مولانا سے درخواست کرتا ہوں کہ بعد نماز دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ سب مشکلات کو رفع فرمائیں اور جملہ مقاصد میں کامیابی ہو۔امید ہے کہ سب مخلصین اس دور افتادہ کو دعاء خیر میں یاد فرمادیں گے۔ والسلام سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۷)

۴؍جولائی ۶۵ء ،شاہ منزل دیو بند (پاکستانی خریداروں کیلئے احقر کی ذمہ داری رقوم کا تبادلہ)

محترم سلام مسنون گرامی نامہ ملا۔حسابات نہ پہنچنے کی وجہ یہ ہے کہ جو رقمیں یہاں وصول ہوئیں وہ میں ادارہ ہادی کو دیتا رہا ،یہ صاحب انتہائی سست ہیں۔بار بار کے تقاضے کے باوجود اب تک حساب نہیں دیا۔مجھے شدید کوفت بھی ہوئی۔اب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ جو رقمیں ان کی وہاں وصول ہوں ،انہیں آپ جمع فرماتے رہیں ،میں یہاں آپ کی موصولہ رقوم دینے میں آئندہ ذرا تامل کروں گا ،جب تک وہ حساب نہ دیدیں۔رسالہ دارالعلوم کی مالی حالت بہت خراب ہے۔اس سال رسالہ کو ۵ ہزار کا نقصان ہے وجہ یہ ہے کہ اخراجات چار گنا بڑھ گئے ہیں اور آمدن بے حد گھٹ گئی ہے۔کارڈ پر ایک اشتہار درج ہے کرم فرما کر اسے بڑی توجہ اور خیال کے ساتھ دو دفعہ اسے الحق میں شائع فرمادیں حضرت مولانا کی خدمت میں سلام دعا کی درخواست۔ سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۸)

۱۴؍اپریل ۶۶ء (ماہنامہ ''الحق'' ایک مبارک کامیاب جدت آفریں طبیعت اور موزون جدو جہد O علامہ کشمیری کے تصانیف کیلئے ایک بڑے کام کا ارادہ)

برادرم سلام مسنون، ''الحق'' کے دو پرچے مجھے ملے۔میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی اس مبارک ،کامیاب اور موزوں جدو جہد پر آپ کو تفصیلی خط لکھوں ،مگر تین ماہ سے میری صحت مسلسل خراب ،اس پر کاموں کا ہجوم اور خیالات منتشر ہیں۔ذرا مہلت ملے تو مفصل عریضہ پیش کروں گا۔سردست حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں میرا سلام اور دعا کی درخواست۔میں بیمار ہوں اباجیؒ کی تصانیف کے سلسلہ میں ایک بڑے کام کی ابتداء کرنا چاہتا ہوں ،مولانا سے بطور خاص فرمایئے کہ میری صحت اور اباجیؒ کے علمی کاموں کے سلسلہ میں بہتر ابتداء اور مبارک انتہا کی دعا فرمایئے۔مولانا کی شفقت بزرگانہ پر مجھے اعتماد ہے ،امید ہے کہ وہ دعا میں فراموش نہیں فرمائیں گے۔آپ کی علمی اور صحافتی جدو جہد ،جدت آفریں طبیعت اور دین کے ذوق سے طبیعت بے حد خوش ہے حق تعالیٰ آپ سے بڑے کام لیں۔

سید ازہر شاہ قیصر

نوٹ: اباجیؒ کے جو مضامین آپ کو دستیاب ہوں ان کا ترجمہ کرکے آپ رسالہ میں ضرور شائع فرماتے رہیں 'فیض الباری کے اقتباسات بھی آنے چاہئیں۔

(۹)

۲۶؍اپریل ۶۶ء (الحق کیلئے مولانا کشمیریؒ کے بعض علمی نوادرات کا ترجمہ)

مکرم ومحترم سلام مسنون ،آپ کے گرامی نامہ نے ممنون فرمایا ،رسالہ دارالعلوم کی کتابت تاریخ اشاعت سے پندرہ بیس دن پہلے ختم ہوجاتی ہے ،اسلئے مئی میں تو اشتہار نہیں آسکتا ،جون میں انشاء اللہ اشتہار ضرور شائع ہوگا۔اس میں آپ کے ہندوستانی پتہ کیلئے میں اپنا پتہ لکھ

رہا ہوں آپ بھی اپنے یہاں میرا پتہ لکھ سکتے ہیں مگر پتہ یہ لکھئے۔ سید محمد ازہر شاہ قیصر شاہ منزل دیوبند۔ اباجیؒ کی کچھ چیزیں میں الحق میں اشاعت کیلئے آپ کو بھیجوں گا آپ کسی ایسے عالم کو مامور فرما کر جس کی اردو صاف ہو" فیض الباری" اور معارف السنن (مصنفہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ) کے جستہ جستہ مقامات کا ترجمہ کرائیں اور انہیں الحق میں پابندی سے شائع کریں، یہ مقامات ایسے ہوں کہ علماء کے ساتھ عوام کیلئے بھی ان کا مطالعہ مفید ہو۔ امید ہے کہ ان دونوں مآخذ پر آپ خاص توجہ فرمائیں گے۔ حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں میرا سلام اور دعا کی درخواست۔ امید ہے کہ محترم دعا میں احقر کو ضرور یاد فرمائیں گے۔

نوٹ: فیض الباری اور معارف السنن کے خاص مقامات کا ترجمہ ضرور شائع کریں۔　　سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۱۰)

(حج پر تبریک ٥ دعوات حق تبصرہ کیلئے مولانا انظر شاہ کو دیدی ٥ پاک و ہند کے رسائل کی ترسیل میں دقتیں)

۶۶/۵/۲۰ء شاہ منزل دیوبند

برادر مکرم و محترم سلام مسنون، حج مبارک، اللہ پاک آپ کی اس عبادت کو قبول فرمائیں اور ہمیں بھی منزل حبیب پر بادہ پیمائی کی توفیق ہو۔ گرامی نامہ اور پھر کتاب دعوات حق دستیاب ہوئی۔ تبصرہ کیلئے انظر سلمہ کو دیدی ہے۔ اطمینان فرمائیے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ دارالعلوم کے چندے وہاں کے الحق کو مل جائیں، اس کے لیے دارالعلوم کی مجلس شوریٰ سے بھی استصواب کا مرحلہ ہے، جس کی سعی جاری ہے۔ اللہ نے چاہا تو انجام بخیر ہوگا۔ ایک چندہ صرف ۴ روپے درج ذیل پتہ سے الحق کیلئے موصول ہوا۔ محمد عبدالرحمان پیش امام جامع مسجد قادرین کھسٹر (اندھرا پردیش بھارت)۔ گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے پاکستان کا کوئی اخبار رسالہ دیوبند نہیں پہونچتا۔ اپریل کا رسالہ دارالعلوم بھی پاکستان نہیں پہونچا۔ سینکڑوں خطوط شکایتیں وہاں سے آئے صرف اس ماہ کا الحق تنہا ایک پرچہ ہے جو ڈیڑھ ماہ میں پاکستان سے ہمیں ملا۔ کچھ پتہ نہیں کہ یہ حکومت پاکستان کا کوئی نیا انتظام ہے یا ہندوستان کا؟ آپ کے علم میں اس کی کوئی وجہ ہو تو تحریر فرمادیں۔ حضرت مولانا کی خدمت میں میرا سلام بڑی شادی شدہ بچی کے سسرال کے معاملات، چھوٹی بچی کے رشتہ اور فکر فریضہ نکاح اپنی صحت کی خرابی اور دوسرے حالات سے بیحد پریشان رہتا ہوں، مولانا سے میرے لئے دعا کرائیں۔ خصوصی دعا کا محتاج ہوں۔　　سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۱۱)

۱۴ رجون ۶۶ء

(الحق پاکستان میں دیوبندی علوم کا اچھا ترجمان)

مکرم و محترم سلام مسنون، جون کے رسالہ دارالعلوم میں آپ کا اشتہار چھپا ہے، آپ کا ایک چندہ مبلغ ۶ روپے جبل پور (مدھیہ پردیش) کی کسی لائبریری کی طرف سے مجھے ملا۔ ان چندوں کی وہاں ادائیگی کی شکل یہ ہوگی کہ ادارہ ہادی دیوبند کی کتابوں کی قیمت وہاں کے خریدار آپ کو بھیجیں گے۔ ادارہ ہادی کی رقوم جو آپ کو ملیں آپ وصول کرتے رہیں۔ اور گاہ بگاہ یہاں مجھے اطلاع دیتے رہیں آپ کی جو رقوم مجھے ملیں گے وہ میں یہاں ادارہ ہادی کو ادا کرتا رہوں گا۔ اس طرح فریقین کا حساب و معاملہ ادا ہوتا رہے گا۔ خیال فرما کر ادارہ ہادی کی رقوم وصول کرنے کا انتظام فرمائیں، میں نے عرض کیا تھا کہ اباجیؒ کی تقریر بخاری" فیض الباری" سے منتخب مقامات کا ترجمہ کرا کر مختلف عنوانات سے الحق میں شائع کریں۔ مگر آپ نے توجہ نہیں فرمائی۔ اس طرف خیال فرمایئے پاکستان میں الحق کو دیوبندی علوم کا اچھا ترجمان بن جانا چاہیے، حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں سلام مسنون دعا کی درخواست۔ یہاں ایک ماہ سے شدید گرمی ہے جو اس بھی کم ہیں۔　　سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۱۲)

۲۴؍جولائی ۶۶ء (سیرت انور O تاریخ دیو بند کی نایابی O دار العلوم میں الحق پر تبصرہ)

مولانا المکترم سلام مسنون، کارڈ نے ممنون کیا ''الحق'' میں اشتہار بھی نظر سے گزرا۔ دار العلوم میں انشاء اللہ ستمبر کے رسالے میں الحق پر تبصرہ بھی شائع ہوگا اور تبصرہ کے ساتھ ہندوستانی پتہ بھی دیا جائے گا۔ مطمئن رہیں، اگست کیلئے تبصرے تیار ہیں، بہت اچھا ہو کہ جناب ایک دفعہ اور آئندہ کسی پرچہ میں ''سیرت شاہ انور'' کا اشتہار چھاپ دیں۔ ادارہ ہادی نے اپنی مالی تنگی کے باوجود میری ترغیب پر یہ کتاب چھاپ لی ہے۔ اس کی اشاعت میں میرا اور آپ کا ساعی رہنا اخلاقی فریضہ ہے۔ سیرت انور آپ کے نام بھی روانہ ہوگی۔ تاریخ دیو بند بالکل نایاب ہے، نہ صرف یہ کہ کتب خانوں میں مفقود ہے بلکہ مصنف جناب سید محبوب صاحب رضوی کے پاس بھی اس کا کوئی نسخہ نہیں۔ اس کا انتظار نہ فرمائیں۔ حضرت والد صاحب کی خدمت میں سلام دعا کی درخواست، ابا جی رحمۃ علیہ کی کوئی چیز آپ نے نہیں چھاپی۔ فیض الباری کے کچھ حصے ترجمہ ہو کر آجاتے تو بہت اچھا ہوتا۔ ضرور توجہ فرمائیں۔ سیرت شاہ انور کے سلسلہ میں جو رقوم پہونچیں انہیں اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ مولانا سے بطور خاص میرے لیے دعا کی درخواست فرمائیں۔ آپ الحق کے ہر پرچہ میں ہندوستانی خریداروں کیلئے میرا پتہ چھاپتے رہا کریں۔ سید ازہر شاہ قیصر

(۱۳)

(دیو بند درس بخاری میں شیخ الحدیث کیلئے دعائے صحت O دار العلوم ماہنامہ میں دعائے صحت کی درخواست)

۱۶؍اگست ۶۶ء

برادر مکرم سلام مسنون، خط کیلئے شکریہ، حضرت مولانا کی علالت کی خبر سنکر فکر ہوا۔ ذیابیطس میں جب بینائی پر اثر ہونے لگے تو زائد سے زائد احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، علاج مستقلاً رہنا چاہیے۔ میں نے کل درس بخاری شریف میں ممدوح کیلئے دعا کرائی۔ حضرت مہتمم صاحب سے بھی دعا کیلئے عرض کیا۔ حق تعالیٰ صحت و تندرستی نصیب فرمادیں۔ میری طرف سے مولانا کی مزاج پرسی فرمادیں۔ تاریخ دار العلوم کیلئے آپ مبلغ ۳۰ روپے منی آرڈر سے حافظ شوکت علی صاحب سخاوت لیسنس مارٹ نابھہ روڈ لاہور کو روانہ کریں کوپن پر انہیں لکھیں، کہ یہ کتاب تاریخ دار العلوم کی قیمت اور محصول ڈاک ہے، رسید تکلیف فرما کر براہ راست حضرت مہتمم صاحب کو بھیج دیں، اس طرح کتاب سہولت سے آپ کو مل جائے گی۔ پریشان نہیں ہونا پڑے گا۔ ستمبر کے رسالہ میں ''الحق'' پر تبصرہ آرہا ہے۔ اطمینان فرمادیں۔ اکتوبر کے رسالہ میں حضرت مولانا کی صحت کیلئے دعا کی درخواست کی جائیگی۔ ''سیرت انور'' کا نسخہ آپ کو جلد پہونچے گا۔ آپ ایک دفعہ اور ''سیرت انور'' کا اشتہار چھاپ دیں۔ اپنے رسالہ میں کبھی کبھی میرا پتہ چھاپتے رہیں دار العلوم میں ہم یہاں کی قانونی مشکلات کی وجہ سے پتہ نہیں چھاپ سکتے۔ تبصرہ میں بھی اپنا پتہ نہیں لکھا ہے۔ اب میرا پتہ گاہ بگاہ آپ ہی کو یہاں چھاپنا چاہیے۔ سید ازہر شاہ قیصر

حاشیہ آثار السنن کی ترتیب کا کام جاری ہے۔

(۱۴)

یکم مئی ۶۷ء (اماںؒ جی کی طبیعت شدید خراب)

برادرم سلام مسنون، خط ملا۔ اماں جی کی طبیعت بے حد خراب ہے۔ شب و روز بے قراری ہے کینسر کا زخم سارے منہ، حلق اور گلے تک آگیا ہے ہر وقت زخم میں ٹیس ہے دعاء خیر سے یاد فرمادیں والد صاحب مدظلہ سے بھی دعا کیلئے کہیں۔ والسلام

(۱۵)

۱۳؍جون ۶۷ء　(اہلیہ علامہ کشمیری والدہ کی حالت نازک)

برادر مکرم سلام مسنون، سیرت انور کے دو نسخے میں نے خود ادارہ ہادی سے لیکر، ایک آپ کو، دوسرا صاحبزادہ نورالہی صاحب کو بھیجا۔ امید ہے کہ پہونچے ہوں گے۔ والدہ صاحبہ محترمہ کی حالت بدستور نازک ہے۔ منہ کے ایک جانب تو زخم تھا ہی جس نے بڑی ہیبت ناک شکل اختیار کرلی تھی۔ اب دوسری جانب زخم شروع ہوگیا ہے۔ کھانے پینے سے مطلق معذور ہیں۔ حق تعالیٰ کی شان ہے کہ دو ماہ کے مسلسل فاقہ کے بعد بھی رشتہ جان وتن قائم ہے۔ حضرت مولانا کی خدمت میں سلام، والدہ صاحبہ اور میرے لئے دعا وصحت کی درخواست، میں نے عرض کیا تھا کہ فیض الباری کے جستہ جستہ مقامات کا ترجمہ الحق میں شائع فرمادیں۔ پھر توجہ دلاتا ہوں۔　سید ازہر شاہ قیصر

(۱۶)

(حادثہ بیت المقدس عالم اسلام کیلئے حادثہ ○ اسرائیل برطانیہ امریکہ کے ساتھ صدر ناصر بھی اسکے ذمہ دار ہیں)

۲۶؍جون ۶۷ء

برادر مکرم زاد مجدکم، سلام مسنون، میں والدہ صاحب مدظلہا کی شدید علالت اور ان کی موجودہ کربناک زندگی سے بے حد پریشان ہوں، ان کی حالت نہ صرف نا قابل دید ہے، بلکہ نا قابل ذکر ہے۔ آپ سب حضرات ان کی صحت وعافیت کیلئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ جی ہاں، سقوط بیت المقدس کا حادثہ عالم اسلام کا سب سے بڑا نقصان ہے۔ مگر میرے نزدیک اسرائیل، برطانیہ اور امریکہ کی غداری اور بربریت کے ساتھ ناصر کی بے دینی، افتراق پسندی، اس کی جارحانہ پالیسی اور سارے ممالک عرب کو ان کی فرعونیت کے نیچے دبا لینے کی بے پناہ خواہش بھی اس کی ذمہ دار ہیں۔ میں نے جولائی کے پرچہ میں اس موضوع پر اداریہ لکھا ہے۔ حضرت مولانا کی خدمت میں سلام۔ میرے اور اہل بیت کیلئے دعا کی درخواست۔　والسلام سید محمد ازہر شاہ قیصر

ابا جی کے افادات آپ فیض الباری سے اخذ وترجمہ فرمائیں الگ سے کوئی چیز یہاں نہیں ہے۔

(۱۷)

۲۷ جون، ۶۷　(اہلیہ مولانا کشمیری کی وفات ○ ایصال ثواب کی درخواست)

برادرم سلام مسنون، دلی رنج وافسوس کے ساتھ مخدومہ والدہ صاحبہ کی وفات کی اطلاع دیتا ہوں۔ ۲۶ جون کو ظہر کے وقت مرحومہ نے انتقال فرمایا اور اسی دن قبل مغرب تدفین عمل میں آئی۔ دعاء مغفرت اور مدرسہ میں ایصال ثواب کے خاص اہتمام کی پرزور درخواست پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ کا برادرانہ لطف وکرم اس احسان عظیم کی گنجائش ضرور نکالے گا اور مجھے اطلاع فرمانے کی زحمت بھی گوارا فرمایئے۔　سید محمد ازہر شاہ قیصر شاہ منزل دیوبند

(۱۸)

۸؍جولائی ۶۷ء　(حقانیہ میں ایصال ثواب کرانے کی خواہش)

برادر مکرم حفظکم اللہ تعالیٰ، سلام مسنون مرسلہ خط جس میں مخدومہ والدہ صاحبہ کے انتقال کی اطلاع تھی، ملا ہوگا چونکہ آپ کی طرف سے اس کا کوئی جواب نہیں آیا اسلئے دوسرا خط لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ براہ کرم، دارالعلوم حقانیہ میں مخدومہ مرحومہ کے ایصال ثواب کیلئے ختم

قرآن شریف کرانے کا اہتمام فرمائیں اور ہمیں ممنون کریں۔ الحق میں مختصر سے نوٹ میں ان کی وفات کی خبر اور پاکستان کے دینی حلقوں سے ان کے ایصال ثواب کی درخواست کریں۔ ہم سب آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۱۹)

(خالہ زاد بھائی مولانا حکیم سید اختر حسین صاحب)

۲۰ مارچ ۶۸ء

محترم دام علیکم سلام مسنون، جو کتابیں آپ نے طلب فرمائی ہیں بے تکلف عرض ہے کہ ان کا بھیجنا میرے لیے بہت مشکل ہے۔ میری صحت تشویشناک حد تک خراب ہے۔ ۳ سال سے درد گردہ میں مبتلا ہوں، دانت سب ٹوٹ گئے ہیں۔ دفتر کا کام پانچ چھ گھنٹہ پورا کرنے پر نہایت مضمحل ہو کر پلنگ پر پڑ جاتا ہوں کوئی کام نہیں کر پاتا۔ ایسی حالت میں کس کام کا ذمہ لوں؟ میرے حقیقی خالہ زاد بھائی مولوی حکیم سید محمد اختر حسین صاحب پشاور میں اپنی اہلیہ کی شدید علالت کی وجہ سے پریشان ہیں۔ آپ کی یا حضرت مولانا کی توجہ سے کسی اہل خیر سے کچھ مناسب رقم امدادی طور پر اگر برادر موصوف کو پہونچ جائے تو مجھ پر احسان عظیم ہوگا۔ ممنون ہوں گا۔ میں یہاں سے برادر موصوف کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ سید محمد ازہر شاہ قیصر

برادر مولوی حکیم اختر حسین صاحب (۱) کی ضرورت پر ضرور توجہ فرمائیے۔

(۲۱)

(قاری طیب کی پاکستان رہائش کی اطلاع سے حلقہ دیوبند میں رنج و بیدلی)

۱۷ ستمبر ۶۸ء

مکرم و محترم سلام مسنون، الحق میں رسالہ دارالعلوم کے اشتہار کی اشاعت کیلئے شکریہ، رسالہ کے مالی حالات تفصیل سے بیان نہیں کر سکتا۔ آپ کیلئے اضاعت وقت کا سبب ہوگی، لیکن دارالعلوم اس صورت حال سے سخت تشویش میں ہے۔ کرم فرما کر اس اشتہار کو ایک دفعہ اور الحق میں ضرور شائع فرمائیے۔ آپ حضرات کی توجہ سے ذرا سی مدد رسالہ کو مل گئی تو یہ دارالعلوم کی خاص خدمت ہوگی۔ حضرت مہتمم صاحب (۲) پاکستان میں ہیں اور اس اطلاع سے کہ وہ ادھر سے تشریف نہیں لائیں گے یہاں پورے حلقہ میں سخت رنج و بیدلی محسوس کی جارہی ہیں۔ امید ہے کہ آپ کے مزاج بخیر ہوں گے۔ سید ازہر شاہ قیصر

(مولانا حکیم اختر حسین کا تعارف اور علامہ کشمیری کا انکے نام نایاب مکتوب)

۱۔ برادر محترم مولوی کلیم سید اختر حسین صاحب فاضل مظاہر العلوم سہارنپور و فاضل طبیہ کالج دہلی میرے حقیقی خالہ زاد بھائی ہیں ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی والدہ محترمہ نے ان کے بچپن میں انتقال کیا تھا برادر موصوف میری والدہ صاحبہ اور میرے والد محترم حضرت مولانا سید انور شاہ صاحبؒ کی کفالت و سرپرستی میں پلے بڑھے، میرے والدین موصوف سے اپنی اولاد کی طرح محبت کرتے تھے، بلکہ سچ یہ ہے کہ بہت سے امور میں اپنی اولاد پر انہیں مقدم خیال کرتے تھے، برادر موصوف کا ددھیالی کنبہ انگریزی تعلیم یافتہ تھا مگر وہ دامان انوری میں پل بڑھ کر دیندار، مخلص اور شریف الطبع بنے۔ برادرِ موصوف نے ابھی چند دن ہوئے والد محترم حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے ایک گرامی نامہ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی مجھے بھیجی جو حضرت مرحوم نے ۴۹ھ میں ڈابھیل ضلع سورت سے انہیں بھیجا تھا میں حضرت مرحوم کے اس خط کو آثار قدیمہ اور تبرکات صالحہ کے زمرہ میں شمار کرتا ہوں۔ اور اسے اشاعت کے لئے رسالہ الحق کو بھیج رہا ہوں، اس طرح حضرت مرحوم کی یہ مختصر تحریر ارباب نظر تک پہونچے گی اور محفوظ بھی ہو جائے گی۔ (سید محمد ازہر شاہ قیصر) نقل خط مبارک: عزیز القدر جناب سید محمد اختر صاحب دام عزہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ، نامی گرامی ہر دو رسید ندحق تعالیٰ ایشاں را بمواره بعافیت دارد و بمناسب عالیہ قائد گرداند احقر بعافیت است و امرے نو بظہور نرسیدہ حال بدستور است۔ درمیان یک باردورہ افتادہ سہ روز ماندہ منقطع شد۔ احقر عن قریب مع جناب مولوی شبیر احمد صاحب و مولوی احمد بزرگ صاحب۔ عازم رنگون ہستم سفر یک ماہ است روز چہارشنبہ روانہ خواہیم شد حق تعالیٰ سفر بعافیت گزراند۔ پتہ: دہلی طبیہ کالج کمرہ نمبر ۱۵۔ بمطالعہ جناب سید اختر حسین گنگوہی درآید۔ ایشاں مخلصے و کوششے کردہ مانند کہ حق تعالیٰ کامیاب فرماید۔ بعالی خدمت جناب مولوی محمد امین صاحب تحیۃ السلام برسانید۔ والسلام از ڈابھیل مدرسہ تعلیم الدین روز پنجشنبہ ۱۳۴۹ھ محمد انور شاہ عفی اللہ عنہ

۲۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب نے پاکستان منتقلی اور یہاں قیام کا ارادہ کیا تھا۔ بالآخر مولانا سید حسین احمد مدنی اور دیگر اکابر کے شدید اصرار اور مخالفت کی بناء پر یہ ارادہ ختم کر دیا گیا اور دوبارہ دارالعلوم دیوبند کے مسند اہتمام کو زینت بخشی۔

(۲۲)

۶ رنومبر ۶۸ء　(ہمشیرہ کی وفات پر تعزیت اور دعائیں O مہتمم صاحب کے سفر حقانیہ کی شائع شدہ تفصیل O دیوبند کی آخری روشنی اور نسیم سحر کا جھونکا)

برادر مکرم سلام مسنون، خط سے ہمشیرہ عزیزہ[1] کے حادثہ کی اطلاع ہوئی۔ جوانمرگی کے ایسے حادثات ماں باپ اور اعزہ کیلئے صبر آزما ہوتے ہیں۔ حق تعالیٰ مرحومہ کو آخرت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائیں۔ اور ان کی یادگار بچی کو پروان چڑھائیں۔ حضرت مولانا کی خدمت میں میری طرف سے تعزیت نامہ پیش فرمائیں۔ میں دلی تاثرات کے ساتھ آپ کا شریک حال ہوں۔ یہاں دارالعلوم میں درجہ حفظ و قرآن میں ختم قرآن کی شکل میں ایصال ثواب کیا گیا۔ حضرت مہتمم صاحب آج کسی وقت بمبئی کے سفر سے واپس آ رہے ہیں۔ کل ان سے بھی عرض دعاء مغفرت کروں گا۔ مولانا اختر حسین صاحب[2] مولانا فخر الحسن صاحب[3] سے بھی دعا کی درخواست کی ہے۔ صبر و رضا اور اور توفیقات عالیہ کیلئے پرخلوص دعائیں۔ حضرت مہتمم صاحب کے سفر اکوڑہ خٹک کی تفصیل میں نے وفاق میں پڑھی تھی۔ مزید الحق میں پڑھوں گا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ مہتمم صاحب کی صحت کتنی گر گئی ہے۔ احاطہ دارالعلوم میں یہ آخری روشنی ہے میں بڑوں اور بزرگوں کے قریب آنے اور ذاتی تعلقات میں اختصاص پیدا کرنے کا اہل نہیں نہایت لاابالی تضیع اوقات کا عادی، مہتمم صاحب[4] سے بھی ذاتی خصوصیت ہیں مگر دارالعلوم کی سطح پر ان کے وجود کو نسیم سحر کا ایک جھونکا سمجھتا اور اب ان کی صحت کو دیکھ کر کڑھتا ہوں۔ الحق کا ایک پرچہ اس پتہ پر جاری فرمالیں۔ ان کا چندہ آیا ہے۔ ایس خلیق الحسن نورپورہ سورت نمبرا (گجرات)۔ امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے۔ جب بھی گنجائش نکلے رسالہ دارالعلوم کا اشتہار الحق میں ضرور درج فرمائیے۔　سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۲۳)

۱۵ جون ۶۹ء　(ہندو پاک کے اخبارات و رسائل کا انقطاع علمی فکری رابطہ بھی جاتا رہے گا O علماء سیاستدانوں کے آلۂ کار بن رہے ہیں)

برادر مکرم سلام مسنون گرامی نامہ ملا۔ گزشتہ دو ماہ سے پاکستان کے اخبارات و رسائل یہاں نہیں پہونچے۔ معلوم ہوا کہ یہ بندش پاکستانی حکومت کی طرف سے ہے۔ براہ کرم "الحق" میں اس پر مؤثر احتجاجی نوٹ لکھئے۔ نیز اسے ایک ضروری کام سمجھ کر ایک احتجاجی مراسلہ اپنے یہاں کے اخبارات کو فوراً روانہ کیجئے۔ یہ صورت حال باقی رہی تو ہندوستان بھی اس کی تقلید کرے گا۔ اور یہاں کے اخبارات و رسائل کی پاکستان میں آمد بند کر دے گا۔ اس طرح علمی، فکری اور صحافی طریقہ پر ہندو پاک کے درمیان جو معمولی سا ربط تھا وہ جاتا رہے گا۔ ایک ضروری مسئلہ سمجھئے اور اس پر وہاں پورا احتجاج کیجئے۔ پاکستان کی سیاست میں دخل دینا ہمارا موضوع نہیں لیکن پھر بھی خیال آتا ہے کہ آپ کے یہاں امریکہ و چین کے ان ایجنٹوں نے جو عراقی قیادت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں۔ ایوب حکومت کو ختم کیا۔ اب شیعوں اور قادیانیوں کی یہ حکومت آپ کو مبارک ہو۔ اگر اس حکومت سے آپ نجات پا جائیں تو ہم جانیں۔ افسوس ہے کہ ہر جگہ علماء کو شور و شغب کرنے اور سیاسی پارٹیوں کا آلہ کار بننے کے سوا اور کوئی کام نہیں۔ یہی کام ہم یہاں کر رہے آپ حضرات وہاں کر رہے ہیں۔ حق تعالیٰ ہر جگہ مسلمانوں کو امن و عافیت نصیب فرمادیں۔ اس صورت حال سے دل دکھتا ہے۔　والسلام　سید محمد ازہر شاہ قیصر

---

[1] ہمشیرہ مرحومہ زینب بی بی۔
[2] مولانا سید اصغر حسین کے صاحبزادہ اور دارالعلوم کے مدرس
[3] دارالعلوم دیوبند کے اکابر اساتذہ میں سے تھے۔
[4] دارالعلوم حقانیہ کے جلسہ دستار بندی اور دیگر مواقع پر اکوڑہ آمد

(۲۴)

۹ راگست ۶۹ء (دارالعلوم دیو بند O انتظامیہ اور طلبہ کا شورش پولیس کیلئے انخلاء)

برادر مکرم سلام مسنون، خط ملا واپسی ڈاک جواب مرسل ہے۔ دارالعلوم میں یہ انتظامیہ اور طلباء کا جھگڑا تھا اور جھگڑا بھی بے بنیاد کہ مطالبات وغیرہ پہلے کچھ نہ تھے، پھر ہنگامہ کے دوران مرتب کئے گئے ہنگامہ شدید تھا طلبہ نے درسگاہوں، دفاتر کل مدرسہ پر قبضہ کرلیا۔ مدرسہ کے سب دروازے اندر سے بند کر لئے۔ اساتذہ اور اہتمام کی شدید مخالفت و بے حرمتی کی۔ مدرسہ کی ساری املاک شدید خطرہ کو دیکھ کر پولیس بلالی گئی اس نے طلبہ کا انخلاء کیا اور طلبہ اپنے اپنے گھروں کو گئے۔ ۳ راگست کو پولیس بالکل مدرسہ سے رخصت ہوگئی۔ ۱۱ رکو مدرسہ کھل رہا ہے۔ ۳۰۰ کے قریب طلبہ شہر میں رہے اب مدرسہ میں آگئے ہیں۔ ۱۱ رکو بقیہ بھی اپنے گھروں سے آجائیں گے۔ اب دعا کیجئے کہ امن رہے حضرت مہتمم صاحب اس عرصہ میں مستقل طور پر یہاں رہے۔ شوریٰ کا جلسہ شاید پھر آئے ملک میں ایسی شر پسند چند پارٹیاں اور اخبارات بھی ہیں جو ان مفسد طلبہ کی حمایت بھی کرتے ہیں۔ ملک کے اکثر اخبارات نے انتظامیہ کی شدید حمایت کی مگر بدنہاد اخبارات مخالفت پر بھی اتر گئے۔ ایک سیاسی پارٹی کی حمایت پر طلباء قدیم کا ایک وفد بھی آج یہاں آیا۔ جو طلبہ کی حمایت پر ہے۔ آپ اور پاکستان کے دوسرے جرائد اس ہنگامے پر اگر کچھ لکھیں تو ان کے تراشے بھیجنے کا انتظام ضرور کریں تاکہ اہتمام حالات سے باخبر رہے۔ الحق اور دوسرے جرائد یہاں بالکل نہیں پہونچتے۔ ۱۴ راگست تک ہم ستمبر کا دارالعلوم شائع کردیں گے۔ جس میں اس ہنگامہ کی تفصیل ہوگی۔ اہلیہ شدید بیمار ہے آپ اور اہل مدرسہ اس کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

نوٹ: اہلیہ کی صحت کیلئے حضرت مولانا سے بھی دعا کیلئے فرمائیے۔ سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۲۵)

۲۴ ردسمبر ۷۴ء (قادیانی اقلیت قرار دئے جانے کے بعد تاثرات)

گرامی محترم سلام مسنون، مجھے آپ کا پہلا خط نہیں ملا۔ دوسرا خط مورخہ ۱۲ ردسمبر آج ۲۴ دسمبر کو ملا۔ پاکستانی ڈاک میں بے حد گڑبڑ ہے۔ کوئی خط پندرہ دن سے پہلے نہیں پہونچتا۔ آپ کے رسالہ ''الحق'' کے تازہ شمارہ میں قادیانیت کے مسئلہ پر پاکستانی علماء اکابر کے تاثرات بھی پڑھے۔ اس مسئلہ پر میرا تاثر یہ ہے کہ یہ صرف پاکستانی عوام کی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کی بڑی کامیابی ہے کہ پاکستانی حکومت نے قادیانیوں کو ایک اقلیت قرار دیا۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ قادیانی مار آستین بنکر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہونچاتے تھے۔ اب پوری دنیا میں انہیں اسلام سے خارج قرار دینے سے سہولت ہوگی۔ مگر ضروری ہے کہ ایک غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے پاکستان میں انکے جان و مال اور عزت و آبرو کی پوری حفاظت کی جائے۔ انہیں ایک اقلیت قرار دینے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کسی بھی اسلامی ملک میں انکی عزت و آبرو اور شہری حقوق پامال کئے جائیں۔ عملی میدان میں قادیانیت کے خلاف مثبت انداز میں کام کرنے کا دروازہ اب کھلا ہے علماء کا فرض ہے کہ وہ ایسا تعمیری لٹریچر تیار کریں جس میں خود قادیانیوں کو ختم نبوت، نزول مسیح وغیرہ مسائل کی حقیقت سمجھائی جائے اور مرزا غلام احمد کے متضاد، لغو اور غیر عقلمندانہ دعاوی کو واشگاف کیا جائے۔ یہ تبلیغ تحریک جتنی مثبت انداز میں اور جتنے تعمیری رنگ میں ہوگی اتنی ہی کامیاب ہوگی۔ خود قادیانیوں میں بھی تبلیغ کی جائے اور مفکرانہ انداز میں اس حصار کو توڑ کر، جو قادیانی لیڈروں نے اپنے فرقہ کے ارد گرد قائم کررکھا ہے۔ مذہبی اور ملاطفت کیساتھ اس فرقہ کو اسلام کے قریب لایا جائے۔ خصوصیت سے ایک کوشش ضرور ہونی چاہیے کہ قادیانی اصحاب کو ملک کے کلیدی عہدوں سے ہٹا دیا جائے۔ انہوں نے پچھلے دنوں آپ کے ملک کو جو نقصان پہونچایا ہے اس سے آپ ناواقف نہیں ہوں گے۔

مگر ہٹائے جانے والے لوگوں کو بھی متبادل روزگار مہیا کرنا حکومت کا فرض ہوگا۔ کاش وقت میں گنجائش ہوتی اور میں تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات عرض کرسکتا۔ والسلام سید محمد ازہر شاہ قیصر مدیر رسالہ دارالعلوم دیوبند

(۲۶)

۳ر فروری ۷۵ء (قادیانیوں کے بارہ میں فیصلہ سے مولانا دریابادی اور محمد عثمان فارقلیط کا اختلاف اور رجوع ○ ہندو اخبارات کی قادیانیوں کی زوردار حمایت)

برادر مکرم سلام مسنون خط کیلئے شکریہ! پاکستانی ڈاک بڑی تاخیر سے پہونچ رہی ہے۔ اس پر وہاں اخبارات ورسائل میں احتجاج ضروری ہے۔ رسالہ کے فائل ذرا تاخیر سے ملنا ہونگے۔ دفتر کا اسٹاک دوسری جگہ ہے تلاش کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔ آپ اپنا پرچہ ضرور بھیج دیں۔ دریابادی صاحب کا اخبار میں بالکل نہیں پڑھتا نہ رسالہ دارالعلوم سے تبادلہ ہے۔ اکثر لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے پاکستان کی قومی اسمبلی کے اس فیصلہ پر شدید نکتہ چینی کی اور قادیانیوں کو کافر تو وہ بہرحال نہیں مانتے۔ ادھر محمد عثمان فارقلیط سابق ایڈیٹر ''الجمعیۃ'' نے بھی رسالہ ''شبستان دہلی'' میں قادیانیوں کی حمایت کی۔ فارقلیط صاحب کا ''دارالعلوم'' ''تجلی'' ''الفرقان'' نے تعاقب کیا۔ ''دارالعلوم'' میں جنوری میں مولانا محمد منظور نعمانی کا مضمون پڑھئے۔ جماعت اسلامی کی اخبار روزنامہ ''دعوت'' دہلی میں بعد میں فارقلیط صاحب نے اپنا رجوع بھی شائع کیا۔ ہندو اخبارات ہندوستان ٹائمز، ٹائمز آف انڈیا، پرتاب، ملاپ، سب قادیانیوں کی حمایت میں سرگرم ہیں۔ میرا وہ خط جو پہلے آپ کو لکھا تھا الحق میں ضرور شائع کیجئے۔ یہ مشورہ کہ قادیانیوں کے شخصی حقوق پر حملہ نہ کیا جائے بڑی سیاسی مصلحت پر مبنی ہے۔ میرے ایک دوست اور بزرگ مولانا سہیل احمد عظیم آبادی[1] سابق مشرقی پاکستان میں بیٹری اور تمباکو کے تاجر تھے عرصہ سے ان کی خیریت معلوم نہیں ہوئی۔ کل ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب وائس چانسلر ڈھاکہ یونیورسٹی نے مجھے بتایا کہ موصوف پشاور میں ہیں۔ آپ زحمت کرکے پشاور میں موصوف کا پتہ ضرور نکالیں ان کی خیریت اور حالات سے اطلاع دیں اور انہیں میرا اسلام بھی پہونچائیں دارالعلوم میں خیر وعافیت ہے۔ مولوی فخرالحسن صاحب اب صدر مدرس ہیں۔ طلبہ ۱۸۰۰ سے متجاوز اور سالانہ میزانیہ ۲۱ لاکھ ہے۔ میری صحت مسلسل خراب ہے۔ اب ڈھائی ماہ سے داہنے کاندھے میں شدید درد ہے۔ کرتہ شیروانی پہننے سے معذور ہوں۔ حضرت مولانا کی خدمت میں میرا اسلام۔ حضرت مولانا عزیر گل سے ملاقات ہو تو انہیں بھی میرا اسلام کہیے وہ تو شاید مجھے جانتے بھی نہ ہوں۔ والسلام سید ازہر شاہ قیصر

(۲۷)

۲۸ اپریل ۷۸ء (پاکستان میں علامہ انور شاہ کشمیری پر علمی سیمینار کیلئے جدوجہد کرنے کی خواہش)

مولانا زید مجدکم، سلام مسنون، دلی تمنا ہے کہ پاکستان میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے متعلق ایک علمی سیمینار ہو۔ اس بہانہ سے ہندوستان کے دس پندرہ علماء اور دانشوروں کو پاکستان آنے اور وہاں کے دینی اور علمی حلقوں سے رابطہ قائم کرنے کا موقعہ ملے۔ دیوبند کی تاریخ اور علوم پر اچھی بحث ہو سکے۔ آپ اس سلسلہ میں ''الحق'' میں بھی پرزور طریقہ سے لکھیں دوسرے اخبارات ورسائل کو بھی خطوط اور ملاقات میں اس طرف متوجہ فرمادیں۔ یہ کام آپ ہی وہاں کرسکتے ہیں۔ سیمینار سرکاری سطح پر ہو یا غیر سرکاری سطح پر۔ بہرحال

---

[1] بنگال کا نہایت صاحب خیر خاندان جن کا کاروبار ملک کے دونوں حصوں میں تھا۔ اور دینی مدارس علماء اور اہل دین کی خدمت ان کا شیوہ تھا' ان کے بھائی جناب حاجی بشیر الدین صاحب بوگرہ ڈھاکہ اسلام آباد' مردان' کراچی وغیرہ میں تجارت کے ساتھ ساتھ دینی اداروں اور علماء کے سرپرستی میں پیش پیش رہتے۔ حضرت شیخ الحدیث اور ان کی رفاقت میں ناچیز نے مشرقی پاکستان کے سفر ان کی خواہش پر کیے۔

اکتوبر ۷۸ء تک ہونا چاہیے۔اور کم از کم وسط جولائی تک ہندوستان کے لوگوں کو اس کے دعوت نامے مل جائیں کہ یہاں کے اصحاب اگست ستمبر میں پاسپورٹ اور ویزہ کا انتظام کرسکیں امید ہے کہ آپ میری ان تجاویز سے اتفاق فرمائیں گے اور اس سلسلہ میں پوری دلچسپی لیں گے ۔مولانا عبداللہ درخواستی، مولانا مفتی محمود صاحب ،مولانا عبیداللہ انور، مولانا خان محمد صاحب وغیرہ سے بھی بات چیت فرمائیں۔میری صحت مسلسل خراب ہے دل سے دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ مجھے صحت وتندرستی اور تمام مقاصد میں کامیابی دیں۔حضرت مولانا کی خدمت میں بھی میرا اسلام پہونچادیں اور دعا کی درخواست۔ والسلام سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۲۸)

(شیخ الحدیث پاکستان میں علوم اسلامیہ کے امین ہیں O دیو بند آپ سے امیدیں رکھتا ہے O علماء نصف صدی سے انگریزی طبقہ کیلئے سواری بنے ہوئے ہیں O خان غازی کے مراسلات سے لاتعلقی)

۱۴ اپریل ۷۹ء

برادر گرامی قدر سلام مسنون، گرامی نامہ کیلئے شکریہ، حضرت مولانا کی علالت سے فکر ہے۔دل سے دعاصحت کرتا ہوں، وہ پاکستان میں علوم اسلامیہ کے امین ہیں۔میرے لئے بھی ان سے دعا کرائیے۔میری صحت مسلسل خراب ہے اور اضمحلال روز افزوں ہے۔آپ ''الحق'' اور دوسرے ذرائع سے جو کام کررہے ہیں اس کا علم کبھی بادیر اور کبھی بعجلت ہوتا ہے۔دیو بند آپ سے امیدیں رکھتا ہے۔حق پرستی، ثبات واستقلال سے اپنے بزرگوں کے طریقہ عمل کو سامنے رکھا جائے۔علماء گزشتہ نصف صدی سے انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کی سواری بنے ہوئے ہیں۔ہر تخریب، ہر انقلاب اور ہر تحریک میں یہ طبقہ علماء سے مدد لیتا اور پھر انہیں پیچھے دھکیل دیتا ہے۔یہی صورت اب بھی آپ کے ملک میں جاری ہے، جذباتیت سے ہٹ کر صرف ایک بات پر غور کیجئے کہ انقلاب کی صف اول میں آپ رہے ہیں، انقلاب کردینا اتنا مشکل نہیں جتنا انقلاب کے بعد صحیح تعمیر، میں بہت کچھ لکھنا چاہتا ہوں مگر فرصت عنقا ہے، خان غازی کابلی کے مراسلات ومرقومات سے مجھے دلچسپی نہیں، میں نے انظر سلمہ کو بھی منع کیا تھا مگر وہ نہیں مانے۔حضرت مہتمم صاحب اور دارالعلوم کے تقریباً دس بارہ اساتذہ بسلسلہ اجلاس صد سالہ تحصیل سرمایہ کیلئے ملک کے مختلف صوبوں میں گئے ہیں۔دعا خیر سے یاد فرمادیں۔ والسلام سید محمد ازہر شاہ قیصر

(۲۹)

۵ رشوال ۸۹ ھ

(مولانا انور شاہ کشمیری سے علامہ اقبال کے استفادہ اور روابط کا مسئلہ)

مولانا المکرم سلام مسنون، گرامی نامہ کیلئے شکریہ، بے جوڑ بات ہے، مگر میرے دل کی بات ہے اسلئے تمہیداً اوہی عرض ہے۔میرے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ مرحوم ڈاکٹر اقبال نے اباجیؒ سے استفادہ کیا تھا، کیا تھا تو کیا؟ نہ کیا تو کیا؟ اسکے بعد عرض ہے کہ یہ مسئلہ کئی دفعہ سامنے آیا کہ ان کی باہمی خط وکتابت کہیں سے ملے۔مولانا سید محمد ادریس صاحب سکھرڈودی مرحوم نے جو اباجی کے خادم خاص تھے۔فرمایا کہ دس بارہ خط ڈاکٹر صاحب کے اور حضرت شاہ صاحب کی طرف سے ان کے جوابات کی نقل ان کے پاس محفوظ تھی ۴۷ء کے ہنگامہ میں دہلی میں ضائع ہوگئے، ان کا بیان تھا کہ ڈاکٹر صاحب کے کئی خط تو اس موقعہ کے تھے جب انہوں نے مدراس میں لیکچر دیئے اور کئی سوالات اباجی سے کئے۔جوابات بے حد مفصل تھے، کئی خط بعد کے تھے جس میں ڈاکٹر صاحب نے قادیانیت سے متعلق سوالات کئے تھے ۳۳ء میں اس کشمیر کمیٹی کو جس کا صدر مرزا محمود بشیر الدین تھا، اباجی کے اشارہ پر ڈاکٹر صاحب نے توڑا۔اس موقعہ پر بھی خط وکتابت ہوئی،

خود میرے پاس ڈاکٹر صاحب کے تین ۳ خط تھے۔ایک اباجیؒ کی تعزیت کا، دو بعد کے۔جن میں ڈاکٹر صاحب نے مجھے نصیحتیں کی تھیں۔یہ خط بھی محفوظ ہیں۔ہندوستان میں سعید احمد صاحب اکبرآبادی اڈیٹر برہان اور پاکستان کے مولانا محمد انوری لائل پوری ہر دو کے تعلقات پر روشنی ڈال رہے ہیں۔جو حضرات اس موضوع سے دلچسپی رکھتے ہوں، وہ ان حضرات سے رجوع فرما کر حالات طلب کریں اور انہیں قلمبند کرلیں۔اباجی کی وفات پر ڈاکٹر صاحب نے برکت علی ہال لاہور میں جو تعزیتی تقریر کی، وہ بھی مولانا انوری سے مل سکتی ہے۔اس وقت ''تریاق'' لاہور اور ''مساوات'' امرتسر میں چھپی تھی۔رسالہ دارالعلوم کے پچھلے پرچے دفتر میں محفوظ ہیں اسلئے انکی ترسیل سے معذوری ہے، حضرت مولانا کی خدمت میں سلام۔ والسلام: سید از ہر شاہ قیصر

(۳۰)

مارچ ۱۹۷۹ء (مولانا محمد قاسم نانوتوی کے علمی جہادی فکری مقام پر مذاکرۂ علمیہ کا پروگرام)

حضرت محترم، سلام مسنون، آپ پر یہ امر مخفی نہ ہوگا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کا شمار ان مجددین ملت میں سے ہے، جنہوں نے انگریزوں کے قبضہ کامل سے پہلے ان کے خلاف ایک منظم جہاد کی سربراہی فرمائی۔اور انگریزی اقتدار کے قائم ہو جانے کے بعد انہوں نے مسلمانوں کی دینی، قومی اور ملی زندگی کو زائد سے زائد محفوظ فرمانے کیلئے ملک میں جابجا اسلامی مدارس کے قیام اور ان کے حلقہ اثر میں مسلمانوں کی خصوصیات ملی کو زیادہ سے زیادہ جاندار اور پائیدار بنانے کا ایک نسخہ کیمیا مہیا فرمایا۔گزشتہ سو سال کی تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے، حضرت مرحوم کی اس تحریک سے ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی بقا کا سامان میسر آیا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ درس و تدریس بحث و مباحثہ اور تصنیف و تالیف کے دائروں میں حضرت نانوتوی کا نام اور ان کے علوم و افکار کا اجمالی ذکر برابر آتا رہا ہے اور حضرات اہل علم نے ان کی تصانیف کو فلسفہ اسلامی کی تشریح و تسہیل کیلئے ایک بنیادی مرکز کی حیثیت دی ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ خلاء بھی نہایت افسوسناک ہے کہ زمانہ حال کی زبان و بیان میں نہ حضرت کے علوم و معارف کو منتقل کیا گیا اور نہ جدید حلقوں تک ان اسرار و حکم کی رسائی ہو سکی، جو حضرت نانوتویؒ کے گوہر بار قلم سے ان کی تصانیف میں پائے جاتے ہیں۔دارالعلوم دیوبند کے ذمہ دار حضرات اساتذہ و اراکین اور تمام ہوشمند طلبہ اس کمی کو برابر محسوس کرتے رہے۔اب اس سلسلہ میں یہ عملی اقدام ہمارے سامنے ہے کہ اواخر اپریل ۷۹ء کو ہم حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی کی قیادت و سیادت میں حضرت مرحوم کے نام پر ایک مذاکرہ علمیہ کی تقریب بلانا چاہتے ہیں جس میں دلی تمنا ہے کہ ملک کے اہل علم اور اہل فکر حضرات حضرت مرحوم کے علوم کے تعارف اور ان کے کارناموں کا ایک جائزہ پیش کریں۔

ہم ادب و احترام کے ساتھ یہ عرض کرینگے کہ حضرت مرحوم کی شخصیت اور ان کے علوم سے دلچسپی لینا اس حقیقت کا اعتراف کرنا ہے کہ موجودہ دور کے مفکرین حضرت مرحوم کے علمی و عملی احسانات کی قدر کرتے اور اس سرچشمہ فیض کو پہچانتے ہیں جس سے گزشتہ ایک صدی میں مسلمانوں کے علمی اور ملی تحریکات کی ندیاں اور آبشار نکلے ہیں۔ملک اور بیرون ملک میں لاکھوں اور کروڑوں افراد پر پھیلا ہوا دارالعلوم کا طبقہ علمی پوری دلچسپی کے ساتھ اس کا منتظر ہے کہ آپ اپنے گہر ریز قلم سے حضرت نانوتویؒ کی جامع صفات شخصیت اور ان کے علوم و افکار پر محققانہ روشنی ڈالیں۔ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ ''حضرت نانوتویؒ بحیثیت استاد حدیث'' کے عنوان پر آپ اپنا قیمتی مقالہ مارچ کی آخری تاریخوں تک ہمیں مرحمت فرمائیں۔اور اخیر اپریل میں ہونے والے اس علمی اجتماع کو اپنی تشریف آوری سے سرفراز فرمائیں۔

دارالعلوم کے اساتذہ کرام طلبہ اوران کا پوراعلمی ماحول آپ کے مقالہ اورآپ کی تشریف آوری اوراس سلسلہ میں جمعیۃ الثقافۃ القاسمیہ سے آپ کے بزرگانہ تعاون کا منتظر وطلبگار رہے۔امید ہے آپ ہماری اس درخواست کوشرف قبول عطافرمائینگے۔والسلام سید محمد ازہر شاہ قیصر نگران مذاکرہ علمیہ برائے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

(۳۱)

۱۴ ارمئی ۱۹۸۰ء (جشن صد سالہ میں ادھوری ملاقاتیں O کتاب مشاہیر علماء دیوبند O صحافت دیوبند پرکام)

محترم ومکرم سلام مسنون، آپ حضرات[1] کی صورتیں تو دیکھ لیں مگر مفصل ملاقات کی حسرت ہی رہی اور چونکہ اجلاس کے پہلے دن میری طبیعت خراب ہوگئی اسلئے سینکڑوں افراد سے ملاقات بھی نہ ہوسکی۔حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی بھی زیارت نہ ہوسکی۔جس کا مجھے واقعی افسوس ہے۔الاماہ تو ایک غیبی جذبہ سے ہم لوگ کام میں لگے رہے مگراب سنٹرل کمیٹی کے تو سبھی ارکان اپنی اپنی جگہ پر بیمار ہیں۔''الحق'' کے تازہ پرچہ میں مولانا قاری فیوض الرحمان ایم اے کی ایک کتاب ''مشاہیر علوم دیوبند'' کا اشتہار ہے ۔مجھے قاری صاحب کا پتہ یادنہیں۔ازراہ کرم آپ میرا یہ عریضہ لفافہ میں رکھ کرانہیں روانہ فرمانے کی مہربانی کریں۔ان سے عرض ہے کہ انظر سلمہ مجھ سے کہتے تھے کہ حضرت مولانا رسول خان صاحب کے متعلق قاری صاحب کی کوئی کتاب ان تک پہونچی ہے۔قاری صاحب سے عرض ہے کہ ایثار فرمادیں اور دونوں کتابیں رجسٹرڈ پیکٹ سے دفتر رسالہ دارالعلوم کوروانہ فرمائیں۔حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ والسلام سید محمد ازہر شاہ قیصر

آپ کی فہرست[2] ''صحافت دیوبند'' پر کچھ کام کررہا ہوں۔بہت سے اخبار مہاجر، الانصار، خالد، ہادی، نجات، منصور، فاران، بجنور، بیدار اور مظفرنگر، اجتماع دہلی، اجتماع لاہور، اجتماع سہارنپور وغیرہ چھوٹ گئے یہ سب اپنے متعلقین کے اخبارات تھے۔نسیم اختر آپ سے ملنے کا خواہشمند تھا مگر بر موقعہ اسے پریس کمیٹی کے کام میں لگایا ہوا تھا۔ملاقات کا موقعہ نہ نکال سکا۔

(۳۲)

۱۹ اگست ۸۲ء (رسالہ دارالعلوم سے تعلق ادارت کا خاتمہ)

حضرت محترم سلام مسنون، رسالہ دارالعلوم سے میرا تعلق ادارت ختم ہو چکا ہے اور میں اب خانہ نشین ہوں، مگر آپ کے موقر رسالہ کے

---

[1] دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ کے موقع پر

[2] احقر نے علماء دیوبند کے رسائل ومجلات صحف وجرائد اور صحافتی میدان پر ابتدائی کام شروع کیا تھا، اسکی ایک فہرست پہلی قسط کے طور پر ''الحق'' اور غالباً ماہنامہ دارالعلوم میں شائع ہو چکی تھی، اسی طرح تصانیف علماء دیوبند پر کام کا آغاز کیا مکمل ہوتا تو ابن ندیم کی ''الفہرست'' اور کشف الظنون سے کم اہمیت کا کام نہ ہوتا مگر کاش کتنی ہی امیدیں اور منصوبے تھے جو شرمندۂ وجود نہ ہوسکے ع وکم حسرات فی قلوب المقابر ۔اورارشاد ربانی ہے ام للانسان ماتمنی؟ مکتوب نگار کا اشارہ اس کام کی طرف ہے۔

(الحق میں فروری، مارچ ۱۹۸۰ء میں لکھی گئی تمہیدی تحریر)

علماء دیوبند اور میدانِ صحافت دیوبندی علماء اور اہل قلم کے رسائل اخبارات ومجلات

دارالعلوم دیوبند کے فضلاء کرام اوراس سرچشمۂ علم وفکر سے سیراب ہونے والے دیگر اہل علم وارباب قلم کے ہمہ گیر علمی، دینی، تبلیغی، تحریری، تقریری، سماجی، سیاسی،

اصلاحی اور معاشرتی خدمات کا دائرہ اتنا جامع اور وسیع ہے کہ اس کے اجمالی جائزہ کیلئے بھی دفتر درکار ہے۔ چودھویں صدی ہجری یعنی پورے ایک قرن پر پھیلے ہوئے ان عظیم کارناموں اور خدمات نے تعلیم تبلیغ دعوت واصلاح معاشرہ تصنیف وتالیف جہاد وعزیمت، سیاست ومعاشرت، خطابت وموعظت کے ہرمیدان میں اور ہر محاذ پر نہایت گہرے اور دوررس اثرات ڈالے، زندگی کے ہرشعبہ کو نہ صرف متاثر کیا بلکہ دین اور عمل کے ہرمحاذ کی قیادت کی اور مغربی دیو استبداد کے شکنجے میں جکڑی ہوئی ملت مسلمہ کو نجات وحیات نو بخشی۔ آج کی فرصت میں ہم صرف پریس اور صحافت کے میدان میں علماء دیوبند کی خدمات کی ایک جھلک دیکھاتے ہوئے ایسے اخبارات ورسائل (روزناموں، ہفت روزوں، پندرہ روزوں اور ماہناموں) کی ایک فہرست پیش کرتے ہیں جنہیں علماء دیوبند نے جاری کیا اور اسکی ادارت و اشاعت میں وہ بنیادی طور پر شریک رہے۔ یہ فہرست سرسری یادداشت سے بہت مختصر سے وقت میں مرتب کی گئی ہے۔ مکمل تحقیق وتلاش اور معلومات کی فراہمی کے بعد اسکی تعداد بلا مبالغہ تین چار سو کے لگ بھگ ہوسکتی ہے۔ پھر یہ تعداد صرف پاکستان اور بھارت سے نکلنے والے جرائد کی ہے اور وہ بھی دو چار پرچوں کو چھوڑ کر صرف اردو اخبارات ورسائل کی۔ بنگلہ دیش افغانستان، برما، افریقی ممالک یورپ اور دنیا کے دیگر خطوں سے شائع ہونے والے عربی انگریزی اور دیگر علاقائی زبانوں میں شائع ہونے والے اخبارات وجرائد کوفی الوقت تعرض نہیں کیا گیا۔ اس میں کچھ پرچے تو حالات اور حوادث کے ساتھ اپنا فرض ادا کرکے ختم ہوگئے۔ مگر اکثر جرائد اب بھی ملک وملت اور علم وادب کی بیش بہا خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں، اردو ادب اور تحریر وثقافت کو علماء دیوبند نے کیا کچھ دیا؟ یہ اس کا ایک مختصر اور نامکمل جواب ہے۔ پھر علمی ادبی دینیاسیاسی معاشی اخلاقی معاشرتی دنیا کو تصانیف اور کتابوں کی شکل میں علماء دیوبند نے جو کچھ دیا اسکی تعداد ایک محتاط تخمینے کے مطابق ایک لاکھ کتب وتصانیف سے زائد ہے۔ علماء دیوبند کی تصانیف کی فہرست اور مختصر تعارف کے لئے ایک ضخیم انسائیکلو پیڈیا کی ضرورت ہے۔ جبکہ یہ منصوبہ زیر عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (سمیع الحق)

نمبر شمار	نام رسالہ یا اخبار		مقام اشاعت	ادارت ونگرانی
۱۔	القاسم	ماہنامہ	دارالعلوم دیوبند	علامہ مناظر احسن گیلانی، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی، قاری محمد طیب قاسمی، مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ
۲۔	الرشید	"	دیوبند، سرپرست شیخ الہندؒ مولانا اشرف علی تھانویؒ، وحافظ محمد احمد صاحبؒ	" " "
۳۔	دارالعلوم	سہ ماہی	دارالعلوم دیوبند	قاری محمد طیب قاسمی مدظلہٗ
۴۔	دارالعلوم	ماہنامہ	"	مدیر مولانا سید ازہر شاہ قیصر، مرتبین دور اول مولانا عبدالوحید غازی پوری، قاضی خلیق احمد، مولانا عبدالحفیظ بلیاوی۔
۵۔	اشاعت حق	اخبار	دیوبند	مدیر سید نسیم اختر شاہ قیصر
۶۔	تذکرہ	ماہنامہ	"	مدیر مولانا نجم الدین اصلاحی وشمیم قدوائی، سرپرست مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہٗ۔
۷۔	قاسم العلوم	"	دارالعلوم دیوبند	بیادگار حجۃ الاسلام محمد قاسم نانوتویؒ مرتب مولانا عتیق احمد صدیقی
۸۔	المحمود	"	دیوبند	بیادگار حضرت شیخ الہندؒ
۹۔	الخلیل	"	"	بیادگار مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ
۱۰۔	میقات	پندرہ روزہ	"	مدیر مولانا محمد سالم قاسمی فاضل دیوبند
۱۱۔	انور	ہفت روزہ	"	مدیر سید ازہر شاہ قیصر بیادگار مولانا انور شاہ کشمیریؒ
۱۲۔	تجلی	ماہنامہ	"	مدیر مولانا عامر عثمانی ومولانا زبیر عثمانی فاضلین دیوبند
۱۳۔	استقلال	پندرہ روزہ	"	مدیر مولانا سلطان الحق صاحب فاضل دیوبند

نمبر شمار	نام رسالہ یا اخبار		مقام اشاعت	ادارت ونگرانی
۱۴۔	النور	ماہنامہ	آغاز ۱۳۳۹ھ تھانہ بھون	سرپرست حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ، ادارت: مولانا شبیر علی تھانوی۔
۱۵۔	المبلغ	ماہنامہ	آغاز ۱۳۳۹ھ تھانہ بھون	موضوع مضامین حکیم الامتؒ
۱۶۔	الامداد	ماہنامہ	آغاز ۱۳۳۳ھ تھانہ بھون	موضوع مضامین حکیم الامتؒ
۱۷۔	اشرف العلوم	"	آغاز ۱۳۵۴ھ سہارنپور	مدیر مولانا ظہور الحسن کسولوی، موضوع افادات حکیم الامت۔
۱۸۔	الابقاء	"	دہلی دریبہ کلاں آغاز ۱۳۴۸ھ	ناشر محمد عثمان خان موضوع مواعظ حکیم الامتؒ
۱۹۔	الابقاء	"	کراچی	ناشر مولانا عبدالمنان موضوع مواعظ حکیم الامتؒ
۲۰۔	الہادی	"	دریبہ کلاں دہلی آغاز ۱۳۴۳ھ	" " "
۲۱۔	الاشرف	"	انوار بک ڈپو لکھنؤ آغاز ۱۳۴۳ھ	مدیر مولوی محمد حسن موضوع مواعظ حکیم الامتؒ
۲۲۔	المفتی	"	دیوبند	مدیر مفتی محمد شفیعؒ موضوع فتاوٰی دیوبند وتھانہ بھون۔
۲۳۔	البرہان	"	شاہ جہان پور	مدیر مؤسس مفتی کفایت اللہ صاحب (تردید قادیانیت)
۲۴۔	النجم	"	لکھنؤ	مولانا عبدالشکور لکھنویؒ۔
۲۵۔	قائد	"	مراد آباد (ترجمان انصار الاسلام)	مولانا محمد میاں فاضل دیوبند مصنف شاندار ماضی وغیرہ۔ معاون مدیر مولانا اختر الاسلام فاضل دیوبند ابن مولانا فخر الدین مراد آباد۔
۲۶۔	الفرقان	"	بریلی لکھنؤ	مدیر ومؤسس مولانا محمد منظور نعمانی ومولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی۔
۲۷۔	برہان	"	ندوۃ المصنفین دہلی	مدیر وسرپرست مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی سعید احمد اکبرآبادی
۲۸۔	پیام ملت	پندرہ روزہ	کانپور	مدیر ظہیر الاسلام اظہر مولانا فرید احمد لکھنوی
۲۹۔	امارت	"	پھلواری شریف بہار ناشر امارت شرعیہ	مدیر تا ۱۳۵۲ھ مولانا عثمان غنی فاضل دیوبند متوفی ۱۹۷۷ء رکن مجلس عاملہ جمعیۃ العلماء بہار۔
۳۰۔	نقیب	ہفت روزہ	پٹنہ بہار۔ امارت شرعیہ بہار	مدیر مولانا عثمان غنی، شاہد رام نگری، اصغر امام فلسفی۔
۳۱۔	الحرم	ماہنامہ	میرٹھ	مدیر قاضی زید العابدین سجاد میرٹھی فاضل دیوبند
۳۲۔	منصور			مدیر مولانا حبیب الرحمٰن بجنوری فاضل دیوبند
۳۳۔	مدینہ	ہفت روزہ	بجنور	مولانا حامد الانصاری غازی واصلح الحسینی، فاضلین دیوبند
۳۴۔	الجمعیۃ	روزنامہ	دہلی	مدیر مولانا محمد عثمان فارقلیط مولانا عزیز احمد قاسمی فاضل دیوبند۔ سرپرست مولانا اسعد مدنی، (مولانا مودودی نے بھی اپنی قلمی زندگی کا آغاز دیوبندی مکتب فکر کے اس قدیم اور وقیع روزنامہ سے کیا)
۳۵۔	الجمعیۃ	ہفت روزہ	دہلی	مدیر مولانا وحید الدین خان
۳۶۔	عصر جدید		کلکتہ	مدیر مولانا شائق عثمانی فاضل دیوبند
۳۷۔	الامان	روزنامہ	دہلی	مدیر وبانی مولانا مظہر الدین شیرکوٹی فاضل دیوبند
۳۸۔	نئی دنیا	ماہنامہ	دہلی	مولانا عبدالوحید صدیقی فاضل دیوبند وعبدالوحید غازی پوری وغیرہ

۳۹۔	ادبی دنیا	"	لاہور	مدیر و موسس علامہ احسان اللہ تاجور نجیب آبادی، فاضل دیو بند (آپ نے دیگر دسیوں رسائل کی بھی ادارت کی علم و صحافت کی یہ شہرۂ آفاق شخصیت بھی آسمان دیو بند کا ایک روشن ستارہ تھا۔ قاضی زین العابدین فاضل دیو بند بھی اس سے وابستہ رہے)۔
۴۰۔	اہل حدیث		امرتسر	مدیر و موسس مولانا ثناء اللہ امرتسری فاضل دیو بند
۴۱۔	انوار اسلام	ماہنامہ	رام نگر بنارس	
۴۲۔	دار التعلیم و پیام ملت		کانپور جاجمؤ	نگران الحاج منت اللہ صاحب، مدیر عبد الحفیظ رحمانی و ظہیر احمد
۴۳۔	جمہوریت		بمبئی	مولانا حامد الانصاری غازی فاضل دیو بند
۴۴۔	تحقیقات علمیہ	ماہنامہ	دار العلوم سہارنپور	مدیر مولانا اسرار الحق مظاہری
۴۵۔	البدر	"	دار العلوم فاروقیہ کاکوری لکھنؤ	مدیر مولانا عبد العلی فاروقی فاضل دیو بند
۴۶۔	مجلۃ	"	مونگیر بھارت	مدیر مولانا ولی الرحمٰن افتتاح قاری محمد طیب قاسمی
۴۷۔	صغیر		مدرسہ باقیات الصالحات ویلور	
۴۸۔	البلاغ	"	بمبئی	قاضی اطہر مبارک پوری فاضل دیو بند
۴۹۔	ندائے فرقان	ماہنامہ / سہ ماہی	بنگلور	مدیر مولانا شہاب الدین باناور
۵۰۔	شاعر	"	بمبئی	مدیر اعجاز صدیقی متوفی ۱۹۷۸ء فرزند و تلمیذ مولانا سیماب اکبر آبادی فاضل دیو بند
۵۱۔	قاسمی میگزین	"	مجلس قاسمیہ دار العلوم دیو بند	ناشر طلبۂ دار العلوم بیادگار حضرت قاسم العلومؒ
۵۲۔	خالد	"		مولانا محمد میاں مرحوم
۵۳۔	نقش	"	دیو بند	مولنا سید انظر شاہ کشمیری
۵۴۔	القاسم	"	دیو بند	مولانا وحید الزمان صاحب
۵۵۔	مہاجر		دار العلوم دیو بند	
۵۶۔	سیاست			مولانا اسحاق علی صاحب فاضل دیو بند
۵۷۔	مرکز			مولانا عبد اللہ جاوید فاضل دیو بند
۵۸۔	نوید دکن	ماہنامہ	حیدر آباد دکن	مولانا رضوان القاسمی دربھنگوی فاضل دیو بند
۵۹۔	تعمیر سیرت	"		مولانا فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی فاضل دیو بند
۶۰۔	انصاری	روزنامہ	دہلی	سرپرست مولانا احمد سعیدؒ دہلوی مدیر مجلہ ہلال احمد زبیر
۶۱۔	الانصار	ہفت روزہ	دار العلوم دیو بند	اکابر دار العلوم دیو بند
۶۲۔	التبلیغ	ماہنامہ	خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون	مولانا شبیر علی تھانوی آغاز شوال ۱۳۴۵ھ

۶۳۔	المظاہر	"	مظاہر العلوم سہارنپور آغاز ۱۳۴۶ھ	مولانا ظفر احمد عثمانی مفتی جمیل احمد تھانوی
۶۴۔	الرشاد	"	"	مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مولانا شمس الحق مظاہری
۶۵۔	مولوی	"	دہلی	مولانا عبدالحمید خان (دیوبندی مضامین وافکار کا ترجمان)
۶۶۔	مسلم	روزنامہ	"	سرپرست مولانا احمد سعید دہلوی ومفتی کفایت اللہ ترجمان جمعیۃ العلماء ہند آغاز ۱۹۲۱ء۔
۶۷۔	ندائے سنت	پندرہ روزہ	دارالمبلغین لکھنؤ	مولانا عبدالقدوس قاسمی فاضل دیوبند
۶۸۔	انوار العلوم	ماہنامہ	جامعہ اشرفیہ۔لاہور	مفتی محمد حسن امرتسری، مولانا محمد ادریس کاندھلوی فاضل دیوبند
۶۹۔	مستقبل	"	رابسن روڈ کراچی	سرپرست علامہ شبیر احمد عثمانی فاضل دیوبند مولانا سلیمان ندوی
۷۰۔	الارشاد	"	امرتسر ولاہور	مولانا بہاء الحق قاسمی فاضل دیوبند (فتنہ خاکسار ومشرقی کی تردید)
۷۱۔	دعوۃ الحق	"	دارالعلوم ٹنڈوالٰہ یار سندھ	مولانا احتشام الحق تھانوی فاضل دیوبند مولانا ظفر احمد عثمانی
۷۲۔	ضیاء العلوم	"	فیض باغ لاہور	مولانا مطیع الحق قاسمی دیوبندیؒ فاضل دیو
۷۳۔	مخزن العلوم	"	خانپور	مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہٗ
۷۴۔	الصدیق	"	ملتان	مولانا عبداللہ فاضل دیوبند
۷۵۔	صداقت	ہفت روزہ	پشاور	مولانا سید گل بادشاہؒ فاضل دیوبند
۷۶۔	مستقبل	ماہنامہ	ملتان	مدیر مولانا ابوذر عطاء المنعم بخاری ابن امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری
۷۷۔	نوائے پاکستان	روزنامہ / سہ روزہ	لاہور	مولانا مجاہد الحسینی وغیرہ
۷۸۔	خدام الدین	ہفت روزہ	شیرانوالہ گیٹ لاہور	بانی شیخ التفسیر مولانا لاہوری مدیر سعید الرحمٰن علوی۔ سرپرست مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ۔
۷۹۔	دعوت	سہ روزہ	لاہور	ترجمان تنظیم اہل سنت۔ علامہ دوست محمد قریشی، فرید احمد انصاری وارشد رشیدی، مولانا نورالحسن شاہ بخاری، مولانا خالد محمود وغیرہ
۸۰۔	ترجمان اسلام	ہفت روزہ	لاہور	بانی مولانا غلام غوث ہزاروی فاضل دیوبند سرپرست مولانا مفتی محمود مدظلہٗ موجودہ مدیر اکرام القادری صاحب۔
۸۱۔	بینات	ماہنامہ	کراچی	موسس علامہ محمد یوسف بنوریؒ فاضل دیوبند۔
۸۲۔	البلاغ	"	دارالعلوم کراچی	سرپرست مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم مدیر مولانا محمد تقی عثمانی۔
۸۳۔	الحق	"	دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور	سرپرست شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ فاضل دیوبند، بانی ومدیر سمیع الحق مدرس دارالعلوم حقانیہ۔ آغاز اکتوبر ۱۹۶۵ء۔
۸۴۔	الرشید	"	جامعہ رشیدیہ ساہیوال	مدیر مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی فاضل دیوبند وعبدالرشید ارشد
۸۵۔	الارشاد	"	کیمبل پور	بانی مولانا قاضی زاہد الحسینی فاضل دیوبند مدیر عثمان غنی بی۔اے وغیرہ

۸۶۔	الرشاد	"	سیالکوٹ	مدیر و بانی مولانا محمد علی صدیقی فاضل دیوبند
۸۷۔	منبر الاسلام	"	کھڈہ کراچی	مدیر حافظ محمد اسماعیل ابن مولانا محمد صادق مرحوم فاضل دیوبند
۸۸۔	تعلیم القرآن	"	راولپنڈی	بانی مولانا غلام اللہ خان فاضل دیوبند مدیر سجاد بخاری وغیرہ
۸۹۔	پیام اسلام	"	لاہور	مدیر طالب حق
۹۰۔	صدائے اسلام	"	جامعہ اشرفیہ پشاور	مدیر مولانا محمد یوسف قریشی و مولانا اشرف علی قریشی
۹۱۔	انوار مدینہ	"	جامعہ مدینہ لاہور	بانی مولانا حامد میاں فاضل دیوبند ابن مولانا محمد میاں دیوبندیؒ
۹۲۔	صورت الاسلام	ہفت روزہ	لاہور	مدیر مولانا اشرف علی تھانوی و حکیم محمود احمد ظفر وغیرہ
۹۳۔	شمس الاسلام	ماہنامہ	بھیرہ	مدیر مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل فاضل دیوبند
۹۴۔	الجمعیۃ	ہفت روزہ	راولپنڈی	بانی مولانا غلام غوث ہزاروی فاضل دیوبند مدیر مولانا عزیز الرحمٰن فاضل حقانیہ۔
۹۵۔	المحمود	"	ڈیرہ اسماعیل خان	بیادگار مولانا محمود الحسن شیخ الہند نگران مولانا قاضی عبدالکریم و قاضی عبداللطیف کلاچی فاضل دیوبند
۹۶۔	مجلۃ	ماہنامہ	ملتان	منشی عبدالرحمٰن خان ناشر و مرتب مواعظ حضرت تھانویؒ
۹۷۔	ترجمان حق	ہفت روزہ	بنوں	مدیر قاری حضرت گل صاحب۔
۹۸۔	تبصرہ	ماہنامہ	لاہور	مرزا غلام نبی جانباز۔
۹۹۔	عزم	"	"	جمعیۃ طلباء اسلام کا آرگن۔
۱۰۰۔	عزم نو	"	"	مدیر میاں محمد عارف صدر جمعیۃ الطلباء اسلام۔
۱۰۱۔	افکار طلبہ	مجلّہ	دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک	مدیر مولانا نصیب علی شاہ بخاری جمعیۃ الطلبہ اسلام کا ترجمان۔
۱۰۲۔	وفاق	پندرہ روزہ	کراچی	مدیر شجاعت علی صدیقی دیوبندی مضامین و علوم کا ترجمان۔
۱۰۳۔	پاکستانی	ہفتہ روزہ	لائل پور	
۱۰۴۔	الرحیم	ماہنامہ	حیدرآباد شاہ ولی اللہ اکیڈمی	مدیر محمد سرور مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی، مولانا عبید اللہ سندھی کے تلامذہ اور فکر شاہ ولی اللہ کی ترجمانی پرچے کا مقصد۔
۱۰۵۔	الولی	"	"	مدیر مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی تلمیذ مولانا سندھی۔
۱۰۶۔	آزاد	روزنامہ	لاہور	دیوبند کے احراری اکابر کا ترجمان مدیر مولانا مجاہد الحسینی وغیرہ
۱۰۷۔	زمزم	"	"	دیوبند کے احراری مکتب فکر کا ترجمان مدیر فارقلیط۔
۱۰۸۔	المرشد	ماہنامہ	چکوال	مولانا حافظ اللہ یار خان مدیر مولانا عبدالرزاق صاحب
۱۰۹۔	الجامعہ	"	اکوڑہ خٹک	مولانا سید بادشاہ گل صاحب فاضل دیوبندؒ
۱۱۰۔	وگمہ (پشتو)	"	"	ماسٹر عبدالرزاق سنگین دار العلوم حقانیہ۔
۱۱۱۔	مدینہ (بنگلہ)	"	ڈھاکہ	مولانا محی الدین خان
۱۱۲۔	تذکرہ	"	لاہور	علمی اور طبی صحیفہ

۱۱۳۔	سوغات بلوچی	"	کراچی	مدیر مولانا خیر محمد بلوچ معاون محمد بیگ بلوچ
۱۱۴۔	البلاغ	ہفت روزہ	پشاور	بانی مولانا عماد الدین شیر کوٹی فاضل دیوبند مدیر مولانا سعید الدین شیر کوٹی فاضل دیوبند
۱۱۵۔	الاسلام پشتو	ماہنامہ		مولانا حکیم فضل حق فاضل دیوبند۔
۱۱۶۔	نوائے ملت	ہفت روزہ	مردان	مولانا مدرار اللہ مدرار
۱۱۷۔	قیادت	"	"	مولانا محمد شعیب فاضل امینیہ دہلی۔
۱۱۸۔	مقام رسالت	ماہنامہ	کراچی	مولانا محمد مسلم عثمانی
۱۱۹۔	تذکرہ	"	"	دیوبندی علماء اکابر
۱۲۰۔	لولاک	ہفت روزہ	لائل پور	ترجمان مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا تاج محمود صاحب
۱۲۱۔	صوت الاسلام	"	لاہور	ترجمان جمعیۃ العلماء اسلام تھانوی گروپ، محمود احمد ظفر وغیرہ۔
۱۲۲۔	فروغ اسلام	ماہنامہ	"	مولانا زاہد انصاری
۱۲۳۔	تمدن	ہفت روزہ	ڈیرہ اسماعیل خان	مولانا عبدالجلیل زکوڑی شریف فاضل دیوبند

(عربی پرچے)

۱۲۴۔	یقین انٹرنیشنل	پندرہ روزہ	دارالتصنیف لمیٹڈ کراچی	بانی مولانا محمد طفیل صاحب۔
۱۲۵۔	دعوت الحق	سہ ماہی	دارالعلوم دیوبند	مدیر وحید الزمان کیرانوی فاضل دیوبند۔
۱۲۶۔	الداعی	پندرہ روزہ	"	مدیر مولانا بدر الحسن قاسمی فاضل دیوبند۔
۱۲۷۔	الصدیق	ماہنامہ	ملتان	مدیر مفتی عبداللہ صاحب۔
۱۲۸۔	الکفاح	پندرہ روزہ	جمعیۃ العلماء ہند دہلی	نگران مولانا محمد اسعد مدنی، فاضل دیوبند۔

(انگریزی پرچے)

۱۲۹۔	یقین انٹرنیشنل	پندرہ روزہ	دارالتصنیف لمیٹڈ کراچی	بانی محمد طفیل صاحب ایڈیٹر خلیق احمد لاہوری از مسترشدین مولانا احمد علی لاہوری۔
۱۳۰۔	اسلام	"	انجمن خدام الدین لاہور	سرپرست مولانا احمد علی لاہوری مدیر خواجہ عبدالوحید تلمیذ مولانا عبید اللہ سندھی و مولانا احمد علی لاہوری۔
۱۳۱۔	جمعیۃ ٹائمز	اخبار	ترجمان جمعیۃ علماء ہند دہلی	

مطالعہ کا مشتاق ہوں۔ براہ کرم اب ذاتی طور پر مجھے اپنا رسالہ درج ذیل پتہ پر پابندی سے بھیج کر مہربانہ کرم فرمائیں۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب [1] نے بھی اپنا استعفیٰ شوریٰ منعقدہ لکھنو (۱۵ اراگست) کو پیش کردیا اور وہ منظور ہوا۔ اسطرح ۸۸ مدرسین وملازمین دارالعلوم سے اس موقع پر الگ ہوئے۔ سید محمد ازہر شاہ قیصر شاہ منزل محلہ خانقاہ دیوبند ضلع سہارنپور

(۴۳)

(حضرت مہتمم صاحب اور مکتوب نگار کی علالت)

۱۱رمئی ۸۳ء

برادر محترم دام مجدکم، سلام مسنون! میں نے دسمبر سے اب تک آپکو چھ سات خط لکھے مگر اسکی حسرت رہی کہ آپکا کوئی ایک ہی جواب مجھے (نفیاً یا اثباتاً جیسے بھی ممکن ہوتا) ملتا۔ قدیم ترین رشتوں کی بناء پر میں کم از کم جواب کا تو مستحق تھا ہی۔ میری صحت بھی خراب ہے۔ ادھر حضرت مہتمم صاحب شدید طور پر علیل ہیں، ہفتوں سے بھوک بند ہے۔ ضعف کی یہ کیفیت ہے کہ چند قدم بھی چلنا دشوار ہے۔ آں مکرم اپنی محبت وشفقت سے حضرت موصوف اور میرے لئے اپنے مدرسہ میں ضرور دعا صحت کرادیں۔ حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں سلام۔

سید ازہر شاہ قیصر

(۴۴)

(ماہنامہ "طیب" علامہ کشمیری اور حکیم الاسلام قاری محمد طیب کی مشترکہ علمی یادگار)

۲۵را کتوبر ۱۹۸۴ء

محترم ومکرم سلام مسنون !اگر میں اپنے کسی چھوٹے موٹے کام میں آپ سے مختصر تعاون کی امید کروں تو یہ کچھ بے جا نہیں۔ ذیل میں ماہنامہ "طیب" کا اشتہار درج ہے، کرم فرما کر کم از کم اپنے موقر رسالہ کے دو پرچوں میں اسے نمایاں طور پر درج فرمائیں۔ دلی طور پر ممنون رہوں گا۔ ماہنامہ "طیب" دیوبند امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور حکیم الاسلام قاری محمد طیب کی مشترکہ علمی یادگار ہے۔

مدیر اعلیٰ: مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر مدیر مسئول: سید نسیم اختر شاہ قیصر

دیوبند کی علمی ذہنی تحریری اور ثقافتی روایات کا علمبردار۔ مسلمانوں کی موجودہ نوجوان نسل کے لئے ایک نئی دعوت فکر۔ ایک مختصر سا رسالہ جسے صحیح الفکر علماء اور مفکرین کی ایک جماعت مرتب کررہی ہے۔ ماہنامہ "طیب" کے مطالعہ سے اپنی پوری زندگی میں حکم ونظر کی توانائی اور عرصہ زندگی میں سعی وجدوجہد کا ایک نیا خزانہ آپ پاسکتے ہیں۔ پاکستان سے سالانہ چندہ مبلغ ۵۰ روپے شائقین اپنا زر تعاون حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری، مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان کو روانہ کرکے رسید ماہنامہ طیب دیوبند (بھارت) کو روانہ کریں۔ رسالہ جاری ہوجائے گا۔ منیجر ماہنامہ طیب دیوبند ضلع سہارنپور، یوپی انڈیا

(۴۵)

(مولانا کی وفات پر تعزیت اور صاحبزادہ کا جوابی خط)

یکم دسمبر ۱۹۸۵ء

حضرت محترم سلام مسنون، آپ کا تعزیتی خط موصول ہوا، جس ہمدردی اور تعلق کا آپ نے اظہار فرمایا ہے اس کیلئے خاندان انوری کا ہر فرد دل سے ممنون ہے۔ والد مرحوم [2] کی مغفرت اور ایصال ثواب ودعا کا اہتمام فرمائیں۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں عاجز کا سلام عرض کردیں دعاؤں کی درخواست بھی۔ والسلام، نسیم اختر شاہ قیصر، مدیر ماہنامہ طیب دیوبند

---

[1] دارالعلوم کے عظیم افسوسناک بحران کی طرف اشارہ ہے۔

[2] مولانا ازہر شاہ قیصر مرحوم کے وفات پر تعزیتی خط کا جواب ان کے صاحبزادہ نسیم اختر شاہ کے قلم سے۔

رئیرایڈمرل محمد اسحاق ارشد (ایم آئی ارشد)[1] چیئرمین کراچی پورٹ ٹرسٹ

(۱)

۱۶ جون ۱۹۸۷ء (بے جا الزامات اور سفارش سے براءت)

برادرم سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط ملا یاد آوری کا شکریہ۔ دشمنوں نے سازش کر کے میری عزت پہ میرے سبکدوش ہونے پہ بھرپور وار کیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پہ میرے دور میں کافی دباؤ تھا۔ ان لوگوں نے کے پی ٹی کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے ہر طرح سے استعمال کیا ہے اور ہر قسم کے ناجائز فائدے اُٹھائے ہیں۔ اسلام آباد میں مسٹر بندیال اور دیگر عناصر نے ان لوگوں کی پشت پناہی کی ہے اور اس طرح ایف آئی اے کو آلہ کار بنا کر میرے خلاف فوجداری مقدمہ قائم کردیا ہے۔ ایف آئی اے ۸۴ سے تفتیش میں لگی ہوئی ہے، لیکن آج تک چالان پیش نہیں کرسکی۔ صدر صاحب کو بھی حالات سے آگاہ کردیا گیا ہے۔ لیکن جو بھی پیش رفت وہ کررہے ہیں خاصی سُست ہے۔ اس سلسلے میں وزارت مواصلات کو محکماتی یا وزارت کی سطح پر انکوائری کرنا چاہیے تھی جو نہیں ہوئی۔ اگر یہ کیس FACC کے احاطۂ اثر میں آجائے تو ہوسکتا ہے کہ وہ ادارہ تفصیل میں جاتے ہوئے تمام پہلوؤں کو جانچ کر تمام محرکات کو روشن کرسکے۔ ویسے اللہ مالک ہے میرے ضمیر پر کوئی بوجھ نہیں مشکلات تو پیدا ہوتی ہی ہیں۔ اُسکا فضل وکرم بڑی چیز ہے۔ وہی عزت دیتا ہے اور وہی عزت کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ ملنے پہ اور باتیں ہونگیں۔ انشاء اللہ والسلام خیر اندیش ارشد

(۲)

(شیخ الحدیثؒ کی تعزیت)

آپ کی جلیل القدر والد محترم مولانا عبدالحق صاحبؒ کی وفات پر دلی تعزیت پیش کرتا ہوں۔ ایک عالم کی موت ہے۔ مرحوم نے گرانقدر دینی اور سیاسی خدمات انجام دی ہیں جو کبھی بھلائی نہ جاسکیں گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو اپنی جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آپ کو اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

(۳)

یکم اکتوبر ۱۹۸۸ء (اکوڑہ اور بام خیل وغیرہ آمد)

مکرم ومحترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم، یہ میری خوش قسمتی تھی کہ ۳۰ ستمبر کی شام کو آپ سے ملاقات ہوگئی اور آپکے والد صاحب مرحوم ومغفور کی دعائے خیر میں میں شامل ہوسکا اور مقبرہ پر بھی حاضر ہوکر فاتحہ پڑھ سکا۔ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالحق صاحب کو جنت فردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے آمین۔ ماہنامہ ''الحق'' آج ہی موصول ہوا ہے۔ شکریہ شفیق صاحب کو میرا اسلام کہہ دیں اور انکا بھی شکریہ ادا کردیں اللہ تعالیٰ کرے کہ انکے کام اور تحریک جاری رہے، ہم اکوڑہ سے چل کر بام خیل پہنچے اور وہاں سے اس رات براستہ تربیلہ، اسلام آباد بخیریت پہنچ گئے۔ مولانا سید عبدالحلیم صاحب ہمیں بام خیل میں دیکھ کر خوش ہوئے ہوہاں بھی اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے جسمیں میرا حصہ ہے تھوڑا سا! صاحب حق صاحب نے ایک اچھی سی مسجد بنائی ہے اور مسجدوں کی تعمیر میں تو اللہ تعالیٰ نے میرا حصہ رکھا ہوا ہے۔ آپکے اہل خانہ کو سلام بچوں کو پیار۔ والسلام آپکا تابعدار ارشد

---

[1] چیئرمین کراچی پورٹ ٹرسٹ، دینی مزاج اور اہل علم سے تعلق رکھنے والی شخصیت

(۴)

مئی ۱۹۹۷ء (ملک کا بحران اللہ سے کئے گئے وعدوں سے صرف نظر کا نتیجہ O طالبان کی اسلامی کاوشوں کی مخالفت O افغانستان جانے کی خواہش)

محترم مولانا سمیع الحق دامت برکات اللہ علیک۔ ہم پھر بحران کے شکار ہیں۔ کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے یعنی پاکستان کو اسلام اور اسلامی قدروں کے فروغ سے مثالی مملکت بنانے سے صرف نظر کیا پڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے وعدہ خلافی کرنے والے اقوام کو نہیں بخشا جاتا۔ آپ کیوں نہیں صدر پاکستان کو تجویز دیتے کہ ملکی سلامتی اور ترقی صرف اس بات پہ منحصر ہے کہ ہم پاکستان میں نظام صلوۃ قائم کریں۔ زکوۃ دیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف پورے طور پر راغب ہو جائیں۔ ملک کے آئین اور تمام کاروبار حکومت اور عوام کو قرآن کے حکم کے ماتحت لے آویں۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو بحران ہی ہماری قسمت بن جائیں گے۔ اور ہم بہرے، لنگڑے اور اندھے افراد کی طرح حق نہیں پا سکیں گے۔ نہ صرف حکومت بلکہ علماء نے بھی قوم سے غداری کی ہے۔ ہماری وہ آوازیں جو کہ نظام اسلام اور مصطفیٰ کے لیے اٹھی تھیں۔ اب تو ہم اسلام کی مخالفت میں مغرب سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ اور نہ صرف پاکستان بلکہ دوسرے مسلمان ممالک افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت کی کوشش وکاوش کے خلاف ہیں۔ بلکہ ان ممالک کے خلاف روس اور بھارت سے مشورے کررہے ہیں۔ کہاں ہے او آئی سی؟ انہوں نے آج تک افغانستان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا۔

میں چاہتا ہوں کہ افغانستان جاؤں۔ کیا اس بارے میں مجھے رائے دے سکتے ہیں؟ جو بھی وفد وہاں جائے مجھے بھی اس میں شامل کرلیا جائے۔ اسلام کو ہماری کوئی ضرورت نہیں، ہمیں تو اپنی عزت اور آزادی کے واسطے اسلام کی ضرورت ہے۔ 50 سال گزرنے کو آئے ہیں اور ہمارے معاشرے اور ادارے کی قدریں ہندو معاشرے کے قریب تر ہوگئے ہیں۔ خیر اندیش (ایم آئی ارشد) محمد اسحاق ارشد کراچی

(۵)

۱۴/۱۱ اکتوبر ۲۰۰۲ء (سیاسی کامیابی مگر درپیش مشکلات اندرونی بیرونی شیطانوں کا کھیل)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم۔ سیاسی کامیابی پر آپکو میں دلی مبارک دیتے ہوئے آنے والے خطرات سے ایک شہری کی حیثیت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے تو یہ بات سمجھ میں آجانا چاہئے کہ اتفاق واتحاد میں بڑی برکت ہے۔ اب ضروری ہے کہ فرقوں اور عقیدوں کی لڑائی کو ضرور ختم کریں، یہ حالت اسلام کی پاکستان کو اندر اور باہر بہت نقصان پہنچا چکی ہے اور آئندہ نقصان کا ضرور باعث بنے گی۔ خدارا فوج سے ٹکراؤ نہ کریں۔ ہمارے دشمن یہی چاہتے ہیں، آئین ایک الہامی حیثیت نہیں رکھتا بھٹو سے لیکر اب تک اس میں کئی تبدیلیاں لائی جا چکی ہیں اچھی تبدیلی ضرور ہونی چاہیے، چاہے جو بھی کرے۔ دینی جماعتیں جہاں بھی حکومت کی باگ دوڑ سنبھالیں وہاں اچھی حکومت کا مظاہرہ کرلیں، جو صاف ظاہر ہو اس میں آپکو موجودہ اور آئیندہ کامیابی ملے گی۔

آپ کے سامنے کئی مشکلات درپیش ہیں اندرونی اور بیرونی طور پر ملک کے اندر بھی کئی ایک جھوٹے شیطان ہیں اور باہر ایک بڑا شیطان شیطانی کمپنی کھیل رہا ہے، مشکلات کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور سوچ اور تدبر سے سلجھانا ہوگا۔ خدارا طالبان کی بے سمجھ طور طریقے کو نہ اپنائیں۔ جو حالات ہیں آپ کو آسانیاں کم ہی نصیب ہونگی۔ پچاس سالوں کے بگڑے ہوئے معاشرے کو بتدریج صحیح راہ پہ لایا جاسکتا ہے۔

جب میں چیئرمین کے پی ٹی تھا تو ملاقات ہو جاتی تھی، ہوسکتا ہے کہ آپ سیاسی شیطانی کمپنی میں اتنے گم ہو چکے ہیں کہ ملنے والوں کی لسٹ میں میرا نام نہیں رہا۔ خیر اندیش ارشد

مولانا محمد اسحاق بھٹی[1] لاہور

(۱)

۲۹/جولائی ۱۹۶۶ء (الحق کے مضامین اور ایڈیٹر کے تحریروں کی ستائش ○ چند لمحے مجلس اولیاء کے عنوان سے مضمون)

برادر عزیز مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، "الحق" باقاعدہ پہنچ رہا ہے نہایت شکریہ، رسالہ ماشاء اللہ بہت اچھا ہے۔ مضامین معلوماتی اور تحقیقی ہوتے ہیں۔ آپکی زبان ماشاء اللہ بڑی نکھری ہوئی ہے اور انداز تحریر بھی سلجھا ہوا ہے، جس مسئلے پر بحث کرتے ہیں اسکا خوب تجزیہ کرتے ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو، کوئی بیس روز ہوئے "چند لمحے مجلس اولیاء میں" کے عنوان سے چند سطور آپ کیلئے لکھی تھیں۔ اس خیال سے ارسال خدمت کرنے کی جرأت نہ ہوئی کہ آپ کے معیار بلند کے مقابلہ میں انکی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن آج خیال آیا کہ یہ جسارت کر دینا چاہیے، سو کر رہا ہوں۔ ع گر قبول افتد زہے عز و شرف، اگر آپکو یہ چیز پسند ہو بلا تکلف فرمایئے۔ میں یہ سلسلہ جاری رکھوں گا اور آپکو ہر مہینے بھیجتا رہوں گا۔ اس قسم کی عربی کتابیں یہاں بہت ہیں جن سے تھوڑی سی محنت سے اس نوع کا مضمون تیار ہوسکتا ہے۔ حضرت والد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں درخواست دعا اور مودبانہ سلام عرض ہے۔

اخلاص کیش محمد اسحاق

(۲)

۱۲/ستمبر ۱۹۶۶ء (حضرتؒ کی علالت پر تشویش)

مکرمی و محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مکتوب گرامی نامہ ملا جو چند سطور میں نے پیش خدمت کی تھیں آپ نے انہیں پسند فرمایا شکریہ! اسی قسم کی کچھ سطریں پھر بھیج رہا ہوں حضرت والد صاحب قبلہ متعنا اللہ بطول حیاتہ کی بیماری کا پڑھ کر تشویش ہوئی تھی، لیکن اب "الحق" کا تازہ پرچہ ملا تو اسمیں یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ اب صحت ماشاء اللہ پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ اللہ انکو صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے، آمین، عاجز کیطرف سے حضرت والا کی خدمت میں نیاز مندانہ سلام اور درخواست دعا کے عرض کیجئے گا۔ والسلام ناچیز: محمد اسحاق

(۳)

۱۹/مارچ ۱۹۶۸ء (لاہور میں ملاقات نہ کرنے کا دوستانہ شکوہ ○ انداز تحریر اور تجزیوں کی تعریف)

اخی الاعز! زیدت مکرمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مکتوب گرامی ملا مجھے نہایت افسوس ہے مضمون ابھی تک آپکو نہیں ملا۔ امام سفیان ثوری پر ایک مبسوط مضمون میں نے لکھا ہے، وہ بھجواد ونگا انشاء اللہ۔ آپ لاہور تشریف لائے اور نہیں ملے۔ اسکا انتہائی دوستانہ شکوہ ہے الحق برابر پہنچ رہا ہے، باقاعدہ پڑھتا ہوں، اسکے مضامین اور اداریوں سے مستفید ہوتا ہوں۔ آپکا قلم ماشاء اللہ نکھر گیا ہے۔ ماشاء اللہ آپکا انداز تحریر بہت عمدہ ہے اور آپ مسائل کا خوب تجزیہ کرتے ہیں۔ موتیا روک کا اشتہار چھاپنا مہربانی فرما کر شروع کر دیجئے۔ کم قیمت سے رسالہ کا وقار گھٹتا نہیں بڑھتا ہے۔ رعایت کو اخبارات میں ایک ضروری چیز سمجھا جاتا ہے۔ تاہم آئندہ آپکو سات روپے ماہانہ ادا کئے جائیں گے حالیہ اشاعت سے اشتہار شروع کرادیجئے۔ حضرت کی خدمت میں سلام۔ محمد اسحاق

---

[1] لاہور کے مولانا محمد اسحاق بھٹی اہل حدیث مسلک سے تعلق کے باوجود وسیع المشرب، مرنجان مرنج، محقق عالم ہیں، لاہور میں حضرت لاہوریؒ کے ہاں دورۂ تفسیر کیلئے ۳ ماہ قیام کے دوران ان سے تعارف ہوا جو مخلصانہ مراسم کے ساتھ اب تک قائم ہے۔ ۱۵ سال تک اہل حدیث کے مجلّہ "الاعتصام" کی ادارت کی اور پھر ادارہ ثقافت اسلامیہ جیسے مؤقر سرکاری اشاعتی ادارہ میں کام کیا، اس ادارہ کے وقیع مجلّہ "المعارف" کے مدیر دبیر رہے اس عرصہ میں الفہرست لابن ندیم کا ترجمہ ہزار صفحات میں کیا۔ فقہائے ہند جیسی عظیم کتاب دس جلدوں میں لکھی۔ آگے ایک مکتوب میں خود تفصیل سے تصنیفی اور تحقیقی کام کا ذکر آرہا ہے (س)

(۴)

۱۴/نومبر ۱۹۶۸ء (ہمشیرہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت)

برادرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب !السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آج "الحق" سے یہ المناک خبر معلوم ہوئی کہ آپکی ہمشیرہ محترمہ وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، چھوٹی بہن کی وفات آپکے اور آپکے دیگر اہل خانہ کیلئے انتہائی حزن وملال کا باعث ہے۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ حضرات کو اس صدمہ پر صبر کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا کرے۔ مجھے انکی اچانک وفات سے شدید افسوس ہوا اور میں اس صدمہ میں آپکے ساتھ برابر کا شریک ہوں، براہ کرم میرے جذبات حضرت مدظلہ العالی کی خدمت میں بعد سلام کے پہنچا دیجئے گا۔ شریک غم محمد اسحاق

(۵)

۲/اکتوبر ۱۹۷۱ء (شیخ محمد اکرام کے نام مکتوب)

مکرمی سلام مسنون، آپ کا خط نمبر ۸۶۹۳ مورخہ ۲۹ ستمبر بنام شیخ محمد اکرام صاحب[۱] ملا۔ڈاکٹر صاحب آجکل کراچی میں مقیم ہیں اور اسی ہفتے واپس تشریف لا رہے ہیں، آپکا خط انکی واپسی پر انہیں پیش کر دیا جائیگا۔ والسلام: محمد اشرف ڈار (ایڈمنسٹریٹو آفیسر)

(۶)

۲۷/مارچ ۱۹۷۳ء (حج پر ہدیہ تبریک ○ مسلم شریف کے انگریزی مترجم عبدالحمید صدیقی کی طرف سے شکریہ ○ شیخ الحدیث علم وفضل کا شامیانہ)

برادر مکرم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اس سے قبل دو خط لکھ چکا ہوں مگر جواب سے محروم رہا۔نہایت خوشی ہوئی آپکو اللہ تعالیٰ نے فریضۂ حج کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائی، آپکو اس پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، دعا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ حج مقبول ومبرور ہو۔آمین

صحیح مسلم کے انگریزی مترجم جناب مولانا عبدالحمید صدیقی صاحب میرے گہرے دوست ہیں، آپکے رسالے "الحق" میں اس پر تبصرہ پڑھ کر انتہائی مسرت ہوئی، اپنی طرف سے اور انکی طرف سے اسپر آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ علمی کام ہے جو وہ کر رہے ہیں اور آپ نے انکی حوصلہ افزائی کر کے اللہ سے انشاء اللہ اجر حاصل کیا ہے۔ حضرت کی تقریر بھی الحق میں پڑھی۔اللہ سے عاجزانہ دعا ہے کہ انکے علم وفضل کا شامیانہ ہمیشہ ہم پر سایہ فگن رہے۔حضرت مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض ہے اور ساتھ ہی درخواست دعا۔ بچوں کو بہت بہت دعا و پیار۔امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام اخلاص: اسحاق بھٹی

(۷)

۱۸/دسمبر ۱۹۷۷ء (ادارہ ثقافت اسلامیہ کے تازہ مطبوعات)

مکرمی ومحترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ کے تازہ مطبوعات تبصرے کے لیے مرسل خدمت ہیں۔"الحق" کی کسی قریبی اشاعت میں تبصرہ کر کے شکریہ کا موقع دیں۔امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔(۱) فقہائے ہند، جلد چہارم، حصہ اول دو کاپیاں (۲) علم حدیث میں پاک وہند کا حصہ دو کاپیاں (۳) حکیم فرزانہ دو کاپیاں آپکا مخلص محمد اسحاق بھٹی

۱۔ معروف مصنف وسکالر سابق صدر ادارہ ثقافت اسلامیہ

(۸)

(اہلیہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت)

۲۸؍جنوری ۲۰۰۳ء

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبارات میں آپ کی اہلیہ کی وفات کی خبر پڑھ کر بے حد افسوس ہوا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ کو اور دیگر متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔ شریک غم　محمد اسحاق بھٹی

(۹)

(قابل قدر تصنیفی خدمات کا مختصر تعارف اور آپ بیتی ○ شیخ الحدیث اور مرتب مکاتیب پر مضمون لکھنے کا ارادہ)

۱۰؍مارچ ۲۰۰۳ء

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب، زیدت مکرمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں نے آپکی اہلیہ مرحومہ کی وفات پر تعزیتی عریضہ ارسال کیا تھا جو میرا اخلاقی فرض تھا، آپ نے اس کے جواب میں مجھے شکریہ کا خط لکھا، جس پر میں آپ کا شکرگزار ہوں، نیز آپ نے پوچھا ہے کہ "میرے شب وروز کے مشاغل کیا ہیں؟"

مجھے بیحد مسرت ہوئی کہ آپ نے مجھے یاد رکھا اور از راہ ہمدردی میرے ذاتی مشاغل کے متعلق دریافت فرمایا۔

بات یہ ہے کہ میں نے "الاعتصام" کی پندرہ سالہ ادارت کے بعد ادارہ ثقافت اسلامیہ سے وابستگی اختیار کرلی تھی، بتیس سال سے زیادہ عرصہ وہاں تصنیفی خدمات سرانجام دیں۔ (۱) الفہرست کا معہ حواشی کے اردو ترجمہ کیا جو تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور یہ اس کتاب کا کسی زبان میں پہلا ترجمہ ہے اسکے بعد فارسی اور انگریزی میں ترجمے ہوئے (۲) "برصغیر میں علم فقہ" کتاب لکھی جو چار سو سے زائد صفحات پر محیط ہے (۳) "فقہائے ہند" تصنیف کی جو پہلی صدی ہجری کے فقہائے برصغیر سے لے کر تیرھویں صدی ہجری تک کے فقہائے کرام کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ (۴) "برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش" یہ کتاب بھی کم وبیش چار سو صفحات کی ہے (۵) "ارمغان حنیف" یہ مولانا محمد حنیف ندوی کے حالات میں ہے، صفحات تقریباً چار سو، پچیس چھبیس سال ادارے کا ترجمان "المعارف" کا ایڈیٹر رہا جو ماہانہ رسالہ تھا، اس کے بے شمار مضامین لکھے، ادارے کی متعدد کتابوں پر مقدمات تحریر کئے اور انہیں ایڈٹ کیا۔ "فقہائے ہند" کی دس جلدوں کو آپ دس کتابیں کہہ سکتے ہیں حروف تہجی کی ترتیب سے ہر جلد الگ الگ ہے۔ کل صفحات تین ہزار سے زیادہ ہیں، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ کتابیں بہت مقبول ہوئیں۔ آپکو یاد ہوگا آپ "الاعتصام" کے دفتر بھی تشریف لاتے رہے ہیں اور ادارہ ثقافت اسلامیہ میں بھی!

ادارے سے فراغت کے بعد بھی غالب کے الفاظ میرا "ذوق خامہ فرسا" بحمد اللہ میرے ساتھ رہا اور میں نے یہ کتابیں لکھیں: (۱) نقوش عظمت رفتہ، یہ کتاب شخصیات سے متعلق ہے اور اس میں ان حضرات کے بارے میں لکھا گیا ہے جن سے میرا تعلق رہا ہے تھوڑا یا زیادہ، اسے آپ "مشترکہ کھاتا" سے تعبیر کیجئے جس میں اہل حدیث، حنفی (دیوبندی بریلوی)، شیعہ شامل ہیں بلکہ ایک سکھ کو بھی اس میں نمائندگی دی گئی ہے، مولانا داؤد غزنویؒ، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا احمد علی لاہوری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، قاضی حبیب الرحمان منصور پوری، سید ابوالحسنات، کوثر نیازی، حمید نظامی، سحر گل خان اور ہندوستان کے سابق صدر گیانی ذیل سنگھ وغیرہ اکیس حضرات اس کتاب میں موجود ہیں۔ بحمد للہ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی اور کئی دفعہ چھپی۔

(۲) بزم ارجمنداں، یہ انیس حضرات کے حالات وکوائف کا احاطہ کئے ہوئے ہے، یہ بھی "مشترکہ کھاتا" ہے اس میں اہل حدیث، حنفی اور

شیعہ شامل ہیں، مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مفتی محمد حسن امرتسری، خلیفہ عبدالحکیم، شاہ محمد جعفر پھلواروی، سید رئیس احمد جعفری، مفتی جعفر حسین، مرحومین کے علاوہ چند موجودین بھی اس میں شامل ہیں، مثلاً مولانا معین الدین لکھوی، ڈاکٹر اسرار احمد، ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری، نقوش عظمت رفتہ اور بزم ارجمنداں، دونوں کئی کئی دفعہ چھپیں، پہلی کتاب بھی تقریباً ساڑھے چھ سو صفحات کی ہے اور دوسری کے بھی کم وبیش اتنے ہی صفحات ہیں۔ اس قسم کی دو ضخیم کتابیں وہ ہیں جن میں صرف اہل حدیث حضرات شامل ہیں ایک کا نام ہے'' کاروان سلف'' اور دوسری کا نام ہے'' قافلہ حدیث'' یہ دونوں بھی دو دو یا تین تین دفعہ چھپ چکی ہیں۔

پھر'' ریاض الصالحین'' کا ترجمہ وحواشی بھی شائع ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات میں ایک عربی کتاب کا ترجمہ کیا جو ساڑھے پانچ سو صفحات کو محتوی ہے اور اردو بازار کے ایک ناشر'' الفیصل'' نے شائع کیا ہے۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری (مصنف رحمۃ للعالمین) اور صوفی عبداللہ (بانی دارالعلوم ماموں کانجن ضلع فیصل آباد) کے حالات میں دو کتابیں زیر طبع ہیں۔ ایک کتاب چند روز قبل شائع ہوئی ہے، اس کا نام ہے'' برصغیر میں اہل حدیث کی آمد'' شخصیات پر ایک کتاب زیر ترتیب ہے اسکا نام رکھا ہے'' محفل دانشمنداں'' اسمیں اہل حدیث اور احناف دونوں مکاتب فکر کے حضرات شامل ہیں۔ میری درخواست اگر آپ قبول فرمائیں تو عرض کروں کہ ایک تو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مجھے معلومات دیجئے، میں ان پر مضمون لکھنا چاہتا ہوں مفصل۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اپنے حالات ارسال فرمائیے آپ میرے پرانے دوست ہیں آپکے متعلق لکھنے کو جی چاہتا ہے اگر آپ میری دو کتابیں نقوش عظمت رفتہ اور بزم ارجمنداں پڑھیں تو انشاء اللہ آپ خوش ہوں گے اور میری گزارش ضرور مانیں گے۔

میں ایک مدت سے سوچ رہا تھا کہ آپ سے حضرت مولانا رحمۃ اللہ کے اور خود آپکے اپنے حالات کیلئے عرض کروں لیکن پھر ذہن میں آیا کہ آپ سیاسیات میں الجھے ہوئے ہیں میری گزارش پر غور کرنے کیلئے آپکے پاس کہاں وقت پڑا ہے۔ اب چوں کہ آپ نے خود ایک سطر میں میرے متعلق دریافت فرمایا اسلئے مجھے جرات ہوئی کہ اپنے مطلب کی بات آپکے کان میں ڈال دوں اور آپ سے حالات طلب کروں۔

معذرت خواہ ہوں اختصار کی کوشش کے باوجود خط بہت لمبا ہو گیا ہے، میرا خیال ہے آپکے پاس خط پڑھنے کیلئے بھی وقت نہیں ہوگا۔ آپ سے آخری ملاقات کوئی پانچ سال قبل آواری ہوٹل میں ہوئی تھی، آپ بھی کسی میٹنگ میں شرکت کیلئے جا رہے تھے اور مجھے بھی ایک میٹنگ میں شریک ہونا تھا، یہ زیادہ سے زیادہ دو منٹ کی اتفاقیہ ملاقات تھی۔

ادارہ ثقافت اسلامیہ میں خاص طور سے میرے نام'' الحق'' آتا تھا اور میں اس کے مندرجات سے استفادہ کرتا تھا، اب میں اس کے مطالعہ سے محروم ہوں، اگر میرے نام رسالہ جاری کر دیا جائے تو ممکن ہے میں بھی اپنی محدود معلومات کے مطابق اس میں بھی حصہ ڈال لیا کروں اگر خود نہ لکھ سکوں تو آپ کے نگارشات سے تو بہرہ مند ہوتا رہوں۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ نیاز کیش محمد اسحاق بھٹی

(۱۰)

(الحق کا شیخ الحدیث نمبر اور ترمذی کے ابواب اکل وشرب سے استفادہ O ۵۷ھ میں مولانا لاہوری کے حلقہ درس کا زمانہ اور ملاقاتیں)

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نہایت شکر گزار ہوں آپ کی ذرہ نوازی پر کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں الحق کا ضخیم خاص نمبر بھی ارسال فرمایا ہے بارہ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اور بے شمار معلومات کا عظیم الشان خزانہ ہے۔ پھر اس کے ساتھ جامع ترمذی کا وہ حصہ بھی بھجوا دیا جس کا تعلق علمائے کرام کے مشغلہ اکل وشرب سے ہے۔ مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ اس میں آپ نے اس موضوع کے ضروری گوشوں کی عمدہ اسلوب اور خوب صورت انداز میں وضاحت فرمائی ہے۔ مزید مسرت اس بات

کی ہوئی کہ اس میں آپ کے حالات بھی ہیں۔ میں انشاء اللہ آپ کے متعلق کچھ لکھ کر "الحق" کو اشاعت کے لئے بھجوادوں گا۔ مجھے ۱۹۵۷ء کا وہ زمانہ خوب یاد ہے جب آپ حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ کے حلقہ درس میں شامل تھے اور میں آپ سے ملاقات کے لئے آپ کے پاس جایا کرتا تھا۔ خود آپ بھی شیش محل روڈ پر دفتر "الاعتصام" تشریف لایا کرتے تھے۔ اس زمانے میں عزیز حیدری صاحب[۲] دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں درسی کتابیں پڑھتے تھے۔ مدت سے ان کے بارے میں کچھ پتا نہیں کہ کہاں ہیں اور کس عالم میں ہیں۔ آپ نے الحق کے گزشتہ سال کے شمارے ارسال فرمائے ہیں۔ اس کا مزید شکریہ۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت سے رکھے آمین، اخبارات میں آپ کے بیانات پڑھتا اور آپ کی تصویر دیکھتا ہوں تو بے حد خوشی ہوتی ہے اور گزشتہ دور سامنے آجاتا ہے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

اخلاص کیش محمد اسحاق بھٹی

☆☆☆

مولانا اسحاق جلیس ندوی[۳] تعمیر حیات پندرہ روزہ لکھنؤ

(۱)

(بریلی سے بالاکوٹ قافلہ کی گذرگاہ اکوڑہ خٹک کی فضاؤں میں ڈیڑھ صدی قبل کے روح پرور مناظر ○ آپ کی ذات میں ایک اچھی دنیا کی دریافت ○ قلبی مناسبت کی محدود فہرست۔ علی میاں ندوی کی دو تقریریں)

۳ ررمضان المبارک ۱۳۹۸ھ، ۹ راگست ۱۹۷۸ء

محترمی و مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم سلام ورحمت۔ امید ہے کہ آپ و حضرت شیخ الحدیث صاحب و تمام متعلقین بخیر و عافیت

---

۱ مرتب کی کتاب "اسلام کا نظام اکل و شرب اور فلسفۂ حلال و حرام" کے نام سے شائع ہوا۔

۲ مولانا عزیز الرحمن حیدری چچھ کے علامہ مولانا عبدالحکیم کے فرزند، مرتب کے ہم درس اور رفیق اس وقت میر پور خاص سندھ میں مقیم ہیں، ادارۂ فروغ عربی کے نام سے ادارہ چلاتے رہے (مرتب)

(الحق میں محمد اسحاق بھٹی کے مضامین کی تفصیل)

الف چند لمحے مجلس اولیا میں [علم و فضل کی دنیا]، ستمبر ۱۹۶۶/ ۳۸-۳۹ ب۔ چند لمحے مجلس اولیا میں [علم و فضل کی دنیا]، اکتوبر ۱۹۶۶/ ۳۷-۳۹

ج۔ دعوات حق' جلد اول پر تبصرہ [بشکریہ المعارف، جون ۱۹۷۶ء] ستمبر ۱۹۷۶/ ۷۰ د۔ برصغیر میں علم حدیث — عہد صحابہ میں، مارچ ۱۹۹۶/ ۳۶-۴۳

۳ اسحاق جلیس پندرہ روزہ تعمیر حیات، ناظم شعبہ تعمیر و ترقی ندوۃ العلماء لکھنؤ، علامہ ابوالحسن ندوی کے خاص شاگرد و رفیق کار۔ شعبان ۹۸ھ میں میری دعوت پر مولانا علی میاں مرحوم کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے مولانا محمد الحسنی مرحوم و دیگر بھی ساتھ تھے۔ انکی وفات پر میرا تعزیتی شذرہ حسب ذیل تھا:۔

علمی و دینی حلقوں کے لئے عموماً اور انڈیا کے ایک ممتاز تعلیمی مرکز ندوۃ العلماء کے لئے خصوصاً پچھلا مہینہ شہر الحزن ثابت ہوا۔ ابھی ندوہ اپنے جواں سال داعی و ادیب مولانا محمد الحسنی مدیر "البعث" کے غم سے نہیں سنبھلا تھا کہ چار ہفتے کے اندر اندر ندوہ کی صحافت و دعوت کا دوسرا اہم ستون بھی یکا یک پیوند خاک ہوگیا اور مولانا محمد الحسنی کی طرح مولانا اسحاق جلیس ندوی ایڈیٹر تعمیر حیات بھی ۴۴ برس کی عمر میں اور اسی نوعیت کی بیماری میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

مرحوم اسحاق جلیس ادیب، صحافی، عالم و زاہد، منتظم و داعی جیسی صفات میں مولانا محمد الحسنی کے قرین و مثیل تھے اور مخدوم مولانا ابوالحسن علی ندوی کے معتمد و رفیق کار اور امیدوں کا مرکز، مگر ہائے افسوس کہ ایک سے مولانا کی کمر ٹوٹ گئی تو دوسرے نے دست و بازو سے محروم کردیا۔ فعال لما یرید۔ حکیم و خبیر ہی اپنے فیصلوں کی حکمتوں سے واقف ہے۔ اور یقیناً اسکے فیصلے بہتر ہوتے ہیں۔ جزع فزع کا نہ مقام ہے نہ بندوں کو حق، ابھی پچھلے سال (۱۹ جولائی ۱۹۷۹ء) مولانا مدظلہ کیساتھ دونوں تشریف لائے۔ دارالعلوم میں بھی قدم رنجہ فرمایا۔ اور مختصر ملاقاتوں میں ناچیز کو عجیب و غریب الطاف محبت سے نوازا اور جاکر خطوط میں ذہنی و فکری یگانگت قلبی و نظری قرب اور مخصوص ترین حلقۂ احباب کے قابل سمجھ لینے کی بشارتوں سے نوازا، مگر ہائے وہ خواب جو اتنی جلدی ٹوٹ گیا اور ندوہ اپنے ذہین و فطین ترجمانوں اور اسلام کے داعیوں سے محروم ہوگیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔ (الحق اگست ۱۹۷۹ء)

ہو گئے اور ماہ مبارک کی برکات سے متمتع۔ آپ کے پُر خلوص اصرار پر چند گھنٹوں کے لئے دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک حاضری ہوئی تھی۔ لیکن اس مختصر زیارت نے تشنگی اور بڑھادی، جی یہ چاہتا ہے کہ چند دن اس دیار مجاہدین میں گزریں جہاں کی خاک کی آغوش میں تسبیح ومناجات کے ساتھ جہاں کی فضا تکبیر مسلسل کا ابھی ایک ڈیڑھ صدی پیشتر روح پرور منظر دیکھ چکی ہے۔ ع در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق اور رہبان فی اللیل وفرسان بالنھار کے حامل عصر جدید کیا عجب کہ ایسے قدسی صفات پھر اسی مقام سے اٹھیں جہاں آپ آباد ہیں، وجہ یہ کہ رائے بریلی کی تربیت گاہ سے بالاکوٹ کی شہادت گاہ تک پہنچنے والے قافلہ کی گزرگاہ آپ کا مسکن ہے۔ وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز اور ایک خوشخبری اور قابل مبارکباد واقعہ سنئے۔ میں نے اور برادرم محمد الحسنی ندوی[1] مدیر البعث الاسلامی نے سفر پاکستان سے واپسی میں یہ طے کیا کہ ہم ایسے لوگوں کی فہرست تیار کریں جن سے ہمیں اس سفر میں قلبی مناسبت معلوم ہوئی۔ فہرست تیار ہوئی اور مختصر سے مختصر فہرست میں بھی آپ کا نام نامی نہ چھوٹا۔ ایسی مختصر فہرست میں جن کے شرکاء کا شمار انگلیوں پر کیا جاسکتا تھا۔ آپ موجود تھے، اب بتائیے یہ انکشاف بذات خود ہمارے لئے آپ کی ذات میں کتنی اچھی دنیا کی دریافت تھا۔ ایسے سینکڑوں افراد سے ملاقات ہوئی۔ جن میں ہر ایک قد آور شخصیت اور ایک مقام کا حامل تھا۔ لیکن "تو چیزے دیگر است" میں آپ شامل رہے۔ ہر ایک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس الحب فی اللّٰہ میں مزید برکت وترقی عطا فرمائے اور اسے جانبین کے دنیوی واخروی ترقیات اور درجات کی بلندی اور دین کی سربلندی کا ذریعہ بنائے۔ آپ کی دعوت کے طفیل میں میرا اپنے آبائی وطن کے قریب سے گزر ہوا ہے، یہ ممکن نہ تھا۔ ایک اور زحمت دے رہا ہوں۔ امید ہے کہ جلد تعمیل ہوگی۔ حضرت ندوی مدظلہ کی پاکستان میں کی ہوئی تقریروں کا مجموعہ مرتب ہو رہا ہے۔ مجھے دو تقریروں کی اشد ضرورت ہے جو آپ نقل کروا کر پہلی فرصت میں بھیجدیں۔ ایک تو اسلام آباد ہوٹل کے استقبالیہ کی تقریر، جس میں خاص طور پر حضرت نے اسلامی تمدن وتہذیب کے احیاء پر زور دیا تھا۔ دوسرے آپ کے دار العلوم کی مسجد میں کی ہوئی تقریر، امید ہے میری خاطر یہ زحمت گوارا فرمائیں گے۔ اپنے والد بزرگوار اور ہم سب کے بزرگ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ سلام مسنون کے بعد درخواست دعا پہنچا دیجئے۔ ماہ مبارک کو دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں۔ تمام اساتذہ اور اہل تعلق کی خدمت میں سلام مسنون و درخواست دعا۔

آپ کا بھائی اسحاق جلیس ندوی

(۲)

(صاحبزادی کے عقد نکاح میں شرکت کا دعوت نامہ)

محترمی ومکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بفضلہٖ تعالیٰ میری دختر کا عقدِ مسنون زیر سایہ عاطفت وبدست مبارک حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ العالی بتاریخ ۲۹ اکتوبر ۸۷ء بروز اتوار بوقت ۵ بجے عصر بمقام ملٹری سینٹر مسجد نزد رائیڈنگ اسکول احمد نگر کیمپ انعقاد پذیر ہوگا۔ اس تقریب سعید میں آپکی شرکت باعثِ مسرت واحسان ہوگی۔

الداعی اِسحاق جلیس ندوی ابن مولوی عبد الستار صاحب

---

[1] اردو عربی ادب کے عظیم انشاء پرداز علامہ علی میاں مرحوم کے عکس جمیل عربی ماہنامہ البعث الاسلامی کے مدیر ندوۃ العلماء کے گل سرسبد۔ (س)

حضرت مولانا محمد اسحاق خان مدنی[1] پلندری

(۱)

۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ (آزاد کشمیر میں نئے دستور کی تشکیل میں آئین کی اسلامی بنانے کا معاملہ)

بخدمت جناب گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب زادہ اللہ شرفاً ومجداً، ہدیہ مسنون، نیاز مقرون: قبل ازیں غالباً دو عریضے یکے بعد دیگرے خدمت عالیہ میں پیش کر چکا ہوں مگر پوری لجاجت سے جواب کی عرض کرنے اور انتظار بسیار کے باوجود تاہنوز محرومی رہی۔ جس سے بڑا دکھ ہوا۔ آج پھر عریضہ ہٰذا خدمت عالیہ میں پیش کرتے ہوئے گزارش کرتا ہوں کہ براہ کرم معاملہ چونکہ اہم ہے اسلئے جواب باصواب سے فوری اور ضروری نوازیں۔ جواب طلب امور اختصار کے ساتھ ذیل میں پیش کرتا ہوں۔ تاکہ جواب میں سہولت رہے۔

نمبر۱: آزاد کشمیر میں نئے دستور کی ترتیب وتشکیل کا معاملہ زیر غور ہے اس سلسلہ میں آئین کو اسلامی بنانے یا اسلامی آئین کے قریب لانے کیلئے ہمیں کیا کچھ اور کس طرح کرنا چاہئے۔ نمبر۲: دو مضمون جو اسی مسئلہ سے متعلق ہیں راقم نے بڑی مصروفیت اور عجلت و پراگندہ خیالی کے عالم میں ترتیب دیئے ہیں، پیش خدمت ہیں' براہ کرم پوری غور وفکر اور تنقیدی نظر سے ان کا مطالعہ فرمائیں اور ان میں لفظی ومعنوی جس قسم کی بھی غلطیاں ہیں جن کا ہونا کچھ بعید نہیں' بلکہ بندہ کی ناقص العلمی اور مذکورہ بالا عوارض کے باعث ان کا وجود عین قرین انصاف وعقل ہے' ان پر گرفت فرماتے ہوئے انہیں ایک الگ کاغذ پر تحریر فرما بھیجیں تاکہ ان سے استفادہ کرتے ہوئے اغلاط کی اصلاح کر کے انہیں شائع کیا جاسکے۔ نیز ہمراہ اپنی جانب سے ایک تقریظ بھی تحریر فرما کر بھیجیں تاکہ حوصلہ افزائی بھی ہو جائے اور اسے شریک اشاعت بھی کیا جائے۔

۳: اس سلسلہ میں جن جن کتب سے استفادہ کیا جاسکتا ہو انکی نشاندہی فرمادیں تاکہ ان سے استفادہ کیا جاسکے۔

۴: مجھے آں محترم کی مصروفیات اور عدیم الفرصتی کا پورا احساس ہے مگر اسکے باوجود گزارش کرونگا کہ اس مسئلہ کو اولیت دیں کیونکہ اسکی اہمیت اور نزاکت کے علاوہ وقت بھی مختصر ہے' اس سلسلے میں آزاد کشمیر کے شہر میرپور میں ایک کنونشن بھی عنقریب متوقع ہے۔ اس سے پہلے اس کا طے ہونا ضروری ہے تاکہ اس موقع پر کوئی ٹھوس اقدام کیا جائے۔ والسلام بندہ محمد اسحاق غفرلہ۔ از خدام دار العلوم پلندری

۵: حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں بھی پیش کر کے آں قبلہ کی تقریظ بھی ہمراہ بھجوائیں ضروری۔

(۲)

(۷۰ء کا الیکشن شیخ الحدیث اور مفتی محمود کی کامیابی ○ ہوشربا نتائج ○ پلندری سے رسالہ جاری کرنے کا ارادہ)

۱۵ رشوال ۱۳۹۰ھ

بخدمت اقدس، محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ۔ ہدیہ مسنون نیاز مقرون۔ مزاج اقدس عرصہ بعد حاضری کے شرف سے مشرف ہونے کا موقع پا رہا ہوں' گوناگوں مشکلات، بالخصوص سال رواں میں پیدا ہوتے والے بعض زہرہ گداز سوانح جن کی تفصیل

---

[1] مولانا محمد اسحٰق مدنی نہایت ولولہ انگیز شخصیت، دار العلوم تعلیم القرآن پلندری آزاد کشمیر میں پڑھاتے رہے۔ پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے ہوتے ہوئے دوبئی کے ہو کر رہ گئے اور وہاں دینی وعلمی خدمات میں مشغول ہیں۔ جمعیۃ اہل السنت والجماعت متحدہ امارات کے پلیٹ فارم اور مختلف علمی محاذوں پر سرگرم عمل ہیں۔ قرآن کریم کے ترجمہ تفسیر وحواشی کا ایک بڑا کام مخصوص انداز میں مکمل کیا جو عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن عرف تفسیر مدنی چھ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے' اسکے علاوہ "تحفہ علم وحکمت" کے نام سے حضورؐ کے جوامع الکلم کا مجموعہ مرتب کیا ہے۔

عند التلاقی ہی عرض کی جاسکتی ہے، نے تو مختل الحواس کر کے رکھ دیا ہے۔ آپ بزرگوں کی خصوصی دعاؤں کی شدید ضرورت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے راستے میں حائل ان مشکلات کا ازالہ فرما کر سکون واطمینان کیساتھ کوئی ٹھوس اور بنیادی کام انجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین

محترم المقام! پاکستان کے حالیہ انتخابی انقلاب نے تو اچھے اچھے لوگوں کے ہوش چرخ کر دئے اور ہمارے لئے تو یہ سلسلہ "فاصابکم غماً بغم لکیلا تحزنوا علیٰ مافاتکم و لاتفرحو بما اٰتکم" کا مصداق بن کر سامنے آیا۔ لیکن پھر بھی الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ مسٹر بھٹو کو بھاری اکثریت سے شکست دے کر واضح کامیابی حاصل کرنے کا حضرت مفتی صاحب کا عظیم کارنامہ قدرت کا ایک ایسا انعام ہے' جس سے ہمارے سر فخریہ طور پر بلند ہو گئے اور خدا گواہ! جمعیت کے کامیاب ہونے والے سارے امیدواروں میں سے قبلہ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی کامیابی سے بطورِ خاص بے پایاں قلبی مسرت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے اور ہمیں ان کے زیر سایہ دین کی زیادہ بہتر خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین

میری جانب سے حضرت کی خدمت میں نیازمندانہ ہدیہ مسنونہ اور دلی ہدیۂ تبریک پیش کر دیجئے گا۔ ہمارے مدرسہ کے حضرت مہتمم[1] صاحب بھی بڑی عقیدت اور نیازمندی سے ہدیۂ تسلیم و تبریک پیش کرتے ہوئے دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔ ہمارے پورے مدرسہ کی جانب سے اسی قسم کے جذبات کو قبول فرمائیے گا۔

محترم المقام! جیسا کہ عرصہ سے یہ ارادہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا رہا ہوں کہ اپنے مدرسہ کی جانب سے ایک رسالہ نکالا جائے اب پھر عرض کرتا ہوں کہ ارادہ بدستور ہے مگر مشکلات میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ شاید آپ کو یہ بچوں کی سی باتیں معلوم ہوں مگر میں جن حالات میں گرفتار ہوں شاید ان کا صحیح ادراک بھی آپ کیلئے مشکل ہو' بہرکیف اب ارادہ یہ ہے کہ اس کام کے لئے قدم اٹھا ہی لیا جائے۔ منزل مقصود تک پہنچنے میں جتنی بھی دیر لگے مگر سفر کا آغاز کر ہی دینا چاہئے۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ آپ براہ کرم پورے غور کے بعد مندرجہ ذیل چند گزارشات کا تفصیلی جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

ا۔ رسالہ کا نام کیا ہونا چاہئے، ماہنامہ کیلئے کونسا نام بہتر ہوگا اور ہفت روزہ کیلئے کونسا؟

ب۔ اس کے ڈیکلریشن کے حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ کس طرح یہ کام بآسانی ہوسکتا ہے؟

ج۔ اس میدان میں کامیابی کیلئے کیا کچھ کرنا ہوگا؟ کس قسم کا توشہ اس سفر کیلئے ضروری ہوگا؟

ممکن ہے کہ دارالعلوم حقانیہ میں حاضری اور آپ مہربانوں سے ملاقات وزیارت کے عرصہ دراز کے دلی ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوئی سبیل مستقبل قریب میں نکل آئے اور اس طرح بالمشافہ گفتگو کے دوران سب دکھ درد سنے سنائے جاسکیں۔ اگر ایسے ہوسکا تو فبہا ونعمت، ورنہ بذریعہ خط ہی تبادلۂ خیالات کیا جاسکتا ہے۔ اس کے سوا اور چارہ ہی کیا ہوسکتا ہے۔

جواب جلد عنایت فرمائیں اور تفصیلی کوائف سے آگاہی بخش کر ممنون فرمائیں۔ جواب کا شدت سے انتظار رہے گا۔ دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی جانب سے ہدیۂ تسلیم قبول ہو۔ والسلام، بندہ محمد اسحٰق غفرلہ ربہ یکے از خدام

دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری پونچھ، آزاد کشمیر

---

[1] حضرت مولانا محمد یوسف خان کشمیری بانی ادارہ

(۳)

۲۵ ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ، ۲۳ جنوری ۱۹۷۱ء (علمی و دینی رسالہ کے اجراء کا دیرینہ شوق اور اس بارہ میں رہنمائی)

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیہم۔ ہدیہ مسنون نیاز مقرون، مزاج مقدس، کم وبیش ایک مہینہ کا عرصہ ہو گیا ہے راقم نے آں محترم کی خدمت عالیہ میں ایک تفصیلی عریضہ ارسال کیا تھا جسکے ملنے کی پر وثوق امید ہے مگر خدا جانے امید و انتظار کے باوجود جواب باصواب کے شرف سے تاہنوز محرومی کیوں ہے؟ مایوسی کے بعد آج دوبارہ بذریعہ عریضہ ہذا حاضر خدمت ہو رہا ہوں۔

محترم المقام! بندہ نے اپنے سابقہ عریضہ میں عرض کیا تھا کہ مشکلات کے باوجود اپنے مدرسہ کی جانب سے ایک علمی و دینی قسم کے رسالہ کے اجراء کا دیرینہ شوق فزوں تر ہے اور مادیت ولا دینی کے موجودہ سیلابی وطوفانی دور میں بدلتے حالات کے تیور دیکھ کر

ع بڑھتا ہے ذوق جرم...... کے مصداق یہ قلق واضطراب مزید از مزید جوش مارتا ہے' اندریں صورت اللہ رب العزت کی خصوصی عنایات کے علاوہ اسباب و وسائل کی اس دنیا میں اپنی بے بضاعتی و بے سروسامانی کے باعث نظریں آپ ہی جیسے ان دردمند مخلصوں کی جانب اٹھتی ہیں جنھیں فیاض ازل نے شوق و ذوق اور صدق و سوز کے ساتھ ساتھ علم وقلم کی دولت سے بھی نوازا ہے۔ اسلئے گزارش خدمت ہے کہ

الف: کیا تسکین خاطر کیلئے اس وادیٔ پُر خار میں قدم رکھ دیا جائے یا سلامت بر کنار است؟

ب: اگر جواب اثبات میں ہے جیسا کہ حالات وخیالات کا تقاضا ہے' تو پھر اس رسالہ کیلئے موزوں نام کونسا ہوگا اور یہ کہ ماہوار ہو یا ہفتہ وار؟

ج: اس بارہ میں اہم پیشگی ضروریات کیا ہونگی' اور انکے حصول کا کیا طریق ہو سکتا ہے؟

اور آپ اس میدان میں ہماری کیا اور کتنی مدد کر سکتے ہیں؟ پوری تفصیل سے نوازیں' جواب باصواب سے جلد مطلع فرمائیں تا کہ استفادہ کیا جا سکے، شدت سے انتظار رہیگا، بندہ کی طرف سے قبلہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں ہدیہ سلام قبول ہو، ہمارے مدرسہ کے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی جانب آپ دونوں کو درجہ بدرجہ عقیدت وخلوص بھرا ہدیہ تسلیم قبول ہو۔

عیدالاضحیٰ کے بعد اپنے مظفر آباد وغیرہ کے ایک مجوزہ دورے کے دوران آپکے یہاں حاضری کا بھی ارادہ ہے اگر ایسا ہو سکا تو پھر ملاقات کے دوران بالمشافہ گفتگو اور تبادلہ خیالات واستفادہ کا موقع مل سکے گا۔ واللہ الموفق

والسلام، منتظر جواب بندہ محمد اسحاق عفی عنہ۔ یکے از خدام دار العلوم پلندری پونچھ آزاد کشمیر

(۴)

۱۲ جون ۱۹۷۲ء (آزاد کشمیر میں اساتذہ کا تربیتی ریفریشر کورس O مولانا علی میاں کا "الحق" میں مضمون)

بخدمت گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ، مدیر "الحق": ہدیہ مسنون نیاز مقرون، مزاج سامی، افسوس کہ دلی خواہش کے باوجود عوائق وموانع اور مجبوریوں ومصروفیتوں نے اب تک دار العلوم حقانیہ کی دید وزیارت سے محروم رکھا اور کوئی موقع اس خواہش و چاہت کی تکمیل کا تاہنوز نہ مل سکا شاید مستقبل قریب کوئی صورت بن سکے واللہ الموفق والمعین۔

آج کی حاضری کا اصل مقصد یہ ہے کہ میر پور آزاد کشمیر میں اساتذہ کا ایک تربیتی ریفریشر کورس شروع ہو رہا ہے جسمیں آزاد کشمیر اور پاکستان کے کچھ حضرات نے راقم کو بھی تعلیم وتربیت کی خدمت کیلئے دعوت دی ہے اور راقم کو ایک ماہ کیلئے کہا گیا ہے بعض دوستوں اور مخلصوں کا

مشورہ واصرار ہے کہ میں اس پروگرام میں ضرور حصہ لوں کیونکہ کلمہ خیر پہنچانے کا ایک اچھا موقع مل رہا ہے۔ادھر میرے لئے چونکہ یہ ایک نیا اور پہلا موقع ہے اسلئے آں محترم جیسے احباب علم وقلم کی تجاویز وآراء کا بہت محتاج ہوں۔ براہ کرم یہ عریضہ ملتے ہی اپنی ہدایات سے استفادہ کا موقع بخشیں کہ کس طرح اور کن خطوط پر کام کرنا زیادہ مفید و موثر ہوگا اور اس ضمن میں کون کونسی کتابوں اور رسائل و جرائد کا مطالعہ سود مند ہوگا تفصیلی اور فوری جواب کا شدت سے منتظر رہونگا کیونکہ وقت بہت محدود و مختصر ہے۔حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں عقیدت و نیاز بھرا ہدیہ تسلیم عرض کرنے کے ساتھ ساتھ یہی گزارشات پیش کر دیجئے گا' اور دعاوں کی درخواست بھی۔

والسلام بندہ محمد اسحاق عفا اللہ یکے از خدام دار العلوم پلندری

نوٹ: باہر کے ایک طویل دورے سے کل ہی مدرسہ میں واپس پہنچا تو آج حضرت مولانا علی میاں کا مضمون ''الحق'' میں پڑھا واقعی عجیب و غریب مضمون ہے بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے اللہ انکا سایہ سلامت رکھے۔ آمین

(۵)

۴ر رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ (ریفریشر کورس میں پڑھے گئے دو مقالے)

بخدمت گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ۔ہدیہ مسنون' نیاز مقرون، مزاج سامی، قبل ازیں دو مختلف مقاصد کے پیش نظر دو مرتبہ عریضہ جات خدمت عالیہ میں پیش کر چکا ہوں مگر جواب سے امید وانتظار کے باوجود تا ہنوز محروم ہوں خدا جانے کیوں۔ ہماری دلی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو خیر و عافیت سے دینی و علمی خدمات میں رواں دواں اور ترقی کناں رکھے۔آمین

راقم آثم نے آزاد کشمیر کے اساتذہ کے ایک خصوصی ریفریشر کورس میں دو مختلف عنوانوں پر دو مقالے پڑھے تھے جنہیں بڑا پسند بھی کیا گیا تھا اور وہ بعض ہفت روزوں میں شائع بھی ہوئے تھے۔موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ان میں سے ایک اس وقت حاضر خدمت ہے اگر اسے ''الحق'' کے صفحات میں جگہ دے سکیں تو عنایت ہوگی، قبل ازیں غالباً دو تین مرتبہ اپنی الٹی سیدھی باتوں پر مشتمل کچھ مضمون بھیجنے کی جسارت کی تھی مگر وہ شریک اشاعت نہ ہو سکے شاید اس لئے کہ وہ اسکے اہل نہ تھے اب کے پھر یہ ہمت کر رہا ہوں۔کتابت کی کچھ غلطیاں ہونگی، اسی طرح اگر نفس مضمون میں بھی کچھ خامیاں محسوس فرمائیں تو اصلاح فرمائیں۔حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں عقیدت و نیاز بھرا ہدیہ تسلیم عرض ہے...... والسلام: بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ یکے از خدام دار العلوم القرآن پلندری پونچھ آزاد کشمیر

(۶)

از مدینہ منورہ ۱۹۷۶/۲/۳۱ م (الحق نقیب حق اداریہ حق و صداقت کی آواز صدق و خلوص سوز و گداز کے لازوال موتی O جداگانہ نصاب اہل سنت پر ظلم)

مولانا المکرم جناب سمیع الحق صاحب زید مجدہ، سلام مسنون، مزاج سامی، عرصہ بعد مدینہ منورہ کی مقدس سرزمین سے یہ عریضہ پیش خدمت کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہا ہوں' بلکہ غالباً یہ پہلا موقع ہے کہ اس ارض مقدس کے تین سالہ قیام کے دوران آپکی خدمت عالیہ میں بذریعہ عریضہ حاضری دے رہا ہوں۔

''نقیب حق'' (الحق) کا دسمبر جنوری کا شمارہ ایک ساتھی کے ذریعے نظر نواز ہو کر باعث نور و سرور ہوا۔ حسب سابق اس مرتبہ بھی اس میں صدق و خلوص اور سوز و گداز کی دولت لازوال کے موتی جھلمل جھلمل کرتے محسوس ہوئے' الحق کا اداریہ جو کہ حق و صداقت کی آواز ہوتا ہے وہ تو اول نظر میں پورا پڑھے بغیر چین ہی نہیں آتا' اسکے علاوہ دوسرے وقیع مضامین و پرمغز مقالات بھی پڑھے۔اور دل سے دعاء نکلی ''اللہ

کرے زور قلم اور زیادہ' اور حق وصداقت کی اس آواز کو زیادہ سے زیادہ استقامت اور قبولیت کی دولت سے نواز ے
ع ایں دعاء از من و از جملہ جہان آمین باد، بس یہی تاثر اس وقت یہ چند الٹے سیدھے نقوش پیش کرنے کا محرک وداعیہ بنا ع گر قبول افتدزھے عزو شرف.

مولانا اسحاق سندیلوی کا مضمون: ان تمام مضامین میں دو مضمون مجھے زیادہ ہی پیارے لگے جن میں سے ایک مولانا محمد اسحاق صاحب[1] سندیلوی مدظلہ کا تھا جو اپنے یہاں کے نئے دینیات کے نصاب پر تنقید سے متعلق تھا اور دوسرا جناب محمد سلیمان اظہر صاحب کا مضمون جو مولانا فضل حق خیر آبادی مرحوم سے متعلق تھا' جس میں انہوں نے تحقیق واخلاص کے ساتھ حقائق کو پیش کیا اور ایک غلو پسند ومبالغہ پرست فرقے کی حقائق کی ٹھوس ضربات سے سرکوبی کی' افسوس کہ اس مضمون کی پہلی قسط نظر سے نہ گزر سکی ورنہ موصوف کی ٹھوس اور جاندار تنقید سے مزید مستفید ہوتا۔

حضرت مولانا سندیلوی مدظلہ کی نگارشات تو بطور خاص دل میں اترتی جارہی تھیں اور یہ اسلئے کہ اس سے کچھ ہی عرصہ قبل راقم نے اپنے یہاں کی دینیات کی میٹرک تک کی کچھ کتابیں منگوائی تھیں جنھیں دیکھنے کے بعد بعض باتیں تو سخت ہی کوفت کا باعث بنیں اور طبیعت بہت ہی مشوش وآزردہ رہی، حضرت مولانا مدظلہ کے اس تحقیقی مضمون میں جہاں اپنے دل میں کھٹکنے والی وہ بعض باتیں بھی دیکھیں وہاں مزید کئی نئے گوشے سامنے آئے۔ فجزاہ اللّٰہ عنا وعن جمیع المسلمین ونفعھم بما أفاد،

حقیقت یہ ہے کہ جداگانہ نصاب کی منظوری بذات خود اہل سنت کے سواد اعظم پر بہت بڑی زیادتی ہے' اسلئے کہ یہ ایسے ہی ہے جیسے ترازو کے ایک پلڑے میں ایک سیر کا وزن رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں ایک چھٹانک رکھ کر یہ دعویٰ کیا جائے کہ ہم نے دونوں پلڑوں اور دونوں وزنوں کو برابر رکھدیا لہٰذا ہم بڑے انصاف پسند اور مساوات کے علمبردار ہیں اور پھر اسکے بعد خالص سنی نصاب تیار کرنے کیلئے بھی شیعہ مؤلفین کی دخل اندازی اور حصہ داری کا مقصد ہی کیا رہ جاتا ہے؟ کیا سنیوں کا سواد اعظم شیعیت کے اشتراک کے بغیر اپنا نصاب تعلیم تیار کرنے کا بھی اہل نہیں ؟

سنی علماء کو سلو پوائزن کا احساس نہ ہوسکا؟ پھر تیسرے مرحلے پر یہ بات بھی بڑے دکھ اور صدمے کی ہے کہ وہ کیا عوامل اور محرکات تھے جنہوں نے سنیوں کو بھی اس زہر آلود غذاء کے قبول کرنے پر مجبور کردیا۔ وہ سنی علماء کرام جن کے اسماء گرامی مؤلفین کی اس فہرست میں درج ہیں شیعیت کے ان جراثیم کو کیوں نہ دیکھ سکے درآنحالیکہ ان میں سے بعض کی زندگیوں کا مشن ونصب العین ہی اہل السنت والجماعت کے موقف کی حمایت وصیانت رہا۔ ان کو کس سانپ نے سونگھ لیا تھا جو انکو نسلوں کو مٹادینے والے اس ''سلو پوائزن'' کا احساس تک نہ ہوسکا اور انہیں اس زہر ہلاہل کو قند شیریں کی طرح اپنی معصوم ونوخیز نسل کے آگے رکھ دینا پڑا۔ فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت اقدس میں عقیدت ونیاز بھرا تحفۂ سلام عرض ہے' ہوسکے تو دار العلوم کے دیگر علماء وطلباء کی خدمت میں بھی ہدیہ تسلیم پیش کردیجئے گا' اس مرتبہ جون جولائی سے ملنے والی چار ماہ کی سالانہ تعطیلات کے موقع پر وطن واپسی کا ارادہ ہے شاید اس موقع پر زیارت کی سعادت نصیب ہوسکے۔ دعا گو بھی ہوں اور دعا جو بھی۔ امید ہے فراموش نہیں فرمائیں گے۔ والسلام بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ

---

[1] مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندوۃ العلماء کی معروف شخصیت ہجرت کے بعد جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن کراچی سے وابستہ رہے۔ ماہنامہ الحق کو اس دور میں خصوصی نگارشات سے نوازتے رہے۔ مزید تفصیل ان کے خطوط میں۔ (س)

(۷)

(الحق کے پیام حق کا شراب شیرین O حقانیہ‘ مولانا عزیر گل‘ عبدالغفار خان سے ملنے کی خواہش)

۱۹/۹/۱۳۹۶ھ، ۱۵/ستمبر ۱۹۷۶ء

مکرم ومحترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفہ۔ سلام مسنون، امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہونگے مدینہ طیبہ کے دوسال کے قیام کے بعد بچوں سمیت وطن واپس پہنچے ہوئے بھی کوئی دوماہ کا عرصہ ہورہا ہے الحمدللہ یہ سارا سفر بخیر وعافیت طے ہوگیا۔

آپکی یاد دلشاد تو ایسی متاع عزیز ہے کہ بھلائے سے بھی نہیں بھلائی جاسکتی کہ وہ ایک طبیعت ثانیہ کا درجہ رکھتی ہے‘ البتہ ملاقات اور خط وکتابت کی سعادت سے بہرہ وری کے مواقع کم ہی میسر آتے ہیں‘ مدینہ طیبہ سے ایک مرتبہ ایک تفصیلی عریضہ خدمت عالیہ میں ارسال کیا تھا جو قوی امید ہے کہ ضرور مل گیا ہوگا لیکن خدا جانے کہ جواب باصواب کے شرف سے ابتک محرومی کیوں؟ امید ہے کہ اس عریضہ کے جواب سے ضرور اور فوری ہی مشرف فرمائینگے۔

”الحق“ کے ”پیام حق“ میں آپ جو ”پیام حق“ کے ”شراب شیریں“ سے خلق اللہ کی سیرابی کا سامان کرتے ہیں‘ اس پر آپ ہم سب کے شکریے اور دعاؤں کے بجا طور پر حقدار ہیں اور الحمدللہ کہ ہمیں اس حق کا پوری طرح احساس واعتراف ہے کہ آپ ہم سب کا یہ مشترکہ فریضہ بحسن وخوبی انجام دے رہے ہے، ہماری بھی ہمیشہ یہی دلی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو مزید از مزید سعادت وتوفیق سے نوازے۔ آمین

دو گزارشیں اور بھی عرض کرنا چاہتا ہوں‘ اول یہ کہ یہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ”الحق“ یہاں نہیں آرہا جس سے افسوس ہوا اسلئے کہ میں تو ملک اور بیرون ملک ہر جگہ ”الحق“ جیسے اپنے وقیع جرائد کی اشاعت وتوسیع کو اپنی ذمہ داری اور سعادت سمجھتا ہوں اور خود اپنے یہاں یہ پیام حق پہنچنا موقوف ہوجائے تو کسقدر افسوسناک ہے اسلئے گزارش ہے کہ براہ کرم آپ فوری ہی پرچہ راقم کے درج ذیل پتہ پر بذریعہ وی پی ارسال فرمادیں۔ ”مولوی محمد اسحاق خان مدنی استاذ الحدیث دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری پونچھ آزاد کشمیر“

دوسری گزارش یہ ہے کہ عرصہ سے مادر علمی ”دارالعلوم حقانیہ“ کی زیارت کا ارادہ ہے تا کہ اسکی زیارت کے دوران حضرت شیخ مدظلہ کی دست بوسی کا شرف بھی حاصل ہوسکے چونکہ عید کے جلد ہی بعد مدینہ منورہ واپسی کا بھی ارادہ ہے اسلئے گزارش ہے کہ دارالعلوم کب کھلے گا اور حضرت شیخ کن دنوں وہاں مل سکیں گے نیز جی چاہتا ہے کہ اس سفر میں مولانا عزیر گل صاحب[۱] اور عبدالغفار خان صاحب[۲] سے بھی ملاقات کرتا آؤں۔ تو اس خواہش کی تکمیل کی کیا صورت ہوسکتی ہے جواب ملنے پر ہی اپنے پروگرام کو آخری شکل دے سکوں گا۔ امید ہے جلد ہی تفصیلی جواب باصواب سے نواز کر ممنون فرمائیں گے۔ شدت سے انتظار رہیگا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت اقدس میں راقم اور حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب ایم این اے مدظلہ کی جانب سے خلوص ونیاز بھرا ہدیہ تسلیم قبول ہو۔

والسلام...... مخلص محمد اسحاق از پلندری پونچھ آزاد کشمیر

(۸)

(اہل حدیث ہفت روزہ کا دیو بند اور مظاہر العلوم کے بارہ میں خرافات کا طومار)

از مدینہ منورہ، ۱۳/۲/۱۳۹۷ھ، ۲/فروری ۱۹۷۷ء

گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ سلام مسنون، خط لکھنے سے یوں بھی قاصر رہتا ہوں کہ آپ جواب دے نہیں سکتے

---

۱ اسیر مالٹا مولانا عزیر گل کاکاخیل ۲ سرخپوش تحریک کے رہنما خان عبدالغفار خان عرف بادشاہ خان

یا قصداً اور خور اعتناء نہیں سمجھتے۔ نتیجتاً ہمت ہی جواب دے جاتی ہے اور آجکل تو الیکشن کی گہما گہمی میں اور زیادہ مصروف ہونگے اسلئے معاملہ اور بھی زیادہ ہوگا۔

لیکن اس سب کے باوجود آج یہ عریضہ پیش کرنے پر اسلئے مجبور ہوں کہ نام نہاد اہلحدیثوں کے ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور میں آجکل مندرجہ ذیل عنوان سے ایک مضمون چھپ رہا ہے ''ناز بھی کر تو باندازہ رعنائی کر'' جسکی چند قسطیں جو مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا انکا حاصل یہ ہے کہ دیوبند اور مظاہر العلوم کے مدرسے انگریزوں کی حمایت میں اور مسلمانوں کا جذبہ جہاد کمزور کرنے کیلئے قائم کئے گئے تھے' انکے بانی انگریزوں کے حامی تھے' دیوبندیت ایک ایسی زنبیل ہے جسمیں انگریزوں کے دشمن اسکے مخبر کانگریس کے ایجنٹ اور اسکے مخالف، بدعتیوں کے دشمن اور انکے ہمنوا وغیرہ ہر قسم کے لوگ مل جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ خرافات اور بکواسات کا ایک طومار اور انبار......

یہ مضمون لکھنے والے ''پروفیسر سلیمان اظہر'' نام کی کوئی چیز ہے۔ (جو خباثت اور بدنیتی و بدطینتی کا ٹوکرہ معلوم ہوتی ہے) اسی پروفیسر صاحب کا ایک مضمون بعنوان ''مولانا احمد رضا خان بریلوی'' الحق کے صفحات میں بھی پچھلے دنوں شائع ہوا تو کیا آپ بتا سکیں گے کہ ایسے خبیث النفس انسان کو ''الحق'' کے پاکیزہ صفحات میں کیوں جگہ دی؟ اور یہ شخص جو کچھ خرافات اپنے مذکورۃ الصدر مضمون میں لکھ رہا ہے ان کے بارہ میں آپکے قلم کا رویہ کیا ہے؟ امید ہے تفصیلاً اطلاع بخشیں گے چشم براہ رہوں گا۔

حضرت مولانا دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں نیازمندانہ سلام مسنون کا تحفہ عرض ہے۔ امید ہے تفصیلی عنایت نامہ سے جلد ہی نوازینگے۔ والسلام مخلص محمد اسحاق خان عفا اللہ عنہ۔۔۔ از مدینہ منورہ

(۹)

(سعودی حکومت کی طرف سے عرب امارات میں تبلیغی کام کیلئے تقرری)

۲۵ رجب ۱۳۹۸ھ، یکم جولائی ۱۹۷۸ء

گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زاد اللہ شرفاً و مجداً۔ سلام مسنون، امید ہے آپکے مزاج بعافیت ہونگے۔ عرصہ قبل ایک تفصیلی عریضہ آں محترم کی خدمت میں ارسال کیا تھا لیکن امید و انتظار کے باوجود اسکے جواب سے محرومی ہی رہی بہرکیف ہماری تو یہی دلی دعا ہے کہ اللہ پاک مسلک حق کے مطابق دین حق کی زیادہ سے زیادہ اور مقبول خدمات سے نوازے رکھے۔ آمین

ایک مضمون جو کیف ما اتفق کے طور پر سپرد قلم کیا ہے پیش خدمت ہے اگر ہو سکے تو کسی قریبی اشاعت میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور اگر ''الحق'' کے صفحات میں جگہ پانے کے قابل نہ ہو سکے تو براہ کرم کسی دوسرے رسالہ کیلئے ارسال فرمادیں تا کہ ردی میں نہ جائے مہربانی ہوگی۔

راقم آثم جو پچھلے کچھ عرصہ سے سعودی حکومت کی طرف سے متحدہ عرب امارات میں تبلیغی خدمات انجام دے رہا ہے' مستقل طور پر لکھنا چاہتا ہے۔ تو کیا آں محترم آگاہی بخش سکیں گے کہ اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے امید ہے تفصیلاً اور جلد ہی نوازینگے، چشم براہ رہونگا۔ نیز میں چاہتا ہوں کہ الحق کے کچھ پرچے یہاں کچھ دوستوں کے نام لگوادوں براہ کرم اس بارہ تفصیلات سے آگاہی بخش کر ممنون فرمائیں۔

حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں عقیدت و نیاز بھرا ہدیہ تسلیم عرض ہے اللہ تعالیٰ انکا سایہ سلامت رکھے۔ یہاں سے متعلق کوئی بھی خدمت ہو تو ارشاد فرمائیں انشاء اللہ تعمیل ارشاد میں مقدور بھر کوشش بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھوں گا' تفصیلی جواب باصواب کی شدت سے انتظار رہیگا۔ والسلام...... مخلص محمد اسحاق خان از دبئی

(۱۰)

۲/ جون ۱۹۷۹ء (دارالعلوم حقانیہ کی زیارت کی خواہش)

گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفہ۔ سلام مسنون۔ امید ہے مزاج سامی بعافیت ہونگے۔ پچھلے کچھ دنوں سے ایک مختصر پروگرام پر وطن واپس آیا ہوا ہوں۔ دارالعلوم پلندری کے سالانہ اجلاس میں شرکت اسلامی نظریاتی کونسل کے چار روزہ اجلاس میں شرکت کے علاوہ جون کے اخیر تک ایک تفصیلی ٹور پروگرام میں بھی نکلا ہوں۔

ارادہ ہے کہ جولائی کے پہلے ہفتے میں کسی وقت دارالعلوم کی زیارت اور آپ بزرگوں سے ملاقات کیلئے اکوڑہ خٹک حاضری دوں۔ براہ کرم درالعلوم پلندری کے پتہ پر اطلاع بخشیں کہ آپ کب تک وہاں مل سکیں گے اور کس تاریخ کو وہاں آنا مناسب رہیگا۔ والباقی عندالتلاقی، حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب اور دوسرے مہربانوں کی خدمت میں عقیدت بھرا سلام عرض ہے۔

والسلام...... مخلص محمد اسحاق خان۔ مظفر آباد۔ آزاد کشمیر

(۱۱)

(قرآن پاک کے ترجمہ تشریح وتفسیری کام کا ارادہ O قدیم وجدید تراجم ومطالب میں اعتدال وتوازن کی راہ O ترجمہ میں مدنظر خصوصیات O اہل بدعت کے تلبیسات کا نوٹس O رجم اور وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ)

۲ جمادی الثانیہ ۱۴۰۱ھ، ۶ راپریل ۱۹۸۱ء

بخدمت گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب زاداللہ شرفاً ومجداً ' ہدیہ مسنون' نیاز مقرون، مزاج سامی امید ہے متعلقین سمیت بخیر وعافیت ہونگے، نامہ کرم عرصہ دراز بعد کچھ ہی روز قبل موصول ہوکر کاشف احوال وکوائف اور باعث سرور وانبساط ہوا، اگر چہ اس قدر تاخیر اور اتنی طویل گم گشتگی کے باعث طبیعت میں سخت غصہ بھی تھا اور شکوہ بھی، لیکن جس خلوص ومحبت سے آپ نے اپنے اس گرامی نامہ میں یاد فرمایا اس سے وہ سب کچھ صاف ہوگیا۔ فجزاکم اللّٰہ خیراً،

آپ کی خیریت کی خبر اور راہ حق میں استقامت وثابت قدمی کے ساتھ پیش روی وغیرہ امور خاص طور پر مسرت کا باعث بنتے ہیں اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے یہ دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حق اور اہل حق کی خاص طور پر ایسی مدد فرمائے کہ حق اور حق والوں کا بول بالا ہوتا جائے اور باطل اور اسکے پرستار اپنے مکروہ سازشوں اور ناپاک عزائم کے ساتھ ذلیل وخوار ہوتے جائیں۔ آمین

ایک نئی بات جو آپ کیلئے امید ہے دلی مسرت کا باعث ہوگی آج عرض کئے دیتا ہوں وہ یہ کہ راقم آثم نے گزشتہ کچھ عرصے سے قرآن پاک کے اردو ترجے اور اسکے تفسیری حواشی کے ارادے سے ایک ایسا عظیم کام شروع کر رکھا ہے جس سے اس بندہ ناچیز کو اپنی علمی بے بضاعتی اور عملی تہی دستی کے اعتبار سے کوئی نسبت ہی نہیں' لیکن اسکے باوجود اس اعتماد وسہارے پر یہ کام شروع کردیا ہے کہ ان اللّٰہ علی کل شئ قدیر.

ارادہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ترجے کی تکمیل ہوجائے تو اسکے بعد پھر حواشی کی طرف توجہ دی جائے کیونکہ دونوں کاموں کی نوعیت مختلف ہے ترجمہ کا کام ہے۔ بہت باریک ونازک بھی اور انتہائی احتیاط وحیفظ کا بھی۔ اسلئے سب سے پہلے ترجمہ قرآن حکیم کا کام شروع کیا گیا ہے اور اس میں اساس وبنیاد کے طور پر مندرجہ ذیل چند امور خاص طور پر قابل ذکر اور لائق توجہ ہیں کہ کام کے دوران نظرانہی پر مرکوز رکھنا مطلوب ہے۔

الف: ترجمہ ایسا سلیس وبامحاورہ ہو کہ نہ تو اس میں تحت اللفظ قسم کی پرانی اردو اور متروک محاورات استعمال کئے جائیں اور نہ ہی کچھ

متجددین کی طرح ایسی آزادی وخودمختاری برتی جائے کہ وہ قرآنی ترجمہ کی بجائے اپنی تقریر معلوم ہونے لگے بلکہ ان دونوں کے درمیان اعتدال وتوازن کی ایسی راہ اختیار کی جائے کہ ایک طرف موجودہ دور کی سلیس وبامحاورہ زبان میں قرآن حکیم کے مطالب کا اخذ واستفادہ سہل ہوجائے اور دوسری طرف اپنے اسلاف واکابر کی اعتدال وتوازن اور حزم واحتیاط والی راہ سے بھی کوئی انحراف واقع نہ ہونے پائے اوران کے متعین کردہ نقوش کے درمیان ہی رہاجائے۔

ب: اور پھر طرز ایسا اختیار کیا جائے جو عام فہم ومطلب خیز بھی ہو کہ نص قرآنی کا مفہوم ومطلب ترجمہ سے ہی واضح ہوجائے اور ساتھ ہی ساتھ قرآنی ادب کے زور کی بھی کچھ نہ کچھ جھلک نظر آسکے۔

ج: اور اسکے ساتھ ساتھ اہم اور بڑا مقصد یہ ہے کہ اہل باطل خاص کر ہندوپاک کے اہل بدعت کے رئیس احمد رضا خان اور اسکے شاگرد نعیم الدین کی ان تحریفات وتلبیسات کا بھی نوٹس لیا جائے جو انہوں نے خداوند قدوس کی اس مقدس کتاب میں کی ہیں اور آجکل پاکستانی قبر پرست اسکی خوب خوب اشاعت کرر ہے ہیں۔ یہاں عرب امارات میں موجود لاکھوں اردو بولنے والوں میں بھی اس کی بڑے وسیع پیانے پر اشاعت کی جارہی ہے اور بعض طباعتوں میں اس کا بھی خاص طور سے اہتمام کیا گیا ہے کہ جو جو تحریفات وتلبیسات خاص کر بدعات ورسوم کی ترویج سے متعلق خرافات کو جلی حروف میں لکھ کر پیش کیا گیا ہے۔ اور وہ عوام کالانعام کو دکھلا کر کہتے ہیں کہ دیکھو جی وہابی لوگ ان چیزوں کو بدعت کہتے ہیں لیکن یہ تو قرآن سے ثابت ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے اکابر میں سے کسی نے اس سے تعرض نہیں فرمایا۔ اول تو اسلئے کہ اس ترجمے کو پہلے کوئی جانتا ہی نہیں تھا یہ تو گزشتہ کچھ سالوں سے "نورانی" نام کے بدعت نواز اور ظلمانی لوگوں نے منظم طور پر شائع کرنا اور پھیلانا شروع کیا ہے اور دوسرے اسلئے کہ ہمارے اکابر کی علمیت اور رفعت شان سے یہ چیز مناسبت بھی نہیں رکھتی تھی تو ایک تو ان کی علمی رفعت وبلند ترین معروفیات اس میں حائل رہیں اور دوسرے اس ترجمے کے گوشہ گمنامی میں رہنے کے سبب اس پر توجہ نہ دی گئی۔

<u>اکابر دیوبند سے مشاورت اور تائید وتحسین:</u> مگر اب صورت حال چونکہ یکسر مختلف ہے اور ضرورت کا شدید تقاضا ہے اسلئے راقم آثم نے اپنے کئی بزرگوں کے سامنے یہ ضرورت رکھی سب نے اس کی ضرورت واہمیت سے اتفاق کیا، لیکن اس کے لئے کام کرنے کی فرصت کسی کے پاس نہیں تھی، ہر بزرگ جہاں کہیں تھے یا ہیں اپنی عظیم ترین معروفیات میں لگاتار معروف اور شدید معروف ہیں۔ چنانچہ راقم آثم نے حضرت شیخ القرآن مرحوم سے یہاں ان کے آخری دورے کے دوران عرض کیا تو انہوں نے اس سے سو فیصد اتفاق فرمایا اور فرمایا کہ ہم اس کے لئے سوچ رہے ہیں مگر اس کے دوسرے ہی دن حضرت مرحوم اس دار فانی سے ہمیشہ کیلئے کوچ کر گئے۔ اس کے بعد راقم آثم نے حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ اور مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ کی خدمت میں اپنی یہ درد بھری گزارشات عرض کیں انہوں نے بھی اس ضرورت سے تو اتفاق فرمایا لیکن کام کون کرے؟ اسکے بارے میں فی الحال اپنی معذوری ہی کا اظہار فرمایا اور یوں عمر کے اس حصے میں یہ کام کرنا بھی بڑا مشکل معاملہ ہے۔

آخر کار راقم آثم نے اس ڈھارس پر یہ کام خود ہی شروع[1] کر دیا کہ اللہ تعالیٰ جو قطعی اور یقینی طور پر "علی کل شیٔ قدیر" ہے کیا وہ اگر ایک ذرہ بے مقدار سے کام لینا چاہے تو اس کیلئے کچھ مشکل ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں اگرچہ گوناگوں مشاغل اور ان کی کثرت کام میں حائل رہتی

---

[1] اور اللہ تعالیٰ نے توفیق سے نوازا اور اب ایک ضخیم تفسیر زبدۃ البیان فی تفسیر القرآن کے نام سے شائع ہوگئی ہے (س)

ہے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چودہ پاروں کا ترجمہ مکمل کر لیا ہے اور اب پندرھواں چل رہا ہے تو اس کے کچھ صفحات بطور نمونہ جناب کی خدمت میں بھی پیش کر رہا ہوں' ایک تو اس دعاء کیلئے اپنی طرف سے بھی اور حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی طرف سے بھی کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس کی تکمیل کی توفیق نصیب فرمائے اور اسے دارین کی سعادتوں کا ذریعہ بنائے آمین اور اسکے ساتھ ہی ساتھ دوسری عرض یہ ہے کہ اپنی رائے سے بھی آگہی بخش سکیں کہ راقم آثم اپنے ارادہ و پروگرام میں کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے اپریل کے اواخر میں کوئی تین ہفتے کیلئے وطن واپسی کا ارادہ و پروگرام ہے۔ اس دوران بھی پلندری کے سالانہ اجلاس اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کے علاوہ کئی دوسرے ضروری پروگرام بھی ہیں۔ اسلئے افسوس کہ دارالعلوم حقانیہ کی زیارت کی خواہش اس مرتبہ بھی پوری نہیں ہو سکے گی۔ واللّٰہ الموفق فی مایستقبل ، حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت اقدس میں عقیدت و نیاز بھرے دعا و تسلیم کے تحفے قبول ہو۔

''تحفہ علم و حکمت'' ، تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی سے مل سکتی ہے اگر آئندہ شمارے میں ''الحق'' میں تبصرہ آجائے تو کیا ہی خوب ہو۔

والسلام مخلص محمد اسحاق از دبئی

<u>رجم اور وفاقی شرعی عدالت:</u> رجم کے بارہ میں لاہور کی وفاقی شرعی عدالت کے حالیہ ایک فیصلے کے خلاف ہماری جماعت ''جمعیت اہل السنت والجماعت برائے متحدہ عرب امارات'' کی طرف سے پچھلے دنوں یہاں ایک میٹنگ میں ایک بیان جاری کیا گیا تھا جس کا ایک فوٹو سٹیٹ آپ کیلئے بھی برائے اطلاع عرض ہے' اگر اپنے وہاں کے کچھ اخبارات میں شائع کرا سکیں تو اچھا ہوگا۔ اسی طرح شاید آپکو معلوم ہو کہ راقم آثم نے نظریاتی کونسل کی طرف سے ملنے والے اپنے ایک ہزار روپیہ ماہانہ کے اکرامیہ کو اپنے بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے جو وہاں کے مختلف دینی مدارس کیلئے وقف کر دیا تھا اس کی بھی ایک کاپی ہمراہ ارسال ہے تا کہ اطلاع بھی رہے اور یہ دعا بھی فرما سکیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنی شان کریمی سے قبولیت سے نواز کر دارین کی سرخروئی کا ذریعہ بنائے ۔آمین والسلام...... محمد اسحاق از دبئی

مؤتمر المصنفین کی مطبوعات کا ایک ایک سیٹ راقم آثم کے نام مندرجہ ذیل پتہ پر بذریعہ وی پی ارسال فرمادیں۔ قیمت میں ضابطے کے مطابق جو رعایت مل سکتی ہو دی جائے۔ پیکنگ مضبوط و محفوظ طریقے سے ہو تا کہ کتابوں کو کوئی گزند نہ پہنچنے پائے۔ اور وی پی فوراً ہی فرمائی جائے تا کہ راقم آثم واپسی سے قبل خود ہی وصول کر لے۔ ضروری والسلام مخلص محمد اسحاق از دبئی

(۱۲)

۱۸/دسمبر ۱۹۸۰ء (تحفۂ علم و حکمت کی طباعت O حقانیہ کے سند کا ازہر سے معادلہ؟)

بخدمت گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ' سلام مسنون' نیاز مقرون۔ عرصہ بعد حاضری کی سعادت حاصل کر رہا ہوں قبل ازیں فرصت نہ ملنے کے علاوہ اسلئے بھی حاضری نہ دے سکا کہ جناب کی طرف سے جب اپنے عریضہ کا جواب نہیں ملتا تو طبع نازک مرجھا سی جاتی ہے۔ بہر حال آج پھر حاضر ہو رہا ہوں اور پُر وثوق امید رکھتا ہوں کہ اب کہ مزید از مزید توفیق و سعادت بہرہ مند فرمائے آمین۔

راقم اثم کی نئی کتاب ''تحفه العلوم و الحکم بشرح خمسین من جوامع الکلم المعروف'' ''تحفۂ علم و حکمت'' جو حال ہی میں چھپ کر تیار ہوئی ہے۔ امید ہے جناب کی نظروں سے گزری ہوگی اور اگر نہیں گزری تو دارالعلوم القرآن راجہ بازار راولپنڈی سے وہاں کے ناظم صاحب کے ذریعے حاصل کر لیجئے گا۔ اور پھر اپنی شخصی رائے ذاتی تاثر سے مطلع فرمانے کے علاوہ ''الحق'' میں اس پر ایک جاندار تبصرہ کی بھی اُمید و گزارش ہے اور جلد ہی تا کہ اسے آئندہ ایڈیشن میں جو کہ جلد ہی نکالنے کا ارادہ ہے شامل کیا جا سکے۔ امید ہے ضرور خیال رکھیں

گے ___ "الحق" باقاعدگی سے نہیں ملتا، اگر سابقہ چندہ کی مدت ختم ہوگئی ہو تو آپ بخشیں اور راقم کے نام تین پرچے جاری فرمادیں۔ایک پلندری کے پتے پر، دوسرا منگ کے اور تیسرا یہاں کے پتے پر اور تینوں کی مجموعی رقم سے راقم کو اطلاع بخشیں تاکہ بھیجی جاسکے ضروری۔ راقم نے سنا ہے کہ حقانیہ کی سند جامعہ ازہر میں ایم اے کے برابر تسلیم شدہ ہے یعنی اس پر وہاں پی ایچ ڈی کی جاسکتی ہے یہ بات کہاں تک درست ہے۔اگر واقعی ایسے ہی ہے تو راقم آثم اس بارہ میں دارالعلوم حقانیہ کے سند سے استفادہ کرنا چاہتا ہے تو اسکی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ امید ہے مفصلاً آگہی بخش دینگے۔چشم براہ رہوں گا اور اگر بالفرض حقانیہ کی سند پر وہاں "دکتورہ" نہیں کیا جاسکتا تو پھر کیا راقم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی شہادت جامعی (لیسانس) پر اپنے وہاں کی کسی یونیورسٹی سے براہ راست ایم اے فائنل کرسکتا ہے۔ جبکہ راقم کو وہاں سے فراغت پائے تقریباً چار سال ہو رہے ہیں۔امید ہے کہ صحیح معلومات کی بنیاد پر پوری صورت حال سے جلد ہی آگہی بخشیں گے،شدت سے منتظر رہوں گا۔___ قبلہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں بالخصوص اور باقی سب اساتذہ مشائخ کی خدمات میں بالعموم راقم کی جانب سے خلوص و محبت بھرے دعا و تسلیم کے تحفے عرض کردیجئے گا۔جواب باصواب کی شدت سے انتظار رہے گا۔

والسلام...... ناچیز محمد اسحاق خان

(۱۳)

(مجوزہ رسالہ کا نام)

عریضہ ہذا تحریر کر چکا تھا کہ ارسال فرمودہ مکتوب گرامی موصول ہوکر کاشف کوائف اور موجب مسرت ہوا اس لئے مناسب یہی سمجھا کہ اسے تلف کرنے کی بجائے بھیج دینا ہی بہتر ہوگا۔مزید اسقدر عرض ہے کہ میرے ذہن میں چند دنوں سے ماہوار رسالہ کیلئے "المبلغ" اور "تعلیم القرآن" دو نام آرہے ہیں۔البتہ ثانی الذکر کے بارہ میں یہ تھوڑا سا اشکال ہے کہ "تعلیم القرآن" راولپنڈی کی وجہ سے کہیں اسکے ڈیکلریشن کے حصول کے سلسلہ میں کوئی قانونی رکاوٹ پیش نہ آجائے۔اور اگر اس کے ریاست آزاد کشمیر سے باہر کا مجلہ ہونے کی وجہ سے ایسی کوئی الجھن پیش نہ آئی تو پھر یہی ورنہ پھر "المبلغ" کے نام سے طبع آزمائی کا ارادہ ہے۔بہر صورت آپکی ہدایت و راہنمائی اور معروضات عریضہ کا جواب مطلوب ہے اگر ملاقات نصیب ہوسکی تو باقی بالمشافہ عند التلاق۔ والسلام بندہ محمد اسحاق پلندری

☆☆☆

سینیٹر محمد اسحاق ڈار[1] لاہور

(اہلیہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت)

۲۰/جنوری ۲۰۰۱ء

Senator Maulana Sami ul Haq, Jamia Darul Uloom Haqania Akora Khattak Nowshera

Dear Maulana Sami ul Haq Saheb, Assalamoalaikum

I have learned about the sade demise of your wife. Please accept my heartfelt condolences on this sad occasion. I pray to Almighty Allah to give you and your family the strength to bear this irreparable loss and keep the departed soul in eternal peace... Ameen. With kind regards. Yours Sincerely, Ishaq Dar

---

[1] میاں نواز شریف دور کے وزیر خزانہ و تجارت۔ممبر سینیٹ آف پاکستان

مولانا محمد اسحاق سندیلوی صدیقی[1] کراچی

(۱)

۹ رشوال ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۷۱ء　(''الحق'' کے بعض اداریوں سے دل باغ باغ ہو گیا)

محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، الحق کا اداریہ متعلق جشن ایران[2]، فرزند قادیان[3] نیز بابت مودودی صاحب وجشن ایران دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ دل سے دعا ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ حق گوئی و بے باکی کی توفیق مزید عطا فرمائیں اور عمر میں برکت عطا فرما کر اسکا ہر لحہ نصرت دین اور اعلاء کلمۃ اللہ میں مصروف رکھیں، اللہ تعالیٰ آپکو بندہ مقبول بنائیں۔ اپنے والد صاحب محترم کی خدمت میں اس ناچیز کا مودبانہ سلام مسنون پہونچا دیجئے۔　والسلام...... دعا گو محمد اسحاق صدیقی

(۲)

۲۷ رذیقعدہ ۱۳۹۱ھ　(پاکستانی شہریت کے حصول کی سعی)

محترمی ومکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ موصول ہوا تعمیل حکم کر رہا ہوں اور مضمون بھیج رہا ہوں۔۔ امید ہے کہ اسکی طرف توجہ کیجئے۔ ہماری غفلت حد سے گزر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں۔ آپ سب حضرات کیلئے عاقبت دارین وسلامتی کی دعا کرتا ہوں اور اسی دعا کا طالب ہوں۔ اپنے والد صاحب محترم کی خدمت میں میرا مودبانہ سلام مسنون عرض کر دیجئے۔ اور مندرجہ بالا دعا کی درخواست پیش فرما دیجئے گا۔ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ مضمون میں میرے نام کے ساتھ ''سندیلوی'' نہ تحریر فرمایئے گا جیسے آخر مضمون میں جو دستخط کئے ہیں وہی شائع کئے جائیں، جس مقصد سے شعبان[4] میں راولپنڈی گیا تھا وہ ابھی تک نہیں حاصل ہو رہا۔ دعا کی درخواست ہے۔

از...... محمد اسحٰق صدیقی

موقع بہت کم ہے اسلئے۔۔ بھی مضمون سے۔۔[5] بحرف ناچیز اسے ساتھ ہی۔۔۔ خدا کرے پڑھ لیا جائے۔ پڑھنے میں جو وقت ہوگی اسکے لیے آپ سے اور کاتب صاحب سے معافی کا خواستگار ہوں۔........... محمد اسحاق

(۳)

رجب ۱۳۹۲ھ　(اہم یادداشت ○ نصاب اور شیعہ مطالبات ○ آپ نے حمایت حق کا فرض کفایہ ادا کر دیا ○ علماء کی بے حسی اور شیعوں کی دیدہ دلیری)

مکرم ومحترم زیدت مکارمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپکا رسالہ متعلق شیعہ مطالبات موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس حمایت حق کا اجر جزیل عطا فرمائیں، آپ نے یہ فرض کفایہ ادا کر کے سب اہلسنت کو ممنون فرمایا۔ سنیوں کی غفلت بلکہ مردنی علماء دین کی بے حسی اور شیعوں کی یہ دیدہ دلیری دیکھ دیکھ کر خون کھولتا ہے، ''قہر درویش بجاں درویش'' خون کا سا گھونٹ پی کر خاموش ہو جاتا ہوں کہ اپنے بس میں کچھ نہیں۔

---

[1] ممتاز محقق عالم وفاضل شخصیت ندوۃ العلماء لکھنو کے بعد جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن کراچی میں اعلیٰ خدمات انجام دیں لادینیت اور رفض وغیرہ فتنوں کا تعاقب کرتے رہے سنی کونسل نامی تنظیم کے سرپرست۔

[2] ایران کے ڈھائی ہزار سالہ جشن شہنشاہیت۔

[3] قادیانی ایم ایم احمد بیان پر تبصرہ۔

[4] غالباً پاکستانی شہریت کے سلسلہ میں۔

[5] یہ سطر صاف پڑھی نہیں گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا اور قوم کی غیرت دینی وحمیت ملی کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لئے اور کیا کرسکتا ہوں۔ تاہم ایک یادداشت تیار کر کے عوام اہلسنت کے دستخط لینے اور صدر جمہوریہ کے پاس پہنچنے کا انتظام کسی نہ کسی طرح کیا۔ حالت یہ ہے کہ اخبارات ورسائل شیعوں کے غلام ہیں۔ پریس پر بھی انکا دباؤ ہے۔ اگر کچھ لکھیں تو یہاں کا کوئی اخبار اور پریس اسکی اشاعت پر تیار نہیں ہوتا بالآخر سائیکلو اسٹائل سے کام لینا پڑا وہ بھی اپنے ہی جیسے ایک دیوانے کی عنایت سے ہوگیا ورنہ یہ بھی میسر نہ ہوتا۔ فالی اللہ المشتکی۔

یادداشت ارسال کررہا ہوں۔ نمبر ۱، نمبر ۳، میں آپ سے کچھ اختلاف نظر آئیگا۔ لیکن درحقیقت میں اختلاف نہیں۔ میرا بھی مقصد وہی ہے جو آپ کا ہے۔ یعنی ان دونوں مطالبوں کو بھی نہ تسلیم کیا جائے لیکن اسکے لیے طرز دوسرا اختیار کیا ہے تاہم مجھے اس طرز پر بھی اصرار نہیں اگر کوئی تحریک چلی تو انشاء اللہ ان دونوں کے بارے میں بھی بجا آپ ہی کے دونوں کی تائید کروں گا۔ یہ یادداشت میرے نام سے ہے۔ یہ تحقی نہیں بلکہ اسپر بہت سے علماء اہلسنت کے دستخط ہونگے۔ اسلئے انشاء اللہ اس اختلاف سے کوئی اثر ہمارے آپ کے مشترکہ مقصد پر نہ پڑیگا۔

ابھی تک میرا وہ کام نہیں ہوا جسکے لیے میں اسلام آباد گیا تھا۔ دعا کی درخواست ہے۔ اسلام آباد سے تو کام ہوگیا لیکن اب مسئلہ حکومت کے زیرغور ہے۔ میرے لیے ہر کام میں یہ الجھن رکاوٹ بن جاتی ہے۔ دعا فرمایئے' مانع جلد رفع ہو' شیعوں کے مطالبات نمبر ۳، نمبر ۴ تو بہت ہی خطرناک ہیں۔ اگر اسوقت اہلسنت نے غفلت سے کام لیا تو آئندہ نسل شیعہ ہوجائیگی۔ تاریخ کو مسخ کرنیکا ارادہ ان سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ شیعوں نے تاریخ میں جو زہر بھرا ہے اس کے اثر سے نجات نہیں ملی۔ چہ جائیکہ اب اسے مزید زہریلی بنانے کی کوشش ہورہی ہے۔ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اور اسکے نتائج بہت دوررس ہیں اللہ تعالیٰ سب اہلسنت کی حفاظت فرمائیں اور سنیوں میں بیداری پیدا فرمادیں۔

اس مقصد میں آپکے ساتھ ہوں ہر ممکن تعاون انشاء اللہ کرونگا۔ دعا فرمایئے کہ مذکورہ رکاوٹ جلد دور ہوتا کہ تعاون بھی بسہولت ہو۔ اس پمفلٹ کے ۲۵ نسخے اگر آپ مجھے ارسال فرمادیں تو یہاں مختلف مساجد میں پڑھ کر سنانے اور تقسیم کرانے کی کوشش کروں۔

میرا خیال یہ ہے کہ منسلکہ یادداشت کے نقول آپ نمبر ۱ نمبر ۳ میں تغیر کر کے اور انہیں اپنی رائے کے مطابق تحریر فرما کر کثیر تعداد میں دستخط کرانے کے بعد صدر جمہوریہ، صوبائی حکومتوں کے گورنروں، وزیراعلیٰ ممبران اسمبلی اور خاص خاص علماء کرام کو بھیجوادیں۔ بلکہ اگر بصورت پمفلٹ اردو، پنجابی اور پشتو میں اسکی اشاعت ہوجائے تو بہت اچھا ہے۔ اہلسنت کی انجمنیں مخالفت سیاہ تجویز بھی پاس کر کے حکومت کو بھیجیں تو بہت اچھا ہے اس طرح ممکن ہے کہ اہلسنت میں کچھ بیداری ہو اور حکومت پر کچھ اثر پڑے۔ ورنہ جیسی رائے ہو۔

آپ کے پمفلٹ سے یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ انگریزی مدارس کے نصاب تعلیم سے حضرات خلفاءؓ کے اسماء گرامی اور انکا تذکرہ خارج کرلیا جاچکا ہے صد حیف ہماری بے حسی اور بے حمیتی پر کہ ہم اسے گوارا کئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نعرہ حق بلند کرنے کا اجر جزیل عطا فرمائیں۔ اتنی بات عرض کردوں کہ مسلک اہلسنت اور شیعہ مذہب میں اصولی اور بنیادی اختلافات ہیں۔ اسکا اظہار بھی ضروری ہے عوام اہلسنت اس حقیقت سے بے خبر ہونے اور اختلافات کو فروعی سمجھنے کی وجہ سے شیعوں کے دام فریب میں گرفتار ہوکر دینی ودنیاوی ہر قسم کے نقصانات اٹھاتے ہیں۔

<u>لقب امام عالی مقام کے بارہ میں رائے:</u> آپ سے مجھے بہت مخلصانہ تعلق ہے اسلئے ایک بات کہنے کی جرأت کررہا ہوں بلکہ اخلاص کا تقاضا سمجھتا ہوں کہ ضرور کہوں۔ بات یہ ہے کہ آپ کے رسالہ میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے اسم گرامی کے ساتھ "امام عالی مقام" کے الفاظ دیکھ کر کھٹک پیدا ہوتی ہے۔ امام سے مراد اگر اسکے لغوی معنی یعنی مقتدا و پیشوا ہیں تو بےشک آن ممدوح[1] ہمارے مقتدا و پیشوا ہیں لیکن

---

[1] اور مضمون نگار کے قلم سے یہی لغوی معنی ملحوظ رکھ کر یہ لفظ لکھا جاتا رہا۔ (س)

یہ انکی خصوصیت نہیں ہے۔ بلکہ ہر صحابیؓ ہمارے امام ہیں پھر دوسرے حضرات صحابہ کے اسماء گرامی کیساتھ یہ الفاظ کیوں نہ لگاتے ہیں اور اگر اس امامت سے مراد غوثیت و قطبیت کی طرح کوئی خاص درجۂ ولایت ہے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ شرعاً ''امامت'' اس قسم کا کوئی منصب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے معنی اول ہی مراد لئے ہونگے لیکن شیعوں کے عقیدۂ امامت کے پیش نظر اس سے احتراز مناسب ہے کیونکہ یہ لفظ اسکا موہم ہے اور عوام اہل سنت بھی شیعوں کے اس باطل عقیدے سے متاثر ہیں۔

امید ہے کہ آپ رسید خط دیا دداشت سے مطلع فرمائینگے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب زیدت فیوضھم کی خدمت میں میرا سلام عرض کر کے دعا حسن حال و حسن مآل کی درخواست پیش کر دیجئے۔...... والسلام...... احقر محمد اسحاق صدیقی عفاعنہ

(۴)

(''سنیت'' کی بے کسی)

۱۲ ررمضان المبارک ۱۳۹۳ھ

محترم و مکرم زیدت مکارمکم، السلام علیکم و رحمۃ اللہ،

اخلاص نامہ موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے مساعی جمیلہ کو بارآور فرمائیں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے اسوقت بہت اہم کام انجام دیا ہے۔ ''سنیت'' کی حمایت و نصرت کا تو رواج ہی ختم ہو رہا ہے۔ اسوقت انکی اور آپکی یہ کوشش امید ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے ہاں دین کی خدمت عظیمہ شمار ہوگی اور اسکی قدر و قیمت بہت ہوگی' مضامین دیکھے' سبحان اللہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور نافع و مؤثر بنائیں۔ پمفلٹ بھی موصول ہوئے جو تقسیم کروائے گئے بحمد اللہ اس بے حس خطہ میں بھی کچھ احساس پیدا ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اس میں اضافہ فرمائیں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں بعد تسلیم دعائے مغفرت و سعادت کی درخواست پیش فرما دیجئے۔ آپ سے بھی یہی درخواست ہے۔ میری شہریت کا معاملہ اب آخری مرحلہ میں ہے دعائے کامیابی کی درخواست ہے۔

انشاء اللہ ''الحق'' کا حق ادا کرنیکی بھی کوشش کرونگا۔ مگر بعد از رمضان......والسلام...... احقر محمد اسحاق صدیقی غفی عنہ

(۵)

(زکوۃ اور تجدد پسند زکوۃ کے بارہ میں سوالنامہ کا مدلل جواب)

۱۲ اشعبان ۱۳۹۳ھ

باسمہ تعالیٰ

مکرم و محترم زیدت مکارمکم، السلام علیکم و رحمۃ اللہ، امید ہے کہ آپ مع متعلقین مع الخیر ہونگے۔ حکومت کشمیر کی جانب سے ایک سوالنامہ متعلق زکوۃ مدرسہ میں آیا تھا جسکا جواب ہمارے مدرسے کے ایک فاضل مولانا عبدالسلام صاحب سلمہٗ نے جو نائب مفتی اور فقہ میں متخصص ہیں لکھا ہے' جواب بہت مفصل، مدلل اور تجدد پسندی کے زہر کا تریاق ہے۔ سوالنامہ ایسے سوالات پر مشتمل تھا جو سائل یا محرک کی اشد تجدد پسندی کا اظہار کر کے اس رجحان کے متعدی ہونے کے خطرے سے آگاہ کر رہے تھے۔ جواب بہت عمدہ اور مسکت و شافی ہے۔ فل سکیپ کے تقریباً ۱۳۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اگر بالاقساط آپ کے موقر رسالہ ''الحق'' میں شائع ہو جائے تو انشاء اللہ بہت مفید ہوگا۔ ہدایت پھیلے گی اور کم از کم دینی مسئلوں میں ضلال و زیغ زائل ہوگا۔ مسئلہ آپ کی اجازت پر موقوف ہے اگر آپ اسے شائع فرما سکیں تو ارسال کر دیا جائے۔ ورنہ مطلع فرمایئے تا کہ اسکی اشاعت کی کسی دوسری صورت پر غور کیا جائے۔ اپنے والد صاحب محترم کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دیجئے گا۔ والسلام...... احقر محمد اسحاق صدیقی عفی اللہ عنہ

(۶)

۷شوال ۱۳۹۳ھ مطابق ۵نومبر ۱۹۷۳ء (مفتی عبدالسلام جامعہ نیوٹاؤن کا مضمون)

محترم ومکرم زیدت مکارمکم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ کا مسرت نامہ موصول ہوا۔ پورا مضمون ارسال کررہا ہوں۔کل مضمون کی اشاعت یا بعض ضروری حصص کی اشاعت آپ کے اختیار میں ہے۔ مضمون دیکھنے کے بعد آپ جیسا مناسب خیال فرمائیں اسکے مطابق عمل کریں۔ غالباً پورا مضمون بھی ''الحق'' کی ۱۵ اشاعتوں میں ختم ہوجائے گا۔ ع سپردم بہ تو مایۂ خویش را...... صاحب مضمون مولانا عبدالسلام صاحب آپکو سلام کہتے ہیں اور آپ کی عنایت کے شکر گزار ہیں۔اپنے والد صاحب محترم کی خدمت میں میرا سلام عرض کردیجئے۔

والسلام ...... دعا گو محمد اسحاق صدیقی عفی اللہ عنہ

(۷)

۲۳ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ (پارلیمنٹ میں صدائے حق' مادر ملت کا لقب' قلم فجر اسلام O مودودی کی تخریبی کوشش)

مکرم ومحترم زیدت مکارکم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ ،امید ہے کہ آپ مع متعلقین بخیروعافیت ہونگے۔ الحق کیلئے ایک مضمون ارسال کررہا ہوں۔ براہ کرم قریبی اشاعت میں جگہ دلائیے۔ یہ وقت کی بہت ہی اہم ضرورت کے بارے میں ہے اسے دیکھنے کے بعد آپ خود اسکا اندازہ فرمائینگے۔ عام اخبارات ورسائل خصوصاً کراچی سے نکلنے والے جرائد سے تو اسکی اشاعت کی۔۔ توقع نہیں۔امید ہے کہ شائع فرما کر حصول ثواب کے ساتھ مجھے شکر گزار بھی کرینگے۔ اگر رسید مضمون سے بذریعہ کارڈ مطلع فرمادیں تو مزید شکریہ۔رسید کیلئے کارڈ بھیجنے کی جرات اسلئے نہیں ہوئی کہ آپ کے رنجیدہ ہونے کا خطرہ تھا جسکا سبب آپکا اخلاص ہے۔ میں نے مس فاطمہ جناح کو آنجہانی لکھا ہے۔ مہربانی کرکے اسکا خیال مخصوص طور پر رکھئے گا کہ کہیں کاتب غلطی سے ''مرحومہ'' نہ لکھدے۔ میں ہمیشہ اسے آنجہانی ہی لکھتا ہوں۔اور مرحومہ لکھنا جائز بھی نہیں سمجھتا۔ اسی طرح ''مادر ملت'' لکھنا بھی ناجائز سمجھتا ہوں۔ ''الحق'' کو اللہ تعالیٰ ترقی عطا فرمائیں اور آپ حضرات کو جزائے خیر دیں۔ کہ وہ دین حق کی حمایت میں سرگرم ہے۔ اپنے والد صاحب محترم کو میرا سلام عرض کردیجئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں۔ وہی پارلیمنٹ میں صدائے حق بلند اور مسلک اہلسنت کی نصرت فرماتے ہیں۔ باقی تو سناٹا ہے۔ آج دین حق یعنی مذہب اہلسنت والجماعت جس کسمپرسی میں مبتلا ہے شاید تاریخ اس کی نظیر سے خالی ہے۔ دشمنان دین کو کیا کہا جائے' اپنوں نے بھی اس سے آنکھیں پھیر لی ہیں۔

مسلمانوں کی غیرت ملی اور حمیت دینی کے جنازے یعنی قلم فجر اسلام۔۔ کی خبر تو آپ نے سنی ہوگی یہ غضب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ افسوس ہے کہ قوم کی حس بالکل مردہ ہوچکی ہے' اسکے متعلق بھی ضرور تحریر فرمائیے۔ مضمون ملفوف اشاعت کیلئے ہے۔

والسلام ...... احقر دعا گو محمد اسحاق صدیقی عفا اللہ عنہ

مودودی کی تخریبی کوشش: اگر کسی مصلحت سے آپ اسوقت مودودی صاحب کے متعلق حصہ مضمون کی اشاعت نہ پسند کریں تو اتنا حصہ حذف کردیجئے گا۔ یعنی ''تخریبی کوشش'' کے عنوان سے آگے تا آخر۔ ذاتی طور پر تو میں اسکی اشاعت بھی ضروری سمجھتا ہوں تاکہ یہ شخص بے نقاب ہوجائے۔ اور سنی اسکے فریب کو پہچان لیں۔ بلکہ اس حصے کے بغیر حالات کی تصویر دھندلی رہیگی۔ چونکہ اسوقت جمیعۃ العلماء اور جماعت اسلامی میں بظاہر سیاسی اتحاد ہے۔ اس لئے مجھے خیال ہوا کہ شاید اس موقع پر مودودی صاحب کے خلاف کسی چیز کی اشاعت آپ مناسب نہ سمجھتے ہوں اس لئے میں نے اوپر کی سطریں لکھدیں تاکہ بدرجہ مجبوری کم از کم مسئلے کی طرف متوجہ کرنے والا حصہ تو شائع ہو ہی

جائے۔ ورنہ میں تو اس حصے کو بھی بہت اہم اور اسکی اشاعت کو ضروری سمجھتا ہوں۔ محمد اسحاق صدیقی عفا اللہ عنہٗ

(۸)

۱۷ ارشوال ۱۳۹۴ھ ۳ نومبر ۱۹۷۴ء (قادیانیوں کے بارہ میں سوالنامے کا جواب)

مکرم ومحترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ ملفوفہ مجھے بعد رمضان مل گیا تھا۔ آج کارڈ بھی موصول ہوا۔ جواب میں تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ میں علیل ہو گیا تھا اور اب بھی قلب کی تکلیف باقی ہے۔ جسکی وجہ سے بہت سے کام ملتوی کرنے پڑے۔ آج سے تھوڑا تھوڑا کام شروع کر دیا ہے۔ جوابات درج ذیل ہیں۔

(۱) قادیانیوں کا کافر ہونا تو مسلمات میں سے ہے۔ حکومت تسلیم کرتی یا نہ کرتی امت مسلمہ انہیں کافر ہی سمجھتی۔ اس اعتبار سے حکومت کے اس رویے کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ تاہم اسکی خوشی ہے کہ حکومت نے حقیقت کا اعتراف کر لیا اور قادیانی سیاسی اعتبار سے بھی کافر سمجھے جانے لگے۔ مزید مسرّت اسکی ہے کہ اب تقریباً پوری دنیائے اسلام انہیں کافر سمجھنے پر متفق ہو گئی۔ اظہار مسرت کے بعد یہ بھی عرض کر دوں کہ میری ''خوشی'' محدود ہے۔ یعنی میں اتنی مسرت نہیں محسوس کرتا جتنی عام طور پر لوگ محسوس کرتے ہیں۔ اسکی پہلی وجہ یہ ہے کہ میں صرف اس اقدام کو مسئلہ قادیانیت کا حل نہیں سمجھتا۔ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ قادیانیت کی وجہ سے جو دینی و دنیاوی نقصانات امت مسلمہ کو پہونچ رہے ہیں' ان سے حفاظت ہو۔ اسکی شکل یہی ہے کہ سیاسی اعتبار سے انکے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے جو کسی غیر مسلم اقلیت کے ساتھ ہونا چاہیے۔ انہیں ملازمتوں وغیرہ میں انکی آبادی کے تناسب سے جگہ دی جائے' کلیدی عہدوں پر انکا تقرر نہ کیا جائے۔ باطل کی اشاعت اور ناواقف مسلمانوں کو مبتلائے فریب کرنے سے انہیں روکا جائے۔ ربوہ کو مرکز بنا کر جو انہوں نے سلطنت در سلطنت قائم کر رکھی ہے اس صورت حال کو کلیۃً ختم کیا جائے۔ ربوہ کو بھی اسی طرح کا شہر سمجھا جائے جیسے پاکستان کے دوسرے شہر ہیں۔ جب تک یہ نہ ہو اسوقت تک کیسے کہا جا سکتا ہے کہ مسئلہ قادیانیت حل ہو گیا؟ اور ہمیں کامل مسرت کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ دوسری وجہ یہ ہے کہ مجلس عمل میں شیعوں کو شامل کرنا شدید غلطی تھی جس سے شدید دینی و سیاسی نقصانات پہونچے اور آئندہ بھی پہونچنے کا قوی اندیشہ ہے۔ ان نقصانات پر نظر کرنے اور نفع و نقصان کا مقابلہ کرنے کے بعد خوشی کی مقدار اور بھی کم ہو جاتی ہے۔ (۲) قادیانیت کے اثرات پوری دنیا میں پھیل تو نہیں سکے مگر تقریباً پوری دنیا میں پہونچ چکے ہیں۔ یہ اثرات دو قسم کے ہیں: ایک تو خود کامل قادیانیت، اسکا دائرہ زیادہ وسیع نہیں ہے اگرچہ قادیانی اسکی وسعت کا پروپیگنڈہ بہت کرتے ہیں۔ اسکا دوسرا اثر ہے تشکیک اور دین و اہل دین پر بے اعتمادی پیدا ہو جانا۔ عقائد خصوصاً عقیدۂ نزول مسیح اور عقیدہ ختم نبوت میں کمزوری اور ضعف پیدا ہو جانا۔ اس اثر کی طرف ہماری توجہ بہت کم ہے۔ حالانکہ اس فتنہ کا دائرہ بہت وسیع ہے اور پوری دنیا میں شاید ہی کوئی مقام ایسا نکلے جہاں یہ فتنہ نہ پہونچ چکا ہو'اسے پھیلانے میں قادیانی اور شیعہ دونوں شریک وسہیم ہیں۔ بلکہ شیعوں کا حصہ قادیانیوں سے زائد ہے' دنیا کی بڑی طاقتوں کی سرپرستی کی وجہ سے فتنہ قادیانیت کے سیاسی اثرات بھی نمایاں طور پر پھیل چکے ہیں خود ہمارا ملک اسکا ایک نمونہ ہے۔ افریقہ کی نوزائیدہ حکومتوں میں بھی اسکا خاص اثر ہے۔ (۳) جب تک فتنہ موجود ہے اسوقت ذمہ داری کیسے ختم ہو سکتی ہے؟ بلکہ اب تو اور زیادہ ہوشیاری اور بیدار مغزی کی ضرورت ہے کہیں عامۃ المسلمین اپنی ذمہ داری ختم سمجھ کر غافل نہ ہو جائیں اور انکی غفلت سے فائدہ اٹھا کر قادیانی نئی نسل میں گمراہی نہ پھیلا دیں۔ قادیانی اقلیت کو تحفظ ضرور حاصل ہونا چاہیے۔ انکی جان و آبرو اور مال بالکل محفوظ رہنا چاہیے مگر اسکے معنی یہ نہیں کہ انھیں مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کی آزادی یا اپنے جائز حقوق سے تجاوز کی اجازت دیدی جائے۔ (۴) جب تک فتنہ دنیا میں موجود ہے اسوقت تک اسکا مقابلہ اور اسکے اثرات کو مٹانے کی کوشش جاری رکھنا لازم ہے۔ (۵) طریق کار ظاہر ہے کہ خود انہیں دین حق کی دعوت دیجائے مسلمانوں کو اس فتنہ سے آگاہ کر کے اسکے اثرات سے بچانے کی کوشش

کیجائے۔ اسکے لیے ردقادیانیت اوراستحکام عقائد اہلسنت پر مناسب لٹریچر کیساتھ مجالس وعظ وتذکیر کا انتظام بھی ہونا چاہیے۔ بہت اہم موثر اورضروری چیز یہ ہے کہ عوام میں ایسے افراد تیار کئے جائیں جوان میں گھل مل کر قادیانیت کا بطلان اوراسلام کی حقانیت انکے ذہن نشین کرسکیں یہی لوگ لٹریچر کیلئے بھی میدان پیدا کرینگے اور وعظ وتذکیر کیلئے بھی فضا تیار کرینگے۔ یہ وہ طریقہ کار ہے جسکی طرف عام طور پر ہمارے رہنما متوجہ نہیں ہیں۔ مزید یہ کہ ہمارا لٹریچر داعیانہ ہونا چاہیے جس میں قوت استدلال کیساتھ دعوتی نفسیات سے بھی کام لیا جائے۔

والسلام...... احقر محمد اسحاق صدیقی عفاءاللہ

(۹)

۱۵ ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ، ۳۰ دسمبر ۱۹۷۴ء　　**(شیعوں کے مطالبات کی منظوری)**

محترم ومکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ شیعوں کا مطالبہ متعلق شیعی نصاب دینیات منظور ہوگیا۔ اس سے جو خطرہ ملت اہلسنت کیلئے پیدا ہوگیا ہے' اس سے بہت کم لوگ آگاہ ہیں۔ اسی موضوع پر ایک مضمون ہمراہ عریضہ ملفوف ہے۔ اوردرخواست ہے کہ اسے ''الحق'' کی قریبی اشاعت میں شائع فرمادیں۔ مضمون مذکورہ ایک کاپی میں نے ''ترجمان اسلام'' کو بھی بھیجی ہے' مگر توقع اشاعت کی کم ہے۔ بظاہر انکی سیاسی پالیسی کے خلاف ہے۔ میرے نزدیک اگر معاملہ اس پر طے ہوجائے کہ شیعوں کا نصاب دینیات اورانکی تعلیم کا انتظام بالکل الگ ہوتو منظور کرلینا چاہیے۔ میری رائے پہلے بھی یہی تھی اصل تو یہی ہے کہ انکے دینیات کی تعلیم کا سرکاری طور پر کوئی انتظام ہی نہ ہو جیسا کہ ہمارا مطالبہ ہے اگر ایسا ہوجائے تو بہت اچھا ہے۔ لیکن بظاہر ہمارا مطالبہ منظور ہونا غیر ممکن نظر آتا ہے۔ اسلئے بدرجہ مجبوری علیحدگی پر راضی ہوجانا مناسب ہے۔ امید ہے کہ یہ منظور ہوجائیگا۔ بشرطیکہ اسکے لئے بعد میں پوری کوشش کیجائے۔ آپ کا گرامی نامہ بھی موصول ہوا تھا۔ براہ کرم اس مضمون کی رسید سے مطلع فرمائیے گا۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب زیدت برکاتہم کو سلام مسنون۔

والسلام...... احقر محمد اسحاق صدیقی عفااللہ عنہ

اگر شیعہ نصاب اورانتظام تعلیم الگ ہوجائے اور سنی دینیات کا نصاب ونظام الگ تو ایک فائدہ یہ حاصل ہوگا' یہ اہلسنت میں شیعوں سے غیریت اوربُعد واختلاف کا احساس ابھریگا جو کہ ہوچکا ہے۔ اختلاط واتحاد ہی نے شیعوں کے افکار وخیالات کو سنیوں میں پہونچانے اور انکے عقائد کو مؤثر بنایا۔ ۱۳ سو برس کی تاریخ شاہد ہے کہ ان منافقوں کے ساتھ اتحاد واختلاط ہمیشہ اہلسنت کیلئے سخت ضرر رساں ثابت ہوا ہے۔ دین کے اعتبار سے بھی اوردنیا کے اعتبار سے بھی۔

(۱۰)

(''نصاب شیعہ'' مضمون اورکوششوں پر تحسین ○ نصرت مذہب اہلسنت قرب حق کا قریب ترین راستہ)

یکم جنوری ۱۹۷۵ء

مکرم ومحترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپکے دوگرامی نامے موصول ہوئے۔ ان کے موصول ہونے سے پہلے ہی آپ کا مضمون متعلق نصاب شیعہ ''الحق'' میں پڑھکر آپ کو خط لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر گھر کے پروگرام کی علالت کی وجہ سے ابتک نہ لکھ سکا۔ مقصود یہ تھا کہ آپ کے مضمون کے متعلق اپنا تاثر ظاہر کروں۔ الحمدللہ کہ آپ حمایت حق اورنصرت دین کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مضمون مذکور دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالی اسے قبول فرماکر قوم کی بیداری کا ذریعہ اورآپ کیلئے موجب اجر آخرت بنائیں۔ اسوقت نصرت مذہب اہلسنت قرب حق کا قریب ترین راستہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے آپ کو اورآپکے والد صاحب مدظلہ العالی کو اسکی توفیق عطا فرمائی۔ لِلّٰــہ

الحمد' پورے پاکستان میں گنے چنے لوگ اس توفیق سے بہرہ ور ہیں۔ان خوش نصیبوں میں آپ حضرات بھی ممتاز مقام رکھتے ہیں۔اپنے والد صاحب محترم کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دیجئے۔ والسلام ...... دعا گو محمد اسحاق عفی عنہ

(۱۱)

۲۲ نومبر ۱۹۷۵ء

محترم و مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ابھی گرامی نامہ موصول ہوا۔مضمون میں تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک باوجود کوشش نصاب معہود دستیاب نہ ہوسکا۔کوشش جاری ہے اسکے ملتے ہی انشاءاللہ مضمون لکھکر ارسال کرونگا۔ والسلام

حضرت مولانا عبدالحق صاحب زیدت فیوضہم کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دیجئے۔ فقط احقر محمد اسحاق عفی عنہ

(۱۲)

۷ر دسمبر ۱۹۷۵ء باسمہ تعالیٰ (حضرت علیؓ کمسن نہیں کم عمر تھے)

مکرم و محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، سرکاری مدارس کے نصاب دینیات پر تنقیدی مضمون بذریعہ رجسٹری روانہ کر رہا ہوں۔ اسمیں ایک فروگزاشت ہوگئی ہے جسکی تصحیح ضروری ہے۔مضمون بہت عجلت میں لکھکر بھیجا گیا اسلئے تنبہ نہ ہوسکا۔ پانچویں درجہ کی کتاب دینیات پر تنقید کرتے ہوئے ہجرت کی روایت میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بستر نبوی ﷺ پر لیٹنے کے بارے میں مَیں نے لکھا ہے "حضرت علی ﷺ اسوقت بچے تھے، بچوں سے یوں بھی وہ تعرض نہ کرتے تھے" اس پورے جملہ کو قلمزد فرما دیجئے کیوں کہ اسوقت حضرت علیؓ کا سن ایسا نہ تھا کہ انہیں بچہ کہا جاسکتا۔ لکھنا تھا کہ کم عمر تھے۔ غلطی سے بچہ لکھ گیا۔ بہرکیف اس جملہ کو قلمزد فرما کر مضمون سے خارج کر دیجئے۔

درحقیقت سیرت کی ایک اردو کتاب کی ایک روایت سے مجھے دھوکہ ہوگیا۔ والسلام ...... احقر محمد اسحاق عفی اللہ عنہ

(۱۳)

(سرکاری مدارس کے جدید نصاب دینیات پر تنقید)

۲ر ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۶ دسمبر ۱۹۷۵ء باسمہ تعالیٰ

مکرم و محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ سرکاری مدارس کے جدید نصاب دینیات پر تنقید لکھ کر ہمراہ عریضہ ملفوف کر رہا ہوں۔ امید ہے مطلع فرمائیے گا۔ اگر اسے ایسی صورت سے رسالہ میں شائع کیا جائے کہ اس سے علیحدہ بھی کیا جاسکے۔ اور کچھ کاپیاں زائد طبع کرالی جائیں تو انشاءاللہ اسکی اشاعت زیادہ ہوگی۔ یہاں بعض حضرات اسطرح کے ضمیمہ کے کم از کم دو تین سو نسخے خریدینگے۔ اسکی الگ قیمت بھی مقرر فرما دیجئے گا بلکہ توقع ہے کہ انشاءاللہ اس سے بھی زیادہ تعداد میں فروخت ہوگا۔ اس مشورے پر غور فرمالیں۔ اگر مناسب معلوم ہو تو قبول فرمائیں۔ اپنے والد صاحب محترم مدظلہم العالی کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دیجئے۔ ...... والسلام

یہ بھی تحریر فرمائیے کہ حضرت موصوف کے مزاج کیسے ہیں جب آپ تشریف لائے تھے تو آپ سے معلوم ہوا تھا کہ علیل ہیں۔

والسلام دعا گو...... محمد اسحاق صدیقی عفی اللہ عنہ

(۱۴)

۲۲ر ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ (پردے کے بارہ میں لکھنے کی ضرورت)

مکرم و محترم، زیدت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے کہ آپ حضرات مع الخیر ہونگے۔ اللہ تعالیٰ بعافیت اور اپنے دین کے خدمات

میں مشغول رکھیں۔ آمین

ایک مضمون عزیزم مولوی خلیل احمد صاحب سلمہ کا عریضہ کے ہمراہ ملفوف ہے۔ آج کل پردے کے متعلق لکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ اور بکثرت وتکرار لکھنا چاہیئے۔ امید ہے کہ یہ مضمون آپ اپنے موقر رسالہ "الحق" کی کسی قریبی اشاعت میں شائع فرمادینگے۔

والسلام...... احقر دعا گو محمد اسحاق صدیقی عفااللہ عنہ

حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم العالی کی خدمت میں احقر کا سلام پہونچا دیجئے۔

(۱۵)

۱۰ ؍فروری ۱۹۷۶ء (تصنیفی ادارہ اور خطبات ومواعظ شیخ الحدیث کیلئے زیر تجویز نام)

محترم ومکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ موصول ہوا۔ مناسب ہے آپ "الحق" کچھ زیادہ تعداد میں چھپوالیں انشاء اللہ ۲۰۰ (کم ازکم) یہاں خرید لئے جائیں گے۔ کاپیوں کے متعلق احباب سے دریافت کرکے لکھوں گا۔

مجموعہ مواعظ کے مندرجہ ذیل اسماء سمجھ میں آئے ہیں۔ مناسب معلوم ہوں تو کسی کا انتخاب فرمائیے۔ (۱) خطبات احسان (۲) بیان عبدیت واحسان (۳) تبشیر وتذکیر (۴) تبشیر وتحذیر (۵) ذکریٰ (۶) ذکری وبشریٰ (۷) دعوات بندگی (۸) خطبات دعوت وارشاد (۹) خطبات ایمان واحسان (۱۰) طیبات حیات (۱۱) کلمات طیبات (۱۲) خطبات دعوۃ حق، ادارے کیلئے مندرجہ ذیل نام پیش کرتا ہوں۔ کوئی لائق پسند ہو تو منتخب فرمالیں۔

(۱) ادارہ دین ودانش (۲) مجلس تعمیر افکار (۳) ادارہ نشریات علمیات ودینیات (۴) مجلس نشر وارشاد (۵) مجلس نشریات دینی وعلمی (۶) مجلس دعوت دستور (۷) ادارہ مجلس دعوت حق ونشریات علمی (۸) مجلس دعوت حق ونشر علمیات (۹) ادارہ مجلس تحقیقات واسلامیات (۱۰) مجلس اشاعت علم ودین۔

مندرجہ بالا ناموں میں سے اگر کوئی پسند آئے تو منتخب فرمائیں۔ مجموعہ خطبات کو جو اسماء میں نے لکھے ہیں۔ ان میں مجھے "خطبات دعوۃ الحق" زیادہ پسند ہے کیونکہ اس میں مولانا محترم کے اسم گرامی کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔ آپ نے جواب کیلئے لفافہ کیوں ارسال فرمایا؟ آپ سے جو اخلاص ہے اسکی وجہ سے اس سے قلب پر گرانی ہوئی۔ اسے زائل کرنے کیلئے ایک سادہ لفافہ خط کے ہمراہ ملفوف کررہا ہوں حضرت مولانا یعنی اپنے والد صاحب مدظلہم العالی کو میرا سلام پہونچا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحیح وتندرست رکھیں۔ اور انکے برکات سے ہم سب کو زمانہ دراز تک مستفید فرماتے رہیں۔ آمین۔ والسلام ...... احقر محمد اسحاق صدیقی عفااللہ عنہ

(۱۶)

۳۰ ؍ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ مطابق ۲۲ ؍دسمبر ۱۹۷۶ء (دادی مرحومہ کی تعزیت)

مکرم ومحترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ کی دادی صاحبہ محترمہ مرحومہ کے انتقال کی اطلاع ہوئی مرحومہ تو انشاء اللہ بہت راحت میں ہونگی۔ مگر انکی برکت وشفقت سے آپ کی اور آپ کے والد صاحب محترم کی محرومی کا افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ محترمہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں اور امید قوی قریب بہ یقین ہے کہ مل چکی ہوگی۔ اور آپ سب حضرات کو صبر جمیل۔...... والسلام...... احقر محمد اسحاق صدیقی

(۱۷)

۲۷رجنوری ۱۹۷۷ء (مولانا عبدالحق کے کاغذات نامزدگی کے بارہ میں شرارت)

مکرم ومحترم زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے کہ آپ مع العافیت ہونگے۔ایک مضمون رجسٹرڈ کر کے تقریبا ۱۰ یوم ہوئے ارسال کر چکا ہوں غالبا موصول ہوا ہوگا۔ اور آپ نے ملاحظہ بھی فرمالیا ہوگا۔ مطلع فرمائیے کہ اسکی اشاعت آپ مناسب خیال فرماتے ہیں یانہیں؟ اگر مناسب معلوم ہوتو مارچ سے پہلے ہی شائع ہو جانا چاہیے۔ یہ سنکر بہت افسوس ہوا کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے کاغذات نامزدگی منظور نہیں کئے گئے۔ جواب سے جلد مطلع فرمائیے گا۔ والسلام...... محمد اسحاق صدیقی عفی عنہ

(۱۸)

۳۱رمئی ۱۹۷۷ء (ہری پور جیل سے رہائی پر مسرت)

مکرم ومحترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپکی رہائی کی خبر سے بہت مسرت ہوئی۔ گرفتاری بھی قابل مبارکباد تھی۔ مگر اسکی مبارکباد پیش کرنے کی کوئی صورت نہ تھی اب رہائی پر ہدیہ مبارک باد پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپکی اس نصرت دین کو قبول اور اسکے برکات سے دنیا وآخرت میں آپکو مالا مال فرمائیں۔ والسلام...... احقر محمد اسحاق صدیقی عفا اللہ عنہ

(۱۹)

(۱۹۷۷ء کی تحریک میں روافض کا منافقانہ کردار O اسارت جیل ہری پور توفیق نقل مقبولین نعمت عظیم)

۱۶رجون ۱۹۷۷ء

محترم ومکرم زادت مکارمکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپکا عنایت نامہ موصول ہوا۔ توفیق نقل مقبولین بھی نعمت عظیم ہے اور توقع قریب بہ یقین ہے کہ تشبہ بالمقبولین کی وجہ سے ضرور قبول ہوئی ہوگی۔ بہرکیف یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت اور گراں بہا نعمت ہے۔ جس سے آپکو نوازا گیا۔ وان تشکروا یرضہ لکم الخ. اس جدو جہد اور نصرت حق کے دوران آپکو غالباً روافض کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہوئے ہونگے۔ اور میں نے جو مضمون معہود میں عرض کیا تھا اسکی تصدیق ہوئی ہوگی۔ تحریک اور الیکشن کے دوران ان منافقوں کے رویہ نے بالکل واضح کر دیا کہ قوم جو جس مصیبت بلکہ مصائب میں مبتلا ہوئی وہ سراسر انھیں سبائیوں کے ہتھکنڈوں اور انہی کی تخریبی کارروائیوں اور سازشوں کے نتائج تھے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے سیاسی قائدین اس واضح حقیقت سے قصداً چشم پوشی کرتے ہیں۔ شیعوں کے بعض اعلانات کے فوٹو اسٹیٹ ہمراہ خط ملفوف کر کے ارسال کر رہا ہوں۔ اس سے آپ کو انکی سازش اور نیت کا مزید اندازہ ہوگا۔ اس قسم کے اعلانات اور بھی ہیں مگر صرف چند کے فوٹو اسٹیٹ لے لئے گئے۔ ''الحق'' اور آپ حضرات کو اللہ تعالیٰ ہر بلا سے محفوظ و مامون رکھیں۔ پورے پاکستان میں صحیح معنی میں ترجمان حق صرف ''الحق'' ہے۔ انشاء اللہ مزید مضمون لکھ کر بھیجونگا۔ والسلام......احقر محمد اسحاق صدیقی

اپنے والد صاحب سے سلام عرض کر دیجئے۔ سید حسن صاحب سلام کہتے ہیں۔ میرا اپنا رسالہ ''اسلامی ذہن'' غالبا آپ کو پہونچ گیا ہوگا۔ اگر نہیں پہونچا تو انشاء اللہ عنقریب پہنچ جائیگا۔

(۲۰)

۵رجولائی ۱۹۷۷ء (اہل سنت ہوش میں آئیں)

مکرم ومحترم زیدت مکارمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے کہ آپ مع متعلقین بخیر و عافیت ہونگے۔ میرا مضمون بعنوان ''ہوش میں آئیے'' بحمد اللہ مفید ہوا۔ اور کچھ لوگ اسے پڑھ کر چونک گئے۔ ''الحق'' کا وہ نمبر جسمیں مضمون مذکور تھا کراچی میں اسقدر جلد ختم ہو گیا کہ تین چار دن

بعد باوجود جستجوئے بسیار بازار میں نہ مل سکا۔ بہت سے رفقاء کی رائے ہوئی کہ اسے بصورت رسالہ مستقل طور پر شائع کیا جائے۔ چنانچہ آفسٹ کی کتابت کرالی گئی اور کاپیاں محفوظ ہیں لیکن کراچی میں روافض کا زور اتنا زائد ہے کہ کوئی پریس اسے طبع کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ مجبوراً مندرجہ ذیل دو صورتوں میں سے ایک پر عمل کرنا طے کیا۔ مگر دونوں میں آپکی رضا اور اعانت کی حاجت ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ کاپیاں اور طباعت وغیرہ کے تخمینی اخراجات کی رقم کیساتھ آپ کے پاس بھیج دی جائیں اور آپ ادارہ ''الحق'' کی طرف سے اسے وہیں شائع کر کے اسکے نسخے میرے پاس بھجدیں۔ اس صورت میں آپکو زحمت ہوگی یعنی اہتمام طباعت کرنا پڑیگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اسے کراچی میں ہی شائع کیا جائے مگر ناشر و طابع ''الحق'' ہی کو لکھا جائے اور جس پریس میں وہ طبع ہوتا ہے اسی کا نام لکھدیا جائے اس صورت پر یہاں کے بعض پریس راضی ہیں۔ مضمون کا جو آخری حصہ آپ نے حذف کر دیا تھا وہ محذوف ہی رہے گا۔ جتنا مضمون آپکے رسالہ میں شائع ہوا تھا اتنا ہی شائع ہوگا۔ البتہ مندرجہ ذیل اضافہ ہوا ہے۔ (۱) ایک خالی جگہ کہ اسی عبارت سے پُر کیا ہے۔ ''اہلسنت کو فریب دے کر برطانیہ اور ہندوؤں نے سازش کر کے انکی مرضی اور شیعی مفاد کو پیش نظر رکھا گیا'' دوسری جگہ جو آپ نے خالی چھوڑ دی تھی اسطرح پُر کی گئی ''اپنے دوست مودودی صاحب کو ذریعہ تار'' میرے خیال میں اب حالات بدل چکے ہیں اب نام کی صراحت میں کوئی حرج نہیں۔ کچھ مختصر حاشیہ کا اضافہ ہے۔ جس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے اختلاف کیا جائے۔ دونوں صورتوں میں سے جو آپ پسند فرمائیں اس سے مطلع فرمادیں۔ براہ کرم جواب میں عجلت فرمائیں کیونکہ مضمون مذکور کی ضرورت شدید ہے۔ بلکہ درحقیقت اسکی اشاعت اپنے صحیح موقع سے بہت دور ہو چکی ہے۔ اپنے والد صاحب محترم کی خدمت میں میرا اسلام پہنچا دیجئے۔ والسلام احقر محمد اسحاق صدیقی عفا اللہ عنہ

شیعوں کے شائع کردہ بعض اشتہارات کے فوٹو اسٹیٹ اور بھیج رہا ہوں' اسی لفافہ میں ملفوف ہیں۔

(۲۱)

(جدہ مرحومہ کے لئے ایصال ثواب)

۱۲ محرم ۱۳۹۷ھ

مکرم و محترم زیدت مکارمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ کی جدہ محترمہ مرحومہ و مغفورہ کیلئے دعاء رحمت و رفع درجات بھی کی اور ایصال ثواب بھی کیا آپ کا عنایت نامہ پہونچنے سے پہلے ہی دونوں سعادتیں حاصل کر چکا تھا۔ اسکے بعد دوبارہ اس سعادت سے بہرہ مند ہوا۔ مضمون ملفوف پر آپ ایک نظر ڈال لیں اور اگر اسکی اشاعت میں کوئی اہم مانع نہ ہو' تو جلد از جلد اسے شائع فرمادیں۔ اسکی اشاعت کیلئے یہ موقع بہتر ہے اور موزوں تر بھی ہے۔ الیکشن سے ایک ماہ پہلے اسکی اشاعت ضرور ہو جانا چاہیے۔ براہ کرم اپنے ارادہ اور رسید مضمون سے مطلع فرمادیں۔

والسلام ...... احقر محمد اسحاق عفا اللہ عنہ

خدانخواستہ اگر کسی وجہ سے اشاعت مناسب نہ معلوم ہو تو بھی مطلع فرمائیں اور مضمون محفوظ رکھیں۔

(۲۲)

(قومی اتحاد کے قائدین سے گذارش ○ شیعہ نوازی اور ملک دشمن منصوبوں سے بے خبری یا چشم پوشی)

۳۰ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ، ۱۹۷۷ء

مکرم و محترم زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ ایک مختصر مضمون اسی لفافہ میں ارسال کر رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر اسے ''الحق'' کی قریب ترین اشاعت میں جگہ عنایت فرمادیجئے۔ مناسب تر تو یہ ہے کہ آپ بھی اسکی تائید میں کوئی مختصر اداریہ تحریر فرمادیں۔

انتخابات شروع ہونے سے قبل اسکی اشاعت سے فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ دوران انتخابات یا بعد انتخابات اشاعت شاید مفید نہ ہو۔ یا کم مفید ہو ایک خط کا فوٹو اسٹیٹ بھی ارسال خدمت کر رہا ہوں جو میں نے قومی اتحاد (۱) کے اجتماع کراچی کے موقع پر بعض قائدین کو بھیجا تھا۔ یہ آپ کے ملاحظہ کیلئے ہے۔ اشاعت مقصود نہیں۔ اگر آپ ضرورت سمجھیں تو شائع فرمادیں۔ اپنے والد صاحب محترم کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دیجئے۔ والسلام...... احقر محمد اسحاق صدیقی عفا اللہ عنہ

(۲۳)

(شیعہ مسلح جلوس کی جارحیت)

مکرم ومحترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ۱۶ ؍ فروری ۱۹۷۸ء کو منصوبہ کے ماتحت شیعوں کے مسلح جلوس نے جس جارحیت کا اظہار کیا وہ یقیناً بہت قابل مذمت اور حکومت نیز اہلسنت کیلئے قابل توجہ ہے۔ شیعہ جلوس نے جشن میلاد النبی ﷺ کے جھنڈے پھاڑ کر جلا دیئے۔ کلمہ طیبہ کی بے حرمتی کی، بے خبر اہلسنت پر قاتلانہ حملے کئے اور انکے گھروں اور انکی دوکانوں کو آگ لگائی۔ انتظامی مشینری یعنی پولیس وغیرہ کا رویہ بھی شیعہ نوازی اور انکی جانبداری پر مبنی رہا۔ جلوس کے مسلح ہونے پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔ اور شیعوں کو بے خبر اہلسنت پر حملوں اور انکے مکانات میں آتشزدگی سے روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ اسکے بعد بہت سے بے گناہ سنیوں کو انکے گھروں سے گرفتار کر لیا گیا۔ مارشل لاء حکام سے درخواست ہے کہ فوراً اس طرف توجہ کریں اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دینے کے علاوہ آئندہ کیلئے اس فساد انگیزی کا سد باب کریں اور امن وامان کو مستحکم کریں۔ محمد اسحاق صدیقی سرپرست سنی پاکستان کونسل

محترم بیان ہذا کی اشاعت فرما کر اپنے دینی فرض کو ادا فرمائیں اللہ تعالیٰ آپکو توفیق عطا فرمائے۔

ل

(قومی اتحاد کے قائدین سے گزارش)

ہر غیرت مند اور باحمیت مسلمان کی دلی تمنا ہے کہ قومی اتحاد کو فتح مبین اور پیپلز پارٹی کو انتہائی ذلت خیز شکست فاش ہو۔ درحقیقت فیصلہ تو ہو چکا قوم پیپلز پارٹی اور بھٹو یا بالفاظ دیگر دشمنان دین وغداران ملت کے گروہ کو رد کر چکی ہے۔ اور اسی سے اس قدر شدید نفرت کرتی ہے جسکے لئے کوئی پیمانہ مقرر کرنا مشکل ہے۔ لیکن اسکے باوجود یہ اندیشہ پیدا ہو رہا ہے کہ قومی اتحاد سے قوم نے جو توقع قائم کی تھی وہ پوری نہ ہو سکے گی۔ تعجب ہے کہ یہ قائدین ملت ابتک اس واضح حقیقت کا احساس کیوں نہیں کر سکے کہ بھٹو کسی الگ فرد کا نام نہیں۔ بلکہ شیعہ گردی کی ایک علامت (Symbol) کا نام ہے۔ اور جو مصیبتیں قوم وملت پر نازل ہوئیں وہ شیعی منصوبے کے ماتحت نازل ہوئیں۔ بھٹو شیعہ ہونے کی وجہ سے انکا نمائندہ اور آلۂ کار تھا۔ ایک بھٹو کے ہٹ جانے سے مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ اگر قومی اتحاد نے شیعی سازش کی طرف توجہ نہ کی اور انکی شیعہ نوازی قائم رہی تو چور دروازے سے کوئی دوسرا بھٹو آ جائیگا۔ اور انکی ساری کوشش پر پانی پھر جائیگا۔ قومی اتحاد کے قائدین شیعوں کو خوش کرنے کی جو کوششیں اور جسطرح ان سے وعدے کر رہے ہیں۔ وہ اہلسنت کے لئے بہت دل تسکین اور پریشان کن ہے۔ اہلسنت کے حساس گروہ کا اعتماد ان پر سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ اور یہ اندیشہ بہت قوت رکھتا ہے کہ انتخاب کے وقت اہلسنت کا ایک بڑا گروہ قومی اتحاد کی تائید وحمایت سے دست کش ہو جائے۔ یہ صورت حال قومی اتحاد اور پوری قوم کے لئے خطرناک ہوگی۔ قربانیاں صرف اہلسنت نے کی ہیں۔ اغلب اکثریت بھی انہی کی ہے۔ شیعوں کو انکے متوازی جگہ دینا، شرعاً بھی ناجائز ہے، عقلاً بھی مہلک اور اصول جمہوریت کے خلاف ہے۔ اہلسنت تو اسکے متوقع تھے کہ قومی اتحاد انکے۔۔۔۔۔۔ حقوق انہیں دلائے گا۔ ان قائدین کی شیعہ نوازی انکے لئے بہت مایوس کن ہے۔ ان صاحبان سے گزارش ہے کہ اپنے رویہ کی اصلاح فرمائیں۔ اور اہلسنت کو مایوس نہ کریں۔ وہ یہ بھی یاد رکھیں کہ شیعہ کبھی انکا ساتھ نہ دینگے۔ خواہ وہ انہیں راضی کرنے کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کریں۔ والسلام محمد اسحاق صدیقی ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

مزید یہ کہ کراچی میں بیس رمضان کو ہونے والے ہنگامے کے سلسلہ میں قائدین قومی اتحاد کا جو بیان شائع ہوا وہ بھی انکی شیعہ نوازی کا افسوسناک نمونہ ہے۔ اس میں شیعوں کی بے جا جانبداری کے ساتھ پولیس پر غلط الزام لگایا گیا ہے۔ جس سے اہلسنت کو بہت دکھ پہونچا۔ محمد اسحاق صدیقی

باسمہٖ تعالیٰ

(قومی اتحاد کی شیعہ پروری کے مذہبی وملی نقصانات)

مکرم ومحترم زیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آئندہ انتخاب بہت اہم اور ملک کے مستقبل کیلئے فیصلہ کن ہے' مالک الملک سے دعا ہے کہ قومی اتحاد کو فتح مبین اور پیپلز پارٹی کو شکست عظیم ہو۔ ملک وملت کی خیر خواہی کی بناء پر ایک اہم بات کی طرف مکرر متوجہ کرانا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے بھی اسکی طرف متوجہ کر چکا ہوں۔ مگر افسوس کہ وہ محروم توجہ رہی۔

عرض یہ کرنا ہے کہ حقائق سے چشم پوشی ہمیشہ تباہ کن ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ آپ حضرت نے اس واضح حقیقت سے ہمیشہ اغماض برتا' کہ ملک وملت پر جو مصائب نازل ہوئے اور جو تباہی آئی' وہ درحقیقت شیعہ سازش اور شیعوں کے ناپاک منصوبوں کی نمود تھی۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور لاکھوں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۲۴)

(اسلامی نظام کی پہلی منزل ○ مضمون ضیاء الحق تک پہونچانے کی خواہش)

۴ جمادی الاولی ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۷۸ء

محترم و مکرم زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عریضہ کیساتھ ایک مضمون ملفوف ہے۔ جس کا عنوان "اسلامی نظام کی پہلی منزل" ہے۔ براہ کرم اسے "الحق" کی قریب ترین اشاعت میں جگہ دیکر شکر گزار فرمائیے۔

"الحق" کا وہ پرچہ جسمیں یہ مضمون شائع ہو۔ اگر "جناب جنرل ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر" کے پاس کسی قابل وثوق ذریعہ سے پہونچانے کا انتظام آپ فرمادیں تو انشاء اللہ اجر مزید حاصل ہوگا۔ اور مجھے بھی شکریہ کا مزید موقع ملے گا۔ حضرت مولانا مدظلہ (آپکے والد محترم) کی خدمت میں سلام مسنون۔ .... احقر محمد اسحاق صدیقی عفااللہ عنہ

جامعۃ العلوم الاسلامیہ نیوٹاون کراچی

(۲۵)

۲۶ راپریل ۱۹۷۸ء

مکرم و محترم زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ موصول ہوا۔ فجزاک اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش کو کامیاب فرمائیں۔ اگر پہلی منزل کی تعمیر شروع ہوجائے تو انشاء اللہ دوسری منزل کا نقشہ بھی پیش کرونگا۔ میں ۳۰ راپریل ۱۹۷۸ء کو عازم لکھنو ہوں' واپسی انشاء اللہ ایک ماہ بعد ہوگی۔ اسکے بعد انشاء اللہ الحق کیلئے کوئی قلمی ہدیہ پیش کرسکونگا۔ والسلام...... احقر محمد اسحاق صدیقی عفاعنہ

(۲۶)

۹ ذی الحجہ ۹۸ھ مطابق ۱۱ رنومبر ۱۹۷۸ء (سُنی کانفرنس ملتان)

مکرم و محترم زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہمہ وجوہ بخیر و عافیت رکھیں۔ بحمد للہ احقر بعافیت ہے۔ بریلویوں کی

(گذشتہ صفحہ سے پیوستہ) مسلمانوں کی خونریزی' حکومت کے جور و ستم، ملک کی بدحالی، بددینی، فسق و فجور اور ظلم و ستم کا دور دورہ، یہ سب ہولناک حوادث و احوال اسی منافق اور مار آستین دشمن اسلام گروہ کی سازش اور فریب کاری کے مرہونِ منت ہیں۔

مگر تعجب اور افسوس ہے کہ آپ حضرات کے ایسے بحر سیاست کے شناور ان واضح حقیقتوں سے بالکل بے خبر ہیں۔ آج بھی آپ کی پالیسی حد سے گذری ہوئی شیعہ نوازی ہے۔ یاد رکھئے۔ کہ شیعوں کا بچہ بچہ پیپلز پارٹی اور بھٹو کے ساتھ ہے۔ جو خود بھی پکا رافضی ہے' مگر نقاب تقیہ میں چہرہ چھپائے رہتا ہے۔ جو شیعہ آپکے ساتھ ہیں یا آپکی صفوں میں داخل ہورہے ہیں۔ انکا مقصد وحید آپکی صفوں میں انتشار پیدا کرنا اور دوستی کے پردے میں دشمنی کرنا ہے' جو شیعوں کا قدیم شعار اور مذہبی مزاج ہے۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ شیعہ اور مرزائی باہم بالکل متحد اور اسلام و اہل اسلام کو تباہ کرنے کے ناپاک مقصد میں بالکل متفق ہیں۔ ہندو بھی من حیث القوم انہی کے ساتھ ہیں۔ قول مشہور ہے "الکفر ملة واحدہ" (کفر ایک ہی ملت ہے) چونکہ تینوں کافر ہیں۔ اسلئے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کیلئے متحد ہوگئے۔

آپ جسطرح شیعوں کو ملانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ وہ صرف آپ کیلئے نہیں بلکہ ملک و ملت اور دین حق کیلئے تباہ کن ہے۔ دو فیصد آبادی رکھنے والے شیعہ ۹۸ فیصد اہلسنت اور حکومت پاکستان پر مسلط ہیں۔ اگر آپ اس تسلط کو گوارا کریں گے تو بھٹو اور اسکی پارٹی کا تسلط زائل نہ ہوسکے گا۔ اور بالفرض زائل ہوگیا تو کوئی دوسرا بھٹو مسلط ہوجائیگا۔ شیعوں کو قریب کرنے کے بجائے انہیں دور کرنیکی پالیسی اختیار کرنا لازم ہے ورنہ بجز تباہی کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ عوام اہلسنت شیعی سازش اور انکے تباہ کن منصوبوں سے باخبر ہوچکے ہیں۔ اگر آپکی شیعہ نوازی کی پالیسی جاری رہی تو الیکشن میں انکی ایک بڑی تعداد آپکا ساتھ نہ دیگی' کیونکہ وہ آپکی شیعہ نواز پالیسی سے سخت دل شکستہ ہے اور مایوس ہورہے ہیں۔ انکی تائید سے محروم ہوکر آپ کامیاب نہ ہوسکیں گے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس شیعہ نوازی اور شیعت پروری اور اس سے پہنچنے والے ملی، مذہبی اور ملکی نقصانات کی ذمہ داری عند اللہ و عند الناس آپ پر ہوگی۔ محاسبہ آخرت بہت خوفناک چیز ہے' اسکے علاوہ مالک ارض و سماء نے جسطرح اہلسنت کو حکومت ظالمہ کے خلاف کھڑا کردیا۔ اسی طرح عین ممکن ہے کہ کل بتوفیق الٰہی قوم آپکا محاسبہ بھی کرے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

یہ بھی عرض کردوں کہ سندھ اور پنجاب کے پیروں میں خاصی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو درحقیقت شیعہ ہیں' جاہل اور دین سے بے خبر اہلسنت کی جہالت و کم فہمی سے فائدہ اٹھا کر ان کے پیر بن بیٹھے ہیں۔ اگر ان شیعہ پیروں کو آپ نے اپنی صفوں میں جگہ دی یا ان پر اعتماد کیا تو خسارے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ فقط والسلام

فتنہ انگیزی کے انسداد کیلئے ایک مضمون بعنوان ''سنی کانفرنس ملتان'' اس خط کے ہمراہ ملفوف ہے۔ براہ کرم اسے الحق کی کسی قریب ترین اشاعت میں جگہ دیدیجئے۔ اسمیں شائع ہو جائے تو اسے بصورت کتابچہ بھی شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں میں نے اصل حقیقت کی نقاب کشائی کردی ہے۔ انشاء اللہ موثر ہوگی۔ یہ سب سبائی فتنہ اور یہود کی سازش ہے۔ ان بریلوی کٹھ پتلیوں کی ڈوریاں بوساطت روافض اسرائیل، امریکہ اور روس کے ہاتھوں میں ہیں۔ والسلام...... احقر محمد اسحاق صدیقی عفا اللہ عنہٗ

رسید مضمون سے مطلع فرمائیں تو عین عنایت ہو۔

(۲۷)

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ، مطابق ۹ مارچ ۱۹۷۹ء (شیخ الحدیث کی بینائی اور علاج)

مکرم ومحترم زید مکارمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ اور آپ کے والد محترم مع متعلقین بخیریت ہونگے۔ امید ہے کہ موصوف محترم کی آنکھ اب اچھی طرح کام دینے لگی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ انھیں صحت کامل مستمر عطا فرمائیں' اور اطمینان کیساتھ خدمت دین میں مصروف رہیں' ان سے بفضلہٖ بہت فائدہ پہونچ رہا ہے۔ ایک مضمون بعنوان ''فتنہ عظیمہ'' ارسال کیا ہے۔ ''الحق'' کی کسی قریب ترین اشاعت میں جگہ دیدیجئے' ضرورت تو آپ پر واضح ہے۔ کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں۔ آپ کا رسالہ بھارت بھی جاتا ہے۔ انشاء اللہ وہاں کے مسلمان بھی اس فتنہ سے آگاہ ہوجائینگے۔ والسلام...... دعا گو محمد اسحاق صدیقی عفا اللہ

رسید مضمون سے مطلع فرمائیں تو عنایت ہوگی۔

(۲۸)

۳ رجب ۱۳۹۹ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۷۹ء (شیخ الحدیث کی علالت اور دین کی خدمات O ایرانی دجل کی حقیقت کھولنی چاہیئے O مودودی جماعت کی فریب کاری)

مکرم ومحترم زید معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اللہ تعالیٰ کے کرم وفضل سے توقع ہے کہ آپ بعافیت ہونگے' آپ کے والد محترم مدظلہ کو اللہ تعالیٰ جلد صحت کامل وشفاء مستمر عطا فرمائیں۔ اسوقت وہ دین کی بہت خدمت ونصرت فرما رہے ہیں' افسوس ہے کہ انکی علالت کی وجہ سے ان خدمات کا سلسلہ ملتوی ہے۔ ایک مضمون ہمراہ عریضہ ملفوف ہے۔ اسوقت ایرانی دجال یا اصفہانی دجال کا یہ فتنہ بہت شدید فتنہ ہے۔ یہ فتنہ مرزائیت سے بھی زیادہ شدید ہے کیونکہ یہ اجتماعی طور پر کفر اور بددینی کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ اور قوم کی عام ناواقفیت، دین سے قلت مناسبت، اور مودودی صاحب اور انکی جماعت کی فریب کاری کی وجہ سے سخت اندیشہ ہے کہ اسکے وہ اثرات نمایاں نہ ہو جائیں جنکا خطرہ ہے' قوم کو اس دجل کی حقیقت سے واقف بنانا بہت ضروری ہے۔ براہ کرم یہ مضمون ''الحق'' میں ضرور شائع فرما دیجئے' اور قریب ترین اشاعت میں' خدام الدین میں بھی اس مضمون کی ایک کاپی بھیج رہا ہوں خدا کرے وہ بھی شائع کردیں۔ مہربانی کرکے اولین فرصت میں مضمون پر ایک نظر ڈال کر اسکی اشاعت یا عدم اشاعت کا فیصلہ فرما لیجئے' اور مجھے فوراً مطلع فرمایئے۔ جواب کیلئے لفافہ اسی لیے بھیج رہا ہوں' کہ کام میں عجلت ہو اور لفافہ آپکو یاد دہانی کا کام دے۔ اگر کسی وجہ سے اشاعت ممکن نہ ہو تو بلا تکلف تحریر فرما دیں۔ مجھے ذرا بھی گرانی نہ ہوگی' نہ آپ سے کوئی شکایت ہوگی۔ کیونکہ حالات دیکھ رہا ہوں اسلئے یہی خیال ہوگا کہ کوئی نہ کوئی مجبوری ہی ہوگی ورنہ آپ ضرور شائع فرماتے۔

والسلام

رسالہ میں اشاعت کے بعد انشاء اللہ بصورت پمفلٹ بھی شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

ماہنامہ الحق کا بھارت میں وقار: ''الحق بفضلہٖ بھارت بھی جاتا ہے اور وہاں بھی اسکا ایک وقار ہے' یہ آواز انشاء اللہ وہاں تک پہونچ جائیگی۔
والسلام...... محمد اسحاق صدیقی عفااللہ عنہ،

''مسجد ضرار'' کی تکنیک ایران میں دہرائی جارہی ہے' اسے منہدم کردینا ضروری ہے۔

(۲۹)

۲۷ر رجب ۱۳۹۹ھ مطابق ۴ر اگست ۱۹۷۹ء (ایرانی اور امریکی منصوبے O خمینی اور مودودی کا مشترکہ منصوبہ)

مکرم ومحترم زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، تقریباً ایک ماہ ہوا ایک مضمون ''الحق'' کیلئے بعنوان اسلامی نظام حقیقت مطلوب ہے یا نام، ذریعہ رجسٹری ارسال کیا تھا، براہ کرم مطلع فرمائیے کہ اسکی اشاعت کب تک ہوگی؟

فتنہ بہت شدت اختیار کرچکا ہے اب تو خمینی نے کھلم کھلا باقاعدہ پاکستان میں سازشیں شروع کردیں۔ پاکستان میں مقیم ایرانیوں کی تنظیم کی جارہی ہے اور علماء شیعہ کو خمس وصول کرنے اور اسکا نظام جاری کرنیکی ہدایتیں موصول ہورہی ہیں۔ فقہ جعفری کے معاملہ میں بھی خمینی ٹانگ اڑارہا ہے۔ اسکی حلیف وشریک سازشی مودودی صاحب امریکہ گئے ہوئے ہیں تاکہ سازش کے منصوبہ کو کامیاب بنائیں اور ایران وامریکہ کے درمیان روابط بڑھائیں۔ موجودہ ایرانی نظام کو جو شیعی نظام ہے اسلامی نظام کہہ کر گمراہی پھیلائی جارہی ہے۔ اگر اسوقت بھی قوم کو اس سازش اور فتنہ سے نہ آگاہ کیا گیا تو پھر اسکے لئے کونسا وقت ہوگا؟ نہیں جانتے کہ اگر ہم ہوشیار نہ ہوگئے تو بہت جلد معاملات قابو سے باہر ہوجائینگے۔ براہ کرم جواب سے ضرور مطلع فرمائیے۔ اپنے والد صاحب محترم کی خدمت میں میرا اسلام پہونچادیجئے اور میرے لیے درخواست دعا...... حسن حال وحسن مآل کیجئے۔
والسلام...... محمد اسحاق صدیقی عفااللہ

(۳۰)

(آپکے بارہ میں بھٹو کے منحوس دور میں بھی حق گوئی مداہنت یا حق پوشی کا وسوسہ بھی نہیں گذرا)

۱۵ر رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

مکرم ومحترم زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ موصول ہوا' الحق بھی پہونچا۔ آپ کے متعلق کسی مداہنت یا حق پوشی یا خوف کا وسوسہ بھی میرے دل میں نہیں گزرا۔ بھٹو کے منحوس دور میں آپ حق گوئی کرتے رہے اور میرے مضامین بھی شائع کرتے رہے۔ تو آپ کے متعلق اس قسم کے سوء ظن پیدا ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جو وجہ آپ نے ظاہر فرمائی ہے اس کا خیال مجھے بھی گزرا تھا کہ شاید یہی وجہ ہوگی۔ آپ نے جو وجہ تحریر فرمائی ہے' اسکے متعلق انشاء اللہ بعد رمضان تفصیل سے عرض کرونگا اس سے پورا اتفاق تو مجھے نہیں مگر اسکے وزنی ہونے سے بھی انکار نہیں اور آپ کے تردد کو بے جا نہیں کہہ سکتا۔ سردست مضمون کی اشاعت ملتوی رکھیئے' بعد رمضان انشاء اللہ کچھ ترمیم کیساتھ بھیجوں گا' اس پر غور فرمالیجئے گا۔ اصل مضمون میرے پاس ہے' اپنے والد صاحب محترم کی خدمت میں میرا اسلام مسنون درخواست دعا کیساتھ پہونچادیجئے۔
والسلام ...... احقر محمد اسحٰق صدیقی عفااللہ

آپ سے بھی درخواست دعائے خیر ہے۔

(۳۱)

(خلفائے راشدین کا قائم کردہ نظام ہی اسلامی نظام ہے O وعدہ کرنے والے ہی سنگ راہ بنے)

جنوری ۱۹۸۱ء

اسلامی نظام کا قیام پاکستان بنانے کا اصل مقصد ہے۔ لیکن ابھی تک یہ مقصد نہیں حاصل ہوسکا۔ حالاں کہ جمہور مسلمین جن کی آبادی

پچانوے فیصد ہے ہمیشہ اس کے مشتاق رہے۔اس ناکامی اور محرومی کا اصل سبب یہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد ملک کے نظم ونسق پر ایسے لوگ حاوی ہو گئے جو اسلامی نظام اور اس کے اصول کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ جناب ضیاء الحق صاحب کے برسر اقتدار آنے کے بعد اسلامی نظام کے اعلانات بکثرت ہونے لگے۔اور بظاہر اس سلسلہ میں کچھ پیش رفت بھی ہوئی۔مگر منزل مقصود ابھی تک دور اور صحیح راستہ مستور ہے۔پاکستان کے سواد اعظم کے لئے یہ مسئلہ سخت بے چینی اور اضطراب کا باعث ہے کہ قیام نظام اسلامی میں جو چیز پہلے سنگ راہ بنی ہوئی تھی وہ آج بھی موجود ہے۔آج بھی ملک کے نظم ونسق پر وہی لوگ چھائے ہوئے ہیں جو صحابہ کرام خصوصاً حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دشمن ہیں۔سواد اعظم یعنی اہلسنت کے نزدیک خلفائے راشدین کا قائم کردہ نظام ہی اسلامی نظام اور کتاب و سنت کی عملی تفسیر ہے۔اس نمونہ کی پیروی اور مطابقت کے بغیر کسی اسلامی نظام کا تصور ہی نہیں ہو سکتا' مگر ہمارے اس بنیادی عقیدے کے برعکس مذکورہ بالا افراد نظام خلافت راشدہ کو باطل سمجھتے ہیں' اور اس کے شدید مخالف بلکہ دشمن ہیں' جس مینارہ نور کو ہم سنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں وہ ان کے نزدیک معاذ اللہ بالکل غیر معتبر ہے بلکہ درحقیقت قرآن مجید پر بھی ان کا ایمان نہیں ہے۔کیا ایسے لوگ اسلامی نظام قائم کریں گے؟ جسے ہم اسلامی نظام کہتے ہیں وہ ان کے نزدیک غیر اسلامی ہے تو کیا وہ اس کی راہ میں رکاوٹیں نہ ڈالیں گے؟ تجربہ اور مشاہدہ بھی بتاتا ہے کہ وہ حسب سابق اب بھی ان کے راستہ میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔پھر ان سے یہ توقع رکھنا کہ یہ اب رکاوٹ نہ ڈالیں گے' انتہائی سادہ لوحی اور خود فریبی ہے۔مخالفین صحابہؓ گروہ کی تعداد ملک میں دو فیصد سے بھی کم ہے' مگر وہ ہر اہم محکمہ میں اہم مناصب پر اور اپنے تناسب آبادی سے بہت زیادہ آسامیوں پر قابض ہیں۔پچانوے فیصد اہلسنت کی یہ حق تلفی بجائے خود بہت قابل افسوس اور باعث اضطراب ہے۔چہ جائے کہ ایسے مرحلہ پر جب کہ ہم اسلامی نظام کی منزل کی طرف گامزن ہو رہے ہوں۔اگر اسلامی نظام قائم کرنے کا نعرہ واقعی اخلاص پر مبنی ہے تو اولین قدم یہ ہونا چاہیے کہ تمام محکموں کے اہم عہدوں سے مخالفین صحابہؓ منکرین ختم نبوت کو برطرف کر کے اس کی جگہ باحمیت اہلسنت کو مقرر کیا جائے۔یہ ملک کی ۹۵ فیصد اکثریت یعنی اہلسنت کا مطالبہ اور ان کے دل کی آواز ہے۔ اس سے غفلت یا بے اعتنائی برتنا کوئی اچھا نتیجہ نہیں پیدا کر سکتا۔ محمد اسحاق صدیقی' جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

(۳۲)

۵ رجمادی الاولی ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹ رفروری ۱۹۸۳ء (فتنۂ عجم ○ مولانا عبید اللہ چترالی کی اسارت)

محترم ومکرم زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہونگے ایک مضمون بعنوان "فتنۂ عجم" ملفوف ہے۔براہ کرم اسے "الحق" کی قریب ترین اشاعت میں جگہ دیجئے' اسوقت یہ فتنہ بہت شدید ہو گیا ہے۔مضمون ملاحظہ فرما کر آپ خود اندازہ فرمائینگے کہ اسوقت اسکی اشاعت کی کتنی شدید ضرورت ہے۔چترال کے مولانا عبید اللہ صاحب[1] بہت مدت سے اسیر ہیں۔انکی اسیری شیعوں کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ ہے ورنہ انھوں نے کوئی جرم نہیں کیا۔انکی رہائی کیلئے ضرور کوشش فرمائیں۔۔۔۔۔وہ آج کل پشاور جیل میں ہیں۔رسید جواب کیلئے لفافہ ہمراہ عریضہ ملفوف ہے۔ والسلام...... محمد اسحاق صدیقی عفا اللہ عنہ

الحق برابر مل رہا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اسکی جزائے خیر عطا فرمائیں۔مزید یہ کہ خمینی کا فتنہ ہندوستان میں بھی پھیل رہا ہے۔آپ کا رسالہ وہاں بھی جاتا ہے۔انشاء اللہ اس کے ذریعہ وہاں بھی اصلاح ہوگی۔

(۳۳)

(نظام مصطفیٰ اور نظام فاروق اعظمؓ ○ اسلامی نظام کے اصل مخالف)

روزنامہ جسارت کراچی مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۷۸ء میں این ڈی پی کے ایک رکن سید ذاکر مشہدی کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔جو اہلسنت کے

[1] میرے محترم اور قابل شاگرد' حقانیہ کے قابل فخر فاضل، فتنۂ آغا خانی کا تعاقب کرتے شہید ہو گئے۔ پشاور باڑہ گیٹ میں مدرسہ قائم کیا اکثر اساتذہ حقانیہ کے فضلا ہیں۔

لئے دل آزار ہے انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کے نظامِ خلافت کی مخالفت کی ہے ہمارے نزدیک یہ نظامِ مصطفیٰ کی کھلی ہوئی مخالفت ہے۔ مشہدی صاحب نے اعتراف کرلیا کہ درحقیقت شیعہ ہی اسلامی نظام کے قیام کے اصل مخالف اور اس میں سدراہ ہیں۔ نظامِ مصطفیٰ اور نظامِ فاروق اعظمؓ درحقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ حضرت عمرؓ کا نظام نظامِ مصطفیٰ ؐ کی عملی تفسیر اور اس کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اگر نظامِ مصطفیٰ ؐ کی کوئی دوسری تفسیر کی جاتی ہے تو وہ غلط اور ہمارے لئے ناقابلِ قبول ہے۔ اہلسنت کا فریضہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت کا نظام قائم کرنے کی کوشش کریں۔ این ڈی پی کو بھی سوچنا چاہئے کہ شیعوں کو ساتھ لے کر اسلامی نظام قائم کرنے کی کوشش ضدین کو جمع کرنے کی سعی لاحاصل تو نہیں ہے۔

محمد اسحاق صدیقی مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی

☆☆☆

جناب اسد اللہ بھٹو[1] صدر متحدہ مجلس عمل سندھ

۱۹/جنوری ۲۰۰۲ء

(اہلیہ کی تعزیت)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آج آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات کی خبر سنی۔ بہت افسوس ہوا۔ میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ نیکیوں کو قبول فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین! میں نے فون کیا تھا سید یوسف شاہ صاحب سے بات ہوئی تھی ان کے ذریعہ تعزیت آپ تک پہنچانے کی سعی کی تھی۔ والسلام اسد اللہ بھٹو

☆☆☆

ڈاکٹر اسرار احمد لاہور[2]
انجمن خدام القرآن و تنظیم اسلامی

(۱)

۱۰ مارچ ۱۹۸۶ء

(استحکام پاکستان پر محاضرات)

مکرم ومحترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلکم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی! ملک عزیز پاکستان آجکل جن حالات سے اور تاریخ کے جس اہم موڑ سے گزر رہا ہے اسکی اہمیت اور نزاکت کسی ذی شعور اور دینی وملی جذبہ رکھنے والے پاکستانی سے پوشیدہ نہیں کچھ ایسے ہی احوال وظرف سے تحریک پا کر مرکزی انجمن خدام القرآن کے صدر موسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے "استحکام پاکستان" کے زیر عنوان وہ مفصل مضمون تحریر کیا جو اولاً روزنامہ جنگ کی ہفتہ وار اشاعت جمعہ میں بالاقساط طبع ہوا اور بعد ازاں محترم ڈاکٹر

---

1. جماعت اسلامی صوبہ سندھ کے امیر، ممبر قومی اسمبلی، ایم ایم اے سندھ کے صدر
2. امیر وبانی تنظیم اسلامی۔ داعی تحریک خلافت، صدر انجمن خدام القرآن، مدیر ماہنامہ میثاق لاہور، صدر قرآن اکیڈمی لاہور۔ زندگی کا محور قرآن کریم کی اشاعت اور اس کی طرف دعوت خلافت کے قیام واحیاء کے داعی، انقلابی کاموں میں شیخ الہند آئیڈیل رہا، علامہ اقبال دل ودماغ پر حاوی رہے، افغانستان کے جہاد اور بعد میں تحریک طالبان کی پرزور حمایت کی، نازک حالات میں بھی امیر المومنین ملا عمر اور طالبان کی حمایت جاری رکھی۔ شریعت بل اور پاک افغان ڈیفنس کونسل وغیرہ ملی وقومی تحریکوں میں شانہ بشانہ رہے، جس پر اگلے کئی خطوط روشنی ڈال رہے ہیں، اجتہاد وتقلید وغیرہ بعض امور میں کئی باتیں محل بحث رہیں۔ قدیم وجدید کے امتزاج پر مبنی دروس اور خطبات سے جدید تعلیم یافتہ طبقوں کو متاثر کیا۔

اسرار احمد صاحب کے زیرادارت ماہنامہ میثاق میں طبع ہوا۔ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبہ دین حق کیلئے جس نہج پر گزشتہ چودہ پندرہ برس سے کوشاں ہے، امید واثق ہے کہ آپ اس سے بخوبی آگاہ ہوں گے۔ انجمن کے جملہ پروگراموں میں سالانہ محاضرات قرآنی (Quranic Seminars) کی خصوصی اہمیت رہی ہے' جن میں مختلف موضوعات پر اصحاب علم وفضل مقالات پیش کرتے رہے ہیں اور اس طرح یہ محاضرات بڑے پیانے پر سامعین کیلئے دعوت فکر وعمل کا باعث بنتے ہیں۔ یہ اطلاع آپکے لیے یقیناً باعث مسرت ہوگی کہ مرکزی انجمن خدام القرآن نے اس سال کے محاضرات کیلئے "استحکام پاکستان" کے موضوع پر مذاکرہ کا اہتمام کیا ہے۔ یہ محاضرات ۲۶ تا ۳۱ مارچ ۸۶ء لاہور میں منعقد ہوں گے۔ روزانہ نشست بعد نماز مغرب ہوا کرے گی (انشاء اللہ) جن میں ڈاکٹر صاحب موصوف کے محررہ بالا موضوع پر شائع شدہ مضامین پر تنقید وتبصرے پیش کئے جائیں گے' ملک کے اصحاب علم و دانش، ماہرین تعلیم، صحافیوں اور دیگر اہم شخصیتوں کو ان مضامین پر اظہار رائے کی دعوت دی جارہی ہے۔

اس ضمن میں میری آپ سے نہایت مودبانہ گزارش ہے کہ آپ موضوع زیر بحث پر اپنی گرانقدر آراء کو احاطہ تحریر میں لاکر اپنا قیمتی مقالہ کسی ایک نشست میں پڑھنے کی زحمت فرمائیں گے۔ وطن عزیز سے محبت اور اسکے بقاء واستحکام میں دلچسپی کا تقاضا ہے کہ آپ میری درخواست کو ضرور شرف قبولیت سے نوازیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ بواپسی ڈاک اپنے حتمی ارادے اور لاہور آمد کی تاریخ سے مطلع فرمائیں گے۔ میں آپکا ممنون احسان ہونگا۔

ڈاکٹر صاحب کے مضامین کا طبع شدہ مواد مکرر مطالعے کیلئے لف ہذا ہے۔ مذاکرہ میں آپکی شرکت کیلئے تاریخ کا تعین آپ کی سہولت کے مطابق کیا جائے گا۔ والسلام آپ کی شرکت کا متمنی ابصار احمد رکن منتظمہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

(۲)

(حافظ عاطف وحید کی شادی)

۱۹۸۷ء

مکرمی ومحترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بتقریب شادی خانہ آبادی عزیزم حافظ عاطف وحید سلمہ حسب پروگرام آپ کی شمولیت کا متمنی ہوں۔ خاکسار اسرار احمد عفی عنہ

انشاءاللہ العزیز عقد نکاح جمعہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور نماز جمعہ کے فوراً بعد۔

دعوت ولیمہ اتوار نومبر ۸۷ء بعد نماز عشاء۔ قرآن اکیڈمی، ۳۶ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون ۸۵۲۶۸۳، ۸۵۲۶۱۱

نوٹ: قرآن اکیڈمی میں نماز عشاء کا وقت ساڑھے سات بجے شام ہے۔ نماز کے فوراً بعد ماحضر پیش کردیا جائے گا۔ از راہ کرم پابندی کا خیال رکھیے گا۔

(۳)

(منہاج محمدی کانفرنس)

۱۱ رفروری ۱۹۹۹ء

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اُمید ہے بفضلہ تعالیٰ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی جانب سے حال ہی میں دو اشتہارات ملک کے تمام بڑے بڑے اخبارات میں شائع کئے گئے ہیں، اُمید ہے کہ آپ کی نگاہ سے بھی گزرے ہوں گے۔ تاہم فوری مراجعت کیلئے دونوں کی نقول اس عریضہ کے ساتھ ارسال ہیں۔

دوسرے اشتہار میں "منہاج محمدی کانفرنسوں" کے انعقاد کا ذکر ہے۔ اس سلسلے کی دوسری کانفرنس انشاءاللہ مورخہ ۲۸ رفروری بروز اتوار کو صبح ساڑھے نو بجے تا دو پہر دو بجے تک نشتر ہال پشاور میں منعقد ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں جناب سے گزارش ہے کہ

اولاً: اس میں ضرور شرکت فرما کر ہمیں ممنون بھی فرمائیں اور اپنے خیالات عالیہ سے مستفید بھی فرمائیں۔

ثانیاً: ہر مقرر کے خطاب کے لئے بیس یا تیس منٹ کا وقت ہوگا۔توقع کی جائے گی کہ جناب ایک تو گفتگو کو تمام تر موضوع ہی پر مرکوز رکھیں گے، اور دوسرے حتی الامکان کوشش فرمائیں گے کہ "ماقل ودل" والی بات پیدا ہو جائے۔

ثالثاً: چونکہ ان کانفرنسوں کا اصل مقصد باہمی تبادلہ خیالات ہے لہٰذا ضروری ہوگا کہ تمام مقرر حضرات ابتداء ہی سے شریک محفل ہوں اور اختتام تک تشریف فرما رہیں تا کہ دوسرے مقررین کی رائے بھی سامنے آسکے۔۔۔۔۔۔۔اور آئندہ مذاکرات نتیجہ خیز ہو سکیں۔

فقط والسلام مع الاکرام...... پیشگی شکریہ کے ساتھ، دُعا کا طالب

میجر (ر) فتح محمد امیر تنظیم اسلامی حلقہ سرحد

(۴)

جنوری ۲۰۰۱ء

(مسلمانوں کی حالت زار اور نظام خلافت کی ضرورت O بین الاقوامی خلافت کانفرنس لاہور میں شرکت کی دعوت)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب امیر جمعیت العلمائے اسلام (س)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آج ملت اسلامیہ عالمی سطح پر بحیثیت مجموعی جس ذلت و رسوائی سے دوچار ہے اس پر ہر دردمند مخلص مسلمان کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔تمام اہم عالمی امور اغیار کے ہاتھوں میں ہیں اور سوا ارب سے زائد نفوس اور چھپن ممالک پر مشتمل یہ امت عالمی معاملات میں پر کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتی۔چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کو مختلف حیلوں بہانوں سے بہیمانہ ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔فلسطین میں اسرائیل امریکہ کی پشت پناہی میں مسلمان نوجوانوں کے خون سے ہولی کھیل رہا ہے، کشمیر میں ہندوستان کی سات لاکھ سے زائد فوج کئی سال سے ظلم و بربریت کا بازار گرم کئے ہوئے ہے۔ہزاروں خواتین کی عصمتیں لوٹی جا چکی ہیں اور لاکھوں مسلمانوں کو انتہائی بہیمانہ طریقے سے ایذائیں پہنچا کر قتل کیا جا چکا ہے اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔بوسنیا، کوسوو اور چیچنیا میں نام نہاد مہذب یورپی اقوام نے حال ہی میں مسلمانوں کو مٹانے کے لئے جس درندگی کا مظاہرہ کیا ہے اس نے چنگیز خان اور ہلاکو کو بھی شرما کر رکھ دیا ہے۔غور طلب بات یہ ہے کہ آخر ہماری غیرت و حمیت دینی کو کیا ہو گیا ہے؟

☆ کیا مسلمان کا خون اتنا ارزاں ہو گیا ہے کہ اسے انتہائی بے دردی کے ساتھ پانی کی طرح بہایا جا تا رہے؟

☆ کیا مسلمان ماؤں اور بہنوں کی عصمتیں اسی طرح لٹتی رہیں گی؟

☆ کیا مسلمانوں کے تہذیب و تمدن کو دنیا سے ناپید کرنے کی سازشیں اسی طرح جاری رہیں گی؟

☆ ایسا آخر کب تک ہوتا رہے گا؟

☆ چھپن مسلمان ممالک کے ارباب اقتدار کب تک اس خون آشام ظلم و بربریت کے کھیل پر خاموش تماشائی بنے رہیں گے؟

نہیں، ہرگز نہیں! ہمیں خواب غفلت سے بیدار ہونا ہوگا۔اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا ہوگا اور طاغوت کے ایجنٹوں یہود و ہنود کی سازشوں کے خلاف صف آراء ہو کر نوع انسانی کو ان کے ظلم سے نجات دلانا اور اسلام کے منصفانہ اور عادلانہ نظام سے متعارف کروانا ہوگا ظاہر بات ہے کہ یہ کام نظامِ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام ہی سے ممکن ہے۔

الحمدللہ کہ تحریک خلافت پاکستان ان اہم امور پر غور و خوض کے لئے پاکستان کے قلب لاہور میں ۲۸ جنوری ۲۰۰۱ء کو عظیم الشان انٹرنیشنل

خلافت کانفرنس منعقد کر رہی ہے۔ جس میں امت کے فہیم اور مخلص سکالرز، علماء کرام اور دانشور حضرات اُمت مسلمہ کو درپیش مسائل اور دورِ حاضر کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے لائحہ عمل پیش کریں گے۔

آپ سے گزارش ہے کہ آپ مجوزہ خلافت کانفرنس کی شرکت کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔اور کانفرنس میں اپنی شرکت کی جلد از جلد توثیق فرما دیں تا کہ پروگرام کو حتمی شکل دی جا سکے۔ فقط السلام مع الاکرام! ڈاکٹر اسرار احمدؒ داعی تحریک خلافت پاکستان

(۵)

۴رفروری ۲۰۰۰ء (سی ٹی بی ٹی پر دستخط کے خلاف آل پارٹیز کانفرنس)

(دعوت نامہ برائے سی ٹی بی ٹی نامنظور کانفرنس)

مکرم ومحترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔سب جانتے ہیں کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کا معاملہ اس وقت سب سے بڑے قومی مسئلہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔امریکہ اور عالمی طاقتوں کے دباؤ سے کون واقف نہیں۔ ہماری حکومت نے اس بحث کو عوام میں اوپن کیا ہے اور یہ عندیہ دیا ہے کہ اس معاملے پر اتفاق رائے حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔صورت حال یہ ہے کہ قوم اس issue پر واضح طور پر دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔تمام دینی ومذہبی جماعتوں اور رجال دین کے ساتھ ساتھ دینی ومذہبی ذہن کے حامل طبقات اور نظریہ پاکستان سے وابستہ افراد کی اکثریت بھی اس پر متفق ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط دراصل ہمیں گہری سازش کے ذریعے ہماری خداداد ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنے کی جانب پہلا قدم ہے لہٰذا ہمیں بہر صورت اس پر دستخط نہیں کرنے چاہئیں۔جبکہ تقریباً تمام سیکولر ذہن رکھنے والے لوگ اس معاہدے پر دستخط کے حق میں ہیں۔

حکومت کے رویئے سے جانبداری کی بو آتی ہے۔حکومت کے ترجمان وزیر خارجہ عبدالستار اور الیکٹرانک میڈیا اس کے حق میں راگ الاپ رہے ہیں اور یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ قوم بحیثیت مجموعی اس معاہدے پر دستخط کے حق میں ہے۔حالانکہ یہ بات امر واقعہ کے خلاف ہے۔اس صورتحال میں اپنی بات کو پرنٹ میڈیا کے توسط سے عوام اور خواص تک پہنچانے کا ہمارے پاس واحد موثر ذریعہ یہی ہو سکتا ہے کہ کانفرنس یا جلسہ عام کے ذریعے نہ صرف عوام کو رہنمائی فراہم کی جائے بلکہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر بیک آواز اس کی نامنظوری کا مطالبہ واعلان کیا جائے۔

اس پس منظر میں متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کی جانب سے مورخہ ۱۲رفروری ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب، چھ بجے شام "سی ٹی بی ٹی نامنظور کانفرنس" کا انعقاد عمل میں لایا جارہا ہے۔یہ کانفرنس انشاءاللہ، قرآن آڈیٹوریم، ۱۹۱۔اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں منعقد ہوگی۔اس کانفرنس میں ملک کی تمام نمایاں جماعتوں کے اکابرین اور بعض اہم زعمائے ملت کو خطاب کی دعوت دی جارہی ہے۔آپ سے بھی گزارش ہے کہ اس کانفرنس میں شرکت فرما کر اس اہم ملی وقومی مسئلہ پر قوم کو رہنمائی فراہم کریں۔

آپ کی شرکت کا متمنی ڈاکٹر اسرار احمد صدر متحدہ اسلامی انقلابی محاذ

(۶)

۲۵مئی ۲۰۰۰ء (امریکی صدر بل کلنٹن کے دورہ کے بعد پاکستان دوراہے پر)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب صدر جمعیت علماء اسلام۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی۔ملک عزیز پاکستان آجکل جن

سنگین مسائل سے دوچار ہے اس سے آپ بخوبی آگاہ ہیں۔ان مسائل میں دیگر مسائل کے علاوہ خاص طور پر معاشی مسائل گھمبیر صورت اختیار کر چکے ہیں۔حکومت پر ایک جانب تو استعماری قوتوں کے آلہ کار ورلڈ بینک، آئی۔ایم۔ایف اور W.T.O کا دباؤ ہے اور دوسری جانب جی۔ایس۔ٹی کی مخالفت اور کسی بھی قسم کے حساب کتاب کے مطابق ٹیکس سے انکاری ہماری تاجر برادری ہے۔واقعہ یہ ہے کہ امریکہ کے صدر بل کلنٹن کے حالیہ دورہ کے بعد تو اب پاکستان واضح طور پر ایک دوراہے پر کھڑا ہے۔امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنے ۱۲اپریل کے خطاب بموقع سالانہ اجتماع تنظیم اسلامی میں اس دوراہے کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ عالمی تہذیب اور قیام پاکستان کے پس منظر پر بھی بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔نیز اس وقت ہمارے لئے صحیح لائحہ عمل کیا ہو سکتا ہے!اس کو بھی واضح کر دیا ہے۔اس خطاب کو ہم نے ایک کتابچہ کی شکل میں شائع کیا ہے جو آپ کے مطالعہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔بیان کردہ لائحہ عمل کے حوالے سے ہم آپ کے خیالات جاننا چاہیں گے نیز ہم دینی جماعتوں کے اتحاد و اتفاق کی جانب پیش رفت کے بھی متمنی ہیں جواب سے ضرور نوازیئے گا۔شکریہ۔ والسلام

(۷)

۱۹رفروری ۲۰۰۱ء (طالبان افغانستان اور دفاع افغانستان کونسل کے بارہ میں تجاویز)

محترمی و مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ مع جمیع احباب و متعلقین بخیر و عافیت ہوں گے۔آپ نے ۱۰رجنوری[1] کے اجتماع اکوڑہ خٹک، اور پھر ۱۲رفروری کے اجتماع اسلام آباد میں میرا جو اکرام فرمایا اور نمایاں حیثیت دی اس پر ذاتی طور پر تہہ دل سے ممنون ہوں۔تاہم "الـدِّيـن الـنَّـصِـيحة" کے مطابق چند امور کے ضمن میں اپنی مخلصانہ گزارشات پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔البتہ اس سے قبل یہ واضح کر دوں کہ جہاں تک طالبان افغانستان کے ساتھ تعاضد و تعاون کا معاملہ ہے، آپ کے علم میں ہے کہ میں دفاع افغانستان کونسل کے قیام سے قبل بھی اپنی بساط کے مطابق ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔اور آئندہ بھی خواہ آپ کے طرز عمل سے اختلاف کی بنا پر میں " کونسل " کی صف اول میں نہ رہوں تب بھی انشاءاللہ صف دوم میں شامل رہ کر اپنی حقیری خدمات بجالاتا رہوں گا۔میرے نزدیک دفاع افغانستان کونسل کے ضمن میں حسب ذیل امور اہمیت کے حامل ہیں:

۱۔ اسکا معین تنظیمی ڈھانچہ وجود میں لانا بہت ضروری ہے۔ورنہ کوئی پیہم اور نتیجہ خیز کام نہیں کیا جا سکے گا۔مجھے پندرہ سولہ سال قبل کے متحدہ شریعت محاذ کا قیام: "متحدہ شریعت محاذ[2]" کے ضمن میں بھی یہ شکایت رہی تھی کہ اسکا کوئی معین تنظیمی ڈھانچہ نہیں تھا بلکہ ہر مشاورتی اجلاس میں بالکل نئے لوگ شامل ہو جاتے تھے۔چنانچہ اس کا شکوہ میں نے اسی وقت جناب قاضی حسین احمد صاحب سے کیا تھا جو محاذ کے سیکرٹری جنرل تھے کہ جماعت اسلامی کی تو اہم ترین خصوصیت ہی نظم اور ڈسپلن کی پابندی ہے۔لیکن آپ محاذ کو بالکل غیر منظم صورت میں لے کر چل رہے ہیں۔میں دیکھ رہا ہوں کہ اب وہی رول آپکی آشیرباد کیساتھ محترم لیاقت بلوچ صاحب ادا کر رہے ہیں۔میں اپنے مزاج کی ساخت کے اعتبار سے اسطرح کے ماحول میں کام نہیں کر سکتا۔لہٰذا ہو سکتا ہے کہ اگر یہی صورت برقرار رہی تو میں جیسے کہ پہلے عرض کر چکا ہوں، صف اول سے پیچھے ہٹ جاؤں۔

---

[1] مکتوب میں دفاع پاکستان کونسل سے متعلق بعض مشورے ہیں۔جو ۱۰رجنوری ۲۰۰۱ء میں دار العلوم حقانیہ میں قائم ہوا۔ڈاکٹر صاحب کا اسی اجتماع کی طرف اشارہ ہے۔

[2] شریعت بل سینٹ میں پیش ہونے کے بعد ناچیز کی دعوت اور کوشش سے شریعت محاذ قائم ہوا۔تاسیسی اجلاس جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی صدر میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی صدارت میں ہوا اور آپ ہی محاذ کے صدر منتخب کئے گئے۔تمام مکاتب فکر اس جدوجہد میں شریک ہوئے پارلیمنٹ ہاؤس پر لاکھوں افراد کا حضرت شیخ کی قیادت میں مظاہرہ اور کئی سال طویل جدوجہد اور بالآخر سینٹ سے اس بل کی منظوری اسی متحدہ شریعت محاذ کی رہنمائی اور قیادت کا نتیجہ تھی۔(س)

۲۔ دفاع افغانستان کونسل کے ضمن میں آپ نے کشمیر کے مسئلے کو خواہ مخواہ شامل کرلیا ہے حالانکہ وہ مسئلہ تو پندرہ سال سے چلا آرہا ہے بلکہ نصف صدی سے زائد سے چلا آرہا ہے۔اس وقت تو ہم جس کام کے لئے جمع ہوئے ہیں وہ افغانستان پر امریکہ اور اقوام متحدہ کی جانب سے پابندیوں کا معاملہ ہے جن کے ضمن میں افغان عوام اور طالبان حکومت دونوں کے ساتھ تعاون ضروری ہے اس کے سکوپ کو واضح طور پر اسی حد تک رکھنا چاہیے اور اس اعتبار سے جہادی تحریکیں جو اس وقت اصلاً کشمیر میں برسرپیکار ہیں۔ان کی کونسل کے اجلاسوں میں شمولیت اور بالخصوص ان کے مسلح (اور اس سے بڑھ کر نقاب پوش!) پہرہ داروں کی موجودگی بلاضرورت بھی ہے اور مطلوبہ مقاصد کے اعتبار سے (COUNTER_PRODUCTIVE) یعنی مُضر بھی!

۳۔ میری اُس بات پر جسے آپ نے اسلام آباد میں سرسری سے تبصرے کے ساتھ ٹال دیا تھا،سنجیدگی سے غور فرمائیں۔ہم اگر موجودہ یا کسی بھی آئندہ حکومت کے غیر اسلامی یا غیر شرعی اقدامات کی مذمت تو کرتے رہیں۔لیکن یہاں اسلامی نظام کے قیام اور شریعت اسلامی کے نفاذ کے لئے متحد ہو کر دباؤنہ ڈالیں تو یہ ایک سعی لاحاصل ہوگی۔

<u>پاک افغانستان دونوں ایک ہو جائیں:</u> مزید برآں یہ حقیقت ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے مابین برادرانہ تعلقات کے جاری رہنے اور انکے مزید آگے بڑھنے کے عمل کا دارومدار بھی اسی پر ہے کہ پاکستان میں بھی نظام اسلام کے قیام اور شریعت اسلامی کے نفاذ میں پیش رفت ہو اور پھر یہ دونوں ملک "یک جان دو قالب" ہی نہیں بلکہ "یک جان اور یک قالب" بن جائیں اور مجھے امید ہے کہ ایسا لازماً ہوگا۔

<u>انتخابی ریاست نہیں اتحاد اور انقلابی جدوجہد:</u> بہرحال ہمیں اس وقت اپنی پوری توجہ اس پر مرکوز کرنی چاہیے کہ جملہ دینی عناصر انتخابی سیاست سے کنارہ کش ہو کر نفاذ اسلام کیلئے مطالباتی،احتجاجی اور مظاہراتی سیاست کے لئے اپنی قوتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیں۔ہماری خلافت کانفرنس پر جب محترم قاضی عبداللطیف صاحب تشریف لائے تھے تو میں نے ان سے بھی یہی گزارش کی تھی اور اسی کی جانب توجہ آپ کو دلا رہا ہوں۔کبھی لاہور آنا ہوا تو تھوڑا سا وقت دن ٹو دن ملاقات کے لئے نکال سکیں تو بے حد ممنون ہوں گا۔اگرچہ میں محض اس موضوع پر گفتگو کے لئے آپ کی اجازت سے خود اکوڑہ خٹک کے لئے شدرحال کو بھی تیار ہوں۔(اس سلسلے میں میری سوچ کی وضاحت اس "متحدہ اسلامی انقلابی محاذ" کی قرارداد تاسیس اور قواعد وضوابط سے ہو جائے گی جو ہم چار چھوٹی جماعتوں نے اب سے دوسال قبل قائم کیا تھا۔لیکن جو اس وجہ سے مؤثر نہ ہوسکا کہ اس میں کوئی مسلم حیثیت کی مالک دینی شخصیت موجود نہ تھی۔لہٰذا یہ چیزیں بھی اس عریضے کے ساتھ ارسال ہیں!)

۴۔ اسلام آباد میں آپ حضرات نے فیصلے جس رواروی میں کئے اس ماحول میں قیل وقال کی زیادہ گنجائش نہ تھی اس لئے میں نے خاموشی اختیار کی۔ورنہ میں مزاجاً کسی[1] بیرونی وفد کی قیادت وغیرہ کے لئے بالکل نااہل انسان ہوں۔مجھے آپ اندرون ملک جو خدمت بھی (میری عمر،اور بعض معذوریوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سپرد کریں گے بسروچشم بجالاؤں گا۔برطانیہ اور فرانس وفد لے کر جانے کی اہلیت سے میں بالکل تہی دست ہوں بنابریں اس سے معذرت خواہ ہوں۔

فقط والسلام مع الاکرام : ڈاکٹر اسرار احمد،امیر تنظیم اسلامی

---

[1] کونسل کی طرف سے مختلف ممالک کو وفود بھیجنے کی تجویز پر مکتوب نگار کو بھی بعض ممالک کے وفد کے سربراہ کے طور پر تجویز کیا گیا تھا۔

(۸)

۲۴/جنوری ۲۰۰۱ء (نظامِ خلافت کی برکات O خلافت کانفرنس میں شمولیت کی دعوت)

نظامِ خلافت کے قیام کی صورت میں جو اسلامی فلاحی مملکت وجود میں آئے گی اُس کی بے شمار خصوصیات میں سے چند درج ذیل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلقہ کے عملی نفاذ کے لئے قرآن وسنت کی غیر مشروط اور بلا استثنیٰ بالادستی قائم ہوگی' مکمل قانونی وسماجی مساوات جس میں خلیفۃ المسلمین اور پارلیمنٹ یا مجلس ملی کے ارکان سمیت کسی کو بھی نہ قانونی تحفظات حاصل ہوں گے اور نہ ترجیحی حقوق' خلیفہ کا انتخاب بلاواسطہ پورے ملک کے مسلمان کریں گے' صوبائی عصبیت کی لعنت کے خاتمے اور عوام کی انتظامی سہولت کے لیے چھوٹے چھوٹے صوبے بنائے جائیں گے' مسلم وغیر مسلم ہر ضرورت مند شہری کی بنیادی ضروریات یعنی غذا، لباس اور رہائش تعلیم اور علاج وغیرہ کی فراہمی ریاست کے ذمہ ہوگی' حضرت عمرؓ کے اجتہاد کے مطابق جاگیرداری نظام ختم کر کے نیا بندوبست اراضی کیا جائے گا۔ نظام زکوٰۃ اور نظام صلوٰۃ حقیقی معنوں میں نافذ ہوں گے اور بے جا ٹیکسوں سے نجات ملے گی۔ سرمایہ دار مزدور کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا کیونکہ ہر بے روزگار کی کفالت حکومت کے ذمہ ہوگی۔

انٹرنیشنل خلافت کانفرنس پہلی نشست 9:30 بجے صبح تا 1:30 دوپہر

تلاوت قرآن حکیم، قاری سید صداقت علی، نعت رسول ﷺ حافظ مرغوب احمد ہمدانی، افتتاحی خطاب، ڈاکٹر اسرار احمد

اسماء گرامی معزز مقررین: مولانا سمیع الحق صدر جمعیت العلماء اسلام' قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی پاکستان' سید محمد طیب آغا مُشیر خصوصی امیر المومنین افغانستان' مولانا قاری احمد اللہ اشرف امیر حرکۃ الخلافہ بنگلہ دیش' عبدالرحمٰن سلیم انگلینڈ' مظفر وارثی معروف قومی شاعر۔ ارشاد احمد حقانی لاہور، عمران این حسین ترینڈاڈ و ویسٹ انڈیز' مصطفیٰ الترک ڈائریکٹر دعوۃ تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ' وقفہ برائے نماز ظہر وطعام ماحضر وچائے وغیرہ (1:30) بجے تا (3:30) بجے۔ نماز عصر (3:45) بجے

انٹرنیشنل خلافت کانفرنس دوسری نشست 4:00 بجے شام 8:00 رات

ڈاکٹر ابراہیم نگاہ ملائشیا' مولانا محمد اکرم اعوان امیر تنظیم الاخوان پاکستان' جنرل حمید گل راولپنڈی' مولانا زاہد الراشدی گوجرانوالہ۔ جنرل ظہیر الاسلام عباسی اسلام آباد' ایڈمرل افتخار احمد سروہی اسلام آباد' پروفیسر فتح نصیب چوہدری لاہور۔

خطبہ صدارت ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی وداعی تحریک خلافت پاکستان نوٹ: نماز ظہر، عصر اور مغرب کانفرنس ہال سے ملحقہ مسجد میں باجماعت ادا کی جائیں گی۔ خواتین کے لیے علیحدہ نشستوں کا اہتمام ہوگا۔

(۹)

۲۰/جنوری ۲۰۰۲ء (اہلیہ کی تعزیت)

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار کے ذریعے آپ کی اہلیہ کی وفات کا علم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور آپ سب کو اس صدمہ پر صبر جمیل سے نوازے۔ ہماری طرف سے تعزیت قبول فرمائیے۔ عزیزم حامد الحق کو میری جانب سے خصوصی تعزیت کر دیجئے گا کہ ان کے سر سے سایہ رحمت اٹھ گیا۔ بہر کیف اللہ کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم ہے۔ ہم سب کو جلد یا بدیر اسی کے حضور حاضر ہونا ہے۔ والسلام: خاکسار ڈاکٹر اسرار احمد

اسرار الدین
قومی ہجری تقریبات/شریعت کانفرنس پشاور یونیورسٹی

یکم جنوری ۱۹۸۱ء

گرامی قدر۔السلام علیکم اطلاعاً عرض ہے کہ قومی ہجری تقریبات کے سلسلے میں پشاور یونیورسٹی میں ۶۔۷۔۸ رجنوری ۸۱ء کو شریعت کانفرنس منعقد کی جارہی ہے۔جس میں ملک کے تمام حصوں سے چیدہ چیدہ علماء حصہ لے رہے ہیں۔اس کانفرنس کا افتتاح مرکزی وزیر تعلیم جناب محمد علی خان ۶ تاریخ کو صبح دس بجے کانوکیشن ہال میں فرمائیں گے۔اس کانفرنس کی کامیابی کا انحصار آپ جیسے صاحب علم اور صاحب دل حضرات کے تعاون پر ہے۔اسلئے آپ سے اس سیمینار میں شرکت کی استدعا کی جاتی ہے۔ازراہ کرام اپنی شرکت کی اطلاع اور پشاور پہنچنے کی تاریخ کی خبر ہمیں واپسی ڈاک سے مرحمت فرمائیں۔ شکریہ فقط: نیازمند اسرار الدین (انچارج ہجری تقریبات پشاور یونیورسٹی

☆☆☆

مولانا محمد اسرائیل گڑنگی
(شیخ الحدیثؒ پر تعزیتی مضمون)

جناب محترم القام حضرت العلام قائد علماء حق مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔بعد سلام مسنون کے عرض ہے کہ میں جنازہ میں تو حاضر ہوا تھا مگر آپ زیادہ مصروف تھے ملاقات نہ ہوسکی۔میں نے مختصر سا مضمون لکھا تھا جو چند اخبارات کو جاری کیا تھا ایک اخبار کا تراشہ ارسال خدمت ہے۔میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔دُعا گو ہوں کہ اللہ پاک حضرت شیخ الحدیث کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔دوسرا مضمون انشاءاللہ العزیز زیر ترتیب ہے۔حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کو خراج عقیدت۔

آپ کا مخلص وخادم محمد اسرائیل گڑنگی خطیب مسجد صدیق اکبرؓ مانسہرہ

☆☆☆

صاحبزادہ محمد اسعد[1]
ہالیجی شریف سندھ
(مضامین غور وخوض سے پڑھتا رہا O شیخ حماد اللہ کی حرمین سے واپسی پر دعا)

مکرم محترم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب دامت حیاتکم! بعد از خیریت طرفین مطلب کہ آپکا رسالہ ''الحق'' پہنچتا رہا اور آپکی یاد تازہ کراتا رہا مگر احقر بعض مصروفیات کیوجہ سے جواب میں تاخیر کرتا رہا اور میں اس تاخیر پر شرمندہ ہوں اور اب تو آپ نے رقعہ کے ذریعہ بھی یاد تازی کرادی اسکے متعلق عرض یہ ہے کہ میں مضمون کے لکھنے سے قاصر ہوں اور نہ اتنا مطالعہ ہی ہے اور باقی اس مسئلہ ''ختم نبوت'' پر جو آپکے مضامین آتے رہے پورے غور وخوض سے پڑھتا رہا اور ترجمانی کرتا رہا۔باقی دعا تو میں نے آپکے لیے اسوقت ہی منگوائی تھی' جبکہ حضرت والد ماجد صاحب مدظلہ العالی حرمین شریف سے تشریف لاچکے تھے اور کوئی تازہ احوال نہیں کہ رقمطراز ہوں۔بس دعاؤں میں یاد کرتے رہیں۔اور شیخ الحدیث مدظلہ العالی کو سلام مع الدعا بندہ کی طرف سے مشرف ہوں۔ زیادہ خیر والسلام : آپکا دعا گو عبدالصمد غفرلہ الاحد از درگاہ ہالیجی شریف بحکم اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی

---

[1] سندھ کے مشہور خانقاہ شیخ حماد اللہ ہالیجی شریف کے سجادہ نشین

مولانا محمد اسعد تھانویؒ [1]

مہتمم جامعہ اشرفیہ سکھر۔ایڈیٹر ماہنامہ الاشرف کراچی

(۱)

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ / ۲۷ مارچ ۱۹۸۲ء (حقانیہ میں وفاق کے مجلس عاملہ کا اجلاس)

مخدومی و معظمی زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہونگے۔ وفاق المدارس کے عریضہ مورخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ کے جواب پر آں معظم کا والا نامہ ملا۔ اس تعاون کے لیے وفاق المدارس کے اراکین آپکے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ اس وفد کی تشکیل کو آخری شکل دینے کے لیے بروز ہفتہ ۲۷ مارچ ۸۲ء کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور میں بعد نماز ظہر مجلس عاملہ کا اجلاس ہوگا خصوصاً آں معظم سے گزارش کی جاتی ہے اور دعوت دی جاتی ہے کہ اپنے سفری کاغذات کے ہمراہ مذکورہ بالا اجلاس عاملہ میں وقت مقررہ پر تشریف لاکر اپنے قیمتی مشوروں کی روشنی میں تشکیل وفد میں معاونت فرمائیں۔ یہ خط صدر صاحب اور ناظم اعلیٰ صاحب کے حکم سے لکھا گیا۔ آپ کا مخلص ناکارہ: محمد اسعد تھانوی، الاحمد مینشن بلاک ۱۳ بی گلشن اقبال کراچی

(۲)

۱۶ اپریل ۱۹۸۸ء (والدہ مرحومہ کے انتقال پر تعزیت)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہونگے۔ اخبارات کے ذریعے آنجناب کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر ملال کی خبر پڑھی سنکر از حد افسوس ہوا۔ اپنی کراچی میں مصروفیت کے سبب ذاتی طور پر حاضری سے معذور ہوں لہٰذا اس سانحہ عظیم پر میری جانب سے دلی تعزیت قبول فرمائیں۔ دعا ہے کہ رب کریم مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور آپ اور تمام اہل خانہ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت اور صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین، حضرت اقدس کیخدمت میں بعد سلام کلمات تعزیت پیش ہیں، امجد میاں، شاہد میاں بھی سلام کہتے ہیں اور تعزیت کررہے ہیں۔ آپکا مخلص مولانا محمد اسعد تھانوی

(۳)

۱۱ اپریل ۱۹۸۸ء (کراچی کے علماء کے ساتھ مجاہدین کے محاذ پر O والدہ کی وفات پر تعزیت)

محترم و معظم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہونگے میں کراچی کے علماء کیساتھ ڈیرہ اسماعیل خان سے آگے افغانستان میں مجاہدین کے محاذ پر گیا ہوا تھا، واپسی میں بذریعہ اخبار اس افسوسناک سانحہ کا علم ہوا کہ والدہ معظمہؒ اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون، اس خبر کا علم ہوکر از حد رنج وصدمہ ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور آنجناب و دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں آمین، انشاء اللہ تلاوت قرآن کر کے ایصال ثواب کیا جائیگا یہ حادثہ اس احقر پر چھ برس پہلے گزر چکا ہے ماں جیسی عظیم ہستی کا جدا ہو جانا کتنا بڑا سانحہ ہے، اسکی کسک آج تک محسوس کرتا ہوں۔ ازراہ کرم سب بہن بھائیوں اور اعزہ سے بھی میری طرف سے اظہار تعزیت کر دیجئے گا۔ میرے افراد خانہ برادرم امجد تھانوی اور شاہد تھانوی کی طرف سے بھی مضمون واحد ہے۔ آپکا بھائی : مولانا محمد اسعد تھانوی ایڈیٹر ماہنامہ الاشرف کراچی

---

[1] مولانا محمد احمد تھانویؒ سکھر کے فرزند اکبر حضرت تھانویؒ کے خاندان سے تعلق اور مدرسہ اشرفیہ سکھر اور ماہنامہ الاشرف کراچی کے مدیر۔ جمعیۃ علماء اسلام (س) سندھ کے امیر

(۴)

۲۲ رمئی ۱۹۹۱ء (جمعیۃ علماء اسلام سندھ کا کراچی میں کنونشن)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کا کنونشن بمقام جامع انوار العلوم متصل گلبرگ تھانہ بلاک ۱۰ فیڈرل بی ایریا کراچی بتاریخ ۶ رجون ۱۹۹۱ء مطابق ۲۱ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ بوقت صبح ۱۰ بجے تا شام ۶ بجے منعقد ہوگا۔اس اجتماع میں بحیثیت مہمان گرامی اشتہارات میں آپ کا نام شائع کیا گیا ہے، جمعیت سندھ کے کارکنوں کی دلی خواہش ہے کہ آپ ازراہ کرم کنونشن میں شرکت فرما کر اس کو کامیاب فرمایئے آپ کے اخلاص کریمانہ سے امید ہے کہ احقر اور کارکنان جمعیت کی گزارش کو شرف قبولیت عطا فرمائیں گے اپنی آمد کی تاریخ اور وقت کی اطلاع دے کر ممنون فرمایئے۔

آپ کا مخلص مولانا محمد اسعد تھانوی صدر جمعیت علماء اسلام سندھ

(۵)

۱۸ راکتوبر ۱۹۹۱ء (کنونشن میں شرکت نہ کرنے پر معذرت)

محترم جناب سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے مزاج گرامی بحمد اللہ بعافیت ہوں گے۔آپ کا روانہ کردہ مانسہرہ میں ہزارہ ڈویژن کے علماء کنونشن کا دعوت نامہ ملا جس کے لیے میں آپ کا نہایت مشکور ہوں۔میں اس کنونشن میں شرکت نہ کرسکا جس کے لیے معذرت خواہ ہوں کیونکہ ان تاریخوں میں میں جمعیت کے پروگرام بمقام پڑعیدن، شہداد پور اور حیدرآباد میں تھا۔مجھے امید ہے کہ آپ کا پروگرام یقیناً کامیاب رہا ہوگا۔ آپ کا خادم محمد اسعد تھانوی

(۶)

۱۶ رفروری ۱۹۹۲ء (تقریب دستار بندی میں شرکت کا شکریہ)

محترم جناب سمیع الحق صاحب۔امید ہے مزاج گرامی بحمد اللہ بعافیت ہوں گے آپ کا روانہ کردہ تقریب دستار بندی کا دعوت نامہ موصول ہوا اس یاد آوری کے لیے میں آپ کا مشکور ہوں۔میری جانب سے بہت بہت مبارکباد قبول فرمائیں۔ آپ کا مخلص محمد اسعد تھانوی

(۷)

۲۷ رمئی ۱۹۹۲ء (خواجہ شرف الاسلام[1] ایڈوکیٹ کراچی کا ڈپٹی اٹارنی جنرل سندھ کی تقرری کا معاملہ)

محترم جناب سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے مزاج گرامی بحمد اللہ بعافیت ہوں گے' جیسا کہ حالیہ اسلام آباد آمد پر بھی آپ سے گفتگو ہوئی تھی' محترم خواجہ شرف الاسلام صاحب کے بحیثیت ڈپٹی اٹارنی جنرل سندھ تقرر والے معاملے میں ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی حالانکہ اس کام کے سلسلے میں شہباز شریف صاحب بھی آپ سے یقین دہانی کرا چکے ہیں۔

اگر آنجناب اس سلسلے میں دوبارہ چودھری عبدالغفور صاحب یا میاں شہباز شریف صاحب سے بات کرلیں اور یہ کام ہوجائے تو ہم لوگ آپ کے ممنون ہوں گے۔اگر ضرورت محسوس ہو تو میں اور محترم خواجہ صاحب اسلام آباد حاضر ہوجائیں گے۔

آپ کا مخلص محمد اسعد تھانوی

---

[1] جمعیۃ علماء اسلام سندھ کراچی کے سرکردہ رہنما' آخر دم تک سیاسی ودلی جدوجہد میں ساتھ دیتے رہے' سندھ کے سرکردہ علماء میں سے تھے۔

(۸)

۱۴ ستمبر ۱۹۹۷ء (کراچی میں کنونشن اور آل پارٹیز کانفرنس کا معاملہ)

برادر معظم جناب مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بحمد للہ بعافیت ہونگے آں معظم جس روز کراچی تشریف لائے میں گھار واور ٹھٹھہ گیا ہوا تھا (اگلے روز فون سے معلوم ہوا کہ آپ واپس تشریف لے جا چکے ہیں۔ ایک دو مرتبہ فون کیا رابطہ نہ ہو سکا اور میرا مکان کا فون Non STD ہے کال بک کرنا پڑتا ہے۔ سینہ میں انجائنا کے درد کی وجہ سے گزشتہ تقریباً ۱۰/۱۵ روز سے صاحب فراش ہوں۔ دفتر بھی جانا نہیں ہو رہا۔ صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ آپکی آمد کا پہلے سے علم ہوتا تو فائدہ اٹھالیا جاتا۔ کراچی میں ساتھیوں کے ساتھ ملاقات میں مشورہ سے طے ہوا کہ اگر آپ بسہولت جمعرات ۲۵ ستمبر اور جمعہ دے سکیں تو جمعرات کو کراچی میں کنونشن جمعہ کو نماز جمعہ اور ایک آل پارٹیز کانفرنس رکھ لی جائے اگر یہ تاریخ مصروفیت کے ہوں تو اکتوبر میں شروع کی تاریخ دیدیں۔

(۱) مولانا فضل الرحمان ۹۷/۱۰/۱۲ کو لاہور میں آئین شریعت کانفرنس کرا رہے ہیں (اخبار کی کٹنگ ساتھ روانہ ہے) (۲) ۱۴ ستمبر کو دینی مدارس کے سلسلہ میں کراچی میں مولانا زرولی خان کے مدرسہ میں کنونشن ہے مولانا سلیم اللہ خان صدارت کر رہے ہیں اور مولانا فضل الرحمان مہمان خصوصی۔ اس طرح مولانا سلیم اللہ خان تمام مدارس کو مولانا فضل الرحمان کی گود میں ڈال رہے ہیں' جیسا بے نظیر دور میں کر چکے ہیں اس کے سد باب کیلئے بھی تدابیر کرنا ضروری ہیں اخبار کی کٹنگ روانہ ہے۔ آپکا خادم اسعد تھانوی

(۹)

۲۳ راگست ۱۹۹۹ء (تحفظ جہاد و مجاہدین کانفرنس)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ صوبہ سرحد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج گرامی بحمد للہ بعافیت ہونگے۔ آپکا دعوت نامہ برائے "تحفظ جہاد و مجاہدین کانفرنس" موصول ہوا جسکے لئے میں آپکا مشکور ہوں۔ میری طبیعت خراب تھی اسلئے میں کانفرنس میں شرکت نہ کر سکا جسکے لئے میں معذرت خواہ ہوں از راہ کرم میری معذرت قبول فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۱۰)

۱۶ اپریل ۲۰۰۰ء (اندرونی سندھ جماعتی دورے کا پروگرام O مدرسہ سکھر کے تعمیر کا کام)

بسم اللہ، مخدوم و معظم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امید ہے مع اہل خانہ اللہ کے فضل سے بعافیت ہوں گے میں نے ایک دو مرتبہ فون پر رابطہ کرنا چاہا لیکن آپ اکوڑہ میں موجود نہیں تھے۔ میری طبیعت مستقل خراب چلتی رہی اسوجہ سے لاہور شوریٰ کے اجلاس میں بھی حاضری نہ ہو سکی اگر آپ کا دورہ کا پروگرام بن جائے تو نواب شاہ، میر پور خاص حیدر آباد اور کراچی میں پروگرام بن جائیں کافی عرصہ بھی ہو گیا۔ آں معظم کی گزشتہ تشریف آوری کے موقعہ پر میں اپنے پلاٹ کو شیعہ حضرات کے ناجائز قبضہ سے بچانے کی جدو جہد میں لگا ہوا تھا اسوجہ سے پوری طرح وقت بھی نہ دے سکا اور یہاں سب حالات بدستور ہیں' جماعتی ساتھی بھی سب بحمد اللہ ٹھیک ہیں قاری عبد المنان صاحب کے ہاں بھی احباب کا مشورہ ہوا تھا' سندھ کے دورہ پر ہیں' اسکے علاوہ اگر سکھر، گھوٹکی، جیکب آباد لاڑکانہ وغیرہ کی طرف بھی ایک دورہ ہو جائے تو بہتر ہوگا۔ آجکل تو مدرسہ میں اسباق زوروں پر ہوں گے' ہمارے مدرسہ میں تعمیر کا کام دو سال سے جاری ہے نئی دو منزلہ عمارت بنائی ہے اب فرش لگ رہا ہے اللہ کے فضل سے کام تکمیل کی طرف ہے میں بھی پابندی سے ہر ماہ تین روز سکھر

رہتا ہوں۔میری جانب سے مخدومی مولانا انوار الحق صاحب، بھائی شفیق صاحب، یوسف شاہ صاحب اور سب اہل خانہ کی خدمت میں حسب مراتب سلام عرض ہے۔ خادم محمد اسعد تھانوی

(۱۱)

(صوبائی مجلس شوریٰ کا اجلاس کراچی اور جماعتی پروگراموں کی تفصیل)

محترم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج گرامی بحمد للہ بعافیت ہوں گے۔ جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کی شوریٰ کا اجلاس بتاریخ ۱۸ جولائی ۲۰۰۱ء بروز بدھ بوقت ۳ بجے شام کراچی میں منعقد ہوا جسکی صدارت صوبائی امیر مولانا محمد اسعد تھانوی نے کی اور جس میں بڑی تعداد میں جماعتی ذمہ داروں نے شرکت کی۔

اجلاس کی اہم قراردادیں رفیصلے درجہ ذیل ہیں

(۱) ۱۴ اگست کو حیدرآباد میں صوبائی کنونشن دفاع پاکستان منعقد ہوگا جسمیں مہمان خصوصی قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق ہوں گے۔قائد جمعیت صوبائی عہدیداروں اور کراچی کے احباب کے ساتھ صبح ۱۱ بجے (انشاء اللہ) حیدرآباد پہنچیں گے اور رات کے کنونشن سمیت تمام پروگراموں میں شرکت کے بعد ۱۵ اگست کی صبح حیدرآباد سے واپس روانہ ہوں گے اگر اس سے قبل ۱۳ کو یا ۱۵ اگست کو نواب شاہ یا میرپور خاص میں قائد جمعیت کا پروگرام رکھنا ہو تو صوبائی دفتر کو مطلع کیا جائے تاکہ ایسا ہی نظم بنایا جاسکے۔تمام شہروں کے قائدین واحباب سے درخواست ہے کہ پرانی شاہراہ پر مدرسہ قوۃ الاسلام کے سامنے صبح ساڑھے دس بجے پہنچ کر استقبال کریں اور قائد جمعیت کی ریلی میں شریک ہو جائیں رابطہ کیلئے ڈاکٹر عبدالسلام قریشی حیدرآباد و مدرسہ مفتاح العلوم یا مولانا شبیر احمد خان صاحب ہے۔

(۲) اجلاس میں طے پایا گیا کہ حیدرآباد کے مجوزہ کنونشن میں افغان کونسلیٹ جنرل مولانا رحمت اللہ کاکازادہ کو بھی دعوت دیجائے اور قائد جمعیت مولانا سمیع الحق صاحب سے گزارش کیجائے کہ وہ دورہ سندھ میں ایسا پروگرام بنائیں کہ بیر شریف میں مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم اور شکارپور میں مولانا غلام قادر منصور مرحوم کے ہاں جاکر تعزیت بھی کی جاسکے۔

(۳) اجلاس میں گورنر سندھ کی قائم کردہ مساجد کمیٹی پر اظہار اعتماد کیا گیا اور اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا گیا کہ مساجد سروے فارم سے فرقہ واریت میں کمی اور مساجد پر تنازعات کم کرنے میں مدد ملے گی۔

(۴) اجلاس میں جنرل پرویز مشرف کے حالیہ دورہ بھارت پر اطمینان کا اظہار کیا گیا اور یہ کہ اس ملاقات سے مسئلہ کشمیر حل ہونے میں مدد ملے گی۔

(۵) اجلاس میں فرنٹیئر پوسٹ اور روزنامہ محاسب کے متعلقہ ذمہ داروں کو توہین رسالت کے کیس میں عدالتوں کے طرف سے فیصلے سنائے جانے پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔

(۶) اجلاس نے کراچی اور میرپور خاص سمیت سندھ میں شریعت گروپ کے کثیر تعداد میں ناظم، نائب ناظم، اور کونسلر وغیرہ کی سیٹ پر کامیابی پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔

(۷) طے کیا گیا کہ حیدرآباد میں ۱۴ اگست کے بعد، کنری میں ۱۵ ستمبر، نواب شاہ میں ۱۰ اکتوبر، سکھر میں ۱۵ نومبر، میرپور خاص میں ۱۵ دسمبر کو جماعتی ساتھیوں کا اجلاس اور تربیتی کنونشن منعقد کیا جائے اور ان شہروں میں جماعتی تشکیل مکمل اور قریبی شہروں اور قصبوں میں بھی جماعتی تشکیل کی جائے ان شہروں میں دورے کیلئے طے کیا گیا کہ درج ذیل کمیٹی میں سے کم از کم دو افراد ضرور جائیں۔ کمیٹی کے اراکین

حافظ احمد زکریا نوابشاہ، ڈاکٹر عبدالسلام قریشی حیدرآباد، حافظ اکبر راشد میرپورخاص اور کراچی سے مفتی عثمان یار خان، قاری عبدالمنان انور اور شاہد علی خان ہونگے۔ (۸) دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ .... محمد اسعد تھانوی

(۱۲)

۱۵ جنوری ۲۰۰۱ء (حقانیہ میں ۱۰ جنوری کا کامیاب ترین اجتماع ○ دفاع افغانستان کونسل کی تشکیل)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بحمد اللہ بعافیت ہوں گے۔ ۱۰ جنوری کے کامیاب ترین اجتماع کے انعقاد پر میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمایئے۔ میرا ارادہ حاضری کا تھا مگر پیر کو میری اہلیہ کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا اور منگل کو تدفین (انا للہ وانا الیہ راجعون) اس وجہ سے انکے بیٹے داماد غیر ملک سے آئے ہوئے ہیں میرا یہاں سے بدھ کو غیر حاضر رہنا مناسب نہیں تھا اس وجہ سے حاضر نہ ہوسکا۔ امید ہے میری معذرت کو قبول فرمائیں گے۔ آپ کا مارچ میں سندھ کا ایک دورہ ہونا چاہیے تاریخوں کا تعین ہوجائے تو ہم لوگ میرپورخاص، حیدرآباد، نواب شاہ، سکھر چکر لگا کر انتظامات کریں گے۔ آپ کے جواب کا انتظار رہیگا۔ .... احقر محمد اسعد تھانوی کراچی

(۱۳)

۲۹ اپریل ۲۰۰۲ء (اراکان برما کے مسلمان مقیم کراچی)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بحمد اللہ بعافیت ہوں گے۔ اراکان برما کے کراچی میں قیام پذیر مسلمانوں کے نمائندے حافظ احمد ارکانی صاحب "الجمیعۃ الخیریۃ العالمیۃ" کے نام سے کام کررہے ہیں، ہمارے پرانے ساتھی ہیں، یہ خط آپ کی خدمت میں تعارف کے طور پر تحریر کیا جارہا ہے۔

(۱۴)

۱۰ مئی ۲۰۰۲ء (ڈان اخبار، مولانا فضل الرحمان کی تنقید)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج گرامی بحمد للہ بعافیت ہونگے۔ ۸ مئی کے ڈان اخبار کا تراشہ روانہ ہے، اسمیں مولانا فضل الرحمان نے شروع کی لائنوں میں آپ پر تنقید کی ہے، مناسب ہو تو جواب اخبارات کو بجھوادیں اگر مناسب سمجھیں تو جواب مجھ کو مندرجہ بالا نمبر پر فیکس کرادیں۔ میں اپنے نام سے روانہ کردونگا۔ .... خادم اسعد تھانوی

(۱۵)

(حامد الحق کی قومی اسمبلی کیلئے کامیابی پر مبارکباد ○ شیخ کی تیسری نسل کی پارلیمنٹ میں نمائندگی)

۱۳ اکتوبر ۲۰۰۲ء

محترم والقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بحمد اللہ بعافیت ہوں گے۔ برخوردار حامد الحق کی حالیہ قومی اسمبلی کے انتخاب میں کامیابی پر دلی خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخؒ کی تیسری نسل کو پارلیمنٹ کی ممبری عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو آئندہ تمام نسلوں کی بھی دین اور دنیا کی نعمتوں سے مالامال فرمائیں آمین، ازراہ کرم عزیزم اور تمام اہل خانہ واحباب کی خدمت میں بھی میری طرف سے اور سب اہل خانہ کی طرف سے دلی مبارکباد پیش کردیجئے۔ آپکا خادم ...... محمد اسعد تھانوی

سید محمد اسعد شاہ بنوری[1] پشاور

(سفر حج کی رفاقت)

۱۷ اپریل ۱۹۶۴ء

بخدمت جناب برادرم الحاج سمیع الحق صاحب دامت حیاتکم واقبالکم وظلالکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ سلام مسنون کے بعد گذارش یہ ہے کہ یہاں پر خیر خیریت ہے۔ اور آپکی خیریت خداوند کریم سے نیک مطلوب ہے۔ دیگر حال احوال یہ ہے کہ میرا بہت دنوں سے یہ ارادہ تھا کہ میں جناب کے حضور شریف میں ایک نوازش نامہ پیش کروں۔ لیکن جناب کی بہت زیادہ نافرصتی کی وجہ سے خط میں تاخیر آئی۔ شاید جناب تاخیر کرنا معاف فرمائینگے۔ جناب عالی میں نے آپکو مکہ معظمہ میں بولا تھا کہ آپ جس وقت گھر کو پہنچ جائے تو پہنچتے ہی ہم کو خط روانہ کرو۔ لیکن اب تک آپکا کوئی سلام قدر بھی نہیں آیا۔ یہ کیا وجہ ہے آپ صاحبان ہم سے خفا ہیں یا اور کوئی بات ہے جناب آپ یہ مت کہو کہ ہمارے پاس خط لکھنے کا موقع نہیں ہے۔ خط لکھنے کا موقع آپ کے ساتھ ضرور ہے۔ کیونکہ بہت دفعہ حاجی گل حسن صاحب نے ہم کو بولا ہے۔ کہ سمیع الحق کا خط ہم کو آیا ہے۔ اور آپکو نہیں آیا ہے میں نے اُسکو بولا۔ کہ خط تو بہت بڑی چیز ہے۔ لیکن سمیع الحق صاحب کی طرف سے ہم کو کوئی سلام قدر بھی نہیں آیا ہے۔ اور باقی میں نے ایک خط آپکو جولائی مہینہ میں بھی روانہ کیا ہے لیکن اب تک جواب سے بالکل محروم ہوں! ڈیئر یہ کیا وجہ ہے؟ ملا تو ضرور ہوگا۔ لیکن وجہ کیا ہے؟ اگر آپکے پاس جوابی لفافے یا کارڈ کا رقم نہ ہو۔ تو ہم کو جواب کرو کہ میں آپکو جوابی لفافہ روانہ کروں۔ اور باقی ہمارے لائق ہر قسم کی خدمت وغیرہ ہو۔ تو میں ہر وقت تمہارے خدمت کو کمر بستہ تیار ہوں صرف جواب کا منتظر ہوں۔ اور باقی میں نے یہ خط بہت جلدی کے ساتھ لکھا ہے۔ اگر اس میں کوئی غلطی وغیرہ ہو تو معاف کیجیے۔

منجانب: سید محمد اسعد شاہ بنوری متعلم دارالعلوم سرحد پشاور شہر

اور باقی آپ اگر خط روانہ کرتے ہو۔ تو دارالعلوم سرحد پشاور کے معرفت پر روانہ کیجیے کیونکہ میں آج کل دارالعلوم سرحد پشاور میں ہوں۔ اور ہمارے والد صاحب کی طرف سے بھی آپ اور والد صاحب دونوں سلام قبول کیجیے اور ہمارے طرف سے بھی آپکے والد صاحب کو ہزار ہزار بار دفعہ سلام عرض کیجیے۔ فقط

☆☆☆

سید اسعد گیلانی[2] لاہور

(شیخ الحدیث کے بارہ میں تاثرات)

۱۷ ستمبر ۱۹۸۸ء

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں نے سفر کی حالت میں قبلہ محترم مولانا عبدالحق مرحوم مغفور کی رحلت کی خبر سنی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں ان کا تہہ دل سے معتقد تھا مجھے قومی اسمبلی میں انکے ساتھ پورا ایک سیشن بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی اور معمولی درجے کی خدمت کا موقعہ بھی ملا' وہ تعلق باللہ رکھنے والے انتہائی خداترس نیک، دین متین کے علمبردار اور پابند انسان تھے' میں نے آخری لمحہ تک ان میں تربیت دینی کا جذبہ فروزاں دیکھا' انکے انتقال سے مجھے بیحد رنج ہوا ہے' انکی کمی ایک بہت بڑی کمی ہے۔ اس موقعہ پر جب ملک میں اسلام دشمن اور ملک دشمن قوتیں باہمی متحد اور صف آرا ہیں انکا وجود ہمارے لئے اتحاد و یکجہتی کا نشان تھا' اللہ انکے اعمال حسنہ کو قبول فرمائے اور انکے درجات بلند سے بلندتر فرمائے۔ میں تہہ دل سے اس غم میں برابر کا شریک ہوں۔

والسلام...... آپکا احقر مخلص سید اسعد گیلانی

---

[1] خیبر ایجنسی کے خانقاہ صدیقیہ کے نامور بزرگ صاحبزادہ محمد صدیق کے صاحبزادہ ان کی وفات کے بعد جانشین بنے ۱۹۶۴ء میں سفر حرمین شریفین میں انکا اور حاجی گل حسن صاحب اور حاجی گل شیر کا ساتھ رہا۔ خوشگوار رفاقت رہی ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند مولانا محمد ابراہیم جان بنوری فاضل حقانیہ کو مسند پر بٹھایا گیا، خانقاہ اور مدرسہ چلا رہے ہیں۔ حاجی گل حسن خیبر ایجنسی کے نہایت سرکردہ اور دیندار افراد میں سے تھے' حاجی گل شیر بعد میں سینٹ قومی اسمبلی کے ممبر بنے اور وفاقی وزیر بھی۔ حرمین کی رفاقتوں اور منیٰ وعرفات کی ہمسائیگی کے تعلق کا مٹھاس آخر تک قائم رہا۔ خط زبان کی سلاست اور قیود و حدود کی پابندیوں کے تکلفات سے آزاد ہے اس لئے کہ مادری زبان پشتو اور وہ بھی قبائلی پشتو ہے۔

[2] جماعت اسلامی کے اہم رہنما ممبر قومی اسمبلی

مولانا اسعد مدنی [1]

(۱)

(تحریک ریشمی رومال اور مولانا عزیر گل کے بارہ میں عبدالرحمان ہزاروی کے افتراء ت)

۱۷/ جولائی ۱۹۶۹ء [2]

محترم القام مدیر ماہنامہ الحق دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تحریک ریشمی رومال مرتبہ مولوی عبدالرحمٰن ہزاروی کی تصنیف کو شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی طرف منسوب کرنا بدترین افتراء ہے' یہ تصنیف مولوی عبدالرحمان صاحب ہزاروی کی طبع زاد ہے جس میں تاریخی واقعات کو مسخ کر کے انتہائی مکروہ صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ اور حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات سے بعض اقتباسات پیش کر کے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ کتاب حضرت قدس سرہ کی تصنیف ہے۔ اس میں خاص طور پر وہ حصہ انتہائی مکروہ افتراء ہے جس میں حضرت شیخ الھند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے جان نثار و مخلص خادم اور رفیق اسارت اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ کے مخلص ترین رفیق حضرت مولانا عزیر گل اسیر مالٹا کو ریشمی خطوط کی تحریک میں انگریزوں

---

[1] شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ کے فرزند گرامی قدر صدر جمعیۃ العلماء ہند۔ سیاسی لیڈر، عالم اور روحانی رہنما۔

[2] **(اس خط کے بارہ میں ماہنامہ الحق میں احقر نے حسب ذیل تمہیدی کلمات لکھے تھے)**

''تحریک ریشمی رومال کے بارہ میں ایک شرمناک جھوٹ کی تردید مدیر الحق کے نام حضرت مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہ کا ایک اضافی مکتوب جہاد حریت و استخلاص وطن کے بارہ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی عالمگیر اور بے مثال تحریک "ریشمی رومال" سے مشہور ہے' لائل پور کے کسی ماؤف دماغ شخص نے کچھ عرصہ قبل اس تحریک کے بارہ میں "تحریک ریشمی رومال" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں تاریخی واقعات کو اِدھر اُدھر سے جمع کر کے اپنی کتاب کی نسبت حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ کی طرف کردی اور تحریک کی ناکامی کے اسباب کے ضمن میں تحریک کے بعض ممتاز اور بنیادی کارکنوں کا جذبۂ اخلاص اور وفاداری پر دست درازی کی' اس بارہ میں حضرت مولانا محمد اسعد مدنی صاحبزادہ حضرت شیخ الاسلامؒ نے اپنی تشریف آوری کے موقع پر مدیر الحق کے استفسار کے جواب میں جو تحریری وضاحت فرمائی اسے سوال سمیت من وعن یہاں شائع کیا جارہا ہے۔''

(مولانا سمیع الحق صاحب کے مولانا اسعد مدنی صاحب کے نام خطوط)

حضرت محترم مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہ۔ عبدالرحمان ہزاروی نامی ایک شخص نے تحریک ریشمی رومال کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے جسکی نسبت تصنیف حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ کی طرف کی گئی ہے اس کتاب کے آخر میں حضرت شیخ الہند مرحوم کے ایک نہایت ممتاز جان نثار معتمد علیہ اور صاحب سر تلمیذ اور تحریک کے سرگرم کارکن اسیر مالٹا مولانا عزیر گل صاحب مدظلہ اور شیخ الہند کے بعض دیگر مخلص رفقاء کے متعلق نہایت بھونڈے طریق سے ایسی باتیں منسوب کی گئی ہیں جن سے ان حضرات کی بے لوث قربانی اور بے مثال کردار و شخصیت کے مجروح ہونے کا اندیشہ ہے اور تاریخی حقائق سے لاعلمی رکھنے والے حضرات غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں یہ کتاب آنجناب کے مطالعہ سے گذری ہے یا نہیں؟ اس قسم کی بے سروپا باتوں کے بارہ میں آپ کا کیا تاثر ہے؟

والسلام سمیع الحق مدیر ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۱۷/ جولائی ۱۹۶۹ء

(مولانا اسعد مدنی کی حقانیہ آمد پر شکریہ کا خط)

حضرت مخدوم المحترم مولانا محمد اسعد صاحب زادکم اللہ مجداً وسوددا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

گرامی نامہ موجب صدعز و افتخار بنا۔ خیریت سے پہونچنے اور اہل وعیال و متعلقین کو عافیت سے پانے کی اطلاع سے بے حد مسرت ہوئی۔ حق تعالیٰ آپ سب کو سایۂ رحمت وعافیت میں رکھے۔ مخدوما آپ کی تشریف آوری سے ہم خدام آستانۂ مدنی کی کتنی سرخروئی ہوئی اس کی تعبیر و اظہار سے قاصر ہوں' یہ آپ کی عنایت ذرہ نوازی ہے کہ بے پناہ مشاغل کے باوجود حضرت الشیخ قدس سرہٗ کے غلاموں کی دلجوئی کے لئے دارالعلوم حقانیہ قدم رنجہ فرمایا اور ہم سب خدام کو زیارت کی سعادت کا موقع دیا۔ یہ افسوس ضرور رہا کہ قیام بہت مختصر رہا جتنے لوگوں کو بعد میں پتہ چلا انہوں نے ملاقات سے محرومی پر افسوس ظاہر کیا بہرحال حق تعالیٰ پھر کوئی بہتر سے بہتر موقع عطا فرمادے کہ پوری طرح خدام شیخؒ کی تشنگی دور ہو سکے اور آپ دونوں بھائی بار بار یہاں تشریف لاسکیں۔ اپنی بے ہمتی اور بے بضاعتی کی وجہ سے حق مہمانی ادا نہ ہو سکنے کا دلی معذرت خواہ ہوں۔ اور عفو کا متمنی ہوں۔ برادر عزیز صاحبزادہ گرامی قدر مولانا محمد ارشد صاحب مدنی حضرت مولانا عبدالحق دامانی اور دیگر واقفین و متعلقین کی خدمت میں نیازمندانہ سلام پیش ہے۔

احوال عافیت اور دارالعلوم کے موجودہ حالت سے مطلع فرمانے کے متمنی ہیں۔ سمیع الحق سلام مسنون پیش کرتا ہے۔ والسلام بندہ عبدالحق عفی عنہ

کا آلہ کار ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں مولوی عبدالرحمان ہزاروی کی اس قسم کی تمام افترا پردازیوں کی پرزور تردید کرتا ہوں' جو انہوں نے حضرت مولانا عزیر گل صاحب کے متعلق اس کتاب میں کی ہیں اور اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے تعلقات حضرت مولانا عزیر گل صاحب مدظلہ سے انتہائی یگانگت اور اخلاص کیساتھ قائم رہے ہیں اور والد اقدس کے انہیں تعلقات کے احترام میں انتہائی عدیم الفرصتی کے باوجود میں نے انکی زیارت کے بیس سالہ تمنا کے حصول کیلئے انکے دیہاتی خام مکان پر حاضر ہونے کی سعادت آج ہی حاصل کی ہے جہاں وہ اسی درویشانہ اور تجمل کی زندگی گذار رہے ہیں۔ جو حضرت شیخ الہند نوراللہ مرقدہ کے مخلصین کا طرہ امتیاز اور حضرت مولانا عزیر گل صاحب مدظلہ کی طویل تاریخی زندگی کی سب سے زیادہ نمایاں خصوصیت رہی ہے۔

اسعد غفرلہ ۱۷/ جولائی ۱۹۶۹ء پشاور

(۲)

۷/ اگست ۱۹۷۶ء　(انگلستان جا کر برٹش انڈیا لائبریری سے ریشمی رومال والا فائل لائے)

ایک آبرو باختہ نے پاکستان میں ایک کتاب لکھکر (حضرت شیخ الہند قدس اللہ سرہ العزیز کی تحریک پر) اس میں حضرت مولانا عزیر گل صاحب پر الزامات لگائے تھے اور بدقسمتی سے اس کے حوالے سے یہاں " شبستان " میں مضمون شائع ہوا اور ابھی کسی نے علی گڑھ سے ریشمی رومال تحریک پر مقالہ لکھا تو اسمیں ان چیزوں کا تذکرہ کر دیا یہ چیزیں ہمارے لئے بہت سوہان روح بنی ہوئی ہیں۔ میں جب انگلستان گیا تھا تو ریشمی رومال والے فائل کی فوٹو کاپی مکمل لے کر آیا تھا۔ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب اس پر کام کر رہے ہیں موصوف نے اس سے وہ حصہ جو حضرت مولانا عزیر گل صاحب مدظلہم سے متعلق ہے ترجمہ کرا کے احقر کے پاس بھیجا ہے میں انکے خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ آپ تو شاید اس سے پورا استفادہ نہ کر سکیں مگر مولانا سمیع الحق صاحب اکوڑہ خٹک یا جنکو مناسب معلوم ہو بھیج دیں' تا کہ اس جھوٹ کی بزبان برطانیہ تردید ہو جائے۔ کراچی کے کرم فرما حضرات اور گھر والوں اور پرسان احوال حضرات سے سلام مسنون فرما دیں' دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں یہ عریضہ احقر بنارس جاتے ہوئے ٹرین میں لکھ رہا ہے۔　فقط والسلام　اسعد غفرلہ

☆☆☆

شیخ الحدیث مولانا محمد اسفندیار خان[۱] کراچی

(۱)

(سنی قوم کے منظم اتحاد کی ضرورت اور خلافت راشدہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت)

محترمی و مکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ سلام مسنون! ملت اسلامیہ آج جن اندرونی و بیرونی خطرات سے دوچار ہے اسکی نزاکت کو ہر دردمند مسلمان بڑے اضطراب سے محسوس کر رہا ہے۔ ایک طرف سرخ و سفید سامراج کی اسلام دشمن سرگرمیاں اور ممالک اسلامیہ پر ملحدانہ نظریات کا مہلک ٹڈی دل یلغار افگن ہے تو دوسری طرف فرقہ وارانہ روایت کے کھلاڑی ہماری ملی وحدت کو سبوتاژ کرنے پر کمربستہ ہیں۔ دینیات جداگانہ، اوقاف جداگانہ اور پبلک لاء جداگانہ جیسے فرقہ وارانہ مطالبات کی آڑ میں مسلم قومیت کے حصے بخرے کرنے کا انتہائی افسوسناک سلسلہ شروع ہے اور نوبت مرکزی دارالحکومت پر جارحانہ پیش قدمی تک پہنچ چکی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی

---

[۱] علمی اور روحانی شخصیت، مدرسہ دارالخیر کراچی کے بانی اور مجلس تحفظ حقوق اہل سنت اور سواد اعظم اہل سنت پاکستان کے مؤسس' بڑی جاذب اور دلآویز صفات سے مالا مال بزرگ ہمارے عزیز مولانا مفتی محمد عثمان یار خان کراچی ان کے فرزند اور جانشین ہیں۔

نمائندہ جماعت حضرات صحابہ کرام اور امہات المومنین کو ہدف مطاعن بنا کر اسلام کی نظریاتی اساس کو متزلزل اور متنازعہ بنایا جارہا ہے۔ یہ صورت حال کس قدر دلخراش ہے کہ تخریبی عناصر نے تو اپنا فرقہ وارانہ تشخص منوالیا ہے مگر ملک کی واضح اکثریت اہلسنت والجماعت تا حال اپنی مرکزیت کے قیام سے غافل ایک خطرناک مستقبل کی طرف بڑھ رہی ہے۔ مجلس تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت پاکستان سنی قوم کے منظم اتحاد کیلئے اپنا فرض ادا کر رہی ہے' تا کہ وطن عزیز کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ اور دور خلافت راشدہ کے احیاء سے پاکستان کو تخلیقی منزل سے ہمکنار کیا جا سکے۔ کراچی میں ۱۳/۱۴ جون ۱۹۸۱ء کو ہونے والی خلافت راشدہ کانفرنس اسی جدوجہد کی ایک اہم کڑی ہے۔ آیئے اس پروگرام میں شرکت کر کے قومی زندگی کے اس نازک مرحلہ پر اپنا تعمیری فرض ادا کریں۔ شکریہ

چشم براہ شیخ الحدیث مولانا محمد اسفندیار خان امیر مجلس تحفظ حقوق اہل سنت و جماعت کراچی۔

(۲)

(صاحبزادی کا نکاح)

مکرمی جناب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہماری پیاری بیٹی کا نکاح ہمراہ مفتی عماد الحق فرزند جناب ثناء الحق مفتی حسب پروگرام طے پایا ہے۔ اس تقریب سعید میں آپ کی شرکت ہمارے لئے باعثِ صد مسرت و افتخار ہوگی۔

پروگرام انشاء اللہ تعالےٰ بتاریخ 17 نومبر 2006ء بروز جمعہ نکاح: ۹:۳۰ بجے شب طعام: ۱۰ بجے شب بمقام جامعہ دار الخیر گلستان جوہر بلاک ۱۵ کراچی فون: 4625376, 4613726, 0300-9231952

متمنی شرکت شیخ الحدیث محمد اسفندیار خان

☆☆☆

اسلام اختر زبیری [1]

۵ ستمبر ۲۰۰۴ء

محترم ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ آپ سب بخیریت ہونگے۔ آپ ہر موقع پر مجھے یاد فرماتے ہیں۔ میں دل سے اسکا ممنون ومشکور ہوں۔ کل ہی آپکا دعوت نامہ ملا۔ خط پڑھتے ہی ساری پرانی یادیں آپکے اور میرے والد صاحب مرحوم انعام احمد صاحب کی تازہ ہوگئیں' بہت سی خبروں کیساتھ ساتھ وقت میں بھی برکت نہیں رہی' یہ سب ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل اور خصوصی رحم فرمائیں (آمین)۔

یقیناً بخاری شریف کی ختم کی تقریب میرے کیا سب کے لئے باعث فخر ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس میں شرکت کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔ میری پوری کوشش ہوگی کہ اس میں شرکت کر کے آپکے پرانے سارے گلے اور شکوؤں کو دور کروں۔ مگر کچھ صحت سے مجبور ہوں۔ دعا فرمائیں کہ اس قابل رہی تو ضرور شرکت کرونگا۔ میری جانب سے سب کو حسب مراتب سلام دعائیں۔ میں ہمیشہ انشاء اللہ تعالیٰ آپکے اور آپکے ادارے کے لیے دعا گو ہونگا اور ہوں۔ خصوصی دعاؤں کے ساتھ۔ والسلام خاکسار اسلام اختر زبیری

---

[1] مردان شوگر ملز کے ایک صاحب درد علم دوست انسان' انعام احمد صاحب کے فرزند، مزید تعارف کیلئے خطوط بنام شیخ الحدیثؒ۔

پروفیسر محمد اسلم ؎ صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور

(۱)

۱۸ ستمبر ۱۹۷۰ء (کتاب دین الٰہی اور اس کا پس منظر اور عبداللہ بن مسعود اور انکی فقہ کا ذکر)

قبلہ و محترم زاد لطفکم! سلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ آپ کا مرسلہ عنایت نامہ جان نواز ہوا۔ یاد آوری کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ حسب الحکم دین الٰہی اور اس کا پس منظر بذریعہ VP ارسال خدمت کردی ہے۔ ۹۰ پیسے ڈاک خرچ بھی کود ہی ادا کئے ہیں اور ۵۰ پیسے مزید رعایت کردی ہے۔ اس طرح کل ایک روپیہ چالیس پیسے کی چھوٹ دے دی ہے۔

اگلے ماہ عبداللہ بن مسعودؓ اور انکی فقہ چھپ رہی ہے۔ یہ Ph D کا مقالہ ہے جس پر علی گڑھ یونیورسٹی نے مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء کی شیر پوتی کو ڈاکٹریٹ کی سند عطا کی ہے۔ تاریخی مقالات بھی قابل مطالعہ کتاب ہے دینی اداروں میں اس کا موجود ہونا ضروری ہے۔ والسلام مع الکرام۔ نیاز کیش محمد اسلم

(۲)

۱۳ اپریل ۱۹۷۲ء (الحق کی قلمی خدمت کی پیشکش)

مکرم بندہ زید مجد کم! سلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ آنجناب کا مرسلہ عنایت نامہ نمبر ۳۱۵، محررہ ۷۲/۴/۱۰ صادر ہوا۔ اس کرمفرمائی کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ آپ کے مرسلہ پرچے بھی موصول ہو گئے ہیں۔ میں انشاء اللہ "الحق" کی قلمی خدمت کرتا رہوں گا اور مجھے امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ والسلام مع الاکرام...... المخلص محمد اسلم

(۳)

۳۰ ستمبر ۱۹۷۵ء (گنج مراد آبادی اور شیخ الہند کے نام)

مکرم بندہ زید مجد کم! سلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ آپ کا مرسلہ "الحق" موصول ہوا۔ اس کرم فرمائی کیلئے میں آپ کا صمیم قلب سے ممنون ہوں۔ ستمبر کے شمارے میں حضرت فضل رحمان گنج مراد آبادیؒ پر کسی صاحب کا مضمون چھپا ہے۔ انہوں نے فضل الرحمان لکھا ہے۔

(پروفیسر محمد اسلم کا تعارف O پروفیسر عبدالجلیل کا مکتوب)

؎ یہاں مرحوم کے ایک شاگرد عبدالجلیل کا میرے نام خط شامل کیا جا رہا ہے جس سے مرحوم کا تعارف اور میرے تاثرات کی ترجمانی ہو جاتی ہے۔
سلام مسنون! جناب راشد الحق صاحب چند روز قبل میرے استاد محترم اور الحق کے قدیمی راقم پروفیسر محمد اسلم صاحب کا انتقال ہو گیا (اناللہ وانا الیہ راجعون) مرحوم انتہائی درویش صفت سادہ مزاج اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ آپ صحیح العقیدہ روشن خیال مسلمان تھے۔ علمی دنیا نے ہمیشہ آپ کے علم و عرفان سے استفادہ کیا۔ آپ کو چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا کہا جاتا تھا۔ ذہانت و فطانت کے علاوہ حافظہ بلا کا تھا۔ آپ نے تاریخ کو ایک زندہ مضمون بنا کر پیش کیا۔ مسلمانوں کے روشن دور پر ہمیشہ رطب اللسان رہتے۔ اسی طرح مسلمانوں کے موجودہ کیفیت کے بارے میں متفکر بھی رہے۔ چند مغربی زبانوں کے علاوہ مشرقی زبانوں اردو، ہندی، پنجابی، گورمکھی، سرائیکی اور عربی و فارسی کا ملکہ رکھتے تھے۔ آپ کا بڑا علمی میدان تاریخ اسلام، تاریخ ہند اور تصوف کی تاریخ تھا۔ اس کے لئے آپ کا راستہ تحقیق و تدقیق کا تھا۔ اس ضمن میں آپ نے یورپ، مشرق وسطٰی، ہندوستان اور پاکستان کی بھرپور سیاحت کی اور اپنی علمی و تحقیقی پیاس بجھاتے۔ "الحق" اس کا بڑا گواہ ہے کیونکہ اس میں وہ دیگر مضامین کے علاوہ بھارت کا تازہ سفر نامہ کے عنوان سے کئی ایک سفر نامے لکھتے رہے۔ آسودگان خاک کراچی، آسودگان خاک لاہور اور سفر نامہ ہند ایک تحقیقی و سیاحتی سرگرمیوں کی بڑی مثالیں ہیں۔ دیگر تصانیف میں "Muslim Conduct of the state" تاریخی مقالات، تحریک پاکستان، محمد بن قاسم اور ان کے جانشین اور جدید دنیائے اسلام وغیرہ شامل ہیں۔ آپ آخری عمر میں مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور اور علی گڑھ ٹرسٹ، علی گڑھ اسکول، مانگا منڈی اور گرلز ہائی سیکنڈری اسکول گلبرگ لاہور کی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ مرحوم نے سوگواران میں اپنی بیوی جو کہ مشہور مورخ سیرت نگار اور استاد سعید احمد اکبر آبادی مرحوم کی بیٹی ہیں آپ پروفیسر اسلم صاحب کے دھلی سٹیفن کالج کے استاد بھی تھے، بیٹے زفر فواد، محمد نافع اور بیٹی تنویر انجم چھوڑے ہیں۔ دیگر متاثرین میں لاہوری شاگرد بلکہ مرید بھی شامل ہیں۔ آہ! پروفیسر محمد اسلم جیسا یگانہ روزگار ہم عصر دور کا عظیم استاد، پیر، مورخ، مؤلف، سیرت نگار، مبلغ، منتظم ہم سے بچھڑ گیا۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا یہ خلاء کیسے پُر ہوگا؟ نیاز مند عبدالجلیل اسسٹنٹ پروفیسر تاریخ و مطالعہ پاکستان اسلامی یونیورسٹی بہاولپور اکتوبر ۱۹۹۸ء

میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ان کا نام نامی فضل الرحمان نہیں، فضل رحمٰن ہے۔ اسی طرح حضرت شیخ الہندؒ کا اسم مبارک محمود حسن ہے۔ محمود الحسن نہیں۔ آپ سے التماس ہے کہ آئندہ ان دو اسماء کا خیال رکھیں۔ امید ہے کہ جناب مع الخیر ہونگے۔

والسلام: جناب محترم محمد اسلم ...... استاذ شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی کیمپس لاہور

(۴)

۱۱ نومبر ۱۹۷۷ء (الحق کو برہان اور معارف کی طرح خالص علمی رہنے دیں، صوفی ناگوری کے ملفوظات)

برادر عزیز القدر زاد لطفکم! سلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ آپکا والا نامہ موصول ہوا۔ اس کرم فرمائی کے لیے میں آپ کا صمیم قلب سے ممنون ہوں۔ جناب کی خدمت میں اس عاجز نے ''سرمایہ عمر'' کا ایک نسخہ ارسال کیا تھا۔ اس کی رسید کا محروم ہوں۔ الحمدللہ ''الحق'' برابر موصول ہو رہا ہے۔ اگر دفتر کے پتہ کی بجائے گھر کا پتہ کر دیں تو بہت مناسب رہے گا۔ گھر کا پتہ درج ذیل ہے۔ (پروفیسر محمد اسلم ن/۹۵۰، سمن آباد، لاہور) گزشتہ چند ماہ کے شماروں میں سیاسیات کافی آگئی تھی۔ اب خدا کا شکر ہے کہ علمی فضا دوبارہ قائم ہوگئی ہے۔ الحق کو خالص دینی اور علمی پرچہ رہنے دیجئے۔ اسے برہان اور معارف کی طرح دین اور علم کی خدمت کیلئے وقف کر دیجئے۔ سلطان التارکین صوفی حمید الدین ناگوریؒ کے ملفوظات، سرور الصدور، پر مضمون حاضر خدمت ہے۔ اگر ایک ہی شمارے میں چھپ جائے تو بہت اچھا رہے گا۔ ورنہ آپ جیسا چاہیں کرلیں' میں نے احتیاطاً اسکی ایک ٹائپ شدہ کاپی اپنے پاس رکھ لی ہے۔ اور امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔

والسلام مع الاکرام ...... خادم الابرار محمد اسلم

(۵)

۲۸ نومبر ۱۹۷۷ء (کتاب ''سرمایۂ عمر'')

مکرم بندہ زید مجد کم! سلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ آپ کا مرسلہ والا نامہ صادر ہوا۔ اس کرم فرمائی کے لیے میں آپ کا صمیم قلب سے ممنون ہوں۔ آپ کو ''سرمایہ عمر'' نہیں ملی۔ اس کا مجھے افسوس ہوا۔ آج ہی میں نے آپ کی خدمت میں دو نسخے ارسال کئے ہیں اس پر الحق میں تبصرہ کرا دیجئے گا۔ میں انشاءاللہ قلمی تعاون جاری رکھوں گا۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ والسلام مع الاکرام

نیاز کیش: محمد اسلم N/۹۵۰، سمن آباد، لاہور

(۶)

(رسالہ ''زندگی'' اور ''اسلامی جمہوریہ'' زرد صحافت کے علمبردار ہیں کسی نہ کسی بزرگ کی پگڑی اچھالنا ان کا کام ہے)

۲۹ مارچ ۱۹۷۸ء

مکرم بندہ زید مجد کم! سلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ اس ماہ کا ''الحق'' موصول ہوا۔ اداریہ پڑھ کر طبیعت بے حد مسرور ہوئی۔ ''زندگی'' اور ''اسلامی جمہوریہ'' ''زرد صحافت'' کے علمبردار[1] ہیں۔ انکا یہ کام ہے کہ ہر ہفتے کسی نہ کسی بزرگ کی پگڑی اچھالیں۔ آپ نے ان کی

(مولانا آزاد پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش آزاد کے بارہ میں میرے تاثرات)

[1] ایک ہندو راوی کی آڑ لے کر ان رسالوں نے مولانا آزادؒ پر کیچڑ اچھالی جس پر میں نے حسب ذیل شذرہ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا:

''لاہور کے ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ نے ایک ہندو راوی کی یادداشتوں کی آڑ لے کر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم پر شراب نوشی جیسے شنیع اور غلیظ الزام کو ملک بھر میں اچھالا تو بجا طور پر پاکستان کے دینی اور علمی حلقے اس گستاخانہ جسارت پر تڑپ اٹھے' مولانا آزادؒ کیا تھے؟ ہند میں اسلام کی عظمت رفتہ کے امین' اسلامیان ہند کے نشاۃ ثانیہ کے منادٗ مذہب اسلام کے تابندہ نقوش اور سنہری روایات کے علمبردار' دشمن اسلام برطانوی سامراج کے دشمن نمبر ایک' اسلامی علوم وفنون کے ترجمان، کتاب اللہ کے شارح' دعوت وعزیمت کے پیکر حسین' جہاد واستقامت کے کوہ گراں' یہ سب کچھ انگریز کے ان ژلہ خواروں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

کما حقہ خبر لی ہے۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر دے۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ پر ایک مقالہ "الحق" کیلئے ارسال ہے۔ اسے دو قسطوں میں چھاپ دیجئے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ والسلام محمد اسلم

بخدمت شریف جناب مولانا سمیع الحق صاحب اکوڑہ خٹک،

جناب والا، میرے نام کے ساتھ ایم اے نہ لکھا کیجئے۔ یہ تو معمولی سی ڈگری ہے۔ میرے پاس اس سے بڑی ڈگریاں ہیں۔ لیکن میں اپنے نام کے بعد نہیں لکھتا۔ اسلم

(۷)

(سرورالصدور O حضرت گنگوہی پر کتاب)

۱۶ مئی ۱۹۷۸ء

مکرم بندہ زید مجدکم! اسلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ آپ کا مرسلہ عنایت نامہ صادر ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ گزارش یہ ہے کہ ہمارے شعبہ تاریخ کا سہ ماہی جنرل ۲۵۰ کی محدود تعداد میں چھپتا ہے۔ اور اندازاً ۱۰۰ پرچے باہر جاتے ہیں باقی سٹاک میں موجود رہتا ہے۔ سرورالصدور اس جنرل میں محدود تعداد میں محدود حلقے کیلئے چھپا ہے۔ آپ کا اپنا حلقہ ہے جو ہمارے حلقے سے الگ ہے۔ حضرت گنگوہی قدس سرہ والا مضمون دراصل میری ایک کتاب کا باب ہے جو ہنوز طبع نہیں ہوا اور نہ ہی مکمل ہوا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ "الحق" میں اگر آپ اسے طبع کرنا پسند نہیں فرماتے جس کی ایک وجہ اس کی طوالت ہے تو پھر مجھے یہ مضمون لوٹا دیجئے میں ڈاک کے ٹکٹ ارسال خدمت کررہا ہوں۔ یہ مضمون دینی رسالے میں ہی چھپنے کالائق ہے۔ میں "الفرقان" لکھنو یا "برھان" دہلی کو بھیج دونگا۔ اور آئندہ صرف وہی مضمون الحق کیلئے روانہ کروں گا جو مختصر ہو۔ مجھے امید ہے کہ آپ مع الخیر ہوں گے۔ والسلام مع الاکرام نیازمند محمد اسلم

(۸)

(دیوبند میں ملاقات کا ذکر O چندماہ میں طبع شدہ وقیع علمی مضامین اور جرائد کا ذکر)

۳ رشوال المکرم ۱۴۰۰ھ جولائی ۱۹۸۰ء

مکرم بندہ زید مجدکم! اسلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ آج چھ سات ماہ کے وقفے کے بعد الحق موصول ہوا۔ اس کرم فرمائی اور یاد آوری کیلئے میں آپ کا صمیم قلب سے ممنون ہوں۔ آپ سے آخری ملاقات دیوبند میں ہوئی تھی اب میں ستمبر کے اواخر میں ایک لیکچر کے سلسلے میں پشاور جارہا ہوں اگر موقع ملا تو زیارت کیلئے حاضر ہوں گا۔ گزشتہ چند ماہ میں میرے مندرجہ ذیل مضامین مختلف جرائد میں طبع ہوئے ہیں۔

کے لئے ناقابل تسلیم تھا اور ہے جن کی ساری رونقیں انگریز کے دم خم سے قائم تھیں۔ اس سب کچھ کے باوجود مولانا آزاد انسان تھے فرشتہ نہ تھے لیکن اگر فرشتہ بھی ہوتے تو انگریز کے کاسہ لیسوں کی نگاہ میں ایسے فرشتوں کا یہ جرم بھی ناقابل عفو ہوتا جن کا ارتکاب وہ عمر بھر ایک کافر سامراج سے جہاد مسلسل کی شکل میں کررہے تھے پھر فطرۃ اللہ کے مطابق یہ حضرات اپنا وقت پورا کر کے وفات پاچکے۔ تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت الخ مگر اسلامی جمہوریہ جیسے پرچوں کے ارباب قلم اب تک انہیں بخشتے نہیں ان کا شیوہ ہے کہ کوئی ہنگامہ قائم رہے جس سے ان کی دکانِ صحافت چلتی رہے خاموش تالابوں اور جزیروں میں پتھر پھینکنا ان کا پیشہ ہے بزرگوں کی پگڑیوں کے اچھالنے سے ان کے پیٹ کا بازار گرم رہتا ہے۔ غیروں کا دامن ہاتھ نہ آئے تو اپنے ہی گریبان کو تار تار کیا جائے حق و صداقت پائمال ہو جھوٹ کا شہرہ ہو جائے مگر انہیں ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں۔ واحیانا علی بکرا خینا اذا مالم نجد الا اخانا

وہ لوگ جن کی عظمت کردار کا دشمن کو بھی اعتراف رہا۔ مگر ایک خاص ذہن کے حامل گروہ کا خبث باطن ہے جو ہر لحہ محبت و الفت، اتحاد و یگانگت اور قرب و ربط کی بجائے نفرت وعداوت تفریق و انتشار اور بعد و منافرت کے راستوں پر ملت کو ڈھالنا وقت کی خدمت سمجھتا ہے۔ "اسلامی جمہوریہ" کی سیاہ باطنیوں کا مجھے ذاتی طور پر قطعی مصدقہ "شاہکار" معلوم ہے کہ اس کے مدیر شہیر نے اپنے ادارہ کے ایک نامور اور پایہ کے خوشنویس کو محض اس جرم میں برطرف ہو جانے پر مجبور کیا تھا کہ وہ ان کے مضمون میں مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے نام پر رحمۃ اللہ علیہ کا نشان (رح) کیوں لگا تا تھا اس کے نزدیک ابوالکلام تاریخ کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ مگر کاش انہیں معلوم ہوتا کہ تاریخ بڑی بیدرد ہے اس کا فیصلہ یہی ہے کہ جو خاصانِ حق اور مقربین بارگاہ ایزدی کے ناموں کے ساتھ رحمت کا نشان بھی گوارا نہ کر سکے اس سے بڑھ کر ملعون اللہ کی اس دھرتی پر اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ جلد یا بدیر ایسے کور بختوں پر اپنی ازلی شقاوت منکشف ہو جاتی ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا.

(۱) ''لکھنو میں دوروز'' ماہنامہ البلاغ کراچی بابت مئی ۸۰ء (۲) ''شیخ وجیہ الدین گجراتیؒ کے ملفوظات کی تاریخی، مذہبی اور سماجی اہمیت'' اورینٹل کالج میگزین لاہور (۳) ''شاہ مینا لکھنویؒ کے ملفوظات کی تاریخی، مذہبی اور سماجی اہمیت'' اورینٹل کالج میگزین لاہور (۴) ''کلام اقبال کی تاثیر موقع محل کے اعتبار سے'' ماہنامہ برہان دہلی بابت مئی ۸۰ء (۵) ''پنجابی زبان کا گجراتی زبان پر اثر'' ششماہی کھوج پنجاب یونیورسٹی جون ۸۰ء (۶) ''حضرت ایشان لاہوریؒ کا ایک نایاب تذکرہ'' سہ ماہی اردو کراچی جولائی ۸۰ء (۷) ''رسالہ صاحبیہ (فارسی متن اور اردو ترجمہ)'' جرنل ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، لاہور (۸) ''مولانا ابوالکلام آزاد کے دو نادر خط'' ماہنامہ برھان دہلی۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ اپنی نیک دعاوں میں اس کمترین کو نہ بھولئے گا۔

والسلام...... مع الاکرام محمد اسلم

(۹)

۲۶ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ (سفرنامۂ ہند)

جناب من زید مجدکم! سلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ حسب الحکم سفرنامہ ہند کی ایک قسط حاضر ہے۔ انشاء اللہ اس کے چھپنے تک اس سے اگلی قسط بھیج دونگا۔ اگلی قسط پر خدا بخش لائبریری بانگی پور پٹنہ اور پھلواری شریف کا ذکر آئے گا۔ اگر ہر شمارے میں ۸ تا ۱۰ صفحے وقف کر دیئے جائیں تو یہ علمی مضمون قسط وار چھپتا رہے گا۔ انشاء اللہ اگلے ماہ کے آخری ہفتے میں اکوڑہ میں حاضری دونگا۔ میں نے پشاور جانا ہے راستے میں رُکتے ہوئے چلا جاؤں گا۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ اور برھان دہلی میں برابر مضامین چھپ رہے ہیں شاید جناب کی نظر سے گزرے ہوں۔

والسلام مع الاکرام...... نیازمند قدیم محمد اسلم

(۱۰)

۱۳/ ستمبر ۱۹۸۲ء (الحق کا حق سب سے زیادہ ہے، مشاہیر کے قبروں کے کتبے)

قبلہ محترم زید مجدکم! سلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ آپ کا ۸ ماہ حال کا مرسلہ عنایت نامہ جان نواز ہوا۔ اس کرم فرمائی کیلئے میں آپکا صمیم قلب سے ممنون ہوں۔ جناب والا نے یہ گلہ کیا ہے کہ سفرنامہ دوسرے جرائد میں چھپ رہا ہے اور اسے دیکھ کر جناب کو غصہ آجاتا ہے کہ اسے تو الحق میں چھپنا چاہیے تھا۔ الحق کا حق مجھ پر سب سے زیادہ ہے' میں اس حق کو تسلیم کرتا ہوں۔ میں الحق میں علمی سفرنامہ شروع کر دیتا ہوں۔ آپ چھاپنے والے بنئے۔ انشاء اللہ چند روز تک پہلی قسط بھیج دونگا۔ معارف اعظم گڑھ میں الواح الصنادید کے عنوان سے لاہور کے مشاہیر کی قبروں کے کتبے چھاپنے شروع کئے ہیں، برہان میں بھی مسلسل مضامین آرہے ہیں۔ العلم کراچی میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ الحمدللہ، میں نے مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے مکتوبات ارسال خدمت کئے تھے امید ہے کہ وہ مل گئے ہوں گے۔ والسلام نیازمند قدیم محمد اسلم

(۱۱)

یکم رجب ۱۴۰۲ھ (شاہ فضل اللہ گیلانی کے مکتوبات ○ دارالعلوم میں آمد اور ملاقات)

جناب من زید مجدکم! سلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ یہ بندہ عاجز مورخہ ۳ مارچ کو پشاور جاتے ہوئے حاضر خدمت ہوا تھا اس موقعہ پر آپ نے جس لطف و کرم کا مظاہرہ فرمایا اس کیلئے میں تہہ دل سے آپ کا ممنون ہوں۔ آپ نے میرا نام ان لوگوں کی فہرست میں درج فرمایا تھا جن کو الحق اعزازی طور پر بھیجا جاتا ہے۔ لیکن مجھے یہ پرچہ نہ ہی مارچ میں موصول ہوا اور نہ ہی اس ماہ۔ اللہ کرے کہ مانع

بخیر ہو۔ دو ہفتے قبل میں نے مولانا شاہ فضل اللہ الگیلانی کے ساتھ مکتوبات الحق میں طباعت کیلئے ارسال خدمت کئے تھے۔ امید ہے کہ وہ آپ کو مل گئے ہوں گے اور آئندہ کسی اشاعت میں شامل کر لئے جائیں گے۔ امید ہے کہ آپ مع اہل وعیال بخیریت ہونگے۔

والسلام نیازمند محمد اسلم ...... استاذ شعبہ تاریخ، پنجاب یونیورسٹی

(۱۲)

(حج زیارت حرمین کی مبارکباد)

۱۹ دسمبر ۱۹۸۲ء

قبلہ محترم زید مجدکم! سلام مسنون، حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ طیبہ مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ بار بار اس سعادت سے بہرہ یاب فرمائے۔ سفرنامہ حاضر خدمت ہے۔ اور امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ والسلام...... نیازمند محمد اسلم

(۱۳)

(شریف التواریخ)

۲۹ جنوری ۱۹۸۳ء

جناب من زید مجدکم! سلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ الحق کا تازہ شمارہ جان نواز ہوا شکریہ اس شمارے میں کتابت کی بہت سی اغلاط رہ گئی ہیں۔ حتیٰ کہ تاریخ اور مہینے بھی غلط ہیں۔ آپ کے ہاں ہنوز ۱۴۰۱ھ چل رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے پروف توجہ کے ساتھ نہیں پڑھے۔ ایک مضمون حاضر خدمت ہے امید ہے جلد ہی چھپ جائے گا۔ اور کیا عرض کروں۔ دو بچیاں عرصہ دس بارہ روز سے بخار میں مبتلا ہیں۔ ہر وقت ۱۰۳ یا ۱۰۴ ڈگری بخار رہتا ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ملیریا بگڑ گیا ہے دوا میں کر رہا ہوں دعا کی آپ سے درخواست ہے۔ دوا اور دعا دونوں میں اللہ تعالیٰ تاثیر پیدا کر دے۔ والسلام...... نیازمند...... محمد اسلم

P.S. برہان میں شریف التواریخ پر میرا تبصرہ تو آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ تین قسطیں چھپ گئی ہیں۔ دو یا تین اور ہو جائیں گی۔ اسلم

(۱۴)

(خانقاہ مظہر جان جاناں کا صحیح نام)

۲۷ رجمادی الاول ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۸۳ء

جناب من زید مجدکم! سلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ آپکا مرسلہ عنایت نامہ اور چیک کی رسید، موصول ہوئی۔ اس کرم فرمائی کیلئے میں آپ کا صمیم قلب سے ممنون ہوں۔ حضرت قبلہ کی دعاوں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے میرے بچوں کو شفاء کاملہ عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے ہمیں بہرہ یاب فرمائے۔ آمین، اگلی قسط لکھنی شروع کی ہے انشاء اللہ دو تین روز تک آپکو مل جائے گی۔ اور امید ہے کہ آپ مع الخیر ہوں گے۔ والسلام...... نیازمند محمد اسلم

تردید۔ خان غازی کابلی کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ میں نے خانقاہ مرزا مظہر جانجاناں کو درگاہ شاہ ابوالخیر بنا دیا ہے۔ اس کا صحیح نام یہی ہے جو میں نے لکھا ہے۔

(۱۵)

(قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، شیخ الہند محمود حسنؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا ابوالکلام آزاد کا نسبی تعلق O عبدالحلیم اثر افغانی کی لغزش)

<u>سوانح نگاروں کی بے احتیاطی:</u> ماہنامہ الحق کے جنوری ۱۹۸۶ء کے شمارے میں "چند یادیں" کے عنوان سے حضرت مولانا عبدالحلیم

صاحب اثر افغانی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔اس مضمون میں اُن کے قلم سے چند لغزشیں ہوگئی ہیں اور انہوں نے "سید سازی کی مہم" کے تحت حضرت مولانا قاری ثناء اللہ پانی پتیؒ صاحب تفسیر مظہری' حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا ابوالکلام آزاد کو حسنی سید لکھا' حالانکہ ان میں سے ایک بھی سید نہیں تھا۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کا نسبی تعلق چشتیہ سلسلہ کے گل سرسبد حضرت جلال الدین کبیرالاولیاء رحمہ اللہ کے ساتھ تھا اور موصوف نسباً عثمانی تھے۔ قاضی صاحب کے اخلاف سے پروفیسر حافظ منظور الحق عثمانی، خضریٰ مسجد سمن آباد لاہور کے قریب رہتے ہیں۔موصوف گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی، سرور شہید ڈگری کالج گوجر خان اور گورنمنٹ ڈگری کالج مری کے پرنسپل رہ چکے ہیں۔ان کے پاس خاندانی شجرہ موجود ہے۔اس لئے قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کو حسنی سید کہنا درست نہیں۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اموی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ان کے احوال و آثار پر ڈاکٹر اقبال حسن خان اُستاد شعبہ دینیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ کی نگرانی میں ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا جس پر انہیں ڈاکٹریٹ ملی تھی۔ یہ مقالہ اب کتابی صورت میں طبع ہو چکا ہے۔اس میں حضرت شیخ الہند کو اموی النسل لکھا ہے۔اس لئے انہیں حسنی سید لکھنا بڑی زیادتی ہے۔

مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کا نسبی تعلق سری نگر کے مشہور بزرگ شیخ مسعود نروریؒ سے تھا اور اُن کا شجرہ نسب امام الاعظم ابوحنیفہؒ کے دادا زوطی سے جاملتا ہے۔ڈاکٹر قاری محمد رضوان اللہ مرحوم نے مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ پر تحقیقی مقالہ لکھ کر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری لی تھی۔ یہ مقالہ بھی علی گڑھ سے طبع ہو چکا ہے۔اس میں مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کا شجرہ نسب موجود ہے۔سری نگر کے معروف اسکالر عبدالرحمٰن کوندو نے الانور کے عنوان سے مولانا محمد انور شاہؒ کی سوانح حیات شائع کی ہے اس موضوع پر طبع ہونے والی یہ سب سے وقیع کتاب ہے۔انہوں نے بھی مولانا کشمیریؒ کو امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہم جد بتایا ہے۔

<u>زوط اور سندھی جاٹ:</u> تاریخ اس پر شاہد ہے کہ حضرت مسیح علیہ اسلام کی ولادت سے پونے پانچ صدیاں قبل ایران کے حکمران کوروش نے اپنی مملکت کی سرحد دریائے سندھ تک بڑھالی تھی۔وہ سندھ سے ڈیڑھ لاکھ کے قریب جاٹوں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گیا اور انہیں شط العرب میں آباد کیا وہاں یہ جاٹ "زط" کہلانے لگے اور انہی میں سے زوطی پیدا ہوا جو امام اعظم ابوحنیفہؒ کا دادا تھا۔مولانا محمد انور شاہؒ کا سلسلہ نسب امام صاحب کے چچا حارث بن زوطی سے ملتا ہے۔اس لئے انہیں حسنی سید بتانا بڑی زیادتی ہے۔

اب رہے مولانا ابوالکلام آزاد، تو ان کی زندگی میں مولانا عبدالشاہد خان شروانی نے مولانا آزاد اور نواب حبیب الرحمن خان شروانی کی خط و کتابت "کاروان خیال" کے عنوان سے شائع کر دی تھی۔ان کے ان دونوں بزرگوں کے ساتھ نیازمندانہ تعلقات تھے۔کاروانِ خیال کے دیباچے میں مولانا عبدالشاہد خان شروانی نے مولانا آزاد کو "صدیقی نسل کا چمکتا ہوا چراغ" لکھا ہے۔اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مولانا آزاد حسنی سید نہیں تھے اور مولانا اثر افغانی نے خواہ مخواہ ان کا حسب ونسب تبدیل کر دیا۔

<u>مولانا آزاد کا آبائی وطن:</u> حقیقت یہ ہے کہ مولانا آزاد صدیقی النسل بھی نہیں تھے اور نہ ہی انکا آبائی وطن دہلی مرحوم تھا کرنل خواجہ عبدالرشید نے پنجاب کے فارسی گوشعرا کے تذکرہ میں ان کا نام ابوالکلام آزاد پنجابی لکھا ہے موصوف کے والد صوفی خیرالدین جو کلکتہ جا کر پیر بن گئے تھے اور انکے دادا عمرالدین کھیم کرن (ضلع امرتسر) کے رہنے والے تھے اور ان کا پیشہ دباغت تھا۔آزادی ہند کے بعد کھیم کرن میں مولانا آزاد کی یادگار بھی تعمیر ہوئی ہے' کھیم کرن کے بڑے بوڑھے جو آزادی وطن کے بعد وہاں سے ہجرت کر کے پاکستان آگئے ہیں' وہ اُنکے خاندان سے متعارف ہیں۔

ہمارے ہاں ہندوانہ اثرات کے تحت ذاتوں اور گوتوں میں اونچ نیچ کا فرق پایا جاتا ہے اور لوگوں نے پیشوں کو ذاتیں بنالیا ہے۔ ہمارے اکابرین جو عرب وایران کے ماحول میں بڑے اور پلے، وہ اپنے نام کے ساتھ غزالی، نساج، قدوری، باقلانی، قفال، حلوائی، حلاج اور دباغ بڑے فخر کے ساتھ لکھتے رہے، لیکن برِ عظیم پاک وہند کے ہندوانہ ماحول میں ایسی نسبتیں رکھنے والوں کو معاشرے کا گھٹیا فرد سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں نسب بدلنے کی جو وبا پھیل چکی ہے' یہ اسی کا ادنیٰ کرشمہ ہے کہ ہمارے دیکھتے دیکھتے لوگوں نے اپنے نسب تو بدلے ہی تھے۔ قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ ،حضرت شیخ الہندؒ، مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی نہیں بخشا۔ نیازمند محمد اسلم

(۱۶)

فروری ۱۹۹۰ء (مولانا دریابادی کا قادیانیوں کے بارہ میں نرم گوشہ O عبداللہ یوسف علی کا ترجمہ قرآن)

محترمی ومکرمی حضرت مولانا مدظلہ۔ سلام مسنون۔ مؤقر جریدہ الحق "نومبر ۸۹ء میں مولانا عبدالماجد دریابادی سے متعلق ایک بحث نظر سے گذری۔ صفحہ ۵ کے تین فقرات" اس کا اثر ان کے ذہن ودماغ پر اب تک باقی ہے" اللہ تعالیٰ محمد علی کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور محمد علی لاہوری کے انگریزی ترجمہ قرآن وتفسیر میں جو بونگیاں ہانکی گئی ہیں" پر توجہ مرکوز ہوگئی۔ مولانا کے اسلام لانے سے پہلے کے خیالات اور قبول اسلام لانے کا واقعہ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ مولانا حضرت تھانویؒ کی نگاہ والتفات کا شکار ہوئے تھے۔آپ حضرت کے مرید ضرور تھے اس لئے بندہ ان کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آیا تفسیر ماجدی (یا دوسری تالیفات جن کا مجھے قطعی علم نہیں) میں کہیں مرزائی اثرات تو موجود نہیں ہیں؟ کیا مولانا صرف قادیانیوں کے بارے میں ہی نرم گوشہ رکھتے تھے یا قادیانیوں کے خیالات کو بھی پسند فرماتے تھے؟ علامہ عبداللہ یوسف علی (مرحوم) مرزائیت (محمد علی لاہوری) سے متاثر اور عیسائیت سے متاثر ومرعوب تھے۔ راقم ان کے ترجمہ وتفسیر کے مخالفین میں سے ہے۔ میں علامہ مرحوم کے بجائے تفسیر ماجدی کا حامی ہوں۔ نیازمند محمد اسلم

---

۱ پروفیسر محمد اسلم صاحب کے الحق میں مطبوعہ مضامین کی فہرست درج ذیل ہیں:-

فلمی اشتہارات (فحاشی وعریانی) اور چند ملکی مسائل [مکتوب]، جولائی ۱۹۷۲/ ۶۱-۶۲		حکومتِ سرحد کی خدمت میں چند تعلیمی اور لسانی مسائل، اگست ۱۹۷۲/ ۵۲-۵۳
حمیدالدین ناگوری کی تصنیف سرور الصدور (ملفوظات) کی اہمیت [۲/اقساط]، دسمبر ۱۹۷۷/ ۲۱-۳۰، فروری ۱۹۷۸/ ۲۵-۳۷		عبدالقدوس گنگوہیؒ اور ان کی کتاب لطائف قدوسی کی تاریخی اہمیت [۴/اقساط]، ستمبر ۱۹۷۸/ ۲۶-۳۳، اکتوبر ۱۹۷۸/ ۳۱-۴۱، نومبر ۱۹۷۸/ ۲۸-۳۶، دسمبر ۱۹۷۸/ ۴۵-۵۰
شاہ فضل اللہ گیلانیؒ اور ان کے چند نادر مکتوبات، مئی ۱۹۸۲/ ۴۳-۵۴		شرف الدین شیخ یحییٰ کی کتاب معدن المعانی کی تاریخی اور دینی اہمیت، ستمبر ۱۹۸۲/ ۴۵-۵۴
لکھنؤ، بنارس پٹنہ، علی گڑھ، دہلی کا سفر (اسلام کی عظمتِ رفتہ کے کھنڈرات) [سفرنامہ ہندوستان/ ۱۵/اقساط]، اکتوبر ۱۹۸۲/ ۴۳-۴۹، دسمبر ۱۹۸۲/ ۴۹-۵۶، فروری ۱۹۸۳/ ۴۷-۵۶، اپریل ۱۹۸۳/ ۴۱-۴۸، اکتوبر ۱۹۸۳/ ۴۳-۴۶، نومبر ۱۹۸۳/ ۳۵-۴۲، دسمبر ۱۹۸۳/ ۴۷-۵۴، جنوری ۱۹۸۴/ ۴۶-۵۱، فروری ۱۹۸۴/ ۵۱-۵۶، مئی ۱۹۸۴/ ۴۷-۵۲، جون ۱۹۸۴/ ۴۳-۵۲، نومبر ۱۹۸۴/ ۵۳-۵۸، دسمبر ۱۹۸۴/ ۴۸-۵۴، اپریل ۱۹۸۵/ ۳۹-۴۷، اکتوبر ۱۹۸۵/ ۵۹-۶۳		
پٹنہ میں چار روز (تعارف خدابخش لائبریری)، دسمبر ۱۹۸۲/ ۴۹-۵۶		تردیدی مکتوب، اکتوبر ۱۹۸۴/ ۵۹
سوانح نگاروں کی نسبی تعلق میں بے احتیاطی [مکتوب]، فروری ۱۹۸۶/ ۵۵-۵۶		اصلاح وفلاحِ اُمت کے لیے چند تجاویز، جون ۱۹۹۲/ ۴۰-۴۷
برصغیر پاک وہند میں اسلام کی آمد اور تبلیغ دین، جولائی ۱۹۹۳/ ۱۸-۲۴		

جنرل مرزا اسلم بیگ[1] سربراہ افواج پاکستان

(۱)

۱۳/۱۱اگست ۱۹۹۹ء (دفاع افغانستان کونسل کے اجلاسوں میں شرکت)

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے ۱۴/۱۱ اگست کو تقریب میں مجھے شرکت کی دعوت دی ہے جس کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ اس تقریب میں میرے لئے شرکت باعث شرف ہوتی' لیکن افسوس ہے کہ اس دن میں ایک غیر ملکی وفد کے ساتھ مصروف رہوں گا۔ اس لئے معذرت خواہ ہوں۔ میں آپ کے لئے اور آپ کے تمام ساتھیوں کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس "عظیم" کام میں کامیاب وکامران کرے۔ آمین۔ انشاء اللہ حاضر ہوکر شرف ملاقات حاصل کروں گا۔

والسلام......جنرل مرزا اسلم بیگ

(۲)

۱۸/۱۱اگست ۲۰۰۱ء (دفاع افغانستان کونسل کے اجلاس میں عدم شرکت پر افسوس)

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا دعوت نامہ ملا جس کے لئے میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ اس سے قبل ۱۹/۱۱ اگست کے اجلاس کے لئے میں حاضر تھا لیکن ۲۶/۱۱ اگست کے لئے میری شمولیت ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اس دن میں کراچی میں ہوں گا۔ بھائی کے گھر شادی ہے جہاں سے غیر حاضر ہونا مشکل ہے۔ اجلاس میں عدم شرکت میرے لئے بڑے افسوس کی بات ہے۔ جس مقصد کے لئے اجلاس کا اہتمام آپ نے کیا ہے وہ قابل تعریف ہے' اور قابل تقلید بھی۔ ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں' اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے نیک مقاصد میں کامیابی عطا کرے۔ آمین! والسلام خیر اندیش جنرل مرزا اسلم بیگ

(۳)

۱۴/۱۱اکتوبر ۲۰۰۲ء (جمعیۃ کے انتخابی سیٹوں پر مبارکباد)

Maulana Sami ul Haq, Vice Chairman Mutahida Majlis-e-Amal Pakistan
Daruloom Haqqania, Akora Khattak.

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

I wish to express my heartiest felicitations on the success of your party in winning National and provincial Assembly seats. The restoration of democracy is indeed the vital imperative for our country to face the manifold threats that we encounter. We hope and pray that with courage and sagacity you would create a national consensus to preserve and promote our vital national interests. I wish you all success, on behalf of all party members and myself.

You will always find me an ardent supporter of democratic values and culture. We need the political strength and internal resilience at this critical hour of our history

---

[1] پاکستان کی افواج کے سربراہ جنرل مرزا اسلم بیگ ریٹائرڈ ہونے کے بعد عوامی قیادت پارٹی بنائی۔ پاک افغان دفاع کونسل میں بھرپور ساتھ دیتے رہے اور اپنی جرأت مندانہ مشوروں سے اس فورم کی رہنمائی کی اور بھرپور ساتھ دیا۔ مغربی میڈیا سے میرے انٹرویوز "صلیبی دہشتگردی اور عالم اسلام" کو انگریزی میں ترجمہ کرا کر شائع کرنے میں بے حد دلچسپی لی اور ان کے ذریعہ ترجمے کا یہ عظیم الشان کام ظہور پذیر ہوسکا۔

and may Allah help us to achieve it. Amin!

Wishing you best of success. With kind regards. Your's Sincerely

(۴)

۲۱ فروری ۲۰۰۶ء (بیٹی کی رخصتی میں شرکت سے معذرت)

محترمی ومکرمی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے مجھے اپنی بیٹی کی رخصتی کی تقریب میں شرکت کی دعوت دی ہے جس کیلئے میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ آپ نے مجھے یاد کیا جو میرے لئے باعث صد افتخار ہے۔ میں تقریب رخصتی میں شرکت کا متمنی ہوں لیکن وقتی مجبوری یہ ہے کہ کمر کے درد کے سبب میرے لئے سڑک کا سفر مشکل ہے۔ یہ شکایت سردیوں میں بڑھ جاتی ہے اس لئے میں زیادہ تر گھر ہی پر رہتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ اور دوسرے تمام احباب کی ملاقات سے محروم رہوں گا۔ ہماری دعا ہے کہ بیٹی عافیہ کی نئی زندگی، دین ودنیا کی تمام خوشیوں سے بھرپور ہے۔ آمین والسلام...... جنرل مرزا اسلم بیگ

(۵)

۳۰ اگست ۲۰۱۰ء (الحق کے تبلیغ حق کے سلسلہ میں خدمات اور مضامین کی ترسیل)

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی زیرادارت شائع ہونے والا ماہنامہ الحق بابت ماہ جولائی ۲۰۱۰ء ملا۔ دلی شکریہ قبول فرمائیں۔ تبلیغ حق کے سلسلے میں یہ رسالہ گراں قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ میرا مضمون بعنوان "امریکی جنرل میک کرسٹل کا اصولی اعتراض" شمارے میں شائع کرنے کیلئے از حد ممنون ہوں۔ دو نئے مضامین ارسال خدمت ہیں آئندہ شمارے میں شائع فرما کر ممنون احسان فرمائیں:۔

☆ افغان قوم کی آزادی قریب تر ہے۔ ☆ فوجی حکمرانی کا خواب، خواب ہی رہے گا۔ والسلام جنرل مرزا اسلم بیگ

☆☆☆

محمد اسلم رانا۔ مدیر المذاہب لاہور

(۱)

۱۵ اپریل ۱۹۷۵ء (الحق کی ادارتی نگارشات ذہنی جلاء کا باعث)

مولانا محترم مدظلہم العالی، السلام علیکم۔ آپکے موقر جریدہ الحق کا شمارہ بابت مارچ ۷۵ء وصول پایا۔ گزشتہ روز اپریل کا شمارہ بھی مل گیا ہے الحق کا اجراء باعث مسرت وافتخار ہے۔ سرپرستی کا شکریہ۔ امید واثق ہے کہ عنداللہ ضرور ماجور ہوں گے۔ الحق کی ادارتی نگارشات اور مقالات معلومات میں اضافہ اور ذہنی جلا کا باعث بنتی ہیں۔ احقر دینی خدمات زیادہ بہتر طریق سے سرانجام دے سکے گا۔ امید کی جاتی ہے کہ اب عاجز قلمی معاونت میں حصہ لیگا۔ اور الحق کے چشمہ ہدایت سے سیراب ہوتا رہے گا۔ والسلام مع الاحترام خادم اسلام وپاکستان اسلم

(۲)

۱۶ جون ۱۹۷۵ء (الحق جریدہ خاموش استاد)

محترمی ومکرمی مولانا صاحب، السلام علیکم۔ چند ماہ پیشتر احقر نے آپ کی خدمت میں موقر جریدہ الحق کے اعزازی اجراء کی درخواست کی تھی جسے ازراہ نوازش شرف قبولیت سے بخشا گیا تھا' شکایتاً گزارش ہے کہ ماہ جون کا پرچہ مجھے آج تک نہیں ملا ہے' امید واثق ہے کہ آپ اپنے

انتظامی عملہ کو احتیاط برتنے کی ہدایت فرمائیں گے۔ الحق کا اجراء بندہ کیلئے خصوصی مسرت کا باعث ہوا ہے۔ یہ جریدہ خاموش استاد کا کام دیتا ہے میں آج کل نظریہ پاکستان پر لکھنے میں شدید مصروف ہوں۔ عنقریب الحق کے شایان شان مضمون ارسال خدمت کروں گا۔

والسلام...... نوازشات کا طالب اسلم

(۳)

مارچ ۱۹۹۳ء (بھارتی مسلمانوں کی حالت زار O بھارتی مسلمان اور پاکستانی مسلمان کے منزلوں میں فرق)

اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہو کہ تقسیم ہند کے نتیجہ میں قیام پاکستان کے بعد سے اب تک ہندوستانی مسلمان ایک مذبح میں زندگی گذار رہے ہیں قتل اور خونریزی کے مناظر عام ہیں۔ شام ایک قتل عام کا ماتم کرتے ہوئے ختم ہوتی ہے۔ اور صبح ایک نئے قتل عام کا "مژدہ" سناتی ہے گزشتہ ۴۵ برسوں میں ہونے والے مسلم کش فسادات کی تعداد پچاس ہزار سے کچھ کم نہ ہوگی۔ اس سے بڑھ کر فکر و نظر کا زوال اور کیا ہوسکتا ہے کہ جس امت نے مسلسل سات سو سال تک اس ملک کی سیاسی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہو جو ایک عرصہ دراز تک اس ملک کے سیاہ و سفید کی مالک رہی ہو جس ملک کے چپے چپے پر اس کی عظمتوں کے نشان ثبت ہوں اور جس ملک کے ذرے ذرے میں اسکے اسلاف کا لہو خوابیدہ ہو، وہی امت آج اسی ملک میں اپنی جان و مال کے تحفظ اور بقا کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو جائے۔ یاس و ناامیدی اور مایوسی کی اس نازک گھڑی میں امت مسلمہ کا قیام امن و انصاف کے لیے اُٹھنا انتہائی ضروری ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب امت اپنی اصلی حیثیت کو پہچان لے اور وہ قیام امن و سلامتی کو اپنی مذہبی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے میدان عمل میں نکل آئے، یقین جانئے کہ بھارت میں رہنے والی بیس کروڑ کی امت اگر صرف اپنی شناخت کا احساس بھی کرلے تو آناً فاناً اس ملک کا منظرنامہ بدل سکتا ہے۔

غور کیجیے! آج دنیا ہمارے خاندانی اسلام اور خاندانی مسلمانوں سے اتنی لرزاں اور ترساں ہے تو اگر ہمارا اسلام چودہ سو برس قبل والا اسلام ہو جائے اور آج کا مسلمان چودہ سو برس قبل کا مسلمان بن جائے تو دنیا کا کیا عالم ہوگا؟ ضرورت ہے کہ پکے اور سچے مسلمان بنیں، حالات سے بددل اور دلگیر نہ ہوں۔

اگر عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے — کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

بھارتی مسلمان کی منزل چودہ سو سالہ پرانے اسلام کا احیاء و اپنانا ہے تو پاکستانی مسلمان کی منزل ۱۴ ویں صدی کے رہے سہے اسلام سے بھی فرار۔ اگر پاکستان کے ۱۳ کروڑ مسلمان اپنی شناخت کا احساس کرلیں "تو۔۔۔ محمد اسلم رانا مدیر المذاہب لاہور

(۴)

۱۰ رنومبر ۱۹۹۵ء (حسن کارکردگی کا سرٹیفکیٹ)

حضرت محترم مکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بندہ کو حضرت کی طرف سے حسن کارکردگی کے سرٹیفکیٹ بزبان عربی کی ضرورت ہے' جس میں درج ہو کہ بے سروسامانی کے باوجود اسلم رانا کی دینی، ملی، مذہبی اور ملکی سطح پر خدمات ناقابل فراموش اور سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں' ان کی ہر ممکن امداد کی سفارش کی جاتی ہے' جناب کے دست راست مولانا عبدالقیوم حقانی اس سلسلہ میں حضرت کو بہتر مشورہ دے سکیں گے۔ دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، شاہ ولی اللہ یونیورسٹی گوجرانوالہ، جامعہ عربیہ گوجرانوالہ' علماء اکیڈمی اوقاف لاہور، علماء اکیڈمی منصورہ وغیرہ میں تدریسی خدمات بر ضمن تقابل ادیان، کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ امید ہے کہ حضرت مشفق جلد توجہ فرماسکیں گے۔ باحترامات فراواں۔ مجاہد اسلام و پاکستان محمد اسلم رانا

مولانا محمد اسلم قاسمی[1] دارالعلوم دیوبند

۱۱ جون ۱۹۷۹ء، ۱۶/۷/۱۳۹۹ھ (اجلاس صد سالہ دیوبند)

بخدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب! سلام مسنون، آنجناب کے علم میں یہ بات آگئی ہوگی کہ دارالعلوم دیوبند ایک اجلاس صد سالہ کا انعقاد عنقریب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اسمیں فضلائے دارالعلوم کی دستار بندی بھی ہوگی۔ اس اجلاس میں ایسے غیر ملکی حضرات کو بھی مدعو کیا جانا ہے جو علمی حیثیت سے امتیاز رکھتے ہیں خواہ وہ دارالعلوم کے فاضل ہوں یا نہ ہوں۔

آنمحترم کو چونکہ دارالعلوم دیوبند سے ایک قلبی لگاؤ ہے اسلئے درخواست ہے کہ اپنے علاقے کے موقر علمی حضرات کے اسمائے گرامی انکے پتے اور انکی علمی وروحانی خدمات سے دفتر اجلاس صد سالہ کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ یہ آپکی بہت بڑی خدمت ہوگی کیونکہ ان حضرات میں سے انتخاب کر کے اجلاس صد سالہ کیلئے مدعو کرنا ہے۔ آپ اتنی تکلیف اور فرمائیں کہ ان حضرات میں سے جو حضرات دعوت نامے کو قبول فرما سکیں انکی نشاندہی بھی اس فہرست میں فرما دیں۔ فقط والسلام مخلص...... محمد اسلم قاسمی ناظم اجلاس صد سالہ دارالعلوم دیوبند

☆☆☆

محمد اسلوب قریشی[2]

جمعیت طلباء اسلام پاکستان

(۱)

۱۵ رجولائی ۱۹۷۵ء (قومی اسمبلی میں مفتی محمود کی تقریر)

محترم المقام حضرت قاری صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے اور دعاؤں میں یاد فرماتے ہوں گے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مفتی محمود صاحب مدظلہ العالی کی وہ تقریر جو کہ انہوں نے قومی اسمبلی کے گزشتہ اجلاس میں کی تھی (افتتاحی اجلاس) آپ کے پاس موجود ہے۔ میری اس سلسلہ میں یہ گزارش ہے کہ مجھے اس کی ضرورت ہے آپ فوری ارسال فرمایں ایک کتاب شائع کر رہے ہیں اس میں شامل کرنا ہے۔ اس کے علاوہ عارف صاحب[3] اور حفیظ صاحب (ملتانی) کے پریس کے سلسلہ میں بھی کچھ بات چیت کی تھی اس سلسلہ میں بھی مشورے درکار ہیں۔

قبلہ والد محترم کی خدمت میں سلام عرض ہے اور دیگر احباب واکابر کی خدمت میں بھی سلام عرض ہے۔ والسلام محمد اسلوب

(۲)

۱۸ دسمبر ۱۹۷۷ء (جے ٹی آئی کی مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں خطاب کی دعوت)

مکرمی ومحترمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ''الحق'' زید مجدکم، السلام علیکم، مزاج گرامی۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی

---

۱ حکیم الاسلام قاری محمد طیب ؒ کے فرزند۔

۲ جمعیۃ علماء اسلام کی ذیلی تنظیم جے ٹی آئی کے بانی اور سرگرم ارکان میں سے تھے، بعد میں مولانا عبدالعزیز رائے پوری کے ساتھ فکر ولی اللھی کے نام سے ایک تنظیم میں شامل ہوئے جس کے افکار اہل علم میں متنازعہ بنے رہے۔

۳ میاں محمد عارف ایڈوکیٹ گوجرانوالہ جواب تک جے یو آئی (س) کے ساتھ قائدانہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مجلس عمومی کا اجلاس ۲۳۔۲۴۔۲۵ دسمبر بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار مدرسہ قاسم العلوم (شیرانوالہ) میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ اس موقع پر طلبہ کی تربیت کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ آپ کو درج ذیل موضوع پر خطاب کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ امید ہے آپ بروقت تشریف لا کر ممنون فرمائیں گے۔

پروگرام: موضوع: نظام تعلیم کی خامیاں اور ان کا حل بتاریخ: ۲۴ دسمبر بروز ہفتہ بوقت: ۲؍۱ ۹ بجے صبح

بمقام: قاسم العلوم (شیرانوالہ) لاہور خاکپائے اسلاف محمد عارف ایڈووکیٹ محمد اسلوب قریشی

☆☆☆

جناب اسماعیل احمد مینائی ۔ ماہنامہ فاران کراچی

(۱)

(حضورؐ کی صلبی اولاد)

۱۴ مارچ ۱۹۸۲ء

حضرت مخدوم و کرم زاد مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ آپ کے مؤقر "الحق" اشاعت ربیع الثانی فروری ۸۲ء [1] میں "شمائل نبوی کی ایک حسین اور جامع تصویر کے زیر عنوان ایک "درس حدیث" نقل کیا گیا ہے جو اعلیٰ سرکاری افسروں کی آمد کے موقع پر (۲۷تا۲۹۔ اکتوبر ۸۱) ٹیپ کر لیا گیا تھا۔ اسکے اندر یہ عبارت صفحہ نمبر ۱۰ پر ملتی ہے۔ "ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ کے پہلے شوہر اور خدیجہؓ کا اس امت پر بڑا احسان ہے کہ حضورﷺ کو سہارا دیا۔ اپنی دولت ساری خرچ کر دی اللہ نے قرآن میں اسکو سراہا، ابوہالہ کا بیٹا حضورﷺ کا بھی سوتیلا بیٹا ہوا کہ حضور کے گھر تربیت پائی اور حضرت حسنؓ بن علیؓ سے روایت کرتے ہیں ۔۔۔۔۔ یہ ہند ابوہالہ کا بیٹا ہے' حضرت حسنؓ کے ماموں تھے، فاطمہؓ حضرت خدیجہؓ کی بیٹی حضور اقدسﷺ سے ہے باقی اولاد ابوہالہ سے ہے۔۔۔۔۔۔" راقم الحروف کے علم کی حد تک خط کشیدہ حصے کی صحیح روایات سے تصدیق نہیں ہوتی حضرت خدیجہؓ کے بطن سے حضورﷺ کی چار صاحبزادیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہؓ ہیں۔ نرینہ اولاد بھی ہوئی جو زندہ نہیں رہی۔ صرف حضرت فاطمہؓ کا صلب حضورﷺ سے ہونا شیعہ مورخین نے یہ افسانہ تراشا ہے اپنے مقاصد کیلئے ۔۔۔ راقم الحروف کی رائے میں بہت تسامح ہوا ہے۔ مقصد اس تحریر کا لیکن اپنی رائے پر اصرار نہیں۔ صرف جناب والا کی توجہ اس جانب منعطف کرانا ہے نیز یہ مقصد ہے کہ اگر یہ بات صحیح ہے جو فرمائی گئی تو اسکا ماخذ کیا ہے اور اسکی تائید میں

---

[1] ملک کے شہرہ آفاق ادیب اور نقاد جناب ماہر القادری کے شہرۂ آفاق مجلہ "فاران" کے مدیر۔ ملک کے تربیتی اکیڈیمیوں میں زیر تربیت اور اعلیٰ مطالعاتی مراحل طے کرنے والے اعلیٰ افسران کے گروپ اُس دور میں دو چار دن کیلئے دار العلوم آتے تھے۔ بعض اعلیٰ اساتذہ کے درس کا بھی اہتمام کرایا جاتا تھا اس سلسلہ میں ایک گروپ کو میں نے شمائل کے حوالہ بالا حدیث کا درس دیا۔ جو بعد میں الحق وغیرہ میں شائع ہوا۔ جس میں ام المومنین خدیجۃ الکبری کے پہلے شوہر کے بعد تھے۔ کا لفظ ساقط ہو گیا جس کی وجہ سے مکتوب نگار بھی اس معاملہ میں بجا طور پر الجھ کر رہ گئے ورنہ اس کے بعد امت پر احسان والا جملہ حضرت خدیجہؓ سے متعلق ہے (اس طرح باقی اولاد ابوہالہ سے ہے) بھی ٹیپ ریکارڈ سے ضبط کرنے والے کی سہو ہے ورنہ ذکر صرف حضورﷺ کے نسب کا ہے پھر بھی اس سہو کی نشاندہی پر وضاحت کر دی گئی۔

کیا دلائل ہیں، بہت ممنون رہونگا۔ اگر اس بارے میں جو اشکال مجھ کو ہے اسکو رفع کر دیا جائے۔ رسالہ "الحق" ملک کا موثر ترین دینی رسالہ ہے۔ فاران سے اسکا تبادلہ ہوتا ہے لیکن رسالہ الحق پابندی سے دفتر فاران میں وصول نہیں ہوتا' انتظامیہ کو اگر اس طرف توجہ کی تاکید ہو جائے تو غالباً صورت حال بہتر ہو جائیگی۔ مخل مشاغل علمی ہونے کی معذرت کرتا ہوں۔

والسلام...... منتظر جواب اسماعیل احمد مینائی مدیر فاران

(۲)

۲۹ اپریل ۱۹۸۶ء　　(حضرت خدیجہؓ اور ابو ہالہ)

مکرمی السلام علیکم! رسالہ الحق اشاعت ماہ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ کیطرف جناب کی توجہ مکرر مبذول کرا رہا ہوں' اسکے مندرجات کے ص ۵، ص ۱۰ کی فوٹو کاپی بایذا منسلک ہے۔ ص ۱۰ کے خط کشیدہ اجزاء کے بارے میں اس سے پہلے بھی میں نے عریضہ بایں التماس ارسال کیا تھا کہ یہ دعوی ازروئے تاریخ وحدیث صحیح نہیں یا تائید حوالہ جات تصویب وتوثیق کی جائے ورنہ تردید شائع کی جائے۔ اسکو دو ماہ ہو چکے ہیں براہ کرم راقم الحروف کے سابقہ مکتوب کو سامنے رکھ کر نکات مندرجہ ذیل کا جواب عنایت فرمائیے۔ (۱) ابو ہالہ (حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے شوہر اول) کا امت مسلمہ اور حضور ﷺ پر کیا احسان ہے اور اس بیان یا دعوے کی سند کیا ہے؟ (۲) حضور ﷺ کی حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے بطن سے صرف ایک بیٹی حضرت فاطمہؓ تھیں اور باقی اولاد ابو ہالہ سے۔ اسکی تائید تاریخ وحدیث کے کن مندرجات سے ہوتی ہے۔ امید ہے کہ معاملے کی اہمیت کے پیش نظر آپ فوراً اس خصوصیت سے توجہ فرمائیں گے اور مناسب معلوم ہوگا تو الحق ہی کے آئندہ شمارے ہی میں تردید شائع کردی جائے گی۔　　والسلام فقط...... اسماعیل احمد مینائی (مدیر فاران)

☆☆☆

مولانا محمد اسماعیل ذبیح۔ پشاور

اگست ۱۹۹۳ء　　(الحق کے ایمان افروز اداریئے اور مضامین)

الحق کے ایمان افروز اداریے اور بعض دوستوں کے مضامین پڑھ کر بہت خوش ہوا۔ اور معلومات میں کافی اضافہ ہوا۔ لفظ جبین کا معنی بھی واضح ہوا۔ ذاکر حسن نعمانی اور بخاری صاحب کا جواب پڑھنے کے بعد اس پر مزید لکھنا تحصیل حاصل اور وقت کا ضیاع ہے۔ اس کے بعد علمی، ملکی اور سیاسی مسائل پر جیسے کہ آپ نے مروجہ نظام حکومت کی تبدیلی یا مولانا محمد اسلم شیخوپوری کا مضمون اصلاح وفلاح امت کے لیے چند تجاویز جیسے قومی اور ملی مسائل پر لکھنے کی ضرورت؟　　محمد اسماعیل ذبیح

محترم سید اشتیاق اظہر سینیٹر[1]
رہنمائے ایم کیو ایم پاکستان

(۱)

(تہنیت نامہ)

۲۷ دسمبر ۱۹۹۳ء

محترم مولانا سمیع الحق صاحب سینیٹر! السلام علیکم۔ بحمد للہ خیریت سے ہوں اور اپنے لخت جگر مولانا حامد الحق حقانی فاضل و مدرس دار العلوم حقانیہ کی شادی خانہ آبادی کی خوشی میں یاد آوری کا بے حد شکریہ قبول فرمائیں۔ یقیناً مجھے اس تقریب سعید میں شرکت کر کے بے حد مسرت ہوتی مگر سخت افسوس ہے کہ بیحد معروفیت کے باعث ایسا کرنے سے مجبور ہوں۔ آپکو اور تمام اہل خانہ کو بھی دلی مبارکباد قبول ہو۔ خداوند قدوس اپنی بیش بہا نعمتوں سے نوازے۔ آمین سید اشتیاق اظہر (سینیٹر کراچی)

(۲)

(ایم کیو ایم کی طرف سے ملی یکجہتی کونسل کے سلسلہ میں طلب کئے گئے اجلاس کا زبردست خیر مقدم)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق۔ السلام علیکم۔ مجھے یہ معلوم کر کے بے انتہا مسرت ہوئی کہ آپکی کوششوں سے پاکستان کے تمام مکاتب فکر اور دینی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں کے مشورے سے ۲۴ مارچ کو اسلام آباد میں ایک اہم اجتماع رکھا گیا ہے تا کہ مذہب اور پاکستان دشمن کی بین الاقوامی سازشیں ناکام بنائی جائیں اور ملک و ملت بالخصوص مذہبی طبقے جن حالات کا سامنا کر رہے ہیں خاص طور پر کراچی اور ملک کے دیگر حصوں میں قتل و قتال، دہشت گردی اور غارت گری کی وجہ سے پاکستان کا ہر شہری ایک کربناک اذیت میں مبتلا ہے اور حد تو یہ ہے کہ دینی مدارس، مساجد اور امام بارگاہیں مقتل بنادی گئی ہیں اور اسکی ذمہ داری مذہبی طبقوں پر ڈالی جارہی ہے تا کہ لوگ مطلقاً مذہب سے ہی متنفر ہو جائیں اور امریکہ، یورپ اور اسلام دشمن قوتیں اپنے مذموم مقاصد اور پروگرام کی تکمیل کی راہ میں مدارس، مساجد اور امام بارگاہوں اور اُن سے وابستہ افراد اور دینی جماعتوں کو بلا امتیاز شیعہ، سُنی، دیوبندی، بریلوی، مقلد اور غیر مقلد کو راستے ہی سے ہٹا دیا جائے۔

آپ جانتے ہیں کہ ایم کیو ایم پاکستان کی وہ واحد تنظیم ہے جس میں متذکرہ بالا نقطۂ نظر کے تمام افراد بلا کسی امتیاز کے شامل و شریک ہیں اور اُسکی وجہ سے تمام حکومتی کوششوں کے باوجود کراچی اور شہری سندھ کو افتراق اور انتشار میں مبتلا نہیں ہونے دیا جاسکا۔

آپ بھی انہی مقاصد کے لئے ۲۴ مارچ کو تمام دینی جماعتوں کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد کر رہے ہیں اور دینی جماعتوں کا یہ اتحاد انشاء اللہ پاکستان میں موجود دشمنان اسلام کی سازشوں اور سرگرمیوں کو کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ ہم اسی بناء پر آپکی کوششوں کی پذیرائی کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ دینی جماعتوں کا اتحاد اُن مقاصد کو بروئے کار لانے میں کامیاب و کامران ثابت ہوگا جن کے لئے پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ اور جسکے قیام کے لئے 20 لاکھ انسانی جانوں نے نذرانہ پیش کیا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ مہاجروں کی ان عظیم قربانیوں ہی کی وجہ سے باقی ماندہ پاکستان لادینی قوتوں کی کوششوں کے باوجود قائم و دائم ہے اور اس سلسلے میں آپکی کوششیں آخر کار ضرور رنگ لاکر رہیں گی اور دینی جماعتوں کا ہونے والا یہ اتحاد پاکستانی قوم کی توقعات پر پورا اُترے گا۔ آپکا مخلص سینیٹر اشتیاق اظہر

---

[1] کراچی سے ایم کیو ایم کے بزرگ اور معاملہ فہم سینیٹر غالباً امروہہ کے اکابر دیوبند سے خاندانی وابستگی بھی تھی۔

[2] ۲۴ مارچ ۱۹۹۵ء یہ اجلاس احقر نے ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ واریت کو روکنے کے سلسلہ میں اسلام آباد میں طلب کیا تھا۔ اجلاس زبردست کامیاب ہوا اور ملی یکجہتی کونسل جیسے مؤثر اور ہمہ گیر پلیٹ فارم کی تشکیل پر منتج ہوا۔

صوفی محمد اشرف، ایم اے۔ سیالکوٹ

۲۳/جون ۱۹۷۵ء (مولانا احمد عبدالحلیم کانپوری کا مضمون جشن غدیر)

حضرت مکرم زیدت مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خدام الدین کی تازہ ترین اشاعت میں حضرت مکرم مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی علالت کی خبر باعث تشویش ہے۔ اللہ رب العزت محض اپنی رحمت خاصہ سے شفائے عاجلہ اور صحت کاملہ عطا فرمائیں۔ اور اُن کا سایہ تادیر مدید ہم سب کے سر پر قائم فرمائے رکھیں آمین۔ نیز ایک تکلیف یہ بھی دے رہا ہوں کہ احقر کو حضرت مولانا احمد عبدالحلیم کانپوری جن کا مقالہ بعنوان جشن غدیر جمادی الاولیٰ کے البلاغ میں شائع ہوا ہے کا ایڈریس عطا فرمایا جائے۔ اُن سے اثنا عشریہ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اور اُن کے مقالے سے ظاہر ہے کہ بفضلہ تعالیٰ اس بارے میں وہ دین کے لئے خاص درد رکھتے ہیں۔ آپ نے ۳ رسالہ جات جو بھجوائے تھے۔ ان کے لئے اللہ رب العزت جزائے خیر عطا فرمائیں۔ استفادہ کے بعد میں نے محترم حکیم محمود احمد ظفر کو دے کہ وہ بھی اُس مضمون پر وعظ کہیں چنانچہ انہوں نے بھی کہا۔ والسلام: احقر (پروفیسر صوفی) محمد اشرف ایم۔ اے ایبٹ روڈ سیالکوٹ

☆☆☆

پروفیسر مولانا محمد اشرف[1] اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی

(۱)

رمضان ۱۳۷۶ھ (ارمغان سلیمان پر ایک نظر کا تکملہ)

عزیز مکرم زید لطفکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کل بندہ نے ایک رجسٹری خط آپ کو بھیجا تھا۔ امید ہے ملا ہوگا۔ اس میں "ارمغان سلیمان پر ایک نظر" کا تکملہ اور کچھ اور گذارشات تھیں۔ "تکملہ" کے جو صفحات بھیجے گئے ہیں۔ آخری سطروں میں کہیں اس قسم کا جملہ آیا ہے۔ "گو تجدد پسندوں کی تحریف پسند طبیعتوں"۔۔۔ برائے مہربانی وہاں سے تحریف کا لفظ بدل کر "تاویل" کردیا جائے۔ اسکے قریب "علی رغم انف المفترین" ہے اسے بھی کاٹ دیا جائے۔ اس تکلیف کی معافی چاہتا ہوں، جلدی میں لکھ کر بھیج دیتا ہوں بعد میں خیال آتا ہے۔ معاف فرمائیں۔ امید ہے مزاج اچھے ہونگے، باقی خیریت ہے۔ رمضان کے خاص اوقات میں دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں، شیخ الحدیث صاحب قبلہ کی خدمت میں سلام اور درخواست دعاء۔ والسلام خادم: محمد اشرف

(۲)

۲۵ صفر ۷۸ھ (اکوڑہ تبلیغ کیلئے آمد O قاضی امین الحق مرحوم کی مسجد O اکوڑہ سے تبلیغ کی پہلی جماعت)

عزیز مکرم وفقنا اللہ وایاکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اکوڑہ سے واپسی کے وقت آپ اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں حاضری نہ ہو سکی، اس کا افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اجر جزیل عطاء فرمائے کہ ہم غرباء کی نصرۃ واعانت اس قدر فرمائی جس کے ہم کسی

---

[1] مولانا محمد اشرف خان عظیم داعی، مبلغ، اسلامیہ کالج میں علم وہدایت کا شمع روشن رکھا جس نے سینکڑوں تلامذہ کو علم وعرفان کی جلاء بخشی۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی کے گرویدہ اور خاص مسترشدین میں سے تھے۔ تصنیف "سلوک سلیمانی" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ خطوط سے تعلق اور محبت پر روشنی پڑتی ہے۔

طرح مستحق نہ تھے۔ فجزا کم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ کل جمعرات کو بوقت عصر قاضی امین الحق صاحب[1] کی مسجد (مجھے قاضی صاحب کا نام پورا یاد نہیں بہر حال جس مسجد میں ہم آخری دن تھے) میں عمومی گشت مقرر ہوا تھا۔ اسکے بعد شب جمعہ جہاں اہل اکوڑہ مناسب سمجھیں مقرر فرما دیں۔ اس گشت کی شرکت کیلئے انشاء اللہ کل ایک مختصر جماعت اکوڑہ حاضر ہوگی تا کہ پہلے گشت میں شریک ہوکر سعادت حاصل کر سکے امید ہے آپ مع دیگر طلبہ کے سرپرستی فرمائینگے۔

۱۷ ستمبر کو ۱۳ اشخاص نے اکوڑہ سے رائے ونڈ جانے کا دس دس دن کے لئے ارادہ کیا ہے دعا فرمادیں۔ کہ اکوڑہ کی یہ پہلی جماعت وقت مقرر پر ضرور نکل جاوے۔ تا کہ آئندہ کیلئے کام اکوڑہ میں جڑ پکڑ سکے[2]۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب، حاجی صاحب جملہ اساتذہ کرام کی خدمت میں سلام اور درخواست دعاء فقط والسلام خادم: محمد اشرف لیکچرار اسلامیہ کالج پشاور

(۳)

(الحق کیلئے نگارشات کا وعدہ)

۲۰ شعبان ۸۱ھ

عزیز مکرم دام لطفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا گرامی نامہ ملا، یاددہانی کا ممنون ہوں۔ بندہ رائے ونڈ پشاور اور اب بونیر کے تبلیغی اجتماعات کی وجہ سے معروف رہا اس لئے آپ کے حکم کی ہنوز تعمیل[3] نہ ہو سکی۔ انشاء اللہ عشرہ آئندہ میں کوشش کرونگا کہ تعمیل ارشاد ہو جائے۔ امید ہے حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ بعافیت ہونگے۔ اس روسیاہ کا سلام پہنچا دیں۔ اور اصلاح حال اور حسنِ خاتمہ کی دعا کی درخواست کردیں۔ امید ہے مزاج معافیت ہونگے۔ خادم محمد اشرف

(۴)

(فتوی شائع شدہ بینات ○ شیخ الحدیث کے دیئے ہوئے تین اوراد اور حزب البحر کی اجازت کی خواہش)

۲۶ / رمضان المبارک ۸۳ھ

عزیز مکرم دام فضلکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے آپ اور حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ معہ متعلقین کے بعافیت ہونگے۔ ماہ مبارک کی ساعات مقبولہ میں ہم نابکاروں کو بھی دعا میں یاد فرمالیا کریں۔

۲۔ حسب ارشاد فتویٰ[4] صاف لکھوا کر بھیج رہا ہوں۔ عربی عبارات کے ترجمہ کے لئے جگہ چھوڑ دی ہے۔ گو بینات میں آ گیا ہے۔ لیکن اس میں عربی عبارات کا ترجمہ نہیں، مزید براں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور حضرت مفتی شفیع صاحب مدظلہ کی تصدیقات کے بغیر ہے، پھر اپنے صوبہ کے مجلہ میں آنا ضروری ہے۔ فتویٰ چھاپتے ہوئے بندہ کا نام نہ آئے۔

۳۔ بندہ کا معاملہ دعا کریں بخیر انجام پذیر ہو۔ چل رہا ہے۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے اکوڑہ کی آمد کے وقت تین وظائف بتائے تھے بحمد للہ کر رہا ہوں۔

۴۔ حزب البحر کس طرح پڑھنی ہے بندہ کو بعض بزرگوں سے بغیر اشارات کے اجازت ہے۔ مناجات مقبول میں اشارات کے ساتھ ہے۔ حضرت والا سے پوچھ کر اجازت لیکر تحریر فرمادیں کہ کیسے پڑھنا ہے کرم ہوگا۔

---

[1] اکوڑہ خٹک کے ایک جید عالم حضرت شیخ الحدیثؒ کے ہم عصر مخلص ساتھیوں میں سے تھے مسجد اب بھی ان کے نام پر ہے۔ مولانا محمد اشرف صاحب مرحوم تبلیغی جماعت کے ساتھ آئے تھے غالباً یہ پہلی آمد اکوڑہ تھی۔

[2] انکی امید پوری فرمادی اور آج اکوڑہ میں تبلیغی کام کی جڑ مضبوطی سے ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ جس میں دار العلوم حقانیہ کے طلباء اور بعض اساتذہ کا کردار قابل صد تحسین ہے۔ [3] الحق کیلئے نگارشات کا تقاضا کرتا رہتا۔ [4] پشاور کے فری میسن ہال کے بارہ میں

۵۔ حدیث نا گفتنی[1] کا جب شائع ہو جائے تو بل وغیرہ سے مطلع فرما دیں بندہ نے جو فہرست اغلاط نامہ بھیجا تھا۔ اگر محفوظ ہو تو واپس فرما دیں۔ تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ والسلام: خادم محمد اشرف

(۵)

۲۵ محرم ۸۵ھ (مقالہ پیام رسان امت ○ مولانا محمد یوسف دہلوی کا سانحۂ ارتحال ○ الحق کی اشاعت کا خیر مقدم ○ اہل حق حق کی آواز)

عزیز گرامی! زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! الطاف نامہ کئی دنوں سے ملکر باعث شرف ومسرت ہوا تھا۔ شرمندہ ہوں کہ علالت و مشاغل کی وجہ سے پہلے حاضر خدمت نہ ہوسکا۔ معاف فرمائیں، فقیر کے مقالہ "پیام رساں امت" کی قدر افزائی نے ممنون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس عاجزانہ کوشش کو قبول فرما کر اپنی رضا اور امت کے احیاء کاملہ کا ذریعہ بنائے آمین۔

آں عزیز سے ملاقات کی خواہش بندہ کو بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی قدر دانی اور خدمت کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب[2] کا سانحہ ارتحال ملت کا سانحہ ماتم ہے۔ امت میں افراد کا ملین ملتے نہیں جو جاتا ہے۔ جگہ خالی چھوڑ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی امت کے حال پر رحم فرمائے اور انکی خالی جگہ کو اپنے خاص کرم سے پُر فرمائے آمین۔ آپ حضرات کا الحق کے نام سے مجلہ نکالنے کا ارادہ مبارک وقابل صد ستائش ہے۔ ضرورت ہے کہ باطل کے مقابلے میں اہل حق اپنی حق کی آواز کو پوری ہمت وحکمت، دلآ ویزی ودلنشینی کے ساتھ پیش کرتے رہیں، فقیر اپنی گوناگوں مصروفیات اور کوتاہیوں و نابکاریوں کے باوجود خدمت سے انشاء اللہ گریز نہیں کرے گا۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی توفیقات سے قلم کو حق کیلئے پیہم رواں ودواں اور اسے اپنے قرب ورضا اور دین حق کے احیاء کا ذریعہ بنائے آمین۔ حضرت مولانا صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا والسلام: خادم محمد اشرف

(۶)

۱۵ شعبان ۸۵ھ (ہمشیرہ کے وفات پر تعزیت ○ دارالعلوم حاضری کا ذکر)

عزیز گرامی القدر دامت معالیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ابھی برادرم احسان الدین صاحب کی زبانی آپکی ہمشیرہ محترمہ[3] کے انتقال پر ملال کی خبر ملی۔ بہت رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ متوفیہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ عزیزم! سب کی یہی راہ ہے سوائے صبر کے چارہ کار نہیں مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کو اس صدمہ جانکاہ پر بندہ کی طرف سے سلام کے بعد تعزیت پیش کردیجئے۔ آپ حضرات ہم جیسوں کے لئے صبر ورضا کا اسوہ ہوتے ہیں۔ اس لئے صبر کی تلقین کرنی اپنا مقام نہیں اللہ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ سب کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین! پچھلے دنوں کچھ دیر کیلئے دارالعلوم میں حاضری ہوئی تھی، آپ موجود نہ تھے، اس لئے ملاقات نہ ہوسکی۔ معافی چاہتا ہوں کہ آپ کا انتظار نہ کرسکا۔ سب کو سلام خادم محمد اشرف

(۷)

۲۷ ذی الحجہ ۸۵ھ (مولانا محمد یوسف دہلوی کی ٹل والی تقریر)

عزیز گرامی! زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے آپ بعافیت پہنچ گئے ہونگے۔ بندہ نے حضرت مولانا یوسف[2] کی جو ٹل والی

---

[1] الحق جلد ۸ شمارہ ۹، ۱۰، ۱۱ صفحہ نمبر ۲۷، ۴۲، ۳۹۳، ۶۱۳ (تین قسطوں میں شائع ہوا)۔

[2] امیر التبلیغ مولانا محمد یوسف دہلوی ابن حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی بانی تبلیغی جماعت [3] ہمشیرہ مرحومہ بی بی زینب

تقریر دی تھی، انکے کاتب عزیزم محمد سراج صاحب کہہ رہے تھے۔ کہ میرے نام سے نہ چھاپیں۔ کہ تبلیغی بزرگ ناراض ہوتے ہیں۔ ایسے آپ اپنی طرف سے لکھدیں کہ ایک معتمد طالب علم نے لکھی تھی۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو تذکرہ سلیمان کے مصنف غلام محمد صاحب کے نام "الحق" کا پرچہ بھیج دیں۔ انہیں مضمون کیلئے بندہ نے لکھا ہے۔

انکا پتہ یہ ہے مولوی غلام محمد صاحب بی۔اے 94/2 مارٹن کوارٹرز۔ کراچی۔ ۵

قبلہ والد صاحب کی خدمت میں سلام عرض کریں۔ فقط السلام: خادم محمد اشرف

(۸)

۳۰/محرم ۸۶ھ (الحق کے بارہ میں ڈاکٹر غلام محمد کے مفید مشورے ○ الحق کا منہج اور معیار خاصہ اچھا ہے ○ ڈاکٹر فضل الرحمان کے مذموم تجویز کا تعاقب)

عزیز القدر زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! یاد نہیں رہا کہ آپ کے گزشتہ گرامی نامہ کا جواب دیا یا نہیں۔ آپ نے کچھ خطوط کی نقل مانگی تھی۔ آجکل طلبہ امتحانات میں مبتلا ہیں۔ کوئی اپنے کو فارغ نہیں پاتا۔ انشاء اللہ پھر کبھی بھجوا دوں گا۔ برادرم غلام محمد صاحب (تذکرہ سلیمان والے) کا ایک نجی خط آیا ہے۔ مضمون متعلقہ نقل کرتا ہوں۔

"ہاں یہ تو لکھنا بھول ہی گیا کہ رسالہ "الحق" کا منہج اور معیار خاصہ اچھا ہے اور مستقبل امید افزا محسوس ہوتا ہے۔ مضامین کی اقساط بہت مختصر مختصر آتی ہیں۔ ماہنامہ میں اتنا اختصار مناسب نہیں۔ چاہے ایک آدھ مضمون کم ہو جائے مگر قسط کا حصہ زائد رہنا چاہیے۔

لفظ "الحق" کی ڈائی جو ٹائٹل کے پشت والے صفحہ پر ہے وہ ٹائٹل کے صفحہ سے زیادہ خوش نما ہے، کاش ٹائٹل پر اسی کو "انلارج" Enlarge (یعنی بڑا بنا کر اشرف) کر کے ثبت کیا جائے۔ بندہ نے آپ کو اس لئے مطلع فرما دیا کہ ایک صاحب ذوق کا مشورہ ہے مفید سمجھیں تو قبول فرما دیں۔ اس شمارہ میں بھی ماشاء اللہ آپکا اداریہ خوب تھا۔ اللھم زد فزد اگر اگلے شمارے میں فضل الرحمٰن[1] کے اس بیان پر کچھ تحریر فرما دیں تو مناسب ہوگا۔ جس میں اس نے شرح زکوٰۃ بڑھانے کی مذموم تجویز کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں سیرت النبی جلد پنجم "زکوٰۃ" سے بھی آپ کو کچھ مواد مل جائیگا۔ فقیر فارغ نہیں ورنہ خود لکھتا۔ خون کھول پڑتا ہے۔ والی اللہ المشتکی۔ ۲۶/۲۷ کو جہکال بالا میں تبلیغی اجتماع ہے۔ اگر خود شرکت فرما سکیں تو ہم ضعفاء کے لئے باعث تقویت ہوگا۔ اکوڑہ میں بھی لوگوں کو اطلاع دے دیں نوازش ہوگی۔

والمکرم خادم محمد اشرف

(۹)

(دین اور سائنس پر الحق کے شذرہ نے محظوظ کیا ○ سیاست وتعمیر ملت ریڈیائی تقریر الحق پر طویل مقالہ ○ الفرقان کا حضرت جی نمبر)

۱۱/اپریل ۱۹۶۶ء

عزیز گرامی رفع اللہ تعالیٰ شانکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپکی مساعی جمیلہ کا علم ہوتا رہا، آپکے رشحات قلم سے الحق کے ذریعہ متواتر مستفید ہو رہا ہوں۔ خصوصاً دین وسائنس[2] میں آپکے شذرہ نے بہت ہی محظوظ ومسرور کیا۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیقات سے بہرہ مند فرمائے۔ اور دین کی خدمت اخلاص کے ساتھ بیش از پیش میسر فرمائے آمین۔

۱۔ مشہور متنازعہ جدت پسند شخصیت فضل الرحمان مستشرقین کا دریوزہ گر جنکے خیالات کا الحق نے ایک کمپین کی طرح تعاقب کیا (س)

۲۔ الحق جلد ۱ شمارہ ۷

آپکا گرامی نامہ ملا۔ گزشتہ مضمون ''سیاست وتعمیر ملت[1] '' کا کچھ حصہ آپ لے گئے تھے۔ باقی مکمل نہ ہوا تھا اسے مکمل کر کے بھیج رہا ہوں۔ مناسب سمجھیں تو شائع فرما دیں۔ اپنا ایک ''ریڈیو نشریہ'' جس کا ریڈیائی نام ''حضرت غوث اعظمؒ '' کی سیرت ہے۔ بھیج رہا ہوں اگر قابل اشاعت ہو تو شائع فرما دیں۔ ہلکا پھلکا سا ہے۔ ''الحق'' ابھی تک سپرد قلم نہیں کیا جاسکا۔ کالج کی معروفیات کے بعد آجکل کوشش کر رہا ہوں۔ کہ اپنے شیخ کی پرانی امانت ''سلوک سلیمانی'' مکمل ہو جائے تو دوسری چیزوں پر ہاتھ ڈالوں۔ آپ بھی دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بخیریت تکمیل کو پہنچائے۔ انشاء اللہ وقت آنے پر ''الحق'' پر بھی لکھوں گا۔ فی الحال مذکورہ چیزوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ شائد دو رسالوں میں دونوں مضمون آجائیں۔ آپ کے پاس الفرقان حضرت جی[2] نمبر پہنچا یا نہیں۔ مجھے تو حضرت مولانا نعمانی مدظلہ نے دو پرچے رجسٹری کئے لیکن ڈاک کی نظر ہو گئے۔ امید ہے مزاج سامی بعافیت ہونگے۔ حضرت مولانا صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام پہنچا دیں۔

والسلام خادم دعا جو: محمد اشرف

(۱۰)

۱۲ ربیع ۸۶ھ (الحق صوری ومعنوی اچھا سے اچھا ہو کہ جدید وقدیم دونوں طبقے پسند کریں)

عزیز گرامی مرتبت زیدت معالیکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا گرامی نامہ ملا۔ بندہ اسہال وضعف اور (Pepticular) کے مرض کی وجہ سے خط کا فوری جواب نہ دے سکا۔ بحمد اللہ تعالیٰ اب رو بصحت ہوں۔ لیکن ہنوز کچھ شکایت باقی اور معالج کی پابندیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے فقیر کی صحت روحانی وجسمانی کیلئے دلی دعا فرمائیں۔ آپ کی مزاج پرسی کا ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپکے ہاں کے مریضوں کو بھی شفائے عاجلہ ومستمرہ نصیب فرمائے آمین!

آپ نے اچھے کاغذ کے پرچے بھیجنے کا لکھا تھا۔ لیکن بندہ کو وہ موصول نہیں ہو سکا۔ شائد رہ گیا ہو بندہ کا خیال تو یہ ہے کہ آپ اپنے پرچے کا معیار ظاہراً وباطناً صوری اور معنوی لحاظ سے اچھے سے اچھا رکھنے کی کوشش کریں۔ ابتداء بحمد اللہ اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ اسے قبولیت عند اللہ وعند الناس بھی عطا فرمائے، اور معیار کی بلندی مزید عطا فرمائے آمین! ہمارے مدارس کے پرچے اکثر مدرسین یا عربی خواں حلقے کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ضرورت ہے، کہ معارف وبرہان والفرقان وصدق کی طرح جدید وقدیم دونوں طبقے اسے پسند کریں اسکے لئے ممکن ہے محنت زیادہ کرنی پڑے اور خرچہ بھی زیادہ ہو، لیکن پاکستانی دینی پرچوں میں ایک نمونہ قائم ہو جائیگا۔ آپ صرف علماء کے طبقہ ہی کا خیال نہ رکھیں بلکہ نو تعلیم یافتہ طبقہ کی ضروریات کو بھی مدنظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اور دین کی پیش از پیش خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ بندہ کے مقالہ ''پیام رساں امت'' کا پچھلا حصہ جو فتنہ عصر حاضر پر ہے۔ اگر مناسب سمجھیں تو اسے اپنے وقیع رسالہ میں شائع فرما دیں۔ اشاعت آپ کی صوابدید پر ہے۔ فی الحال کوئی نئی چیز بھیجنے سے قاصر ہوں۔ حضرت مولانا صاحب (اپنے والد صاحب قبلہ) کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا۔ والسلام: خادم محمد اشرف

(۱۱)

۱۲ محرم ۸۶ھ (شیخ الحدیث کی صحت)

عزیز مکرم زید علمکم وعملکم الصالح! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج سامی بعافیت ہونگے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی صحت کے متعلق مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ بندہ ہنوز زیر علاج ہے، نسبتاً کچھ افاقہ ہے۔ انشاء اللہ یکم ستمبر تک پشاور آمد ہو گی۔ اس ماہ کا

---

1. الحق جلد ا شمارہ ۵، ۷، ۹

2. امیر التبلیغ مولانا محمد یوسف دہلوی صاحب حضرت جی کے پیارے نام سے پکارا جاتا تھا۔

الحق نہیں ملا۔ ہو سکے تو مجھے بھجوادیں۔ دارالعلوم دیوبند کا وہ پرچہ جس میں احقر کا مضمون شائع ہوا ہے اگر عاریتاً بھیج دیں تو ممنون ہونگا۔ مجھے دوسری جگہ نہیں مل سکا۔

امید ہے آپ بعافیت ہونگے۔ تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ یہاں کا پتہ درج ذیل ہے۔

محمد اشرف بذریعہ لیفٹیننٹ کرنل محمد اسلم خان ۲۵ مارکم روڈ راولپنڈی خادم: محمد اشرف پشاوری

(۱۲)

۷ جمادی الاخریٰ ۸۶ھ (ارمغان سلیمان پر مبسوط تبصرہ)

عزیزم مکرم زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا خط ملا۔ احوال سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپکی مساعی کو مشکور فرمائے۔ آمین "ارمغان سلیمان" پر تبصرہ تو کیا کرتا۔ ایک مضمون ہی ہو گیا ہے۔ جو "ارمغان سلیمان پر ایک نظر[1] " کے عنوان سے بھیج رہا ہوں۔ تعارف نامہ ہے۔ تبصرہ اس فقیر کا مقام نہیں۔ اگر ایک قسط میں نہ آسکے تو جہاں قسط ختم ہو۔ نیچے "باقی" دیا جائے یا شروع میں ۱، ۲، ۳ وغیرہ نمبر لگا دیے جائیں۔ امید ہے مزاج بعافیت ہونگے۔ آج تک اس قسم کا مضمون نہیں لکھا تھا۔ بہر حال "اناپ شناپ" کچھ ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فقیر کیلئے اور ناظرین کیلئے مفید فرمائے آمین۔

یہی مسودہ ہے اور یہی مبیضہ ہے صاف کرنے کا وقت نہیں تھا۔ کانٹ چھانٹ معاف فرمائیں۔ اگر قابل اشاعت نہ ہو تو واپس کر دیں۔ کل ۱۹ صفحات ہیں کتابت کے وقت آپ نظر ثانی فرمالیں۔ تاکہ بندہ کی عدم صفائی اور بدخطی کی وجہ سے اغلاط نہ رہ جائیں۔

والسلام: محمد اشرف

(۱۳)

۲۷ جمادی الاول ۸۶ھ (الحق میں ڈاکٹر فضل الرحمان پر مولانا یوسف لدھیانوی کے تنقیدی مضمون کی تعریف ○ مصر کے المیہ پر الحق کی خاموشی)

عزیزم مکرم زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بندہ پنڈی سے پشاور واپس آگیا ہے، علاج ہنوز جاری ہے۔ ابھی تک علمی کام شروع نہیں کر سکا۔ دو تین دن بخار بھی رہا۔ الحمد للہ تعالیٰ کل سے کچھ اچھا ہوں۔ آج الحق پڑھا مضمون "ڈاکٹر فضل رحمٰن اور انکی تحقیقاتی فلسفے" [2] بہت پسند آیا۔ گو بعض الفاظ میں شدت ہے۔ لیکن گرفت کا طریقہ خوب ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مضمون نگار کو جزائے خیر عطا فرمائے اور امت کی جملہ فتن سے حفاظت فرمائے آمین۔ ارمغان کا تعارف انشاء اللہ دو چار روز میں بھیج دونگا۔ دعوات صالحہ کا محتاج ہوں۔ دعا فرمایئے اخلاص کے ساتھ کچھ مقبول خدمت دین میسر آجائے۔ آمین!

مصر کے المیہ [3] پر غالباً اپنے مکتبہ فکر کی رعایت کی وجہ سے کچھ نہیں لکھا گیا۔ بہر حال مظلومیت۔ "مظلومیت" ہے اور ظلم ظلم ۔۔۔۔ خواہ دنیا کے کسی حصہ میں ہو، مولوی یوسف ماموں کانجن صاحب [4] کی تجویز "عوامی ادارہ تحقیقات اسلامیہ" وقت کی پکار ہے۔ کئی مرتبہ بزرگوں

---

[1] "ارمغان سلیمان" جناب مولانا غلام محمد صاحب بی اے نے مرتب فرمائی جس پر تبصرہ ماہنامہ الحق جلد ۲ شمارہ ۳، ۴ میں شائع ہوا۔

[2] ماہنامہ الحق جلد ۱ شمارہ ۱۲، جلد ۲ شمارہ ۱

[3] الحق میں اس المیہ پر تبصرہ ان کی نظر سے بعد میں گذرا جس پر بہت سے اپنے اکابر نے بڑی ناراضگی ظاہر کی تھی۔ شاید آگے مولانا غلام غوث ہزاروی کے خطوط میں اسکا تفصیلی ذکر ہے۔

[4] مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید جو اس وقت 'ماموں کانجن' نامی بستی پنجاب میں رہتے تھے الحق میں ان کے مضامین و مراسلات اسی نام اور نسبت کے ساتھ چھپتے تھے (س)

سے اسکے بارے میں عرض کر چکا ہوں۔ کاش کوئی صورت بن آئے آج اکابر کی صورتیں جو نظر آ رہی ہیں۔ انہیں غنیمت سمجھا جائے۔ مفتی شفیع، علامہ بنوری وغیرہا ہمیشہ پیدا نہیں ہوتے۔ ضرورت ہے کہ انکی مجموعی مساعی سے ملت پر فتنوں کی یلغار کو روکا جائے آپ کے رسالہ کی فہرست اسماء (سالانہ) میں بعض نام رہ گئے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں سلام انکی خیریت سے مطلع فرمائیں۔ دعاء کا طالب ہوں۔ والسلام خادم: محمد اشرف

(۱۴)

۹ جمادی الاول ۸۶ھ (قاری سعید الرحمان کے قراءت کی تحسین O اللہ تعالیٰ قلم کو آلۂ حقانی بنا کر روان رکھے)

عزیزم مکرم۔ زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا خط دو دن پیشتر ملا تھا۔ الحق کے انتظار میں جواب میں تاخیر کی۔ ابھی تک نہیں ملا۔ اب نہ بھیجئے انشاء اللہ پشاور روانگی ۳۱ اگست تک ہو جائیگی۔ وہاں مل گیا تو فبہا، ورنہ آپ کو تکلیف دونگا۔ دارالعلوم کا پرچہ بھی وہیں بھیجیں۔ کمزوری صحت کی وجہ سے ارمغان پر تبصرہ نہ لکھ سکا۔ انشاء اللہ پشاور پہنچ کر لکھ دونگا۔

دارالعلوم حقانیہ میں حاضری تو سعادت ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ صحت وقوت کے ساتھ لوجہ اللہ میسر فرمائے آمین!

حضرت مولانا صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا یہاں جمعہ مولانا سعید الرحمٰن صاحب کے پیچھے پڑھتا رہا۔ ماشاء اللہ اچھے قاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے والد رحمہ اللہ تعالیٰ کے فیوض وبرکات سے بہرہ مند فرمائے آمین۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کیلئے قلم کو آلہ حقانی بنا کر روانی عطا فرمائے۔ زندگی گزر گئی از کردہ ناصواب الٰہی توبہ۔ والسلام خادم: محمد اشرف پشاوری

(۱۵)

۱۹ ار جب ۸۶ھ (الحق میں مضامین کے اقساط مختصر ہونے پر ڈاکٹر غلام محمد کی شکایت)

عزیزم مکرم زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے آپ اور جناب شیخ الحدیث صاحب مدظلہ بعافیت ہونگے۔ کافی دن ہوئے غلام محمد صاحب (کراچی) کا خط آیا تھا۔ انہوں نے گلہ کیا تھا، کہ الحق میں مضامین کی اقساط چھوٹی ہوتی ہیں۔ جو ماہنامہ کے لئے مناسب نہیں۔ بندہ نے انہیں لکھا ہے۔ کہ آپ کی خدمت میں عرض کرونگا، کہ طویل مضامین کے ہر قسط میں کم از کم دس بارہ صفحات آجایا کریں۔ ان کا خیال اپنے ایک مضمون "حضرت عمرؓ اور تصوف" کے بھیجنے کا تھا، نہ معلوم بھیجا یا نہیں، انہیں یہی ہچکچاہٹ تھی کہ مضمون ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کما حقہ افادیت والا نہیں رہتا ہے۔ "وللناس فیما یعشقون مذاھب" آپ کی مہربانیوں نے گستاخ کر دیا ہے۔ ورنہ جرأت نہ کرتا۔ امید ہے دعوات صالحہ میں یاد رکھتے ہونگے۔ والسلام: محمد اشرف

(۱۶)

۸۸/۲/۲۱ھ (اللہ تعالیٰ الحق کے مینارہ حق کو قائم اور عالم کو مستفید کرتا رہے O اخلاق اسلامی پر مقالہ)

مکرم ومحترم دامت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ایک مدت کے بعد آپ کی یادآوری باعث سرور وطمانیت ہوئی۔ فقیر اپنی نااہلی کی وجہ سے خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ پچھلے دنوں ٹیکسلا اور مظفر آباد کے دو سفر پیش آئے۔ راستے میں حاضری کا خیال تھا۔ لیکن بوجوہ ممکن نہ ہو سکا۔ آپکے رشحات قلم سے استفادہ کرتا رہتا ہوں۔ آپکے "اخلاق اسلامی"[1] پر وقیع مضمون نے مستفید ومسرور کیا ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو کثر امثالکم، یہ شکستہ قلم اپنی نااہلی کی وجہ سے مدت سے کسی مضمون لکھنے پر قادر نہ ہو سکا۔ حضرت مخدومی المکرم علامہ بنوری مدظلہ سے بھی وعدہ ایفا نہ کر سکا۔ اور بزم "الحق" کی باریابی سے بھی محروم رہا۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف فرمائے اور دین کی خدمت کا اہل بنا کر کچھ خدمت کا موقع نصیب فرمائے آمین۔ الحق باقاعدہ مطالعہ میں رہتا ہے، آپکی ہمت پر دل سے آفرین نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مینارہ حق کو قائم ودائم رکھے اور اسکے فیض سے پورے عالم

کو مستفید فرمائے۔آمین! حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت عالیہ میں سلام اور درخواست دعا۔
بحمد اللہ تعالیٰ بندہ بعافیت ہے۔ والسلام خادم: محمد اشرف

(۱۷)

۴جمادی الاول ۸۹ھ (حکومت کی مجوزہ تعلیمی پالیسی دینی مدارس کا اس میں ادغام مہلک ہوگا)

برادر گرامی قدر۔ادام اللہ تعالیٰ لطفکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج سامی بعافیت ہونگے۔حکومت کی مجوزہ تعلیمی پالیسی جن دوررس نتائج کی حامل ہے۔وہ آپ کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔اسلامی تعلیم،مدارس،دارالعلوم وغیرہ سب اس کے حیطہ اثر میں ہیں۔بندہ نے اس سلسلے میں کچھ گزارشات گورنمنٹ کو بھیجی ہیں۔آپکو ایک نقل ارسال ہے۔دارالعلوم وغیرہ کے بارے میں بھی ہے۔آپ اگر مناسب سمجھیں تو اپنے تبصرہ اور رائے کے ساتھ "الحق" میں شائع فرمائیں۔علماء کرام کو اس وقت جلد اپنی واشگاف رائے سے حکومت کو مطلع کرنا چاہیے۔دینی مدارس کا حکومتی نظام میں ادغام بہت مضر بلکہ ایک حد تک مہلک ہوگا۔الحق میں جلد لکھیں۔حضرت المحدوم شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں سلام پہنچادیں۔ فقط والسلام خادم محمد اشرف

(۱۸)

۱۸ اربیع الثانی ۹۰ھ (شام ہمدرد کی تقریر)

عزیز مکرم دامت معالیکم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کافی دن ہوئے آپکا گرامی نامہ (جس کا جواب دے چکا ہوں) ملا تھا۔آپ نے بندہ کی "شام ہمدرد" کی تقریر مانگی تھی۔بھیج رہا ہوں۔اشاعت کے قابل سمجھیں تو چھاپ دیں،ورنہ واپس کردیں۔
حضرت مولانا صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا امید ہے مزاج سامی بعافیت ہونگے۔عنوان تقریر تھا۔ "حضور انور ﷺ بحیثیت دہندہ نظام معاشی واقتصادی" آپ جو عنوان مناسب سمجھیں قائم کرلیں۔ایک عنوان یہ بھی ہوسکتا ہے۔ "حضور انور ﷺ اور معاشی نظام" باقی خیریت ہے۔ والسلام :خادم محمد اشرف

(۱۹)

۱۵ ارجب ۹۰ھ (موجودہ کشمکش سے کالجوں میں الحاد اور گستاخی کی فضا)

اخی المحترم زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بندہ سفر میں تھا،واپسی پر کارڈ ملا۔"تذکار محمد ﷺ" میں فقیر کا مختصر مقالہ تھا۔آدھ گھنٹے میں جو کہا جاسکا کہا۔تشنہ ہے۔حکم کے مطابق ٹائپ کرواکر چار پانچ دن میں بھجوادوں گا۔
اللہ تعالیٰ نافع فرمائیں۔موجودہ کشمکش نے کالجوں میں الحاد اور اللہ تعالیٰ اور رسول انور ﷺ کے بارے میں جو گستاخی کی فضا پیدا کردی ہے۔دل لرز اٹھتا ہے۔اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے آمین۔آپکے سفر دعا کہ کو اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے آمین۔حضرت مولانا صاحب مدظلہ کو بھی سلام عرض کردیجئے۔ممکن ہے یونیورسٹی میں بعض لوگ آپ حضرات کو تکلیف دیں۔"سلوک سلیمانی" پر تبصرہ آجائے تو تفصیلی شکریہ لکھ دوں گا۔ دعا کا طالب خادم محمد اشرف

---

۱ قرآن کریم اور تعمیر اخلاق کے عنوان پر مشرقی پاکستان کے ایک سیمینار کیلئے مقالہ لکھا گیا تھا جو بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوا۔

(۲۰)

۲۳ محرم ۱۳۹۲ھ (اکادمی دیہی ترقی میں مقالہ قومی تعمیر نو میں مذہب کی اہمیت)

عزیز مکرم دامت معالیکم۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج بعافیت ہونگے۔ حسب ارشاد ''اکادمی دیہی'' ترقی پشاور میں جو مقالہ بعنوان قومی تعمیر نو میں مذہب کی اہمیت[1] پڑھا تھا۔ارسال خدمت ہے۔امید ہے پورا کا پورا شائع فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ایک اور جگہ سے بھی مطالبہ ہے آپ شائع کرلیں،تو وہ شائع کریں۔ آپکے سوالات کے جوابات ''حدیث ناگفتنی'' کے زیر عنوان لکھ رہا ہوں۔اللہ تکمیل تک پہنچائے دعا کا طالب ہوں۔حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا

والسلام خادم محمد اشرف

(۲۱)

۶ ربیع الثانی ۹۲ھ (غلطی کی اصلاح)

عزیز محترم دام لطفکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!اس سے پیشتر ایک عریضہ بھیج چکا ہوں،جس میں اپنے مضمون ''حدیث ناگفتنی'' (میری مطالعاتی زندگی) کی ایک غلطی کی نشاندہی کی تھی۔امید ہے آپ نے تصحیح فرما کر احسان فرمایا ہوگا۔آج اپنی ایک اور غلطی کی اصلاح کرنا ہے۔صفحہ ۴۲،ٹائپ شدہ،نچلی طرف سے تیسری لائن میں بقول اقبال،جو شعر ہے وہ غلط درج ہو گیا ہے۔

اصل پہلا مصرع اس طرح تھا۔ ضبط بہت مشکل اس سیل معانی کا ''تھا ضبط'' درست ہے،غلط (تمنا تھا) ہے

امید ہے اصلاح فرما کر ممنون فرمائیں گے۔تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام۔

والسلام: خادم محمد اشرف

(۲۲)

۷ رجب ۹۲ھ (تبلیغی سفر ○ حدیث ناگفتنی)

فاضل گرامی قدر دام فضلکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!بندہ ایک ماہ سے زیادہ ہو گیا،تبلیغی سفر میں ہے،آجکل کوئٹہ میں ہے۔پھر ٹنڈو آدم، کراچی ہوتے ہوئے انشاءاللہ مراجعت وطن ہوگی۔امید ہے آپ معہ حضرت مخدومی شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کے بعافیت ہونگے۔بندہ کا سلام عرض کردیں۔

۲۔ بندہ کے مضمون حدیث ناگفتنی کی ایک قسط دیکھی تھی۔ممنون ہوں،کہ یکجا پورے ۱۶ صفحہ آپ نے اپنے وقیع مجلہ کے،فقیر کے نذر کیے،نامعلوم بندہ کی گزارش کے مطابق فالتو کاپیاں بھی مضمون کی طبع کرائی گئی یا نہیں،بندہ نے پانچ سو عدد کہا تھا،اگر کی گئی ہوں تو لاگت کا حساب بتادیا جائے کہ رقم حاضر خدمت کرسکوں۔کرم فرمائی کا ممنون ہوں۔

۳۔ ۲۰ اگست کے بعد پشاور حاضری ہوگی۔کراچی میں قیام،مخدومی حضرت علامہ بنوری صاحب مدظلہ کے ہاں ہوگا۔اگر جواب دینا چاہیں تو وہاں دیا جاسکتا ہے۔ والسلام: خادم محمد اشرف

(۲۳)

۲۱ اپریل ۱۹۷۳ء (الحق مقالہ نگاروں کو معارف اعظم گڑھ جیسی سہولت فراہم کرے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بحسب وعدہ (گو بہت تاخیر سے) مطلوبہ مضمون میری مطالعاتی زندگی ''حدیثِ ناگفتنی'' کے عنوان سے رجسٹرڈ

---

[1] ماہنامہ الحق جلد ۷ شمارہ ۷

بھیج رہا ہوں کہ جو بات سراپا خفا و سراپنے تک محدود ہونی چاہیئے تھی اسکے اظہار و اعلان سے اپنی کم سوادی کو رسوائے عام کر رہا ہوں۔ بہت سی باتوں سے شاید آپکا اتفاق نہ ہو لیکن ع "وللناس فیما یعشقون مذاھب"
اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور اس ریا و نمائش سے درگزر فرمائے اور اس سیاہ کار کی اس سخن طرازی و ہرزہ سرائی کو معاف فرمائے آمین! کہ حقیقتاً ہر لحاظ سے صفر ہوں۔ اگر مضمون پسند نہ آئے تو واپس فرما دیں۔
رسالہ "معارف اعظم گڑھ" کے مقالہ نگاروں کے لئے یہ سہولت تھی، کہ انکے مقالہ نگار اگر چاہتے تو طباعت کے وقت خرچہ دیکر پریس میں انکے مضمون کی کاپی کے مزید مطلوبہ نسخے چھاپ لئے جاتے تھے۔ اسکے لئے مضمون کتابت کے وقت اس طرح لکھا جاتا کہ انکی پوری کاپی مثلاً ۲۸ یا ۱۶ صفحہ کی علیحدہ لکھ لی جاتی۔ اگر آپ یہ سہولت مہیا فرما سکتے ہوں تو بندہ کے مضمون کی مزید پانچ سو کاپیاں علیحدہ چھپوالیں۔ کاغذ و طباعت کی قیمت پیش کر دونگا۔ اگر زحمت ہو اور آپکے لئے مشکل ہو تو بغیر کسی حجاب کے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ مخدومی المکرم حضرت مولانا شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا فقط محتاج دعا: خادم محمد اشرف

(۲۴)

مئی ۱۹۷۳ء (تفسیر شاہ عبدالعزیز کے بارہ میں علامہ کشمیری کا قول قرآن کے حق کی ادائیگی)

عزیز مکرم دامت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپکا نامۂ سامی (نمبر ۱۳۸ مورخہ ۲ مئی ۱۹۷۳ء) باعث سعادت ہوا۔ قدر افزائی اور ذرہ نوازی کا ممنون ہوں۔ یہ کارڈ ایک ضرورت کی وجہ سے لکھ رہا ہوں۔ فقیر کے مرسلہ مضمون "حدیث ناگفتنی" میں جہاں تفاسیر کا تذکرہ ہے، وہاں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے بارے میں ایک قول بندہ نے حضرت بنوری مدظلہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ بندہ نے وہ یاد سے لکھا تھا۔ اب حضرت بنوری مدظلہ کی تحریری یادداشت جو بندہ نے لکھی تھی مل گئی ہے، برائے کرم اس جگہ عبارت محولہ کو قلمزد کر کے حضرت انور شاہ صاحب کشمیری کا یہ قول درج کر دیں۔ حوالہ بنوری صاحب کا ہو۔ (یہ تو انسان کی مقدرت میں نہیں کہ جو قرآن کا حق ہے وہ کسی تفسیر کر دے لیکن اگر شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر مکمل ہو جاتی تو مقدرت انسانیہ کے بقدر شائد قرآن کا حق ادا ہو جاتا۔) امید ہے آپ یہ تصحیح ضرور فرما دیں گے۔ ورنہ میری غلطی کی وجہ سے غلط فہمی کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ حضرت المخدوم مکرمی المحترم شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا۔ باقی خیریت ہے۔ دعا کا طالب ہوں۔ والسلام: محمد اشرف

(۲۵)

یکم ار مضان المبارک ۹۳ھ (حدیث ناگفتنی O مولانا بنوری اور دیگر کی پسندیدگی)

عزیز محترم دام فضلکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تین مرتبہ دارالعلوم بے وقت حاضری ہوئی۔ گو ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ سے ملاقات ہوگئی۔ لیکن آپکا شرف نیاز حاصل نہ ہو سکا۔ گزشتہ سفر میں کوئٹہ یا کراچی سے بھی ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا۔ بندہ نے عرض کیا تھا۔ کہ اگر ممکن ہو تو فقیر کے مضمون "حدیث ناگفتنی" کی پانچ سو مزید کاپیاں چھپوائی جائیں۔ بندہ خرچہ ادا کریگا۔ اولاً آپ نے آمادگی کا اظہار فرمایا تھا، نہ معلوم پھر کیا ہوا۔ برائے کرم صورت حال سے مطلع فرمائیں۔ اس مہینہ "الحق" بندہ کو نہیں ملا۔ جس میں بندہ کے مضمون کی آخری قسط ہے۔ اگر برائے کرم اسے بھجوا دیں تو ممنون ہونگا۔ اسکے علاوہ وہ تینوں شمارے (جن میں بندہ کا مضمون حدیث ناگفتنی شائع ہوا) ایک ایک فالتو نسخہ بندہ کو قیمتاً وی پی بھجوا دیں کرم ہوگا۔ بحمد اللہ پسند کیا گیا۔ اب تک کئی حضرات کے ذرہ نوازی کے خط آچکے ہیں اور خصوصاً مخدومی حضرت علامہ بنوری مدظلہ کی ہمت افزائی سے مضمون کی قیمت وصول ہوگئی ہے والحمد للہ۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب اور

برادرم محمود صاحب[1] کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا۔ جواب سے ممنون فرمائیں۔ والسلام: خادم محمد اشرف

(۲۶)

(حدیث ناگفتنی کتابی شکل میں)

۱۰ / رمضان المبارک ۹۳ھ

عزیز گرامی قدر زید فضلکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گرامی نامہ نمبر 752 محررہ 1/10/73 باعث کرم وامتنان ہوا۔ مرسلہ "الحق" کے تینوں پرچے بھی مل گئے شکریہ۔ بہت ہی ممنون ہوں کہ فقیر کی درخواست "حدیث ناگفتنی"[2] کی مزید کاپیوں کا انتظام کیا ہے۔ یہ محض آپ کی شفقت وکرم فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس سلسلہ میں کچھ مزید تکلیف دینا چاہتا ہوں کہ،

ع کرم ہائے تو ما را کرد گستاخ

مقالہ کی فہرست اور اغلاط نامہ بھیج رہا ہوں۔ اگر اسکی طباعت ہو کر شامل ہو جائے تو مقالہ کی افادیت بڑھ جائے گی۔ اگر آپ دو چار سطریں پیش لفظ کے طور پر لکھ دیں، تو یہ کتابچہ ابتداء سے انتہا تک آپکی ذرہ نوازی کا مظہر ہوگا۔ کہ آپکے حکم نے اسے لکھوایا۔ بہرحال آپکے انشراح صدر پر ہے۔ "ٹائٹل پیج" "شروع کا صفحہ بھی جیسا مناسب سمجھیں چھپوا دیں۔ "ادارہ الحق" جتنی کاپیاں اپنے پاس رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے۔

۲۔ ممکن ہے ایک ضروری درخواست کے سلسلہ میں ہفتہ یا اتوار کو حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں حاضری ہو۔ انشاء اللہ آنا ہوا تو دس بجے تک آجائینگے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں سلام پہنچا دیں۔ باقی خیریت ہے۔ اگر خدانخواستہ اغلاط نامہ فہرست شائع نہ ہو سکے تو بندہ کو واپس فرمادیں۔ والسلام

(۲۷)

(مولانا بنوری کی حرمین شریفین سے واپسی ○ مضمون "مدارس عربیہ کا نصاب تعلیم" مطبوعہ الحق ○ سلیمان ندوی کے اعلیٰ تحریر سے مماثلت ○ سہ سالہ مختصر نصاب کی اہمیت)

۱۹ / شوال ۹۳ھ (مولانا محمد اشرف کا مکتوب[3] بنام حضرت مولانا یوسف بنوری صاحب)

مخدومی ومطاعی حضرۃ الاستاذ المکرم دامت فیوضکم وبرکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کل آپ کے مدرسہ کے چند افریقی طلبہ تشریف لائے تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ حضرت والا حرمین سے باہمہ فیوض وبرکات واپس تشریف لا چکے ہیں۔ مبارک ہیں وہ قدم جو حرمین کی خاک پاک سے بار بار آلودہ ہوتے رہیں اور قابل رشک ہیں وہ نگاہیں جو مواجہ شریف اور بیت اللہ کی زیارت سے بار بار مشرف ہوتی رہیں۔ کاش یہ درماندہ بھی آپ بزرگوں کے صدقہ ان دیار کی گرد کو بار بار سرمہ چشم بنا سکتا۔

ع کہ بود یا رب کہ رو در یثرب وبطحا کنم گہ بہ مکہ منزل وگہ در مدینہ جا کنم

تاہم آپکی شفقت سے یقین واثق ہے کہ آپ نے اپنی مقبول دعاؤں میں ضرور یاد رکھا ہوگا۔ اور حضور انور (روحی فداہ) ﷺ کی بارگاہ میں فقیر کا سلام نیاز پہنچا دیا ہوگا۔

---

[1] میرے چھوٹے بھائی پروفیسر محمود الحق جو اسلامیہ کالج میں کیمسٹری کے پروفیسر اور بعد میں اپنے شعبہ کے چیئرمین رہے اور سنڈیکیٹ یا سینٹ کے لئے بار بار منتخب ہوئے پورے پشاور یونیورسٹی اور کالج میں بابائے یونیورسٹی اپنی مقبولیت کی وجہ سے کہلائے

[2] مشاہیر علم وفضل سے ان کی علمی ومطالعاتی زندگی کے بارہ میں میرے سوالنامہ کے جواب میں حدیث ناگفتنی کے نام سے جو طویل مقالہ لکھا وہ الحق میں اشاعت کے علاوہ مولانا کے خواہش پر الگ بھی شائع کر دیا گیا (س)

[3] علمی ومطالعاتی سلسلہ مضامین میں الحق نے حضرت بنوری کے نصاب مدارس دینیہ میں وقیع مقالہ شائع کیا اسی مناسبت سے مولانا محمد اشرف نے مولانا بنوری کو جو خط لکھا اسکی ایک کاپی احقر کو بھی ارسال کی جسے ہم نے یہاں شامل کیا اور جی نہ چاہا کہ اس انمول گرامی نامہ کو محفوظ نہ کیا جائے، معلوم نہیں حضرت بنوری کے ہاں ایسے مکاتیب کی حفاظت کا نظم تھا یا نہیں۔

۲۔ عزیزی محمد سلمہ[1] تشریف لائے تھے۔ مدارات سے قاصر رہا۔ خیال تھا کہ دوبارہ تشریف لائینگے۔ لیکن واپسی سے پیشتر ملاقات نہ ہو سکی۔ حضرت آغا جی صاحب[2] مدظلہ کی کتاب انکے ہاتھ بھیجنے کا خیال تھا۔ اب ہمارے ایک عزیز ڈاکٹر انور صاحب کراچی آرہے ہیں انکے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔

۳۔ ماہنامہ الحق (اکوڑہ خٹک رمضان المبارک ۹۳ھ) میں آپکا ایک مضمون ''مدارس عربیہ کا نصاب تعلیم'' پڑھا۔ اولاً تو اردو کی فصاحت و بلاغت نے کہا کہ لکھنے والے کی انگلیاں چوم لوں۔ حضرت سید صاحب[3] کی تحریر کے اعلیٰ نمونے یاد آتے تھے اور حضرت سید صاحبؒ سے ذہنی مماثلت اتنی محسوس ہورہی تھی، کہ اگر آپ کا نام نہ ہوتا اور یہ مضمون پڑھتا تو گمان گزرتا کہ شائد سید صاحبؒ ہی کا مضمون ہے۔ خیر یہ تو بندہ کے احساسات ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک دو گزارشات خدمت عالی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

(الف) بحمد اللہ تعالیٰ آپ کی نگاہ علوم میں جتنی وسیع ہے وہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے ''ذالک فضل اللّٰہ علینا و علی الناس و لکن اکثر الناس لا یعلمون''۔ اس لئے جی چاہتا ہے کہ اس سلسلہ میں بجائے ایجاز و اختصار کے، آپ خوب شرح وبسط کے ساتھ ہر بات پر اپنی رائے اور معلومات سے مستفید فرمائیں۔ مثلاً اس مضمون میں اصول فقہ پر جیسے آپ نے گفتگو فرمائی ہے۔ ویسے ہی دیگر علوم کے بارے میں بھی تفصیلی افادات آجاتے تو مجھ جیسے کوتاہ علم بہت سے حقائق سے آگاہ ہو جاتے۔ سچی بات ہے کہ بہت سی کتابیں جن کا تذکرہ آپ فرماتے ہیں یا آپ کے علم میں ہیں، ہمہ شما کو اس کا علم بھی نہیں۔ اس لئے آپ کا امت پر احسان ہوگا۔ اگر بجائے دوسرے لوگوں پر چھوڑنے کے آپ خود تفصیلاً ان علوم پر گفتگو فرما کر شائع فرما دیتے، اور تخصص و تکمیل کے درجات کیلئے بھی کتابوں کا انتخاب فرما دیتے کہ آئندہ اس راہ پر چلنے والے آپکی نگارشات سے مستفید ہو پاتے۔

(ب) سہ سالہ مختصر نصاب کے بارے میں جو آپنے ارشاد فرمایا ہے وہ مجھ جیسے بہت سے تشنہ کاموں کے دل کی بات کہہ دی ہے، اگر اس کا نصاب بھی آپ ہی مرتب فرما کر کتابوں کے تعیین کے ساتھ شائع فرما دیتے تو ممکن ہے کسی جگہ یہ کام شروع ہو جاتا۔ حضرت والا کی شفقت و محبت نے گستاخ کر دیا ہے۔ اپنے اس جرم کا معترف اور معافی کا خواستگار ہوں کہ اپنا یہ مقام نہیں کہ آپ کو مشورہ دے سکوں۔

۴۔ فری میسن زوالی مسجد[4] کا مسئلہ جوں کا توں ہے۔ دعا فرمائیں اللہ آسان فرمائے اور یہ جامع مسجد بھی نیو ٹاؤن کی مسجد کی طرح آپ کے زیر سایہ علم و عمل کا گہوارہ بن جائے۔ اچھا ہوا ''بینات'' نے فتویٰ شائع کر دیا۔

---

[1] عزیز مکرم مولانا محمد بنوری شہیدؒ [2] حضرت قدس سرہٗ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد زکریا بنوریؒ

[3] حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ جن کے ساتھ مولانا محمد اشرف کا خاص تعلق تھا

(فری میسن لاجر کے خلاف قومی اسمبلی میں تحریک کی کامیابی)

[4] پشاور صدر میں مال روڈ پر فری میسن لاج کے نام سے ایک پُرشوکت عمارت تھی ناچیز نے اس وقت کی قومی اسمبلی میں والد ماجد شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے نام پر یہ مسئلہ سوالات تحریک التوا وغیرہ کے ذریعہ اٹھایا اس وقت کے وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خان نے جواب میں ایسے تمام مراکز جو صیہونی سازشوں کے اڈے ہیں، کو قومی تحویل میں لینے کا اعلان کیا اور فوری طور پر پشاور کی یہ عمارت بھی مولانا اشرف صاحب وغیرہ نے ایک جامع مسجد میں بدل دی اور درویش مسجد کے نام سے اس عظیم عمارت کو اسلامی مرکز میں بدل دیا اور حضرت علامہ مولانا فقیر محمد خلیفہ' حضرت تھانوی کی سرپرستی میں اس میں مدرسہ اور دارالعلوم قائم کیا گیا اس معاملہ کے تفصیلات والد ماجدؒ کے قومی اسمبلی میں جدوجہد کی داستان' قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ ص ۳۱ میں شامل ہو چکی ہیں اس معاملہ میں حقیر کی یہ کوشش کیا عجب نجات آخرت کا ذریعہ بن جائے فری میسن عمارات کی ضبطگی کا یہ معاملہ پشاور تک محدود نہیں بلکہ پورے ملک پر لاگو ہو گیا فا الحمد للّٰہ علی تو فیقہ ہمارے قابل فخر اور جگری دوست شیخ الحدیث مولانا حسن جان نے دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کے بعد اس ادارہ کو خطابت و تدریس کیلئے اپنا مستقر بنایا وہی اس کے روح رواں تھے اور دم تحریر آج ہی اس شہید اسلام کا جنازہ ہم نے اسی مسجد سے اٹھایا اور علم وارشاد کے اس درخشندہ ستارہ کو سپرد خاک کر دیا فا نا لِلّٰہ وا انا الیہ راجعون (س)

(قومی اسمبلی میں فری میسن تحریک کے بارہ میں جنگ)

(یہ مسئلہ شیخ الحدیثؒ کے طرف سے پہلی بار سوالات کے شکل میں اٹھایا گیا جس کا جواب اس وقت کے وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خان نے دیا، یہ سوال و جواب اسمبلی کے مباحث کے حوالہ یہاں درج کیا جاتا ہے)

(فری میسن تحریک)

سوال۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۲ء (الف) کیا وزیر داخلہ از راہِ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ آیا یہ امر واقع ہے کہ فری میسن تحریک ایک غیر اسلامی اور صیہونی تحریک ہے۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ یہ ادارے پاکستان میں موجود ہیں اور اگر یہ صحیح ہے تو ان اداروں نیز ان کے ساتھ منسلک افراد کی تعداد بیان کی جائے؟ (پ) کیا یہ امر واقع ہے کہ فری میسن تحریک پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا مرکز ہے؟ (ت) آیا حکومت ان اداروں کی سرگرمیوں سے باخبر ہے؟

جواب، خان عبدالقیوم خان

(الف) یہ اپنے اپنے خیال کی بات ہے۔ تاہم حکومت کے پاس اس الزام کے بارے میں کوئی ثبوت نہیں۔ (ب) جی ہاں! مغربی پاکستان میں تقریباً ۳۰ میسانک لاج ہیں اور ان کے ۰۷ اراکین ہیں۔ (پ) اس مبینہ حقیقت کا حکومت کو علم نہیں۔ (ت) جی ہاں! اگر حکومت کو معقول ثبوت کے ساتھ فری میسن کی کوئی متعصبانہ حرکت نظر آئی تو اس کے خلاف یقیناً مناسب کارروائی کرے گی۔

(فری میسن تحریک)

(دوبارہ اسے قرارداد کے شکل میں پیش کیا گیا جو ۷ جون ۱۹۷۵ء کے مباحث قومی اسمبلی ۷ ۳ ص ۳۵ ۷ پر موجود ہے اور جسے قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ ص ۲۲ پر درج کیا گیا ہے)

قرارداد نمبر ا

یہ بات کوئی ڈھکی چھپی حقیقت نہیں رہی کہ اسلام دشمن طاقتوں نے سماجی، علمی اور معاشرتی فلاح و بہبود کے نام سے در پردہ جو مختلف منصوبے بنائے اور ادارے قائم کیے ہیں۔ ان میں سرفہرست فری میسن کے نام سے یہودیوں کی عالمی تنظیم ہے۔ جس کا مقصد در پردہ صیہونی عزائم کی تکمیل ہے۔ یہ تنظیم عالم اسلام میں ملت مسلمہ کے خلاف مختلف سازشوں اور سرگرمیوں کی آماجگاہ بنی رہی ہے۔ خلافت اسلامیہ کے زوال، اسلامی ممالک کے افتراق و بربادی میں اس کا بنیادی حصہ ہے ان سب باتوں کی اہم دستاویزات سامنے آچکی ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے سب سے پہلے اس مسئلہ کو ۲۱ ستمبر ۱۹۷۲ء کو اسمبلی کے وقفہ سوالات کے دوران اُٹھایا تھا جس پر ایوان میں بہت سے ضمنی سوالات سامنے آئے۔ بڑی لے دے ہوئی جس کے جواب میں مرکزی وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خان نے یہ یقین دہانی کرائی کہ حکومت اس تنظیم کا جائزہ لے رہی ہے اور اگر اس کی سرگرمیاں ملکی مفادات کے خلاف پائی گئیں تو مناسب اقدامات کیے جائیں گے۔ انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ ملک میں فری میسن کے ۳۰ لاج ہیں مگر اس بات سے لاعلمی ظاہر کی کہ یہ تحریک اسلام کے خلاف ایک یہودی تحریک ہے اس کے بعد اخبارات میں اس تنظیم سے متعلق اسمبلی کے ان سوالات و جوابات کا غلغلہ اُٹھا مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حکومت نے کوئی قدم اُٹھایا یا نہیں۔

اس وجہ سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے حالیہ اجلاس میں ۷ جون کے غیر سرکاری کام کے دن فری میسن تنظیم پر پابندی سے متعلق اپنی قرارداد پیش کی۔ آپ ابھی اپنی قرارداد پر وضاحتی تقریر کر رہے تھے کہ مرکزی وزیر داخلہ نے اُٹھ کر اعلان کیا کہ حکومت نے پچھلے سال چھ دسمبر کو اس تحریک پر پابندی لگانے اور تمام عمارتوں کو تعلیمی مقاصد کے لیے قبضہ میں لینے کے احکامات جاری کر دیے ہیں۔ اس اعلان پر بڑی خوشی اور مسرت کا مظاہرہ ہوا اور حضرت شیخ الحدیث نے وزیر داخلہ کی یقین دہانی اور غیر مبہم اعلان پر قرارداد واپس لے لی۔

ابھی اس پابندی پر پورے ملک اور پریس میں مسرتوں کا اظہار ہو رہا تھا کہ کچھ سابقہ فری میسوں کی طرف سے آئے ہوئے خطوط اور اخبارات کی خبروں سے یہ اندیشہ بڑھتا ہی چلا گیا کہ مرکزی وزیر داخلہ نے شائد تحریک پر پابندی کے سلسلہ میں غلط بیانی سے کام لیا ہے فری میسن کی خفیہ سرگرمیاں اور میٹنگیں بدستور جاری ہیں۔ عمارتیں ان کے قبضہ میں ہیں۔ اس تحریک کے صدر دفتر کا ایسی کسی پابندی سے لاعلمی ظاہر کردینے کا ذکر بھی اخبارات میں آیا اور خفیہ میٹنگوں کے دعوت ناموں کا فوٹوسٹیٹ عکس بھی اخبارات میں آیا۔ قرارداد کے محرک شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ذاتی طور پر یہ مسئلہ مرکزی وزیر داخلہ کے سامنے رکھا، مگر انہوں نے کہا کہ شائد احکامات ابھی صوبائی حکومتوں کو نہیں پہنچ سکے۔ روزنامہ نوائے وقت نے ۱۸ جون کو اپنے اداریہ میں اس اعلان کو ایسی پارلیمانی غلط بیانی قرار دیا جس سے بہت کم غلطی ثابت ہونے پر برطانیہ کے وزیر خوراک لارڈ نارتھ بروک نے محض اعداد و شمار کی غلطی پر اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا تھا۔

نوائے وقت نے لکھا کہ وزیر داخلہ کے غیر مبہم وضاحت کے بغیر اس بات سے پارلیمانی غلط بیانی کی ایک نئی روائت قائم ہوگئی۔

بہر حال شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے اصل صورت حال معلوم کرنے کے لیے ۴ جولائی کو دوبارہ یہ مسئلہ تحریک استحقاق کی شکل میں اُٹھایا اور اس بات کو پورے ایوان کا استحقاق مجروح کرنے کے مترادف قرار دیا کہ اخبارات میں حکومت کے اعلان کے برعکس حقائق سامنے آرہے ہیں۔ اس کے جواب میں مرکزی وزیر داخلہ نے بڑی شدت سے یہ وضاحت کی کہ ۲۶ ستمبر کو کابینہ میں فری میسن پر پابندی کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ قانونی مشکلات پر قابو پانے کے سلسلے میں شائد بعض صوبوں میں اب تک اس کی تعمیل نہ ہو سکی اور اب مکمل کارروائی کی جارہی ہے اس طرح یہ مسئلہ حکومت کی واضح یقین دہانی پر ایک حد تک ختم ہوا۔ مگر یہ سوالات اپنی جگہ قائم رہیں گے کہ آٹھ ماہ قبل دیے گئے۔ مرکزی حکومت کے احکام کی تعمیل اب تک کیوں نہ ہو سکی اور بعض صوبائی حکومتوں نے اس پر عمل درآمد کیوں نہ کیا۔ اسی طرح یہ سوالات بھی بدستور قائم ہیں جسے بعد میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی طرف سے وقفہ سوالات میں اٹھانے کی کوشش بھی کی گئی کہ کیا حکومت اب اس تنظیم کے ارکان پر کڑی نگاہ رکھے گی۔ جن میں سے کچھ بدقسمتی سے اہم ترین ملکی شعبوں اور کلیدی مناصب تک پر فائز رہے ہے۔ (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ از سمیع الحق ص ۲۲ تا ۲۵)

۵۔ بندہ آجکل موجودہ وائس چانسلر کی نگاہ عتاب میں آیا ہوا ہے۔ بہانہ بنا کر دق کر رہے ہیں۔ مجھے یہاں گوارا نہیں کرتے دعائے خاص کا ملتجی ہوں۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذبک من شرورھم۔

۶۔ پس تحریر، میرے ایک بھانجے صفی اللہ انجینئر ہیں یہاں واپڈا میں آٹھ سال سے ملازم ہیں۔ وہ لیبیا یا سعودی عرب ملازمت کے سلسلے میں جانا چاہتے ہیں کیا اس سلسلہ میں آپ ان کی کچھ مدد فرما سکتے ہیں؟ اگر کوئی صورت ہو تو بندہ انکے کاغذات بھجوا دے۔

حضرت آغاجی صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام۔ عزیزم محمد سلمہ کو دعاء۔ والسلام: خادم محمد اشرف

(۲۸)

۱۲ صفر الخیر ۹۴ھ (مدینہ میں مولانا شیر علی شاہ سے ملاقات O فری میسن لاج پشاور کے بارہ میں فتویٰ)

عزیز مکرم دامت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بندہ بفضلہ تعالیٰ حج کے سفر پر تھا۔ وہاں مولانا شیر علی صاحب سے بھی ریاض الجنۃ میں ملاقات ہوگئی تھی۔ سلام عرض کرتے تھے۔ آخری وقت میں ۳۱ دسمبر کو جانا ہوا۔ ۷ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے، ڈیڑھ ماہ قیام رہا، الحمد للہ ثم الحمد للہ، کہ مجھ نابکار کو وہاں کی حاضری کا شرف بخشا۔ دعاء فرمائیں، کہ اللہ تعالیٰ حج کو مبرور و مقبول فرمائے اور اب باقی زندگی گناہوں سے اجتناب اور مرضیات کے اتباع کی میسر آجائے اور خاتمہ کمال ایمان میں ہو۔ آمین!

حضرت شیخ الحدیث صاحب قبلہ مدظلہ سے سلام و درخواست دعا کردیں۔ "زندگی ہے تو فقیروں کا بھی پھیرا ہوگا"

الحق کا بل پڑا ہوا تھا (دربارۂ حدیث ناگفتنی) حج اور اضیاف کی کثرت کی وجہ سے ابھی تک ڈاک کو ہاتھ نہیں لگایا۔ پرسوں ڈرافٹ پر اپنا ہی نام لکھوا دیا ہے۔ بہر حال 378 کی رقم مرسل ہے میرے حساب میں جمع کروا دیجئے۔ بل 378 روپے کا تھا۔

پس تحریر: بندہ نے جامع مسجد صدر پشاور سابقہ میسن لاج کے بارے میں ایک فتویٰ آپ کے ارشاد پر بھیجا تھا۔ شائد اب تک الحق میں شائع نہیں ہوا۔ مناسب سمجھیں تو شائع کرا دیں۔ والسلام خادم محمد اشرف

(۲۹)

۱۲ ربیع الثانی ۹۴ھ (گرفتاری کی خبر سے پریشانی O قادیانی فتنہ کے پروبال O حق گو قلم کی آب و تاب)

عزیز گرامی زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! پچھلے دنوں آپ بزرگوں کی گرفتاری[1] کی افواہ سن کر طبیعت بہت متاثر ہوئی تھی اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی ہر طرح سے حفاظت فرمائے، اور دین کی روز افزوں خدمت اور ناموس رسالت وختم نبوت کی پاسبانی کی مزید سعادت نصیب فرمائے۔ کلمۂ حق اہل وفا کا شیوہ ہے۔ ع ہے کار جوانمرداں حق گوئی و بیباکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

قادیانی فتنہ جس طرح پروبال نکال رہا ہے اور ملت و ملک کے لئے جس طرح خطرہ بنتا چلا جا رہا ہے ہر مسلمان اور محب وطن کیلئے نہایت تشویش و پریشانی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت جو پاکستان کی انتہائی غالب اکثریت، تقریباً ۹۰ فیصد ہے، کو ہوش اور غیرت دے، کہ اب بھی سنبھل جائیں، ورنہ نہ معلوم کیا ہو۔ چند الفاظ زبان قلم پر آگئے۔ آپ کے "حق گو" قلم کی آب و تاب کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ قائم و دائم رکھے اور ملت و دین کی حفاظت کا فریضہ آپ سے لیتا رہے۔ ہم جیسے نااہلوں کیلئے آپ لوگوں کی ہمت قابل رشک ہے۔ حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض کردیں اور درخواست دعا۔ خادم محمد اشرف

---

[1] قادیانی تحریک میں سرگرمیوں کے وجہ سے

(۳۰)

۱۹۷۴ء (قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر مدیر الحق کے سوالنامہ کے جوابات نہایت مفید تجاویز)

الحمدللہ وبعد! انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ۔

محترمی ومکرمی۔ زید مجدکم وجہادکم فی سبیل اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قادیانی مسئلہ کے موجودہ حل کے بارے میں چند استفسارات پر مشتمل نامۂ سامی باعث سعادت ومیمنت ہوا۔ گو فقیر اس کا اہل نہیں لیکن حضور انور فخر مجر الانبیاء خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ کے تاج ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کے بارے میں چند الفاظ نجات وسعادت کا ذریعہ بن سکیں تو زہے قسمت،

۱۔ ختم نبوت ایک مسلمہ اور متفقہ عقیدہ ہے، کہ توحید کے بعد اسلام کی بنیاد ہی اس عقیدہ کی بے غل وغش واضح تعبیر پر مبنی ہے۔ حضور انور (روحی فداہ) ﷺ کے جملہ کمالات ومزایا کسی نہ کسی صورت میں ''ختم نبوت'' ہی کا ثمرہ ہیں۔ آپ کی رحمۃ للعالمین شان ''عمومی بعثت'' 'دائمی رسالت' آپ کی امت کی بعثت وخیر الامم ہونا' قرآنی احکام کے دوام وغیرہ سب ''ختم نبوت'' ہی کے نتائج ومظاہر ہیں۔ امت مسلمہ کا شیرازہ ختم نبوت کی رسی سے بندھا ہوا ہے۔ امتیں ''نبی'' سے بنتی ہیں۔ اور یہ لافانی وجاودانی امت ''ختم نبوت'' ہی کی برکت سے زندہ' قائم اور استوار ہے' اس لئے ہر دور وہر زمانے میں امت کے ہر طبقہ اور ہر مکتبہ فکر نے اس عقیدہ کو اسلام کی روح وجان سمجھا اور ناموس ختم نبوت کے لئے اپنا سب کچھ نثار کرنے میں اپنی فوز وکامرانی جانی۔ اور اگر کسی روسیاہ وکم بخت نے حریم نبوت میں قدم رکھنے کی جسارت کی تو اسے فوراً ختم کر کے رکھ دیا گیا' اور امت نے کسی دور میں ختم نبوت سے بغاوت اور اس ابلیسی سازش کو برداشت نہیں کیا۔ چنانچہ میرے آقا سید دو عالم حضرت محمد ﷺ کے پردہ فرمانے سے پیشتر ہی جب چند طالع آزماؤں نے ''مسیلمہ کذاب'' ''اسود عنسی'' کی صورت میں اپنے خبث باطن کا اظہار کیا' تو رویائے نبوت نے ان کے انجام کی جڑ ایک پھونک سے ختم ہوتے ہوئے ارشاد فرما دی۔

دور صدیقی میں امت اور صحابہؓ کا پہلا اجماع اور عملی اقدام ان ''متنبئین'' سے قتال پر تھا' اسی طرح جس دور میں بھی کسی کو یہ منحوس خبط سوار ہوا امت نے اسے ختم کر کے رکھ دیا۔ یہ اس دور کی کم نصیبی' ہماری شامت اعمال' انگریزی استعمار وسیاست کا انتہائی دجل وفریب تھا کہ مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کو اسلامی معاشرے میں پنپنے اور باقی رہنے کی اتنی طویل مدت میسر آ گئی۔ امت میں ابلیس کے مبعوثہ متنبئین میں جس طرح انگریزی استعمار کا یہ ''خود کاشتہ پودا'' پیدا ہوا۔ اور پروان چڑھا اور اپنے لٹریچر ودعوت کو پھیلاتا رہا۔ تاریخ اسلامی میں اس کا ایک 'اندوہناک' باب ہے' گو مرزا صاحب کی 'مشئومہ نبوت'' کے دعوی کے پہلے دن ہی سے امت کے خواص وعوام اس ''شجر خبیثہ'' کے مہلک اثرات کو بھانپ گئے تھے۔ اور اس کے دفاع وقلع قمع کی کوشش شروع ہو گئی تھی۔ لیکن مرزا صاحب اور قادیانی امت نے انگریز واستعماری طاقتوں کے زیر سایہ اور ان کے ایجنٹ کی حیثیت سے ملت اسلامیہ کے لئے ناسور اور ''اکاس بیل'' (Perasite) کی صورت اختیار کر لی۔ جو کوچک سے انگریز کے اخراج کے بعد ہمارے بعض رہنماؤں کی کم حوصلگی اور کوتاہ بینی نے پاکستان میں ان کے لئے ایسے مواقع فراہم کر دیئے تھے کہ قادیانی جو ایک انتہائی قلیل وحقیر اقلیت ہے۔ ہر سپیدہ وسیاہ کی مالک بنی جا رہی تھی اور اپنے کفر کا اعلان کھلم کھلا کرنے لگی تھی' کہ یکایک غیرت حق جوش میں آئی۔ ربوہ کا سانحہ پیش آ گیا' جو حقیقت میں قادیانی سیاست وسازش کا نہایت ہی سنگین وانچھوتا اقدام تھا' جو اکثریت کے جذبات وحالات معلوم کرنے کیلئے (Feeler) کی حیثیت سے آزمایا گیا تھا۔ لیکن ''چاہ کن را چاہ در پیش'' وہی انکی سکرات کا سبب ٹھہرا فقیر سوات میں (۲۸ مئی سے یکم جون ۱۹۷۴ء تک) حضرت الاستاذ علامہ سید محمد یوسف صاحب بنوری

ل قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد میرے سوالنامہ کے جواب میں سب سے وقیع اور جامع شکل میں یہ جواب آیا جو غور وفکر کا اب بھی تقاضا کر رہا ہے (س)

مد ظلہ العالی کا ہم سفر تھا۔

<u>ربوہ کے خونچکاں سانحہ پر مولانا بنوری کا پہلا تاثر:</u> غالباً ۳۰ مئی تھی ہم بینگورہ میں کار سے گزر رہے تھے کہ بندہ نے اخبار خریدا۔ جس میں ربوہ کے ''خونچکاں'' سانحہ اور طلبہ پر قادیانیوں کے حملہ کا ذکر تھا۔ بندہ نے علامہ بنوری مدظلہ کو خبر پڑھ کر سنائی۔ حضرت موصوف گہری سوچ وفکر میں پڑ گئے۔ ردعمل پوچھا تو کچھ توقف کے بعد فرمایا۔ ع خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما در آن باشد۔ ہم متحد نہیں ہو رہے تھے، ممکن ہے یہ واقعہ ہمیں (مسلمانوں کو) متفق کر دے اور اس فتنہ کا سدباب ہو سکے۔ سچ ہے ع قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

سات ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۳ ماہ ۱۰ دن کے بعد رحمت حق متوجہ ہوئی اور میرے قدیر رب کی قدرت نے اندرونی اور بیرونی قوتوں' قادیانیوں کے یقین اور پیشن گوئیوں کے علی الرغم اپنے محبوب اور پیارے رسول خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ''ختم نبوت'' کے لازوال تاج پر دشمنوں کی گردن اڑانے کی نامسعود کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ اور مسلمانوں کی متحدہ کوششوں اور قربانیوں کو شرف قبول سے نواز کر پاکستان کی قومی اسمبلی کو توفیق بخشی کہ وہ ایک مسلمہ سچائی اور حقیقت ثابتہ کو قانون کی صورت دے کر عنداللہ وعندالناس سرخرو ہو۔

مبارک ہیں وہ حضرات جنہوں نے یہ قرارداد پیش کی، اور خوش بخت ہیں وہ ممبران اسمبلی جنہوں نے اسے من وعن قبول کر کے اسے قانون کی صورت بخشی' قابل ستائش وصد آفریں ہیں وہ جملہ افراد وطبقات جنہوں نے اسمبلی کے باہر ہر قسم کی صعوبتیں اور مشکلات برداشت کر کے اس مسئلہ سے انکار کی گنجائش کو ختم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ بے شمار اور لامتناہی رحمتیں بھیجے ان شہداء کی روحوں پر جنہوں نے ناموس رسالت کے تحفظ میں ''حیات جاودانی'' پائی اور باری تعالیٰ ان جملہ علماء ومشائخ اور مجاہدین کی قبروں کو اپنے نور سے منور کرے جو قادیانی فتنہ کی ابتداء سے اس لعنت کو ختم کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ بحمد للہ تعالیٰ اگر اس قادیانی مسئلہ کے اس قومی حل پر اس کے مضمرات ومتعلقات کی روشنی میں دیانتداری واخلاص سے عمل کیا جائے اور اس کو عملاً روبکار لایا جائے تو یہ حل مسلمانوں کی توقعات کے مطابق قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ حل ہنوز ایک آئینی فیصلہ وتدبیر ہے' قانون کتنا اچھا اور درست ہو، جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے، اس کے ثمرات سے متمتع نہیں ہوا جاسکتا۔

<u>حکومت کی فوری ذمہ داریاں:</u> اس لئے ضرورت ہے کہ موجودہ فیصلہ کو الفاظ ومعنی اور اس کی آئینی روح کے مطابق عملی جامہ پہنایا جائے اور اس ضمن میں حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ کم از کم مندرجہ ذیل باتوں پر فوری عمل درآمد کیا جائے۔

۱۔ پاکستان کی نظریاتی مسلم مملکت کے جملہ اہم عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔

۲۔ سرکاری ملازمتوں میں ان کا کوٹہ انکی آبادی کے مطابق مقرر کیا جائے، اور گزشتہ ۲۷ سال میں انہوں نے جس قدر ملازمتوں پر اپنے حصہ رسدی سے زیادہ مسلمانوں کے حق پر قبضہ کر رکھا ہے، جب تک اسکے حصہ رسدی کے مطابق نہیں ہو جاتا انکی مزید بھرتی روک دی جائے۔

۳۔ ''ربوہ'' کی مستقل حیثیت کو ختم کر کے اسے کھلا شہر عملاً بنا دیا جائے۔ اور وہاں عام مسلمانوں کو آباد کرنے کا بندوبست کیا جائے۔

۴۔ ''فرقان رجمنٹ'' اور قادیانیوں کی فوجی اور نیم فوجی تنظیموں کو ختم کیا جائے۔

۵۔ ان کے لٹریچر کی ان جملہ کتابوں' رسائل اور عبارات کو ضبط کیا جائے اور ان کی اشاعت پر پابندی لگائی جائے جن میں انبیاء علیہم السلام اور شعائر اللہ کی ہتک کی گئی ہے' یا قرآن کے الفاظ ومعنی میں تحریف یا ختم نبوت کی من مانی تشریح کی گئی ہو۔

۶۔ <u>قومی اسمبلی کی کاروائی اور ملت اسلامیہ کا موقف کو اہم زبانوں میں شائع کیا جائے:</u> نیشنل اسمبلی کی قادیانی مسئلہ پر کارروائی کو منضبط کر کے شائع کیا جائے، خصوصاً اسمبلی کی قرارداد کا ضمیمہ ''ملت اسلامیہ کا موقف'' کتاب کو سرکاری طور پر عربی انگریزی اور اردو میں شائع کر کے ممیر رپورٹ کی طرح تمام دنیا میں پھیلایا جائے اور سفارت خانوں میں ان کی نقول بھیجی جائیں تا کہ فیصلہ کی حقانیت

عالم پر ظاہر ہو۔

۷۔ قادیانیوں کا اندراج مردم شماری شناختی کارڈوں' پاسپورٹوں' ملازمت اور دیگر جملہ سرکاری کاغذات میں جہاں مذہب کا خانہ ہو' غیر مسلم کی حیثیت سے کیا جائے۔ اگر اس سلسلہ میں وہ غلط بیانی سے کام لیں اور بعد میں اس کا غلط ہونا معلوم ہو، تو اسے قابل سزا جرم قرار دیا جائے، جو پاسپورٹ کی دائمی ضبطی ملازمت وغیرہ سے اخراج وغیرہ کی صورت میں ہو۔

۸۔ قادیانیوں کو مسلمانوں کی مسلمہ شرعی اور دینی اصطلاحات کے استعمال کرنے سے روک دیا جائے، ان کی عبادت گاہوں کو مسجد کی بجائے قادیانی معبد یا کسی اور نام سے پکارا جائے، اسی طرح ان کے ذبیحہ اور شادی بیاہ وغیرہ اور جملہ اسلامی احکام جو کفار کے بارے میں ہیں ان پر نافذ کئے جائیں۔ ذمیوں کی حیثیت سے اگر وہ اپنے کو غیر مسلم اور وفادار شہری کی حیثیت سے رہنا چاہیں تو ان کے ان حقوق کی حفاظت کی جائے' جو شریعت اسلامیہ میں ذمیوں اور غیر مسلموں کیلئے طے کئے ہیں' اور اگر وہ اس حیثیت سے انکار کریں اور اپنے کو پہلے کی طرح مسلمان سمجھ کر مراعات حاصل کرنے اور انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں تو ان کا اقتصادی اور معاشرتی مقاطعہ کیا جائے۔

۲۔ __قادیانیت سے فریب خوردہ مسلمانوں کو دعوت وتبلیغ:__ دنیا میں باطل عموماً ملک و مال کے سایہ میں یا زر' زن' زمین کے لالچ میں پھیلتا ہے۔ یا غلط فہمی اور دجل وفریب سادہ لوح اشخاص کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لینے'' قادیانیت'' دجل وفریب کا مرقع' تحریف وتلمیع اور ''ابلہ فریبی'' اور دسیسہ کاری کا پلندہ ہے' جو انگریزی استعمار اور دنیاوی حرص وآز میں پیدا ہوئی اور پھلی پھولی۔ ظاہر ہے کہ بہت سے دنیا پرست یا سادہ لوح دنیاوی محبت یا تحریف کے دھوکہ میں آکر اس لعنت کا شکار ہو گئے ہوں گے' ضرورت ہے کہ پوری جگر سوزی اور توجہ سے ان لوگوں کو دین خالص اور اصل اسلام کی دعوت دی جائے۔ اور پھر سے ان کو خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دین میں داخل کیا جائے تاکہ وہ اپنی گزشتہ غلط زندگی سے تائب ہو کر تلافی مافات کر سکیں۔ اندرون ملک کے علاوہ غیر ممالک خصوصاً افریقہ ویورپ وامریکہ کے ممالک میں جو سادہ لوح ''قادیانیت'' کو اسلام سمجھ کر گمراہ ہوئے ہیں۔ انہیں صحیح اسلام سے روشناس کرانا اور اس فریب اور مغالطہ سے نکالنا ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے' اس سلسلے میں دفود' لٹریچر' حکومتی اور عام سطح پر جملہ تدابیر کو بروئے کار لایا جائے' اس بارے میں سفارتخانوں سے قادیانی عملہ کی تبدیلی ایک خوش آئند عمل ہوگا۔

__قرارداد اقلیت پر مرزا ناصر کی قادیانی ذہنیت کی عکاسی، چند اقتباسات:__ خیر یہ تو سادہ لوح' گم کردہ راہ قادیانیوں کی بات ہے' لیکن ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو ہٹ دھرم اور اپنے غلط عقائد پر رہتے ہوئے اپنے کو ''مسلمان'' سمجھنے اور سمجھانے پر مصر ہے۔ اس نے قومی اسمبلی کے فیصلہ کو دل سے قبول نہیں کیا۔ وہ چوٹ کھائے ہوئے سانپ کی طرح موقع کی تاک میں ہے اور ان کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں سے پاکستان خصوصاً اور مسلمان عموماً امن میں نہیں ہیں' ملت کو ان سے وہی خطرات ہیں جو کسی زمانے میں ''حسن ابن صباح'' اور باطنیوں سے مسلمانوں کو تھے۔ گو اسمبلی اور مسلمانوں کے اس متفقہ فیصلہ پر جناب ناصر احمد صاحب اور ان کی امت منقاد زیر پر ہے' اور ۱۴را اکتوبر کے خطبۂ جمعہ میں مرزا صاحب نے کہہ دیا ہے، کہ قادیانی مسئلہ پر قومی اسمبلی کے فیصلہ پر جنوری یا فروری سے پہلے کوئی تبصرہ[1] نہیں کروں گا' نہ معلوم مرزا صاحب کس بات کا انتظار کر رہے ہیں۔ تاہم مرزا صاحب اور ان کی امت کی ذہنیت مرزا ناصر صاحب کے اس خطبہ سے بخوبی واقف ہو جاتی ہے' جو آزاد کشمیر اسمبلی کی غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پر کرتے ہوئے انہوں نے (نام نہاد) ''مسجد اقصیٰ ربوہ'' میں[2]

---

[1] نوائے وقت راولپنڈی۔ ۱۶را اکتوبر ۱۹۷۴ء

[2] یہ خطبہ الفضل ۱۳رمئی ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا پھر نظارت اشاعت لٹریچر وتصنیف صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ نے ''آزاد کشمیر اسمبلی کی ایک قرارداد پر تبصرہ از حضرت امام جماعت احمدیہ'' کے عنوان سے علیحدہ پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا۔

دیا تھا۔ قادیانی ذہنیت کی عکاسی کیلئے اس پمفلٹ کے بعض اہم و چیدہ اقتباسات کو نقل کرتا ہوں۔ آزاد کشمیر کی قرارداد پر تذکرہ کرتے ہوئے ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں:

۱۔ ''یعنی یہ کوئی ایسا بل پاس نہیں ہوا کہ اقلیت قرار دیا جاتا ہے' بلکہ یہ ایک سفارش ہے' جو آزاد کشمیر کی حکومت سے کی گئی ہے کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور ان کی مذہبی تبلیغ پر پابندی لگائی جائے اور احمدی غیر مسلم اقلیت کی صورت میں نام رجسٹرڈ کروائیں۔ چنانچہ میں نے آزاد کشمیر سے بعض ذمہ دار آدمیوں کو بلایا۔ اس وقت صحیح صورت حال سامنے نہیں آئی تھی۔ اگلے دن وہ میرے پاس پہنچ گئے۔ میں نے کہا، دیکھیں ایک بات میں آپ کو بنیادی ہدایت کے طور پر ابھی کہہ دیتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ قانون کی صورت میں منظور بھی ہو جائے تو قانون یہ کہتا ہے کہ ہر وہ احمدی جو خود کو غیر مسلم سمجھتا ہے' وہ اپنا نام رجسٹرڈ کروائے' ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، کیونکہ ہر احمدی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے اور خدائے علیم و خبیر کی نگاہ میں بھی مسلمان ہے۔ اس لئے اس پر یہ قانون لاگو نہیں ہوتا۔ ایک آدمی جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے وہ غیر مسلم کی حیثیت میں نام کیسے رجسٹرڈ کروائے گا۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو وہ گویا جھوٹ بول رہا ہوگا۔ اور اسلام نے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دی'' (پمفلٹ مذکورہ ۳)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی ذہنیت باوجود کفر صریح اور خاتم النبیین ﷺ سے کھلی بغاوت کے، اپنے کو مسلمان کہنے اور کہلائے جانے پر باوجود قانون کے مصر رہے گی۔

۲۔ <u>بین السطور میں دھمکیاں:</u> آگے چل کر دھمکی کے انداز میں ارشاد ہوتا ہے:

''پس اگر نو یا بارہ آدمیوں نے اس قسم کی قرارداد پاس کر دی تو خدا کی قائم کردہ جماعت پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں جو خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں، وہ یہ نہیں کہ جماعت احمدیہ غیر مسلم بن جائے گی جس جماعت کو اللہ تعالیٰ مسلمان کہے اسے کوئی ناسمجھ انسان غیر مسلم قرار دے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ اس لئے اس کا فکر نہیں' ہمیں فکر ہے تو اس بات کی کہ اگر یہ خرابی خدانخواستہ انتہا تک پہنچ گئی تو اس قسم کے فتنہ فساد کے نتیجہ میں پاکستان قائم نہیں رہے گا۔ اس لئے ہماری دعائیں ہیں۔ ہماری کوششیں اور ہمارے اندر حب الوطنی کا یہ جذبہ موجزن ہے کہ کسی قسم کا کوئی بھی فتنہ نہ اٹھے کہ جس سے خود پاکستان کا وجود خطرے میں پڑ جائے۔ آخر فتنہ فساد یہی ہے نا کہ کچھ سر کٹیں گے، کچھ زخمی ہوں گے، کون ہوں گے اور کیا ہوگا، یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے (ص ۴۔ ص ۵)

مندرجہ عبارت میں خصوصاً خط کشیدہ عبارات کے بین السطور میں جس قسم کی دھمکیاں عیاں ہیں وہ ہر سچے پاکستانی کے لئے لمحہ فکریہ اور قادیانی سازشی ذہن کا عکاس ہے، جس سے ہر وقت چوکنا رہنا ضروری ہے' بلکہ آگے چل کر اس سے بھی واضح الفاظ میں تعلیل اور مقابلہ کی دعوت ہے۔

چنانچہ مرزا ناصر صاحب آگے چل کر فرماتے ہیں:

''......لیکن جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے' تم گیڈر اپنی کھوہ سے باہر نکل آئے ہو اور سمجھتے ہو کہ تمہارے چیخنے چلانے سے جماعت احمدیہ کے افراد ڈر جائیں گے' نہیں ہرگز نہیں ڈریں گے (ص ۱۰) ...... آج ان لوگوں کو جو ۱۹۵۳ء کی آڑ میں فتنہ و فساد برپا کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں عاجزانہ طور پر سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ کسی غلط فہمی میں نہ رہنا' جماعت احمدیہ کے وہ لاکھوں بالغ افراد جو پاکستان کے باشندے ہیں، ان کو خدا کی راہ میں موت سے ایسا ہی پیار ہے، جیسا کہ ایک عاشق اپنے معشوق پر مستانہ وار قربان ہونے کو تیار کھڑا ہوتا ہے۔ پس جہاں ہمیں پیار سے لوگوں کے دل جیتنے کا حکم ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے۔ اذن للذین یقاتلون بانھم

ظلموا (الحج۔۴۰)(ص ۱۱)

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ ازار و ترار

تم لومڑی کا لبادہ اوڑھ کر اور گیڈر کا لباس پہن کر نکلتے ہو اور چیختے اور چنگاڑتے ہو کہ ہم مرعوب ہو جائیں گے' ہمیں تو خدا تعالیٰ نے شیر کی جرأت سے بڑھ کر جرأت عطا فرمائی ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے شیر کے رعب سے زیادہ رعب عطا فرمایا ہے' شیر کی دھاڑ سے میلوں تک بزدل جانور کانپ اٹھتے ہیں۔ ہمیں تو یہ وعدہ دیا گیا۔ نصرت بالرعب مسیرة شهر (ص ۱۳)

......ہم تو ساری دنیا سے نہیں ڈرتے' جب انگریز سمجھتا تھا کہ اس کی دولت مشترکہ پر سورج غروب نہیں ہوتا' اس وقت اس نے احرار کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا۔ (چہ دلا در ست وزدے۔ ناقل) اس وقت بھی ہم نہیں ڈرے نہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا۔ اب جبکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حالات بدل گئے ہیں۔ اور احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ ہم نے خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان دیکھ لئے۔ اب ہم اللہ کے سوا کسی اور سے بھلا کیوں ڈریں گے.......... ہم انوار میں رہنے والے ظلمات میں چیخنے والے گیدڑوں (یعنی مسلمانوں۔ اشرف) سے بھلا کیسے ڈر سکتے ہیں۔ (ص ۱۳)

"جماعت احمدیہ کو قربانیاں دینی پڑیں گی' بعض افراد کو شاید جان کی قربانی دینی پڑے' بعض کو مال کی قربانی دینی پڑے یہ تو ضرور ہوگا' لیکن جس مقصد کیلئے جماعت کو پیدا کیا گیا ہے۔ اس مقصد میں انشاء اللہ ناکامی نہیں ہوگی۔"

<u>مرزا ناصر کی کھلے بندوں مقابلہ کی دھمکیاں:</u> مرزا ناصر احمد صاحب کی یہ پیشگوئیاں مرزا غلام احمد صاحب کی محمدی بیگم کی پیشگوئی کی طرح پوری ہوتی ہیں یا نہیں' لیکن ان تحریروں سے ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا ناصر صاحب کھلے بندوں هل من مبارز اور جنگ اور مقابلہ کی دعوت دے رہے ہیں۔ انہیں یہ ہرگز گوارا اور منظور نہیں کہ ان کے کفر کو کفر کہا جائے۔ اور ان کے اسلام سے اخراج و بغاوت کا کھلے بندوں اظہار کیا جائے اور جن دنیاوی مصلحتوں' طالع آزما' مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں اور سازشوں اور غیر ملکی استعمار کا ایجنٹ بننے کے لئے انہوں نے منافقین کی طرح نام نہاد اسلام اور مسلمانی کا جامہ اوڑھ رکھا ہے' اس کی پردہ داری کی جائے اور ان کی جو اصل حقیقت ہے' اس لئے دنیا پر آشکارا کیا جائے۔ غرض مرزا ناصر احمد صاحب اور ان کی ملت کبھی خوش دلی سے قومی اسمبلی کے فیصلہ کو نہیں مانے گی۔ ان سے خطرات کھلے اور واضح ہیں۔ یہاں تک کہ پاکستان کی سالمیت کے بارے میں بھی وہ دھمکیاں اور گیدڑ بھبکیاں دے رہے ہیں' اس لئے عام مسلمانوں اور حکومت کو پہلے سے زیادہ ان کی نگرانی اور ان کی نقل و حرکت کی نگہداشت کرنی چاہیے۔ مبادا وہ سرگودھا جیسے حالات پیدا کر کے پورے ملک کو آگ و خون میں نہ جھونک دیں۔

<u>ملت مسلمہ اور مجلس ختم نبوت کی ذمہ داری:</u> مندرجہ بالا سرسری گزارشات سے یہ بات ظاہر ہے کہ گو قومی اسمبلی کا فیصلہ ایک عمدہ اور اچھا حل ہے لیکن ابھی یہ پہلا قدم ہے۔ ابھی ملت کو بے فکر ہو کر قادیانی فتنہ سے غافل نہیں ہو جانا چاہیے۔ بلکہ ملک و بیرون ملک دعوتی و دینی و سیاسی معاشرتی' غرض ہر میدان میں پورے حزم و احتیاط' ہوش و ضبط سے ان کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ "حتیٰ لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله" کا امر الٰہی ظاہراً و باطناً پورا ہو جائے اور انگریزی استعمار کا یہ خود کاشتہ پودا ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے۔ آخر میں مجلس "تحفظ ختم نبوت" اور اسکے امیر مخدومی الاستاد علامہ سید محمد یوسف بنوری مدظلہ' اور ان کے رہنماؤں اور ان جملہ جماعتوں کو جنہوں نے اس دینی فریضہ اور فخر موجودات سید الکائنات خاتم النبیین حبیب رب العالمین ﷺ کی ناموس کیلئے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا' مخلصانہ مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ نظم و ضبط' اتحاد' صبر و ہوش اور فراست و ہمت اس فیصلہ پر پہنچنے کا ذریعہ بنا ہمارے لئے ۲۲ جماعتوں کا اتحاد ہی حضور انور ﷺ کا معجزہ و فیض

ہے۔ دشمن کھلے اور چھپے حربے استعمال کر کے اس اتحاد میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ کاش! تمام فروعی اختلاف نظر انداز کرتے ہوئے ہم اسی طرح سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد رہ سکیں تاکہ اس جدوجہاد کے جملہ مقاصد پورے اور اس کے ثمرات ظاہر ہو سکیں' بلکہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا کام اس وقت تک ختم نہیں ہوتا۔ جب تک خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی "خاتم الشرائع" کا من وعن نفاذ و اجراء پورے ملک بلکہ تمام دنیا میں نہیں کرالیا جاتا' اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگوں اور عام مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ پہلے سے بھی بڑھ کر اتحاد و نظم وضبط' یقین و ہوش سے اپنی جملہ ذمہ داریوں کو پورا کر سکیں اور حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کے فیض سے عالم کو بقعہ نور بنا سکیں۔ آمین

(۳۱)

(فری میسن ہال کا نام شاہ فیصل مسجد حکومت کی مخالفانہ کوششیں O الحق سے حق نوازی کی امیدیں)

۱۹ ربیع الاول ۹۵ھ

برادر عزیز و محترم۔ دام مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کچھ دن ہوئے آپ کے ہاں حاضر ہوا تھا۔ لیکن آپ موجود نہ تھے۔ عدم ملاقات کی حسرت رہی۔ اس سے پیشتر ایک دوست کے ذریعہ آپکی کتاب[1] "النبی الخاتم" مصنفہ علی میاں مدظلہ دستی بھجوائی تھی۔ نہ معلوم پہنچی یا نہیں۔ یہاں جامع مسجد (فری میسن لاج والی) ۳۸ مال روڈ پشاور کا نام شاہ فیصل شہید جامع مسجد مال روڈ پشاور رکھا ہے۔ حکومت تلی ہوئی ہے کہ یہاں بہت ہی چھوٹی جگہ کو مسجد کیلئے چھوڑ کر باقی جگہ پر پہلے دفاتر اور بعد میں آرٹس کمپلیکس بنائے۔ بورڈ پولیس نے اتار دئے اور سرکاری دفاتر آثار قدیمہ پبلک لائبریری اور اسلامک سنٹر کا بورڈ لگا دیا جسے پبلک نے ہٹا دیا۔ اس سلسلے میں اگر "الحق" حق نوازی ہمیشہ کی طرح کر سکے تو "زہے نصیب"۔ اگر شواہد کی ضرورت ہو تو پیش کیے جاسکتے ہیں۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام خادم محمد اشرف

(۳۲)

۱۳ صفر ۹۶ھ (اپنے تلمیذ مولانا فضل حق ترنگ زئی کو حقانیہ میں داخلہ دینے کی سفارش)

مکرمی و محترمی دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میرے ایک قریبی تعلق رکھنے والے عزیز[2] فضل حق جو ترنگزئی کے باشندہ ہیں۔ گزشتہ چھ سال سے رائے ونڈ میں پڑھ رہے تھے۔ اس سال بھی وہ وہاں امتحان میں اول آئے تھے۔ لیکن انکی صحت وہاں کچھ خراب ہوگئی۔ اس لئے وہاں کے بزرگوں نے وہاں کی بجائے کسی دوسری جگہ انکا داخلہ مناسب سمجھا۔ چونکہ بندہ کے نزدیک آپکا دارالعلوم انکے لئے انشاء اللہ بہت مفید رہیگا۔ اس لئے توقع رکھتا ہوں۔ اور پُر زور سفارش کرتا ہوں کہ اسکو سال رواں میں ہی جس سال کے مناسب ہو حقانیہ میں داخلہ عنایت فرما کر ممنون فرمایا جائے۔ امید ہے یہ تکلیف گوارا فرما کر ممنون فرمائینگے۔ لڑکا شریف تابع فرمان اور ذاکر ہے علمی لحاظ سے بھی اپنے اقران میں اچھا ہے جواب سے ممنون فرمائیں۔ خادم محمد اشرف

(۳۳)

۱۹ صفر ۱۴۰۰ھ (اجلاس صد سالہ دیوبند میں شرکت)

مکرمی و محترمی دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا گرامی نامہ نمبر 187 مورخہ ۹۔۷۔۱۲۔۲۰ مع صد سالہ[3] اجلاس دارالعلوم

---

[1] کتاب علامہ سید مناظر احسن گیلانی کی ہے مکتوب نگار کو شاید علی میاں مرحوم کے کسی تصنیف سے التباس ہوا۔

[2] مولانا فضل حق چارسدہ ترنگ زئی کے باشندہ دارالعلوم حقانیہ میں تحصیل علم کی اور فارغ التحصیل ہوئے مولانا محمد اشرف کے قریبی معتمد خادم مخلص اور قابل شخص جو بعد میں مولانا کے جاری کردہ ماہنامہ البیان کو چلاتے رہے۔

[3] اس اجلاس کے لئے قافلہ کی ترتیب اور پاسپورٹ وغیرہ کے تمام مراحل میں ناچیز پر بھی ذمہ داری ڈالی گئی تھی۔ الحمد للہ کئی سو افراد اکابر علم و فضل کے سفری امور کی تیاری اور تکمیل کی سعادت ملی۔ مکتوب نگار مرحوم کو بھی اسی سلسلہ میں پیشکش کی گئی تھی۔

دیوبند کے ملا۔اس قدر افزائی اور یادآوری کا بہت ممنون ہوں۔ کہ آپ نے اس نااہل کو اس کے قابل سمجھا۔انشاء اللہ جانے کی کوشش کرونگا۔ بندہ کے ساتھ تین ایک آدمی مزید ہونگے۔ کہ اکیلا جانے سے عذرات کی وجہ سے معذور ہوں۔اگر اس سلسلے میں کوئی مزید معلومات یا ہدایات ہوں۔تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیے۔ بندہ کے لائق کوئی خدمت ہو۔تو بندہ حاضر ہے۔حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام پہنچادیں۔باقی خیریت ہے۔ والسلام خادم محمد اشرف

(۳۴)

(سفر دیوبند کے بعد لکھنؤ نہ جاسکنے پر مولانا علی میاں کا محبت آمیز تبصرہ O مولانا سمیع الحق صاحب کے نہ آنے کا بڑا قلق رہا O ایک انہی کی کمی رہی خدا کرے وہ بھی کبھی آئیں)

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

عزیز گرامی قدر و برادر محترم زیدت مآثرکم و مکارمکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج سامی بعافیت ہونگے اور رمضان المبارک کی بہاروں سے لطف اندوز ہورہے ہونگے۔کئی دن ہوئے مخدوم گرامی منزلت جناب حضرت علی میاں مدظلہ کا نامۂ سامی آیا تھا۔ تکاسل کی وجہ سے پہلے آپ کو نہ لکھ سکا۔دیوبند کے سفر کے بعد آپ کے لکھنؤ نہ جانے کے بارے میں حضرت نے مندرجہ ذیل سطور لکھی ہیں۔ "مولانا سمیع الحق صاحب کے نہ آنے کا بڑا قلق رہا۔ایک انہی کی کمی رہی خدا کرے وہ بھی کبھی آئیں۔میرا اسلام اور یہ تأثر پہنچا دیجئے گا"۔[1]

حقیقت ہے کہ آپ تشریف لے جاتے تو بہت اچھا رہتا۔مناسب سمجھیں تو حضرت علی میاں مدظلہ کو معذرت کی چند سطریں لکھ دیں۔ امید ہے حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ بعافیت ہونگے۔ بندہ کا سلام پہنچا دیجئے۔اور ہو سکے تو ماہ مبارک کی دعاؤں میں یادرکھنے کی درخواست کردیں۔آپ سے بھی دعاء کی درخواست ہے۔ فقط والسلام خادم محمد اشرف

(۳۵)

۲۸ صفر ۱۴۰۲ھ (والدہ محترمہ کی انتقال والدہ گھر کی برکت تھی O وفاقی مجلس شوریٰ کی رکنیت پر خوشی)

مکرمی و محترمی دام مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کی والدہ محترمہ کے انتقال پر تعزیت نامہ بندہ کی آمد سے پہلے پہنچ چکا تھا۔اور پرانی ڈاک میں رُکا رہا۔آپ نے جس محبت اور خلوص سے اُنکی تعزیت اور دعا فرمائی ہے۔بندے کے دل پر اُسکا بہت اثر ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔اور مرحومہ کو آپ جیسوں کی دعاؤں کی برکت سے اعلیٰ علیین اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں۔ مرحومہ ہمارے گھر کی برکت تھی۔اللہ تعالیٰ اُنکے جانے کے بعد بھی ان کے برکات سے محروم نہ کریں۔حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے بھی انتہائی شفقت و کرم فرما کر یہاں آنے کی تکلیف فرمائی اور اپنی متبول دعاؤں سے نوازا۔اُن کا بھی بہت ممنون ہوں۔اللہ تعالیٰ اُن کا سایہ امت کے سر پر قائم و دائم رکھے۔

۲۔ رات ریڈیو پر سنکر خوش ہوا کہ آپ کو وفاقی مشاورتی کونسل کا ممبر نامزد کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں اور اسے اسلام و پاکستان کے لئے خیر و برکت کا سبب بنائے۔اور آپ سے پاکستان میں شریعت کے نفاذ اور اسلام کی بلندی کا کام لیں۔باقی خیریت ہے۔

والسلام خادم محمد اشرف

---

[1] داعی کبیر، مصلح وقت، حضرت علی میاںؒ کے ان کلمات پر جتنا بھی فخر اور ناز کروں تو کم ہے خوش نصیبی پر رشک کرنے میں حق بجانب ہونگا، ندوۃ العلماء کے عظیم صد سالہ تقریب میں حضرت قدس کے بہ اصرار دعوت پر بعض مجبوریوں کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا (س)

(۳۶)

(سلوک سلیمانی یا شاہراہ معرفت کے دو نسخے O وفاقی کونسل میں اہم دینی خدمات کیلئے دعا)

۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

مکرم و محترم برادر عزیز دام کرمکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اس سے پہلے بھی ایک عریضہ ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ امید ہے ملا ہو گا۔ رات، جناب قاری سعید الرحمٰن صاحب از راہ کرم تشریف لائے تھے۔ اُنکے ہاتھ بندہ نے اپنی کتاب ''سلوک سلیمانی'' یا ''شاہراہ معرفت'' دو نسخے الحق تبصرہ کے لئے بھیجے ہیں۔ اُمید ہے ملے ہونگے۔ آپکی محبت و شفقت سے امید ہے کہ جتنا جلد ممکن ہو سکے۔ ان پر اپنے وقیع رسالے میں تبصرہ فرما کر ممنون فرمائیں۔ کرم ہوگا۔ امید ہے کہ قبلہ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہم بعافیت وخیریت ہونگے۔ بندہ کا سلام پہنچا دیں۔ اللہ کرے کہ آپ کی وفاقی کونسل میں انتخاب آپ کے لئے اور ملت کے لئے مفید ہو۔ اور آپ اہم دینی خدمت انجام دے سکیں۔ بندہ دعا گو و دعا جو ہے۔ والسلام: خادم محمد اشرف

(۳۷)

۱۱ رجب ۱۴۰۲ھ (سلوک سلیمانی کے بارہ میں حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی کا گرامی نامہ O حاشیہ پر)

مکرمی و محترمی زید لطفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج سامی بعافیت ہونگے۔ اور حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ بھی عافیت سے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ آپ کی مساعی جمیلہ کو کامیاب فرمائے۔ اور آپ کو دارین کی ترقیات سے مزید نوازے، آمین! بندہ نے محترم جناب قاری سعید الرحمٰن صاحب کے ذریعے ''الحق'' میں تبصرے کے لئے اپنی مرتب کردہ ''سلوک سلیمانی'' کی دو جلدوں کے دو نسخے ارسال خدمت کئے تھے اس سلسلے میں ابھی تک کوئی بات الحق میں نہیں آئی۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب کا گرامی نامہ[1] اس کتاب کے بارے میں آیا تھا۔ اسکی فوٹو سٹیٹ کاپی بھجوا رہا ہوں۔ اگر مناسب سمجھے تو بندہ کی کتاب کے بارے میں اس خط کو الحق میں تبصرے کے طور پر شائع فرمادیں۔ یہ آپکی صواب دید پر ہے۔ اگر کتاب ابھی تک نہ پہنچی ہو۔ تو مطلع فرمادیں۔ کہ دوبارہ بھیجا جائے۔ باقی خیریت ہے۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا۔

فقط والسلام خادم محمد اشرف بقلم میر حاتم

(۳۸)

۱۴ رجب ۱۴۰۲ھ (ہسپتال سے خط O وفاقی مجلس شوریٰ کے مساعی نفاذ شریعت پر دلی خوشی)

آپکا گرامی نامہ حوالہ نمبر ۱۲۹۶ مورخہ ۲۳-۱-۸۲ اُس وقت پہنچا جب بندہ ہسپتال میں انتہائی شدید بیماری کی وجہ سے داخل تھا۔ بیماری تقریباً ساڑھے تین ماہ تک رہی۔ آثار اب بھی باقی ہیں۔ اس وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی۔ آپ حضرات کی دعاؤں کی برکت سے بحمد اللہ اب اچھا ہوں۔ آپکی وفاقی مجلس شوریٰ کی سرگرمیوں کا کچھ پتہ چلتا رہا۔ آپکی مساعی جمیلہ اور شریعت کے نفاذ کی کوششوں سے دلی خوشی ہوئی

---

[1] حکیم الامت حضرت تھانوی کے خلیفہ اجل حضرت عارفی مرحوم کا مکتوب یہاں محفوظ کیا جا رہا ہے جو مولانا محمد اشرف مرحوم کے نام لکھا گیا ہے۔

محب محترم زاد اللہ معالیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کی مرسلہ کتابیں باعث مسرت انگیز وبصیرت افروز ہوئیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ میرا ایسا خیال ہے کہ اس موضوع ''تصوف وسلوک'' پر یہ کتاب بالکل منفرد اور کلاسک کا درجہ رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ اس موضوع پر سیر حاصل ذخیرہ جمع کر رکھا ہے، جو ہر طرح مستند بھی اور معتبر بھی اور جامع بھی اور نافع بھی، اللہ تعالیٰ پڑھنے والوں کو نفع باطنی سے بہرہ اندوز فرمادیں۔ اور آپ کو دارین میں اپنی رضا میں اس کا جزائے موزون عطا فرمائے۔ آپ سے دعائے خیر و مسنون، آپ کو اور آپکے متعلقین کو دل سے دعائیں خیر و عافیت کرتا ہوں۔ از محمد عبدالحی

والدہ مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مقام قرب رضا میں درجہ عالیہ عطا فرمادیں۔ دعائے صحت کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔ والسلام احقر محمد عبدالحی

ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ہمت و جرأت عطا فرمادیں۔ اور ہر قسم کی لالچ وخوف سے بے نیاز کر کے ہر حال میں حق کی حمایت اور توفیقات سے نوازتا رہے۔ اور آپکے نیک مقاصد میں آپ کو کامیاب فرمائے۔ اُمید ہے حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب مدظلہ بعافیت ہونگے۔ آپ سب کی دعاؤں کا طالب ہوں۔ فقط والسلام خادم محمد اشرف

(۳۹)

(شیخ الحدیث کی ذات ہمارے نگارشات سے اعلیٰ وارفع ہے انکی شفقت اپنے لئے سرمایۂ آخرت)

مکرم ومحترم جناب مولانا صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا گرامی نامہ مجھے ہسپتال میں ملا۔ بندہ نمونیہ اور دیگر امراض لاحقہ سے ۸ جون سے صاحب فراش ہے۔ اور گیارہ جون سے اب تک لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں زیر علاج ہے، ہنوز بیماری سے پورا افاقہ نہیں ہوا اس لئے سردست، حضرت مخدومی ومکرمی مولانا ؒ پر کچھ لکھنے سے قاصر ہوں دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت دے اور توفیق دے کہ حضرت مرحوم ومغفور پر کچھ نذر عقیدت پیش کرسکوں، اُن کی ذات تو ہم جیسوں کے نگارشات سے بہت بلند وارفع ہے۔ ان کی شفقت کو اپنے لئے سرمایۂ آخرت سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجے عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو ان کے برکات سے حصہ نصیب فرمائیں۔ والسلام: خادم اشرف نزیل ۲۰ بولٹن بلاک لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور

(۴۰)

(مولانا بنوری کی تقریر O ریڈیائی نشریہ ''انسان کامل'')

برادر گرامی۔ دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حضرت مولانا البنوری صاحب کی تقریر ایک طالب علم سے لکھوا کر بھیج رہا ہوں۔ آپ خود نظر ثانی کرلیں۔ اور نوٹ یہ لکھ دیں۔ (کہ پشاور کے ایک تعلیم یافتہ طبقہ میں کی گئی)۔

بندہ کا ریڈیائی نشریہ بھی حاضر ہے۔ اس پر یہ نوٹ لکھ دیں۔ ریڈیائی عنوانات عصری رخ کے ہوتے ہیں۔ یہ نشریہ ''انسان کامل ایک شہری کی حیثیت سے'' کے عنوان پر تھا کوشش کی گئی ہے، کہ انسان خود ساختہ شہریت کے معیاروں سے ذات ستودہ صفات علیہ الف الف تحیۃ وسلام کو بچا کر صحیح اسلامی نظریہ کو پیش کیا جائے باقی خیریت ہے۔ والسلام: خادم محمد اشرف

(۴۱)

(مضمون کے اغلاط کی تصحیح)

عزیز گرامی دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کئی دن ہوئے گرامی نامہ نے ممنون فرمایا تھا۔ نادم ہوں کہ عوائق نے پہلے حاضر خدمت نہ ہونے دیا۔ دسمبر ۶۶ء کے ''الحق'' میں ''ارمغان سلیمان'' کی دوسری قسط شائع ہوئی ہے۔ فقیر نے اصل مسودہ جو مبیضہ بھی تھا۔ آپ کے پاس بھیج دیا تھا۔ نہ معلوم اس کج رقم کی بدخطی یا اظہار بیان کی کوتاہی کی وجہ سے کتابت میں کچھ اغلاط ہوگئی ہیں۔ جن کی وجہ سے بعض مقامات پر مطالب خبط یا حبط ہوگیا ہے۔ خصوصاً صفحہ ۵۲ کے آخری پیرا (نچلی طرف سے دوسری سطر) اور صفحہ ۵۴ کی چوتھی سطر تک یہ چیز نمایاں ہے۔ (مجھے معلوم نہیں کہ اصل مسودہ میں کیا عبارت تھی) آپ کی کرم نوازی ہوگی اگر اگلی اشاعت میں تصحیح کے ''عنوان'' سے محولہ بالا سطور کی جگہ یہ عبارت حوالہ دے کر شائع کروادیں۔ ''ہر لغت عظمت وعشق نبویؐ پر دال اور عارفانہ اور حکیمانہ طرز سخن کا کمال ہے۔ ہر جگہ ''ادب شریعت'' جوش عشق پر غالب ہے اور ''واردات قلبی'' کی رعایت وقیود سخن گوئی وآداب شاعر کی کامل پابندی کے ساتھ ہے۔

صفحہ ۵۴ سطر ۳ متن میں 'عمق ومطالب' چھپ گیا ہے جو غلط ہے۔ 'و عمق مطالب ہونا چاہیئے۔ اسی طرح ۵۵ سطر ۳ متن میں ''عشق وللہیت ہیں

عشق'' والصیت'' نہیں۔امید ہے اس تکلیف دہی پر معاف فرمائینگے۔اسی مضمون کے آخر میں ''تکملہ'' کا عنوان لگا کر ملحقہ عبارت شائع کر دیں۔جو رسالہ فکرو نظر کے تبصرہ ''ارمغان سلیمان'' کے جواب میں ہے۔ امید ہے آپ سب بخیر ہونگے۔ والسلام: خادم محمد اشرف

(۴۲)

(اجتماع حقانیہ میں شرکت)

گرامی القدر عزیز مکرم دام لطفکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گرامی نامہ باعث شرف ہوا۔اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کو صحت وعافیت عطا فرمائے اور اس کا سایہ امت کے سر پر باہمہ برکات قائم رکھے۔بندہ کا سلام پہنچا دیں۔اللہ تعالیٰ آپ کے ہمارے سب کے اسباب مہیا فرمائے کہ اس عظیم اجتماع میں شرکت حاصل کر کے برکات اور بزرگوں کی زیارت ہو سکے۔بندہ اپنے معذوری کی وجہ سے بغیر تین آدمیوں کے بڑے سفر پر نہیں جا سکتا۔اس لئے کوشش یہی ہے کہ رفقاء کا بھی بندوبست ہو جائے۔بندہ آپ کے لئے بھی دعا کرتا ہے۔اور فقیر کیلئے بھی دعا فرمائیں۔انشاءاللہ دارالعلوم دیوبند بھی اطلاع دے رہا ہوں۔کارلائقہ سے عزت بخشیے۔

والسلام خادم محمد اشرف

(۴۳)

(ماہنامہ الرشید کیلئے دیوبند پر مضمون)

بخدمت جناب محمد سمیع الحق صاحب دام عنایتکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ماہنامہ ''الرشید'' والوں نے بندہ سے دیوبند کے متعلق ایک مضمون کا تقاضا کیا تھا۔وہ ''دیوبند نمبر'' شائع کرنے والے ہیں۔بندہ نے حسب تقاضا مضمون لکھ کر بھیجا۔اس کی ایک نقل آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔اگر مناسب سمجھیں تو آئندہ کسی اشاعت میں شائع فرمادیں۔ والسلام: محمد اشرف بقلم محمد یوسف

(الحق میں مولانا محمد اشرف کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ مکتوب بر آغازِ ماہنامہ الحق اکتوبر ۱۹۶۵/ ۵

۲۔ سیاست وتعمیر ملت، سید سلیمان ندویؒ کے افکار کی روشنی میں [۳/اقساط]، فروری ۱۹۶۶/ ۴۱-۴۸، اپریل ۱۹۶۶/ ۳۹-۴۴، جون ۱۹۶۶/ ۴۶-۵۴
سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، مئی ۱۹۶۶/ ۳۷-۴۰

۳۔ موجودہ دینی انحطاط اور اس کا بڑا سبب [۲/اقساط] ستمبر ۱۹۶۶/ ۲۳-۲۸، اکتوبر ۱۹۶۶/ ۴۰-۴۵

۴۔ اُسوۂ نبویہ اور عصری شہریت [انسانِ کامل ایک شہری کی حیثیت سے/ خطاب] مئی ۱۹۶۷/ ۲۰-۲۳

۵۔ اقبال کا مردِ مسلم اپریل ۱۹۶۹/ ۴۷-۵۲　　۶۔ حضورِ انور ﷺ اور معاشی نظام، جولائی ۱۹۷۰/ ۶-۲۲

۷۔ پاکستان کی تعمیر نو میں اسلام کی اہمیت [آئین ساز قومی اسمبلی کے لیے]، اپریل ۱۹۷۲/ ۲۲-۳۰

۸۔ میری (محمد اشرف) علمی ومطالعاتی زندگی [جوابِ سوالنامہ/ ۳/اقساط]، جون ۱۹۷۳/ ۳۳-۴۸، جولائی ۱۹۷۳/ ۲۵-۴۰، اگست ۱۹۷۳/ ۵۸-۷۳

۹۔ قادیانیت [اقلیتی فیصلہ- سوالنامہ کا جواب]، اکتوبر ۱۹۷۴/ ۳۳-۴۰

۱۰۔ نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم [۲/اقساط]، جون ۱۹۷۶/ ۱۷-۲۴، جولائی ۱۹۷۶/ ۳۶-۴۳

۱۱۔ دینی تعلیم اور عصری تقاضے، مئی ۱۹۸۰/ ۲۱-۲۸　　۱۲۔ مجلس شوریٰ میں شمولیت پر مبارکباد [مکتوب]، مئی ۱۹۸۲/ ۵۸

۱۳۔ قلب ذاکر ساز الا اللہ ہے [سید سلیمان ندویؒ کے افکار کی روشنی میں]، نومبر ۱۹۹۰/ ۲۷-۲۹

۱۴۔ حقیقتِ ذکر کے حصول کی معالجانہ تدبیر [سید سلیمان ندویؒ کے افکار کی روشنی میں]، دسمبر ۱۹۹۰/ ۴۱-۴۴

۱۵۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ کا نظریۂ دعوت وتبلیغ [۲/اقساط] نومبر ۱۹۹۴/ ۳۳-۳۸، دسمبر ۱۹۹۴/ ۱۵-۲۰

۱۶۔ تصحیح نسبت ولقب [مکتوب بر استدراک مضمون از شاہ بلیغ الدین (جون ۹۵)]، اکتوبر ۱۹۹۵/ ۶۳　　۱۷۔ صفاتِ الٰہیہ [توحید]، مارچ ۱۹۹۶/ ۲۲-۳۰

۱۸۔ لات، عزیٰ اور منات [ایک مذہبی وتحقیقی جائزہ/ تاریخ مکہ ومدینہ]، جون ۱۹۹۶/ ۴۶-۵۹

مولانا اشرف علی[1] ابن مولانا غلام اللہ خانؒ راولپنڈی

(۱)

(تعلیم القرآن کا تقسیم اسناد کانفرنس)

۳جون ۲۰۰۶ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعداز سلام عرض آں ہے کہ! حسب سابق امسال بھی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کی سالانہ تقسیم اسناد کانفرنس مورخہ 11/12 اگست بروز جمعہ، ہفتہ منعقد ہورہی ہے، اس موقع پر ملک بھر کے اکابر علماء کرام اور جید خطباء کی تقاریر کے علاوہ دارالعلوم کے فضلائے دورہ حدیث، حفظ وتجوید کی دستار بندی ہوگی اور اسناد تقسیم کی جائینگی۔

اس تاریخی کانفرنس میں حسب سابق آپ کی شرکت ہمارے لئے باعث صد افتخار ہوگی اور جناب کا خطاب بروز جمعہ بوقت بعد نماز عشاء ہو گا۔ چنانچہ ہمیں قوی امید ہے کہ آنجناب اپنی تمام ترمصروفیات کو مؤخر کر کے کانفرنس میں اپنی بروقت شرکت کو یقینی بنائیں گے۔ ہمیں آپ کے جوابی مراسلے کا انتظار رہے گا جسکے لئے جوابی لفافہ بھی اس خط کے ہمراہ بھیجا جارہا ہے۔

فقط والسلام: جانشین شیخ القرآن (مولانا) اشرف علی
مہتمم جامعہ دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

(۲)

مکرم ومحترم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعداز سلام مسنون! امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے، اللہ تعالیٰ خیریت وعافیت سے رکھے دارالعلوم تعلیم القرآن کا سالانہ جلسہ بروز جمعہ اور ہفتہ بتاریخ 26۔27 اگست کو ہو رہا ہے، جسمیں آپکی تشریف آوری میرے لیے باعث مسرت اور صد افتخار ہوگی۔ آپکا بیان بروز جمعہ 26 اگست بعد نماز عشاء ہوگا امید ہے کہ آپ گلشن شیخ القرآنؒ میں تشریف لاکر ہمیں خدمت کا موقع عنایت فرمائیں گے، اور اپنی آمد سے آگاہ فرمائیں گے۔ براہ کرم اپنے ہاں تاریخ نوٹ فرمالیں۔

والسلام دعاؤں کا طالب (مولانا) اشرف علی
مدیر اعلیٰ دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی، پاکستان

☆☆☆

مولانا محمد اشرف علی قریشی[2] مہتمم جامعہ اشرفیہ پشاور

(۱)

(حرمین شریفین کی حاضری)

۶ رمارچ ۱۹۷۸ء

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج شریف بخیر ہونگے۔ محترم یہ خط آپکو مدینۃ الرسول صلعم سے

---

[1] مفسر قرآن مولانا غلام اللہ خان کے فرزند دلبند، ان کے مدرسہ جامعہ تعلیم القرآن کو بحسن وخوبی چلارہے ہیں۔

(مولانا اشرف علی قریشی کا ذکر)

[2] میرے نہایت ہی عزیز بہنوئی حضرت مولانا عبدالودود قریشی بانی جامعہ اشرفیہ پشاور خطیب مسجد مہابت خان کے فرزند دلبند تقریر وتحریر کی اعلی صلاحیتوں سے مالا مال، جامعہ اشرفیہ کے نشاۃ ثانیہ میں سرگرم رہے۔ ۱۷/ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو مرض قلب سے ہم سب کو داغ مفارقت دی عزیزم محمد ارشد قریشی اور عزیزم محمد اسد قریشی ان کے جانشین ہیں اور خاندان کے علمی عظمت اور خدمات کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ میرے بڑے بیٹے حامد الحق حقانی کے خسر بھی تھے۔ مولانا اشرف علی مرحوم سے ہماری بہن بی بی نصرت کا رشتہ ۱۹۶۹ء میں ہوا۔ خط میں اسکا ذکر ہے۔ مرحوم نے جوانی میں داعیٔ اجل کو لبیک کہکر عزیزہ ہمشیرہ اور بچوں کو داغ مفارقت دیا۔ اس وقت انکے دونوں فرزند مولانا ارشد علی قریشی اور عزیز اسد علی قریشی جامعہ اشرفیہ عیدگاہ پشاور اور نمک منڈی پشاور میں ایک اہم مدرسہ کا بحسن وخوبی انتظام چلارہے ہیں۔

لکھ رہا ہوں۔ ایک خط پہلے مکہ مکرمہ سے لکھ چکا ہوں، امید واثق ہے کہ مل گیا ہوگا۔ یہاں پر ہروقت آنحضرت صلعم کے قدموں میں پڑا ہوں۔ آپ سب حضرات کیلئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ آپ بھی سیاہ کار کو خصوصی دعاؤں سے فراموش نہ فرمادیں۔ ۸ مارچ کو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہے مکہ مکرمہ کے بعد جدہ میں چند دن کچھ دوستوں کے اصرار پر رہونگا اور انشاء اللہ وہیں سے پاکستان روانہ ہوجاؤنگا، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ خیر وعافیت سے واپس پہنچائے، امید ہے کہ قبلہ گاہ صاحب روبصحت ہونگے میری طرف سے سلام پہنچادیویں۔ یہاں پر شیوخ سے ملاقاتیں ہورہی ہیں اگر آپ بھی ساتھ ہوتے تو مزہ آجاتا یہاں پر موسم بھی بڑا خوشگوار ہے۔ حرم نبوی کی ایک خاص کیفیت سبحان اللہ، کعبہ کی چوکٹ یعنی ملتزم پر کھڑے ہوکر کچھ خاص درخواستیں خدائے وحدہ لاشریک کے حضور پیش کی ہیں اور اب آنحضرت ﷺ کے دربار میں انکی سفارش کرا رہا ہوں۔ دعا فرمادیں قبولیت میسر ہوجائے۔ میری طرف سے گھر کے سب چھوٹے بڑے اور خصوصاً قبلہ گاہ صاحب کو سلام، برادرم مولانا انوار الحق صاحب ودیگر برادران، شفیق صاحب، حامد جان، راشد جان صاحب اور دیگر واقفان حال کو سلام مسنون۔ ناظم صاحب کو بھی سلام عرض کرادیں، دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمادے۔

والسلام: حقیر اشرف علی، کمرہ ۳۔m پاکستان ہاؤس مدینہ منورہ

(۲)

۸ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ (بیت اللہ شریف میں حاضری)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! محترم، آپ سے رخصت ہونے کے بعد بڑے آرام سے نصف شب کو بیت اللہ شریف پہنچے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی آجکل بیت اللہ شریف کا ایک خاص سماں ہے اور پھر یہ دن ولادت نبوی صلعم کے بھی ہیں۔ مجھے جتنی خوشی اور راحت یہاں محسوس ہورہی ہے احاطہ تحریر سے باہر ہے آپ اپنی خصوصی دعاؤں سے ہم مسافروں کو فراموش نہ فرمادیں اور ہمارے لئے دعا فرمادیں کہ رب العالمین ہماری سعی کو شرف قبولیت بخشے اور ہمارے لئے ذریعہ نجات بنادے۔ قبلہ گاہ صاحب کی صحت کے بارے میں فکرمند رہتا ہوں اللہ رب العالمین انکا سایہ ہمارے سرپرستی کیلئے تادیر قائم رکھے۔ آپ حضرات کے بلندیٔ درجات کیلئے ہروقت اللہ پاک کے حضور ملتجی رہتا ہوں، آپ اپنی دعوات سے ہمیں فراموش نہ فرمادیں۔ میری طرف سے گھر والوں کو بھیجتی نفیسہ، حامد جان، راشد جان اور شفیق صاحب اور دیگر پرسان حال کو سلام۔ والسلام، اشرف علی۔۔۔۔۔۔بیت اللہ شریف

(۳)

(مراکز اسلام کی کسمپرسی O صحابیٔ رسول کا مدفن O امام بخاری سے شیخ الحدیث کا تعلق علماء سمرقند کی فاتحہ خوانی)

صفر / ربیع الاول ۱۴۰۹ھ مطابق نومبر ۱۹۸۸ء

امام بخاری کے مزار پر بخاری دوراں مولانا عبدالحق کے لئے تعزیتی مجلس

محترم: آپ کو معلوم ہی ہے کہ احقر اور مولانا محمد یوسف قریشی روس کے مسلمانوں کی دعوت پر ۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء کو تاشقند، بخارا، سمرقند اور خرتنگ وغیرہ کے تبلیغی دورے پر گئے تھے۔ وہاں پر بہت سے اسلامی مراکز اور عبادت گاہیں، جن سے ہمارا تابناک ماضی وابستہ ہے، کو دیکھ کر کوئی بھی درد دل رکھنے والا مسلمان آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جہاں سے پوری امت مسلمہ کی راہ نمائی اور دینی تربیت ہوتی تھی اور جہاں سے اہل اسلام اپنے سینوں کو منور کرتے تھے۔ آج وہ مراکز اسلام کس مپرسی کے عالم میں اپنے ہر ایک زائر سے ملتجیانہ انداز میں مسلمانوں کے

انتشار وافتراق اور اختلافات کی دلدل میں پھنس کر اپنے اصل مقاصد اور اہداف سے انحراف پر نوحہ کناں ہیں۔

تاشقند میں ظہر کی نماز کے بعد مسجد ''زین الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ'' کے مزار پر فاتحہ خوانی ہوئی اور عصر کی نماز اسی شہر کی ایک دوسری مسجد، مسجد خواجہ علمبر دار میں ادا کی۔ یہاں جب پہنچے تو ہیبت سے کلیجہ منہ کو آرہا تھا۔ پتہ نہیں کیا سبب ہے؟ استفسار کرنے پر پتہ چلا کہ یہاں پر اسلام کی اولوالعزم شخصیت اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابی رسولؐ مدفن ہیں۔ یہ صحابی مدینہ منورہ سے تبلیغ اسلام کے لئے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے۔ علَم اسلام ان کے ہاتھ میں تھا تو اسی نسبت کے حوالے سے علمبردار کے نام گرامی سے مشہور ہو گئے۔

احقر جس مزار پر بھی حاضر ہوا تو علم اور اشاعت اسلام کی نسبت اور حوالے سے قبلہ وکعبہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نظروں کے سامنے رہتے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھ جاتے۔ حضرت ابوبکر قفالؒ مصنف کتاب اصول الشاشی کا مزار ہو یا عم زاد رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے برادر محترم کا مرقد مگر ان لحات کو احقر زندگی بھر نہیں بھلا سکتا، جس وقت خرتنگ میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد مبارک پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فاتحہ خوانی ہوئی۔ اس وقت سمرقند، بخارا اور خرتنگ کے علماء کرام اور دانشور حضرت شیخ الحدیثؒ کی فاتحہ خوانی میں شریک تھے۔ احقر نے اپنے بیان میں مختصر الفاظ میں حضرت شیخ الحدیثؒ کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ آپ نے اپنی ساری عمر بخاری شریف کے درس وتدریس میں گذاری۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر فرزند تھے۔ اس نسبت اور حوالے سے سمرقند بخارا اور خرتنگ کے علماء کرام اور ہم سب نے آپکی تعزیت حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ کیونکہ آپکے جلیل القدر روحانی فرزند اور جانشین کی تعزیت اور کس سے کی جاتی؟

مرقد حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر سمرقند کے ''مفتی اعظم شیخ مصطفےٰ'' اور مسجد امام بخاری میں منعقدہ تقریب میں فاتحہ خوانی اور تعزیتی کلمات خرتنگ کی ممتاز ترین شخصیت ''شیخ عثمان'' خطیب وامام مسجد حضرت امام بخاری نے فرمائی۔ احقر کو یہ سعادت میسر رہی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے سفر وحضر میں انتہائی قربت رہی ہے آپ جب کبھی بھی حضرت امام بخاریؒ کا نام مبارک لیتے تو آپ کا سر اور نظریں ادب واحترام کی وجہ سے جھک جاتیں۔ آپ بخاری کا نام انتہائی ادب واحترام کے ساتھ لیتے، اس سے اندازہ ہوتا کہ آپ کو کتنی محبت اور عقیدت اور تعلق خاطر تھا۔ حضرت امام بخاری سے اسی نسبت سے احقر نے اہلیان خرتنگ کی طرف سے دے گئے ظہرانے کے بعد پھر مرقد امام بخاری پر حاضر ہوا اور حضرت امام سے حضرت شیخ کی تعزیت کر کے سمرقند کے لئے رخصت ہوا۔

اسی طرح اس سفر میں تمام مراکز اسلام اور مزارات صحابہؓ اور بزرگان دین پر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فاتحہ خوانی ہوئی۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ پر احقر نے چند سطور یادداشتیں اور مشاہدات کے عنوان سے لکھی ہیں جو انشاء اللہ عنقریب قومی اخبارات میں چھپ جائیں گی۔ امید ہے کہ آپ کے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ طویل مع خراشی پر معافی کا خواستگار ہوں۔

والسلام

حقیر اشرف علی قریشی خادم جامعہ اشرفیہ (الحق نومبر ۱۹۸۸ء، ربیع الاول ۱۴۰۹ھ)

مولانا محمد اشرف ہمدانی[1] فیصل آباد

(۱)

برادرم محترم! سلام مسنون! والا نامہ باعث سرفرازی بنا۔ ہفتہ کے دن میں میٹنگ کا پروگرام ہے،اس لیے ہفتہ کے دن میں آپ کی تشریف آوری ہی مناسب ہے۔ بواپسی مطلع فرمائیں کہ کس گاڑی پر تشریف لائینگے تا کہ انتظار کی جا سکے۔ حضرت والد گرامی کی خدمت میں سلام عقیدت۔ حضرت جی سے دعا کی درخواست۔ نوٹ: مفتی صاحب[2] پس و پیش کررہے ہیں۔ آپ ان کولکھیں کہ یہ آپ کا کاز ہے۔ ان کی تشریف آوری ضروری ہے تعاون فرمائیں مشکور ہونگا۔ (والسلام: ابوالزاہد محمد اشرف ہمدانی)

(۲)

(دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ کے بارہ میں سہ روزہ تقریب)

مکرمی و محترمی صاحبزادہ مولانا محمد سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی۔ یہ حقیقت عالم آشکار ہے کہ "دارالعلوم دیوبند" دنیائے اسلام کی ایک عظیم دینی وملی درس گاہ ہے۔ جس نے ملت اسلامیہ کی ذہنی بیداری، علمی اشاعت، جہاد آزادی اور اسلام دشمن فتنوں کی تردید میں تاریخ ساز کردار ادا کیا ہے۔ اب اس مایہ ناز ادارے کا جشن صد سالہ منانے کیلئے دیوبند میں ایک عظیم الشان تقریب سال رواں کے اواخر منعقد کی جارہی ہے۔ دارالعلوم دیوبند کی علمی روحانی، سیاسی اور ملی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے زیر سرپرستی، سفیر اسلام حضرۃ مولانا مفتی زین العابدین، مجاہد اسلام مولانا تاج محمود صاحب، خطیب اسلام مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب مورخہ ۲۷۔۲۸۔۲۹ اپریل ۱۹۷۸ء بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ فیصل آباد میں ایک سہ روزہ تقریب کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ہے۔
جس میں ملک کے طول وعرض سے اس دارالعلوم سے وابستہ اکابر، علماء اور دانشور شرکت کررہے ہیں۔ آپ جیسی شخصیت سے ہمیں پوری توقع ہے کہ دارالعلوم دیوبند کی خدمات کے اعتراف میں اپنی صلاحیتوں کی بروئے کار لا کر اس تقریب کو کامیاب بنانے میں ہمارے ساتھ تعاون فرمائینگے۔ آپ سے استدعا ہے کہ اس تاریخی کانفرنس میں دعوت شرکت قبول کرتے ہوئے تاریخ اسلاف کو زندہ رکھنے میں حصہ لیں۔ ہم متوقع ہیں کہ آپ اپنی گراں قدر مصروفیات سے کچھ وقت ضرور نکالینگے اور تشریف آوری کی تاریخ کا تعین کر کے ہماری حوصلہ افزائی فرمائینگے۔ ازراہ کرم! اولین فرصت میں مطلع فرمادیں کہ آپ ان تین ایام میں سے کون سا وقت عنایت فرمادینگے اور فیصل آباد تک آپ کا ذریعہ سفر کیا ہوگا۔ شرف قبولیت بخشنے کے لیے مکرر عرض ہے۔ خاکپائے اکابر

مولانا: محمد اشرف ہمدانی خطیب مرکزی جامع مسجد جناح کالونی و جنرل سیکرٹری بزم اسلاف فیصل آباد

☆☆☆

اشفاق۔ ادارہ ندائے انقلاب لاہور

۱۳ر ستمبر ۱۹۷۶ء (ادارہ کے اہم تصانیف برائے تبصرہ)

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب زاداللہ مجدکم "مدیر الحق" موقر جریدہ الحق کا تازہ شمارہ اعزازی بنام اس خادم حقیر کا آج ڈاک سے ادارہ کے پتے پر موصول ہوا۔ عزت افزائی کا بے حد ممنون ہوں۔ ایک تو اس کے معیاری مضامین سے استفادہ جاری رہے گا۔ دوسرے آپ جیسے (جو بہت کم ہیں) علمائے کرام کی سوچ کی گہرائی اور تازگی سے نظر وقلب آشنا رہیں گے۔ جس کی از حد ضرورت آج بھی اسی طرح باقی ہے

---

[1] خطیب جامع مسجد جناح کالونی فیصل آباد، ہمارے جماعتی ساتھی مولانا محمد اکرم ہمدانی راولپنڈی کے بھائی [2] مولانا مفتی محمود مرحوم

جس طرح آج سے قبل تحریک آزادی کے زمانہ میں تھی اور رہی اس دفعہ آپ لاہور آئے مگر شومئی قسمت اور مصروفیت کار کے باعث میری نیازمندی کو شرف ملاقات حاصل نہ ہوسکا۔ ذکر آپ کا تازہ رہتا ہی ہے باری صاحب[1] کے توسط سے۔

محترم:۔ بندہ نے ادارہ کی کتب برائے تبصرہ آپ کو رجسٹرڈ پیکٹ کے ذریعہ مدت ہوئی، ارسال کی ہوئی ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) دلائل کے فریب، مصنف احمد ابی طلحہ (۲) پاکستانی انقلاب اور اسلام مصنف رضا کاظم (۳) کارل مارکس علوم اور جدوجہد مصنفۂ ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب، براہ کرم ان پر آپ کا ''فاضلانہ ناقدانہ'' نکتہ نظر سے آگاہی ضروری ہے۔ پاکستانی انقلاب اور اسلام، مولانا عبیداللہ انور نے بے حد پسند فرمائی ہے۔ دیگر اکابر کو بھی بھیجی ہے۔ ازرہ شفقت وتلطف ان پر نظر کریں۔ آپ کے مطالعہ میں آنے سے ایک تو ہماری محنت وصول ہوگئی۔ دوسرے ساری کجراہیاں اور فکری سطحیت کا بھی پتہ لگ سکے گا۔ کیونکہ آپ جیسے دوست ہمارے لئے وہ معیار اور کسوٹی ہیں، جہاں سے ہم اپنی اونچ نیچ ناپ سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم تو الائشوں کے گہرے سمندر میں غرق ہیں اور اپنے سے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اس لئے ہم آپ کی طرف ضرور دیکھتے ہیں اور دیکھتے رہیں گے۔ خدا آپ جیسے نوجوان اور باہمت فضلا کی تعداد میں اضافہ کرے۔ آمین ثم امین۔ ازراہ کرم تبصرہ کتب پر توجہ فرمائیں اور اپنے خاص محققانہ انداز میں تبصرہ فرمائیں۔ میں ذاتی طور پر ممنون ہونگا۔ نیز ادارہ آپ کے ارشادات کو بے حد وزن دے گا۔ سیزر جو ہر ماہ شائع ہو رہی ہے براہ کرم اس پر بھی نظر رکھیں اور کوئی قابل قدر مضمون کسی وقت، موقت نکال کر اس کے لئے بھی ارسال کریں۔ تازہ نمبر ۲۲ بھی ارسال کر رہا ہے۔

والسلام مع الاحترام آپ کا مخلص خادم اشفاق لاہور

☆☆☆

محمد اصغر خان[2] ایبٹ آباد

(۱)

(ماہنامہ الحق کو خراج تحسین)

۲۸ ستمبر ۱۹۷۳ء

محترم جناب ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم: جناب ائیر مارشل محمد اصغر خان آپکے خط نمبری ۳/۷۳/۱۲ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۷۳ء کیلئے مشکور ہیں۔ انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ آپکو جواب روانہ کروں۔ آپکا پرچہ ''الحق'' ایک بلند پایہ دینی اور علمی رسالہ ہے جو اسلام کی حقیقی معنوں میں خدمت کر رہا ہے، موجودہ حالات ایسے تمام لٹریچر کیلئے نامساعد ہیں جو حق کی دعوت دیتا ہے، نفسانی لذتوں اور شیطانی کاروائیوں سے توجہ ہٹا کر روحانی بالیدگی کی طرف انسان کے ذہن کو لے جاتا ہے۔ آپکا عزم قابل ستائش ہے کہ اس تاریک دور میں بھی حق کی شمع کو آپ نے روشن کر رکھا ہے۔ جناب ائیر مارشل صاحب کے مالی وسائل ایسے نہیں کہ ماہنامہ ''الحق'' کی خاطر خواہ اعانت ہو۔ بہر حال وہ دعا گو ہیں کہ باطل کی قوتوں کے مقابلے کیلئے اللہ تعالیٰ آپکی مدد فرمائے۔ امید ہے آپ بعافیت ہونگے۔ مخلص (سید واجد رضوی) جائنٹ سیکرٹری

برائے محمد اصغر خان

---

[1] جناب شمس الباری علامہ عبدالباری ندوی عظیم ندوی مصنف کے فرزند لاہور میں وفات تک مقیم رہے امروز وغیرہ سے وابستہ رہے۔

[2] فضائیہ کے سربراہ رہے جس میں نہایت جراتمندانہ مثالیں قائم کیں ۱۹۷۷ء کے تحریک نظام مصطفیٰ اور بھٹو کے خلاف تحریک میں نمایاں اور بھرپور حصہ لیا، تادم تحریر مئی ۲۰۱۰ء ملک کے بحرانوں اور درپیش حالات پر فکرمندی اور دلسوزی کا اظہار کرتے رہتے ہیں، سیاسی جماعت قائم کی مگر اسے مؤثر نہ بنا سکے۔

(۲)

۱۵ اکتوبر ۱۹۷۴ء (قادیانی اقلیت ایک اور بڑا فتنہ)

مکرمی سمیع الحق صاحب! السلام علیکم: گرامی نامہ مورخہ ۲۴ رمضان المبارک موصول ہوا۔ شکریہ ہفت روزہ ''لیل ونہار'' کے ایڈیٹر نے قادیانی مسئلے کے بارے میں ایک خط کے ذریعے کچھ استفسار کیا تھا میرا جواب ''لیل ونہار'' (۲۳ جون ۲۹ جون ۱۹۷۴ء) میں شائع ہو چکا ہے اسمیں آپکے ایک سوال کا جواب موجود ہے۔ میں نے کہا ہے کہ:

''اس ملک میں اقلیتیں تو اور بھی ہیں لیکن قادیانی ایک ایسی غیر مسلم اقلیت ہیں جو با قاعدہ ایک منصوبے کے تحت اعصابی اور کلیدی عہدوں پر قابض ہوتے ہیں اور انہوں نے مملکت پاکستان کے اندر اپنی ایک الگ مملکت بنا رکھی ہے۔ ہم برسر اقتدار آ گئے تو ہم ان کی زیر زمین سرگرمیوں پر نظر رکھنا بھی ضروری سمجھیں گے، تا آنکہ یہ محب وطن اقلیت کی طرح زندگی بسر کرنے لگیں''

آپ کے دیگر سوالات کی نسبت عرض ہے کہ مسئلہ کا قانونی حل فراہم ہو گیا ہے لیکن عملاً اس قانون کو نافذ کرنا باقی ہے میرے خیال میں یہ کام صرف ایسی حکومت کر سکے گی جو قادیانیوں کی ممنون احسان نہ ہو اور جو ملکی سالمیت کو اپنے اقتدار کی خواہش پر ترجیح دیتی ہو اور اسلامی قدروں کے بارے میں فی الحقیقت مخلص ہو۔

قادیانی فتنہ یقیناً ملک کے اندر اور باہر پھیلا ہوا ہے لیکن اس کا مرکزی قلعہ پاکستان میں ہے اگر ترمیم شدہ قانون کی روشنی میں صحیح اور جائز اقدامات کئے جائیں تو یہ قلعہ منہدم ہو سکتا ہے اور بیرون ملک بھی اس کے اثرات بڑی حد تک زائل ہو سکتے ہیں۔ آپکا خیال درست ہے کہ آئین میں ترمیم کو اپنے منطقی انجام (Logical Conclusion) تک پہنچانا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ اس غرض کیلئے موقع ومحل کے اعتبار سے طریقۂ کار وضع کیا جا سکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے جو نظریۂ پاکستان کے علمبردار اور صرف محمد ﷺ عربی ہی کے وفادار ہوں۔ امید ہے کہ آپ بعافیت ہونگے۔ مخلص: محمد اصغر خان

(۳)

۲۴ رجولائی ۲۰۰۲ء (عمر اصغر خان[1] کی رحلت)

محترم ومکرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عمر اصغر خان کی رحلت پر آپ کا تعزیتی پیغام ملا۔ اِس غم میں آپ کی شرکت اور پُر خلوص جذبات سے ہمارے خاندان کو حوصلہ ملا جس کے لئے میں، میری اہلیہ، عمر خان کی اہلیہ اور بچے آپ کے بے حد مشکور ہیں۔ والسلام مخلص محمد اصغر خان

(۴)

۱۷ مارچ ۲۰۰۳ء (عراق کے بارہ میں کراچی ملین مارچ پر مبارکباد)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم، ۲ مارچ کو کراچی میں متحدہ مجلس عمل کے زیر اہتمام منعقدہ ملین مارچ کے اعلیٰ انتظامات اور بھرپور کامیابی پر آپکو اور مجلس عمل کے دیگر قائدین کو مبارکباد۔ بلاشبہ یہ تاریخی مارچ عراقی عوام کیساتھ پاکستانی قوم کے اظہار یکجہتی اور دلی ہمدردی کا عملی مظاہرہ تھا۔ جس میں توقع سے کہیں زیادہ شرکت کر کے پاکستانی عوام نے امت مسلمہ کیساتھ اتحاد و یگانگت کا پیغام دیا ہے۔ امید ہے کہ ریکارڈ تعداد میں اس عوامی رائے کے اظہار سے پاکستانی حکومت کو قومی امنگوں کے عین مطابق اور درست سمت میں واضح اور ٹھوس موقف اختیار کرنے میں مدد ملے گی۔ امید ہے آپ بخیر وعافیت ہونگے۔ والسلام مخلص محمد اصغر خان

---

[1] ائیر مارشل اصغر خان عسکری اور سیاسی رہنما بیٹا عمر اصغر خان جوانی میں حادثاتی موت کے شکار ہوئے۔ جنرل پرویز مشرف کے دور میں وزیر بنے۔

مولانا قاری اصغر علی دیوبندی[1]

(خادم خاص مولانا حسین احمد مدنیؒ)

(۱)

۱۲/۲۳/۱۱/۱۳۸۰ھ (سفر دیوبند کے موقع پر دہلی میں قیام وآرام کیلئے سفارش ○ تعلق کا تقاضا کہ میں خود ہمراہ آتا)

بملاحظہ گرامی جناب مولانا قاری محمد میاں صاحب مدرسہ فتحپوری مسجد چاندنی چوک دہلی، محترم مخلصی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ حامل عریضہ ہذا مولوی عبداللہ صاحب صاحب زادہ مولانا نافع گل صاحب دوسرا صاحبزادہ[2] مولانا عبدالحق صاحب اکوڑوی کا ہے یہ دونوں دہلی حاضر ہورہے ہیں۔ چند روز قیام کرینگے۔ جناب کو اس وجہ سے تکلیف دے رہا ہوں کہ آجکل دفتر جمعیت میں ہجوم ہے آپ انکو اپنے پاس جگہ دیدیں، دوسرا کام یہ ہے کہ انکو مولانا کفیل احمد صاحب کرتپوری سے ملادیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہ لوگ جامع مسجد وغیرہ دیکھیں گے تو ٹھنڈے وقت میں جائیں۔ جہاں جائیں آپ سہولت مہیا فرمادیں کھانا وغیرہ اپنا کھائیں گے۔ میں چونکہ معذور ہوں اسوجہ سے خود حاضر نہیں ہوسکا ورنہ مولانا نافع گل صاحب اور مولانا عبدالحق صاحب اکوڑوی کے تعلق کا تقاضا یہ ہے کہ میں ان دونوں کی ہمراہی اختیار کرتا اب آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ والسلام: اصغر علی غفرلہ از دیوبند

(۲)

۱۹/۵/۱۳۸۱ھ (دیوبند میں امن وامان)

عزیز مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عرصہ کے بعد آپ کا محبت نامہ دیکھ کر بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر عزیز اپنی مرضیات میں طویل فرمادے۔ اور علم وعمل سے سرفراز فرمائے، آمین۔ دارالعلوم کے متعلق جوافواہیں آپ نے اپنے اطراف وجوانب میں سنیں اور پریشان ہوئے یہ افواہیں دیوبند میں بھی ہورہی تھیں۔ دعائیں ہوئیں ختم بخاری شریف ہوا، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ اس نے فضل فرمایا اور اس وقت تک کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے آئندہ کیلئے بالخصوص دارالعلوم کیلئے اور بالعموم تمام مسلمانوں کیلئے دعا ہے کہ وہ اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ بحمد للہ حضرت مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے اہل وعیال مع الخیر ہیں میرے متعلق جو کچھ مولانا مجاہد خان نے بیماری آنکھوں کے متعلق لکھا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ ابھی تک برابر نزول ہورہا ہے، روشنی کم ہوتی جارہی ہے، دعا کی ضرورت ہے ادھر سردی کیوجہ سے نزلہ کھانسی سخت قسم کا ہورہا ہے، اللہ تعالیٰ رحم فرمادے۔ آمین

کمزور بہت زیادہ ہوگیا ہوں۔ قبلہ شیخ الحدیث صاحب[3] اور مولانا اسعد صاحب[4] بھی آپکی خدمت میں سلام فرماتے ہیں۔ آپکا دوسرا خط

(سفر دیوبند بے پناہ شفقت وعنایت مولانا فخر الدین احمد کی خصوصی اجازت حدیث، دہلی وغیرہ کا سفر)

۱۔ موصوف حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد کے معتمد خاص پرائیوٹ سیکرٹری، خانقاہ اور گھربار کے منتظم، ساری زندگی کے قرب خاص کے وجہ سے شیخ کی وفات کے بعد خانقاہ کی زینت ان سے قائم رہی، حضرت مدنیؒ کے تمام صاحبزادگان کے اتالیق اور مربی رہے۔

۲۔ ذی الحجہ ۸۰ھ میں اللہ تعالیٰ نے برادرم مولانا عبداللہ کاکاخیل مرحوم کی معیت میں دارالعلوم دیوبند جانے کا موقع دیا، آٹھ دس دن کے اس سفر میں دیوبند میں قیام خانقاہ شیخ مدنی منزل میں رہا، ان دنوں شیخ الحدیث علامہ فخر الدین احمد شیخ الاسلام کے بعد دارالحدیث کی زینت اور خانقاہ میں مقیم تھے۔ مولانا اصغر علی کی میزبانی بے پناہ شفقت وعنایات سے فیض یاب ہوتے رہے، اس سفر میں دہلی وغیرہ بھی جانا ہوا۔ مرحوم نے یہ خط ہمارے سفر دہلی کے سلسلہ میں وہاں کسی مخلص کو لکھا ہے ایام قیام خانقاہ میں حضرت شیخ الحدیث فخر الدین احمد قدس سرہٗ نے احادیث میں اپنے خصوصی سند الاجازۃ سے ہم دونوں کو نوازا۔ حضرت مولانا اسعد صاحب قدس سرہٗ کی پیہم عنایات اس پر مستزاد تھے۔ برادر مکرم مولانا محمد ارشد مدنی زید مجدھم نے اپنی معیت میں دہلی وغیرہ بعض مقامات کا سفر بھی کرایا۔

۳۔ علامہ مولانا فخر الدین احمد مرادآبادی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند ۴۔ حضرت امیر الہند مولانا اسعد مدنی

ارشد سلمہ[1] کو یا والد صاحب قبلہ کی خدمت میں میرا بہت بہت سلام مسنون عرض کر دیں۔ اور دعا صحت کیلئے درخواست کر دیں۔

والسلام: اصغر علی غفرلہ از دیوبند۔ عزیزم مولوی سمیع الحق سلمہ ابن مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۳)

۵صفر ۱۳۸۱ھ (دیوبند سے واپسی پر اطلاع خیریت کا انتظار)

عزیزم مولوی سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپکی خیریت کا خط ملا بہت خوشی ہوئی چونکہ آپ بوقت روانگی یہ فرما گئے تھے کہ میں مکان پہنچ کر خط لکھ دونگا۔ اسوجہ سے مجھ کو خیال ہوا کہ کیا وجہ ہوئی کہ خط نہیں آیا کافی انتظار کے بعد مجھ کو لکھنا پڑا بہر حال مقصد حاصل ہو گیا صحت کی حالت وہی ہے جیسی کہ آپ نے چھوڑی تھی دعا فرما دیا کریں کہ اللہ میرے اوپر فضل فرمائے۔ آمین، حضرت شیخ الحدیث صاحب دامانی صاحب ارشد صاحب اور مولانا اسعد صاحب سب آپ کی خدمت میں سلام فرما رہے ہیں۔

والسلام: اصغر علی غفرلہ از دیوبند

بندہ اصغر علی کی جانب سے آپکو اور صاحبزادے بلند اقبال کو السلام علیکم عرض ہے۔ اور دعائے صحت کی درخواست۔

(۴)

۵/۱۰/۸۳ (علالت اور عوارض O خانقاہ مدنی کا حال اچھا ہے)

عزیز محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! عرصہ کے بعد خط لکھا۔ نامہ گرامی ملا پڑھ کر خیریت معلوم ہو کر خوشی ہوئی۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں برکت اور ترقی عطا فرمائے۔ آمین

میں چودہ ماہ سے صاحب فراش ہوں کئی امراض میں مبتلا ہوں، بدن میں صرف ہڈی اور چمڑہ باقی ہے گوشت اور خون نہیں رہا۔ کمزوری زیادہ ہو گئی کئی روز ہوئے آپکا خط ملا مگر ہمت نہ ہونے کیوجہ سے جواب عرض نہ کر سکا۔ آج کچھ ہمت ہوئی تو اپنا حال عرض کیا ہے، اب حالت اخیر ہی سمجھیں۔ کوئی دوا اثر نہیں کرتی۔ دعا فرمایئے اور والد صاحب سے بعد سلام عرض کر دیں کہ دعائے صحت اور حسن خاتمہ فرمائیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مولانا اسعد صاحب اور ارشد صاحب اور دیگر سب حضرات آپکو سلام لکھواتے ہیں۔ سب خیریت سے ہیں۔ خانقاہ کا حال اچھا ہے۔

والسلام: اصغر علی غفرلہ از دیوبند

بنام عزیز محترم میاں سمیع الحق ابن مولانا عبدالحق صاحب زیدکرمہ مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

☆☆☆

آصف علی زرداری۔ صدر اسلامی جمہوری پاکستان

۲۰۰۸ء (حلف برداری کی تقریب میں دعوت نامہ)

By the order of
The President of Islamic Republic of Pakistan
The Military Secretary to the President
requests MAULANA SAMI UL HAQ
to witness the Oath Taking Ceremony

of the President of the Islamic Republic of Pakistan

[1] حضرت مولانا محمد ارشد مدنی صاحبزادہ شیخ الاسلام

on Tuesday 9th September, 2008 at 1240 hours

at Aiwan-e-Sadr, Islamabad

R.S.V.P
Officer Incharge Invitation
Aiwan-e-Sadr, Islamabad

Dress:
Civilians: National/Lounge Suit
Services: SD

(۲)

ستمبر ۲۰۰۸ء (افطار ڈنر پر دعوت)

MR. Asif Ali Zardari
President of Islamic Republic of Pakistan
is pleased to invite
Maulana Sami ul Haq
at IFTAR Dinner on Thuesday, 9th September, 2008
at 1845 for 1900 hours
at Aiwan-e-Sadr, Islambad

☆☆☆

سردار آصف احمد علی۔ سابق وزیر خارجہ پاکستان

(۱)

۲۲ فروری ۱۹۹۳ء (خواتین کی تقریب میں کی گئی تقریر کے بارہ میں وضاحت)

محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لاہور میں خواتین کی ایک تقریب میں میری تقریر کا عنوان اخبارات میں کچھ ایسا دیا گیا جسکا سیاق وسباق سے کوئی تعلق نہ تھا۔ میں نے چندلوگوں کے حوالے سے بات کی تھی اور علمائے کرام کا ہرگز نام نہیں لیا۔ میرا مطلب ان لوگوں سے تھا جو خواتین کو مساوی حقوق دینے کے بارے میں منفی رویہ رکھتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ چندلوگ کسی نہ کسی طرح علمائے کرام اور حکومت کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور مذکورہ تقریر کو اسی باعث توڑ مروڑ کر شائع کیا گیا ہے۔ اسی طرح میرے شریعت کورٹ کے متعلق بیانات کو شریعت کی مخالفت کا نام دے کر مجھے متہم کیا گیا۔

مجھے افسوس ہے کہ رپورٹنگ کی بناء پر میں آپ کی دل آزاری کا سبب بنا ہوں۔ مگر توقع رکھتا ہوں کہ میری وضاحت آپ کی غلط فہمی کو رفع کرنے کا سبب بنے گی۔ الحمدللہ مسلمان ہوں۔ شعائر اسلام کی مقدور بھر پابندی کرتا ہوں۔ لہٰذا علمائے کرام کے بارے میں ایسے گستاخانہ کلمات کہنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا یہ حروف غلط فہمی کا ازالہ کرنے کے لئے تحریر کررہا ہوں۔

والسلام نیازمند سردار آصف احمد علی

(۲)

۴ ستمبر ۱۹۹۴ء (قاہرہ کانفرنس محترمہ بے نظیر کے متعلق وضاحت)

My dear Senator Maulana Sami-ul-Haq Sahib,

As you are aware, the Prime Minister has decided, after considerable though, to attend the International Conference on Population and Development being held in Cairo from 5th September, 1994. There has been opposition to the Conference, both within Pakistan and in other Muslim countries because it was seen that in a number of ways, the draft document of the Conference advocated steps that were contrary to the teachings of Islam and to the cultural values of the Muslim Ummah. There was also the perception that many Muslim leaders who earlier were scheduled to attend the Conference had cancelled their participation because of the controversy that had been generated.

2. The Prime Minister, however, felt that it would be wrong to boycott the Conference as some Ulema had suggested or even to send only a Pakistani people and of the Muslims could attract the requisite degree of attention only if they were articulated at the highest level and were presented forcefully enough to ensure their reflection in the final documents of the Conference. It was not an easy decision to make since it could be misinterpreted but she felt that she would be failing in her duty to the people of Pakistan and to the Muslim Ummah if she did not do so.

3. The Prime Minister's address will clearly outline what is unacceptable in the document that is to emerge from the Conference. In the deliberations that will follow, Pakistan in association with other Muslim countries will ensure that the objectionable elements in the draft are expunged or are clearly identified as not applicable to the Muslim countries. The preparatory work for identifying the objectionable parts of the document has taken full account of the detailed papers prepared by Al-Azhar and the Rabita-e-Alam Islami. Steps have already been taken to arrange coordination between the OIC countries in Cairo.

4. I hope that in view of the foregoing, you will appreciate the rationale for the Prime Minister's attendance in the Conference and wish her success in the Mission she has undertaken. With kind regards,

Yours sincerely,
Sardar Aseff Ahmad Ali

(خط نمبر ۲ کا خلاصہ)

جیسا کہ آنجناب کے علم میں ہوگا وزیر اعظم نے نہایت سوچ و بچار کے بعد فیصلہ کیا کہ قاہرہ میں "بڑھتی ہوئی آبادی و ترقی" کے موضوع پر ۵

ستمبر ۱۹۹۴ء کو ہونے والی کانفرنس میں شرکت کی جائے۔
کانفرنس متنازع بن گئی ہے پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں۔ پہلے تمام ممالک کے لوگوں نے شرکت کا فیصلہ کیا تھا لیکن کانفرنس کے ڈرافٹ پیپر کے بعد سوال اٹھا کہ یہ اسلامی اقدار کے منافی ہے اکثریت نے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔
وزیراعظم نے محسوس کیا کہ بائیکاٹ کا فیصلہ غلط ہے اور وہاں جاکر وزیراعظم کی تقریر میں بات واضح کردی جائیگی کہ متنازع مواد کو ڈرافٹ سے خارج کردیا جائے اور یہ بات تمام OIC ممبران کو بھی واضح کردی جائے کہ الازہر اور رابطہ عالم اسلامی مشترکہ ایک اعلامیہ ترتیب دیں۔ امید ہے کہ آپ وزیراعظم کی شرکت اور اپنے مشن میں کامیابی کیلئے دعا گو ہونگے۔

(۳)

(ندیم اقبال[1] کی شہادت تعزیت)

0010 CA-1Islamabad 22 80

Mulana Sami-ul-Haq Akora Khattak.

I was shocked to learn of the Sad demise of your beloved cousin Mr.Nadeem in Traffic accident (.) Please accept my deepest, sympathies and heaved felt condolence (.) my Allah almighty rest his soul peace and give you and all the member of the bereaved family the courage to bear this irreparable loss (.)

Sardar Asif Ahmad Ali
Minister of Foreign Affairs.

☆☆☆

حضرت مولانا محمد اطہر علی صاحب مرحوم[2]

(۱)

(مجوزہ تعلیمی کمیٹی میں شیعوں کی اکثریت)

۱۹ اپریل ۱۹۷۰ء

پیارے مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حضرت ۱۹ رجنوری سے مسلسل سفر ہے تقریباً ہر روز جلسہ ہے موضوع بیان سوشلزم، کیمونزم کی کفریات کو واشگاف کرنا اور اسلام دشمنی سے پبلک کو باخبر کرنا اور بالمقابل قرآن سنت کے موافق دستور پاکستان بننا اور اسلامی دستور کے محاسن اور فوائد دینی ودنیوی ذہن نشین کرنا۔ اسلئے کشور گنج قیام ہوتا نہیں۔ آج ۹ ماپریل محبت نامہ ملا اور ۱۰،۱۱ ابھی جلسہ ہے۔ ڈھاکہ جاکر وزیر تعلیم سے ملنے کی صورت بنتی ہے۔ جلسوں[3] سے تجاویز وزیر تعلیم کے پاس بھیجنے کی کوشش کرونگا۔ آپ حضرات مغربی

---

[1] جمعیت کے نہایت سرکردہ رہنما اور میرے بے انتہا مخلص دوست ندیم اقبال اعوان ایڈوکیٹ حاصل پور کے بہیمانہ قتل پر تعزیت۔
[2] بانی وشیخ الجامعہ جامعہ امدادیہ کشور گنج مومن شاہی مشرقی پاکستان۔ صدر کل پاکستان مرکزی جمعیۃ علماء اسلام ونظام اسلام پارٹی، سابق رکن قومی اسمبلی خلیفہ مجاز حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (س)
[3] صدر یحییٰ کے دور میں مجوزہ تعلیمی پالیسی کیلئے مجوزہ اسلامیات کمیٹی میں اکثریت شیعوں کی رکھی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں آواز اٹھانے اور ڈھاکہ میں وزیر تعلیم سے ملنے کا لکھا گیا تھا جن کے بارہ میں جواب آیا۔

پاکستان میں تحریک چلائیں وفود بھی انکے پاس جائیں صدر سے بھی ملنا ضروری ہے۔ آپکی آواز کا اثر پڑیگا۔ ہم تو ڈیڑھ ہزار میل دور پڑے ہیں ہماری آواز وہاں پہونچتے پہونچتے دھیمی ہو جاتی ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق حقانی صاحب سے سلام عرض ہے اور بہ نیاز و عجز دعاؤں کی درخواست ہے۔ اور آپ سے بھی دعا چاہتا ہوں۔ آپ جوان صالح ہیں انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ آپکا مخلص احقر محمد اطہر علی

(۲)

۳۰ اپریل ۱۹۷۰ء (عالم ارواح میں محبت و عداوت کی تقسیم O حضرت تھانوی کا ارشاد)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

۱۹-۴-۷۰ کا محبت نامہ سفر سے واپسی کے بعد دستیاب ہوا۔ پیارے سمیع الحق سلمہ الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منھا ائتلف وما تناکر منھا اختلف الحدیث کے متعلق مرشدی حضرت تھانوی قدس اللہ اسرار ہم سے سنا کہ عالم ارواح جنکا آمنا سامنا ہو جانے سے محبت ہو جاتی ہے اور اگر ایک کا رخ ہوا اور دوسرے کا پشت تو رخ والے کو محبت ہوتی ہے اور پشت والے کو عداوت اور اگر جانبین سے پشت ہو تو ہر دو کو عداوت ہوتی ہے۔ پس مجھے تو تم سے محبت ہے نہ معلوم تم کو بھی محبت ہے یا نفرت۔ محبت کا اظہار بھی نص حدیث مسنون ہے شاید ۱۶ مئی لاہور پہونچوں۔ ہمارے مرکزی جمعیت سے دعوت پہونچی۔ صحت و عافیت سے پہونچنے اور سفر کامیاب ہونے کی دعا فرماویں ۔ ۱۶ مئی لاہور موچی دروازہ میں جلسۂ عام ہوگا اگر بھائی جلسہ نہ ہوتا تو اکوڑہ خٹک پہونچکر سینہ کو ضرور ٹھنڈا کرتا۔ ۷ کو جلسہ ملتوی کر کے لاہور آنا پڑا۔ ۱۹ کو واپسی ہوگی، ۲۰ کو ایک تھانہ کا عظیم الشان جلسہ میں شریک ہونا ہے۔ ۱۵ جون تک جلسہ ہی جلسہ ہے حضرت مولانا عبدالحق صاحب سے سلام مسنون عرض ہے دعا کی درخواست ہے۔ تمہارا محمد اطہر علی عفی اللہ عنہ اعافاہ

مکرر: او پیارے سمیع الحق تم جوان صالح ہو میری صحت قوت توفیق اعمال صالحہ دوام ذکر و شغل اور خاتمہ بالخیر کی دعا کرو، تعلیمی بورڈ کے متعلق ۲،۳ مئی کل مشرقی پاکستان کے علماء فضلاء کا اجتماع ہوگا تجویز پاس کر کے متعلقہ افسران کو بھیج دیا جاویگا۔

(۳)

۱۹ ربیع الاول مطابق ۲۶ مئی (مغربی پاکستان کا دورہ O شدید علالت O بھاشانی کے مرکز میں بیخ کنی O شیخ الحدیث کو قومی اسمبلی بھیجنے کی کوشش)

محبی مشفقی مولانا سمیع الحق صاحب زادالطافکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

۱۲/۵/۷۰ کا محبت نامہ حال میں دستیاب ہوا۔ اور شرف ملاقات سے محرومی پر سخت افسوس ہوا۔ بندہ ۱۳ مئی کی رات ۱۱ بجے درد شکم میں مبتلا ہوا اسی حال میں ۱۳ مئی ہوائی جہاز سے کراچی پہونچا۔ چار بجے سے درد نے شدت اختیار کی ڈاکٹر بلائے گئے تین دن میں تین ماہر ڈاکٹر بلائے گئے نفع نہ ہوا مرغ بسمل کیطرح تڑپتا رہا۔ ۱۵ کو بعد مغرب ختم حسن حصین پڑھ کر دعا کی گئی قدرے سکون ہوا۔ ۱۶ مئی کو لاہور پہونچا۔ موچی دروازہ پر جلسہ کی شرکت کیلئے۔ ۳ بجے سے پھر سخت درد شروع ہوا دو ڈاکٹر اور شفاء الملک محمد حسن قرشی صاحب کے زیر علاج رہا نفع نہ ہوا۔ ۱۹ مئی ڈھاکہ کے ایک حکیم نے دوا دی تو پیشاب کیساتھ بہت سی پتھریاں نکلیں درد کا استیصال ہو گیا۔ مگر ضعف بے حد طاری ہوا۔ ۲۰ مئی سے اسی حالت میں ۵۰ میل مسافت طے کر کے عظیم الشان جلسہ میں سوا گھنٹہ تقریر کی۔ ۲۲ کو بھی دوسرا جلسہ ۲۳ کو صبح ایک جلسہ، شام کو دوسرا۔ ۲۴ بھاشانی کے مرکز میں جلسہ تھا تقریر کی اسکی بیخ کنی کی، ۲۵ کو سلہٹ، ۲۶ کو بھی سلہٹ، ۲۷، ۲۸، ۲۹۔۔۔ وھکذا وھکذا۔

یہاں میری صحت قوت کیلئے خاص دعا کی درخواست ہے اور مغفرت اور خاتمہ بالخیر کیلئے دعا کریں۔ اور اپنے والد ماجد سے میرا اسلام اور دعا کی درخواست ہے۔ میں نے ایک عریضہ میں لکھا تھا کہ قومی اسمبلی کیلئے شہرۂ آفاق متدین علماء کو بھیجنے کی کوشش فرمائیں حتیٰ کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے متعلق لکھا تھا اسکا کوئی جواب نہ ملا۔ وزیر تعلیم کے پاس خط اور تار بھیجونگا۔ محمد اطہر علی

(۴)

(بڑھاپے میں دن رات خدمت کی توفیق O تعلیمی پالیسی پر صدر یحییٰ سے ملاقات O سعی بلیغ کے میدان میں کود پڑو)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! پیارے سمیع الحق سلمہ محض تائید غیبی سے اسی سالہ پیر فرتوت، امراض شتّی دائمہ کے باجود جو خدمت لے رہیں اسکا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ یومیہ جو کام انجام دلاتے ہیں لوگ کہتے ہیں دس جوان سے ہونا بھی مشکل ہے اور زیادہ دقیق النظر سو آدمی کا کام بتلاتے ہیں۔ میں خود متحیر ہوں یہ صرف قرآن وحدیث کا معجزہ ہے۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل نسیم صبح تیری مہربانی،

دعا کریں مکمل نظام اسلام بننے اور نافذ ہونے تک حیات طیبہ طویلہ عطا ہو اور صحت اور قوت حتر ائد عطا ہو۔

<u>تعلیمی پالیسی صدر یحییٰ اور گورنر مشرقی پاکستان سے ملاقات اور مطالبے:</u> ۱۵ راگست گورنر مشرقی پاکستان سے پون گھنٹہ، اور ۱۶ راگست صدر پاکستان یحییٰ صاحب سے ایک گھنٹہ خوشگوار فزا میں مختلف مسائل میں گفتگو ہوئی۔ اور ان دونوں نے دل کے کانوں سے سنا اور نوٹ کیا۔ ان میں سے ایک نمبر یہ تھا "حکومت کی طرف سے جاری کردہ پے اسکیل (ضابطہ مشاہرہ) میں اس شرمناک پالیسی کیطرف ہم جناب والا کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ اسمیں ناچ اور گانے کے معلمین کی تنخواہ کے مقابلے میں دینیات کے معلمین کی تنخواہ کم رکھی گئی جس سے اسلامی تعلیم سے بے رغبتی پیدا ہونے کے علاوہ دوسروں کی نظر میں اس کی تحقیر نمایاں ہوئی ہے۔ لہٰذا مشاہرہ کی اس بے اعتدالی کی فوری اصلاح ہونی چاہیے اور حکومت کو اپنے ہر اقدام میں مذہبی احترام ووقار بحال رکھنے کیطرف پوری توجہ رکھنی چاہیے۔" اتفاق سے البلاغ جمادی الاولیٰ کا ہمراہ تھا ص ۶۳ کی سرخی دینیات کے مظلوم اساتذہ۔ کیا اسلامیات پڑھانا جرم ہے؟ پورا مضمون گورنر نے پڑھ کر البلاغ مجھ سے مانگ لیا۔ اور معلمین دینیات کا اضافہ تنخواہ کا وعدہ کیا۔ اور یحییٰ خان نے خود پڑھا اور نوٹ کیا جسکے ہاتھ سے یہ ظلم عظیم ہوا اسکی عقائد وغیرہ سے باخبر کردیا۔ کوشش ہے کہ اس مفسد کی بیخ کنی کردی جائے تم بھی دعا کرو اور اپنے والد سے دعا کراؤ۔ اور جو بزرگان مستجاب الدعوات ہیں ان سے بھی دعا کرواتم تو بڑے ہونہار ہو اس سلسلہ میں جو کچھ کرنا کرانا تمہارے بس میں ہو سعی بلیغ کے میدان میں کود پڑو۔ تمہاری آواز زیادہ موثر ہوگی تم قریب ہو ہماری آواز ڈیڑھ دو ہزار میل طے کر کے ایوان حکومت میں پہونچتے تک دھیمی ہو جاتی ہے۔ باوقار بزرگان کا وفد گورنر اور صدر کے پاس بھیجتے رہو اور متدین انگریزی طبقہ کے وفود کا سلسلہ بھی قائم کرو کیونکہ تار، خطوط اخباری بیانات صدر تک پہونچتے نہیں۔ چاروں طرف جو بددین آفیسر گھیرے ہوئے ہیں وہ سب ہڑپ کر لیتے ہیں، جسکی یقینی ثبوت ستمبر میں کراچی میں معلوم ہوا تھا اور بھی متعدد تجربہ ہے۔ پیارے مجھے بہت افسوس ہے کہ الحق کا پرچہ محرم، صفر کا ساتھ نہ تھا ورنہ اسلامی نصاب کیلئے مرکزی حکومت کی تشکیل کردہ کمیٹی کے اراکین کے حقائق وانکشاف کرتا۔

بیٹا! تم اس کمیٹی کے اراکین کے نام اردو انگریزی میں لکھ کر جلد سے جلد میرے پاس بھیجو اور ان اراکین کے مذاہب اور عقائد۔ اور ایام ماضیہ کی اسلام دشمنی ریکارڈ مفصل لکھو۔ کیونکہ ۲۶ راگست ۲ را ۱۱ را پر گورنر سے ملنے کا ٹائم ہے اور ستمبر میں صدر سے ڈھاکہ پر ملاقات کا وعدہ جانبین سے ہو چکا اور الحق صفر نمبر ۱۳ میں جو تار ہے اسکا انگریزی بھی بھیجو۔

خصوصی مخاطبت بوجہ محبت: سمیع الحق تم برا نہ مان کہ باجود بڑے عالم اور کثیر المعلومات ہونیکی تم سے خطاب کرتا ہوں۔ اسکی وجہ زیادہ محبت ہے اور یہی طریقہ تھا حضرت مولانا یعقوب رحمۃ اللہ نانوتوی مدرس اول دار العلوم دیوبند کا اور حضرت تھانوی قدس اللہ اسرارہم کا۔ گو بعض مسائل میں اختلاف ممکن ہے۔ پھر بھی محبت کیوں ہے خدا کو معلوم ہے تمہارے زیارت کی بہت خواہش ہے ایک دفعہ زیارت سے آتش شوق کو کچھ تو ٹھنڈا کرو اور کشور گنج آؤ۔ یہ عریضہ اپنے والد ماجد کو بھی دکھلا دو تو شاید مجھے زیادہ دعا دینگے۔ میں ۲۵ ماگست ڈھاکہ جاؤنگا اور ۲۸ رتک رہونگا ممکن ہو تو کارگو سے ڈھاکہ جواب بھیجو۔

ڈھاکہ کا پتہ: محمد اطہر علی بمعرفت مولانا عبدالکریم مالک امدادیہ لائبریری چوک بازار، ڈھاکہ فون نمبر ۲۴۶۶۲۳، چوبیس چھیاسٹھ۔ ۲۳ یہ تو معلوم ہوگا کہ کارگو میں خط بھیجنے کا قاعدہ یہ ہے کہ لفافہ سادہ بے ٹکٹ کا ہو اور لفافہ پر فون مرسل الیہ کا ضرور لکھا ہو بغیر اسکے کارگو والے خط لیتے نہیں اور نہ مرسل الیہ کو پہونچتا ہے۔ تم جوان ہو صالح ہو میری صحت قوت عافیت مستمرہ حیوۃ طیبہ طویلہ اور خاتمہ بالخیر کیلئے دعا کرو نیز یہ کہ بلا مقابلہ قومی اسمبلی کا رکن بن جاؤں۔ محمد اطہر علی

(۵)

۹ ستمبر ۱۹۷۱ء (علمی و مطالعاتی زندگی ○ سوالنامہ کا جواب ○ مولانا تھانوی کی محبت اور شان عالی)

محبی و مشفقی مولانا سمیع الحق صاحب دامت الطافکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کئی روز ہوئے عنایت نامہ پہنچا از حد مصروفیت صبح سے رات دس گیارہ بجے تک وہ بھی مختلف الجہات امور مہمہ کو انجام دینا، جیسے کہا جاتا ہے کہ سانس لینے کی فرصت نہیں اور ضعف پیری کیساتھ ضعف حافظہ کا لازم ہے نیز فرصت مطلق نہیں کہ سوچ کر سوالات[1] مرسلہ کا تشفی بخش جواب دوں، مزید آں جبکہ اہل فضل و کمال اکابر کے خاک پا ہونیکا بھی اہل نہیں۔

زدست کوتاه خودشرمسارم   که ازبالابلنداں شرمسارم

مجھے اگر قابل خطاب ہی نہ سمجھا جاتا تو نقائص کا بھانڈا تو نہ پھوٹتا اور جب اس عمر کا طبعی خاکہ لکیلا یعلم بعد علم شیئا ہے۔ لہٰذا مختصر جواب مجمل یہ ہے: اساتذہ میں سے برائے نام جو کچھ علمی فیض پہونچا وہ امام العصر، علامہ دہر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری قدس اللہ اسرارہم کی ذرہ نوازی ہے اور عملی میدان میں حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب اعلی اللہ درجاتہم دائما ابدا، کی چند روزہ صحبت اکسیر صفت کا خوشہ چینی ہے، جنکی شان عالی میں بس اتنے ہی لکھنے پر قلم کو روکتا ہوں۔

همه شهر پر ز خوباں منم و خیال ماهے   چه کنم که چشم یک بیں نکند به کس نگاهے
آفاقها گردیدم مهر بتاں ورزیدم   بسیار خوباں دیدم لیکن تو چیزے دیگری

باقی سوالات کے جواب لکھنے سے مجبور محض ہوں۔ محمد اطہر علی صدر جمعیۃ علماء اسلام و نظام اسلام پارٹی

(۶)

دسمبر ۱۹۷۱ء (قیام پاکستان کے وعدوں کو فراموش کرنے کا نتیجہ)

شامت اعمال ما صورت نادر گرفت ○ ایک دل جلے کی آہ سحری

(۱) حکومت مقصود بالذات نہیں ہے۔ عند اللہ حکومت سے غرض ہی اقامت دین ہے۔ ارشاد ہے: الذین ان مکناهم فی الارض اقاموا الصلوٰة واٰتوا الزکوٰة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنکر

---

[1] علماء و مشاہیر سے علمی و مطالعاتی زندگی کے بارہ میں سوالنامہ کی طرف اشارہ

(۲) استخلاف کا وعدہ مومنین متقین کے لئے ہے۔ وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفهم فی الارض۔ اور غرض استخلاف تمکین دین ہی ہے۔ لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم اور دوسری غرض تبدیل خوف بالامن ہے۔ ولیبدلنهم من بعد خوفهم امناً۔ زندگی کے حقیقی لطف کا مدار دو ہی چیزوں پر ہے۔ عدم خوف دامن اور اطمینان و عافیت۔ چنانچہ اگر کسی بادشاہ عظیم کو پھانسی کا حکم ہو جائے تو بڑی سے بڑی حکومت اور کل سامان تعیش و تنعم کے باوجود زندگی تلخ ہو جاتی ہے ایسی ہزاروں مثالیں ہیں۔

اور حکومت کا زوال اور ہلاکت فسق و فجور ہی سے ہوتا ہے۔ و اذا اردنا ان نهلک قریة (الآیة) ان آیتوں کے مصداق امم ماضیہ قوم ثمود عاد وسبا اور شداد و نمرود پر ایک نظر کرنی چاہیے۔

عادۃ اللہ ہے کہ: ان اللّٰہ لیملی الظالم فاذا اخذهٗ لم یفلته انّ بطش ربک لشدید

حلم حق باتو مواساہا کند چوں تو از حد بگذری رسوا کند

ذلک الخزی العظیم... اللہ تعالیٰ نے پاکستان پر اپنے حتمی وعدہ سے زائد فضل فرمایا۔ جبکہ بانی پاکستان اور ارباب لیگ باوجود کامل مسلمان و متقی نہ ہونے کے صرف اس وعدہ پر کہ قرآن و سنت کے قوانین جامعہ ہمارے پاکستان کا قانون ہوگا۔ اس وعدہ پر رحمت و فضل کا خزانہ کھول دیا۔ اور پاکستان بن گیا۔ کیونکہ نیة المؤمن خیر من عمله۔ مگر چوبیس سالوں تک قرآن و حدیث کے قوانین جامعہ کو نافذ نہیں کیا گیا۔ اور مغربی مہلکہ مغضوبہ قوانین تہذیب و تمدن اور معاشرت کو پسند کرتے رہے۔ اور ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کے بموجب اب وہ منظر ہے کہ اذا اخذه لم یفلته کا وبال بھگتنا پڑ رہا ہے۔ قریبی دوست جانی و مالی دشمن ہو گیا۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا اس کی ہجو کرنے لگتا ہے۔

(۸)

(الحق کی تڑپ)

۵/اپریل ۱۹۷۹ء مولانا محمد انور شاہ صاحبزادہ حضرت مولانا محمد اطہر علیؒ

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ مدیر الحق پشاور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ عرض یہ ہے کہ جامعہ امدادیہ کشور گنج اور اس کے بانی حضرت اطہر علی نور اللہ مرقدہ آپ کے پاس محتاج تعارف نہیں۔ ملکی حالات کے پیش نظر جامعہ کا باقاعدہ سلسلہ تعلیم بند رہنے کے بعد گزشتہ سال سے بحمد للہ پھر اپنے سابقہ روایات کی طرف گامزن ہو چکا ہے۔ آپ کا مؤقر ماہنامہ ''الحق'' قیام بنگلہ دیش کے قبل باقاعدہ ہمارے عظیم الشان دار المطالعہ میں آتا تھا جس سے بے شمار اہل ذوق علمی اور ادبی پیاس بجھاتے تھے۔ اس وقت ہم دار المطالعہ کو پھر منظم کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا عرض ہے کہ براہ مہربانی آپ اپنے گرانمایہ پرچہ کو ہمارے دار المطالعہ کے نام جاری فرما کر اس کے بلند پایہ دینی و علمی مضامین سے مستفید ہونے کا موقع بخشیں۔ اگر بنگلہ دیش میں آپ کا کوئی ایجنٹ ہو تو ان کو مطلع فرماویں تا کہ ارسال میں سہولت ہو۔

شکریہ والسلام ابن الاطہر (محمد انور شاہ) نائب مہتمم جامعہ امدادیہ

(۹)

۸/جنوری ۱۹۸۰ء (الحق ملا، بیکراں مسرت ہوئی جیسا کہ طویل مدت سے بچھڑے ہوئے اچانک مل گئے)

محترم مولانا صاحب زید مجدکم۔ مدیر ماہنامہ الحق پشاور، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا مؤقر ماہنامہ الحق موصول ہو کر انتہائی فرحت و بیکراں مسرت کا باعث بنا، ایسی مسرت جس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس سے طویل مدت سے بچھڑے ہوئے کوئی دوست اچانک گلے مل

رہا ہو۔ آپ کا یہ ہدیہ نہایت قابل قدر ہے کہ آپ نے اس بلند پایہ علمی دینی رسالہ کو جامعہ کے دارالمطالعہ کے لئے جاری فرمایا جس کے لئے تمام کارکنان جامعہ تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ محترم مولانا! اس دور قحط الرجال میں بقیۃ السلف اکابرین کا اس طور پر رحلت فرمانے سے واقعی ہم یتیم ہو گئے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اس پرفتن زمانے میں اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی روحانی فیوضات میں بہرہ اندوز فرمائیں۔ تاکہ ان کی دلی امنگوں کے مطابق ان کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہونچا سکیں۔ بحمد اللہ دو سال کی قلیل مدت میں محض اللہ کے فضل و کرم و بزرگوں کی روحانی فیوضات خصوصاً بانی جامعہؒ کے فیض کے وسیلہ سے جامعہ اپنی ساتھ عظیم روایات پر گامزن ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ اسے مزید ترقی عطا فرمائے۔ اللہ ہمیں خدمت دین کے لئے قبول فرمائیں۔

والسلام: محمد انور شاہ بن الاطہرؒ نائب مہتمم الجامعۃ امدادیہ

☆☆☆

میاں محمد اظہر۔ گورنر پنجاب

(والد کی تعزیت پر شکریہ)

۱۰ مئی ۱۹۹۲ء

محترم سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ، میرے والد بزرگوار کی رحلت پر آپ نے جن تعزیتی احساسات کا اظہار فرمایا ہے، میں اس ہمدردی کیلئے آپ کا بے حد ممنون ہوں۔ دعا کیجئے کہ اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے۔ والسلام محمد اظہر

☆☆☆

اعجاز احمد خان سنگھانوی[۱]

(۱)

۱۶ جون ۱۹۷۳ء (فرق باطلہ کو ناصحانہ انداز میں بے نقاب کیا جائے الحق ناصحانہ مشفقانہ اور اصلاحی ہے)

باسمہ تعالیٰ سبحانہ

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجد کم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد سلام مسنون عرض خدمت۔ آپ کا گرامی نامہ معہ مطلوبہ رسالوں کے ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اس کے بعد خط کا جواب بھی موصول ہو گیا۔ علمی و تقریری جواہر پارے نایاب ہو چکے ہیں آئندہ ایڈیشن نظر ثانی کے بعد طبع ہو گا اسی میں شاہ جی کی تقریر بھی درج کر دی جائے گی۔ تاکہ کتاب ہر اعتبار سے مکمل ہو جائے۔ دیگر آنکہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے بارے میں ۱۲۸ صفحات کا کتابچہ تیار کیا گیا ہے۔ آپ کی خدمت میں

---

[۱] قابل فاضل مصنف اور مقالہ نگار

برائے تبصرہ عنقریب روانہ کردیا جائے گا۔آپ ہراعتبار سے اس پررائے زنی فرمائیں۔تاکہ خامیوں کی صحیح نشاندہی ہواور آئندہ ایڈیشن میں ترمیم کردی جائے۔

عرض یہ ہے کہ شیعہ، قادیانی، پرویزی، دیندارانجمن، اہل بدعات، ملحدین وسوشلزم کا پرچار کرنے والوں کے بارے میں تحقیقی، مشفقانہ اور ناصحانہ انداز میں مضامین کی اشاعت کی جائے تاکہ لوگوں کوان گمراہوں کی گمراہی کا پتہ لگ سکے۔ ہر چیز بحوالہ ہونیز مجادلانہ طرز نہ ہو۔اس سلسلہ میں حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری صاحب، مولانا منظورنعمانی صاحب، مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب، مولانا ظفر احمد عثمانی دامت برکاتہم کی کتب سے اقتباسات، خلاصہ جات یا مضامین لئے جائیں۔ مقصد یہ ہے کہ ہم ان کی تلبیس کا پردہ جب تک چاک نہیں کریں گے یہ پھیلتے چلے جائیں گے۔

جھگڑالوانداز تو اس دور میں مناسب نہیں ہے لیکن معلوماتی انداز ضرور فائدہ مند ہوسکتا ہے۔ویسے بھی بحمداللہ آپ کے رسالہ کا انداز ناصحانہ، مشفقانہ اور اصلاحی ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے مرحوم اکابر حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ اور دیگر بزرگوں کے کمالات اور خوبیوں پر مضامین شائع کئے جائیں تاکہ لوگ ان کی طرف بڑھیں اور حقیقت حال سے واقف ہوں امید ہے کہ چند کلمات طبع نازک پر گراں نہ ہوں گے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت اقدس میں سلام مسنون عرض فرمائیں اور دعائے خیر کی درخواست پیش فرمادیں۔

مولانا شیر علی صاحب، ناقل تقریر شاہ جی کی خدمت میں سلام مسنون۔ آپکے دفتر کے تمام شرکاء کار کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

رسالوں کے پیسےاور لفافہ اور ڈاک خرچ کے مبلغ ایک روپیہ ساٹھ پیسے ۶۰/۱ کے ٹکٹ اس خط کے ہمراہ ارسال ہیں۔

فقط والسلام مع الاکرام اعجاز احمد سنگھانوی ۶۸۲ ر بی کورنگی کالونی کراچی نمبر ۳۱

(۲)

۲۲ امئی ۱۹۷۹ء (مولانا عبدالعزیز میمن کے بارہ میں ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کا مضمون بعض تسامحات)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد سلام مسنون، بعد تعظیم مسنون وبالف تکریم ممنون، عرض خدمت اینکہ ماہنامہ الحق ماہ جنوری ۱۹۷۹ء جلدنمبر۱۴ شمارہ نمبر۴ میں مولانا عبدالعزیز میمن کی یاد میں از ڈاکٹر عبداللہ چغتائی صاحب والامضمون پڑھا دل بہت خوش ہوا۔مولانا میمن مرحوم ایک واسطہ سے میرے بھی استاذ تھے۔ ایک مرتبہ زیارت وشرف ملاقات بھی حاصل ہوا۔ مرحوم علوم ادب کا جیتا جاگتا انسائیکلوپیڈیا تھے۔اللہ مرحوم کو درجات قرب عطافرمائے۔آمین

اور کچھ ڈاکٹر صاحب سے تسامح ہوا ہے۔الحق ص ۳۷ ماہ جنوری ۱۹۷۹ء ''وہ خاندانی طور پر حضرت اسماعیل شہیدؒ کے حقیقی عزیز تھے یعنی مولانا عبدالحئی حسنی لکھنویؒ ناظم ندوۃ العلماء''

حالانکہ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے اور نسلاً فاروقی ہیں۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب ''تذکرہ علماء حق'' جلد اول۔ حضرت مولانا عبدالحئی حسنیؒ صاحب حضرت سید احمد شہید بالاکوٹ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تراجم علمائے حدیث ہند ص ۵۰۳،۔۔۔ابویحییٰ امام خان نوشہروی، مولانا محمد یوسف صاحب امیر تبلیغی جماعت کا انتقال لاہور میں ہوا اور دہلی میں دفن ہوئے۔دہلی میں وصال کی بات غلط فہمی پر مبنی ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ جملہ ادارہ ومتعلقین کو سلام مسنون۔ فقط والسلام اعجاز احمد خان سنگھانوی۔

(۳)

۱۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء باسمہ تعالیٰ سبحانہ (الحق دینی جرائد میں صف اول کا رسالہ O گویا تخت وتاج آ گیا ہے)

بخدمت محترم المقام مولانا محمد سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد سلام مسنون عرض خدمت اینکہ کرم گستری کا انتہائی ممنون ہوں۔ آپ نے دوبارہ زحمت فرما کر مطلوبہ رسالے ارسال فرمائے جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

خوش قسمتی سے جلد نمبر ۱۳ کا نمبر ۲ دستیاب ہو گیا۔ اور بقیہ رسائل جو زائد ارسال فرما دیئے گئے تھے۔ بواپسی ڈاک ارسال ہیں۔ میرے پاس زائد ہو گئے تھے جلد نمبر ۱۰ کا نمبر ۱۰، ۱۱ میں نے رکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین اجر عطا فرمائے اور رسالے کو ترقی کی مزید توفیق ارزانی حاصل ہو۔

پاکستان کے دینی جرائد میں صف اول کا رسالہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کی شان وعظمت کو مزید دوبالا فرمائے۔ آمین۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک رسالہ پڑھ نہیں لیتا ایک پیاس سی محسوس ہوتی ہے۔ ایک کمی معلوم ہوتی ہے کہ کوئی چیز گم ہو گئی ہے اور جب رسالہ انتظار بسیار کے بعد ہاتھ آ جاتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے پاس تخت وتاج آ گیا ہے، میری خوشی بیکراں ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو جو حق کی راہ دکھانے والا ہے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث دامت فیوضہم کی خدمت میں سلام مسنون اور جملہ احباب و متعلقین کو سلام مسنون معروض ہو۔

والسلام: اعجاز احمد خان سنگھانوی

(۴)

۳۱ مئی ۱۹۷۹ء (تذکرہ علماء حق جلد اول O الحق کیلئے مضامین)

۸۲ ۶ ر بی حضرت عثمان غنی روڈ کورنگی ٹاؤن شپ کراچی نمبر ۳۱، بجواب حوالہ نمبر ۹/۵۱۸/۷ ۲۳/۵

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت فیوضہم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ: بعد سلام مسنون، بعد تعظیم مسنون و بالف تکریم ممنون عرض خدمت آنکہ گرامی نامہ باعث سرفرازی ہوا، یاد فرمائی کا شکرگزار ہوں۔ آپ نے اس عاجز کے کالے حروف کی قدر افزائی فرمائی جس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پچھلے والا نامہ میں بھی آپ نے مضمون کے بارے میں حکم دیا تھا اب مزید حکم نامہ پہنچا لیکن میں شرمندہ ہوں کہ آپکے معیاری اور ادبی وعلمی پرچہ میں مجھ جیسے ہیچمدان کا مضمون کیا اچھا لگے گا۔

بہرحال سر تسلیم خم ہے انشاء اللہ کوشش کرونگا کہ جلد از جلد آپکی خدمت میں کوئی نہ کوئی مضمون ارسال کر دونگا۔ دیگر یہ کہ آپکی خدمت میں "تذکرہ علماء حق" جلد اول ماہ جون کے اوائل میں انشاء اللہ روانہ کر دوں گا، جلد دوم زیر قلم ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آن موصوف کو صحت وعافیت سے تادیر سلامت رکھے اور آن محترم کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رہے آمین۔ حضرت سے میرے لیے دعا کی درخواست فرمائیں، میری طرف سے آپکو اور جملہ اساتذہ حاضرین مجلس اور احباب وخدام دارالعلوم کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ والسلام اعجاز احمد سنگھانوی

(۵)

۱۸ اپریل ۱۹۸۱ء (مولانا عبداللطیف ناظم مظاہر علوم پر مضمون)

بخدمت حضرت محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم السامی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! بعد سلام مسنون، بعد تعظیم مسنون

وبالف تکریم ممنون عرض خدمت ہے اینکہ میں نے حضرت مولانا سید عبداللطیف صاحبؒ ناظم مظاہر علوم سہارنپور کی زندگی پر ایک مضمون تحریر کیا ہے اگر آپکے علمی اور ادبی ماہنامہ میں اسکی اشاعت ہو سکے تو بواپسی ڈاک مطلع فرمائیں تا کہ مضمون آپ کی خدمت میں ارسال کر دیا جائے۔ نیز یہ کہ آپ اس مضمون کو کب تک چھاپیں گے تا کہ میں بار بار خط لکھ کر آپ کو پریشان نہ کروں۔ جملہ اساتذہ اور حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم اور حاضرین مجلس کی خدمت میں سلام مسنون۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری کے بھائی جناب نعمت اللہ قادری صاحب مرحوم بس کے ایکسڈنٹ میں زخمی ہوئے اور ہسپتال میں بے ہوش تھے پھر ہوش آیا اس کے بعد انتقال فرما گئے۔ مرحوم کتابوں کے بڑے تاجر تھے۔ ان کی مغفرت کی دعا فرمائیں۔ فقط والسلام،

اعجاز احمد خان سنگھانوی ۶۸۲ ربی حضرت عثمان غنیؓ روڈ کورنگی ٹاؤن شپ کراچی نمبر ۳۱

(۶)

۱۹ صفر ۱۴۰۲ھ (دیوبند کی گردش پر اداریہ O مولانا مدنی کا سوز دل پر مبنی تقریر O مصائب نبوی پر کتاب)

بخدمت محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم السامی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد سلام مسنون، بعد تعظیم مسنون وبالف تکریم ممنون، عرض خدمت اینکہ میں اس بات کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں کہ آپ نے ہیچمدان کو اپنے عظیم علمی اور دینی ماہنامہ میں اہل علم حضرات کے ساتھ شریک ہونے کی سعادت عنایت فرمائی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء، آپ نے دارالعلوم دیوبند کی گردش کا ذکر اداریہ میں فرمایا ہے یہ بروقت آواز ہے اور آج کل دارالعلوم دیوبند کے منتسبین و متعلقین پریشان ہیں۔ دارالعلوم کراچی میں حضرت مولانا عبدالحیٔ دائمی ناظم کتب خانہ دارالعلوم کراچی کے ذاتی کتب خانہ میں "القاسم" کے پرانے پرچے دیکھ رہا تھا کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کی تقریر مل گئی میں نے نقل کر لی۔ اب آپکی خدمت میں ارسال ہے اسے فوری طور پر الحق میں شائع فرماویں تا کہ حضرت شیخ کی نصیحت اور سوز دل کے الفاظ سے اصلاح کا پہلو نکل آئے۔ کئی ماہ قبل کسی صاحب نے معلوم کیا تھا کہ مصائب سرور کونین حضرت محمد مصطفی ﷺ پر کوئی کتاب کا نام بتائیں۔ مصائب سرور کونین حضرت محمد ﷺ پر مستقل کتاب مفتی ظفیر الدین صاحب کی ہے اور اسے ندوۃ المصنفین نے دہلی سے شائع کیا ہے۔ میری طرف سے حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون۔ جملہ اساتذہ اور متعلقین کو سلام مسنون۔ فقط والسلام اعجاز احمد خان سنگھانوی ۶۸۲ ربی حضرت عثمان غنیؓ روڈ کورنگی ٹاؤن کراچی نمبر ۳۶

(۷)

۲۴ جنوری ۱۹۸۴ء (حضرات اکابر پر سوانحی مضامین)

باسم تعالیٰ سبحانہ

بخدمت محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: بعد سلام مسنون بعد تعظیم مشحون وبالف تکریم عرض خدمت ہیں اگر مناسب سمجھیں اور آپکے رسالہ کے معیار کے مطابق ہوں تو شائع فرمادیں۔ ورنہ تلف کرنے کا پورا اختیار ہے۔ مندرجہ ذیل شخصیات کی بابت یہ مضامین تحریر کئے ہیں۔ (۱) حضرت مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ (۲) حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ (۳) حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

انکے علاوہ مندرج ذیل حضرات کی بابت بھی مضامین تیار ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو مطلع فرمائیں تا کہ ارسال خدمت کر دوں ورنہ البلاغ کراچی، الرشید ساہیوال، خدام الدین لاہور، یا ترجمان اسلام لاہور میں بھیج دونگا آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔ (۱) حضرت مولانا

محمد یوسف بنوریؒ (۲) حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ (۳) حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ (۴) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ (۵) حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسریؒ (٦) حضرت مولانا عبدالرحمان میانویؒ (۷) حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ (۸) حضرت مولانا عبدالرشید طالوتؒ میری طرف سے جملہ کارکنان مدرسہ ومتعلقان رسالہ الحق اور خاص طور پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض فرماویں۔اور دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکابر کے اسوۂ حسنہ پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بحرمۃ سید المرسلین

احقر الخلیقه بل لاشئی فی الحقیقه اعجاز احمد خان سنگھانوی

۶۸۲ ربی حضرت عثمان غنیؓ روڈ کورنگی ٹاؤن شپ

(۸)

(الحق کے مضامین کی علمیت اور گہرائی کرنے نہ دیں O ریڈیو کے ایجاد پر استفتاء اور مفتی کفایت اللہ کا فقیہانہ جواب O مولانا قاسمؒ کا قول کہ حاجی امداد اللہؒ علم میں بڑے ہیں اور ہماری معلومات زیادہ ہیں)

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زاد مجدکم العالی (مدیر ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد سلام مسنون وبعد الف تکریم ممنون، عرض خدمت آں کہ فدوی کے پاس ''الحق'' کی جلد اول کے چھ رسالے (اول تا ششم) نہیں ہیں اگر دفتر میں ہوں ارسال فرماویں۔(بقیہ اج تک تمام فائلوں کو مجلد کرالیا ہے)

دوسری بات یہ کہ حضرت امیر شریعتؒ کی تقریر دو عدد درکار ہیں انہیں بھی ارسال فرماویں۔سوم یہ کہ احقر نے مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی مدظلہ کے حالات زندگی تحریر کئے ہیں اگر ارشاد فرمائیں بھیج دیئے جائیں گے۔آخری گزارش ''الحق'' کے بارے میں یہ ہے کہ رسالہ کا معیار تھوڑے عرصہ سے گر رہا ہے۔ لمبے لمبے مضامین تو بہت سے شائع ہونے لگے لیکن علمی مضامین کا فقدان ہوتا جارہا ہے۔چند نئے لکھنے والے حصہ لے رہے ہیں ان کا بھی حق ہے لیکن اتنا بھی نہیں کہ رسالہ کی افادیت محدود ہوکر رہ جائے۔پچھلے چند سالوں میں محققین علماء کے مضامین میں جو علمیت اور گہرائی تھی وہ ان لمبے چوڑے مضمون میں کہاں۔میں نے کچھ عرصہ قبل اپنے ایک فاضل دوست کو ''الحق'' کی فائلیں دکھائی تو وہ بہت خوش ہوئے اور خوب داد دی۔اس کے مضامین کی علمیت اور اختصار سے بہت متاثر ہوئے۔اور ان کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔مضمون طویل ہوتا جارہا ہے جسکی معذرت طلب ہے لیکن حقیقت کا اظہار بھی ضروری ہے۔

ایک واقعہ ہے کہ جب ریڈیو ایجاد ہو کر آیا تو علماء کے پاس فتویٰ آیا کہ اس پر پروگرام سننا جائز ہے یا ناجائز۔جس عالم کے پاس فتویٰ جاتا وہ مختلف اقوال درج کر کے دوسرے عالم کے پاس بھیج دیتا۔یہاں تک کہ وہ فتویٰ مختلف راویوں کی ایک دستاویز بن گئی لیکن آخری فیصلہ پھر بھی نہ ہوسکا آخر دہلی میں مدرسہ امینیہ کے پتہ پر حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب قدس سرہ کے پاس بھیجا گیا۔حضرت مفتی صاحب نے ان سب رایوں کا مطالعہ فرمایا اور اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا (ہوسکتا ہے الفاظ کچھ اور ہوں لیکن الحمدللہ مضمون محفوظ ہے) ''جس چیز کا ریڈیو کے علاوہ سننا جائز ہے اسکا ریڈیو پر بھی سننا جائز ہے اور جس چیز کا ریڈیو کے علاوہ سننا ناجائز ہے اسکا ریڈیو پر بھی سننا ناجائز ہے'' جب علماء نے اس رائے کا مطالعہ فرمایا تو پھڑک گئے اور حضرت مفتی صاحبؒ کی فقیہانہ شان کی کافی داد دی۔

علمیت اور معلومات میں بہت فرق ہے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے جب کسی نے پوچھا کہ حاجی امداد اللہ صاحبؒ زیادہ بڑے عالم

ہیں یا آپ۔

حضرت نانوتویؒ نے بہت اچھا جواب دیا آپ نے فرمایا کہ حاجی صاحب علم میں بڑے ہیں اور ہماری معلومات زیادہ ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ علم اور شئی ہے اور معلومات اور چیز۔ "الحق" میں معلومات تو بہت ہی شائع ہو رہی ہیں لیکن علم کے اعتبار سے بہت کمی آچکی ہے جس کی شکایت ہے۔ امید ہے کہ یہ رائے بار خاطر نہ ہوگی اور اگر بات صحیح ہے تو اصلاح کی ضرورت ہے اور غلط ہے تو خاموشی بہتر ہے۔

فقط والسلام: اعجاز احمد خان سنگھانوی ۶۸۲ ر بی گلستان کورنگی کالونی کراچی نمبر ۳۱ مغربی پاکستان

☆☆☆

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) اعجاز احمد شاہ[1] ہوم سیکرٹری پنجاب

(رفیقۂ حیات کی تعزیت)

۲۲ر جنوری ۲۰۰۱ء

محترم مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی رفیقۂ حیات کی اچانک وفات کی خبر سُن کر مجھے دلی صدمہ ہوا۔ رنج وغم کے ان کٹھن لمحات میں، میں آپ کے ساتھ ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت آپ کی اہلیہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے اہل خانہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین! خیر اندیش

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) اعجاز احمد شاہ ہوم سیکرٹری پنجاب

☆☆☆

اعجاز احمد قریشی۔ چیف سیکرٹری صوبہ سرحد

(بیٹی کی شادی پر مبارکباد)

Maulana Samiul Haq, Darul Uloom Haqania, Akora Khattak District Nowshera

Hearty congratulation on the wedding of your daughter (.) I wish and pray for the happiness of the couple in the coming years.

Ejaz Ahmad Qureshi

---

[1] جنرل پرویز مشرف کے معتمد ہوم سیکرٹری پنجاب، بعد میں اسلام آباد میں ایم آئی (ایجنسی کے سربراہ)

محمد اعجاز الحق[1] راولپنڈی اسلام آباد

(۱)

۲۱ ستمبر ۱۹۸۸ء　(تعزیت کا شکریہ O اسلامی اقدار اور اسلام کے سلسلہ میں اعانت ورہنمائی کا اعتراف)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میرے والد بزرگوار کی اندوہناک وفات کے موقع پر آپ نے جن جذبات کا اظہار فرمایا ہے میں اور میرے اہل خاندان ان کی دل سے قدر کرتے ہیں اور آپکا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اسلامی اقدار کے حوالے سے آپ کے روابط میرے والد مرحوم سے انتہائی قریبی رہے ہیں ملک میں نظام اسلام کی ترویج وترقی میں آپ نے جس طرح میرے والد مرحوم کی اعانت وراہنمائی فرمائی، اس کیلئے میں آپ کا بے حد ممنون ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اس کا اجر دے۔

آمین　والسلام آپکا شکرگزار اعجاز الحق، ڈاکٹر انوار الحق

(۲)

(صدر ضیاء الحق شہید یوم شہادت اور ملک وملت کیلئے خدمات O شہدائے بہاولپور کا معمول شہادت اجتماعات اسلام آباد)

مکرمی ومحترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ہمارے عظیم والد صدر جنرل محمد ضیاء الحق شہید کی پہلی برسی ۱۷ اگست کو ملک اور بیرون ملک منائی جارہی ہے، اس سلسلے کا سب سے بڑا اجتماع فیصل مسجد اسلام آباد میں منعقد ہورہا ہے۔ میری اور اہل خانہ کی خواہش ہے کہ آپ بطور خاص مرحوم کی دعائے مغفرت میں شرکت فرمائیں جو ۳ بجکر ۱ کا ون منٹ پر ہوگی۔　آپ کی شرکت کا متمنی اعجاز الحق

(۳)

محترمی ومکرمی سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم: امید ہے کہ آپ بخیریت ہونگے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے شہدائے بہالپور کی دوسری برسی ۱۷ اگست ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک منائی جارہی ہے۔ اس سلسلہ میں مرکزی اجتماع ۳ بجکر ۵۱ منٹ پر فیصل مسجد اسلام آباد کے احاطہ میں واقع جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے مزار پر منعقد ہوگا۔ گزشتہ سال کی طرح اس بار بھی شہید صدر کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے پاکستان کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے عوام شہید کے مزار پر حاضری دیں گے۔ میری اور ضیاء شہید کے دیگر اہل خانہ کی خواہش ہے کہ آپ بھی ایصال ثواب کی اس تقریب میں شرکت فرمائیں۔　والسلام: آپکا مخلص اعجاز الحق

(۴)

(افغانستان سے روسی افواج کی واپسی)

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپکو میرا عریضہ موصول ہو چکا ہوگا۔ حسب روایت ضیاء الحق شہید فاونڈیشن ۱۵ فروری کو افغانستان سے روسی افواج کی واپسی کی یاد میں ایک قومی کانفرنس کا اہتمام کررہی ہے۔ افغانستان، کشمیر، بوسنیا اور فلسطین میں خون مسلم کی ارزانی کے حوالے سے اس کانفرنس کا موضوع ہے۔

---

[1] جنرل ضیاء الحق شہید صدر پاکستان کے فرزند، وفاقی وزیر

ع　کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

امت مسلمہ کو ایک امید افزا پیغام دینے کیلئے اس کانفرنس میں ملک کے اہل علم و دانش کو دعوت خطاب دی گئی ہے۔ جسمیں آپکا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ کانفرنس ۱۵ فروری ۱۹۹۳ء ۲ بجے سہ پہر الحمرا ہال نمبر ۱ لاہور میں منعقد ہو رہی ہے۔ آپکی شرکت ہمارے لئے باعث افتخار ہوگی۔

والسلام　آپکا مخلص اعجاز الحق

(۵)

(جہاد افغانستان کی کامیابی سمرقند و بخارا سے نیا آفتاب ○ اسلام ایک نئی قوت متحرکہ اور ضیاء الحق کا خواب)

جہاد افغانستان کی کامرانی کے بعد سمرقند و بخارا کے افق سے ایک نیا آفتاب طلوع ہو چکا ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے جو خواب دیکھا تھا اور جس کی تعبیر کے لئے انہوں نے اپنے لہو کا نذرانہ پیش کیا تھا، آج اس کی عملی صورت گری ہو رہی ہے۔ اسلام ایک نئی قوت محرکہ کے طور پر ابھر رہا ہے اور عالم اسلام اپنی رگوں میں خون تازہ کی حدت محسوس کرنے لگا ہے۔

مشرق و مغرب میں ایک نئے دور کا آغاز ہو چکا ہے اور بزم جہاں کا انداز تبدیل ہو رہا ہے۔ ضیاء الحق شہید نے جس سپاہ کے ساتھ یہ معرکہ سر کیا، علماء و مشائخ اور اہل دانش اس کا ہراول دستہ تھے۔ آج بھی یہی اہل فکر و نظر، قوم کی راہبری کر سکتے ہیں۔

میں اس کانفرنس میں آپ کی شرکت کا شدت سے منتظر رہوں گا۔　　والسلام: مخلص محمد اعجاز الحق۔

پروگرام: ۱۵ اگست ۱۹۹۲ء بروز ہفتہ، اسلام آباد ہوٹل، اسلام آباد پہلی نشست ۹ بجے تا ۱ بجے سہ پہر

زیر صدارت: میاں محمد نواز شریف، وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان

دوسری نشست: ۳ بجے سہ پہر تا ۷ بجے شام

زیر صدارت: سردار محمد عبدالقیوم خان، وزیر اعظم آزاد جموں و کشمیر، فون نمبر برائے رابطہ ۵۸۵۲۶۶

(۶)

(افغانستان سے روسی افواج کی پسپائی کی یاد میں)

افغانستان　کشمیر　بوسنیا　فلسطین

ع "کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا"

قومی کانفرنس ــــــــ زیر اہتمام ــــــــ

ضیاء الحق شہید فاؤنڈیشن افغانستان سے روسی افواج کی پسپائی کی یاد میں 15 فروری 1993ء

2 بجے سہ پہر الحمرا ہال نمبر 1 لاہور

آپ سے شرکت کی استدعا ہے

ابتدائی کلمات　ڈاکٹر بشارت الٰہی۔　کلمات تشکر　محمد اعجاز الحق

مقررین:　جناب سردار محمد عبدالقیوم خان۔ جناب قاضی حسین احمد، جناب مولانا عبدالستار خان نیازی، جناب حکیم محمد سعید، جناب مولانا سینیٹر سمیع الحق، جناب لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) حمید گل، جناب قاضی عبداللطیف، جناب زیڈ اے سلہری، جناب اشفاق احمد، جناب پروفیسر مرزا محمد منور، جناب منیر الدین چغتائی، پروفیسر پریشان خٹک، جناب الطاف حسن قریشی، جناب مجیب الرحمان شامی، جناب عطاء الحق قاسمی　　منتظر: محمد اعجاز الحق

(۷)

(یوم شہادت اور ضیاء الحق کے خدمات)

مکرمی ومحترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے آپ بخیریت ہونگے اور سپریم کورٹ کے تاریخ ساز فیصلے کے بعد پاکستان کے عوام کی امنگوں کے مطابق قوم وطن کی خدمت کیلئے مصروف عمل ہونگے۔ میں یہ عریضہ ۱۷ اگست ۱۹۹۳ء کو شہدائے بہاولپور کی پانچویں یوم شہادت کے سلسلے میں ارسال خدمت کررہا ہوں۔ جیسا کہ آپ اچھی طرح آگاہ ہیں یہ دن ہماری قومی تاریخ میں اہم مقام حاصل کرچکا ہے اور ہر سال ۱۷ اگست کو فیصل مسجد کے احاطے میں جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے مزار پر جمع ہونے والا مرکزی اجتماع، پاکستان کے عوام کے تجدید عہد کی علامت بن گیا ہے۔ اب اس دن کا دائرہ، شخصی اور ذاتی حوالے سے بہت آگے نکل کر اسلام، پاکستان اور امت مسلمہ کے عظیم تر مقاصد کے ساتھ اظہار یکجہتی کی مناسبت سے خود روشن حوالہ بن گیا ہے۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے اسلامی احکامات کے نفاذ، نظریاتی اقدار کی سربلندی، قومی وملی مقاصد کی آبیاری، ملت اسلامیہ کی عظمت اور امت کی آبرو کیلئے جو کچھ کیا وہ ہماری تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ جہاد افغانستان اور جہاد کشمیر کیلئے شہید صدر کا کردار تاریخ عالم کا زرین باب بن چکا ہے۔ داخلی سیاسی بحران کے اس دور میں پاکستان کی سلامتی کے خلاف سرگرم عمل عناصر کی حوصلہ شکنی اور خارجی محاذ پر مسلمانوں کے وجود کو ختم کرنے کے درپے سامراجی قوتوں کو منہ توڑ جواب دینے کیلئے قومی شعور کا مظاہرہ ضروری ہے اور ۱۷ اگست کا دن اسی مناسبت سے قومی اہمیت کا حامل ہے۔

میں اس موقع پر حسب سابق فوراً خود آپ کی خدمت میں حاضری دیتا اور آپ کے تعاون سے عوام تک اپنا پیغام پہنچاتا، لیکن موجودہ سیاسی ماحول میں میرے لیے اسلام آباد سے زیادہ دیر تک باہر رہنا ممکن نہیں۔ اسلئے ۱۷ اگست کے پروگراموں بالخصوص مرکزی اجتماع فیصل مسجد میں زیادہ سے زیادہ افراد کی حاضری کو یقینی بنانے کیلئے آپ سے خصوصی سرپرستی اور تعاون کی درخواست ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری اس عرضداشت کو ضرور شرف قبولیت بخشیں گے۔ اس ضمن میں مقامی سطح پر ضیاء الحق شہید کے مداحوں کا بھرپور تعاون آپ کو حاصل رہے گا اور مجھے سے رابطے کی ضرورت محسوس فرمائیں تو میں خوشی محسوس کرونگا۔ والسلام: اعجاز الحق

(۸)

(شہدائے بہاولپور کا آٹھواں یوم شہادت)

جولائی ۱۹۹۶ء

محترمی ومکرمی جناب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور شہدائے بہاولپور کا آٹھواں یوم شہادت ۱۷ اگست ۱۹۹۶ء کو منایا جارہا ہے۔ یوم شہادت کا پروگرام ترتیب دینے کیلئے ایک خصوصی اجلاس ۳۰ جولائی بروز منگل صبح ۱۰ بجے لاہور پیلس ۱۴ بی ٹمپل روڈ نزد چوک صفانوالہ لاہور میں منعقد ہورہا ہے، جس کی صدارت سینٹر چوہدری شجاعت حسین کریں گے۔ اجلاس میں ارکان قومی وصوبائی اسمبلی اور ضیاء الحق فاؤنڈیشن کے عہدیدار شرکت کریں گے۔ برائے کرم اجلاس میں شرکت فرما کر اپنی تجاویز اور مشوروں سے نوازیں۔ آپ کی تشریف ہمارے لیے باعث عزت ہوگی۔ شکریہ منتظر اعجاز الحق

برائے رابطہ: ڈاکٹر محمد انوار الحق ۱۱۸ اے ٹمپل روڈ لاہور فون نمبر ۶۳۱۶۷۸۵-۰۴۲

(۹)

(پاکستان کے قیام کی گولڈن جوبلی)

اگست ۱۹۹۷ء

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے آپ بخیریت ہونگے۔ اس مرتبہ پاکستان کے قیام کی

گولڈن جوبلی اور شہدائے بہاولپور کا نواں یوم شہادت ساتھ ساتھ منائے جارہے ہیں۔ جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے پاکستان کی عزت وعظمت کیلئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور آج ان کا نام قومی خودی کے نگہبان کی حیثیت سے معروف ہے۔

ضیاء الحق شہید فاؤنڈیشن نے جس جذبہ حب الوطنی سے زبردست جوش وخروش کے ساتھ جمہوریت کی سربلندی اور نظریہ اسلام کے فروغ کیلئے سرگرم جدوجہد کی، اس پر صرف مجھے ہی نہیں ہر سچے پاکستانی کو فخر ہے۔ آپ کے جوش وعزم کو ملک کی تمام سیاسی قوتوں نے خراج تحسین پیش کی ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ فاؤنڈیشن ایک زندہ، متحرک اور پرعزم تنظیم بن چکی ہے جو ہر قومی مسئلے پر اسلام اور پاکستان کی خاطر میدان عمل میں اپنا کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے سانحہ ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کے بعد سے یوم شہدائے بہاولپور ہماری قومی تاریخ کی ایک زندہ اور تابندہ روایت بن چکی ہے، بیدار قوموں کی پہچان بھی ہے کہ وہ اپنے محسنوں کو یاد رکھتی اور وطن کی آبرو کیلئے جان دینے والوں کو کبھی فراموش نہیں کرتی۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے اسلامی احکامات کے نفاذ، نظریاتی اقدار کی سربلندی، قومی وملی مقاصد کی آبیاری، ملت اسلامیہ کی عظمت اور ملت کی آبرو کیلئے جو کچھ کیا وہ ہماری تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ جہاد افغانستان اور جہاد کشمیر کیلئے شہید صدر تاریخ عالم کا زرین باب بن چکا ہے۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے افغانستان ظلم واستعداد کے پنجے سے آزاد ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ کشمیر بھی بہت جلد بھارتی چنگل سے آزاد ہو جائے گا اور ہمیں سری نگر کی جامع مسجد میں نماز شکرانہ کا اعزاز حاصل ہوگا۔

اس عریضے کا مقصد یہ ہے کہ آپ آنے والے یوم شہدائے بہاولپور ۱۷ اگست ۱۹۹۷ء کیلئے اپنی تجاویز آراء اور مشوروں سے نوازیں۔ ماضی میں بھی آپ ہی کے جوش جذبہ سے یہ دن تزک واحتشام سے منایا جاتا رہا ہے اور اب بھی آپ ہی کے تعاون واشتراک سے یہ سب کچھ ممکن ہوگا۔ جہاد کشمیر کے فیصلہ کن مرحلے اور قومی وقار کی بحالی کی جدوجہد کے پیش نظر محب وطن قوتوں کی طرف سے بھرپور مظاہرہ خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ آپ تجاویز دیتے وقت اس نکتے کو خاص طور پر پیش نظر رکھئے کہ پاکستان کی گولڈن جوبلی کے حوالے سے اس سال شہدائے بہاولپور کی برسی کا خصوصی موضوع ہے "عظیم تر پاکستان" مجھے آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔ والسلام: آپکا مخلص محمد اعجاز الحق

(۱۰)

اگست ۲۰۰۱ء (شہید صدر کا جہاد افغانستان اور جہاد کشمیر میں تاریخی کردار)

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ میں یہ عریضہ ۱۷ اگست ۲۰۰۰ء کو شہدائے بہاولپور کے بارھویں یوم شہادت کے سلسلے میں ارسال خدمت کررہا ہوں۔ جیسا کہ آپ اچھی طرح آگاہ ہیں یہ دن ہماری قومی تاریخ میں ایک اہم مقام حاصل کرچکا ہے اور ہرسال ۱۷ اگست کو فیصل مسجد کے احاطے میں جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے مزار پر منعقد ہونے والا مرکزی اجتماع، پاکستانی قوم کے تجدید عہد کی علامت بن گیا ہے۔ اس دن کا دائرہ، شخصی اور ذاتی حوالے سے بہت آگے نکل کر اسلام، پاکستان اور امت مسلمہ کے عظیم مقاصد کے ساتھ اظہار یکجہتی کی مناسبت سے خود ایک روشن حوالہ بن گیا ہے۔

صدر جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے اسلامی احکامات کے نفاذ، نظریات اقدار کی سربلندی، قومی وملی مقاصد کی آبیاری، ملت اسلامیہ کی عظمت اور امت کی آبرو کیلئے جو کچھ کیا وہ ہماری تاریخ کا حصہ بن چکا ہے، جہاد افغانستان اور جہاد کشمیر کیلئے شہید صدر کا کردار تاریخ عالم کا زریں باب ہے۔ وطن کی مقدس سرحدوں کی حفاظت اور دفاع وطن کو ناقابل تسخیر بنانے کیلئے جنرل محمد ضیاء الحق نے جس عزم اور جرات سے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو پروان چڑھایا، وہ اب پوری قوم پر واضح ہوگیا ہے، اس حقیقت کا اعتراف ساری دنیا کرچکی ہے کہ صدر محمد

ضیاء الحق کی شہادت سے قبل ایٹمی پروگرام تکمیل کے سارے مرحلے طے کر چکا تھا اور پاکستان عملاً ایک ایٹمی قوت بن گیا تھا، اب اس قوت کا واضح اظہار بھی ہو چکا ہے اور پاکستان بفضل خدا دنیا کی ساتویں اور عالم اسلام کی اولین ایٹمی قوت بن چکا ہے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے بہت سی عالمی قوتیں پاکستان کے اسلامی تشخص کو نقصان پہنچانے کیلئے سرگرم ہو چکی ہیں، اس مقصد کیلئے جہاد، اسلامی عقائد اور دینی اقدار کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اس پس منظر میں یوم شہدائے بہاولپور کی اس سال کی تقریبات کا خصوصی موضوع ہے "پاکستان، اسلام کا قلعہ" براہ کرم اپنی آراء اور تجاویز دیتے وقت خصوصی موضوع کا خیال رکھیے۔

میں اس موقع پر حسب سابق خود آپ کی خدمت میں حاضری دینے کی پوری کوشش کروں گا لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ میں معروفیات کے باعث ہر جگہ اور ہر مقام پر نہ پہنچ سکوں اسلئے ۱۷ اگست کے پروگراموں بالخصوص مرکزی اجتماع فیصل مسجد میں زیادہ سے زیادہ افراد کی حاضری کو یقینی بنانے کیلئے آپ سے خصوصی سرپرستی اور تعاون کی درخواست ہے مجھے یقین ہے کہ آپ میری اس عرضداشت کو ضرور قبولیت بخشیں گے۔ اس ضمن میں مقامی سطح پر ضیاء الحق شہید کے مداحوں کا بھرپور تعاون آپ کو حاصل رہے گا اور مجھ سے رابطے کی ضرورت محسوس فرمائیں تو میں خوشی محسوس کروں گا۔ والسلام: آپکا مخلص محمد اعجاز الحق

(۱۱)

(اتحاد و یکجہتی کے حوالہ سے یوم شہادت)

مکرمی و محترمی جناب سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ! میری دعا ہے کہ آپ خیریت سے ہوں۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے ہر سال ۱۷ اگست کو شہدائے بہاولپور کی برسی منائی جاتی ہے، جس کا مرکزی اجتماع جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے مزار، فیصل مسجد اسلام آباد کے احاطے میں منعقد ہوتا ہے۔ اس سال بھی یہ دن "اتحاد و یکجہتی" کے خصوصی حوالہ کے ساتھ منایا جا رہا ہے۔ مرکزی اجتماع ۳ بجکر ۱۵ منٹ پر فیصل مسجد کے احاطہ میں منعقد ہوگا جس میں عمائدین شرکت فرمائیں گے اور قومی مسائل و مشکلات کے حوالے سے اتحاد و یکجہتی کی اہمیت کو اجاگر کریں گے۔ آپ کی سرپرستی اور مخلصانہ تعاون ہمیشہ میرے لئے قیمتی سرمایہ رہا ہے۔ گزشتہ کئی برسوں سے آپ نے برسی کے انتظامات اور دیگر امور میں جو تعاون فرمایا، میرے دل میں اس کی بے پناہ قدر و قیمت ہے اس سال بھی قومی تاریخ کے فیصلہ کن مرحلے کے باعث یوم شہدائے بہاولپور کی خصوصی اہمیت ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ اس ضمن میں حسب سابق ہماری سرپرستی فرمائیں گے اور ۱۷ اگست کو مرکزی اجتماع میں شرکت فرما کر قومی امنگوں کی ترجمانی فرمائیں گے۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔

آپ کا مخلص: اعجاز الحق

(۱۲)

(سسر کی وفات پر تعزیت)

۱۴ جولائی ۲۰۰۵ء

Maulana Mohd. Samiul Haq Darloom Haqania Akora Khattak,

Heart the said news of the father in law through is shocking indeed yet not new to human kind since its benth on this planet men is naturally bound to bove before the well of Almighty Allah the things one can do for deceqeds in Dua for resting there souls the internal

peace and len doing the same for all particularly for your father in law. Regards

Mod. Ijaz Ulhaq, Minister

(۱۳)

۲۸/ جولائی ۲۰۰۵ء

Excellencey, السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

I hope my letter finds you in the best of health. I am taking this opportunity to request for the participation of Senator Maulana Sami ul Haq, Chief of Jamiat Ulama-i-Islam and chairman standing committee on religious affairs. Maulana Samiul Haq has an excellent standing in Religious and political circles of Pakistan and supportive of the policies of the Kingdom of Saudi Arabia. Since other prominent Religious Leaders have been invited, he being amongst the prominent leader should also be invited.

The Government of Pakistan and I would kindly appreciate your kindness in extending the invitation to Maulana Sami Ul Haq for participation in the Rabita Alam-i-Islami Conference to be held from 6-8 August, 2005.

Thanking you Excellency for your kind consideration and I am looking forward to meeting with you in Makkah.

With my best wishes and regards,

yours sincerely,

(Muhammad Ijaz ul Haq)

(۱۴)

۳۱/ جولائی ۲۰۰۶ء

Maulana Sami-ul-Haq (Mohtamim Jamia Daral Uloom Haqqania)

Akora Khattak, Distt: Nowshera (NWFP)

My dear Maulana Sb, السلام علیکم

Thank you for your kind invitation to attend the function of Jamia Dar-ul-Uloom Haqqania, Akora Khattak on 23 July 2006. I am sorry I could not have the privilege of Participation, as I was not in Pakistan. I take this opportunity to wish you and the Dar-ul-Uloom all the best for the occasion. With regards. Yours Sincerely

(Muhammad Ijaz Ulhaq)

(۱۵)

جولائی ۲۰۰۶ء

(اسلام اور عصر حاضر کے چیلنج یوم شہادت کا موضوع)

مکرمی و محترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حسب سابق اس سال بھی جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے یوم شہادت کے حوالے سے ایک خصوصی سیمینار کا اہتمام کیا جارہا ہے جس کا عنوان ہے "اسلام اور عصرِ حاضر کے چیلنج" یہ سیمینار مورخہ 16 اگست 2006ء بروز بدھ 3 بجے سہ پہر ہوٹل ہالیڈے ان اسلام آباد میں منعقد ہوگا۔ آپ سے التماس ہے کہ اپنی مصروفیات میں کچھ وقت نکال کر اس سیمینار میں ضرور شرکت فرمائیں اور اپنے افکار عالیہ سے نوازیں۔ اگر آپ 17 اگست 2006ء بروز جمعرات فیصل مسجد کی دعائیہ تقریب میں بھی شرکت فرما سکیں تو میں بے حد مشکور ہوں گا۔

والسلام: آپکا مخلص محمد اعجاز الحق

(۱۶)

۱۵/ اگست ۲۰۰۶ء

Moulana Sami-ul-Haq,
Akora Khattak, Distt: Nowshera
My Dear Moulana Sb, السلام علیکم

Thank you for your kind invitation. As I shall be busy in connection with anniversary of Shuhda-e-Bahawalpur on 17 August, therefore I shall not be able to reach in time. I am however, grateful for the invitation and wish you and your students all the best. with regards.

Yours sincerely,(Muhammad Ijaz Ul Haq)

(۱۷)

(سعودی امیر عبدالعزیز بن عبداللہ الامیر کے اعزاز میں ظہرانہ)

In honour of H.E. Abdul Aziz Bin Abdullah Al-Ammar,

Deputy Minister for Islamic Affairs, Kingdom of Saudi

Arabia and accopanying delegation.

Mr. Mohammed Ijaz ul Haq

Minister for Religious Affairs, Zakat & Ushr

requests the pleasure of the company of

Mr Maulana Sami ul Haq
at Dinner
on Thuesday the 6.2.2007 at 2000 hrs
at Marriott Hotel, Islamabad

R.S.V.P 9206018 9214856

(۱۸)

۲۰۰۷ء (ملت اسلامیہ کیلئے ضیاء الحق کا تاریخ ساز کردار O قومی یکجہتی پر سیمینار)

مکرمی ومحترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے۔ جیسا کہ آپ بخوبی آگاہ ہیں 17 اگست کا دن شہدائے بہاولپور کی یاد کی مناسبت سے ہر سال اس عزم کے ساتھ منایا جاتا ہے کہ ہم اسلام، پاکستان اور امت مسلمہ کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں بروئے کار لاتے رہیں گے۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے زندگی بھر اپنے آپ کو اسلامی تعلیمات کے نفاذ، نظریاتی اقدار کی سربلندی، ایٹمی پروگرام کی تعمیر و تشکیل، جہاد افغانستان اور جہاد کشمیر کی کامیابی کے لئے وقف کئے رکھا اور اسی راہ میں اپنی جان بھی قربان کر دی۔ ملت اسلامیہ کی عظمت وشوکت کیلئے جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے تاریخ ساز کردار کی وجہ سے پورا عالم اسلام آج بھی ان کی کمی محسوس کرتا اور ان کا تذکرہ عزت واحترام کے ساتھ کرتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام کی شہید جرنیل سے عقیدت وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ کم ہونے کے بجائے اور زیادہ گہری ہوئی ہے۔ احباب کی مشاورت سے طے پایا ہے کہ سابقہ روایات کے مطابق اس مرتبہ بھی 17 اگست کو جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے مزار پر دعائیہ تقریب اور قومی راہنماؤں کا خطاب ہوگا۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ 16 اگست کو اسلام آباد میں "قومی یکجہتی اور مفاہمت۔۔۔ وقت کا تقاضا" کے موضوع پر ایک قومی سطح کے سیمینار کا انعقاد کیا جائیگا، جس میں پاکستان کے اہم راہنما اور علماء ومشائخ خطاب فرمائیں گے۔ آپ سے التماس ہے کہ آپ گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی شہدائے بہاولپور کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے 16 اگست کو قومی سیمینار اور 17 اگست کو قرآن خوانی اور دعا میں شرکت کے لئے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسلام آباد تشریف لائیں۔ ہم آپ کے بے حد شکر گزار ہوں گے۔ والسلام: (محمد اعجاز الحق، ڈاکٹر محمد انوار الحق)

(۱۹)

(پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ O قائم کمیٹی سینٹ برائے مذہبی امور کا مضبوط سٹینڈ "حاشیہ پر")

داخلہ کی[۱] سٹینڈنگ کمیٹی نے پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کی مخالفت کی ہے، آپ آج پُر زور طور پر حمایت کا اعلان کر دیں تا کہ اخبار میں آجائے۔

(۲۰)

اگست ۲۰۰۸ء

مکرمی ومحترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے۔ جیسا کہ آپ بخوبی آگاہ ہیں ۱۷ اگست کا دن شہدائے بہاولپور کی مناسبت سے ہر سال اس عزم کے ساتھ منایا جاتا ہے کہ ہم اسلام، پاکستان اور امت مسلمہ کے لیے اپنی

---

[۱] سینٹ کے سٹینڈنگ کمیٹی برائے مذہبی امور واقلیتی امور کے چیئرمین کے حیثیت سے کمیٹی کے اجلاس کے دوران برادرم اعجاز الحق صاحب نے ایک چٹ کے ذریعہ توجہ دلادی۔ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے پر احتجاج کا سلسلہ جاری تھا، ہماری کمیٹی نے اسے بحال کرنے پر زور دیا۔ دوسرے دن مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین نے اسلام آباد میں میرے رہائش گاہ پر آ کر اس کی پرزور تائید کی، خود بھی اس کے حق میں سٹینڈ لیا۔ (س)

تمام تر توانائیاں بروئے کار لاتے رہیں گے۔صدر جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے زندگی بھر اپنے آپ کو اسلامی تعلیمات کے نفاذ، نظریاتی اقدار کی سربلندی، ایٹمی پروگرام کی تعمیر وتشکیل، جہاد افغانستان اور جہاد کشمیر کی کامیابی کے لئے وقف کئے رکھا اور اسی راہ میں اپنی جان بھی قربان کردی۔ملت اسلامیہ کی عظمت وشوکت کیلئے جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے تاریخ ساز کردار کی وجہ سے پورا عالم اسلام آج بھی ان کی کمی محسوس کرتا اور ان کا تذکرہ عزت واحترام کے ساتھ کرتا ہے۔اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام کی شہید جرنیل سے عقیدت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کم ہونے کی بجائے اور زیادہ گہری ہوئی ہے۔احباب کی مشاورت سے طے پایا ہے کہ سابقہ روایات کے مطابق اس مرتبہ بھی ۱۷/اگست ۲۰۰۸ کو جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے مزار پر دعائیہ تقریب اور قومی راہنماؤں کا خطاب ہوگا۔یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ ۱۷/اگست کو دن ۱۱ بجے ایک قومی سطح کے سیمینار کا انعقاد کیا جائیگا جس میں پاکستان کے اہم راہنما اور علماء ومشائخ خطاب فرمائیں گے۔آپ سے التماس ہے کہ آپ گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی شہدائے بہاولپور کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ۱۷/اگست ۲۰۰۸ کو قومی سیمینار، قرآن خوانی اور دعا میں شرکت کے لئے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسلام آباد تشریف لائیں۔ہم آپ کے بے حد شکر گزار ہوں گے۔

والسلام: (محمد اعجاز الحق، ڈاکٹر محمد انوار الحق)

☆☆☆

اعجاز فاروق اکرم

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

۲۸ ستمبر ۲۰۰۴ء (مجلہ التحقیق کی اشاعت کا عزم عربی زبان وادب کی خدمت)

مکرمی ومحترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ! اُمید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔فیصل آباد میں شعبہ عربی گذشتہ ۱۹ سالوں سے علمی، تحقیقی اور تدریسی سرگرمیوں میں معروف ہے۔الحمدللہ یونیورسٹی کے قیام کے بعد یہ امکانات پیدا ہوئے کہ مجلہ التحقیق کی اشاعت کا عزم کیا جا سکے۔اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے اس مشکل کام کا عزم کیا اور اُسکے فضل واحسان سے اس میں پہلا قدم اُٹھانے میں کامیاب ہوئے۔اس غیر علمی اور خالص کاروباری شہر اور غیر تحقیقی ماحول میں یہ پہلی سرگرمی ہے جو منظر عام پر آئی ہے۔ہم اللہ رب العزت کے حضور سربسجود ہیں کہ اس نے ہم عاجزوں کو عربی زبان وادب کی خدمت کی کچھ نہ کچھ توفیق سے نوازا۔

یہ مجلہ آپکی خدمت میں پیش ہے۔یقیناً یہ اُس معیار کا حامل نہیں ہوگا جو بلند پایہ اہل علم وتحقیق کی نگاہ میں ہوتا ہے۔تاہم یہ ایک ایسی کاوش ضرور ہے جسکی حوصلہ افزائی، پذیرائی اسکے تسلسل اور عزم کو مصمم بنانے کے لیے معاون ثابت ہوگی۔آپکی خدمت میں درخواست گذار ہوں کہ ہماری اغلاط کوتاہیوں اور خامیوں کی نشاندہی بھی فرمائیے۔ہماری حوصلہ افزائی اور راہنمائی بھی فرمائیے۔آپکے قیمتی لمحات میں سے چند کلمات ہمارے لیے مفید بھی ثابت ہونگے اور راہنما بھی۔!اگر حوصلہ افزائی نہ بھی ہو تو بھی ہم آپکے تجزیئے اور تجاویز کا خیر مقدم کریں گے، میں منتظر رہوں گا۔آپکا بے حد شکریہ! احترامات کے ساتھ

اعجاز فاروق اکرم رئیس قسم اللغۃ فیصل آباد

مولانا محمد اعظم ۔ فاضل حقانیہ حسن ابدال
(ناظم مولانا سلطان محمود کے خدمات)

محترم المقام واجب الاحترام استاذی المکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم وآداب: اخبار میں حضرت مولانا سلطان محمود صاحب کی وفات کی خبر پڑھ کرنہایت گہرا صدمہ پہنچا۔ ہم آپکے ساتھ شریک غم ہیں، حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کی ارتحال تمام ملک کے دینی اور علمی حلقوں کے لئے عظیم سانحہ ہے۔ حضرت مرحوم دارالعلوم حقانیہ کے لئے زینت اور مزین تھے۔ان ہی کی گود میں پاکستان اور افغانستان کے خصوصاً ہزاروں علماء کرام نے تربیت پائی۔ ان ہی کی صداقت اور امانت اور اخلاص کی وجہ سے دارالعلوم حقانیہ دیوبند کے مثیل بنا۔ اور دارالعلوم حقانیہ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے مرکزی یونیورسٹی بنا۔ ایسے امانت دار اور دیانت دار شخص بہت کم ملتے ہیں۔ خداوند قدوس دارالعلوم حقانیہ کے لئے ان سے بہتر ناظم اعلیٰ کے سیٹ کو پر کرائے۔ اور حضرت مولانا سلطان محمود صاحب اور ہمارے دیگر اکابرین حضرت مولانا محمد علی صاحب اور حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب کو اپنی خصوصی رحمت سے مغفرت فرما کر جنت الفردوس عطا فرمادے۔ تمام حاضر مجلس اور اساتذہ کو السلام علیکم۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہم اور دعا کے خواستگار ہوں۔ بندہ محمد اعظم فاضل حقانیہ حال خطیب جامع مسجد اسلام کوٹ ڈاک خانہ حسن ابدال ضلع اٹک

☆☆☆

جناب محمد اعظم خان خٹک [1]
(مدینہ منورہ میں زیارت پر مبارکباد اور دعاؤں کی خواہش)

السلام علیکم وعلی من لدیکم: آپ کی خیر خیریت سے رسیدگی مدینہ منورہ کا خط مل کر باعث خوشنودی ہوا۔ آپ کو مبارک مقامات بالخصوص روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کر نیکی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس میں کیا شک ہے کہ رمضان المبارک میں مسجد نبوی کا نظارہ شاندار اور قابل دید ہوگا۔ یقیناً آپ خوش قسمت ہیں۔ کہ آپ کو ایک طویل وقت مسجد نبوی میں گزارنے کا نصیب ہوا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھ گنہگار او رمیرے خاندان کو مقامات مقدسہ میں دعا سے فراموش نہ فرمائیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بعد فراغت کے بخیر وعافیت اپنے وطن واپس پہنچادے۔ آمین۔ دوراندیش بندہ محمد اعظم خٹک

☆☆☆

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی صاحب

Eid Greetings
Senator Mohammad Azam Khan Swati
Attorney at Law U.S.A

(محمد اعظم خان خٹک کا ذکر)

[1] خانوادہ خوشحال خان خٹک کے عظیم فرزند، اکوڑہ خٹک کے خان بہادر محمد زمان خٹک مرحوم کے صاحبزادے اور جانشین، اپنے والد مرحوم کی طرح حضرت شیخ الحدیث مرحوم کے شانہ بشانہ کھڑے رہتے، دارالعلوم کی تعمیر وترقی میں زندگی بھر ساتھ دیا۔ مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ ان کے صاحبزادے جناب جان محمد خان خٹک بھائی محمد عباس خٹک اور سارے خاندان کا شیخ الحدیث مرحوم اور حقانیہ سے عقیدت مندانہ وابستگی رہی، یہ حضرت شیخ کے اعلیٰ کردار اور بصیرت وتدبر کا کرشمہ تھا کہ ایسے خانوادے اور ان کے عمائدین بھی شیخ کے سامنے گردن تسلیم خم کر گئے۔ جبکہ علماء اور طلباء کے طبقہ سے ایسے اشرافیہ خاندانوں کا نمایاں رہتا ہے۔

مولانا محمد اعظم طارق[1] شہید سپاہ صحابہؓ

(۱)

(ملی یکجہتی کونسل میں شرکت کی دعوت)

۱۸ فروری ۱۹۹۶ء اٹک جیل

گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج بخیر، آپکی طرف سے ارسال کردہ ملی یکجہتی کونسل کا دعوت نامہ موصول ہوا ہے بندہ تو جیل میں ہے تاہم آپکے علم میں یہ بات ہونی چاہئے کہ اسوقت مجھے محض چھ سال پرانی تقاریر کے کیس میں اندر رکھا ہوا ہے اور تقاریر کے مقدمات دہشت گردی کی عدالتوں کو بھیجے گئے ہیں۔ حکومت کا مقصد زیادہ سے زیادہ عرصہ جیل میں رکھنا ہے۔ ملی کونسل حکومت کے اس انتقامی رویہ کی اگر مذمت کر سکے، تو بہت بہتر، ورنہ پھر جیلیں تو آباد ہیں اور شاد ہیں۔ آپ سے مجھے کچھ تعلق اس کونسل سے ہٹ کر بھی ہے اگر یاد ہو تو۔۔۔۔

ے اپنی تقدیر پر مسرور ہوں، نہ کسی سے شکوہ ہے نہ گلہ — اسی کوٹھڑی کا مہمان ہوں جہاں کبھی اکابر رہے ہیں۔

والسلام آپکا مخلص: محمد اعظم طارق اٹک جیل

(۲)

(جیل، بے جا مقدمات مگر مشن سے انحراف کفر سمجھتا ہوں)

۱۵ جولائی ۲۰۰۰ء

محترمی ومکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی قائد جمعیت علماء اسلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرصہ ساڑھے تین سال سے اسیری کی راہ پر گامزن ہوں قتل کے ایک درجن سے زائد جسقدر بھی مقدمات حکمرانوں نے ڈالے سب سے یا تو بری ہو چکا ہوں یا ضمانتیں ہو چکی ہیں۔ اب صرف پانچ چھ سات سالہ پرانے تقاریر کے مقدمات میں جیل میں رکھا ہوا ہے۔ اور تقریر کے پرانے مقدمات دہشت گردی کی عدالتوں کو بھجوائے ہوئے ہیں، جو نہ ضمانتیں لیتی ہیں نہ فیصلے کرتی ہیں۔ موجودہ حکمران نے پندرہ ماہ کے عرصہ میں نہ کسی عدالت میں پیش کیا ہے نہ کسی عدالت کو جیل میں لگایا ہے۔ تقاریر کے کل مقدمات کی اگر سزا بھی سنادی جائے تو اس سے دوگنا قید کاٹ چکا ہوں۔ لیکن میری قید کا مقصد تو صرف مجھے قید رکھنا ہی ہے اور جب تک میں اپنے مشن اور ''انا'' پر قائم ہوں حکمرانوں کو برداشت نہیں ہوں اور میں بخدا اس مشن سے انحراف کفر سمجھتا ہوں اور قبر وحشر کی تباہی کے مترادف جانتا ہوں۔ مجھے کسی سے کوئی گلہ وشکوہ نہیں ہے۔ میں اپنے مقدر پر نازاں ہوں۔ اگر ممکن ہو سکے تو آنجناب اپنے ذمہ دار حضرات کو سمجھائیں جو ایران کے دورہ جات کر کے ایرانی حکومت کی حمایت میں اب بیانات جاری کررہے ہیں۔ حامل رقعہ ہذا احباب ایک معمولی سی خواہش لیکر آئے ہیں۔ اگر آنجناب مجھے اس قابل سمجھیں تو پھر اپنے خیالات سے ضرور نوازیں۔ کسی بھی عمل کا اصل اجر تو اللہ تعالیٰ ہی دیگا۔ لیکن اپنے بڑوں کی تائید اور شاباش حوصلے بلند کر دیتی ہے۔ کبھی یاد آؤں تو خط لکھ دیں۔ اور اگر مظلوم نظر آؤں تو اس ظلم پر آواز بلند فرمائیں۔ ہمارے قاتلوں کو حکومت نے تو ہاتھ ڈالنا نہیں ہے آپ انکے ساتھ اپنے احباب کو ضرورت سے زیادہ میل جول سے تو روک سکتے ہیں۔ تمام احباب کو سلام قبول ہو۔

والسلام: آپکا مخلص محمد اعظم طارق اٹک جیل

---

[1] سپاہ صحابہ پاکستان کے عظیم قائد، مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادت کے بعد جماعت کی ولولہ انگیز قیادت نے دو دفعہ انتخابات میں ہماری جماعت جمعیت علماء اسلام (س) کے ٹکٹ پر حصہ لیا، میں نے اور میری جماعت نے انتخابی مہم میں بھرپور حصہ لیا، جھنگ کے انتخابی جلسوں میں شرکت کی۔ دفاع صحابہ کی جنگ بڑی بے جگری سے لڑی، جوان کی دردناک شہادت پر منتج ہوئی، ان کے بعد سپاہ صحابہ کو ان جیسی قیادت نہ ملی۔ شریعت محاذ، ملی کونسل وغیرہ سب محاذوں پر بھرپور طور سے میرا ساتھ دیا، میں نے مولانا جھنگوی سے لیکر اس وقت تک ہر کڑے وقت میں ان کی جنگ لڑی۔

(۳)

(علماء اتحاد کے رابطہ کمیٹی کا اجلاس)

مخدوم و مکرم حضرت اقدس مولانا زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ حضرات علماء کرام کی شفقت و محبت سے اس مرتبہ رابطہ کمیٹی کے اجلاس[1] کی میزبانی کی سعادت ہمیں حاصل ہو رہی ہے۔ جس کیلئے ہم آپ تمام حضرات کے خصوصی طور پر ممنون اور اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہیں۔ اس اجلاس کا دعوت نامہ آپکو موصول ہو چکا ہوگا۔ ہم سپاہ صحابہ کی جانب سے خصوصی طور پر آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہماری اس میزبانی کو قبول فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع مرحمت فرمائیں۔ براہ کرم اپنی آمد کی اطلاع غلام محمد آباد فیصل آباد فون نمبر ۶۹۴۱۴۱ پر فرمائیں تاکہ آپکو متعلقہ جگہ سے اجلاس گاہ تک لانے کا انتظام کیا جائے۔ ہم دوبارہ آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس اجلاس میں خصوصی طور پر شرکت فرما کر ہمیں مشرف و ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے اور آپکو صحت و عافیت کیساتھ رکھے۔ والسلام (مولانا) ضیاء القاسمی مولانا محمد اعظم طارق

نوٹ: حضرت دعوت نامہ کے اجرا کے بعد دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے، اجلاس کے بعد ۳ بجے تا عشاء ان کے جانشینوں نے تعزیتی جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسمیں بھی آپکی شرکت ضروری ہے۔ (مفتی محمد جمیل)[2]

تاریخ اجلاس ۲۲ جنوری ۲۰۰۱ء صبح دس بجے جامعہ قاسمیہ غلام محمد آباد فیصل آباد

(۴)

سہالہ سب جیل

(ایم ایم اے کے ارکان کی کامیابی)

مکرمی و محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج اقدس، بندہ ذاتی طور پر آنجناب کو برادر عزیز حامد الحق اور متحدہ مجلس عمل کے علماء کرام اور امیدوارن کی زبردست کامیابی پر دلی مبارک پیش کرتا ہے۔ انشاء اللہ العزیز قومی اسمبلی یہ ناکارہ بھی اپنا مذہبی و دینی حق ادا کرتے ہوئے ان علماء کرام کے شانہ بشانہ کام کریگا۔ علاوہ ازیں سیاسی امور پر اہم مشاورت کی اگر آپ ضرورت محسوس فرمائیں تو حامل رقعہ ہذا مولانا عبدالغنی صاحب سے بلاتکلف فرما سکتے ہیں۔

والسلام: دعا کا طالب محمد اعظم طارق نظر بند سب جیل سہالہ

(۵)

(جمعیت علماء اسلام (س) میں شمولیت اور پارٹی کی طرف سے قومی اسمبلی کیلئے نامزدگی کا تحریری معاہدہ ○ ربط و تعلق کی گواہ دو اہم تحریریں)

آج سپاہ صحابہؓ کے مرکزی قائدین مولانا ضیاء الرحمن فاروقی اور سپاہ صحابہؓ کے مرکزی کنوینر مولانا اعظم طارق نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

---

1. دیوبندی مسلک کے منتشر گروپوں اور جماعتوں کو یکجا کرنے کی کوششیں ہو رہی تھیں، رابطہ کمیٹی اس سلسلہ میں بنی تھی۔
2. مفتی محمد جمیل خان شہید مراد ہیں، جو اس رابطہ کمیٹی کے کنوینر تھے۔
3. مولانا حق نواز شہید، مولانا اعظم طارق اور سپاہ صحابہ وغیرہ کا جمعیت کے ساتھ تعلق امت احقر اور جمعیت کا باہمی رشتہ اور مشن پر روشنی ڈالنے کیلئے یہاں دو تحریریں پیش کی جا رہی ہیں۔ پہلی تحریر میں مولانا اعظم طارق کا ایک تحریری معاہدہ ہے جس میں انہوں نے جمعیت میں باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا ہے اور جمعیت نے انہیں قومی اسمبلی کا ٹکٹ دیا ہے۔
دوسری تحریر احقر کے ایک خطاب کا حصہ ہے جو ڈگری سندھ میں ۲۵ جنوری ۔۔۔ ء کو دفاع صحابہ کانفرنس میں کی گئی اور جو جمعیت کے آرگن ترجمان دین میں چھپی ہے

میں قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق سے ملاقات کی اور باضابطہ طور پر مولانا اعظم طارق نے تحریری طور پر جمعیۃ میں شمولیت اور مولانا سمیع الحق کی قیادت میں جمعیۃ کا ہمیشہ ساتھ دینے کا اعلان کیا۔ ملاقات میں جھنگ کے ضمنی الیکشن کے بارہ میں تفصیلی تبادلۂ خیال کیا گیا اور باضابطہ طور پر مولانا اعظم طارق صاحب کو جمعیۃ کی طرف سے قومی اسمبلی کا امیدوار نامزد کیا گیا جبکہ صوبائی اسمبلی کے لیے بہت جلد نمائندہ نامزد کر دیا جائے گا۔ اس موقع پر حضرت مولانا محمد اعظم طارق کی لکھی ہوئی تحریر کا عکس شائع کیا جا رہا ہے۔

۲ نومبر ۱۹۹۹ء

میں مسمی محمد اعظم طارق جمعیت علماء اسلام (سمیع الحق گروپ) میں شمولیت کا اعلان کرتے ہوئے یہ عزم مصمم کرتا ہوں کہ میں انشاء اللہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی کی قیادت میں اسلام کی سربلندی اور باطل قوتوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے خاطر اپنی تمام تر توانیاں صرف کرتا رہونگا۔ محمد اعظم طارق

(سپاہ صحابہ، دیگر دینی جماعتوں اور اسکے اکابر کے ساتھ احقر اور جمعیۃ کا رشتہ)

میرے دوستو! جمعیۃ علماء اسلام اور سپاہ صحابہؓ کا رشتہ نیا نہیں، یہ دو جسم اور ایک جان کا نام ہے۔ ہمارا مشن وہی ہے جو سپاہ صحابہ کا ہے، ہمارا مشن وہی ہے جو تحفظ ختم نبوت کا ہے، ہمارا مشن وہی ہے جو اشاعۃ التوحید والسنہ ہے، جمعیۃ کا مشن وہی ہے جو دیگر سنی دینی جماعتوں کا ہے، ایک کُل ہے تو دوسرا جزء۔ دفاع صحابہؓ میں جمعیۃ نے سیاست کو کبھی آڑے نہیں آنے دیا۔ ہم سیاست کا محور دین رکھتے ہیں۔ سیاست کی دیوی پر دین نچھاور کرنا کفر سمجھتے ہیں۔ ہم نے ہر مرحلہ پر سپاہ صحابہؓ اور مولانا حق نواز شہیدؒ کے مشن کا ساتھ دیا۔ پارلیمنٹ کے اندر اور باہر آواز اُٹھاتے رہے، رفتہ رفتہ خود مولانا حق نواز شہیدؒ پر ہماری سیاست اور جدوجہد واضح ہوتی گئی اور وہ ہمارے قریب ہوتے گئے یہاں تک کہ جب حقیقت ان پر بالکل کھل گئی تو انہوں نے مجھے بڑی محبت سے اپنے گلے سے لگایا اور میرے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ بے نظیر کی حکومت کے خلاف آخری جنگ ہم نے اکٹھی لڑی۔ ہم نے کسی وقت بھی سنی کاز میں لگی لپٹی سیاست سے کام نہیں لیا کیونکہ ایسی سیاست میں اسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ہم ووٹوں کی سیاست نہیں کرتے، اسی وجہ سے حضرت مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ نے مجھے اپنا بھائی سمجھا اور میرے ساتھ اس کام میں کود پڑے۔ یہ ہماری سعادت تھی کہ وہ جمعیۃ علماء اسلام کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے اور شہادت سے ایک دن پہلے بھی سارا دن میرے ساتھ میرے گھر پر بیٹھے ہوئے یہ منصوبے بنا رہے تھے کہ اب ہم شریعت بل کے عملی نفاذ اور اسلامی انقلاب کے لیے اٹھیں گے اور پورے ملک میں طوفان برپا کریں گے، پروگرام طے کر رہے تھے۔ اس وقت بھی الحمد للہ سپاہ صحابہؓ کا ایک مجاہد آپ کا لیڈر مولانا محمد اعظم طارق، وہ مکمل طور پر جمعیۃ کے ساتھ باضابطہ شمولیت کا اعلان کر چکے ہیں اور جمعیۃ نے اُن کو جھنگ سیٹ سے اپنا امیدوار مقرر کیا ہے۔ اور ہم حکومت سے کہتے ہیں کہ یہ طے شدہ سیٹ ہے اس کو متنازعہ نہ بنائے۔ یہ جمعیۃ کی سیٹ ہے یہ سپاہ صحابہؓ کی سیٹ ہے اور اس سیٹ پر آپ کی یہ آواز انشاء اللہ پارلیمنٹ تک پہنچے گی۔ (ترجمان دین جلد ا، شمارہ ۱۰، صفحہ ۷)

محمد اعظم علی خان خسروی۔ کراچی

(۱)

۱۰ رمئی ۱۹۷۷ء (مولانا مدنیؒ کی جامع سوانح حیات کی ضرورت)

مکرمی السلام علیکم۔ ''الحق'' کا شمارہ نمبر ۶ / ۱۲ کیلئے ممنون ہوں۔ صفحہ ۴۵ دیکھ کر خیال ہوا کہ آپکے قارئین کیلئے میں بھی کبھی کبھی اپنے منظوم افکار پیش کردیا کروں، کیا اجازت ہے؟ جناب عبدالمجید قصر قندی اور جناب مظفر عباسی صاحب کے مسلسل سلاسل نگارش بہت خوب ہیں۔ خدا کرے یہ سلسلے ابھی جاری رہیں۔ عباسی صاحب اگر اس موضوع پر ایک مبسوط کتاب شائع کردیں تو بہت خوب ہو۔ مولانا مدنی علیہ الرحمۃ کی جامع سوانح حیات جس میں فکری ارتقاء، اساس نظری اور بنیاد اعمال کی صحت کو قرآن سے ثابت کیا جائے مدون ہونا ضروری ہے تا کہ انکے بارے میں انکے سیاسی مخالفین کی جوالزام تراشیاں ہیں، انکی پول کھل جائے، لیکن اسکے لئے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ جیسا صاحب فکرونظر وقلم درکار ہے کیا آپ انھیں اسطرف متوجہ کرسکیں گے؟ والسلام، دعاجو خسروی

(۲)

۱۵ / ۵ / ۹۸ھ ۲۴ / اپریل ۱۹۷۸ء (عربی کے مہینے جمادی تانیث ہے یا تذکیر)

مکرمی، سلام مسنون اپریل کا شمارہ بصیرت افروز ہوا، جسکے لئے ممنون کرم ہوں۔ سب سے پہلے تو اپنے علم کی تصحیح کیلئے یہ استفسار ہے کہ اس موجودہ اسلامی مہینہ کا صحیح عربی نام کیا ہے؟ کیونکہ ''جمادی'' جمع کا صیغہ ہے۔ اسلئے اسکی صفت مؤنث یعنی ''اولیٰ'' ہوگی، جیسا کہ میں نے اپنے اساتذہ سے سنا اور پڑھا۔ لیکن یہاں کے بڑے بڑے علمی جرائد بھی ''جمادی الاول'' لکھنے لگے ہیں اور آپ نے بھی اس شمارے پر یہی لکھا ہے کیا میرا علم غلط ہے؟ ''نیا قادیانی مذہب'' شائع کرکے آپ نے بروقت اقدام کیا ہے لیکن ضرورت اسکی ہے کہ حقیقت حال ''جنگ'' ''حریت'' ''مشرق'' اور ''نوائے وقت'' جیسے روزناموں کے ذریعہ عوام کے سامنے لائی جائے۔ ''الحق'' تو محض خواص کے بھی ایک محدود حلقہ میں اثر رکھتا ہے پھر یہ کہ ''الحق'' کے قارئین میں سے تو کوئی اس دام فریب میں آنہیں سکتا۔ لہٰذا اگر عوام کو متنبہ کرنا ہے تو پھر مذکورہ بالا روزناموں کے ذریعہ سے ہی کام لینا پڑیگا۔

''مشاہیر کے خطوط'' میں عسکری صاحب[۱] کے خط مطبوعہ ص ۳۳ میں جو درخواست آخری پیراگراف میں آپ سے کی گئی تھی اسکے جواب میں آپ نے ان مرحوم سے وہ فہرست اور یادداشت حاصل کرلی تھی یا نہیں؟ اگر ہاں تو پھر اسکے سلسلہ میں کیا کیا گیا؟ حضرت اخوند محمد نسیم بابا صاحب پر تحقیقی مقالہ بڑا معلومات افزا رہا۔

مولانا موسیٰ بازی کی کتاب فتح العلیم: خاص طور پر اس خانقاہ میں موجود تبرکات و کتب کی فہرست صفحہ ۶۱ پر عربی کی جس تصنیف ''فتح العلیم۔۔۔'' پر تبصرہ ہے اسکا اردو ترجمہ بہت ضروری ہے۔ ''کما صلیت علی ابراهیمؑ'' سے اکثر ذہنوں میں عجیب عجیب شکوک پیدا ہوتے ہیں اور یہودیوں کیلئے تو یہ فقرہ بڑا کارآمد ہے تعجب بلکہ افسوس یہ ہے کہ ہمارے علما ابھی تک وقت کے تقاضوں کو نہ سمجھ پائے۔ یا یہ بات ہے کہ ہمارے دینی مکاتب کے فارغ التحصیل عربی میں تو اپنا مافی الضمیر پیش کرسکتے ہیں، لیکن ملکی زبان میں عوام تک ابلاغ سے قاصر ہیں جب بھی بات انگریزی میں فارغ التحصیل حضرات سے منسوب کیجاتی ہے، تو اسے سراہا جاتا ہے لیکن دونوں قسم کے فضلا میں فرق کیا ہوا؟

---

[۱] معروف ادیب حسن عسکری صاحب

ایک طبقہ محض انگریزی میں لکھ سکتا ہے دوسرا محض عربی میں اور غریب اردو خواندہ عوام کھڑے دونوں کے منہ تکتے ہیں۔ کیا مولانا محمد موسیٰ[1] اس مسئلہ کو صرف عربی خواندہ اپنے ہم پلہ وہم علم حضرات تک ہی پہنچانا چاہتے ہیں؟ اگر خود اردو میں عاجز تھے تو کیا پاکستان بھر میں کوئی ایسا نہ ملا جس سے مدد لیکر عوام کے ذہنوں سے اس مسئلہ میں شکوک وشبہات کو رفع کرنے کی کوشش کرتے۔ ہاں مقصد محض عربی دانی میں مہارت سے مرعوب کرنا ہی ہو تو پھر بات دوسری ہے۔ عصر حاضر میں ہی کیسے بڑے بڑے جید عربی دان موجود ہیں، جو عربی اور اردو دونوں زبانوں میں تقریر وتحریر کی یکساں اہلیت رکھتے ہیں۔ مولانا یوسف بنوری، مفتی محمد شفیع علیہما الرحمۃ جیسے یا مولانا عبدالحق زید مجدہ جیسے۔ بہر حال آپ اگر اسکا اردو ترجمہ کرا کے شائع کرا سکیں تو بڑی خدمت ہوگی۔

اقبال اور تنازعہ افکار: علامہ اقبال کے افکار وگفتار وکردار کو لوگوں نے معصوم عن الخطا سمجھ رکھا ہے بہ الفاظ دیگر خود انہیں ہی وہ ''انسان کامل'' یقین کرلیا ہے جسکی نقابت وہ کرتے رہے اگر تجزیہ کیا جائے تو انکے بہت سے افکار قرآن وحدیث سے متصادم ہیں لیکن باوجودیکہ لوگ اس قسم کی بات نجی محفلوں اور خطوط میں کہتے بھی ہیں لیکن ''اقبالیوں'' کے خوف سے کوئی برملا جرات نہیں کرتا اور ہمارے دینی جرائد بھی قارئین کی ناراضی کے اندیشہ سے لکھتے ڈرتے ہیں۔ کیا ''الحق'' میں بھی حوصلہ نہیں یا آپ اور آپکے قلمی معاونین بھی اقبال کو ہر قسم کی لغزش سے منزہ سمجھتے ہیں؟ اگر ہر شمارہ میں ایک ''باب مراسلات'' بھی ہو جسمیں کارآمد خطوط واستفسارات شائع ہوں تو مناسب ہے)

والسلام خیر اندیش خسروی (خریدار نمبر ۵۱۱۷)

(۳)

(تشبیہ صلوۃ ابراہیم ○ افکار اقبال پر تنقید سے گریز کیوں؟)

۱۶ ر جمادی الاخری ۹۸ھ، ۲۴ رمئی ۱۹۷۸ء

محترمی سلام مسنون۔ گرامی نامہ (ترسیل نمبر ۱۰۶۸) مورخہ ۱۶ رو موصولہ ۲۱ رمئی کیلئے ممنون کرم ہوں۔ عسکری صاحب کی وہ فہرست اور یادداشت بقول آپکے اگر ان مسودوں میں موجود ہے تو ضرور شائع فرمائیں۔ ''فتح العلیم'' کے بارے میں جو میں نے عرض کیا اس سے میرا مافی الضمیر غالباً واضح نہیں ہو سکا، عربی کے طلبا وفضلا کیلئے نیز شرق اوسط کیلئے عربی کو وسیلہ اظہار بنانے پر اعتراض نہیں، لیکن اپنے ملک میں جو غیر عربی دان دینی ذوق رکھتے ہیں وہ اس سے کیسے استفادہ کریں؟ پھر اس کتاب کا موضوع مجھ جیسے اوسط علم وفہم کے لوگوں کی دلچسپی کا ہے لہذا اسکا ترجمہ کسی سے بامحاورہ اردو میں بھی کرانا ضروری ہے۔ سچ پوچھئے تو باوجود حضور ﷺ کو اشرف الانبیاء یقین کرنے کے میں خود بھی اس الجھن میں گرفتار ہوں جسے اس کتاب میں سلجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لہذا مجھ جیسوں کیلئے وہ تمام علمی وعقلی دلائل اردو میں ہوں تب ہی کام بنے۔

صاحب، اقبال کا معاملہ بھی عجیب ہے مجھے یقین ہے کہ اول تو انکے فلسفیانہ افکار کو ۹۹ فیصد اقبالی حضرات نہیں سمجھ سکتے اور محض آجکل کے دانشورانہ فیشن کی بناء پر مدح سرا ہیں، کیونکہ جو اقبال کو نہ مانے وہ علمی وادبی دنیا میں جاہل سمجھا جاتا ہے۔ جو لوگ اس کے فلسفیانہ افکار کو واقعی سمجھتے ہیں وہ اس کی لغزشوں کو بھی جانتے ہیں، لیکن خوف ملامت خلق سے کہتے ہوئے ڈرتے ہیں، اقبال کے ساتوں خطبات کا جن صاحب نے (اقبال کی زندگی میں ہی) ترجمہ کیا تھا (اگرچہ بعد میں شائع ہوا) انہیں میں نے لکھا ہے حضرت کیا آپ کو کسی زاویہ فکر میں کجی نظر نہیں

[1] حضرت مولانا محمد موسیٰ بازی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور جنہوں نے تشبیہ صلوۃِ ابراہیم پر ایک ضخیم عربی کتاب فتح العلیم کے نام سے لکھی۔

آئی جونشاندہی کرتے انہوں نے جواب دیا کہ میرے پیش نظر اسوقت ترجمہ کرنا تھا اب میں خطبات کی شرح عام فہم زبان میں کررہا ہوں۔ اس میں تنقید بھی ہوگی اور جہاں جہاں مجھے ژولیدگی اور کجی نظر آئیگی وہ بتاؤنگا۔ اقبال کے ہی ایک دوسرے ہم نشین کو جنہوں نے خود اقبال سے انکی دونوں مثنویاں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اور تمام مجموعہائے کلام کی شروح بھی کی ہیں، میں نے یہی لکھا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں نے تو صرف شرح کرکے یہ بتایا ہے کہ کسی شعر کا مفہوم اقبال کے ذہن میں کیا تھا۔ غلط فکر تھی یا صحیح یہ الگ بات ہے، میں نے لکھا ہے تو اب انکی منظوم اور منثور تحریروں پر تنقید لکھ ڈالئے۔ جواب آیا کہ اس اقبال پرستوں کے عہد میں پڑھے گا کون؟ لہٰذا نقصان مایہ کے سوا اور کیا حاصل ہوگا، پھر میں نے کہا کہ اچھا کتاب نہ چھاپئے کہ رقم ڈوبنے کا سوال ہے لیکن جرائد میں سلسلہ مضامین تو شروع کیجئے کیونکہ آپکی تحریر شائع کرنے سے کوئی انکار نہیں کریگا۔ لیکن وہ اس سے خائف ہیں کہ لوگوں میں جو مقبولیت ہے وہ جاتی رہیگی۔ اب آخری خط میں لکھا ہے کہ خدام الدین والوں نے کہا ہے کہ آپ اپنے تنقیدی مضامین بھی ہمیں دیدیجئے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کے بعد شائع کریں گے، چنانچہ اب آمادہ ہورہے ہیں یعنی مطلب یہ ہے کہ لوگ فکرِ اقبال سے گمراہ ہوتے رہیں، لیکن اپنی مقبولیت میں فرق نہ آئے، بہرحال اب آہستہ آہستہ کچھ لوگ جرأت کررہے ہیں اور بعض بعض رسائل میں مضامین شائع ہورہے ہیں، ملاحظہ ہو ہفت روزہ ایشیاء مورخہ ۳۰ ؍ اپریل، ۹ ؍ مئی میں اقبال کے تصور، ابلیس پر تنقید۔ لیکن ضرورت ملک گیر تحریک کی ہے "الحق" جیسے دینی جرائد کو چاہئے کہ لوگوں سے دیانتدارانہ تنقید لکھوائیں اور سلسلہ اشاعت شروع کردیں لیکن اقبال پر تنقید کیلئے اس علمی وفکری سطح کے لوگ درکار ہیں جو مشرق اور مغرب کے قدیم وجدید فلسفوں پر نظر رکھتے ہوں اور ساتھ ہی ساتھ قرآن کی روح کو بھی سمجھتے ہوں تاکہ تنقید کا حق ادا کرسکیں ایسا نہ ہو کہ وار اوچھا پڑے یا پلٹ کر خود کو ہی مجروح کردے، کچھ نکات سرسری مطالعہ سے میں نے بھی نوٹ کئے ہوئے ہیں اگر کچھ لوگوں کو تیار کرسکیں تو عرض کرونگا تاکہ ان پر لکھوائیں۔ مجھے اپنی شہرت مقصود نہیں اور نہ اتنی فرصت اور علمیت اور قوت تحریر ہے۔ میں تو کچھ نکات عرض کردونگا۔

ایک مضمون ارسال خدمت ہے اگر قابل اشاعت نہ سمجھیں تو براہ کرم یہ ضرور مہربانی کریں کہ اسے بجنسہ بیرنگ خط سے واپس کردیں تاکہ محفوظ پہنچ جائے۔ ایک بات اور جیسا کہ اس عریضہ کے اوپر تحریر کیا ہے "بسمہٖ" لکھا کرتا ہوں لیکن ایک صاحب فرماتے ہیں کہ "باسمہٖ" ہونا چاہیے یعنی کہ الف ضروری ہے میں نے بہت سے قرآنی نسخوں میں سورتوں پر بغیر الف کے لکھا دیکھا ہے۔ آپ فرمایئے کہ کیا میں غلط لکھتا ہوں؟ آخر "بسم اللہ" میں بھی تو الف نہیں لکھتے۔ والسلام، دعاجو خسروی

(۴)

(پروفیسر یوسف سلیم چشتی اور علامہ اقبال)

۱۴ ؍ ۷ ؍ ۹۸ھ، ۲۱ ؍ جون ۱۹۷۸ء

محترمی سلام مسنون۔ گرامی نامہ حوالہ نمبر ۲۷۹۲ مورخہ ۱۶ ؍ ۶ ؍ کیلئے ممنون کرم ہوں نیز مرأۃ الانساب پر میری تحریر کی قبولیت کا بھی۔ اقبال پر لکھنے کیلئے متعدد نکات نوٹ کئے ہوئے ہیں انشاء اللہ قسط وار لکھونگا، پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب کو بھی بڑی مشکل میں (خوف ملامت خلق سے نکال کر) آمادہ کیا ہے کہ اپنے نام سے نہیں تو کسی فرضی یا میرے نام سے ہی لکھیں آپ بغیر میرا حوالہ دیئے انہیں لکھئے کہ وہ افکار اقبال پر اپنا تنقیدی سلسلہ مضامین "الحق" کیلئے لکھیں، آپ جانتے ہیں کہ وہ اقبال کے ہم نشین بھی رہے ہیں اور دونوں مثنویاں اقبال سے ہی سبقاً سبقاً پڑھی ہیں، اور تمام منظوم تحریروں کے شارح بھی ہیں وہ بہت کچھ لکھنا چاہتے ہیں مگر جھجک ہے آپ تحریک کیجئے۔ ہفت روزہ "افریشیا" لاہور کے دوشمارے بابت ۳۰ ؍ اپریل، ۹ ؍ مئی ضرور ملاحظہ فرمائیں جن میں ایک مضمون دو قسطوں میں "اقبال کا تصور ابلیس" پر تنقید ہے اور بہت مدلل ہے، اگر یہ پورا مضمون افریشیا کے حوالہ سے الحق میں شائع ہوجائے تو اچھی ابتداء ہوگی۔ والسلام، دعاجو خسروی

(۵)

۱۱ر ستمبر ۱۹۷۸ء ۔۱۲/۷/۹۸ھ　　(اقبال کے محل نظر خیالات)

محترمی سلام مسنون۔ بحوالہ پوسٹ کارڈ نمبر ۵۳۵۳ مورخہ ۲۹/۱۰/۷۸ اطلاعاً عرض ہے کہ ستمبر کا شمارہ (دوبارہ بھیجا ہوا) موصول ہو کر باعث ممنونیت ہوا لیکن اکتوبر و نومبر کے شمارے کا منتظر ہوں۔ کم از اکتوبر کا ہی آجائے۔

میں نے ۲۴/۵/۷۸ کے عریضہ میں اقبال کے متعلق اشارۂ جو لکھا تھا جسکی تائید آپ نے ۱۶/۶/۷۸ کے پوسٹ کارڈ میں فرمائی تھی، اسی سلسلہ میں عرض ہے کہ منجملہ دیگر نکات کے مجھے عقائد اقبال بھی محل نظر محسوس ہوتے ہیں۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی اور جعفر شاہ پھلواری صاحبان بھی میرے ہم خیال ہیں۔ معلوم نہیں کہ ماہنامہ ''معارف اسلام'' (لاہور) آپ کی نظر سے گزرتا ہے یا نہیں۔ اُسی میں وقتاً فوقتاً شائع شدہ سات مضامین 'ہفت مقالات'' کے نام سے ادارۂ معارف اسلام (۹/بی۔ شاہ عالمی گیٹ لاہور) نے اقبال کے صد سالہ جشن ولادت کے سلسلہ میں آواخر ۷۷ء میں شائع کئے تھے، جن میں خود اقبال ہی کی نثری و منظوم تحریروں سے نا قابل تردید دلیلوں کے ساتھ اسکی شخصیت کو ثابت کیا ہے۔ کتاب پڑھنے کے قابل ہے اور ''الحق'' میں اُس پر تبصرہ بھی ہونا چاہیے، تاکہ اہل سنت اقبالیوں کو بھی معلوم ہو کہ وہ کسی صنم پرستی میں گرفتار ہیں۔ یہ کتاب ''مفاد ملت کیلئے مفت تقسیم کی گئی (جیسا کہ اسپر چھپا ہوا ہے) آپ لاہور سے کسی ''ترکیب'' سے ضرور منگوائیں۔ کسی ایسے شخص کو نہیں دیں گے جسے اپنی'' ملت'' سے باہر سمجھتے ہوں۔ کوئی نقوی، جعفری، زیدی بن کر جائے تو مل جائیگی۔ اسی موضوع پر اور بھی مطبوعات ہیں جسکا حوالہ اس مجموعہ میں دیا گیا ہے۔ وہ بھی منگوائیں۔ اس 'ہفت مقالات'' پر تبصرہ کرتے ہوئے اور بھی بہت سے افکار اقبال کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ اُمید ہے کہ یہ کام آپ ضرور کرینگے۔

دینیات کے کورس کی کتابوں میں سے جو اصحاب ثلثہ کے ذکر کو حذف کیا جا رہا ہے اس کے سلسلہ میں آپ اور آپکے احباب اس خط میں کیا کر رہے ہیں، ایک منظم تحریک کی فوری ضرورت ہے۔ ورنہ ''مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید'' ہوگا۔ مولانا کی خدمت میں سلام مسنون اور دعائے خیر کی درخواست ضرور پہنچا دیں۔　　والسلام: دعا جو خسروی

(۶)

۲۹/۱۱/۹۹ھ، ۳۰ر دسمبر ۱۹۷۸ء　　(ڈگری کی شان میں اب اضافہ ہوا)

محترمی سلام مسنون۔ نومبر کا شمارہ تو ۱۲/۷ کو مل گیا جسکے لئے ممنون کرم ہوں۔ اب دسمبر کے شمارہ نمبر ۳/۱۴ کا منتظر ہوں جلد کرم فرمائیں پھر اسکے بعد جنوری ۷۹ء کا شمارہ ۴/۱۴ سالانہ چندہ کی وی پی سے بھیجیں۔ ۹/۱۱/۷۸ کے عریضہ میں مولانا سمیع الحق صاحب سے درخواست کی تھی کہ لاہور سے 'ہفت مقالات'' ضرور منگوا کر اسپر تبصرہ شائع کریں یاد دلا دیجئے اور سلام کہئے۔ حضرت شیخ الحدیث مدفیوضہ کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا اور ڈاکٹریٹ پر تہنیت عرض کردیں اس ڈگری کی شان میں واقعی اب اضافہ ہوگیا۔　والسلام نیاز کیش خسروی (خ نمبر ۵۱۷)

(۷)

۱۳/۷/۹۹ھ /۹ جون ۱۹۷۹ء　　(ارشادات حکیم الاسلام)

مکرمی سلام ورحمۃ

اب تو جون بھی ایک ربع سے زیادہ گزر چکا لیکن مئی کے شمارہ کیلئے آنکھیں ترس رہی ہیں کیا مدیر گرامی ابھی تک وہاں نہیں پہنچے اور نہ یہاں

سے ادارہ یہ بھیجا یا کوئی اور سبب ہے؟ ۳۱ر۵کو گرامی نمبر ۵۳۵ مورخہ ۲۷ر۵ اور اسی ڈاک سے ''ارشادات حکیم الاسلامؒ'' ملی تھی ۵۰ روپیہ کے ٹکٹ انشاء اللہ (کسی ضرورت سے لفافہ بھیجا تو اسمیں) جلد بھیج دونگا۔ لیکن ۵۰ روپیہ ہی کیوں؟ آپ نے ٹکٹ بھی تو لگائے تھے کتنے کے تھے؟ مطلع کیجئے تو وہ بھی قیمت میں شامل کردونگا۔

حضرت شیخ الحدیث مدفیوضہ کہاں اور کیسے ہیں؟ سلام مسنون پہنچا دیجئے، مولانا سمیع الحق صاحب سے بعد سلام مسنون عرض کیجئے کہ الحق میں ایک باب مراسلات / استفسارات بھی کھولدیں تا کہ عامۃ المسلین سے متعلق مسائل شائع کر کے جوابات دیئے جاسکیں۔

والسلام: خسروی (خریداری نمبر ۵۱۱۷)

(۸)

(جرمنی کے اسلامی اجتماع میں سرظفر اللہ کی نمائندگی ○ زکوٰۃ کمیٹی کے نااہل ناظمین)

۲۰/۱۲/۹۹ھ، ۱۱ نومبر ۱۹۷۹ء

محترمی سلام مسنون! ۳ر۱۱ر کے عریضہ میں ستمبر و اکتوبر کے شماروں کیلئے یاددہانی کی تھی اور پوچھا تھا کہ ''مسئلہ خلافت وشہادت'' کب تک شائع ہوجائیگی۔ جواب کا منتظر ہوں۔ اب روزنامہ ''جنگ'' (کراچی) میں شائع شدہ دو خبروں پر توجہ مبذول کراتا ہوں ۵ر۱۱ر کی اشاعت کے صفحہ ۱۲ کے کالم نمبر ۱ پر یہ کہ ۳۰ر۹ر۷۹ کو فرینکفرٹ (جرمنی) میں ایک بین الاقوامی اسلامی اجتماع ہوا جس میں بہ عہد حاضر اسلامی اصولوں کی تفسیر و تنفیذ کے مسائل پر تقریریں کیں جن ۴ مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ان میں سرظفر اللہ بھی تھے، جنہیں بین الاقوامی عدالت کے جج کی حیثیت میں نہیں بلکہ ایک مسلمان مفکر کے طور پر مدعو کیا گیا ہوگا، انہوں نے جس اسلام کے اصولوں پر گوہرافشانی کی ہوگی وہ ظاہر ہے کہ ربوہ اور قادیان کا ہی اسلام ہوگا اور غیر مسلمان حاضرین نے اس کی روشنی میں اسلام کو سمجھا ہوگا۔

۹ر۱۱ر کی اشاعت کے صفحہ نمبر ۴ کے کالم نمبر ۳ پر ہے کہ سامارو (سندھ) میں زکوٰۃ وعشر کمیٹی کے ایک رکن کو ''جرائم پیشہ افراد کی سرپرستی کرنے اور جرائم کرانے'' کے جرم میں گرفتار کیا گیا، نہ جانے ملک بھر کی ایسی کمیٹیوں میں کتنے ہزار ایسے ''عاملین علیہا'' ہونگے۔ اہل خیر کس پر اعتماد کر کے زکوٰۃ وعشر دیں۔؟ معاشرہ میں سب سے زیادہ بگڑا ہوا طبقہ اہل دول کا ہے، لہٰذا جب تک قومی اور ملی اداروں میں اسی طبقہ کے افراد ''منتخب'' اور ''نامزد'' ہوتے رہیں گے کسی بھلائی کی امید کرنا جنت الحمقاء میں رہنا ہے، اللہ ہم پر رحم کرے۔ والسلام، نیاز کش خسروی

(۹)

۲۵ نومبر ۱۹۷۹ء، ۴/۱/۱۴۰۰ھ

(اردو ہندسوں پر انگریزیت کا غلبہ)

محترمی سلام مسنون! حوالہ نمبر ۴۷ ۱۱ مورخہ ۲۱/۱۱/۹ کیلئے ممنون کرم ہوں۔ آپ نے اکتوبر کے شمارے کی اشاعت میں تاخیر کی وجہ تو بتائی لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ ستمبر کا شمارہ کیا ہوا؟ مجھے تو اب تک ملا نہیں۔ ۳/۱۱/۷۹ کے پوسٹ کارڈ میں ستمبر و اکتوبر، دونوں مہینوں کے شماروں کیلئے یاددہانی کی تھی، جو خالد محمود صدیقی صاحب کو ملا ہوگا۔ کیا ستمبر کا بھی شائع نہیں ہوا۔ اگر بھیجا تھا تو یقیناً گم ہوگیا۔ اب نوازش مکرر کا خواہاں ہوں۔ آپ کو ناگوار نہیں تو میں اپنی ایک ذہنی اور بصری تکلیف عرض کروں؟ اردو مراسلت میں انگریزی ہندسوں میں تاریخ اور حوالہ نمبر لکھا ہو تو مجھے سخت کوفت ہوتی ہے۔ اور جب دینی اور عربی درسگاہوں کی مراسلت میں بھی یہی ''شرک فی الاردو'' دیکھتا ہوں تو اور بھی صدمہ ہوتا ہے کہ انگریزیت کا غلبہ ان اداروں کے متعلقین پر بھی اتنا ہے کہ اردو ہندسوں کا استعمال نہیں کر سکتے۔ کیا آپ کے ہاں اردو ہندسے لکھنا نہیں سکھائے جاتے؟

والسلام: دعا گو و دعا جو خسروی

(۱۰)

۱۲/۳/۱۴۰۰ھ، ۲۳/دسمبر ۱۹۷۹ء (خلود فی النار کا مسئلہ)

محترمی سلام مسنون! آپ نے نومبر کے شمارہ میں کیا اور کس کا مضمون شامل کر دیا جو یہ حال ہوا؟ اب کب تک شائع ہو سکے گا؟ ایک درخواست یہ ہے کہ وہ جو ایک حدیث اس مفہوم کی ہے کہ آخر الامر ایک وقت ایسا آئیگا کہ دوزخ کے دروازے (بالکل غیر آباد ہونے کیوجہ سے) ہوا سے کھڑ کھڑائیں گے اسکی اصل عبارت (معہ اعراب) اور اردو میں لفظی ترجمہ صاف صاف تحریر فرمادیں اور یہ کہ کون سے مجموعہ احادیث کے کس باب میں ہے اور اسکی سندی حیثیت کیا ہے اور کس حد تک معتمد ہے؟

اگر وہ حدیث قابل اعتماد ہے تو اسکی تطبیق قران کی ان آیات سے کیسے ہوگی جن میں کافرین ومشرکین کو"خالدین فیھا ابدا" کہا گیا ہے؟ کیا خلود اور ابد متناہی ہیں؟ اگر لامتناہی ہیں تو اس حدیث اور ان آیات قرآنی میں معارضہ ہے یا نہیں؟ اگر ابد اور خلود کو متناہی سمجھا جائے تو کس بنیاد پر کوئی آیت اسکی دلیل میں ہے؟ براہ کرم حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے اس امر میں مشورہ کر کے تفصیلاً مطلع فرمائیں تا کہ میں اسلام آباد میں اپنے ایک پروفیسر دوست کے سوال کا جواب دے سکوں۔ والسلام، دعا جو خسروی

(۱۱)

۱۸/مئی ۱۹۸۰ء (کتابچہ مقام صحابہ اور مسئلہ خلافت)

مکرمی، سلام مسنون! پہلی گزارش تو یہ کہ مئی کا مہینہ آدھا گزر چکا لیکن اپریل کے شمارہ کو ہی آنکھیں ترس رہی ہیں۔ دوسری عرض یہ کہ "مقام صحابہؓ[1] اور مسئلہ خلافت وشہادت" بظاہر تو عام قارئین کیلئے ہی شائع کی گئی ہے لیکن اسکا خیال نہ رکھا گیا ہے اب تو فارسی دان بھی نہیں رہے، عربی عبارتوں کو کون سمجھے گا؟ کیا اس میں عربی عبارتوں کا اردو ترجمہ شامل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی؟ اور اگر خواص علماء کیلئے ہی ہے تو پھر ساری عربی میں ہی ہوتی جیسے بعض اور مطبوعات ہیں، اب اسطرح اس سے پورا استفادہ مجھ جیسے لوگ کیسے کر سکتے ہیں؟ تیسری درخواست یہ کہ حضرت شیخ الحدیث کے (بقلم حافظ محمد ایوب صاحب) والا نامہ نمبر ۸،۶ مورخہ ۷،۵،۸۰ کے جواب میں ۱۲/۵/۸۰ کو جو عریضہ بھیجا ہے (بابت تقسیم زکوٰۃ بتوسط دار العلوم) اسکا فوری جواب مطلوب ہے۔ والسلام خسروی (خریدار نمبر ۵۱۱۱۷)

(۱۲)

۲۶/مئی ۱۹۸۰ء، ۱۱/۷/۱۴۰۰ھ (موتمر المصنفین کے مطبوعات کے فروغ میں دلچسپی)

مکرمی، سلام ورحمتہ۔ کتابوں سے میرا تعلق ذاتی ذوق کے علاوہ تجارتی سلسلہ میں بھی ہے کیونکہ میں بیرون ملک (تاجروں کو نہیں بلکہ) انفرادی قارئین اور کتب خانوں اور اداروں اور انجمنوں کو ہر قسم کی پاکستانی مطبوعات ارسال کرتا ہوں لیکن صرف وہی جن پر ۱/۳ ۳۳ تا ۴۰% رعایت ملتی ہے تا کہ آجکل جو محصول اگر ہے اُسکا سارا بار ہی خریدار پر نہ پڑے اور وہ ہماری مطبوعات کو بمقابلہ ہندوستانی مطبوعات کے مسترد نہ کر دے، جو معیاراً برتر ہونے کے باوصف قیمتاً بدرجہا ارزاں تر ہوتی ہیں۔ اگر چہ اس قسم کا کوئی خریدار کسی کتاب کا ایک سے زائد نسخہ تو طلب نہیں کرتا لیکن تجربہ یہ ہے کہ اگر کوئی کتاب کسی ملک کے کسی حلقہ میں مقبول ہو جائے تو پھر وقتاً فوقتاً اسکے لئے مزید فرمائشیں

---

[1] حضرت شیخ الحدیث کی رسالپور چھاؤنی میں محرم الحرام کی مناسبت سے کی گئی ایک تقریر جسے مرتب کرنے کا ناچیز کا یہ پہلا تجربہ تھا، اس پر حواشی اور تعلیقات میں نے زیادہ تر عربی میں جو ایک طالب علمانہ شوق تھا لکھے، جو اردو کے ساتھ عربی کا بغیر ترجمہ اختلاط کا ایک نمونہ تھا، صاحب مکتوب کو بجا طور پر کھٹکا۔

ضرور آتی رہتی ہیں۔ اگر میرے دیگر کرم فرما ناشرین کی طرح آپ بھی اسی حد تک تعاون فرما سکیں تو پھر آپکی مطبوعات کو بھی بیرون ملک متعارف کرانے کی کوشش کرنے میں مجھے مسرت ہوگی۔ صواب با جواب سے فوری ممنون فرمائیں۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ''الحق'' کے تازہ شمارہ جمادی الاولی و اُخری کے صفحہ ۱۸ پر جو حضرت شاہ ولی اللہ کی ''قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین'' کا اشتہار ہے، یہ ترجمہ ہے (اردو میں) یا اصل متن عربی کا ہے؟ اگر ترجمہ ہے تو مترجم کون ہے؟ دوسرا استفسار یہ کہ آپ کے مؤتمر المصنفین نے کیا انگریزی میں دینی مطبوعات بھی شائع کی ہیں تا کہ بیرون ملک بھیجی جاسکیں۔ اگر ہیں تو انکی مکمل تفصیلات سے مطلع فرمائیں۔ گرامی نامہ ۷۸۹ مورخہ ۸۰/۵/۲۲ کیلئے ممنون ہوں کیونکہ منی آرڈر کیلئے ڈاک خانہ پر اعتماد نہیں ہے لہٰذا اب تک ڈرافٹ سے ہی رقم بھیجنا مقصود ہے جسکے لئے (بطور مزید احتیاط) میں نے آپکے بنک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر پوچھا تھا تا کہ اگر ڈرافٹ ڈاک میں گم بھی ہو جائے تو کوئی اسکی رقم حاصل نہ کر سکے۔ آپ نے اس درخواست کو در خور توجہ ہی نہ سمجھا۔ بہر حال عنقریب رقم روانہ کرونگا۔ یہ رقم میری لڑکی کی طرف سے بمد زکوٰۃ ہوگی۔ لہٰذا اسکی رسید بھی اسی کے نام سے ارسال فرمائیے گا۔ جن طلبا کو دیجائے اُنکی فہرست بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے آپ پر اعتبار ہے کہ آپ واقعی مستحقین ہی کو بصورت نقد دیدینگے۔ بس یہ معلوم کر لیجئے گا کہ کوئی بنو ہاشم یا خود صاحب نصاب نہ ہو۔

(ہومیو پیتھک ڈاکٹر مس نصرت اعظم بی اے، ڈی ایچ ایم ایس، آر ایم پی)　　والسلام دعا جو خسروی

(۱۳)

(مدرسہ سے تعاون میں احتیاط)

۱۲۷ مئی ۱۹۸۰ء　۱۴۰۰/۷/۱۲ھ　　باسمہٖ تعالیٰ

محترمی، سلام ورحمۃ۔ گرامی نامہ نمبر ۷۸۹ مورخہ ۸۰/۵/۲۲ کے حوالہ سے کل جو پوسٹ کارڈ روانہ کیا تھا وہ مل چکا ہوگا۔ جسکے فوری جواب کیلئے متدعی ہوں جیسا کہ اُس پوسٹ کارڈ میں وعدہ کیا تھا ۳۰۸ روپیہ کا حبیب بنک، غالب لائبریری برانچ کا ڈرافٹ نمبر DAT-750614/116/3 مورخہ ۸۰/۵/۲۶ ہمرشتہ ارسال خدمت ہے۔ میں نے اسی کیلئے پوچھا تھا کہ آپکا بنک کون سا ہے اور اکاؤنٹ نمبر کیا ہے تا کہ اُس کے نام ڈرافٹ بنواتا لیکن آپ نے رازداری برتی، لہٰذا مجبوراً یہ ڈرافٹ حبیب بنک، ارباب روڈ برانچ، پشاور کے نام بنوانا پڑا، کیونکہ اکوڑہ خٹک میں تو حبیب بنک کی کوئی برانچ ہے نہیں۔ آپکی اس رازداری کا خمیازہ اب یہ ہوگا کہ آپ اسے اپنے بنک کو دیدیں وہ پشاور سے اسکی رقم حاصل کر کے آپکے اکاؤنٹ کو کریڈٹ کردیگا۔ آپکو زحمت تو ہوگی اور تاخیر بھی لیکن میری وجہ سے نہیں بلکہ خود آپکی ہی وجہ سے۔

اس ۳۰۸ روپیہ کی رسید میری لڑکی مس نصرت اعظم، بی اے، ڈی ایچ ایم ایس، آر ایم پی، ہومیو پیتھک کے نام سے بنوائیے گا، پتہ بھی ہے جو اوپر درج ہے۔ یہ مد زکوٰۃ ہے۔

اب عنداللہ یہ آپکی ذمہ داری ہے کہ جیسا کہ وہ چاہتی ہے تملیک کے شرعی تقاضہ کو پورا کرنے کیلئے، یہ بصورت نقد ہی، کم سے کم ۳ مستحقین میں اسطرح تقسیم کیجائے کہ کسی کو ۱۰۰ روپیہ سے زائد نہ ملے۔ یہ خیال رکھیں تا کہ ان میں سے کوئی بنو ہاشم میں سے یا صاحب نصاب نہ ہو۔

۸۰/۵/۲۶ کے پوسٹ کارڈ کا جواب اور اس رقم کی رسید جلد از جلد مرحمت فرمائیں۔　　والسلام: دعا جو خسروی

(۱۴)

۱۹ جون ۱۹۸۰ء، ۲۵/ جولائی ۱۴۰۰ھ (دارالعلوم کا چندہ باہر کے مستحقین کو نہیں دیا جا سکتا)

محترمی سلام ورحمتہ۔ گرامی نامہ نمبر ۲۶ ۷ مورخہ ۸۰/۶/۱۲ کیلئے ممنون کرم ہوں۔ آپ نے اپنے مکتوب نمبر ۷۸۹ مورخہ ۸۰/۵/۲۲ میں یہ تحریر فرمایا تھا جن لوگوں کو رقومات دیجائینگی اُنکی فہرست اور رسیدیں بھیج دی جائینگی اُس کے جواب میں یہ عرض کیا تھا کہ فرداً فرداً ہر ایک کی رسید اور فہرست غیر ضروری ہے، بجائے اسکے ایک مجموعی رسید پوری رقم کی دارالعلوم کی طرف سے کافی ہوگی۔ اب آپ نے جو یہ وضاحت فرمائی کہ یہ رقم دارالعلوم کی معرفت تقسیم نہیں ہوگی اسلئے نہ اُسکے حساب میں درج ہوگی نہ رسید جاری ہو سکتی ہے، تو یہ بات سمجھ میں آگئی کہ آپ بذاتِ خود میری طرف سے تقسیم فرمائیں گے۔

لہٰذا اب کسی رسید کی ضرورت نہیں نہ فہرست آسامی کی۔ آپ کے خط سے معلوم ہو گیا ہے ڈرافٹ مل گیا تو بس یہی اطمینان کیلئے کافی ہے۔ آپ ڈرافٹ اپنے بنک کو دیکر رقم وصول فرمائیں اور تقسیم کر دیں۔

حضرت اعتماد نہ ہوتا تو میں سینکڑوں اور اداروں کو چھوڑ کر آپ ہی کے سپرد یہ کیوں کرتا اور یہ بات کہ یہاں کے مستحقین میں خود تقسیم کر دیتا تو ان کا کھوج لگانے کی صلاحیت اور فرصت نہیں۔ مئی ختم ہوا اور جون بھی ایک ثلث گزر گیا۔ کیا دونوں مہینوں کا مشترکہ شمارہ شائع ہوگا؟

والسلام: دعاجو دعا گو خسروی

(۱۵)

یکم اجولائی ۱۹۸۰ء، ۱۷ شعبان ۱۴۰۰ھ (ہندوستانی اور پاکستانی مطبوعات کا موازنہ)

محترمی سلام ورحمتہ۔ میں مندرجہ بالا تجارتی ادارہ کے ذریعہ بیرون ملک انفرادی قارئین، نیز کتب خانوں، انجمنوں اور علمی و ادبی اداروں کو ہر قسم کی اور ہر زبان کی پاکستانی مطبوعات بذریعہ ڈاک بھیجتا ہوں لیکن صرف وہی جن پر ۱/۳ ۳۳ تا ۴۰% رعایت ملتی ہے تا کہ آجکل بیرونی ڈاک کا جو اتنا بھاری محصول ہے اُسکا سارا بوجھ ہی خریدار پر نہ پڑے نیز ہندوستانی مطبوعات سے سابقت کی جا سکے جو معیاراً برتر ہونے کے باوصف قیمتاً بدرجہا کمتر ہوتی ہیں۔ اگر چہ مذکورہ بالا قسم کا کوئی خریدار کسی کتاب کا ایک سے زیادہ نسخہ تو نہیں خریدتا لیکن یہ تجربہ ہے کہ اگر کوئی کتاب کسی ملک میں مقبول ہو جائے تو پھر وقتاً فوقتاً اسکے لئے فرمائشات ضرور آتی رہتی ہیں۔

اگر میرے دیگر کرم فرما ناشرین کیطرح آپ بھی اسی حد تک رعایت فرما سکیں، تو پھر آپکی مطبوعات کو بھی اپنے بیرونی خریداروں میں متعارف کرانے کی کوشش شروع کرنے میں مسرت ہوگی۔ اس سلسلہ میں اپنے ۸۰/۵/۱۶ کے عریضہ میں بھی لکھا تھا لیکن زکوۃ والے معاملہ میں تو آپ نے جواب دیدیا لیکن اس موضوع پر توجہ نہ فرمائی۔ براہ کرم اب حوصلہ افزا جواب سے سرفراز فرمائیں۔

اگر آپ مندرجہ بالا رعایت کی توثیق فرما دیں تو میں سب سے پہلے ''الحق'' میں مشتہرہ حضرت شاہ ولی اللہ کی ''قرۃ العینین'' کے متعلق یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اصل متن ہے یا اردو ترجمہ ہے، اگر ترجمہ ہے تو مترجم کون ہے؟ تا کہ اسکے لئے درخواست کروں۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی اور کون کون سی فارسی کتابیں یا انکے تراجم دستیاب ہیں اور کیا کیا قیمت ہے۔ والسلام دعاجو خسروی

(ایک اداریہ میں ہے ''اجتہاد'' کا دروازہ بند تھا۔ مبارک ہو کہ اب ایسا [1] چوپٹ کھلا کہ سود بھی مال حلال ہو گیا تب ہی تو زکوۃ کٹی)

---

[1] ضیاء الحق کے دور میں بنکوں سے زکوۃ کٹوتی کے جبری سکیم کی طرف اشارہ

(۱۶)

۹/۹/۱۴۰۰ھ، ۲۳/ جولائی ۱۹۸۰ء (زکوۃ آرڈیننس میں سود کے بارہ میں بے احتیاطی)

مکرمی السلام علیکم! جولائی ختم ہونے والا ہے لیکن جون کا شمارہ الحق ہنوز موصول نہیں ہوا، خدا کرے موانع بخیر ہوں۔ کیا بینات کی طرح آپ نے بھی اسلام کے فرض ثانی کی ادائیگی کے سلسلہ میں زکوۃ آرڈیننس پر قلم اٹھایا ہے جس سے اسکو مضحکہ بنادیا ہے اور اسلام کے نام پر اب تک ہونے والا سب سے بڑا مذاق ہے؟ قرآن میں جہاں بھی زکوۃ کا حکم آیا ہے اس سے پہلے صلوٰۃ کا ذکر لازمی ہے لیکن اگر پہلے صلوٰۃ آرڈیننس کا اجراء ہوتا تو خزانہ میں کیا آتا؟ جن جن مدات پر جبری وصولی کی گئی ہے ان سب میں سود شامل ہے لیکن غیر سودی بچت کو قطعی مستثنےٰ رکھا گیا کیونکہ اسکی زد سرمایہ داروں پر پڑتی ہے، اب ایسی صورت میں بیت المال سے کسی مستحق کو زکوۃ سے حاصل شدہ رقم سے امداد لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی مستحق اس رقم سے امداد قبول کرتا ہے جسمیں صریحاً سود کی رقم پر حاصل کردہ جزو شامل ہے تو وہ بھی سود خوری کے گناہ میں تو نہیں پکڑا جائیگا؟ اس طرح زکوۃ وصول کرنے سے کیا سودی رقم کی بھی تطہیر و تزکیہ ہوگیا؟ اگر زکوۃ دینے سے سود بھی پاک ہوسکتا ہے تو پھر رشوت، چوری، ڈکیتی، قحبہ گری وغیرہ کی آمدنی سے بھی زکوۃ ادا کرکے اسے پاک کیا جاسکتا ہے، ایک ہزار برس سے شکایت یہ تھی کہ اسلام کا زوال اجتہاد کا دروازہ بند ہونے کی وجہ سے ہو رہا ہے لیجئے اب تو یہ دروازہ چوپٹ کھل گیا تاجو کسی مسلم ملک کو توفیق نہیں ہو سکی تھی اب دیکھتے جایئے اور کیا کیا اجتہادات ہوتے ہیں، آپ چاہیں تو میری تحریر کو شائع کرسکتے ہیں۔ والسلام بدعا جو خسروی (خریدار نمبر ۵۱۱۷)

پس نوشت: ۲۶/۵/۸۰ء کے عریضہ کا باوجود ۱/۷/۸۰ کو یاددہانی کے جواب نہیں ملا جسمیں ''قرۃ العین'' اور دیگر مطبوعات کے متعلق عرض کیا تھا۔

(۱۷)

۱۴/ ستمبر ۱۹۸۰ء، ۲۳/۱۰/۱۴۰۰ھ (پرچہ نہ ملنے پر شکوہ)

مکرمی سلام مسنون۔ ۲۵/۸ تک انتظار کرکے میں نے عرض کیا تھا کہ ''الحق'' کا نہ جون کا شمارہ ملا نہ جولائی کا۔ اُس درخواست کی ادھوری قبولیت یوں ہوئی کہ جولائی کا شمارہ نمبر ۱۰ تو کل آگیا لیکن جون کے شمارہ نمبر ۹ سے ابھی تک محروم استفادہ ہوں۔ اگر بھیج بھی دیا تھا اور جیسا کہ اکثر ہوتا ہے ڈاک میں گم ہوگیا، تو براہ کرم نوازش مکرر کیجئے اور وہ شمارہ نمبر ۹ بابت جون دوبارہ ارسال فرما دیجئے۔

پتہ پر میرا پورا نام لکھنے کی ضرورت نہیں، صرف اتنا کافی ہے جیسا کہ اوپر درج ہے لیکن اسکی احتیاط ضروری ہے کہ پورا پتہ (الفاظ ۔۔۔۔) اردو میں ہی ہوں اور مرقومہ بالا ترتیب سے ہی، ورنہ پتہ غلط ہوجائیگا۔ دفتر کو تاکید کرکے رجسٹر میں یونہی اندراج کرادیجئے۔

والسلام نیاز کیش خسروی

میں نے پہلے بھی پوچھا تھا مگر جواب نہیں ملا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی ''قرۃ العینین'' جسکا اشتہار اس جولائی کے شمارہ کے صفحہ ۶۰ پر بھی ہے، کس زبان میں ہے، عربی فارسی یا اردو؟ ضرور جواب دیجئے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی عرض ہے کہ اس کی قیمت ۴۰ روپیہ کیوں ہے جبکہ صرف ۳۳۶ صفحات ہیں جبکہ ۵۶۰ صفحات کی ''دعوات حق'' (جلد دوم) کی یہی قیمت ہے۔ دونوں میں ۱۸۴ صفحات کا فرق اور قیمت برابر اسکا کیا جواز ہے؟

(۱۸)

۱۴/ نومبر ۱۹۸۰ء، ۲۵/۱۲/۱۴۰۰ھ (مطبوعات مؤتمر المصنفین کے بیرون ملک تعارف کرانے کا عزم)

مکرمی سلام ورحمۃ! ۱۲/۱۰ کے پوسٹ کارڈ کیلئے ممنون کرم ہوں۔ ''قرۃ العینین'' تو خیر دوسروں کی شائع کردہ تھی لیکن آپ مؤتمر کی مطبوعات تو تاجرانہ رعایت پر دے ہی سکتے ہیں تا کہ ایک ایک کرکے بیرون ملک بھیج کر متعارف کرانے کی کوشش کروں۔ آخر آپ مقامی

طور پر فروخت کرنے والے کتب فروشوں کو بھی تو دیتے ہی ہیں ،تو پھر اگر کوئی بیرون ملک فروخت کرنے کیلئے خریدے تو اُسے بھی اسی رعایت میں دینے میں کیا نقصان ہوگا؟ یقین کیجئے کہ اگر بیرونی ڈاک کی شرح اتنی زیادہ نہ ہوتی اور بیرونی ممالک میں ہندوستانی مطبوعات سے سخت مقابلہ نہ ہوتا تو میں ہرگز کوئی رعایت طلب نہ کرتا۔لیکن اب تو یہ صورت ہے کہ اگر محصول ڈاک کا سارا بوجھ ہی خریدار پر ڈال دیا جائے تو پھر پاکستانی کتابوں پر ہندوستانی مطبوعات کو لازمی ترجیح دیگا کیونکہ وہ معیاراً برتر ہونے کے باوصف قیمتاً بدرجہا ارزاں تر ہوتی ہیں۔وجہ یہ کہ دیگر مصنوعات کی طرح مطبوعات کے برآمد کنندگان کو بھی بھارتی حکومت خصوصی مراعات دیتی ہے۔اگر دیگر ناشرین کی طرح جن کی مطبوعات میں بھیجتا رہتا ہوں آپ بھی اپنی مطبوعات پر ۱/۳ ۳۳ تا ۴۰ فیصد تاجرانہ رعایت دے سکیں ،تو پھر انہیں بھی اپنے بیرونی خریداروں کے مختلف حلقوں میں متعارف کرانے کی کوشش کرنے میں مسرت ہوگی۔

اگر یہ صورت ممکن ہو سکے تو فی الحال موجود اپنی ہر موضوع اور ہر زبان کی کتابوں کی جامع اور شرح فہرست ایک الگ کاغذ پر بھیجد یجئے۔جس پر مذکورہ بالا تاجرانہ رعایت کی توثیق بھی لکھ دیجئے۔لیکن براہ کرم یہ زحمت ضرور کیجئے کہ ہر کتاب کی پوری تفصیل لکھئے جسکے بغیر کوئی بیرونی خریدار متوجہ نہیں ہوتا۔یعنی (۱) کتاب کا نام (۲) مصنف ،مؤلف یا مترجم کا نام (۳) کس زبان میں ہے (۴) سائز (۵) ضخامت (۶) جلد بندی کی قسم (۷) قسم کاغذ (۸) نوعیت کتابت یعنی قلمی یا ٹائپ (۹) طریقہ طباعت یعنی لیتھو یا آفسٹ اور (۱۱) قیمت۔ غیر ملکی فہارس میں یہ سب تفصیلات ہوتی ہیں اور یہی ہمیں غیر ملکی خریداروں کو بھیجنی پڑتی ہیں۔آپکو زحمت تو ہوگی لیکن مجبوری ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدفیوضہ اور مولانا سمیع الحق صاحب کی خدمات میں سلام مسنون اور دعائے خیر کی درخواست پہنچا دیجئے۔پس نوشت۔

اکتوبر کے شمارہ میں کیا دیر ہے؟ والسلام نیاز کیش

(۱۹)

(اقبال وخمینی کی فکری ہم آہنگی ○ حضورﷺ کے ہوتے ہوئے انسان کامل کے بارہ میں فکری ٹھوکریں)

۱۱/۹/۱۴۰۱ھ، ۱۸/نومبر ۱۹۸۰ء

محترمی سلام ورحمۃ !ہمرشتہ ہذا ایک مضمون ''الحق'' کیلئے ارسال ہے۔دراصل یہ پہلے بینات ہی کو بھیجا تھا اور اسکے لئے کتابت بھی ہوگئی تھی لیکن سنسر سے پاس نہ ہو سکا جسکی وجہ ظاہر ہے کہ ایک تو شخصیت پر زد دوسرے ایک پاکستانی بُت (اقبال) پر ضرب۔

اب میں نے اول تو اسے ۳/ا کم کردیا ہے یعنی پہلے تین صفحات تھے اب صرف دو ہیں اور جو تختی اور گرمی انداز تحریر میں تھی اسے مبدل بہ نرمی وخنکی کردیا ہے پہلے تو یہی انداز تھا اب تعریفی کردیا، سمجھنے والے سمجھ لیں گے خدا کرے آپ کے سنسر والوں میں کوئی سمجھدار نہ ہو۔اسطرح اقبال وخمینی کی توصیف بھی ہوگئی اور دونوں کی جو جہت دکھانی تھی وہ بھی سامنے آگئی۔اقبال کے اس زاویہ فکر اور عقیدہ پر متوجہ کرانا مقصود ہے خمینی تو جو کچھ ہیں وہ چھپا ہوا نہیں ہے لیکن ہمارے مفکر اسلام اور محب رسولﷺ کیا تھے اس کا اندازہ لگائیے عشق تو اگر کسی معمولی آدمی سے بھی ہو جائے تو وہ دنیا کا بہترین شخص نظر آتا ہے مگر ہمارے عاشق رسولﷺ اپنے محبوب کو انسان کامل بھی نہیں مانتے تھے اور کسی اور ہی کے منتظر تھے جس کتاب (ہفت مقالات) کا میں نے حوالہ دیا ہے وہ اگر نظر سے نہ گزری ہو تو کسی صورت سے ضرور دیکھ لیجئے تو اقبال فہمی میں یقینی اضافہ ہوگا لیکن اول تو اب وہ ناشرین کے پاس بھی نہیں ہے اور اگر ہے تو سوائے اہل تشیع کے دوسروں کو فروخت بھی نہیں کرتے (شیعوں میں تو مفت تقسیم ہوئی تھی)

اس مضمون کے آخری پیراگراف کو اگر خطرہ سنسر ہو تو شامل اشاعت نہ کریں کیونکہ اسمیں خمینی پر تعریض ہے،اس سے پہلے تو بس مداحی ہی

ہے (جو ہجو ملیح ہی ہے) انشاء اللہ سوائے اس آخری پیراگراف کے اور کسی پر تو اعتراض نہیں ہوگا، جن عبارات کے نیچے سرخ لائن لگادی ہے وہ صرف آپکی خصوصی توجہ کیلئے ہے کتابت میں نہ کیجئے گا تا کہ سنسر والوں کی خاص توجہ نہ ہو۔

اس کی وصولیابی اور قبولیت سے براہ کرم بواپسی ڈاک مطلع فرمائیں احتیاطاً اگر اس کی اشاعت آپ خلاف مصلحت سمجھیں تو اتنا کرم ضرور کیجئے کہ اسے بجنسہ بیرنگ لفافہ میں فوری طور پر واپس کردیجئے تا کہ بحفاظت مجھے مل جائے۔ والسلام، دعاجو خسروی

اکتوبر کا شمارہ جلد مرحمت کیجئے۔

(۲۰)

(مضمون کے اشاعت پر اصرار)

۲۹ نومبر ۱۹۸۰ء، ۲۰/۱/۱۴۰۱ھ

مکرمی سلام مسنون! ۱۸/۱۱ کو ایک مضمون بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ مولانا سمیع الحق صاحب کی خدمت میں برائے اشاعت بہ عنوان ''اقبال و ٹمیتی میں فکری ہم آہنگی'' بھیجا تھا اور درخواست کی تھی کہ وصولیابی سے فوری مطلع فرمائیں اور یہ کہ شائع ہو سکے گا یا نہیں اور اگر نہ ہو سکے تو بیر نگ واپس کردیں۔ نہ رسید بھیجی نہ مضمون (اگر نا قابل اشاعت ہے تو) واپس آیا۔ مولانا کی خدمت میں سلام کے بعد یاد دہانی کردیجئے کہ جلد از جلد کرم فرمائیں۔

دوسری بات یہ کہ کل نومبر ختم ہو جائیگا لیکن اکتوبر کا شمارہ بھی ابھی تک نہیں ملا۔ کیا ہوا؟ ڈاک میں گم ہو گیا ہے تو نوازش مکرر فرمائیں اور اگر نہیں چھپا تو مطلع فرمائیں کہ کیا افتاد پڑی؟ والسلام: نیاز کیش خسروی

(۲۱)

(تعریف نہیں ہجو ملیح)

یکم صفر ۱۴۰۱ھ، ۱۰ دسمبر ۱۹۸۰ء

محترمی سلام ورحمۃ! گرامی نامہ نمبر ۱۱۰۸ مورخہ ۸۰/۱۲/۷ کل صادر ہوا جیسا کہ اس مضمون سے ہمرشتہ عریضہ میں وضاحت کی تھی اسے قصداً تعریضی کی بجائے تعریفی انداز میں لکھا گیا ہے کیونکہ پہلے زیادہ واشگاف ہونے کی بناء پر ''بینات'' میں شائع ہونے کیلئے جب احتساب کیلئے پیش ہوا تو مسترد ہو گیا حالانکہ وہ بھی جارحانہ ہرگز نہیں تھا لیکن تعریض کا پہلو واضح تھا۔ محتسب یہاں کے ہوں یا وہاں کے فکر و نظر ہر جگہ یکساں ہے اسلئے آپکو بھیجنے کیلئے اسے مزید ذھن فریب بنایا ہے تا کہ سمجھنے والے سمجھ لیں اور جنکی سمجھ سے محفوظ رکھنا ہے وہ نہ سمجھیں آپ خواہ مخواہ فکر مند نہ ہوں کیا آپکے قارئین اتنے کم فہم ہیں کہ ہجو ملیح کو تعریف واقعی سمجھ لیں گے اور الحق سے بدظنی کرینگے؟ بے شک مجھے معلوم ہے کہ آپ کو فرصت نہیں کہ اسے واضح کر سکیں لیکن یہ بھی یقین رکھئے کہ اگر اسمیں تعریض کا رنگ نمایاں ہو گیا تو وہاں بھی وہی حشر ہوگا جو یہاں ہوا میری تو رائے بھی ہے کہ اسکو اسی صورت میں من وعن شائع کردیجئے اور اس اندیشہ کے پیش نظر کہ کوئی قاری یہ نہ سمجھ لے کہ آپ خود بھی اسی خیال کے حامی ہیں، ابتداء میں ادارتی وضاحت شامل کردیجئے لیکن ایسی بھی واضح نہیں کہ اس مضمون کا تحت السطور مفہوم محتسب سمجھ لے۔ بلکہ آسان ادارتی نسخہ تو وہی پرانا ہے کہ ابتداء میں بین القوسین لکھ دیجئے کہ (ادارہ کا صاحب مضمون سے ہم خیال ہونا ضروری نہیں ہے) یوں آپ بھی سوءظن سے محفوظ ہو جائینگے اور احتساب میں بھی پکڑ نہیں ہوگی (انشاء اللہ) اور ہمارے ''عاشق رسول ﷺ'' کے عشق کا اصل رنگ بھی صاحبان بصیرت پر کھل جائیگا، براہ کرم فیصلہ سے جلد از جلد مطلع فرمائیں، مجھے تقاضہ نہ کرنا پڑے۔ حضرت شیخ الحدیث سے بھی استصواب رائے فرمالیجئے اور میرا سلام اور دعائے خیر کی درخواست عرض کردیجئے۔ والسلام دعاجو خسروی

پس نوشت: ابھی ابھی القاء ہوا کہ آپ اپنی طرف سے اس مضمون پر کچھ بھی نہ لکھیں بلکہ عنوان کے نیچے قوسین میں میری طرف سے ہی

ایک وضاحتی نوٹ مضمون کے آغاز سے پہلے ذرا جلی قلم سے یوں بڑھا دیں۔(مرقومہ ذیل سطور کا مقصد محض موسومہ بالا ہر دو اکابرین میں ذہنی یک رنگی دکھانا ہے۔قارئین اسکا مطالعہ قرآن وحدیث کی روشنی میں نہ کریں ورنہ مایوسی ہوگی)
آخری پیراگراف کیلئے پھر عرض کروں اگر نظر احتساب سے بچنے کا یقین ہو تو شامل کیجئے گا ورنہ یہ نہ ہو اسکی وجہ سے سارا ہی قتل ہو جائے۔

(۲۲)

(الحق کا اقبال وخمینی سے ہمنوائی میں گریز)

۱۸/۲/۱۴۰۱ھ، ۲۷/دسمبر ۱۹۸۰ء

محترمی، سلام مسنون، میرے ۱۸/۱۱/۸۰ کو ارسال کردہ مضمون کے متعلق آپ نے اپنے مکتوب نمبر ۱۱۰۸ مورخہ ۱۲/۷/۸۰ میں یہ خدشہ ظاہر فرمایا تھا کہ اس سے قارئین یہ نہ سمجھ لیں کہ الحق بھی اقبال وخمینی کا ہمنوا ہے جواباً میں نے ۱۲/۱۰/۸۰ کے عریضہ میں عرض کیا تھا کہ اس غلط فہمی کے ازالہ کیلئے مضمون کی عبارت سے پہلے اور عنوان کے نیچے میری ہی طرف سے صراحتہً قوسین میں یہ لکھ دیں کہ ”مرقومہ ذیل سطور کا مقصد محض موسومہ بالا ہر دو اکابر میں ذہنی یکرنگی دکھانا ہے، قارئین اسکا مطالعہ قران اور حدیث کی روشنی میں نہ کریں ورنہ مایوسی ہوگی“ یا اس مفہوم کی کوئی اور مختصر عبارت۔اس تصریحی نوٹ کے تحت اس مضمون سے کسی قاری کو مخدوشہ غلط فہمی نہیں ہوگی۔میرے اس عریضہ کا آپ نے کچھ جواب عنایت نہیں فرمایا، براہ کرم مطلع فرمائیں کہ کیا فیصلہ کیا؟ کیا اس ریمارک کیساتھ بھی قابل اشاعت نہیں ہے؟ میں عرض کر چکا ہوں کہ تحریر کا یہ انداز محض مصلحت ہے، براہ کرم اپنے حتمی فیصلہ سے بواپسی ڈاک مطلع فرمائیں اگراحیاناً اس صورت میں شائع کرنے کی ہمت نہ ہو تو پھر براہ کرم وہ مضمون بعینہٖ (بیرنگ) واپس فرمادیں، تا کہ حفاظت سے مل جائے اور کہیں اور بھیج سکوں اور دوبارہ لکھنے کی زحمت نہ کرنی پڑے۔اب تو دسمبر بھی ختم ہو رہا ہے، اکتوبر کا ہی شمارہ ابھی تک نہیں ملا۔خیر تو ہے۔ والسلام: دعا گو دعا جو خسروی

(۲۳)

(حضورؐ کے مصائب اور مظلومیت)

۲۷مارچ ۱۹۸۱ء

محترمی، سلام ورحمتہ۔جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے۔اعدائے حق کے ہاتھوں تمام انبیاء ورسل میں سے کوئی اتنا اور ایسے نہیں ستایا گیا جتنا اور جیسے حضورؐ ستائے گئے۔لیکن حیرت وافسوس یہ ہے کہ گذشتہ چودہ سو سال میں اگرچہ دنیا بھر کی زبانوں میں حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر حتی المقدرت سب ہی کچھ لکھا گیا لیکن آج تک کسی زبان میں کسی کی کوئی ایسی تالیف شائع نہیں ہوئی جو مخصوص طور پر صرف اور محض حضورؐ کی مظلومیت پر ہو۔جس سے دنیا کو یہ معلوم ہو کہ آج روئے زمین کے گوشے گوشے میں جو تقریباً ایک ارب کلمہ گو پھیلے ہوئے ہیں اس ملت کو قائم اور اس امت کو برپا کرنے کے لئے حضورؐ نے زندگی بھر کیسے کیسے دکھ جھیلے اور کیا کیا جسمانی وذہنی اذیتیں جھیلیں تھیں۔جن کے مقابلہ میں افسانہ کربلا کے مفروضہ مظالم بھی ہیچ ہیں۔کیا آپ کے دارالعلوم میں "الحق" کے قارئین میں یا ملک بھر میں کوئی ایسا صاحب علم وقلم نہیں ہے جو ایک ایسی کتاب ”مصائب نبویؐ“ کے عنوان سے تالیف کر سکے جو آیات قرآنی معتبر احادیث نبویؐ اور مستند آثار صحابہ (کے عربی متن اردو تراجم اور ماخذ کے حوالہ جات) پر مشتمل ہو؟ اگر مناسب سمجھیں تو میری طرف سے اس دعوت الی الخیر کو "الحق" کے ذریعہ عام فرمادیں شاید خدا کسی کو اپنے حبیب کی اس قلمی خدمت کی توفیق دے۔ دعا گو دعا جو خسروی۔ناظم آباد کراچی

(۲۴)

(شرعی عدالت کے غیر شرعی فیصلے)

۳۰مارچ ۱۹۸۱ء

آپ کی توجہ ۲۸/۳ کے "جنگ" کراچی کے صفحہ اول پر شائع شدہ شرعی عدالت کے فیصلہ کی خبر پر مبذول کراتا ہوں جس کی رو سے اس

اسلامی مملکت میں ۶۰۔۷۰ لاکھ ہندوؤں، سکھوں، پارسیوں۔ یہودیوں، عیسائیوں، بہائیوں، ذکریوں اور قادیانیوں کو شراب پینے، کشید کرنے، درآمد کرنے، ذخیرہ کرنے، نقل وحمل کرنے یا کسی کو بھی فروخت کرنے سے شرعاً نہیں روکا جاسکتا۔ اس نام نہاد شرعی عدالت کے چار قاضیوں میں ایک (شیعہ) قاضی کا فیصلہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے لئے بھی ہر قسم کی شراب مباح ہے، سوائے انگوری کے اور وہ بھی اگر بحد سکر پی جائے۔ اس سے قبل شرعی عدالت رجم کو خلاف شرع قرار دے چکی ہے۔ اب شراب کے متعلق یہ فیصلہ ہوا ہے کیونکہ خمر اور میسر دونوں "اجتنبوا" کے تحت آتے ہیں۔ لہٰذا شراب کی اباحت کے ساتھ جوا بھی مباح ہو گیا۔ مذکورہ بالا قاضی نے اپنے فیصلہ میں اجتناب و تحریم کا فرق بتایا ہے۔

اگر ایسے ہی شرعی عدالتوں کے ایسے ہی قاضیوں کے ذریعے اسلامی قوانین کا اجرا ہونا ہے تو تو اب زنا اور اغلام کی اباحت کے لئے فتوے میں بھی دیر نہیں۔ اغلام کے متعلق تو قرآن میں کوئی تعزیر ہے ہی نہیں۔ دراصل یہ فتنۂ انکار حدیث کے نتائج ہیں جسے تمسک بالقرآن کا پرفریب نام دے دیا گیا ہے۔ اس کے پس پشت جو اندرونی اور بیرونی دماغ سرگرم ہیں ان سے آپ واقف ہی ہیں۔ مزید برآں یہ کہ ماہرین قانون سے مشورہ کریں کہ آیا کسی مروجہ ملکی یا شرعی یا موجودہ کٹے پھٹے آئین کے تحت ایسے لوگوں کو مسند قضا کے لئے نااہل قرار دلوانے کے لئے عدالتی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے؟ اگر ۲۵ فیصد بھی امکان ہے تو فوراً کسی نہ کسی طرف سے استغاثہ دائر کرادیں۔ اگر آپ حضرات صرف خامہ فرسائی ہی کو جہاد سمجھتے رہے تو رفتہ رفتہ تمام اسلامی قوانین دیوانی و فوجداری کی دھجیاں بکھر جائیں گی۔ پھر آپ چودہ سو سال میں مدون فقہی کتابوں کو عجائب خانہ میں رکھ دیجئے گا۔ برانہ مانئے گا، میرا دل جل رہا ہے اور جو کچھ مزید ہونے والا ہے وہ نظر آرہا ہے۔

(دعاجو و دعاگو۔ خسروی۔ ناظم آباد۔ کراچی)

(۲۵)

(انسان کامل اور خمینی کے نشر شدہ خیالات)

۱۹/۷/۱۴۰۱ھ، ۲۴/مئی ۱۹۸۱ء

مکرمی سلام ورحمۃ، ۲۰/۵ر کے گرامی نامہ کیلئے ممنون کرم ہوں اگر آپ صورت حال پہلے ہی لکھ بھیجتے تو نہ میں بار بار تقاضہ کرتا، جو ہر دفعہ ازدیاد ندامت کا باعث ہوتا رہا اور نہ آپکے دل پر یہ بوجھ خواہ مخواہ رہتا۔ عیسائیوں میں جو "اعتراف" کی ایک مذہبی رسم ہے یہ اسی نفسیاتی گھٹن کے ازالہ کیلئے ہے۔ اور یہ تو ایک غیر اختیاری حادثہ ہوا جس کے لئے آپ مورد الزام کیوں ہوں؟ اتفاق سے میں بھی حال ہی میں ایسے ہی ایک ناکردہ گناہ کا مجرم ہوں، میرے ایک کرم فرما سید انیس شاہ جیلانی نے محمد آباد (ضلع رحیم یار خان) سے اپنی ساری عمر کی قلمی کمائی دس شخصی خاکوں کی صورت میں بغرض مشورہ مجھے بھیجی تھی جو میں نے جنوری میں بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ واپس کردی نہ جانیں زمین کھا گئی یا آسمان پر اڑ گئی، ڈاک خانہ والوں سے مراسلت چل رہی ہے، نتیجہ خدا کے ہاتھ میں ہے انکے پاس نقول بھی نہیں ہیں۔ انھیں تو جو صدمہ ہے وہ ہے ہی مجھے جو ذہنی تکلیف اور شرمندگی ہے وہ کیا عرض کروں، علمی و ادبی، تصنیفی و تالیفی دنیا میں ایسے حادثات ہوتے ہی رہتے ہیں۔

میں اس مضمون کو اب نئے انداز میں لکھنا چاہتا ہوں اور مجوزہ عنوان "انسان کامل" سوچا ہے لیکن اس سلسلہ میں آپ سے یہ مدد چاہتا ہوں کہ ۳۰/۶/۸۰ کو تہران سے نشر شدہ خمینی صاحب کی اس تقریر کا پورا متن مطلوب ہے۔ سوائے پاکستان کے اور تمام ملکوں کے اخبارات میں وہ تقریر شائع ہوئی تھی آپکے دارالعلوم میں مختلف زبانوں کے غیر ملکی روزنامے آتے ہونگے لہذا کسی معتبر انگریزی، فارسی یا عربی کے اخبار سے اس تقریر کا پورا متن من وعن صاف صاف نقل کرواکے یا (پشاور میں) فوٹو کاپی بنواکر عوامی اخبار کے نام، مقام اشاعت، تاریخ وصفحہ کے

حوالہ کے مرحمت فرمائیں، ایران کے اخبار کی ہو تو بہتر ہے ورنہ افغانستان کے کسی اخبار کی ہو اگر کسی عربی کے اخبار کی ہو تو پھر اسکا اردو ترجمہ بھی مطلوب ہے۔ جسقدر جلد ممکن ہو بذریعہ رجسٹرڈ خط ارسال فرمائیں تا کہ میں نئے انداز میں وہ مضمون لکھ سکوں، وہ تقریر تقریباً یکم یا ۲/جولائی ۸۰ء کے اخبارات میں شائع ہوئی ہوگی۔ جلد نمبر ۱۶ کا شمارہ نمبر ۸، ابھی تک نہیں ملا۔ منتظر ہوں۔ والسلام: دعا جو ودعا گو خسروی

(۲۶)

(قرۃ العینین فی فضائل الشیخین)

۱۳/اکتوبر ۱۹۸۱ء، ۱۴۰۱/۱۲/۴ھ

مکرمی سلام مسنون! ۸۱/۸/۲۳ کے عریضہ میں "قرۃ العینین فی فضائل الشیخین" کے ایک نسخہ کیلئے درخواست کی تھی کہ ۴۰، میں بذریعہ وی پی جلد از جلد مرحمت فرما دیجئے۔ تعجب اور افسوس ہے کہ اب ایک مہینہ سے زائد ہو گیا لیکن توجہ سے محروم ہوں۔ نہ مطلوبہ نسخہ ہی ملا نہ کوئی جواب، اپنے دفتری اہلکاروں کو تاکید و تنبیہ فرمائیں کہ خریداروں کے خطوط کو ردی کی ٹوکری میں نہ ڈال دیا کریں۔ امید ہے کہ اب جلد از جلد کرم فرمائیں گے۔ روانگی سے قبل نسخہ کو کسی ذمہ دار کارکن سے اچھی طرح چیک کرالیں کہ کہیں کتابت، طباعت، کٹائی، سلائی، جلد بندی، اوراق کی کمی بیشی یا صفحات کی بے ترتیبی کا نقص نہ ہو ورنہ تو بدلنے کیلئے زحمت دینی پڑیگی کیونکہ ذرا سا بھی نقص ہو تو بیرون ملک کوئی خریدار قبول نہیں کرتا۔ والسلام: دعا جو خسروی

(۲۷)

(خمینی کی ولایت فقیہ)

۱۴۰۱/۱۲/۲۱ھ، ۱۰/۱۹۸۱ء

مکرمی وعلیکم السلام! خمینی کی تصنیف "ولایت فقیہ" (مطبوعہ تہران) جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں میں اندرون اور بیرون پاکستان آجکل بہت مقبول ہے کیونکہ اس عہد حاضر کے اذہان اور نفسیات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جدید اسلوب میں چودہ سو سالہ ہفوات کا نچوڑ پیش کر دیا گیا ہے۔ اسکا اردو ترجمہ امامی مشن (لاہور) نے شائع کیا ہے ان ہی سے اصل فارسی کتاب اور عربی اور انگریزی کے تراجم بھی مل سکتے ہیں لیکن کسی "غیر" کو تو قیمتاً بھی نہیں دیتے کسی "کید" سے فارسی اور اردو کے ۲،۲ نسخے حاصل کیجئے اور ایک ایک نسخہ مجھے وی پی سے مرحمت کیجئے آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو ضرور "خوش" ہونگے۔ پھر جرات ہو اور "معتراض حکومت" مانع نہ ہو تو اسکا تعاقب کیجئے۔ یہاں "البلاغ" یا "بینات" تو نہیں کر سکتے کیونکہ یہاں عباسی حکومت ہے، میرا وہ مضمون بھی "بینات" میں کاٹ دیا گیا تھا۔ خمینی کی ۸۰/۶/۲۸ والی تقریر کا پورا متن ہنوز کہیں دستیاب نہیں ہو سکا لیکن ۲۹۔۶۔۸۰ کو تہران ٹائمز میں خبر کیساتھ جو مختصر اقتباس شائع ہوا تھا وہ بجائے خود کم نہیں ہے فرمائیں تو نقل پیش کروں۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون اور دعائے خیر کی درخواست ضرور پیش کردیں۔

والسلام: دعا جو ودعا گو خسروی

(۲۸)

(رسالہ "اسماعیلی مذہب قرآن وحدیث کی روشنی میں" کا مطالبہ)

۱۹/مارچ ۱۹۸۲ء، ۱۴۰۲/۵/۱۲ھ

محترمی سلام ورحمۃ۔ ربیع الاول کے شمارہ میں ۸۰/۱۱/۱۸ کو ارسال کردہ میرا مضمون بالکل غیر متوقع شائع فرما کر آپ نے حیرت زدہ اور ممنون کرم فرمایا۔ میں تو بالکل مایوس ہی ہو گیا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ قارئین کی طرف سے اسکے ردعمل کا اظہار کس طرح ہوتا ہے اور کوئی سمجھتا بھی ہے یا نہیں کہ بین السطور کیا لکھا ہے۔

۸۱/۱۲/۲۲ کے عریضہ کی طرف سے توجہ نہ فرمانے کا شاکی ہوں۔ اُسمیں یہ عرض کیا تھا کہ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ کے شمارہ کے صفحہ ۵۰ پر مولانا عبیداللہ

چترالی صاحب کے رسالہ ''اسماعیلی مذہب قرآن وحدیث کی روشنی میں'' مطلوب ہے۔ یا تو مولانا چترالی صاحب یا اس رسالہ کے ناشر کا مفصل پتہ مرحمت فرمادیجئے۔ آپکے کتب خانہ میں تو ضرور ہوگا ہی اور مولانا کا پتہ بھی۔ اب براہ کرم جلد عنایت فرمائیں۔

۸۱/۱۰/۲۰ کے عریضہ میں درخواست کی تھی کہ ''روسی الحاد'' اور ''قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ'' ۱/۳ ۱/۳ ۳۳% رعایت پر ۳۴/۱۹ روپیہ میں بذریعہ وی پی مرحمت فرمادیں۔ آج تک منتظر کرم ہوں کب تک؟ والسلام دعا گو خسروی

(۲۹)

(اقبالیات کے بعض اہم ناقدین یوسف سلیم چشتی، پھلواری، نذیر نیازی، امین زبیری)

۱۴۰۲/۱/۶ھ، ۲۸/مارچ ۱۹۸۲ء

محترمی سلام مسنون، ۳/۲۴ رکا گرامی نامہ نمبر ۱۴۹۸ کل صادر ہوا۔ قارئین کی طرف سے جو رد عمل ظاہر ہوا وہ میرے لئے بھی غیر متوقع نہیں تھا، اسی وجہ سے میں نے ۸۰/۱۲/۱۰ کے عریضہ میں یہ مشورہ پیش کیا تھا کہ ''اسکے عنوان کے نیچے اور متن سے پہلے جلی قلم سے بین القوسین یہ اضافہ کردیا جائے: (مرقومہ ذیل سطور کا مقصد محض موسومہ بالا ہر دو اکابر میں ذہنی یک رنگی دکھانا ہے، قارئین اسکا مطالعہ قرآن وحدیث کی روشنی میں نہ کریں ورنہ مایوسی ہوگی)'' آپ نے اس مشورہ کو فراموش کردیا اسی وجہ سے یہ صورت پیدا ہوئی ورنہ تو قارئین کی اکثریت سمجھ لیتی کہ ان ہر دو اشخاص کے نظریہ انسان کامل کی قرآن وحدیث سے عدم مطابقت دکھانی مقصود ہے۔

آپ نے جو لکھا ہے کہ اب ان دونوں کا واضح تعاقب کیا جائے تو میں اسکے لئے حاضر ہوں لیکن اس مضمون پر کسی سے اعتراض لکھوا کر شائع کیجئے تو مجھے وضاحت کا موقع ملے اور زیادہ تفصیل سے لکھ سکوں یوں از خود اپنے اس مضمون کی صراحت کرنا ناموزوں ہے میں تو خود منتظر ہوں کہ کوئی صاحب کوئی اعتراض کریں تو مجھے موقعہ ملے لکھنے کو تو بہت کچھ ہے، لیکن اندیشہ یہ ہے کہ ایک سرکاری ''مفکر اسلام'' ہے اور دوسرا ایک سیاسی عفریت، انکے خلاف کچھ شائع بھی ہو سکے گا؟ ''بینات'' میں تو محض اشاراتی تحریر ہی شائع نہیں ہو سکی اور کتابت شدہ کاٹ دی گئی، مجھے تو اسی پر تعجب ہے کہ آپ کے جریدہ میں بغیر کسی تخفیف کے من وعن کیسے آ گئی، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہاں کرسیوں پر سہائیوں کا قبضہ نہیں ہے جیسے یہاں ہے۔ اقبال کی کج راہیاں انکے خطبات میں زیادہ مکمل کر ہیں، منظومات میں ہیں تو انھیں تو محض شاعرانہ بیان کہہ کر دفاع بھی کیا جاسکتا ہے افسوس یہ ہے کہ انکے خطبات کا اردو ترجمہ ناپید ہے، پہلی مرتبہ کے بعد دوبارہ شائع ہی نہیں ہوا۔ حالانکہ اسکے نام پر ۱۲ ادارے پرورش پارہے ہیں اور سرکاری ودرباری طور پر فکر اقبال کے تتبع کی تبلیغ کیجاتی ہے، دراصل یہ ایک خاص مقصد سے ہے کہ ابھی تک تو وہ خطبات اکثریت کی نظر سے پوشیدہ ہیں اگر دوبارہ شائع کردیئے گئے تو پھر ان میں جو کج فکری ہے وہ معرض بحث وتنقید بن جائیگی اور جو حضرات اقبال کے نام پر اپنی اپنی دوکانیں چلارہے ہیں اور شہرت کمارہے ہیں انکے مفاد کو نقصان پہنچے گا۔ اسی لئے وہ ترجمہ نہ مجلس اقبال شائع کرتی ہے نہ اقبال اکادمی، حالانکہ دونوں کو کافی سالانہ گرانٹ ملتی ہے، یہ بات نہیں کہ فکر اقبال پر کسی نے تنقید نہ کی ہو بہت سوں نے کی لیکن فلسفیانہ طور پر جس پہلو کو میں نے پیش کیا ہے، اسپر کسی نے توجہ نہیں کی، جو شخص خود کو عاشق رسول ﷺ کہتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ نظم ونثر میں جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ قرآن وحدیث ہی سے لیا ہے، اسکے عقائد کیا ہیں اور کس حد تک ان دونوں ماخذ سے موئید ہیں؟ میری تفصیلی بات چیت اور خط وکتابت پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب اور جعفر شاہ صاحب پھلواروی سے اس سلسلہ میں متعدد بار ہوئی ہے اور دونوں ہی اقبال کی شخصیت کے معترہیں، لیکن جب بھی ان سے یہ درخواست کی کہ اس پر مکمل کر لکھئے تو سرکاری اور اقبالیوں کی ناراضگی کے ڈر سے کنی کاٹ گئے، چشتی صاحب کو تو اپنی پروفیسری کی ملازمت کا ڈر ہے، پھلواروی صاحب کی کتابیں نیم

سرکاری اشاعتی ادارے چھاپتے ہیں، جنکی رائلٹی ملتی ہے ہلٰہذا کیسے کچھ لکھ سکتے ہیں۔ سید نذیر نیازی صاحب سے اس سلسلہ میں مراسلت ہوئی ہے اور وہ بھی معترف تھے کہ اقبال کے بعض عقائد غلط تھے میں نے ان کو لکھا تھا کہ آپ نے خطبات اقبال کا صرف ترجمہ ہی کیا اب وہ بھی ناپید ہے لہٰذا اب خطبات کی مفصل شرح لکھیں اور اسمیں نقد و جرح بھی کریں، انہوں نے وعدہ پختہ کیا تھا کہ اقبال کی سوانح حیات کی تدوین سے فارغ ہو جاؤں تو یہ کام ضرور کرونگا۔ لیکن وہ اس کتاب کی صرف ایک ہی جلد شائع ہونے کے بعد انتقال کر گئے اور دوسری جلد نامکمل رہ گئی، جسکے بعد خطبات کی شرح اور تنقید لکھنے کا ارادہ تھا۔

امین زبیری مرحوم نے ''خدوخال اقبال'' کے نام سے انتہائی جارحانہ کتاب لکھی تھی لیکن کوئی شائع کرنے کو تیار نہ ہوا انکے انتقال کے بعد اقبالیوں نے وہ مسودہ حاصل کر کے غائب کردیا، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ابھی مشیت ایزدی میں اقبالیت کا زوال نہیں ہے۔

میں قرآن وحدیث کا بہت عام سا علم رکھتا ہوں اسلئے اقبال و خمینی کے ہفوات کو غلط سمجھنے کے باوجود مدلل جرح نہیں کر سکتا اگر آپ کے رفقاء اور ذی علم تلامذہ میں سے کوئی صاحب اس فرض کی ادائیگی پر کمر بستہ ہو جائیں تو یہ دینی فریضہ ہے سوائے خطبات کے اقبال کی تمام نثر و منظوم تحریریں آسانی سے بازار میں ملتی ہیں، خمینی کی تصنیفات و تالیفات بھی ایران سے شائع شدہ حاصل ہو سکتی ہیں کوئی دینی بصیرت رکھنے والا ان میں سے غیر اسلامی اجزا کو چھانٹے اور لکھے رسائل پر تو پھر بھی سنسر ہے کتابوں پر نہیں اسی وجہ سے پنجاب میں روسیاہیت پر کتابیں دھڑا دھڑ شائع ہو رہی ہیں یہ کام کرنے کا ہے اور آپ چاہیں تو مشکل نہیں ہے۔ والسلام، دعاجو خسروی

(۳۰)

(اقبال و خمینی کا تعاقب ○ الحق کا ضروری وضاحت اور استدراک)

۱۴۰۲/۲/۶ھ ۱۷/۱۲/۱۹۸۲ء

محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! سال گزشتہ بھی میں نے آپ کی توجہ اس غلطی پر مبذول کرائی تھی کہ رسالہ میں بجائے جمادی الاولیٰ واخریٰ کے جمادی الاول و آخر لکھا جاتا ہے جو خلاف قاعدہ ہے اب جو شمارہ نمبر ۷ آیا ہے اس پر بھی اس غلطی کا اعادہ ہوا ہے کہ بجائے ''اولیٰ'' کے ''اول'' لکھا ہے۔ اگلے شمارے کی کتابت کو تو صحیح کروا دیجئے کہ جمادی الاخریٰ لکھا جائے نہ کہ جمادی الآخر۔

اس شمارہ کے صفحہ نمبر ۴ پر جو آپ نے میرے مضمون کے متعلق ''ضروری وضاحت و استدراک'' شائع کیا ہے اس کے لیے ممنون ہوں۔ امید ہے کہ معترضین کی تسلی ہو جائے گی۔ انشاء اللہ عنقریب اس سلسلہ میں ارسال کروں گا اور دونوں حضرات کے عقائد کا متعاقبانہ تجزیہ کروں گا، جس کے لیے مطالعہ شروع کر دیا ہے، بس وہی ڈر ہے کہ زیادہ کھل کر بات کرنے سے قینچی چل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، بہر حال کوشش کروں گا کہ سہائی کرسی نشینوں کی زد سے محفوظ رہے۔ والسلام: دعاجو و دعا گو خسروری

(۳۱)

(الحق کی ترسیل اور ڈاک کی بدنظمی)

۲۵/۱۲/۱۴۰۲ھ، ۱۳/۱۰/اکتوبر ۱۹۸۲ء

محترمی، سلام ورحمۃ! مجھے شرمندگی ہے کہ اس عریضہ کے ذریعے آپکے اوقات عزیز میں مداخلت کی جسارت کر رہا ہوں اور وہ بھی ایک نہایت معمولی سے کام پر توجہ مبذول کرانے کے لیے۔ لیکن وجہ اس کی محض یہ ہے کہ جب آپ کے ادارہ میں اور کوئی مراسلت پر توجہ نہ کرے تو پھر سوائے آپکے دروازہ پر دستک دینے کے اور کوئی تدبیر کار برآری کی نہیں رہتی۔

محرک قلم یہ عرض کرنا ہے کہ جب ۸/۲۶/۸۲ء کو ''الحق'' کا مشترکہ شمارہ ۹۔۱۰ بابت رمضان وشوال ۲ ۱۴۰ھ آیا تو میں نے ۸/۲۸/۸۲ء کو تعجیلا مطلع کیا تھا کہ شمارہ نمبر ۸ بابت شعبان ۲ ۱۴۰ھ مجھے نہیں ملا یا تو سہواً نہیں بھیجا گیا یا ڈاک کی بدنظمی میں رہ گیا ہے لہذا نوازش مکرر کیجئے۔ میرے اس

عریضہ پر آج تک کسی نے توجہ نہیں کی، یہ تو ناممکن ہے کہ دوبارہ بھیجا گیا ہو۔ میں اس شمارہ نمبر ۸ کا انتظار ہی کر رہا تھا کہ اب کل شمارہ نمبر ۱۲ بابت ذی الحجہ ۲۰۲ھ موصول ہوا جس سے معلوم ہوا کہ شمارہ نمبر ۱۱ بھی یا تو نہیں بھیجا گیا یا راستہ میں کھو گیا۔ میرے پاس ہر ماہ ۱۳۔۱۴ رسالے مختلف قسم کے آتے ہیں مگر یہ صورت حال زیادہ تر ''الحق'' کے سلسلہ میں ہی پیش آتی ہے۔ یہاں کے ڈاک خانہ والوں سے تو میرے ایسے تعلقات ہیں کہ اگر میرے نام کی ڈاک کراچی پہنچ جائے تو پھر مجھ تک نہ پہنچنے کا امکان ۵ فیصد سے زیادہ نہیں ہوتا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ کے ڈاک خانہ میں گڑبڑ ہے کہ کچھ لوگ وہاں مفت خوانی کے عادی ہیں اور ڈاک خانہ والے ان کے اس ذوق کی تسکین میں مدد کرتے ہیں۔ یا یہ بھی عام طور پر ہوتا ہے کہ ڈاک خانہ والے ایسے قارئین کو رسالے کم قیمت پر دیتے ہیں۔ مثلاً آپ کے جریدہ کی قیمت ڈھائی روپیہ ہے اور ڈاک خانہ والوں نے ایک روپیہ یا سوا روپیہ کے حساب سے دس بیس پرچے بیچ دیئے۔ بیچنے والوں کا بھی فائدہ اور خریدنے والوں کا بھی۔ نقصان یا تو ناشر ادارہ کا ہوا یا خریدار کا۔ یہ میں اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر بتا رہا ہوں۔ چنانچہ آپ کی طرف بھی یہی کاروبار ہو رہا ہے جسکی وجہ سے آپ کو ضرور پریشانی ہوتی ہوگی کہ ہر مہینے دس بیس پرچے دوبارہ خریداروں کو بھیجنے پڑتے ہوں گے اسکے تدارک کے لیے اعلیٰ سطح پر ڈائریکٹر جنرل پوسٹ آفس اسلام آباد کے شعبہ شکایات کو لکھیے اور اس شکایت نامہ کی نقل پوسٹ ماسٹر جنرل، صوبہ سرحد، پشاور کو بھیجیے۔ حاصل کلام یہ عرض داشت ہے کہ براہ کرام اپنی نگرانی میں دونوں شمارے (نمبر ۸ بابت شعبان اور نمبر ۱۱ بابت ذیقعدہ ایک ہی لفافہ میں جلد از جلد ارسال کروا دیجئے، تا کہ جلد نمبر ۱۷ ناقص نہ رہ جائے۔ والسلام: دعا جو و دعا گو خسروی

(۳۲)

۲۶/۳ رساہ، ۱۳/۱۱ نومبر ۱۹۸۲ء (قادیانیوں کی جراٗتیں O بینات کے اندیشائے موہوم)

محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، جیسے میرا وہ مضمون ''اقبال اور خمینی میں فکری ہم آہنگی'' یہاں ''بینات'' میں شائع نہیں ہو سکا تھا اور پھر آپ نے ''الحق'' (جنوری ۸۲ء) میں شامل کرلیا تھا ایسے ہی ضسلکہ ہذا ''ایک اور مسجد ضرار'' بھی ہے اس مضمون کو کم از کم چھاپنے کا ارادہ تو کیا تھا لیکن پھر سنسر میں کٹ گیا تھا لیکن اس کو تو دیکھتے ہی خوف پیدا ہو گیا اور اس ریمارک کیساتھ واپس کر دیا کہ آجکل یہاں سنسر سخت ہو گیا ہے لہذا شائع نہیں ہوسکتا حالانکہ اس مضمون میں تو خمینی کے ذکر کیوجہ سے بین الاقوامی تعلقات پر زد پڑنے کا امکان تھا اور پھر یہ کہ سہائیت کے بھی خلاف تھا جسکے افراد ہر بڑی کرسی پر متمکن ہیں اور اسی وجہ سے سنسر نے پاس بھی نہیں کیا تھا لیکن اس ضسلکہ مضمون میں نہ تو کوئی بین الاقوامی مسئلہ ہے نہ مذکورہ صدر مقتدرین کے خلاف کوئی بات ہے بلکہ اس فرقہ کی جراٗتوں کی نشاندہی کی گئی ہے، جسے آئینی اور قانونی طور پر حکومت نے بھی غیر مسلم تسلیم کرلیا ہے، نہ معلوم مولانا یوسف لدھیانوی صاحب نے اسمیں بھی کیا خطرہ محسوس کیا؟ کیونکہ آپ کے صوبہ میں حالات اور حکومت کا رویہ بھی مختلف ہے اور پہلے اس مضمون کی اشاعت فرمائی تھی لہذا اب الحق کیلئے پیش کر رہا ہوں اگر آپ جراٗت کر سکیں اور مولانا لدھیانوی کی طرح اندیش ہائے موہوم نہ ہوں تو براہ کرم قریب ترین اشاعت میں شامل فرمالیں کیونکہ جس واقعہ کا اس میں ذکر ہے وہ ماضی قریب ہی کا ہے، اشاعت میں تاخیر سے یہ واقعہ ذہنوں سے نکل جائیگا تو مطلوبہ تاثر بھی نہ ہوگا ایسا نہ ہو کہ جیسے پہلے والا مضمون کھو گیا تھا اور پھر اتفاقاً مل گیا تو ایک سال بعد شائع ہوا تھا ایسے ہی یہ بھی کاغذات میں مخلوط ہو کر پڑا رہ جائے۔

اگر آپ بھی شائع نہ کر سکیں تو براہ کرم فوراً بیرنگ واپس کر دیں تا کہ کہیں اور قسمت آزمائی کرنے کیلئے دوبارہ نہ لکھنا پڑے۔ براہ کرم وصولیابی سے مطلع فرمائیں۔ والسلام: دعا جو خسروی

(۴۳)

۱۱ اپریل ۱۹۸۳ء، ۱۴۰۳/۶/۲۶ھ (دفتری بے ضابطگیوں کی شکایت)

محترمی سلام و رحمۃ! آپ سے شکایت یہ ہے کہ میرے ۸۳/۲/۲۲ کے عریضہ پر آپ نے اب تک توجہ نہیں فرمائی۔ میں نے اس میں اس بات پر احتجاج کیا تھا کہ آپکے دفتر کی طرف سے مطبوعہ یاددہانی کے پوسٹکارڈ مورخہ ۸۳/۱/۲۷ کے جواب میں تجدید خریداری نمبر ۵۱۱۷ برائے ۸۳ء کیلئے میں نے ۸۳/۲/۱ کو تیس روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دئے تھے، جسکی رسید پر سلطان محمود صاحب کے دستخط برائے وصولیابی ثبت ہیں لیکن اسکے باوجود انہوں نے جنوری ۸۳ء کا شمارہ بذریعہ وی پی برائے مبلغ بتیس روپیہ ۸۳/۲/۱۶ کو بھیج دیا جو غلطی سے یہاں وصول کرلیا گیا۔ میرا یکم فروری ۱۹۸۳ء کو بھیجا ہوا منی آرڈر یقیناً ۸۳/۲/۱۶ سے بہت پہلے انہیں مل چکا ہوگا۔ جس تاریخ کو انہوں نے وی پی روانہ کیا تھا مگر انہوں نے میرے منی آرڈر کی وصولیابی کا رجسٹر میں اندراج نہیں کیا۔ چنانچہ اسطرح ۸۳ء ہی کے ایک سال کی خریداری کیلئے دو دفعہ رقومات آپکو پہنچ گئیں۔ میں نے اپنی ۲/۲۲ کے اس عریضہ میں آپکو اس دفتری بے ضابطگی پر متوجہ کرتے ہوئے درخواست کی تھی، اس رقم کی مکرر وصولی کی غلطی کا تدارک یوں فرما دیجئے کہ ایک رقم کو ۸۳ء کیلئے محسوب کیجئے اور دوسری رقم کو ۸۴ء کے حساب میں۔ اسطرح میری خریداری جنوری ۸۵ء کا شمارہ ملنے کے بعد ختم ہوگی کیونکہ میرا سال خریداری ہمیشہ فروری سے شروع ہوا کرتا ہے۔ افسوس ہے کہ اسکی توثیق آپ کے دفتر سے ابھی تک وصول نہیں ہوئی۔ براہ کرم اب رجسٹر میں دونوں رقومات کی وصولیابی کا اندراج خود اپنے سامنے کرا کے فوری توثیق فرمائیں کہ میرا دو سال کا زر خریداری، فروری ۸۳ء تا جنوری ۸۵ء جمع کرلیا گیا ہے اور اب مجھے فروری ۸۵ء تک کوئی رقم نہیں بھیجنی ہے۔ اس قسم کی دفتری غفلت سے خریداروں کو ادارہ کی طرف بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں، جو آپ خود بھی سمجھتے ہیں۔

ہمرشتہ ہذا ایک مضمون برائے اشاعت ارسال ہے براہ کرم اسکی وصولیابی سے بھی مطلع فرمائیں اور یہ کہ کون سے شمارہ میں شمولیت ممکن ہو گی۔ اگر احیاناً اشاعت سے قاصر ہو تو براہ کرم جلد از جلد (بیرنگ لفافہ میں) واپس فرما دیں تاکہ کسی اور جریدہ کو بھیجنے کیلئے دوبارہ تحریر کی زحمت نہ ہو۔

والسلام: دعاجو خسروی

(۴۴)

۲۱ اگست ۱۹۸۳ء (خمینی کی حکومت الٰہیہ کے ترجمہ میں اسعد گیلانی کی بددیانتی)

مکرمی سلام مسنون! خمینی کی "حکومت الٰہیہ" جو ترجمہ جماعت اسلامی کے اسعد گیلانی صاحب نے کیا ہے، اس میں مترجمانہ بددیانتی کر کے انتہائی مترجمانہ بددیانتی کی ہے۔ کہ جو ہفوات اس میں تھے اس کا ترجمہ ہی نہیں کیا تاکہ پیش لفظ میں جو واحد اسلامی حکومت کہا گیا ہے اس کی تغلیط نہ ہو جائے۔ میرے پاس تہران سے شائع شدہ اصل کتاب بھی ہے جس سے اس ترجمہ کا مقابلہ کر کے یہ معلوم کیا ہے اس پر ایک طویل مضمون لکھنے کا ارادہ ہے۔ انشاء اللہ

محمد اعظم علی خان خسروی کراچی

(۴۵)

۱۴/۶/۲ھ ۱۸ / مارچ ۱۹۸۴ء (ایک عربی محاورہ کا ماخذ)

محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۲۵/۲/۸۴ء کے (جوابی) پوسٹ کارڈ میں میں نے استفسار کیا تھا کہ شمارہ نمبر ۴ کے صفحہ نمبر ۶ پر "من قال انا موقع فی العناء" کس کا قول ہے اور کس کتاب میں ہے؟ جواب کا منتظر ہوں۔ مارچ بھی نصف سے زیادہ گزر گیا مگر فروری کے شمارہ سے محروم ہوں۔ کب تک مزید منتظر رہوں؟ پروفیسر محمد اسلم کے مضمون پر میرے استدراک کے لیے آپ نے ۹/۲/۸۴ھ کے گرامی

نامہ میں تحریر فرمایا تھا کہ اگلے شمارہ میں شامل ہوگا۔کیا فروری کے شمارہ میں ہے یا اس کے بعد کے کسی میں ہوگا؟ دعاجو خسروی

(۳۶)

(انقلاب ایران کے پاکستانی وکیل)

یکشنبہ ۲۹/۳/۵ھ، ۲۳ دسمبر ۱۹۸۴ء

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پہلی درخواست تو یہ ہے کہ آج جلد نمبر ۲۰ کا شمارہ نمبر ۲ بابت صفر ۵ھ تو مل گیا مگر شمارہ نمبر ۱ بابت محرم غائب ہوگیا، جس کے لئے میں اب تک یہی سمجھ رہا تھا کہ کسی ناگزیر مجبوری سے اشاعت میں تعویق ہوئی ہے، اب نوازش کرکر فرما کر محرم ۵ھ کا شمارہ بواپسی ڈاک ارسال کروادیں۔ اس صفر کے شمارہ میں ''نقش آغاز'' میں جو آپ نے لکھا ہے اسکے حوالے سے عرض ہے کہ خمینی کے وکلاء یہاں بھی بہت ہیں، جو ایرانی انقلاب کو خالص اسلامی انقلاب اور موجودہ حکومت کو قرون اولیٰ کے بعد پہلی اسلامی حکومت علی منہاج الخلافۃ لکھتے اور کہتے رہتے ہیں، جماعتِ اسلامی کے مقتدر نمائندے مولانا اسعد گیلانی صاحب کی ''سفرنامہ ایران'' کے ۲۷۲ صفحات اسی کا ڈھنڈورا ہیں، یہ کتاب سفارت ایران نے لکھوائی تھی اور اب اسکا حق اشاعت بھی اس نے خرید لیا ہے اور مختلف زبانوں میں اسکے تراجم کرکے تمام دنیا میں تقسیم کیجائیگی۔ کوشش کرکے کہیں سے حاصل کیجئے اور ضرور پڑھئے، بڑی دلچسپ ہے اسکے علاوہ انہوں نے خمینی کی ''ولایت فقیہ'' کا اردو ترجمہ فرمایا ہے اسکا ۶۶ صفحات کا پیش لفظ بھی بڑی پرزور وکالت ہے اور اصل کتاب کا ترجمہ مترجمانہ بددیانتی کا شاہکار ہے کہ جہاں جہاں مصنف نے تبرابازی کی ہے اسے بالکل حذف ہی کردیا ہے تاکہ خمینی کو مسلمان ثابت کیا جاسکے ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' بابت دسمبر ۸۴ء کے صفحات نمبر ۲۴ تا ۳۲ پر ''انوار حرمین'' کے عنوان سے خلیل حامدی صاحب کا جو سفرنامہ حج ہے اسمیں ایرانی زائرین کی بے ہودگیوں کا جو حال لکھا ہے وہ تو شاید آپ نے بھی مشاہدہ فرمایا ہوگا، میں اسعد گیلانی صاحب کی مذکورہ بالا دونوں کتابوں پر تبصرہ لکھنا چاہ رہا ہوں۔ جسکے سلسلے میں پروفیسر محمد شفیع صابر صاحب کی تصنیف ''سفر ایران'' مطلوب ہے انہیں ۳ بار لکھ چکا ہوں مگر جواب نہیں ملا، سہ ماہی ''العلم'' میں انکا پتہ یہ تھا۔ ۲/۳، خالد لین، فورٹ روڈ، پشاور کینٹ، اس پتہ پر میں نے خطوط بھیجے نہ معلوم وہ کہیں اور چلے گئے یا کیا ہوا۔ آپ مدد فرمائیں تو کتاب مل سکتی ہے وہ نہ ملیں تو کسی کتب فروش سے خرید کر بذریعہ وی پی ارسال فرمادیں تو ممنون ہونگا۔ اسعد گیلانی صاحب کے ''سفرنامۂ ایران'' میں انکی ایک اور کتاب ''انقلاب ایران'' کا اشتہار ہے مگر وہ چھپادی گئی ہے میں نے ناشر سے پوچھا تو جواب آیا کہ ابھی شائع نہیں ہوئی حالانکہ اشتہار میں اسکی قیمت تک درج ہے جسکا تعین اشاعت کے بعد ہی ہوتا ہے۔

والسلام، دعاجو خسروی

(۳۷)

(ایک رسالہ کی تحریر کا محاکمہ دوسرے رسالہ میں نہیں ہونا چاہیے)

پنجشنبہ ۲۳/۴/۵ھ، ۱۷ جنوری ۱۹۸۵ء

محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، محرک قلم یہ شکوہ سرائی ہے کہ باوجود ۲۳/۱۲/۸۴ء اور ۱۴/۱/۸۵ کی یاددہانیوں کے محرم ۵ھ کے شمارے سے ہنوز محروم ہوں۔ جبکہ صفر اور ربیع الاول ۵ھ کے دونوں شمارے مل گئے، لہٰذا مذکورہ شمارہ نمبر ا نہ ملنے کیوجہ سے جلد نمبر ۲۰ ناقص الاول ہی رہی جاتی ہے سال میں ہر جریدہ کے ایک دو شمارے گم ہوجانا تو اب محکمہ ڈاک کی روایت مستمرہ ہوگئی ہے براہ کرم جلد نمبر ۲۰ کا شمارہ نمبر ا بابت محرم ۱۴۰۵ھ بلا تاخیر دوبارہ ارسال کروادیجئے۔ سہائیت کے متعلق جو مضمون آپ نے ۲۹/۷/۸۴ کو طلب فرمایا تھا اسکی تکمیل کیلئے مواد جمع کررہا ہوں جسکے سلسلہ میں پروفیسر محمد شفیع صابر صاحب کی تصنیف ''سفر ایران'' بھی مطلوب ہے۔ میں نے انہیں ۲۱/۸/۸۴، ۴/۱۰/۸۴، ۲۲/۱۲/۸۴ کو تین خطوط لکھے تھے لیکن ایک کا بھی جواب نہ ملا اسی لئے اپنے ۲۳/۱۲/۸۴ کے عریضہ میں آپ سے درخواست کی تھی کہ انکی

مذکورہ بالا کتاب ان سے یا بازار سے قیمتاً حاصل کر کے بذریعہ وی پی ارسال فرما دیں، مگر آپ نے بھی توجہ نہیں فرمائی۔ خدا معلوم وہ عریضہ آپ تک پہنچا یا بھی گیا یا دفتر ہی کے کسی کارکن کی دراز میں پڑا ہے، پروفیسر محمد شفیع صابر صاحب فارورڈ اسکول اینڈ کالج پشاور سٹی کے پرنسپل ہیں اور میرے علم کے مطابق ۲/۳ خالد لین فورٹ روڈ پشاور کینٹ میں رہتے ہیں، آپکے ادارہ کے کارکن تو پشاور جاتے ہی رہتے ہیں لہٰذا کسی کے ذریعہ سے صابر صاحب سے وہ کتاب قیمتاً حاصل کی جاسکتی ہے، ان سے معلوم کر کے بازار میں جہاں کہیں ملتی ہو وہاں سے خریدی جاسکتی ہے۔ ممنون کرم ہونگا۔ ربیع الاول ۵ھ کے شمارہ کے "افکار و اخبار" میں مولانا سیف اللہ صاحب کا جو معاقبانہ مراسلہ "حکمت قرآن" کے شمارہ بابت نومبر ۸۴ء میں شائع شدہ چودھری محمد رفیق صاحب کے مضمون پر ہے وہ عالمانہ ہونے کے باوجود بے محل شائع ہوا ہے کیا انکے خیال میں "حکمت قرآن" کا ہر قاری "الحق" بھی ضرور پڑھتا ہے؟ اگر اس تحریر سے مولانا سیف اللہ صاحب کا مقصد اس مضمون سے پیدا شدہ غلط فہمی کا ازالہ تھا تو یہ مضمون بھی "حکمت قرآن" ہی میں شائع ہونا چاہئے تھا اور مجھے یقین ہے کہ اگر وہاں بھیجتے تو یقیناً شائع ہوجاتا ایک رسالہ میں شائع شدہ تحریر کا محاکمہ کسی دوسرے رسالہ میں کرنا قطعی لاحاصل بلکہ مضحکہ خیز ہے کیونکہ دونوں کے قارئین کا حلقہ الگ الگ ہے، یہ موٹی سی بات نہ انکے ذہن میں آئی اور نہ آپ ہی نے انہیں سمجھائی۔ انہیں مشورہ دیجئے کہ اسی تحریر کو زیادہ مفصل اور مدلل کر کے "حکمت قرآن" ہی کو اشاعت کیلئے بھیج دیں تاکہ جن لوگوں نے وہ مضمون پڑھا ہے وہ اس پر یہ محاکمہ بھی پڑھ کر اپنی فکری اصلاح کرسکیں۔ والسلام، دعاجو و دعا گو خسروی

(۳۸)

(بغداد کانفرنس کی قرارداد)

شنبہ ۲۷ جون ۱۹۸۴ء، ۱۴۰۵/۱۱/۸ھ

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! محرک قلم یہ عرض ہے کہ بغداد میں ۲۲ تا ۸۵/۴/۲۵ء جو مختلف مکاتیب فکر کے علمائے اسلام کی عالمی کانفرنس منعقد ہوئی تھی، جس میں عالم اسلام کے ۳۰۰ علماء نے ایران کی جارحیت اور دعوائے اسلام کے خلاف متفقہ قرارداد منظور کی تھی اسکی مفصل روئداد موتمر عالم اسلامی کے انگریزی ہفت روزہ (دی مسلم ورلڈ) کے شمارہ جات مورخہ ۴ و ۸۵/۵/۱۱ء میں شائع ہوچکی ہے، جو نظر بحالات موجودہ یقیناً اس قابل ہے کہ اسکا من وعن ترجمہ "الحق" کی قریب ترین اشاعت میں شائع ہوتا ہے ایران اور ایران نواز جماعت اسلامی کے نام نہاد علماء (اسعد گیلانی اینڈ کو) کے مسلسل روز افزوں پروپیگنڈے کا کچھ تو ازالہ ہوسکے، اگر مذکورہ دونوں شمارے آپ کے پاس نہ ہوں، تو ابھی تو موتمر کے دفتر میں مل جائیں گے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی صاحب کو خط لکھ کر طلب کرلیجئے۔ دعاجو و دعا گو خسروی

پس نوشت: ۸۵/۶/۲۴ء کے عریضہ پر بھی توجہ فرمائیں جسمیں درخواست کی تھی کہ SOS تحریک کی اصلیت کی نقاب کشائی الحق و دیگر جرائد و اخبارات میں کروائیں اور حکومت جو اسکی سرپرستی کر رہی ہے اور برابر مالی و جنسی امداد دئے جارہی ہے اسپر صوبائی و مرکزی اسمبلیوں میں تحاریک پیش کروائیں۔

(۳۹)

(زبیری مرحوم کی کتاب "خدوخال اقبال")

سہ شنبہ ۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء، ۲۲/۶/۷ھ

محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اس وقت محرک قلم یہ عرض کرنا ہے کہ اب سے ۳۱ برس پہلے آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی کے سہ ماہی جریدہ "العلم" میں امین زبیری مرحوم کا ایک مقالہ بعنوان "علامہ اقبال اور انکے سوانح نگار" شائع ہوا تھا، جس میں واقعاتی دلائل اور دستاویزی شواہد سے یہ ثابت کیا تھا کہ اقبالیوں نے جو علامہ کو مفکر اسلام اور مصور پاکستان بنا رکھا ہے، یہ محض فریب ہے، اس مقالہ کے بعد زبیری مرحوم نے "خدوخال اقبال" کے عنوان سے ایک مبسوط کتاب بھی تقریباً دو سو صفحات کی لکھی تھی، جسکی اشاعت کیلئے پنجاب تو کیا

کراچی میں بھی کوئی ادارہ تیار نہیں ہوا اور پھر وہ مسودہ انکی موت کے بعد غائب کردیا گیا اتفاق سے اس اصل مسودہ کی اس زمانہ میں ایک صاحب نے کتابت کرائی تھی، مگر پھر وہ بھی لاپتہ ہوگئی اب وہ ۳۱ سال پرانی کتابت برآمد ہوگئی اور شائع ہونے والی ہے جو اسی مقالہ کی توسیع وتسیط ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس مقالہ کو "العلم" سے نقل کرکے آپ جلد از جلد "الحق" کی قریب ترین اشاعت میں شامل کردیں آپکے ماہنامہ کے سائز کے تقریباً ۱۸ صفحات میں سما سکتا ہے، مقصد یہ ہے کہ اس کتاب کی اشاعت جب ہوگی تو ادبی حلقوں کو تو معلوم ہوگا ہی لیکن اس مقالہ کی الحق میں اشاعت سے دینی حلقوں میں بھی اقبال کی حقیقت ظاہر ہوسکے گی کہ پاکستان کی تصویر و تشکیل میں ان کا کیا حصہ تھا۔ اگر آپ کسی اولین اشاعت میں شامل فرماسکیں تو میں اس مقالہ کی نقل کرکے ارسال خدمت کردوں۔ میں نے اسکی عکسی شکل (فوٹوسٹیٹ) جو حاصل کی ہے وہ تو اس قابل نہیں ہے کہ اس سے کتابت کراسکیں کیونکہ پہلے کاغذ پر ۳۱ برس قبل کی طباعت ہے اور پھر اسمیں اغلاط کتابت بھی ہیں میں اپنے قلم سے اسکی نقل کردونگا بشرطیکہ آپ شائع کرسکیں ورنہ خوانخواہ محنت کیوں کروں اسمیں اور کتابت میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو قانون کی زد میں آسکے۔ والسلام، دعاجو دعاگو خسروی

(۴۰)

(شریعت بل کے لئے مساعی اور آرزو)

یکشنبہ ۱۴/۱۰/۶، ۲۲/ جون ۱۹۸۶ء

محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ۵/۵ کو "خدوخال اقبال" کا ایک نسخہ رجسٹرڈ پوسٹ ارسال خدمت کیا تھا کیونکہ ڈاک کا ذریعہ ترسیل اب قابل اعتماد نہیں رہا اسلئے اسکی رسید نہ ملنے سے تشویش روز افزوں ہے، براہ کرم مطلع فرماکر ممنون فرمائیں اسکے ساتھ ملفوف عریضہ میں درخواست کی تھی کہ اگر بوجہ عدیم الفرصتی آپ اپنے ذاتی تاثرات اس پر الحق کیلئے قلمبند نہ فرماسکیں تو مولانا عبدالقیوم صاحب کو اسکے لئے مامور فرمادیں۔ اگر اختلافی تاثرات کے اظہار کی جرأت ہوسکے تو تعزیۂ ہی اقبال۔۔۔کیلئے سہی۔ بہرصورت اسپر کچھ نہ کچھ ۔۔۔خدا کرے آپکی مساعی اور ہماری آرزو شریعت بل کیلئے پوری ہوسکیں اگرچہ سہائیوں اور مستغربین کے اقتدار کیوجہ سے فی الحال امید تو نہیں ہے مگر خدا ہی مدد کرے۔ والسلام، دعاجو دعاگو خسروی

(۴۱)

(لواطت نہیں سدومیت)

۱۹۸۸ء

<u>غلط العام کی اصلاح:</u> الحق دسمبر کے صفحہ ۲۹ پر مولانا عبدالقیوم حقانی کی تحریر کے حوالہ سے یہ عرض کرنی ہے کہ (اگرچہ انہوں نے تو اس مقالہ میں نہیں لکھا مگر) مگر عام طور پر عمل قوم لوط کو "لواطت" کہتے ہیں اور لکھتے ہیں، جو حضرت لوطؑ سے نسبت ظاہر کرنا ہے اور یہ بے ادبی بھی ہے اور غلط بھی آپ اپنی طرف سے رسالہ میں عوام و خواص کو یہ تاکید کریں کہ وہ اس فعل شنیع کو بجائے "لواطت" کے "سدومیت" کہا اور لکھا کریں جو کہ حقیقت بھی ہے۔ (خسروی)

(الحق میں اعظم خسروی کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ کتاب مراۃ الانساب کا ایک نادر قلمی نسخہ [آدم علیہ السلام سے نبی کریم، صحابہ کرام و کبار سلف کے سلاسل انساب پر مبنی ایک اہم ترین کتاب] اگست ۱۹۷۸/ ۲۷۔۴۳
۲۔ اور اب شراب کی باری آئی [مکتوب]، جون ۱۹۸۱/ ۶۶
۳۔ مصائب نبوی ﷺ [مکتوب]، جون ۱۹۸۱/ ۶۵
۴۔ اقبال اور خمینی کی فکری ہم آہنگی، جنوری ۱۹۸۲/ ۴۵۔۴۸
۵۔ اسپین میں قادیانیوں کی مسجد ضرار، نومبر ۱۹۸۲/ ۲۵۔۲۷
۶۔ تحریک خلافت [علی برادران اور دو مقبول عوامی نظموں کے شاعر]، مارچ ۱۹۸۴/ ۴۶۔۵۰
۷۔ غلط العام کی اصلاح [مکتوب]، فروری ۱۹۸۸/ ۵۹

حکیم آفتاب احمد قرشی[1] لاہور

(۱)

۲۳ مارچ ۱۹۷۰ء (کتابچہ سائنس اور مسلمان)

مکرمی، السلام علیکم! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے، میں آپ کی خدمت میں اپنا ایک کتابچہ ''سائنس اور مسلمان'' ارسال کررہا ہوں۔ یہ کتابچہ پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اپنے جریدہ میں اس پر تبصرہ فرمائیں گے، اس کتابچہ میں اس حقیقت کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمانوں نے سائنس کی ترقی وترویج میں کس قدر اہم کردار ادا کیا۔ یہ پمفلٹ مکتبہ ملی، پوسٹ بکس نمبر ۵۰۸۲ کراچی سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ خیر طلب آفتاب احمد قرشی

(۲)

۱۶ رجولائی ۱۹۷۲ء (الحق مفید اور فکر انگیز ہے)

مکرمی، السلام علیکم! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے آپ سے اسلام آباد میں ملاقات ہوئی تھی مگر گفتگو نہ ہوسکی آپ از راہ لطف وکرم مجھے رسالہ عنایت فرماتے ہیں، جو کہ بڑا مفید اور فکر انگیز ہے، میں آپ کی خدمت میں رسالہ میں شائع کرنے کیلئے مضمون ارسال کررہا ہوں امید ہے کہ آپ اسے پسند فرمائیں گے، حضرت مولانا کی خدمت میں میرا نیاز مندانہ سلام عرض کردیں۔

خیر طلب آفتاب احمد قرشی

(۳)

نومبر ۱۹۷۲ء (گورنر ارباب سکندر[2] اور شیخ الحدیث کی تقریر ○ دینی مدارس طب قدیم کو اہمیت دیں)

آپ کے پرچہ میں ارباب سکندر خان گورنر سرحد اور حضرت شیخ الحدیث کی تقریر پڑھی جو شادی کے موقعہ پر کی گئی۔ ارباب صاحب نے دارالعلوم حقانیہ میں طب قدیم کی تعلیم کی تجویز پیش کی یہ تجویز بڑی مفید اور فکر انگیز اور میرے ارمانوں کی تعبیر ہے، میں نے کچھ عرصہ قبل مفتی محمود صاحب کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی تھی، کہ دینی مدارس میں طب کی تعلیم شروع کی جائے۔ میری تجویز یہ ہے کہ درس نظامی کے چھٹے سال سے طبی بورڈ کے نصاب کے مطابق طب کی تعلیم شروع کی جائے یہ نصاب چار سال کا ہے تو درسِ نظامی کی تکمیل کے ساتھ طبی نصاب بھی مکمل ہوجائے گا، دیوبند میں دارالعلوم کا طبی شعبہ یوپی کے طبی بورڈ سے باقاعدہ منظور شدہ ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ آیا طبی بورڈ اس کو تسلیم کرے گا طبی بورڈ کی شرائط میں ہے۔

کہ میٹرک یا اس کے برابر طلباء طبیہ کالج میں داخل ہوسکتے ہیں۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور نے درسِ نظامی کے پانچویں سال کے طالب علم کو میٹرک کے برابر قرار دیا ہے۔ اس طرح دینی مدارس کے طلباء چھٹے سال میں طبیہ کالج میں داخل ہوسکتے ہیں۔ طبی بورڈ اسکی تصریح کرادے گا۔ اور زیادہ سے زیادہ اسے حکومت سے منظور کرانا ہوگا۔ آفتاب احمد قرشی

---

[1] شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی قومی دواخانہ لاہور کے ہونہار اور مختی فرزند موتمر عالم اسلامی پنجاب کے نائب صدر۔ حبان پاکستان۔ پاکستان طبی کانفرنس موتمر عالم اسلامی کے سلسلہ میں سرگرم عمل رہے۔ پیغام اجل کو جوانی میں لبیک کہا، ان کے والد ماجد شفاء الملک کی طرح انہیں بھی شیخ الحدیثؒ اور ناچیز کے ساتھ مخلصانہ راہ ورسم رہا۔ [2] سرحد کے مرحوم اور شریف الطبع گورنر اور نیشنل عوامی پارٹی کے اہم رہنما جو میرے عزیز بھائیوں مولانا انوار الحق اور حاجی اظہار الحق کے تقریب شادی میں شریک ہوئے تھے۔

(۴)

۲۸ رجنوری ۱۹۷۵ء (حکیم شفاء الملک قرشی کی وفات O مدینہ یونیورسٹی کیلئے مولانا شیر علی شاہ کا داخلہ)

مکرمی السلام علیکم! امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ حضرت قبلہ اور آپ کی جانب سے[۱] تعزیت کا برقیہ موصول ہوا، آپ کا یہ تعزیتی پیغام میرے لئے اور خاندان کے افراد کیلئے تسکین کا باعث ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے اجر سے نوازیں۔ آپ نے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ کیلئے ایک صاحب[۲] کی درخواست ارسال کی ہے۔ سعودی عرب نے اس زمانہ میں یہ تجویز کی تھی اور مجھے بھی موقع ہوا۔ اب درخواست ڈائریکٹر عرب سنٹر، گل برگ لاہور بھجوادیں۔ میں بھی ان سے کہوں گا ویسے وزارت تعلیم پاکستان کے ذریعے بھی سعی فرما کر قومی اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر وزیر تعلیم پیرزادہ سے سفارش کرالیں۔ خیر طلب آفتاب قرشی

(۵)

۳۰ ستمبر ۱۹۷۷ء (الحق کیلئے سلسلہ مضامین کا ارادہ)

مکرمی السلام علیکم! امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ آپ رسالہ الحق مجھے عنایت فرماتے ہیں میں بڑی دلچسپی سے مطالعہ کرتا ہوں۔ ماشاء اللہ خوب پرچہ ہے میں نے الحق کیلئے ایک سلسلہ مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ عالم اسلام کے مشاہیر، پہلا مضمون ارسال ہے، شائع فرمائیں۔ حضرت مولانا کی خدمت میں سلام عرض کردیں۔ خیر طلب آفتاب احمد قرشی

(۶)

۱۰ اپریل ۱۹۷۸ء (تحریک پاکستان میں علماء کے کردار پر کتاب)

محب گرامی السلام علیکم! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ میں الحق کا مطالعہ کرتا ہوں اور بڑے شوق سے اسے دیکھتا ہوں، اس کے مضامین بڑے بصیرت افروز ہوتے ہیں۔ میں ایک معاملہ میں آپ کے تعاون کا طالب ہوں۔ ان دنوں میں تحریک پاکستان کے رہنماؤں پر ایک کتاب مرتب کررہا ہوں۔ میرا ایک مقصد تحریک پاکستان میں سب علماء کے اہم کردار کو اجاگر کرنا ہے کیونکہ بعض عناصر یہ اہم پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ علماء نے تو تحریک پاکستان میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ میں نے اس سلسلہ میں حضرت مولانا تھانویؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مفتی محمد شفیع مرحوم کے حالات تو لکھ لئے ہیں، میں آپ سے درخواست کرونگا کہ الحق میں تحریک پاکستان میں کام کرنے والے اکابر کے حالات چھاپیں، وہ پرچے مجھے بھجوادیں یا ان کے تراشے مجھے بھجوادیں۔ مثلاً ستمبر ۱۹۷۷ء میں حاجی محمد امین مرحوم کے حالات ہیں، مجھے یقین ہے کہ آپ یہ زحمت ضرور گوارہ فرمائیں گے حاجی امین مرحوم[۳] کے حالات کی پہلی قسط مجھے درکار ہے حضرت مولانا کی خدمت میں میرا نیاز مندانہ سلام عرض کردیں۔ خیر طلب حکیم آفتاب احمد قرشی

۱　شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی کی وفات

۲　حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب دارالعلوم میں اعلیٰ درجے کے مدرس تھے مگر مدینہ منورہ کے محبت میں سب کچھ چھوڑ کر کسی نہ کسی بہانے سے وہاں رہنا چاہتے تھے یہ تمنا بالآخر مکتوب نگار کے توسط سے پوری ہوئی اور مولانا کو مدینہ یونیورسٹی میں طویل عرصہ تک قیام کا موقع مل گیا (س)

۳　حاجی محمد امین ترنگ زئی چارسدہ مشہور مجاہد حاجی صاحب ترنگ زئی کے خلیفہ اور خانقاہ نشین

(۷)

(تحریک آزادی میں علماء پیش پیش تھے)

۱۲اپریل ۱۹۷۸ء

محب گرامی، السلام علیکم! آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا آپ کے لطف وکرم کیلئے ممنون وسپاس گزار ہوں۔ الحق مجھے باقاعدگی سے ملتا ہے اور میں بڑے ذوق وشوق سے اسکا مطالعہ کرتا ہوں۔ ماشاء اللہ خوب جریدہ ہے اور آپ کے علم وفضل کا آئینہ دار ہے، علماء نے تحریک آزادی میں جو کام کیا ہے۔ وہ بڑا قابل قدر ہے میں نے اس کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ اب تو میں تحریک پاکستان کے رہنماؤں اور کارکنوں پر کام کررہا ہوں میں نے کئی علماء کے حالات لکھے ہیں۔ یہ کام مکمل ہو جائے تو پھر تحریک آزادی کے رہنماوں پر لکھنا شروع کروں گا۔ آپ رہنمائی فرمائیں سرحد میں یا باہر جن علماء لوگوں نے تحریک پاکستان میں کام کیا ہے ان کے نام اور کوائف مجھے بھجوادیں تو ممنون ہونگا۔ میرا مقصد اس بات کو اجاگر کرنا ہے کہ تحریک پاکستان یا تحریک آزادی علماء اس میں پیش پیش تھے۔ حضرت مولانا کی خدمت میں میرا اسلام عرض کردیں۔　　خیر طلب........آفتاب احمد قرشی

(۸)

(اتحاد ملی کانفرنس کیلئے مقالہ کی طلب)

۲۳ جنوری ۱۹۷۹ء

مکرمی السلام علیکم! حکیم الامت علامہ اقبال نے عالم اسلام کے اتحاد کا جو خواب دیکھا تھا وہ اب آشنائے تعبیر ہو رہا ہے۔ اسلامی سکریٹریٹ قائم ہو چکا ہے اور عالم اسلامی ایک عظیم قوت کی حیثیت سے ابھر رہا ہے۔ اس وقت اتحاد ملی کا استحکام وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اور اتحاد ملی ہمارے لیے اس لحاظ سے بھی ناگزیر ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام رائج کیا جارہا ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ موتمر عالم اسلامی نے اتحاد عالم اسلامی کیلئے بڑا کام کیا ہے اور اب اسی ضمن میں اتحاد ملی اور اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش کو تیز تر کرنے کیلئے موتمر عالم اسلامی کے زیر اہتمام لاہور میں ماہ مارچ ۱۹۷۹ء کے پہلے ہفتے میں ''اتحاد ملی کانفرنس'' منعقد کی جارہی ہے۔ اس کانفرنس کی صدارت جناب ڈاکٹر معروف دوالیبی صدر موتمر عالم اسلامی اور جلالۃ الملک شاہ خالد فرمان روائے سعودی عرب کے مشیر کریں گے۔ کانفرنس کے افتتاح کیلئے صدر پاکستان جناب جنرل محمد ضیاالحق نے آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ آپ سے اس کانفرنس میں حسب ذیل موضوع پر مقالہ بھیجنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ براہ کرم اپنا مقالہ جو پانچ فل سکیپ صفحات سے زائد نہ ہو ۲۰ فروری ۱۹۷۹ء تک ارسال فرمادیں تاکہ اس کی طباعت کروائی جاسکے۔

عنوان مقالہ ''اپنی پسند کے کسی موضوع پر'' مہربانی فرما کر اپنے جواب سے مطلع فرمایئے۔

خیر اندیش حکیم آفتاب احمد قرشی موتمر عالم اسلامی پنجاب لاہور

(الحق میں حکیم آفتاب احمد قرشی کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ ایک مجاہد اور روحانی پیشوا، سالیہ کا ہیرو حاجی محمد امین بن عبداللہ حسنؒ جلد ۱۳ شمارہ ۵	۲۔ سرکار دو عالم ﷺ کے غذائی آداب جلد ۸ شمارہ ۶
۳۔ سرور کائنات ﷺ کی پسندیدہ غذائیں جلد ۸ شمارہ ۱	۴۔ سرور کائنات ﷺ کی طبی ہدایات جلد ۱۵ شمارہ ۱۱
۵۔ طب قدیم اور دینی مدارس جلد ۸ شمارہ ۲	

آفتاب حسن۔ مقتدرہ قومی زبان اتھارٹی

(مقتدرہ سے براہ راست ضیاء الحق کا تعلق قومی زبان کے بارہ میں مشوروں کی ضرورت)

"الندیم" گلشن اقبال کراچی، ۲۶ مارچ ۱۹۸۰ء

جناب محترم۔ السلام علیکم! مجھے علم ہے کہ آپ اردو زبان کی خدمت میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور اسکو سرکاری رتبہ دلوانے کی مہم میں سرگرم کار ہیں۔ جیسا کہ آپکو معلوم ہے کہ اب صدر مملکت[1] کی ذاتی دلچسپی کے سبب مقتدرہ قومی زبان وجود میں آیا ہے اور اسکا مقصد قومی زبان کو پاکستان کے ہر شعبہ زندگی میں نافذ کروانا ہے، اس کی خصوصیت یہ ہے کہ براہ راست جناب صدر مملکت سے متعلق ہے یعنی ہماری سفارشات راست صدر مملکت تک پہنچ سکتی ہیں۔ لیکن اس ادارے کو کامیاب ہونے کیلئے نہایت ضروری ہے کہ یہ قومی زبان کے تمام کارکنان اور اداروں سے رابطہ قائم رکھے اپنی سفارشات سے انکو آگاہ کرتا رہے اور حسب ضرورت مشورہ اور ہدایت طلب کرتا رہے۔

ہم آپ کے کام اور تجربے سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں آپ ہمیں کیا مشورہ دیتے ہیں؟ عمومی مشورہ بھی اور خصوصی بھی جس سے خود آپ متعلق ہیں۔ مسائل بے شمار ہیں۔ ہر جگہ قومی زبان کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ اسکا اجتماعی طور پر سدباب کیا جانا چاہیے۔ براہ کرم اپنے خیالات سے نوازیں۔ نیازمند آفتاب حسن

☆☆☆

افتخار احمد خان انصاری[2]

وفاقی وزیر مذہبی امور

(وزارت کے بارگراں پر تبریک کا شکریہ)

۱۴ اکتوبر ۱۹۷۸ء

محترمی مولانا سمیع الحق صاحب! سلام مسنون! امید واثق ہے کہ بفضل تعالیٰ مزاج بخیر ہونگے۔ وزارت مذہبی واقلیتی امور کا بارگراں اٹھانے پر آپ کے پیام تبریک کا نزول آپ کی مسرت وطمانیت کا آئینہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ میرے بارے میں آپ کے حسن اعتماد کا غماز بھی ہے۔ اس التفات اور قدر افزائی کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کی دعائیں اور نیک تمنائیں نئے ذمہ داریوں سے خوشدلانہ اور منصفانہ طور پر عہدہ برآ ہونے میں میری ممد ومعاون ہونگی۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مسائل بڑے گھمبیر اور وسائل بڑے محدود ہیں، آیئے بارگاہ ایزدی میں ہم سب مل کر پاکستان کی سالمیت ویکجہتی، قومی معیشت کی تیز تر بحالی اور "نظام مصطفیٰ ﷺ" کی بسرعت تشکیل کے لئے بصمیم قلب دعا کریں۔ امید ہے کہ خداوند بزرگ و برتر ہمیں اپنی عظیم جدوجہد میں کامیابی سے نوازیں گے۔ ایک بار پھر اظہار تشکر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

والسلام آپ کا افتخار احمد خان انصاری

---

[1] ضیاء الحق" صدر پاکستان

[2] ضیاء الحق مرحوم کے دور مارشل لاء میں وفاقی وزیر مذہبی اُمور رہے

افتخار عارف[1] اسلام آباد صدر مقتدرہ قومی زبان

(۱)

نومبر ۱۹۹۹ء (خصوصی اشاعت اکیسویں صدی اور عالم اسلام کیلئے مضمون)

والا مقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی، سلام رحمت! آپکا مکتوب گرامی موصول ہوا جس میں یہ خوش کن خبر بھی موجود ہے کہ ماہنامہ "الحق" کا ایک خصوصی نمبر "اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام" کے موضوع پر شائع کیا جارہا ہے۔ یہ بلاشبہ ایک علمی خدمت ہوگی۔ مقتدرہ کے اہل علم کو یہ فہرست مہیا کردی گئی۔ اردو زبان کے حوالے سے اگر کوئی تحریر "الحق" کے شایان شان کسی صاحب علم نے مکمل کردی تو بصد ادب ارسال کردی جائیگی۔ خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں۔ والسلام

(۲)

۲۳ فروری ۲۰۰۹ء (الحق ملنے پر مکتوب)

میرے محترم! سلام ورحمت۔ آپکی زیرادارت شائع ہونے والا ماہنامہ ''الحق'' ملا۔ کرم فرمائی کا شکرگزار ہوں۔ انشاء اللہ میں بھی پڑھوں گا اور دیگر احباب اور رفقا بھی فیض یاب ہوں گے۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

مخلص: افتخار عارف

محترم مولانا سمیع الحق کی خدمت میں بصد ادب

☆☆☆

مولانا محمد افضال الحق جوہر قاسمی

صدر تنظیم ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند انڈیا

۱۲ فروری ۲۰۰۰ء (مولانا قاسم نانوتوی انیسویں صدی کی انقلابی شخصیت پر دیوبند میں سیمنار)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم السامی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب دامت برکاتہم رکن مجلسِ اعلی الامام محمد قاسم النانوتویؒ سیمنار کی ہدایت پر یہ خصوصی تحریر آن مکرم کی خدمت میں پیش ہے اور عرض ہے کہ بانی تحریک دیوبند حجۃ الاسلام الامام محمد قاسم النانوتویؒ کی شخصیت، انیسویں صدی عیسوی کی وہ عظیم انقلابی شخصیت ہے کہ جس نے برصغیر میں اسلامی سلطنت کے زوال کے بعد مسلمانوں کی علمی و دینی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد رکھی اور انہیں اپنے علوم و معارف اور دینی تشخص کے تحفظ اور فروغ کے لئے جدوجہد کا ایک نیا طرز عطا کیا۔ برصغیر بلکہ بعض دیگر ایشیائی، یورپی اور افریقی ممالک کے دور دراز اور اہم خطوں میں پھیلے ہوئے ہزاروں اسلامی مدارس و مراکز، سیکڑوں اسلامی تنظیموں، جماعتوں اور دین کے لئے کی جانے والی گراں قدر کوششوں کا وجود اسی شخصیتِ گرامی کا مرہونِ منت ہے۔ دور حاضر کے بدلے ہوئے حالات میں شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ حضرت الامام کی شخصیت، فکر اور تحریک کو قوم کے سامنے پیش کر کے غور کیا جائے، کہ انہوں نے مسلمانانِ برصغیر کے

[1] ادارہ مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین، علمی ادبی شخصیت، اعلیٰ خدمات کے صلہ میں حکومتی اعزازات میں ستارہ امتیاز ہلال امتیاز سے نوازے گئے۔

لئے اب سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل جو علمی و دینی راہ متعین کی تھی، نئے تقاضوں کو سامنے رکھ کر اس پر کس طرح جادہ پیما رہا جاسکتا ہے، اور کس طرح اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے؟ تنظیم ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند جو فضلاء، وابستگان و ہمدردانِ دیوبند کی تنظیم ہے اور جسے صفِ اول کے اکابر و علماء کی سرپرستی و قیادت کا شرف حاصل ہے، اس نے وقت کی اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنی عمر، عوامی اثر و رسوخ اور وسائل کی کمی بلکہ نایابی کے باوجود توکلا علی اللہ حضرت الامام پر دارالحکومت دہلی میں ایک سیمینار منعقد کرنے کا عزم کیا ہے جس میں ملک و بیرون ملک کے اہل علم و اہل قلم کو جوڑنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مجلس اعلیٰ اور مجلس علمی کا انتخاب عمل میں آچکا ہے اور مجلس استقبالیہ کی تشکیل جاری ہے۔ الحمدللہ سیمینار کی تاریخیں ۱۵/۱۶/۱۷ اپریل ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ، اتوار اور پیر متعین کردی گئی ہیں۔

سیمینار کے فیوض و برکات کو دوام بخشنے اور حضرت الامام کی تحریک کو استحکام اور فروغ دینے کے لئے اس موقع پر اصحاب رائے و دانش سے کسی ایسے ادارے کے قیام کی تجاویز بھی حاصل کی جارہی ہیں جس کے ذریعے اس موقع پر صرف کیے گئے سرمایے اور مساعی کا فیض ملت کو صدقہ جاریہ کی صورت میں مسلسل موصول ہوتا رہے اور وہ ہمیشہ اس سے مستفید ہوتی رہے۔

اس سیمینار کو صاحبِ سیمینار کے شایانِ شان کامیاب بنانے، اس کی علمی اور خصوصاً مالی معاونت کے لئے آپ جیسے مخلصین ملت کی شرکت اور سرپرستی کی شدت کیساتھ ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ حضرت قاضی صاحب اور ہم سب خدام کی شدید خواہش ہے کہ آن محترم سیمینار کیلئے اپنا ہر ممکن علمی و مالی تعاون پیش فرمائیں گے اور سیمینار میں اپنی شرکت کو یقینی بنا کر ممنون فرمائیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس سیمینار کو ہماری دینی و دنیوی فلاح کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو اس سعادت میں شرکت کی توفیق اور مواقع نصیب فرمائے آمین۔ والسلام

مولانا محمد افضال الحق جوہر قاسمی	ڈاکٹر قاضی زین العابدین قاسمی	ڈاکٹر بدرالدین الحافظ	مولانا محمد عبداللہ مغیثی	مولانا محمد اسرار الحق قاسمی
(صدر تنظیم ابنائے قدیم)	(ناظم اعلیٰ)	(کنوینر مجلس علمی)	(صدر مجلس استقبالیہ)	(نائب صدر مجلس استقبالیہ)

☆☆☆

سید افضال حیدر[1] پاکستان بار کونسل

(مسودہ بذریعہ ائیر کارگو ارسال)

۲۶ اکتوبر

مکرمی مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج صبح ناجی صاحب[2] نے بذریعہ فون آپکے فون نمبر سے مطلع کیا لہٰذا مسودہ بند لفافے میں جس پر صرف آپکا فون نمبر درج ہے۔ بذریعہ ائیر کارگو ارسال خدمت ہے۔

والسلام مخلص سید افضال حیدر

---

1. ممبر پاکستان بار کونسل، ممتاز وکیل
2. غالباً معروف صحافی نذیر ناجی مراد ہیں

بریگیڈیئر محمد افضل ستارۂ جرأت (ریٹائرڈ)۔راولپنڈی

۲۵ا نومبر ۲۰۰۲ء (دینی جماعتوں کی اتحاد، مجلس عمل میں رخنہ ڈالنے والی کوششیں O آپکی بروقت وارننگ)

محترمی و مکرمی! السلام علیکم! آج کے روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی میں آپ کا بیان پڑھا جس میں آپ نے مجلس عمل کے قائدین کو بروقت مشورہ دیا ہے اور متنبہ کیا ہے کہ وہ نازک معاملات پر بلاوجہ بیانات دینے سے احتراز کریں اور دینی جماعتوں کو امتحان کی اس گھڑی میں متحد رکھنے کی کوشش کریں۔محترمی یہ بروقت وارننگ دی ہے آپ نے دینی جماعتوں کے اتحاد میں جو کاوشیں کی ہیں وہ پوشیدہ نہیں اور ظاہر ہے اس بات کا صدمہ اور قلق بھی سب سے زیادہ آپ ہی کو ہوگا اگر اس طرح غیر ذمہ دارانہ بیانات قائدین مجلس عمل کی طرف سے آتے رہے جن کا فائدہ سیکولر قوتوں کو ہوگا جو اس اتحاد سے اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہی ہیں اور وہ یقیناً کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینگے جو انہیں اس اتحاد میں رخنہ ڈالنے کا ذریعہ بنتا نظر آتا ہو۔محترمی مولانا حافظ حسین احمد صاحب نے قائد حزب اختلاف سے متعلق بغیر مجلس عمل کی سپریم کونسل کے مشورے کے اوپر تلے دو بیانات داغ دیئے ہیں میں نے حافظ صاحب کو ایک خط لکھا ہے جس کی ایک فوٹو کاپی ارسال خدمت ہے دین سے وابستگی رکھنے والے پڑھے لکھے طبقے میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئی ہیں اور ان کے خیالات اور تحفظات اس نازک مسئلے پر بالکل آپ کے بیان سے مطابقت رکھتے ہیں آپ اپنی ذاتی حیثیت میں اس مسئلے کو مجلس عمل کے اجلاس میں اٹھائیں اور پیشتر اس کے کہ یہ غیر ذمہ داری کوئی رنگ دکھائے اس کا بروقت تدارک فرمائیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر میں کامیاب فرمادے۔آمین فقط خیر اندیش طالب دعا، افضل

☆☆☆

ڈاکٹر محمد افضل صاحب[1]

چیئرمین یونیورسٹی گرانٹس کمیشن، اسلام آباد

۱۹ اگست ۱۹۸۲ء (معادلۂ اسناد دینی و جامعی کیلئے کمیٹی میں نامزدگی اور دعوت)

بخدمت جناب مولانا صاحب۔محترمی! السلام علیکم! جیسا کہ آپکو معلوم ہے کہ دینی مدارس کی سند کو ایم اے عربی؍اسلامیات کے مساوی قرار دے دیا گیا ہے اس سلسلہ میں پیدا شدہ مسائل کا جائزہ لینے کے لیے صدر پاکستان کی ہدایت پر ماہرین کی ایک کمیٹی معادلہ اسناد دینی و جامعی کی تشکیل کی گئی ہے جسمیں مختلف مکتبہ ہائے فکر کے علماء اور ماہرین تعلیم شامل ہیں آپکے تبحر علمی تجربے سے استفادہ کرنے کے لیے آپکا نام اس کمیٹی میں شامل کیا گیا ہے۔آپ سے درخواست ہے کہ مذکورہ کمیٹی کے اجلاس میں شرکت فرما کر اپنی تجاویز سے مستفید فرمائیں۔ مذکورہ بالا کمیٹی کا اجلاس مورخہ 25 اگست 1982ء بروز بدھ بمطابق 4 ذوالقعدہ 1402 ہجری دس بجے صبح یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے دفتر واقع سیکٹر ایچ-9 اسلام آباد میں ہوگا۔زیر بحث پیش نامہ رقرطاس عملی ارسال خدمت ہے،اس سلسلہ میں ضروری مباحث تیار کرکے لائیں۔آپکی آمد و رفت کا خرچ بذریعہ دفتر ھذا ہوگا۔قواعد کے مطابق آپ بذریعہ جہاز (اکانومی کلاس) بذریعہ ریل اول درجہ (ائیر کنڈیشنڈ) میں سفر کر سکتے ہیں دفتر ھذا کے مہمان خانے میں قیام و طعام کا معقول انتظام ہے اپنی آمد اور قیام کے پروگرام کے بہتر انتظامات کی خاطر منسلکہ فارم پُر کر کے ہمیں بھیج دیں،امید ہے آپ اس کمیٹی میں شرکت کی رضامندی سے جلد مطلع کریں گے۔

والسلام آپکا مخلص (ڈاکٹر محمد افضل)

---

[1] صدر ضیاء الحق شہید کے معتمد ماہر تعلیم، ان کے دور میں وفاقی وزیر تعلیم اور کمیشن بالا کے چیئرمین رہے۔اسی کمیٹی نے بڑے غور و فکر کے بعد دینی مدارس کے فضلاء کو ڈبل ایم اے کے برابر قرار دیا۔بعض دفعہ اجلاس میں مرحوم صدر ضیاء الحق بھی شرکت کرتے رہے

جسٹس محمد افضل چیمہ[1] اسلام آباد

(۱)

۱۸ رمضان ۱۴۰۸ھ (مسجد اقصیٰ اور القدس کے بارہ میں جمعۃ الوداع منایا جائے)

صاحب الفضيلة: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، ارفق بطيه صورة من الخطاب الذى استلمته من معالى الدكتور عبدالله عمر نصيف الامين العام لرابطة العالم الاسلامى بمكة وان الخطاب واضح ويقترح فيه مايلى.

١. تخصيص الاسبوع الاخير من رمضان المبارك اسبوعاللمسجدالاقصى والقدس.

٢. تسليط الاضواء على الاعمال الاجرامية التى يمارسهاالصهاينة فى الارض.

المحتلة وذلك بعدالصلاة فى المساجدو خصوصافى جمعة الوداع لهذاالشهر.

٣. اصدارالقرار للتنديدبالاعمال الاجرامية البربرية لليهودوالتعبيرعن تضامننا الاخوة الفلسطينيين.

٤. قيام بحملة جمع التبرعات لمساعدة المجاهدين الفلسطينين اللذين يحب تشجيعهم وتائيدهم للاستمرارفى كفاحهم حتى تحريرالقدس الشريف.وساكون شاكراً إذاتفضلتم بتخصيص الاسبوع الاخيرمن شهررمضان المبارك اسبوع الاقصىٰ والقدس مع التكرم بتنفيذ ماذكراعلاه. وفقكم الله والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته، اخوكم المخلص القاضى المتقاعدمحمدافضل شيما الامين العام

(۲)

۳۰ اگست ۱۹۹۴ء (قاہرہ کانفرس میں اقوام متحدہ کے غیر اسلامی سفارشات)

فضيلة الشيخ سميع الحق حفظه الله، دارالعلوم حقانيه اكوره خٹک، السلام عليكم ورحمة الله وبركاته .

انطلاقاً من شعور الامانة العامة لرابطة العالم الاسلامى بمسؤليتها تجاة الامة الاسلامية والدفاع عن المسلمين وقضاياهم فاننا نودان نلفت انتباهكم الكريم الى ان الوثيقة المقدمة من الامم المتحدة لمؤتمر "السكان والتنمية" الذى سيفقد فى ٥/ستمبر ١٩٩٤م فى القاهرة فلتضمن امورأٌلهاحساسيتها، وتعدخروجاعن الشرائع والتراث والتقاليد وتحللّامن كل الضوابط الاخلاقية مثل اباحة الاجهاض وحرية الجنس وغيرهامن الامور التى تتنافى مع تعاليم الاديان السماوية وتناقض الاخلاق الكريمة وذلك حسبمااشارت اليه وثائق المؤتمرالمذكور مماجعل البعض يطلق عليه مؤتمر ابادة البشروهوماسبق ان تنبهت له عده جهات تمثل ديانات مختلفة واعترضواعلى تلك الامورالمخالفة لتعاليم الدين. ونرفق لكم صوراً عن الدراسات والتعليقات التى صدرت بهذاالخصوص. نرجومنكم التكرم الاطلاع والمساعدة فى كشف واحباط هذه المخططات التى

---

[1] ریٹائرڈ جسٹس محمد افضل چیمہ بڑے مناصب پر فائز ہوئے۔ ضیاء الحق کے دور میں اسلامی کاموں میں بڑے سرگرم رہے ریٹائرمنٹ کے بعد رابطہ عالم اسلامی کے پاکستانی دفتر اور کاموں کے انچارج بنائے گئے

ستؤدی اذاما اقرت لاسمح اللّٰہ الی التحلل الکامل من الدین و الاخلاق و نشر الاباحیۃ فی العالم و خاصۃ دول العالم الثالث و الجماعات المؤمنۃ بالدین و الاخلاق و اللّٰہ یحفظکم و یرعاکم" فقنا اللّٰہ و ایاکم لمایحبہ و یرضاہ.

المدیر بالنیابۃ القاضی المتقاعد محمد افضل شیما

(۳)

۱۰ اکتوبر ۱۹۹۶ء (بھائی کے تعزیت نامے کا شکریہ)

My dear Maulana Samiul Haq Sahibl

I am grateful to you for sending me condolence message on my elder brother's demise. May God rest his soul in eternal peace (Ameen).

May God bless us all and give us the courage and wisdom to contribute towards the betterment of mankind.

May god also bless you for this gesture. With regards,

Yours sincerely, Muhammad Afzal Khan Federal Minister

(۴)

۲۹ جولائی ۱۹۹۷ء (علمی و دینی شخصیات کی عالمی ڈائرکٹری کی تدوین)

سماحۃ الشیخ مولانا سمیع الحق. دار العلوم حقانیہ اکورہ خٹک نوشہرہ. السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ.

نفیدکم بأن الأمانۃ العامۃ لرابطۃ العالم الإسلامی بمکۃ المکرمۃ ترغب فی انشاء قاعدۃ بیانات للشخصیات التی یمکن الإستفادۃ من خبراتھا و التعاون معھا فی حضور بعض المؤتمرات و الندوات التی تدعی الیھا الرابطۃ فی مختلف المجالات و لعرض وجھۃ النظر الإسلامیۃ فی مختلف القضایا علی الساحۃ الدولیۃ. نرجو منکم التکرم بتعبئۃ الإستمارۃ المرفقۃ وإعادتھا الینا باقرب فرصۃ ممکنۃ، کما نزودکم بنسخ إضافیۃ من الإستمارۃ لکی ترشحوا بعض الشخصیات التی یمکن ان یستفاد منھا.

شاکرین حسن تعاونکم معنا، و اللہ یحفظکم و یرعاکم. وفقنا اللہ و ایاکم لمایحبہ و یرضاہ

مدیر المکتب محمد المکتب

القاضی المتقاعد محمد أفضل شیما

ا؎ اہم علمی و دینی اور سیاسی شخصیات کی فہرست مرتب کرنے کے سلسلہ میں معلومات حاصل کی گئیں (م)

اقبال احمد خان[1] وفاقی وزیر، چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد

(۱)

(شیخ الحدیث کی تعزیت)

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی وفات کی خبر سن کر بے حد صدمہ ہوا۔ اپنے سوگوار خاندان کے افراد کو میری دلی تعزیت بتایئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو مغفرت سے نوازے۔ آپ انکے عظیم مشن کو جاری رکھیں۔ (ٹیلی گرام)

(۲)

۲۷ مارچ ۱۹۹۵ء (قومی یکجہتی کونسل کی تشکیل پر اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے مکمل تعاون کی پیشکش O کوششوں سے فرقہ واریت سے نجات O ملی کونسل کو ظہرانہ کی دعوت)

مکرمی جناب سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں دل کی گہرائیوں سے آپ کو قومی یکجہتی کونسل کا سیکرٹری جنرل مقرر ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، میری طرف سے قبلہ مولانا شاہ احمد نورانی، چیئرمین اور دوسرے ممبران کونسل کو بھی مبارکباد پیش کردیجئے گا۔ میں اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے آپ کو مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپکی انتھک کوششوں کی بدولت ملک وملت کو جلد ہی فرقہ واریت سے نجات حاصل ہو جائے گی اور ملک میں امن وامان دوبارہ لوٹ آئے گا، جس کے لئے ہم سب دعا گو ہیں۔

میری یہ خوش قسمتی ہوگی کہ اگر آپ اور قومی یکجہتی کونسل کے دوسرے عہدیداران اور دیگر علمائے کرام اسلام آباد میں کسی روز میرے اور اسلامی نظریاتی کونسل کے دوسرے ساتھیوں کیساتھ ظہرانہ / ڈنر تناول فرماسکیں۔ میں آپکے جواب کا منتظر رہوں گا۔ والسلام آپکا بھائی: اقبال احمد خان

☆☆☆

اقبال حسن خان

کنوینر فیکلٹی دینیات علی گڑھ یونیورسٹی

(۱)

(علی گڑھ میں چودھوی صدی ھجری کی تقریبات میں شرکت کی دعوت)

محترمی السلام علیکم۔ ہماری یونیورسٹی میں ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۸ء مطابق ۲۱ ذی الحجہ ۱۴ھ سے چودھویں صدی ہجری کی تقریبات کا پروگرام شروع ہوگا۔ اس موقع پر ایک سیمنار کا انعقاد ہو رہا ہے۔

آپ نے علمی دنیا میں جو مقام حاصل کیا ہے، اس کے پیش نظر میں آپ کو اس سیمنار میں شرکت کی دعوت دے رہا ہوں۔ امید کرتا ہوں آپ میری اس دعوت کو قبول فرمائیں گے۔ آپ کے قیام وطعام کا انتظام یونیورسٹی کی جانب سے ہوگا۔

---

[1] مرحوم جونیجو دور میں مختلف وزارتوں پر فائز رہے۔ شریعت بل کے معرکے میں مخالفانہ کردار ادا کیا، روشن خیالی طبقے کی نمائندگی کیلئے میرے ساتھ سینیٹ میں ہمیشہ الجھتے رہے۔ خط لکھتے وقت اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین تھے۔

امید ہے آپ اپنی اولین فرصت میں شرکت کی منظوری کی اطلاع دیں گے، اور اپنے مقالے کے موضوع سے مطلع فرمائیں گے، نیز اس کا خلاصہ جلد از جلد بھیجنے کی زحمت فرمائیں گے۔

سیمنار کے سلسلہ کے ضروری کاغذات ارسال کئے جا چکے ہیں۔ مخلص: محمد شفیع سرپرست کورکمیٹی، چودھویں صدی ہجری

(۲)

بسم اللہ الرحمان الرحیم

(علی گڑھ یونیورسٹی کا مخصوص کردار O چودھویں صدی ہجری کے دوران مسلمانوں کی ہمہ جہت سرگرمیوں کا جائزہ اور پندرھویں صدی ہجری کا استقبال)

اسلام پر بین الاقوامی عالمی مذاکرہ

چودھویں صدی ہجری اختتام کو پہنچنے والی ہے، اس صدی کے خاتمے پر سارے عالم میں اسلام پر مذاکرے کی خبریں آرہی ہیں، جن میں اسلام کے چودہ سو سال کے کارناموں کا مختلف انداز سے جائزہ لیا جائیگا۔

یہ بات عام طور پر معلوم ہے کہ مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ نہایت تابناک رہی ہے۔ اس مدت میں انہوں نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں بلند ترین علمی کارنامے انجام دیئے اور کارہائے علمی اتنے شاندار ہیں کہ تمام عالم کو ان پر بجا طور پر فخر ہے۔ ایسے اعلیٰ کارناموں کی بجا آوری کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی سو سال تک سارے عالم کی علمی وفکری سربراہی مسلمانوں کے حصے میں رہی، اسلامی دنیا کے مغربی حصے میں قرطبہ اور مشرقی مطقے میں بغداد صدیوں تک دنیا کے سب سے بڑے علمی وفکری مراکز رہے ہیں، لیکن بمصداق اس کے ''ہر کمال را زوال'' ان کی رفتار ترقی سست ہونے لگی اور جب اسلامی معاشرہ زوال پذیر ہو گیا تو علمی اجارہ داری مغرب کے حصے میں آئی اور انہوں نے علم کو ترقی کے جس درجہ پر پہنچا دیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ سارا عالم ان کے احسان سے گرانبار ہے۔

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ ادھر چند سالوں سے مسلمانوں کو اپنے کھوئے ہوئے سرمایہ کی بازیافت کی فکر پیدا ہو رہی ہے احساس زیاں نے انکے دلوں میں نئی امنگیں پیدا کر دی ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ سارے عالم میں چودھویں صدی کے خاتمے پر تقریبات منانے کا منصوبہ بنایا جارہا ہے۔ انکا مقصد یہ ہے کہ اپنے شاندار ماضی کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی ہو اور حال کے کارناموں پر بھی ایک نظر ڈالی جائے۔

علی گڑھ یونیورسٹی مغربی اور مشرقی علوم کی ایک عالمی درس گاہ ہے اس کی وجہ سے اسکا ایک مخصوص کردار ہو گیا جس میں ایسی کشش ہے کہ ہند اور بیرون ہند سے مشتاقان علم کشاں کشاں اس کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں۔

ہماری یونیورسٹی مشرقی علوم خصوصاً علوم اسلامی کا بڑا مرکز رہی ہے، اسکے پیش نظر ہمارے وائس چانسلر پروفیسر محمد شفیع صاحب نے اس خیال کا اظہار کیا کہ یونیورسٹی میں بھی اسکے شایان شان چودھویں صدی کی تقریبات منائی جائیں، چنانچہ طے کیا گیا کہ چودھویں صدی کے خاتمے پر ایک عالمی مذاکرہ منعقد کیا جائے جس میں اسلام کے کارناموں کا بھرپور جائزہ لیا جائے لیکن واضح رہے کہ اسلام کے چودہ سو سالہ کارناموں کا ہمہ جہتی جائزہ ایک سیمنار کے حوزے سے باہر ہے۔ اس بناء پر طے کیا گیا کہ ہمارا اصل موضوع بحث تو چودھویں صدی ہو لیکن عمومی طور پر سارے کاموں پر اجمالی نظر ڈالی جائے اسلئے کہ ماضی کے بغیر حال کی تفہیم اور مستقبل کی منصوبہ بندی کا تصور ناقص اور ادھورا رہے گا۔

سیمنار کی مجلس مشاورت نے طے کیا ہے کہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء سے دینیات فیکلٹی کے زیر اہتمام ایک پنج روزہ سیمنار

منعقد ہو، اس میں ہند اور بیرون ہند کے مشہور عالموں، دانشوروں اور مفکروں کو شرکت کی دعوت دی جائے اور ان سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنی افکار عالیہ سے ہم کو سرفراز فرمائیں۔

اس سمینار میں شرکت کرنے والے حضرات کی میزبانی کے فرائض مسلم یونیورسٹی علی گڑھ انجام دے گی۔ کوشش اس بات کی ہوگی کہ حتی الوسع مہمانوں کی خدمت میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ ہمارے وائس چانسلر صاحب نے بھرپور مالی تعاون کی امید دلائی ہے اس بناء پر ہمیں یقین ہے کہ ہم اپنی کوشش میں پوری طرح کامیاب ہونگے۔

ہم آپ کو اس سمینار میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں اور چونکہ ہمیں یقین ہے کہ آپ کو اس موضوع سے ہم سے زیادہ قلبی جذبات ولگاؤ ہے اسلئے ہماری یہ خواہش ہے کہ اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر اپنے فکر انگیز خیالات سے مستفید فرمائیں، بیجانہ ہوگی۔ امید ہے کہ اپ ہماری دعوت قبول کریں گے اور مقالے کے موضوع سے مطلع فرمائیں گے۔ سمینار کے کارکنان کی آسانی کی غرض سے یہ درخواست ہے کہ اپنا مقالہ ۱۵ اگست تک ارسال فرمائیں تاکہ ان کو سائیکلو اسٹائل کرلیا جائے۔ اس سے مقالے سے استفادہ کا دائرہ وسیع ہو سکے گا۔ مقالات اردو، انگریزی، عربی یا فارسی میں سے کسی زبان میں پیش کئے جاسکتے ہیں۔

اقبال حسن خان کنوینر کور کمیٹی چودھویں صدی ہجری

موضوعات مذاکرہ حسب ذیل ہیں

(۱) اسلام اور علم

۱) وہ علوم جو اسلام کی دین ہیں۔

الف۔ علوم قرآن ب۔ علم حدیث و اسماء الرجال وغیرہ

ج۔ علم تجوید د۔ علم فقہ ہ۔ علم کلام

۲) وہ علوم جن کی اسلام کی شرکت سے تشکیل جدید ہوئی۔

الف۔ علم تاریخ (فن تاریخ نگاری) ب۔ علم جغرافیہ

ج۔ علم تصوف و اخلاق د۔ علم طب (مسلمانوں کی طبی خدمات، نظری وعملی)

ہ۔ فنون لطیفہ (تعمیرات اور خطاطی وغیرہ) و۔ علم فلسفہ

و۔ علم ہیئت، مابعد الطبعیات، نفسیات، عمرانیات، صحافت (اخبار و جرائد)

۳) سائنس، انجینیرنگ اور ٹیکنالوجی

الف:۔ علم کیمیا ب:۔ علم حیوانات ج:۔ علم نباتات

د۔ علم طبعیات ہ:۔ علم طبقات الارض

و۔ ہندسہ، ریاضی (جدید علم ریاضی میں مسلمانوں کی خدمات)

۴) اسلامی معاشیات

الف۔ تجارت ب۔ بینکنگ وغیرہ

(۲) مسلمانوں کی تعلیمی اور مذہبی درسگاہیں اور علمی ادارے

(۳) اسلام اور جدید تقاضے

الف۔ فقہ اسلامی کی تدوین جدید (رائج نظامہائے حکومت جمہوریت، لامذہبیت، سوشلزم وغیرہ پر اسلامی پہلو سے بحث

ج۔ اسلامی ملکوں کا شرعی نظام اور اسمیں تبدیلیاں۔

د۔ اسلامی نظام کو عملی جامہ پہنانے کا بڑھتا ہوا رجحان۔

(۴) مسلمانوں کی انقلابی، اصلاحی اور علمی تحریکیں۔

الف۔ مجدد الف ثانیؒ اور انکی تحریک

ب۔ تحریک شاہ ولی اللہ، سید احمد شہیدؒ و حاجی شریعت اللہؒ

ج۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی (سلفیہ تحریک)

د۔ غفران مآب اور ان کا خاندان مجدد مذہب جعفری

ہ۔ اخوان المسلمین و۔ تحریک خلافت

ل۔ تحریک سنوسی، مہدوی تحریک اور سوڈان ح۔ تحریک جمال الدین افغانی، محمد عبدہ

ط۔ اقبال اور الٰہیات کی تشکیل جدید ی۔ انقلاب ایران میں علماء کا حصہ

(۵) اسلام اور مغرب

الف۔ مغربی تعلیم، جدید تعلیم کا رجحان ب۔ اسلامی تہذیب کے اثرات مغربی تہذیب پر

ج۔ مستشرقین اور اسلامی افکار د۔ مغربی مفکرین اور علماء اسلام

ہ۔ سیرت نبوی ﷺ اور مستشرقین

(۶) علی گڑھ تحریک

(۷) ہندوستان میں نشوونما پانیوالی اسلامی تحریکیں۔

الف۔ جماعت اسلامی ب۔ تبلیغی جماعت ج۔ جمیۃ العلماء ہند

د۔ شیعہ کانفرنس ہ۔ جمعیت اہل حدیث

(۸) اسلام اور ہندوستان

الف۔ اسلام کا اثر ہندوستانی تہذیب پر ب۔ ہندوستانی تہذیب کا اثر اسلام پر

(۹) پندرہویں صدی ہجری کا استقبال الف۔ پندرہویں صدی ہجری کے تقاضے اور مطالبات

(۳)

۱۰/جون ۱۹۸۰ء

(دعوت کی منظوری کا انتظار)

مکرمی تسلیم۔ ہماری یونیورسٹی کی ۱۴ سو سالہ تقریبات میں شرکت کا دعوت نامہ جناب کو ارسال ہو چکا ہے لیکن اب تک آپ کی منظوری نہیں آئی ہے، براہ کرم اپنی اولین فرصت میں اپنی منظوری کی اطلاع مرحمت فرمائیں گے۔ نیز اپنے مقالے کا عنوان اور اسکا خلاصہ ڈھائی تین سو الفاظ میں ۱۰ جولائی تک عنایت کریں۔ جناب والا سے گزارش ہے کہ آپ اپنے رسالہ میں ہمارا پروگرام شائع فرما کر شکریہ کا موقع دیں، جیسا کہ آپ سے زبانی طور پر بھی عرض کیا جا چکا ہے۔ مخلص اقبال حسن خان کنوینر کورکمیٹی چودھویں صدی ہجری

سید اقبال حیدر[1] وفاقی وزیر قانون اسلام آباد

۲۶/دسمبر ۱۹۹۳ء

محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دعوت نامہ بسلسلہ شادی خانہ آبادی مولانا حامد الحق حقانی موصول ہوا، یاد آوری کا بہت بہت شکریہ۔ گونا گوں سرکاری مصروفیات کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکوں گا جس کی معذرت چاہتا ہوں۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ عزیزم کو نئی خوشیاں نصیب کرے۔ آمین۔ والسلام آپ کا دعا گو سید اقبال حیدر وفاقی وزیر اسلام آباد

☆☆☆

اقبال ریاض[2] روزنامہ مشرق پشاور

(۱)

۲۸/مارچ ۱۹۸۸ء (والدہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، سینیٹر پاکستان، السلام علیکم۔ آپکی والدہ محترمہ کی وفات کی خبر سے مجھے انتہائی دکھ ہوا ہے، مرحومہ نے دارالعلوم حقانیہ کے قیام کے ابتدائی مراحل میں جو خدمات انجام دیں ہیں، وہ ایک عظیم نیکی کی حیثیت سے یاد رکھی جائیں گی اور اس کا اجرانہیں ضرور ملے گا، وہ آپکی والدہ ہونے کے علاوہ ایک عظیم خاتون بھی تھیں، انکی وفات ایک بڑا صدمہ ہے، میں بدقسمتی سے علیل ہوں اسلئے بروقت حاضر ہونے سے قاصر رہا ہوں میری دعا ہے کہ رب العزت انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپکو آپکے بھائیوں اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب قبلہ مدظلہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے میں آپکے ساتھ اس صدمے میں شریک ہوں۔

والسلام، آپکا خادم اقبال ریاض نمائندہ خصوصی مشرق پشاور

(۲)

۲۱/جنوری ۲۰۰۲ء (اہلیہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت)

قابل احترام مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات سے مجھے انتہائی رنج ہوا ہے۔ آپ قابلِ احترام علما اور رہنماؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور میں آپ کا عقیدت مند بھی ہوں۔ لیکن گذشتہ ایک ماہ سے کھانسی بخار اور سینے کے درد کی وجہ سے اِدھر اُدھر جانے کے قابل نہیں ہوں۔ ورنہ محترمہ مرحومہ کے جنازے میں شرکت کی سعادت ضرور حاصل کرتا۔ لہٰذا میری طرف سے اپنی اہلیہ محترمہ کی وفات پر اظہار تعزیت قبول فرمائیے۔

میری دعا ہے کہ رب کریم مرحومہ محترمہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور آپ کو آپ کے صاحبزادے قومی اسمبلی کے رکن مولانا "حامد الحق حقانی" اور دیگر اہل خاندان اور عقیدت مند کو صبر جمیل بخشے آمین ثم آمین! آپ کا مخلص اقبال ریاض

---

[1] معروف ایڈووکیٹ ہیں بے نظیر بھٹو کے دور میں ہمارے سینٹ کے ساتھی اور وفاقی وزیر قانون رہے۔ اینٹی ملا، سیکولر، لبرل خیالات رکھتے ہیں۔

[2] پشاور کے مشہور بزرگ صحافی، زندگی بھر اہم اخبارات کے کالم نگار، بالخصوص پشاور کے تاریخی امور کے راوی۔

پروفیسر اقبال سلیم گاہندری[1] کراچی

(۱)

۱۷ جنوری ۱۹۷۳ء (کتاب ہندوستان میں وہابی تحریک برائے تبصرہ)

جناب محترم مولوی سمیع الحق صاحب! السلام علیکم! "ہندوستان میں وہابی تحریک "مصنفہ ڈاکٹر قیام الدین ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی برائے تبصرہ ماہنامہ "الحق "ارسال خدمت ہے۔مہربانی فرماکر قریبی اشاعت میں تبصرہ فرماکر شکریہ کا موقعہ دیں۔

مخلص اقبال سلیم گاہندری

(۲)

۱۶ دسمبر ۱۹۸۰ء (علالت کا ذکر O جوامع الکلم کا اردو ترجمہ)

حضرت محترم مولوی سمیع الحق۔مدیر الحق۔السلام علیکم۔"جوامع الکلم" فارسی کا اردو ترجمہ ملفوظات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ۲ کاپی ذریعہ رجسٹری ارسال خدمت ہے۔میں عرصہ چھ سال سے بعارضہ فالج واعصابی کمزوری میں مبتلا ہوں۔چل پھر نہیں سکتا۔میرے لئے دعا فرمائیے تبصرہ اولین فرصت میں فرمائیے گا۔ مخلص اقبال سلیم گاہندری

☆☆☆

اقبال ظفر جھگڑا[2]

۱۸ فروری ۲۰۰۶ء (سینٹ کے حوالے سے آمد)

محترم مولانا صاحب السلام علیکم! آپکی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔تاکہ سینٹ کے حوالے سے بات چیت کرلیں لیکن آپ موجود نہ تھے یا آرام فرمارہے تھے۔انشاءاللہ ٹیلی فون پر بات کرونگا اور پھر حاضر بھی ہوجاؤنگا۔ والسلام: اقبال جھگڑا سیکرٹری جنرل اے آر ڈی

☆☆☆

بیگم اقبال فیضان رکن مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ)

۱۷ مارچ ۱۹۸۵ء (الحق کے خدمات کا اعتراف)

محترم جناب سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپکا رسالہ "الحق "برابر موصول ہورہا ہے۔اس کو میں نے پڑھا اور کافی ضروری معلومات حاصل کیں۔اس رسالہ کی صورت میں آپ جو دینی واسلامی خدمت کررہے ہیں، خدا اس عبادت کو قبول کرلے اور آپکو ترقی دے۔آئندہ یہ رسالہ بذریعہ VP بھیج دیجئے۔اس طرح ہمیں بھی کچھ خدمت کرنیکا موقع مل سکے گا۔اس میں خواتین کے حقوق کے بارے میں کچھ ارشادات لکھ دیجئے گا تاکہ خواتین بھی صحیح معلومات حاصل کرسکیں۔خدا ہم سب کو دین اسلام کیلئے کچھ کرنیکی توفیق عطا کرے۔آمین۔۔۔ والسلام آپکی نیازمند بیگم اقبال فیضان محمد علی جوہر روڈ گلگشت کالونی ملتان

۱۔ کراچی کا معروف اشاعتی ادارہ نفیس اکیڈیمی کے بانی جس سے بہت ہی اہم کتابیں شائع ہوئیں۔

۲۔ سرحد کی سیاسی شخصیت پشاور کے جھگڑا خاندان سے تعلق، نواز شریف کے ساتھی اور اس کے لیگ کے سیکرٹری جنرل ہیں۔

ڈاکٹر محمد اقبال قریشی[1] ہارون آباد بہاولنگر

(۱)

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ (ملفوظات اکابر دیوبند کی اشاعت O مولانا ادریس مولانا خیر محمد کی تقریریں)

برادر محترم محب مکرم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ بفضل تعالیٰ شانہ مع الخیر ہوں گے۔ آپ کو علم ہوگا کہ مخدوم العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری مدظلہ العالی بانی و مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان شاذونادر بوجہ علالت دینی درسگاہوں میں تشریف لے جاکر چند ساعات خطاب فرماتے ہیں۔ حسن اتفاق سے مدرسہ اشرف المدارس ہارون آباد تشریف لائے تھے۔ انکی تقریر احقر نے من وعن نوٹ کرلی تھی اور پمفلٹ کی صورت میں طبع کرانے کا عزم تھا۔ لیکن بوجہ اپنے مالی حالات کے نہ کرسکا۔ اسکو صاف کرکے آپکے ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک میں شائع کرنے کیلئے ارسال کررہا ہوں۔ امید قوی ہے کہ انشاء اللہ الحق میں شریک اشاعت فرماکر ثواب دارین حاصل فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

یہ تقریر غیر مطبوعہ ہے۔ انشاء اللہ نفع عام اور فیض تام ہوگا۔ اسی طرح حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدظلہ کی تقریر غیر مطبوعہ ارشاد فرمودہ خیر المدارس ملتان "حق تعالیٰ شانہ کی محبت فرض ہے" میرے پاس موجود ہے۔ اگر ارشاد ہو تو وہ بھی صاف کرکے ارسال خدمت کردوں گا۔ سید الطائفہ حضرت حاجی صاحب امداد اللہ نور اللہ مرقدہ کے ملفوظات کی چوتھی قسط جناب منیجر صاحب الحق کو ۱۶ رجون ۶۹ کو ارسال کردی تھی۔ انشاء اللہ موصول ہوچکی ہوگی۔ دیگر کار لائقہ سے یاد فرمائیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون فرمائیں۔ اور دعا کی درخواست کہ اللہ اپنی رضا اور قرب نصیب فرمائے آمین ۔ فقط والسلام مع الاحترام آپ کا مخلص محمد اقبال قریشی عفا اللہ عنہ

(۲)

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ (وعظ تعلق مع اللہ کی اشاعت)

محب محترم برادر مکرم مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ بفضل تعالیٰ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ باعث مسرت ہے کہ آنجناب باقاعدگی سے علوم ومعارف حضرت حاجی صاحب قدس سرہ شائع فرمارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین مزید ملفوظات ارسال خدمت ہیں۔ احقر کیلئے دعا فرمائیں کہ اس سلسلہ کو مکمل کرنے کی توفیق نصیب ہو۔ احقر آجکل ایک مشکل میں مبتلا ہے۔ اس کے ازالہ کیلئے اس مبارک ماہ میں دل سے دعا فرمائیں۔

احقر نے جون ۶۹ء میں آپکو بغرض اشاعت حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری دامت برکاتہم کا ایک وعظ "تعلق مع اللہ" بانی خیر المدارس ملتان **متع الله المسلمين بطول بقاءه بالخير**۔

ارسال کیا تھا۔ ہنوز شائع نہیں اور غالباً اشاعت کا عزم نہیں۔ اس لئے گزارش ہے کہ منسلکہ جوابی لفافہ میں ارسال فرمادیں۔ نیز ماہ رجب ۸۹ھ میں ایک مضمون "لیلۃ القدر" لکھ کر الحق کیلئے ارسال کیا تھا۔ وہ بھی شائع نہیں ہوا۔ مضمون بڑی جانفشانی سے لکھا ہے۔ خدارا جوابی

---

[1] مکتوب نگار کو اکابر کے ملفوظات سے والہانہ وابستگی ہے۔ ایک زمانہ تک چن چن کر موتی آبدار الحق کیلئے اکٹھا کرکے ارسال کرتے رہے۔ ہارون آباد بہاولنگر کے "مجلس صیانۃ المسلمین" کے نام سے ادارہ بھی قائم کیا۔ مفتی محمد شفیع ؒ کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔

لفافہ میں ارسال فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ فقط والسلام خادم علمائے حقانی محمد اقبال قریشی

(۳)

(حاجی امداد اللہ مکی اور مولانا نانوتویؒ کے ملفوظات کا مولانا تھانوی کے مواعظ سے انتخاب)

۲۴ رذوالحجہ ۱۳۸۹ھ

محب محترم مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید کہ بفضل تعالیٰ شانہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ احقر آپ کے مکتوب گرامی سے بہت متاثر ہوا اور جہاں تک ملفوظات لکھ چکا تھا وہیں ختم کردئے۔ ورنہ ایک دو قسطیں مزید ہوسکتی تھیں احقر کا ملتان جاکر کتابیں لانے اور کچھ خیر المدارس میں مکمل کرنے کا خیال تھا۔ اب آپ جس قدر چاہیں اور جتنے ملفوظات چاہیں انتخاب فرما کر یا مرسلہ مکمل شائع فرماسکتے ہیں۔ ؎ سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم وبیش را

ویسے جہاں تک مجھے معلوم ہے اکثر لوگ اسکو پسند کررہے ہیں، چنانچہ الحق کے کئی خریداروں جن میں مہتمم اشرف المدارس ہارون آباد بھی شامل ہیں۔ احقر کو اس سلسلہ کی داد دی اور دعائیں کیں۔ پرسوں جمعہ مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی حاضری ہوئی تو مہتمم صاحب نے از خود الحق کے اس سلسلہ کو سراہا۔ اس بار جو تھا حسب الحکم حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے ملفوظات لکھ رہا ہوں۔ انشاء اللہ العزیز ماہ اپریل کے آواخر یا مئی کے اوائل میں مکمل کرکے ایک ہی قسط میں بھیج دوں گا۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب ہے آپ بھی دعا فرمائیں۔ فی الحال ملفوظات سیدنا حضرت حاجی صاحبؒ کے کتابی صورت میں شائع ہونے کی توقع نہیں۔ احقر ایک غریب مدرس ہے۔ اشاعت کیلئے سرمایہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے الحق میں شائع فرمادیئے ورنہ نہ معلوم کب شائع ہوتے۔ دل وجان سے آپ کیلئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ ؎ حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است وبس۔

اللہ تعالیٰ آئندہ بھی آپکو توفیق مزید عطا فرمائے آمین۔ اور الحق کو تا ابد سلامت رکھے اور ترقی دے۔ آمین ثم آمین۔ حضرت حکیم الامتؒ کی تصانیف، مواعظ حسنہ اور ملفوظات میں حضرت نانوتویؒ کے ملفوظات کم ملتے ہیں کیونکہ حضرت حکیم الامتؒ کی ابتدائی کتابوں کے پڑھنے کے دوران حضرت حجۃ الاسلامؒ کا انتقال ہوگیا۔ اس سے استفادہ کا موقع کم ملا۔ تاہم ان شاء اللہ یک صد موتی جمع کرکے ارسال کروں گا۔ تصانیف وعظ ملفوظات حضرت حکیم الامتؒ سے سب سے زیادہ مواد ملفوظات حضرت حاجی صاحبؒ اسکے بعد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ اسکے بعد حضرت گنگوہیؒ اور ان سے کم علی الترتیب حضرت حجۃ الاسلام کے ملفوظات ملتے ہیں۔ آخری قسط ملفوظات حضرت حاجی صاحبؒ ارسال خدمت ہے صرف وصیت آمیز کلمات حضرت موصوف آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ یہ ضیاء القلوب (فارسی) سے منقول ہیں حضرت حکیم الامتؒ نے تعلیم الدین میں ان کا اردو ترجمہ (خلاصہ) شائع فرمایا تھا۔ احقر نے تعلیم الدین سے ملفوظات لکھے ہیں، اور ضیاء القلوب سے مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ حسن اتفاق انہی دنوں میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات لکھنا شروع کردیئے تھے۔ اور انہیں دنوں میں ختم ہوئے آپ نے جون ۶۹ء سے شروع فرمانے تھے جون ۷۰ء تک شائع فرما کر مکمل فرمائیں۔

نوٹ:۔ اگر ربیع الاول کے شمارہ میں حضرت مولانا جالندھری مدظلہ کی تقریر تعلق مع اللہ شائع فرمادیں تو مناسب ہے۔

فقط والسلام مع الاحترام خادم علماء حقانی بندہ محمد اقبال قریشی عفا اللہ عنہ

(۴)

۱۳ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ (حکیم الامۃ کے علوم کا بحر بیکران اور ملفوظات کا انتخاب)

محب مکرم برادر محترم ومحتشم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ! سلام مسنون نیاز مقرون۔ امید کہ بفضل تعالیٰ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ الحمدللہ

سیکڑوں مواعظ حسنہ، ملفوظات وتصانیف میں سے ملفوظات منتخب کر کے ارسال کر رہا ہوں۔ تاخیر کا سبب یہ ہے کہ چونکہ ملفوظات بہت کم ملتے ہیں۔ اس سے حضرت حکیم الامتؒ کے تصانیف ومواعظ وملفوظات کے بحر بیکراں میں سے زیادہ مہیا کرنے کی کوشش کی گئی اور بہت کچھ نایاب کتب الحمدللہ موصول ہوئیں۔ اگر اشاعت کے دوران مزید کچھ ملفوظات ملے تو انشاء اللہ ارسال کر دوں گا۔ اگر بعد اشاعت مسودہ واپس فرمادیا جائے۔ اور رجسٹری کا خرچ احقر سے وصول کرلیں۔ جو احقر کے الحق کے خریداری نمبر ۲۲۹۲ سے بھی وصول فرماسکتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں بادب سلام عرض فرمائیں۔ اگر وہ اس مسودہ پر چند حروف بطور تقریظ تحریر فرمادیں تو احقر کیلئے وسیلہ نجات اور توشہ آخرت ہوں گے۔ درخواست پیش فرما کر مرضی معلوم کرلیں۔ بواپسی ڈاک اپنی خیریت اور مسودہ کی وصولی سے مطلع فرمائیں تاکہ اطمینان ہو۔ فقط والسلام مع الاحترام بندہ محمد اقبال قریشی

نوٹ:۔ دو عدد چہل حدیث ارسال ہیں ایک مسجد دارالعلوم حقانیہ اور دوسری مدرسہ میں آویزاں کروا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اگر گتہ پر لگوائیں تو زیادہ پائیدار رہے گا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

(۵)

۷ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ (الحق میں اکابر امت کے ملفوظات کی اشاعت)

برادر محترم محب مکرم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید کہ بفضل تعالیٰ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ آں محترم کا دلی ممنون ہوں کہ اس سیاسی تعصب کے گھمبیر ماحول میں نہایت فراخ دلی سے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے افادات الحق میں شائع فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو اجر جزیل اور توفیق مزید عطا فرمادیں آمین۔ حضرت گنگوہیؒ کے علوم ومعارف ماہ اکتوبر ۱۷ء کے بعد پھر شائع نہیں ہوئے۔ تنگ کرنے کیلئے نہیں بلکہ بطور یاد دہانی عرض خدمت ہے کہ اس مبارک سلسلہ کیلئے ایک دو صفحہ مختص فرما کر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں۔ احقر نے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم کی تقریر فلسفہ نماز کا خلاصہ دو مضامین جامع ومکمل عبادت (اسمیں نماز کو سارے اسلام کا خلاصہ ثابت کیا ہے) اور انسان خلاصہ کائنات ہے۔ میں قلمبند کیا ہے۔ اول الذکر مضمون کو حضرت قاری صاحب نے اتنا پسند فرمایا کہ دوبارہ دارالعلوم دیوبند میں طبع کروا کر ناکارہ کو مطلع فرمایا۔ دوسرا مضمون حضرت علامہ مولانا شمس الحق صاحب افغانی دامت برکاتہم نے لفظاً بہ لفظاً پڑھ کر نہ صرف تقریظ تحریر فرمائی بلکہ اپنے قلم سے اضافہ بھی فرمادیا۔ دونوں مضامین تقریباً دو سال قبل ماہنامہ پیام حق کراچی میں شائع ہوئے تھے اور اتنے محدود کہ مطبوعہ مضمون اب خود احقر کے پاس بھی نہیں۔ اگر آں محترم شائع فرمانا چاہیں تو بندہ مسودہ صاف کاغذ پر لکھوا کر ارسال کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بشرط صحت وفرصت، اپریل کا الحق مجھے نہیں ملا تھا میں سمجھا اپریل مئی کا شائد ایک ہی شمارہ شائع ہوگا۔ لیکن کل مئی کا شمارہ موصول ہوا۔ مہربانی فرما کر منیجر صاحب الحق کو مطلع فرمائیں کہ اپریل کا شمارہ بھیج دیں۔ تکلیف دہی پر معذرت خواہ ہوں۔ فقط والسلام مع الاکرام آپ کا مخلص: محمد اقبال قریشی

(۶)

یکم رجب ۱۳۹۲ھ (علامہ شمس الحق افغانی کا مضمون "انسان خلاصہ موجودات ہے")

برادر محترم محب مکرم مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ بفضل تعالیٰ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ آنمحترم نے احقر کا مضمون "انسان خلاصہ کائنات ہے" شائع فرمادیا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ لیکن حضرت علامہ مولانا شمس الحق صاحب مدظلہ افغانی غالباً کاتب کی غلطی سے رہ گیا۔ اب آپ اسے اس شمارے میں شائع فرمائیں اور فہرست میں اس طرح لکھیں انسان

خلاصہ موجودات ہے از حضرت افغانی دامت برکاتہم۔ دوسرا مضمون نماز پورے اسلام کی میزان الکل ہے انشاء اللہ اگست کے شمارے میں شائع فرمائیں گے۔ حضرت گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے ملفوظات کی اشاعت کا سلسلہ کب شروع فرمادیں گے مطلع فرمائیں۔ احقر کا گھر تقریباً ڈیڑھ ماہ سے بیماری کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ ایک کے بعد دوسرا بیمار ہو جاتا ہے اس لئے سخت پریشان ہوں۔ اگر آپ بھی دعا فرمائیں اور حضرت شیخ الحدیث دامت فیوضہم کی خدمت اقدس میں منجانب احقر سلام و نیاز پہنچا کر دعا کیلئے کہیں تو انتہائی ممنون رہوں گا نیز میرے گناہوں کی مغفرت کی بھی دعا فرمائیں۔ فقط والسلام مع الاحترام محمد اقبال قریشی

(۷)

۳؍ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ (صوبائی حکومت کا ایف آئی آر درج کرانا ○ اہل حق کی آزمائش)

برادر محترم محب مکرم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ بفضل تعالیٰ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ آپ حضرات کے متعلق جانباز شاعر قاسم العلوم فقیر والی سے معلوم ہوا تھا جس سے دل بہت دکھا دل و جان سے دعا کرتا رہا کہ حق سبحانہ ہر مقام و ہر جگہ پر اپنے حفظ و امان میں آپ حضرات کو رکھے۔ اب الحق ص ۱۳ پر[1] اس کے تصدیق ہوگئی گو مفصل حالات کا علم نہ ہوسکا۔ حضرات علماء اہل حق کو ہمیشہ ایسے ہی مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا ہے بقول شاعر۔

اہل حق کیلئے ہی اے ذاکر بیڑیاں طوق اور سلاسل ہیں

بلاشبہ آپ حضرات کا تعلق ان علماء کرام سے ہے جن کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے بقول شاعر۔

چھاؤں میں تلواروں کی ہم جا کے کہہ آتے تھے حق غالب آتا تھا نہ ہم پر خوف سلطانی رفیق

آپ حضرات نے ماشاء اللہ اس کا حق ادا کردیا ہے پھر خلاف توقع الحق میں اسکی تفصیل نہ آنے سے مسرت ہوئی گویا جو کچھ بیتی رضاء الٰہی کیلئے بیتی پھر اسکی داستان کیوں بقول شاعر۔

حوادث میں الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے مجھے اپنی ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

حق تعالیٰ استقامت بخشیں آمین۔ احقر نے نہایت محنت سے تعارف مرکز تبلیغ اسلام مجلس حیات المسلمین ہارون آباد، موت اور اسکی یاد ملفوظات حضرت حافظ محمد ضامن شہید افادات حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ سے لکھ کر ارسال کئے تھے۔ کافی ماہ گزر چکے ہیں اگر عزم اشاعت ہو تو مطلع فرمائیں یک گونہ تسلی رہے گی۔ ورنہ پتہ ذیل پر واپس فرمادیں ممنون احسان رہوں گا۔

فقط والسلام طالب دعا محمد اقبال قریشی

(۸)

۴؍ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ (پردہ پر اداریہ کی تحسین)

برادر محترم محب مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ بفضل تعالیٰ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ آپ نے اس ماہ پردہ پر بڑا مدلل اداریہ تحریر فرمایا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ پردہ کے موضوع پر حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ کے ارشاد کی

---

[1] دار العلوم کے فرزند روحانی بلوچستان کے مولانا شمس الدین شہید کی شہادت پر اقبال پارک نوشہرہ میں تعزیتی جلسہ ہوا جس میں تقریر پر حضرت شیخ الحدیث "اور ناچیز کے خلاف صوبائی حکومت کے کہنے پر ایف آئی آر درج کیا اور وارنٹ گرفتاری جاری کیا گیا مگر الحمد للہ کسی حکومت کو اسکی تعمیل کرانے کی جرات نہ ہوسکی۔

روشنی میں ایک مضمون (پردہ کے احکام ومسائل) مرتب کروا کر بذریعہ رجسٹرڈ بک پوسٹ نمبر ۹۹۔ ارجون ۷۶ء ارسال کردیا ہے۔انشاء اللہ مل چکا ہوگا مضمون کافی طویل ہوگیا ہے۔اگر مکمل نہ ہوسکے تو اسکا کچھ حصہ منتخب فرما کر شائع فرمادیں۔جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء احقر ناکارہ کیلئے بطور خاص دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنی رضاء وقرب نصیب فرمائیں اور شر اعداء وحاسدین سے محفوظ رکھیں آمین ثم آمین۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کی خدمت اقدس میں احقر کا سلام ونیاز پہنچادیں۔اور دعا کی درخواست۔آں محترم کو معلوم ہوکر مسرت ہوگی کہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے احقر کو اجازت بیعت فرمادی ہے۔

فقط والسلام الاحترام طالب دعائے خیر بندہ محمد اقبال قریشی غفرلہ

(۹)

(اکابرین دیوبند کے ملفوظات)

برادر مکرم ومحترم مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔سلام مسنون نیاز مقرون۔مزاج گرامی۔ملفوظات حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ کی قسط نمبر ۱۱ ارسال ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ ملفوظات کی اشاعت کے بعد حسب ارشاد انشاء اللہ حضرت گنگوہیؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب حضرت گنج مراد آبادی کے ملفوظات بغرض الحق پیش کروں گا۔اللہ سے توفیق طلب ہے آمین۔آئندہ آپ کو انشاء اللہ بشرط زندگی ملفوظات یک مشط رجسٹری کردئے جائیں گے۔اس سے آپ کو سہولت رہے گی۔امید قوی ہے کہ انشاء اللہ ملفوظات حضرت حاجی صاحب مزید دو اقساط میں مکمل ہوجائیں گے، بعدہ الحق میں اشاعت تک حضرت گنگوہیؒ انشاء اللہ مرتب کرلوں گا۔امید کہ انشاء اللہ میرے ملفوظات مرسلہ الحق میں شائع فرمائیں گے۔جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔اللہ تعالیٰ الحق کی اشاعت میں اضافہ فرمائیں اور آپ کو مزید توفیق خدمت دین بخشیں۔جس طرح آپ نے ملفوظات حضرت حاجی صاحب شروع کئے ہیں۔اسکو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فقط والسلام مع الاحترام آپ کا مخلص بندہ محمد اقبال قریشی

(۱۰)

(تعارف مجلس صیانۃ المسلمین)

برادر محترم محب مکرم مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ بفضل تعالیٰ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ چند سال قبل آں محترم نے اس ناچیز کی درخواست قبول فرماتے ہوئے ملفوظات حضرت سید الطائفہ حضرت حجۃ الاسلام اور حضرت امام ربانیؒ الحق میں شائع فرمائے تھے جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔اب احقر کی استدعا ہے کہ بقیہ اکابرین سلسلہ کے ملفوظات شائع ہوجائیں۔ چنانچہ حضرت حافظ ضامن شہید علیہ الرحمۃ کے ملفوظات ارسال خدمت کررہا ہوں۔حسب ہدایت صفحہ کی ایک جدید انداز میں سرخیاں دے کر لکھتا ہوں تا کہ نو تعلیم یافتہ حضرات بھی متوجہ ہوں۔امید قوی ہے کہ انشاء اللہ الحق میں جگہ دے کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں گے۔احقر نے "تعارف مرکز تبلیغ اسلام مجلس صیانۃ المسلمین ہارون آباد" ارسال کر کے شائع کرنے کی درخواست کی تھی۔جس میں زیادہ تر ارشادات مخدومنا حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ دامت فیوضہم کے تھے۔غالباً آپ کسی اسباب کی بناء پر شائع کرنا پسند نہیں فرماتے لہٰذا واپس ارسال فرمادیں تا کہ کسی اور جریدہ میں شائع کرانے کی سعی کروں۔نماز تہجد کا مضمون آنمحترم نے اکتوبر ۷۳ء کے شمارہ میں شائع فرمادیا۔جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا۔حسب سابق مسودہ واپس فرمادیں گے تو ممنون احسان ہوں گا۔اوائل شوال المکرم ۹۳ھ میں مضمون موت اور اسکی یاد کے عنوان سے قلمبند کر کے ارسال کردیا تھا۔خدا کرے مل چکا ہو انشاء اللہ شائع فرمانے کی توقع ہے۔بصورت ثانی

ہمارا مسودہ واپس فرما دیں۔ بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں، کہ حق سبحانہ وتعالیٰ آپ سے دین حق کی بیش از بیش خدمت لیں اور ہمیشہ بخیریت رکھیں۔ میرے مخدومی سید حضرت شیخ الحدیث والد ماجد دامت برکاتہم کو میرا اسلام ونیاز پہنچادیں اور نیک دعاؤں کی درخواست۔ آپ سے بھی بطور خاص دعا کی درخواست ہے۔ فقط والسلام مع الاحترام جواب کا منتظر۔ بندہ محمد اقبال قریشی غفرلہ[1]

ہارون آباد شہر ضلع بہاولنگر (پنجاب)

---

[1] (الحق میں اقبال قریشی کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ حاجی امداداللہ کے علوم ومعارف بروایت مولانا اشرف علی تھانویؒ جلد ۵ شمارہ ۵	۲۔ حاجی امداداللہ کے علوم ومعارف بروایت مولانا اشرف علی تھانویؒ جلد ۵ شمارہ ۲
۳۔ حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ارشادات کی روشنی میں (۳ اقساط) جلد ۴ شمارہ ۹، ۱۰، ۱۱	۴۔ حاجی امداداللہ کے علوم ومعارف بروایت مولانا اشرف علی تھانویؒ جلد ۴ شمارہ ۱۲
۵۔ حافظ محمد ضامن شہیدؒ جلد ۹ شمارہ ۱۲	۶۔ شانِ خلفاء راشدین (افادات قاری محمد طیبؒ) جلد ۱۳ شمارہ ۸
۷۔ شاہ فضل الرحمان گنج مرادآبادیؒ (۲ اقساط) جلد ۱۰ شمارہ ۹، ۱۱	۸۔ علوم ومعارف رشید احمد گنگوہیؒ بروایت مولانا تھانویؒ (۴ اقساط) جلد ۶ شمارہ ۶، ۷، ۹۔ جلد ۷ شمارہ ۱
علوم ومعارف مولانا محمد قاسم نانوتویؒ براویت مولانا تھانویؒ (۳ اقساط) جلد ۶ شمارہ ۱، ۳، ۵	۹۔ مجالس مولانا اشرف علی تھانویؒ میں شیخ الہند محمود الحسن کا تذکرہ جلد ۱۰ شمارہ ۳
۱۰۔ معارف اشرفیہ (اشرف علی تھانویؒ) بروایت شاہ عبدالغنی پھولپوری جلد ۱۶ شمارہ	۱۱۔ ملفوظات حاجی امداداللہ بروایت مولانا اشرف علی تھانویؒ جلد ۵ شمارہ ۴
۱۲۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علوم ومعارف بروایت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۲ اقساط) جلد ۵ شمارہ ۱۱، ۱۲	

☆☆☆

محمد اقبال کاشغری

(قادیانیت، علامہ اقبالؒ اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ ○ کشمیر کمیٹی کو انگریز نے اپنے آزمودہ کار باپ دادا کے بیٹے مرزا محمود کے ذریعہ ہائی جیک کرایا ○ علامہ انور شاہ کی کوششوں سے علامہ اقبال جال سے نکل گیا)

ستمبر ۱۹۸۲ء

آپکا اداریہ ماشاء اللہ انتہائی بلیغ، وقیع اور موثر ہے۔ مرزائیت کا خوب خوب نوٹس لیا گیا ہے ماشاء اللہ خدا کرے زور قلم اور زیادہ جناب علامہ اقبال نے تحریک کشمیر کے آغاز ہی میں (جب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اور مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ سابق صدر مجلس احرار اسلام ہند کے ایماء پر حضرت العلام السید انور شاہ صاحب کشمیری نے انہیں حقائق سے سرفراز فرمایا تھا۔ رد قادیانیت کا مقدس مشن شروع کر دیا تھا اور اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ بات واشگاف طور پر ظاہر وباہر ہو جائے گی کہ حضرت علامہ اقبالؒ کے جتنے بھی اسلامی مقالات ہیں ان میں کثرت ان مقالات کی ہے جو انہوں نے حضرت ختمیت پناہی ﷺ کی حیثیت شرعیہ اور انکی خاتمیت پر قلمبند فرمائے ہیں اور یہ سب فیضان حضرت انور شاہ کشمیریؒ کا ہے جو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اور حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ

اوران کے ساتھیوں کے توسط سے جناب علامہ پر ہوا۔ میں اسکی تفصیل بیان کر دینا چاہتا ہوں تا کہ ہماری نئی پود گذشتہ حقائق یعنی تاریخ اسلامیہ کے ایک سنہری باب کے اس بنیادی حصہ سے بخوبی آگاہ ہو سکے۔

کشمیر کمیٹی کا فریضہ: غالباً ۲۹۔۱۹۲۸ء میں مظلوم مسلمانانِ کشمیر کی داد و دہش اور حق رسی کے پیش نظر ایک کمیٹی تشکیل کی گئی تھی جسکا نام کشمیر کمیٹی رکھا گیا تھا۔ اس کمیٹی کا اولین مقصد کشمیر کے راجہ ہری سنگھ کی مسلمانانِ کشمیر کے خلاف سرگرمیوں کا محاسبہ کرنا اور ہر قیمت پر اس ظلم و تشدد کا خاتمہ کرنا تھا جس نے ریاست مذکورہ کے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر رکھا تھا۔ علامہ اقبالؒ کے علاوہ دیگر کئی قومی زعماء اس میں شریک تھے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے اپنی دیرینہ چوہا چال کے تحت مرزا محمود کو جسکا دادا مرزا غلام مرتضیٰ ساکن قادیان مغلاں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کو اس وقت کے جید علمائے حق اور مجاہدین آزادی کے خلاف اپنی جاسوسی اور مخبری کی خدمات رذیلہ پیش کر چکا تھا اور کہ جس کا باپ غلام احمد قادیانی انگریزوں کے تیار کردہ منصوبہ کے تحت مسلمانانِ عالم کی وحدت ملی کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ادعائے نبوت کر کے بزعم خود نسلِ افرنگ پر ایک ایسا احسانِ عظیم کر گیا ہے جسے اسکی نسل خداوندان فرنگ کی اطاعت دوامیہ کے لئے ہمیشہ ہمیشہ جاری و ساری رکھنے کا ابلیسی عہد کئے ہوئے ہے۔ اپنا مہر شدہ اور سکہ بند مہرہ ہونیکی حیثیت سے اس کمیٹی میں داخل کر دیا جو پھر اپنی ریشہ دوانیوں سے صدارت کے عہدہ تک جا پہنچا۔ ان حقائق کے پیشِ نظر بھلا انگریز بہادر کو اپنے آزمودہ کار باپ دادا کے بیٹے اور پوتے سے جس کی مزید ٹریننگ بھی برٹش سرکار کے ملجا و ماویٰ کرتے رہتے ہوں۔ بڑھ کر کوئی اور کیا کام دے سکتا تھا جس شخص کے وجود کا تصور ہی، ابلیسیت، ارتداد، کفر اور اسلام دشمنی بلکہ بغاوت بالنبوۃ سے عبارت ہو دی تو تلبیسی چالوں سے کما حقہ، عہدہ برآء ہو سکتا ہے۔ کسی اور کی کیا مجال۔

غضب خدا کا کہ علامہ اقبالؒ جیسا شخص بھی اس کے ابلیسی تقدس کا شکار ہوئے بغیر نہ رہ سکا[1]۔ اس بات کا علم جب زعمائے احرار حضرت السید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا مظہر علی اظہر اور الشیخ حسام الدینؒ کو ہوا تو وہ ششدر ہو کر رہ گئے۔ تحریک کشمیر اسوقت اپنے پر تول رہی تھی۔ یہ حضرات اسوقت اپنا دن اور رات ایک کئے ہوئے تھے۔ تاہم ان حضرات گرامی نے اس المیہ کی اطلاع فوراً حضرت السید انور شاہ کشمیریؒ کو دی کیونکہ حضرت انور شاہ صاحب کشمیری تھے۔ اور زعیم و عظیم ملت بھی اس لئے وہ تحریک کشمیر اور علامہ اقبال دونوں سے خاطر خواہ طور پر متعلق تھے۔ علامہ انور شاہ صاحبؒ کو جب یہ خبر پہنچی تو انہیں سخت صدمہ ہوا۔ اولین فرصت میں علامہ اقبالؒ سے روبرو گفتگو فرمائی۔ اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کا سراپا ہی بدل گیا فوراً اپنے خیالات سے رجوع فرمایا اور پھر ہمیشہ کیلئے افرنگیت و مرزائیت کے مقابلہ میں بہر لحاظ سینہ سپر ہو گئے۔ انہی تاثرات کا نتیجہ تھا کہ علامہ اقبالؒ نے پنڈت جواہر لعل نہرو کے جواب میں اپنے انٹی مرزائیت خیالات کا پوری تفصیل سے جائزہ لیا تھا۔ علاوہ ازیں ان کے کلام میں بھی ان قلندرانہ ضربوں کی کمی نہیں۔ جو انہوں نے اپنے مخصوص لب و لہجہ میں مرزائیت کے وجود مردود پر تکرار رسید کی ہیں۔

(اقبال کی بغاوت کے حد تک قادیانیت سے برائت و بیزاری)

[1] مگر بحمد اللہ کہ علامہ اقبالؒ پر جلد ہی حقیقت ظاہر ہو گئی اور یہ تعلق بیزاری سے بالآخر نفرت اور بغاوت سے بدل گیا۔ خود تحریر فرماتے ہیں: ''مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی امید تھی۔۔۔۔ معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی۔ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت۔ بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقض ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول 'ایمرسن'' صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے (حرف اقبال ۱۳۱، ۱۳۲) (س)

کشمیر کی سب سے پہلی تحریک کے بانی زعماء احرار تھے: یہ ہیں وہ صحیح حقائق جنکی بنا پر پھر کشمیر کمیٹی کی زمام کار حضرت السید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا مظہر علی اظہر چوہدری افضل حقؒ، الشیخ حسام الدینؒ اور ماسٹر تاج الدین انصاریؒ نیز علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے ہاتھوں میں آ گئی جس سے کشمیر چلو کی صداؤں سے ہندوستان گونج اٹھا۔ مولانا مظہر علی اظہر نے جو کہ انگریز سامراج کے خلاف ایک کوہ آتش فشاں کی حیثیت رکھتے تھے۔ قافلہ سالار اول کی صورت میں کشمیر کی سرزمین پر جب قدم رکھا تو ہری سنگھ مہاراجہ کشمیر بوکھلا کے رہ گیا۔ انگریز بہادر کے دروازے پر گڑگڑایا، انگریز بہادر نے بیچ بچاؤ کا رول ادا کیا۔

مجلس احرار اسلام ہند کی طرف سے ابوحنیفہ وقت حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ صدر جمیعت العلمائے ہند اور سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ دہلوی ناظم جمعیۃ العلمائے ہند اور انگریز بہادر کیطرف سے ہری کشن کول وزیر اعظم ریاست جموں وکشمیر اور مہاراجہ ہری سنگھ والئے کشمیر کی صورت میں ایک مصالحتی کمیٹی تشکیل ہوئی، سہرا احرار زعماء کے سر رہا۔ اور مسلمانان کشمیر سرفرازی کے ساتھ من حیث القوم تسلیم ہوئے۔

یہ تھی سب سے پہلی تحریک جو ریاست جموں وکشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی طرف سے چلائی گئی اور جس کے محرکین اور بانی حضرات زعمائے مجلس احرار تھے۔ مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج جب یوم شہدائے کشمیر منایا جاتا ہے تو ان مرحومین کو بالکل نظر انداز ہی کر دیا جاتا ہے جو اس کے اصل کرتا دھرتا تھے۔ والسلام محمد اقبال کاشغری

☆☆☆

نواب محمد اکبر خان بگٹیؒ[1]

اگست ۱۹۹۶ء (بے نظیر زرداری سے نجات کی تحریک O کوئٹہ کے جلسۂ عام میں شرکت کی دعوت)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم! ملک کی موجودہ صورتحال آپکی نظر میں ہے ملک کے اندر کرپشن عام ہے امن وامان کی سنگین صورتحال اور معاشی ابتری انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ سیاسی انتقامی کارروائیاں اپنے عروج پر ہیں۔ حکومت کے آمرانہ اقدامات کے باعث عوام کے اندر شدید نفرت پیدا ہو چکی ہے، ان حالات میں پوری قوم کی خواہش ومطالبہ ہے کہ موجودہ ظالم حکومت سے جلد از جلد ملک کو چھٹکارا دلایا جائے۔ عوام کی اس خواہش کی تکمیل اور بے نظیر زرداری سے نجات کی تحریک کو تقویت پہنچانے کیلئے جمہوری وطن پارٹی نے بلوچستان کے دارالخلافہ کوئٹہ میں ۱۹ اگست ۱۹۹۶ء کو سہ پہر ۴ بجے ایک جلسہ عام کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ سے اس جلسۂ عام میں شرکت اور خطاب کی درخواست ہے تاکہ عوامی جدوجہد کو مزید تیز تر کرنے میں مدد دی جا سکے۔ ہم آپ کی جانب سے عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی اور حکومت سے نجات کی تحریک میں آپ کے خیالات سننے کے منتظر رہیں گے۔

والسلام: آپ کا مخلص نواب محمد اکبر خان بگٹی 0831.20.2013

خدائے نور خان (مرکزی سیکرٹری جنرل) فون رابطہ: 081/ 835559, 838767

---

[1] بلوچستان کے مشہور لیڈر بگٹی قبیلہ کے سردار جو بالآخر جنرل پرویز مشرف کے ہوس اقتدار کے بھینٹ چڑھ کر ہلاک ہو گئے۔

محمد اکبر شاہ بخاری[1] جام پور

(۱)

(ہر ہر فتنہ کے تعاقب پر خراج تحسین)

۱۶ جون ۱۹۷۷ء

محترم المقام فخر اسلاف جناب مولانا صاحب دامت برکاتہم، مدیر الحق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہونگے۔ سب سے پہلے میں اپنی اور اپنے احباب کی طرف سے جناب والا کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں کہ آپ اور آپ کے عظیم والد محترم حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہم اپنے اسلاف کی روایات کو زندہ کئے ہوئے ہیں اور ہر ہر فتنہ کے تعاقب میں سینہ سپر رہتے ہیں اور ہمیشہ آپ حضرات کو کلمۂ حق کہتے ہوئے دیکھا ہے ہم تہہ دل سے آپکی جوانمردی، ہمت، حق گوئی اور خلوص ووفا کو سلام کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپکو ہمیشہ کلمہ حق کہنے کی توفیق دے۔ آمین، عرض یہ ہے کہ آپکی خدمت میں یہ ایک مختصر سا مضمون حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے متعلق ارسال کر رہا ہوں جبکہ اس سے قبل بھی مولانا اطہر علی وغیرہ کا مضمون آپ کے پاس ہے مہربانی فرما کر ان مضامین کو جلدی سے جلدی ماہنامہ الحق میں شائع فرما کر احسان عظیم فرمائیں۔ امید ہے آپ ضرور اس مضمون کو آئندہ شمارے میں طبع فرمائینگے۔ فقط حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام نیاز عرض کریں۔

والسلام: محمد اکبر شاہ بخاری عفی عنہ

(۲)

(مولانا ظفر احمد عثمانی سے متعلق مضمون)

۲۲ جولائی ۱۹۷۷ء

محترم المقام جناب مولانا صاحب زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، جناب والا کا گرامی نامہ ملا! شکریہ، عالی جاہ، آپ نے لکھا ہے کہ ''مولانا ظفر احمد عثمانیؒ'' والے مضمون کے شائع ہونے میں دو ماہ لگیں گے۔ یعنی دو ماہ انتظار کرنا پڑیگا۔ حضور والا! ہمیں منظور ہے مگر یہ مہربانی ہو کہ اس سے زیادہ تاخیر نہ ہو، میں آپ کے خلوص کی دل سے قدر کرتا ہوں اور ماہنامہ الحق کو اپنا رسالہ سمجھتا ہوں، یہ ایک اہم مضمون ہے مہربانی فرما کر اسے الحق میں ضرور طبع فرمادیں چاہے، دو ماہ ہی بعد شائع ہو۔ بندہ کچھ عرصہ سے علیل ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی خدمت میں دعا کیلئے درخواست ہے اور سلام نیاز عرض کریں۔ جمعیت کے کاموں میں برابر لگا رہتا ہوں۔ دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ علماء حق کی حمایت ونصرت فرمائے۔ آخر میں پھر گزارش ہے کہ یہ مضمون ''مولانا ظفر احمد عثمانیؒ'' آپ ہی نے شائع کرنا ہے بندہ دو ماہ انتظار کریگا۔ اب آپکی مرضی ہے جتنی تاخیر کریں بہر حال طبع ضرور کرنا ہے اور آپ حضرات نے الحق میں کرنا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ جناب والا اپنے وعدے کے مطابق دو ماہ کی تاخیر کے بعد انشاء اللہ اس مضمون کو ضرور طبع فرمادیں گے۔ یہ بندہ پر احسان عظیم ہوگا۔ حضرت مدیر صاحب مدظلہ کی خدمت میں بھی سلام عرض کریں۔

آپکا خادم محمد اکبر شاہ بخاری عفی عنہ، جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان خریداری الحق نمبر ۴۵۰۴

---

[1] اکابر سے تعلق ہے ابتداء ہی سے اکابر دیوبند کے بارہ میں چھوٹے بڑے مضامین الحق میں لکھتے رہے، اب تو ماشاء اللہ صاحب التصانیف ہیں۔ (س)

(۳)

۱۶ جنوری ۱۹۷۸ء (مولانا عبداللہ بہلوی کی وفات)

محترم المقام برادر مکرم جناب مولانا صاحب دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہونگے، گزارش یہ ہے کہ ہم تو اب بے سہارا ہوتے جارہے ہیں، سب اکابر جارہے ہیں بے چینی کا دور ہے، ابھی حضرت بنوریؒ کی جدائی کا زخم تازہ تھا کہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب بہلویؒ بھی رحلت فرماگئے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، عین موقع پر حضرت کے متعلق بالکل مختصر سا مضمون آپکی خدمت میں حاضر ہے مہربانی فرما کر اسے آئندہ شمارے میں شائع فرما کر بندہ پر اور تمام متوسلین پر احسان عظیم فرمائیں کیونکہ یہ اللہ والے بزرگ ایک گوشہ نشین بزرگ تھے، احباب کی خواہش پر یہ مختصر مضمون ترتیب دیا ہے امید ہے آپ اسے ضرور طبع فرمائیں گے۔ بندہ ناکارہ کی طرف سے حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب مدظلہم العالی کی خدمت اقدس میں سلام نیاز عرض کریں اور بندہ کیلئے دعا کی درخواست بھی پیش کریں۔ باقی تمام ارکان دارالعلوم کی خدمت میں بھی سلام عرض کریں۔

فقط مخلص خادم احقر محمد اکبر شاہ بخاری عفی عنہ، بخاری جنرل سٹور صدر بازار جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان

☆☆☆

قاضی اکرام الدین۔ سرائے نورنگ بنوں

۱۱۳ ستمبر ۱۹۸۸ء (شیخؒ کو خراج عقیدت)

بخدمت جناب والاشان حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ دام اقبالہ! السلام علیکم کہ بعد عرض ہے کہ یہاں پر خیریت ہے اور آپ صاحبان کی خیریت از درگاہ الٰہی سے مدام الوقت نیک مسؤل ہوں۔ صورت احوال یہ ہے کہ جناب والاشان شیخ الحدیث جناب حضرت مولانا عبد الحق صاحب کے فوت ہونے کی خبر سن کر سخت صدمہ ہوا۔ لیکن انسان قدرت یعنی اللہ تعالیٰ کے کاموں میں کچھ نہیں کر سکتا۔ جناب فرنٹیئر میں ستون دین اسلام تھا۔ کیونکہ جناب نے ساری عمر یہ ذکر یاد الٰہی میں گزار دی ہے۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ کی امر میں بندہ کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب مولانا عبدالحق صاحب مرحوم کی مغفرت نصیب فرمادے۔ اور باقی جناب کے پسماندہ بزرگان کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ اور جناب مرحوم کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس عطا فرمادے۔ آمین ثم آمین۔ فقط والسلام۔ باقی ہماری طرف جملہ قاضیان کی طرف سے جناب سمیع الحق صاحب کو جناب مولانا مرحوم کی فاتحہ خوانی قبول ہو۔ بندہ تابعدار ہے۔ کار لائقہ سے مطلع فرمادے۔ از طرف قاضی اکرام الدین بقلم خود صاحبزادہ خوست سرائے نورنگ

از طرف قاضی اکرام الدین بقلم خود

اکرام القادری[1] خانیوال ضلع ملتان

(مکاتیب مفتی محمود کی تدوین)

۲۳ مئی ۱۹۸۱ء

محترم و مکرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام و احترام مزاج اقدس! ''الحق'' خانیوال کے پتہ پر موصول ہوگیا ہے جس کیلئے شکرگزار ہوں۔ ''مکاتیب محمود'' کے نام سے حضرت مفتی صاحب کے خطوط جمع کرنے کا ارادہ ہے، آپ کے ارسال کردہ خطوط میرے پاس محفوظ ہیں۔ اسکے علاوہ حضرت مفتی صاحب کے جو بھی خطوط آپ کے یا حضرت شیخ الحدیث کے پاس ہوں وہ ازراہ کرم ارسال فرمادیں۔ آپکے علم میں کسی اور کے پاس بھی مفتی صاحب کے خط ہوں تو اسے بھی بھیج دیں اصل ہوں یا فوٹو سٹیٹ۔ اگر احباب اور اکابر نے تعاون کیا تو ایک خوبصورت کتاب بن جائے گی۔ انشاء اللہ

حضرت شیخ کی خدمت میں سلام نیاز اور دعاء کی درخواست اس سلسلے میں اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازیں۔

آپکا اکرام القادری عادل پبلی کیشنز خانیوال

☆☆☆

اکرم خان درانی[2] وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد

(پولیو خاتمہ مہم میں شرکت کی خواہش)

۱۱ اگست ۲۰۰۴ء

محترم سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عالمی سطح پر پولیو کا خاتمہ جملہ اقوام عالم کے لئے ایک چیلنج کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ پولیو خاتمہ مہم عالمی مجلس صحت نے ۱۹۸۸ء میں شروع کیا تھا۔ ابتدائی طور پر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ۲۰۰۰ء تک دنیا کو پولیو سے پاک کیا جائیگا۔ مگر مطلوبہ ہدف حاصل نہیں کیا جاسکا کیونکہ سات ممالک بشمول پاکستان پولیو وائرس کے زد میں رہے۔ تاہم عالمی سطح پر سال ۲۰۰۳ء میں پولیو کیسز تین لاکھ پچاس ہزار (-/۳۵۰۰۰۰) سالانہ سے کم ہوکر ایک ہزار (-/۱۰۰۰) سے کم تک آپہنچے ہیں۔ ان میں سے تین چوتھائی تین ممالک: نائجیریا، ہندوستان اور پاکستان میں واقع ہوئے ہیں۔ پاکستان میں ۱۹۹۴ء میں پہلی قومی پولیو خاتمہ مہم شروع کی گئی اور یہ اندازہ لگایا گیا کہ اس مہم سے پہلے پندرہ سے لیکر بیس ہزار (۱۵،۰۰۰۔۲۰،۰۰۰) تک بچے سالانہ اس بیماری کی وجہ سے متاثر ہوتے تھے۔ سال ۲۰۰۲ء میں پورے ملک میں یہ تعداد کم ہو کر نوے (۹۰) تک آپہنچی ہے مگر سال ۲۰۰۳ء میں مرکزی پنجاب میں یہ تعداد بڑھ گئی تھی۔ سال ۲۰۰۴ء میں صوبہ سندھ اور سرحد سب سے زیادہ پولیو سے متاثرہ صوبے گردانے گئے ہیں۔ پندرہ جنوری ۲۰۰۴ء کو باقی ماندہ پولیو سے متاثرہ ممالک کے وزارت صحت کے نمائندے عالمی ادارہ صحت کے صدر مقام جنیوا میں اکٹھے ہوئے اور ایک اعلامیہ پر دستخط کئے جس میں یہ قرار پایا کہ سال ۲۰۰۴ء کے اختتام تک پولیو کا مکمل خاتمہ کیا جائیگا۔ پاکستان نے بھی اجلاس میں شرکت کی اور مذکورہ اعلامیہ پر دستخط کئے۔ میں آپ کو اب تک پولیو خاتمہ مہم میں بھرپور شرکت پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ تاہم اس ضمن میں مزید پیش رفت کی ضرورت ہے تاکہ سال کے اختتام پر صوبہ کو پولیو سے پاک کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی قائدانہ صلاحیتیں پولیو خاتمہ مہم کے اگلے مرحلے (۲۶،۲۵،۲۴ اگست ۲۰۰۴ء) کو کامیابی کے ساتھ ہمکنار کریگی۔ نیک خواہشات کے ساتھ اکرم خان درانی

---

[1] جمعیۃ کے رکن ارگن ترجمان اسلام وغیرہ کے ایڈیٹر بھی رہے [2] ایم ایم اے کے صوبائی حکومت کیلئے نامزد وزیر اعلیٰ سرحد

حافظ محمد اکرم کاشمیری۔مدیر ماہنامہ الحسن جامعہ اشرفیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (ماہنامہ الحسن کا مولانا نفیس الحسینی شاہؒ پر خصوصی شمارہ)

گرامی مرتبت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔زیدت مکارمکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ماہنامہ الحسن اس کے منتظم اور پبلشر حضرت مولانا فضل الرحیم مدظلہ نائب مہتمم کی نگرانی اور سربراہی میں حضرت مولانا سید نفیس الحسینی قدس سرہٗ کی حیات،خدمات اور افکار پر مبنی ایک خصوصی اشاعت ''نمبر'' کا اہتمام کررہا ہے۔آپکی خدمت میں اس اشاعت کے لیے قلمی اور معلوماتی تعاون کی درخواست ہے۔ اگر آنمحترم کے پاس شاہ صاحب قدس سرہٗ کی کوئی تحریر(مطبوعہ یا غیر مطبوعہ) قابل اشاعت موجود ہوتو اسکی اصل یا عکسی کاپی بھی ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔اسکے ساتھ ساتھ اگر آپکے کے علم میں کوئی ایسا مطبوعہ مواد ہو جو مختلف رسائل یا اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اس سے بھی مطلع فرما کر مزید احسان فرمائیں۔ شکریہ

نوٹ۔ جملہ مواد اس پتے پر ارسال فرمائیں۔منیجر ماہنامہ الحسن جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور۔

فقط والسلام خادم محمد اکرم کاشمیری مدیر اعلیٰ ماہنامہ الحسن جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور

تائیدی وتصویبی دستخط حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور صدر۔رابطہ اسلامی پاکستان

☆☆☆

اکرم واسطی۔لاہور

اپریل ۱۹۹۰ء (وسطِ ایشیا کے مسلمان ریاستوں کی آزادی کی تحریک)

محترمی سلام مسنون! میں آپ کی توجہ مسلمانوں کے ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔آج ساری دنیا میں عموماً اور مشرق یورپ میں خصوصاً تیزی سے تبدیلیاں آرہی ہیں۔پولینڈ میں ایک Non Communist حکومت قائم ہو چکی ہے ہنگری میں Multi Party سسٹم نے کام شروع کردیا ہے۔اسی طرح چیکوسلاویکیہ،بلغاریہ اور دوسری ریاستیں بھی کیمونزم کے ظالمانہ نظام کو چھوڑنے کے لئے پرتول رہی ہیں لیکن کوئی آدمی بھی وسط ایشیا کی مسلمان ریاستوں کی آزادی کے لئے نہیں سوچ رہا۔عیسائی ہوتے ہوئے بُش۔تھیچر وغیرہ کی دلچسپی صرف مشرقی یورپ کو روس کے دائرہ اثر سے نکالنے میں ہے انکو وسطِ ایشیا کی آزادی سے کوئی ہمدردی نہیں۔ حقیقت میں یہ مسلمانوں کا کام ہے لیکن کسی طرف سے بھی کوئی آواز اس پر اٹھ نہیں رہی۔

وسط ایشیا کی خودمختار مسلمان ریاستوں کو زاروں کی حکومت نے ۱۹ویں صدی میں فتح کرنا شروع کیا تھا حالانکہ یہ کمزور ریاستیں کسی طرح بھی روس کے لئے خطرے کا باعث نہ تھیں۔اس کی وجہ روسی جارحیت اور توسیع پسندی تھی۔۱۹۱۷ء کے اشتراکی انقلاب کے بعد بھی یہ پالیسی جاری رکھی گئی اور ۱۹۲۰ء اور ۱۹۴۰ء کے درمیان باقی ریاستوں پر بھی بزور قبضہ کرلیا گیا۔اور روس میں مدغم Annex کرلیا گیا۔ماضی قریب میں روس مغربی طاقتوں کو زچ کرنے کے لئے Colonialism اور Imperialism پر دن رات بولتا رہتا تھا۔لیکن اب خود دنیا کی سب سے بڑی Empire بنا کر بیٹھا ہوا ہے اور یہ ۲۰ صدی کے اخیر میں انسانیت کی توہین ہے۔اگرچہ روسی آئین میں Republic کو یونین سے علیحدگی کی اجازت ہے۔لیکن اس پر عمل کی اجازت نہیں جس نے ماضی میں ایسی کوشش کی۔وہ پھر کبھی نظر نہیں آیا۔

(جناب اکرم واسطی لاہور)

الطاف حسین[1] کراچی قائد ایم کیوایم

(۱)

لندن ۱۲۷ جون ۱۹۹۵ء (رئیس فاطمہ کے اغواء کا واقعہ O پیپلز پارٹی کے مسلح غنڈوں کی درندگی)

جناب مولانا سمیع الحق السلام علیکم۔آپ تمام حضرات نہ صرف پاکستان کی جانی پہچانی شخصیات ہیں بلکہ اپنی اپنی سیاسی و مذہبی جماعتوں کے سربراہ کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔زیر نظر خط کے ذریعہ میں قوم کی ۲۶ سالہ بیٹی رئیس فاطمہ کے ساتھ پیش آنے والا افسوس ناک واقعہ آپ تمام قومی راہنماؤں کے علم میں لانا چاہتا ہوں تا کہ آپ قوم کی اس بیٹی کی جان اور اس کی عزت بچانے کے لئے آواز احتجاج بلند کریں اور اسے حکومت کی قید سے بازیاب کرا سکیں۔اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ آنسہ رئیس فاطمہ ۴ جون ۱۹۹۵ء کی شام لاہور جانے کے لئے کراچی کینٹ سے تیز گام میں سوار ہوئیں۔ان کے ہمراہ حق پرست رکن سندھ اسمبلی قمر منصور بھی تھے۔رئیس فاطمہ کے بزرگ والد عابد حسین صدیقی نے اپنی بیٹی کو تیز گام میں سوار کیا۔الوداع کہا اور تیز گام کراچی کینٹ سے لاہور کی جانب روانہ ہو گئی۔۶ جون ۱۹۹۵ء کو رئیس فاطمہ کا لاہور میں امریکی قونصلیٹ آفس میں امریکہ کے ویزے کے حصول کیلئے انٹرویو تھا آپ تمام شخصیات چاہیں تو لاہور میں واقع امریکی قونصلیٹ آفس میں رابطہ کر کے اس بات کی تصدیق کر سکتی ہیں کہ آنسہ رئیس فاطمہ کا نام اس روز انٹرویوز دینے والوں کی فہرست میں شامل تھا۔بہر حال ۴ جون ۱۹۹۵ء کو کراچی سے روانہ ہونے والی تیز گام تو لاہور پہنچ گئی لیکن رئیس فاطمہ اور قمر منصور نہ پہنچ سکے۔حکومت کی ایجنسیوں نے رئیس فاطمہ اور قمر منصور کو راستے میں ہی اغواء کر کے قید کر لیا۔رئیس فاطمہ کے حکومت کے ہاتھوں اغواء اور ان کی فوری بازیابی کے لئے میں نے صدر مملکت کو SOS خطوط لکھے مگر افسوس کہ وہ قوم کی بیٹی کو بازیاب کرانے کے لئے اب تک کچھ نہ کر سکے۔

مقتدر قومی رہنماؤں! آپ نے کبھی سنا یا دیکھا کہ کسی بھی دور میں قوم کی ایک بیٹی کو کسی حکومت نے اغواء اور گرفتار کر کے بار بار کی اپیلوں اور مطالبات کے باوجود قید رکھا ہو۔اس کی گرفتاری کے بارے میں کوئی وجہ نہ بتائی ہو۔اس کے والدین یا دیگر اہل خانہ کو اپنی گرفتار بیٹی یا بہن سے ملاقات کی اجازت دینا تو کجا اہل خانہ کو یہ تک نہ بتایا گیا ہو کہ حکومت کے ہاتھوں اغواء یا گرفتار کی جانے والی بیٹی کو کہاں قید رکھا گیا ہے۔مقتدر قومی رہنماؤں! آج حکومت کے ہاتھوں رئیس فاطمہ کے اغواء کو ۲۴ دن گذر چکے ہیں۔اس کے بوڑھے والد شدت غم سے نڈھال ہیں۔ضعیف والدہ جو شدید علیل اور دل کی مریضہ بھی ہیں،ان کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔وہ صدمے سے نڈھال ہو کر مسلسل سکتے کے عالم میں ہیں۔کیا آپ رئیس فاطمہ کے گھر جا کر ان کے بوڑھے والدین اور اہل خانہ کی حالت دیکھنے کی زحمت کریں گے؟

مقتدر قومی راہنماؤں! آپ بھی بیٹیوں والے ہیں،آپ بھی بہنوں والے ہیں۔ذرا سوچئے تو سہی کہ موجودہ حکومت قوم کی بیٹیوں کیساتھ کیا سلوک کر رہی ہے؟حکومت مہاجر دشمنی میں اس قدر پاگل ہو چکی ہے کہ ایک جانب تو پوری مہاجر قوم کے خلاف ریاستی ظلم و بربریت کا سلسلہ روز بروز تیز سے تیز تر کر رہی ہے۔اور دوسری جانب حکومت نے مہاجر قوم کی بیٹیوں اور ان کی عزتوں سے کھیلنے کا شرمناک اور ظالمانہ سلسلہ بھی شروع کر دیا ہے۔رئیس فاطمہ کی بازیابی کے لئے سندھ ہائیکورٹ اور لاہور ہائیکورٹ میں درخواستیں داخل کی جا چکی ہیں لیکن آپ حضرات اس بات پر توجہ دیں کہ عدالتیں تک رئیس فاطمہ کو بازیاب نہ کرا سکیں اور تاریخ پر تاریخ دیئے جا رہی ہیں۔عدالتوں کی

---

[1] مہاجر قومی مومنٹ (ایم کیو ایم) کراچی کے بانی۔لسانی بنیادوں پر کراچی اور سندھ میں تحریک نے زور پکڑا،دینی اور مذہبی قوتوں سے محاذ آرائی اور دینی اقدار کی مخالفت سے کچھ طبقوں کو خوش کرتے رہے۔کراچی میں میری ملاقاتیں رہیں ایک آدھ دن اور رات انکے مرکز پر رہا۔پیش آمدہ حالات پر ہر پہلو سے گفتگو رہی لسانی بنیادوں پر بڑھتی آگ کو بجھانے کیلئے تیار ہو گئے ملاقات کے اچھے اثرات نکلے نتیجۃً اس وقت میاں نواز شریف وغیرہ کے طرف سے اٹھائی گئی مشترکہ تحریک کا ساتھ دیا پرویز مشرف کے دور میں انکی پالیسیوں کو بڑا اسہارا دیا اور آج کل طالبانائزیشن کو ایک ہوا کے طور پر پیش کرتے رہتے ہیں ہر دہشتگردی کو علماء اور اہل دین کے سر موڑ لیتے ہیں۔

اس کارکردگی سے آپ حضرات اندازہ لگائیں کہ انصاف کے حصول کے لئے قائم عدالتوں تک کو حکومت نے کتنا بے اختیار کردیا ہے۔آپ بتائیں کہ اب رئیس فاطمہ کی بازیابی کے لئے کس کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے؟

مقتدر قومی رہنماؤں! ۲۰ جون ۱۹۹۵ء کی رات پیپلز پارٹی کے مسلح غنڈے اور حقیقی دہشت گرد ایم کیو ایم کے کارکن شاہد افروز کے گھر واقع غریب آباد کراچی میں داخل ہوئے۔اہل خانہ کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر انہیں الٹا لٹا دیا۔اور شاہد افروز کی ۱۶ سالہ بہن فرزانہ سلطان کو گھر کی بالائی منزل پر لے جا کر ۹ درندہ صفت شیطان ۴ گھنٹے تک اس معصوم بچی کی اجتماعی عصمت دری کرتے رہے۔اب آپ سوچئے کہ ان دردناک واقعات کی اطلاعات جب عوام تک پہنچیں گی تو ان میں کس قسم کے جذبات جنم لیں گے؟ گذشتہ روز یعنی مورخہ ۲۶ جون ۱۹۹۵ء کو سکھر میں ایم کیو ایم کے ایک کارکن محمد اصغر کو پولیس نے اہل محلہ کے سامنے گرفتار کیا اور نا معلوم مقام پر گولیاں مار کر بے دردی سے قتل کر دیا۔شام کو پولیس کے اعلیٰ حکام نے پریس کانفرنس کی جس میں کہا کہ محمد اصغر پولیس مقابلے میں مارا گیا۔اسی طرح گذشتہ سال ۳ مئی ۱۹۹۴ء کو سکھر میں ۵ مہاجر نوجوانوں کو قانون نافذ کرنے والے ادارے کے حکام نے گرفتار کر کے قتل کر دیا تھا اور ان کے قتل کو بھی پولیس مقابلہ ظاہر کیا تھا۔دو روز قبل یعنی ۲۵ جون کو پولیس اور رینجرز نے شاہ فیصل کالونی سے ایم کیو ایم کے ۲ بے گناہ کارکنان راشد حسین اور احمد عمر کو گرفتار کیا۔راشد حسین کو تو انہوں نے تشدد کا نشانہ بنا کر موقع پر ہی قتل کو دیا جبکہ احمد عمر کو گرفتار کرنے کے ۲ گھنٹے بعد ایک عمارت کی تیسری منزل سے نیچے پھینک کر ہلاک کر دیا اور شام کو ڈی آئی جی کراچی نے پریس کانفرنس کر کے یہ جھوٹ بولا کہ راشد حسین پولیس مقابلے میں مارا گیا جبکہ احمد عمر نے تیسری منزل سے کود کر خودکشی کر لی۔سندھ کے شہری علاقوں میں حراست کے دوران قیدیوں کو تشدد کا نشانہ بنا کر قتل کر دینا روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔پوری پوری بستیوں کا گھیراؤ کر کے مہاجروں کے ساتھ مفتوحہ قوم سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ چھاپوں کے دوران گھروں میں نہ صرف لوٹ مار کی جاتی ہے بلکہ پردہ دار خواتین کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔متحدہ قومی موومنٹ کے سینکڑوں رہنماؤں اور کارکنان کو حکومت نے پورے پاکستان یعنی بلوچستان، پنجاب، اور سرحد سے گرفتار کیا۔آج ان رہنماؤں اور کارکنان کی گرفتاری کو ۲ ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔لیکن عدالتوں میں درخواستیں دائر کئے جانے کے باوجود نہ تو انہیں عدالتوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔اور نہ ہی حکومت یہ بتا رہی ہے کہ انہیں کہاں قید رکھا گیا ہے۔اسی طرح میر پور خاص شہر سے ایک ماہ قبل ایم کیو ایم کے ۲۰ کارکنان کو ان کے گھر والوں اور اہل محلہ کے سامنے گرفتار کیا گیا لیکن جب عدالت سے رجوع کیا گیا تو پولیس نے ان میں سے ۱۲ کارکنان کی گرفتاری سے ہی صاف انکار کر دیا۔اب کارکن کہاں ہیں زندہ ہیں یا قتل کر دیئے گئے کسی کو کچھ علم نہیں ہے۔آپ حضرات خود سوچئے کہ جب محب وطن مہاجروں اور انکی منتخب نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کے رہنماؤں، کارکنوں اور ہمدردوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے جو بھارتی افواج کشمیری مسلمانوں کے ساتھ کر رہی ہیں تو عوام کے جذبات کیا ہوں گے۔لوگ اس ظلم و ستم اور بربریت کو کب تک برداشت کریں گے؟! اگر آج مہاجروں کی دادرسی نہ کی گئی اور انہیں حکومتی مظالم سے نجات دلانے کے لئے قومی رہنماؤں نے اپنی ذمے داری پوری نہ کی تو پھر معاملات وہاں پہنچ جائیں گے جہاں ہر تدبیر بے سود ثابت ہوگی۔خدارا آگے بڑھئے۔پاکستان کو بچایئے۔مہاجروں کے زخموں پر مرہم رکھئے اور ان کو اکیلا نہ چھوڑیئے۔مقتدر قومی رہنماؤں! خدارا رئیس فاطمہ کی بازیابی کے لئے آواز اٹھایئے۔اور سوچئیں کہ یہ پاکستان ہے یا مقبوضہ کشمیر۔جہاں بھارتی افواج قوم کی بہن بیٹیوں کو بے آبرو کر رہی ہیں۔ذرا سوچئے تو سہی کہ پاکستان میں مہاجر قوم کی بہن بیٹیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے؟ مجھے امید ہے کہ آپ حضرات قوم کی بیٹی رئیس فاطمہ کی بازیابی کے آواز احتجاج بلند کریں گے۔مہاجروں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خاتمے کے لئے آواز احتجاج بلند کریں گے۔اور ان کو ان کے سیاسی و اقتصادی حقوق دلانے کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں گے۔

والسلام: مخلص الطاف حسین

(۲)

(بے نظیر بھٹو حکومت کی ریاستی دہشت گردی O مہاجروں کی نسل کشی O بھائی اور بھتیجے کی گرفتاری)

لندن ۱۲/دسمبر ۱۹۹۵ء

میرے پیارے ہم وطنو! السلام علیکم ۔ آج میں ایک مرتبہ پھر آپ سے اور آپ کے توسط سے ملک بھر کے دانش وروں، صحافیوں، مدیران اخبارات، وکلاء، علمائے کرام، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں، اساتذہ کرام اور طلبہ و طالبات سے بذریعہ خط مخاطب ہو رہا ہوں۔ اس سے پہلے تحریر کئے جانے والے خطوط کے ذریعہ میں آپ تمام ہم وطنوں کو بے نظیر بھٹو کی حکومت کی جانب سے مہاجروں کے خلاف کی جانے والی ریاستی دہشت گردی کے چند افسوس ناک واقعات سے ثبوت و شواہد کے ساتھ آگاہ کر چکا ہوں۔ ان پچھلے خطوط میں، میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ حکومت ریاستی طاقت کا استعمال کر کے کس طرح مہاجروں کی نسل کشی کا عمل کر رہی ہے۔ مہاجر بستیوں کے محاصرے کر کے ہزاروں کی تعداد میں مردوں کو گرفتار کرنا، ان کی غیر موجودگی میں گھروں کی تلاشی لینا، تلاشی کے دوران قیمتی اشیاء و زیورات لوٹ لینا اور خواتین کی بے حرمتی کرنا روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ رینجرز اور پولیس کے اہلکاروں کے ہاتھوں مہاجر نوجوانوں کی گرفتاریاں اور گرفتار کرنے کے بعد انہیں بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنانا اور پھر بعد میں انہیں قتل کر کے پولیس مقابلہ ظاہر کرنا بھی روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ محصور گرفتار شدگان سے ان کی رہائی کے لئے رینجرز اور پولیس کا کروڑوں روپے تاوان حاصل کرنا بھی عام سی بات بن چکی ہے۔ میں حکومت کے ان غیر قانونی و غیر آئینی اقدامات کے بارے میں متعدد خطوط ثبوت کو رابطہ کمیٹی کے کنوینر سینیٹر سید اشتیاق اظہر اور ڈپٹی کنوینر سینیٹر نسرین جلیل نے صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری سے رابطہ کے لئے اسلام آباد (ایوان صدر) فون کیا جہاں سے معلوم ہوا کہ صدر مملکت ڈیرہ غازی خان گئے ہوئے ہیں، وہاں کے ٹیلی فون نمبرز معلوم کر کے وہاں بھی رابطہ کیا گیا لیکن صدر مملکت فاروق احمد لغاری سے رابطہ نہیں ہو سکا یا انہوں نے ''معلوم وجوہات'' کی بنا پر بات کرنا مناسب نہیں سمجھا، لیکن بہر حال صدر مملکت کے ملٹری سیکرٹری سے دونوں حق پرست سینیٹروں کی تفصیلی بات ہوئی، جس کے دوران انہوں نے ملٹری سیکرٹری کو رینجرز کے اعلامیہ اور ناصر حسین اور عارف حسین کی زندگیوں کو لاحق خطرات سے تفصیلی آگاہ کیا۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ صدر مملکت نے ناصر حسین اور عارف حسین کی جان بچانے کے لئے کوئی بھی اقدام نہیں کیا اور نہ ہی ان کی گرفتاری کا کوئی نوٹس لیا سینیٹر اشتیاق اظہر اور شعیب بخاری ایڈووکیٹ پریشانی کے عالم میں ۸ دسمبر کو شام سے رات گئے تک بلکہ صبح تک آئی جی سندھ، ڈی آئی جی کراچی، کمشنر کراچی، ہوم سیکرٹری اور سیکرٹری داخلہ سے رابطہ کی کوششیں کرتے رہے۔ انہوں نے کم و بیش تین درجن فون کئے مگر ان حکام میں سے کسی نے نہ تو ان سے بات کی اور نہ ہی پلٹ کر فون کیا۔ اس طرح ۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کی رات بھی گذر گئی اور میرے ۶۶ سالہ بڑے بھائی ناصر حسین اور ۲۸ سالہ جواں سال عارف حسین، حکومت کی اذیت گاہوں میں سرکاری اہلکاروں کے ہاتھوں بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنائے جاتے رہے۔

میرے ہم وطنو! میرے بھائی اور بھتیجے کی گرفتاری کے بعد انہی دنوں کراچی میں کئی اعلیٰ سطحی اجلاس ہوئے۔ اس دوران تمام ہی قومی اخبارات میں میرے بڑے بھائی اور بھتیجا کی گرفتاری کی اطلاعات نمایاں طور پر شائع ہو چکی تھیں، تو ان اعلیٰ سطحی اجلاسوں میں کئے جانے والے دیگر فیصلوں میں ایک فیصلہ یہ بھی ہوا کہ چونکہ الطاف حسین اپنے بھائی اور بھتیجے کی گرفتاری پر کمزور نہیں پڑا۔ اس کا حوصلہ نہیں ٹوٹا۔ اس نے حکومت سے رحم کی بھیک نہ مانگی لہٰذا اب الطاف حسین کو مزید ذہنی صدمہ پہنچایا جائے اور ان کے گرفتار بھائی اور بھتیجے کا ''کام تمام'' کر دیا جائے۔ ادھر یہ فیصلہ ہوا اور اُدھر ۹ دسمبر ۱۹۹۵ء کو ایم کیو ایم رابطہ کمیٹی کے کنوینر سینیٹر اشتیاق اظہر اور مذاکراتی کمیٹی کے سربراہ اجمل دہلوی نے

علیحدہ علیحدہ ٹیلی گرامز SOS لکھ کر صدر مملکت فاروق احمد لغاری، چیف آف آرمی اسٹاف جنرل عبدالوحید خان، چیف جسٹس آف پاکستان اور چیف جسٹس سندھ کو روانہ کیئے تاکہ وہ فوری مداخلت کریں اور ناصر حسین اور عارف حسین کی زندگیوں کو بچائیں۔ ادھر اشتیاق اظہر اور اجمل دہلوی کے ٹیلی گرامز روانہ ہوئے ادھر رینجرز کا ایک اور پریس نوٹ آ گیا کہ نہ تو ہم نے، نہ ہی پولیس نے ناصر حسین اور عارف حسین کو گرفتار کیا ہے۔ تو پھر میرے محب وطن پاکستانیو! ذرا سوچو کہ بقول رینجرز کے پریس نوٹ کہ، کہ ''نہ تو ہم نے اور نہ ہی پولیس نے گرفتار کیا ہے'' تو پھر کون تھا جو پولیس موبائلوں، رینجرز کی گاڑیوں و بکتر بند APC کے ساتھ میرے بھائی کی رہائش گاہ پر آیا۔ میرے بھتیجے اور بھائی کو گرفتار کیا اور بعد ازاں انہیں بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا۔ اور قتل بھی اس طرح کیا کہ میرے ۶۶ سالہ بزرگ بڑے بھائی کی ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اور اسی طرح میرے بھتیجے کے ہاتھ بھی کمر کے پیچھے بندھے ہوئے تھے اور آنکھوں پر پٹیاں تھیں۔

میرے پیارے محب وطن پاکستانیو! ذرا سوچو تو سہی کہ میرے بھائی اور بھتیجے کو زخموں سے چور حالت میں گڈاپ پر لے جا کر جب گاڑی سے اتارا گیا ہوگا تو دونوں کی کیفیت کیا ہوگی اور پھر میرے بڑے بھائی اور بھتیجا تو نمازی اور پرہیزگار بھی تھے۔ انہوں یہ ضرور کہا ہوگا کہ تم ہمیں قتل کرنا چاہتے ہو؟ اور اگر مارنا چاہتے ہو تو ہمیں دو رکعت نماز شکرانہ تو ادا کرنے دو۔ کہ اس پروردگار کا شکر یہ ادا کر سکیں جس نے ہمیں اتنی زندگی دی اور ساتھ ساتھ اپنے دانستہ یا نادانستہ گناہوں کی معافی مانگنے کی مہلت ہی دو! لیکن ظالموں نے یہ مہلت بھی نہ دی۔ کیونکہ مرنے کے بعد بھی ان کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے اور وہ دو رکعت نماز ادا کرنے کی خواہش لئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

محب وطن پاکستانیو! ذرا اور سوچو کہ جب میرے بزرگ بڑے بھائی کو گڈاپ پر سرکاری اہلکاروں کی جیپوں سے اتارا گیا ہوگا تو ان کی سوچوں کی شدت کیا ہوگی۔ کبھی بیوی کا خیال آتا ہوگا۔ تو کبھی چھوٹے بیٹے کا! کبھی اپنی بزرگ ساس کا خیال آتا ہوگا تو کبھی اپنے اس شادی شدہ بڑے بیٹے کا جو محنت و مزدوری کی غرض سے بیرون ملک جانے پر مجبور ہوا۔ انہیں کبھی اس بیٹی کا خیال بھی آتا ہوگا جس کے ہاتھ پیلے کر کے اس تمنا میں اسے گھر سے رخصت کیا کہ تم پھلو، پھولو، خوش رہو، آباد رہو، اور کبھی اس بیٹی کا خیال آتا ہوگا جو اپنے بزرگ باپ کی دیکھ بھال کرتی تھی اور والد کو اس کی فکر مزید بوڑھا کرتی تھی کہ جلد ہی کوئی نیک رشتہ آئے اور میں اپنی اس بیٹی کے ہاتھ پیلے کر کے اپنے فرض سے آزاد ہو جاؤں۔ مگر افسوس کہ قدرت کو یہ بات منظور نہ تھی، وہ باپ اپنے اس فرض سے تو آزاد نہ ہو سکا مگر زندگی سے آزاد کر دیا گیا۔ بیٹی کو پیا کے گھر رخصت کرنے سے پہلے خود اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ جب ان سوچوں میں گم میرے بڑے بھائی گاڑی سے اتارے گئے ہوں اور ساتھ ساتھ ان کا جواں سال بیٹا بھی اتارا گیا ہوگا، تو دونوں تو ایک دوسرے سے الوداعی ملاقات بھی نہ کر سکے ہوں گے، کہ ان کے ہاتھ تو کمر کے پیچھے باندھ دیئے گئے تھے اور ظلم یہ کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہ سکتے تھے کہ ان دونوں کی آنکھیں کپڑا باندھ کر بند کر دی گئی تھیں۔

میرے پیارے محب وطن پاکستانیو! اب ذرا سوچو کہ جب یہ باپ بیٹا ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکتے ہوں تو ان کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی؟ اور پھر جب انہیں یہ بھی خدشہ ہو کہ یہ ظالم ہمیں اب قتل کر ڈالیں گے تو پھر جذبات کا عالم کیا ہوگا؟ اور جوں جوں وقت آگے بڑھ رہا ہوگا تو دونوں میں سے ہر ایک کی یہی خواہش ہوگی کہ اگر مارنا ہے تو پہلے مجھے ماریں، بیٹا سوچ رہا ہوگا کہ مجھے مارنے سے پہلے اگر میرے بوڑھے باپ کو مارا گیا، تو میں کیسے برداشت کر سکوں گا، اسی طرح باپ یہ سوچ رہا ہوگا، کہ اگر میرے بیٹے کو مارا گیا تو میں یہ سب کچھ کیسے برداشت کر سکوں گا؟ میرے پیارے محب وطن پاکستانیو! یہ دونوں باپ بیٹے انہی سوچوں میں گم تھے کہ گولی چلی اور پھر کون پہلے مرا اور کون بعد میں مرا؟ یہ تو صرف مارنے والے جانتے ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ۔ لیکن اس سے قطع نظر کہ کس کو پہلے قتل کیا گیا آپ ذرا تصور کریں کہ اگر بیٹے کو پہلے مارا گیا ہوگا تو بوڑھے باپ پر جس کی آنکھیں پٹیوں سے باندھی ہوں اس پر کیا قیامت نہ بیت گئی ہوگی، کہ اے میرے لعل تجھے مار

دیا گیا؟ اور اگر جوان بیٹے کی موجودگی میں اس کے بوڑھے باپ کو پہلے گولی کا نشانہ بنایا گیا ہوگا، تو بیٹے کی کیا حالت ہوگی؟ وہ کیا سوچ رہا ہوگا، کہ اے میرے پاپا اے میرے پیارے پاپا! تم نے تو ہماری پرورش میں اپنی پوری زندگی گزار دی اب تو تمہیں آرام کے دن دیکھنے تھے یہ گولیاں تمہارے جسم میں کیوں پیوست ہوگئیں؟ یہ تم پر گولیاں کیوں برسا رہے ہیں؟ تم تو معصوم اور بے ضرر ہو پھر تمہیں یہ کیوں مار رہے ہیں؟ میرے پیارے محب وطن پاکستانیو! ذرا غور کرو، ذرا ایک باپ اور بیٹا بن کر سوچو تو سہی کہ اگر خدانخواستہ تم بھی اسی کیفیت اور انہی حالات سے گزرتے تو بتاؤ کہ ان کربناک حالات میں جب بحیثیت باپ بیٹا دونوں کا مرنا لازمی ہو جاتا ہے تو کون پہلے مرنا پسند کرتا؟ آیا باپ یا بیٹا؟ خدارا اس کا جواب دو! یہ کوئی کہانی نہیں کوئی افسانہ نہیں تمہارے ہی جیسے ایک انسان الطاف حسین کے گھر میں ہونے والے سانحہ کی زندہ مثال ہے، لیکن میرے پیارے پیارے محب وطن پاکستانیو! یہ صرف الطاف حسین کے گھر میں سانحہ کربلا کی مانند ہونے والے سانحہ کی مثال نہیں بلکہ آج ہر مہاجر خاندان اس کربلا سے گزر رہا ہے ہر گلی، ہر محلہ یہ کرب ناک مناظر دیکھ رہا ہے، ہر گھر اس دکھ کو برداشت کر رہا ہے، اپنے اجتماعی مقصد کیلئے اپنے کاز کیلئے اپنے نظریہ کی خاطر، اپنے حقوق کے حصول کیلئے سواسی سوچ وفکر کی خاطر اسی جدوجہد کی راہ میں الطاف حسین کا ٦٦ سالہ بھائی ناصر حسین بھی قربان ہوگیا اس کا ٢٨ سالہ جوان بھتیجا عارف حسین قربان ہوگیا، ذرا غور کرو کہ ان شہادتوں پر کیا الطاف حسین ہمت ہار بیٹھا کیا اس نے اپنے پیاروں کی ہلاکتوں کے بعد اپنے نظریہ سے منہ پھیر لیا کیا وہ ڈر گیا؟ یا سہم گیا؟ نہیں ہرگز ہرگز نہیں اور آخر وہ ڈرتا بھی کیوں؟ سہمتا کیوں؟ کہ وہ صرف اپنے خون کو اپنے خون والوں ہی کو اپنا نہیں سمجھتا بلکہ تمام حق پرستوں کو، اپنی قوم کے ہر فرد کو اپنے خاندان کا فرد سمجھتا ہے، اپنا خاندان سمجھتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ اے الطاف حسین! صرف تمہارے بڑے بھائی اور بھتیجے ہی نے قربانی نہیں دی بلکہ تمہارے بھائی جیسے سیکڑوں بھائیوں نے اس حق پرستانہ جدوجہد میں اپنے دیگر بھائیوں کی طرح جانوں کا نذرانہ پیش کر کے اس حق پرستانہ جدوجہد کی زکوۃ ادا کی ہے، ہر حق پرست تحریک شہیدوں کے مقدس لہو سے آگے بڑھتی ہے فروغ پاتی ہے تو تمہارے بھائی اور بھتیجے نے بھی اپنا خون دے کر تحریکی مقصد کے حصول کی زکوۃ ادا کی ہے تو پھر الطاف حسین غمزدہ

میرے پیارو! آج تمہارے الطاف حسین کا، تمہارے الطاف بھائی کے خاندان کا لہو بھی تحریک کے شہیدوں کے لہو میں شامل ہوگیا۔ ہر قربانی دینے والے کا لہو تحریک کی آبیاری کرتا ہے، اور تحریک کو پروان چڑھاتا ہے۔ سواس تحریک کی آبیاری میں میرا خاندان یعنی تمہارے الطاف بھائی کے خاندان کا لہو بھی شامل ہوگیا، لیکن تمہارے الطاف بھائی کے حوصلوں کو ظالم حکمراں ان کے بھائی اور بھتیجے کا لہو بہا کر بھی کم نہ کر سکے اور کم کر بھی کس طرح کر سکتے تھے کہ خون کا رشتہ رکھنے اور نہ رکھنے والے تمام شہیدوں کو تمہارے الطاف بھائی اپنے خاندان کا، اپنے نظریہ کا اپنے مقصد کا اور اپنے مشن کا حصہ تصور ہی نہیں کرتے بلکہ تسلیم بھی کرتے ہیں۔

میرے ہم وطنو! حکومت آج تک ایم کیو ایم کے ان گنت کارکنوں اور ہمدردوں کو ایکسٹرا جوڈیشلی قتل کر چکی ہے لیکن آپ ذرا غور کریں کہ اب تک جن کارکنوں اور ہمدردوں کو قتل کیا گیا ہے ان میں کوئی بھی اس عمر کا نہیں تھا، جس عمر کے میرے بڑے بھائی ناصر حسین تھے۔ میرے بھائی کی عمر ٦٦ برس تھی لیکن حکومت نے ان کی بزرگی اور بیماری کا بھی خیال نہیں کیا اور بے رحمی سے قتل کر دیا۔

میرے پیارے محب وطن پاکستانیو! جس طرح ان ظالم حکمرانوں نے میرے سیکڑوں پیارے پیارے پرعزم ساتھیوں کو قتل کرنے کے بعد انکار کیا کہ وہ ان کے قتل میں ملوث یا شریک نہیں ہیں، اسی طرح آج بھی حکومت یہ بیان دے رہی ہے، کہ میرے بڑے بھائی ناصر حسین اور میرے بھتیجے عارف حسین کے قتل میں حکومت ملوث نہیں۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ سفید جھوٹ، عینی شاہدین موجود ہیں، کہ میرے بڑے بھائی ناصر حسین کی رہائش گاہ پر دو مرتبہ چھاپے مارے گئے انہیں گرفتار کیا گیا اور پھر سفاکی سے قتل کیا گیا، میرے پاس ثبوت ہیں۔ عینی شاہدین بھی موجود ہیں، کہ انہیں ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت سفاکی سے قتل کیا گیا تا کہ میرے حوصلوں کو کمزور کیا جاسکے مگر رب کائنات

کی عنایت ہے کہ ظالم حکمراں اس سفاکیت کے باوجود میرے حوصلوں کو پست نہیں کر سکے، بلکہ خدا شاہد ہے کہ میرے بڑے بھائی اور معصوم بھتیجے کے قتل نے مجھے اور توانائی دی اور ان کے مقدس لہو سے میرا حوصلہ مزید مضبوط ہوا ہے۔ میرے ہم وطنو! میرا سوال آپ سے صرف اتنا ہے کہ آپ ہم بے سہارا اور بے یار و مددگار مہاجروں کی خبر گیری کرنے کے لئے کب آگے بڑھیں گے؟ ظالموں کے خلاف ظالم حکمرانوں کے خلاف کب علم جہاد بلند کریں گے؟ اس حق پرستی کی جدوجہد میں میرے ہزاروں ساتھی شہید ہو گئے۔ آج میرے بڑے بھائی اور میرے معصوم بھتیجے نے بھی جان دے دی۔ میرے خاندان کا لہو بھی حق پرستی کی جدوجہد میں شامل ہو گیا، اب آپ مہاجروں سے مزید اور کون سا امتحان لیں گے؟ یہ میرا سوال ہے آپ سے آپ سب پاکستانیوں سے کہ آیا آپ ہم مہاجروں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اگر سمجھتے ہیں تو پھر انتظار نہ کیجئے۔ آگے بڑھئے اور ظلم کو ظلم کہئے اور حکومت کے تمام جھوٹے پروپیگنڈہ کو اپنے عمل سے باطل ثابت کر دیجئے۔

جس طرح حکومت نے میرے دیگر شہید ساتھیوں کے قتل کے ذمہ دار ہاتھوں کو چھپایا اس طرح وہ میرے بڑے بھائی اور بھتیجا کے قاتلوں اور ان کے قتل کے در پردہ ہاتھ چھپانے کیلئے جھوٹ بلکہ سفید جھوٹ بول رہی ہے، کہ ناصر حسین اور عارف حسین کے سفاکانہ قتل کے پیچھے حکومت یا اس کی کسی ایجنسی کا ہاتھ نہیں ہے۔ حکومت کے اس سفید جھوٹ کے خلاف آپ پاکستانیوں کو آگے آنا ہوگا اور سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنا ہوگا۔ قاتلوں اور مقتولوں کی واضح نشاندہی کرنی ہوگی۔ ظالموں کے خلاف صف آراء ہونا ہوگا، اور مظلوموں کا ساتھ دینا ہوگا۔

محب وطن پاکستانیو! میں نے مختصر الفاظ میں دریا کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی ہے اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے، کہ ناصر حسین شہید، عارف حسین شہید اور میرے دیگر تمام شہید ساتھیوں کے اصل قاتلوں کو دریافت کریں، اور ان سفاک قاتلوں کے خلاف میدان عمل میں آئیں۔ اگر آپ اس خط میں بیان کردہ میری باتوں اور حقائق کی مزید تحقیق کرنا چاہیں تو ضرور کریں مگر جب تحقیق کر گذریں تو پھر اپنے ضمیر کے مطابق ہم بے سہارا اور مظلوم مہاجروں کی عملی مدد کے لئے آگے بڑھیں۔ میں آخر میں بس اتنا کہنا چاہوں گا کہ میرے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں کہ میرے بھائی اور بھتیجے کے قتل میں حکومت ملوث ہے۔ چیف منسٹر سندھ عبداللہ شاہ براہ راست ملوث ہے، اور قتل کے اس منصوبے کو تیار کرنے اور عملدرآمد کرنے والوں کو گورنر سندھ کمال اظفر، وزیر داخلہ جنرل نصیر اللہ بابر، وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اور صدر مملکت فاروق احمد لغاری کی مکمل معاونت اور حمایت حاصل ہے، لیکن میں ابھی عینی شاہدین کے نام اور ثبوت وشواہد کو منظر عام پر نہیں لا سکتا کیونکہ اگر عینی شاہدین کا نام لکھ دوں تو یہ ظالم حکومت شہادتیں مٹانے کے لئے انہیں بھی میرے بڑے بھائی، بھتیجا اور میرے دیگر پیارے شہید ساتھیوں کی طرح قتل کرادے گی تاکہ کوئی ٹھوس ثبوت موجود نہ رہے۔ بہرحال میں نے ایف آئی آر درج کرانے کی غرض سے گذشتہ روز یعنی ۱۰ دسمبر ۱۹۹۵ء کو ایک تحریری رپورٹ تھانہ گلبرگ بھیجی تھی لیکن تھانہ والوں نے ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا اور صرف رپورٹ وصول کر لی اب میری پوری کوشش ہے، کہ قاتلوں کے خلاف باقاعدہ ایف آئی آر درج ہو میں اس سلسلے میں اپنے قانونی ماہرین سے بھی صلاح و مشورے کر رہا ہوں۔ یہ میرا ارادہ ہے کہ ایف آئی آر ضرور درج کراؤں گا کیونکہ میں قاتلوں کے نام ان کے عہدے اور مقام خوب جانتا ہوں۔ میرے پاس ثبوت وشواہد بھی موجود ہیں۔ بس آپ کو اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ ایس ایچ او گلبرگ خواجہ شاہ محمد کو عدالت اگر اپنی تحقیق میں شامل کرلے تو اس سفاکانہ قتل میں جن بڑے بڑے لوگوں کا ہاتھ ہے، وہ سب سامنے آجائیں گے۔ میں اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے حکومت سے کہوں گا کہ اگر وہ میرے بڑے بھائی اور بھتیجے کے قتل میں ملوث نہیں تو پھر بین الاقوامی عدالت کے ججوں پر مبنی ایک کمیشن تشکیل دے جہاں میں ان قاتلوں کے خلاف ثبوت وشواہد پیش کر سکوں، جو میرے بڑے بھائی اور بھتیجے کے قتل میں بالواسطہ یا بلاواسطہ شریک ہیں۔ آپ تمام محب وطن پاکستانیوں سے التماس ہے، کہ خدارا آگے بڑھئے! مہاجروں کو اکیلا نہ چھوڑیئے سچ کو سچ کہیے ظلم کو ظلم کہیے، بس ان گذارشات کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ والسلام آپ کا بھائی (الطاف حسین) لندن

(۳)

۱۳ادسمبر ۲۰۰۲ء (سیاسی جماعتیں اور ضابطہ اخلاق کیلئے آل پارٹیز کانفرنس میں شمولیت کی دعوت)

السلام علیکم! امید ہے کہ آپ خیر خیریت سے ہوں گے اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے اہل خانہ کو اپنی امان میں رکھے۔ امین

مولانا سمیع الحق صاحب! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ وطن عزیز کو ہمیشہ ہی سے سیاسی استحکام پائیدار جمہوریت اور سیاسی جماعتوں کے درمیان اختلاف رائے کے باوجود باہمی رواداری اور افہام وتفہیم کی اشد ضرورت رہی ہے۔ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ شاید ہم سب ایسا کرنے میں اسقدر کامیاب نہیں رہے کہ جس قدر اسکی ضرورت تھی۔ آج وطن عزیز پاکستان کی خارجی وداخلی صورتحال ہم سے ان تمام احسن اقدامات کی شدت سے متقاضی ہے کہ جو شاید آج سے پہلے ہماری اولین ترجیحات میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے۔ اس ضمن میں متحدہ قومی موومنٹ (پاکستان) نے قائد تحریک جناب الطاف حسین کی ہدایات کی روشنی میں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے انتہائی خلوص دل اور نیک نیتی کے ساتھ، ''سیاسی جماعتیں اور ضابطہ اخلاق'' کے عنوان کے تحت آل پارٹیز کانفرس کا انعقاد کیا ہے۔ جس میں آپکی جماعت سمیت ملک کی تمام اہم مستند سیاسی جماعتوں کے قائدین کو مدعو کیا جارہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ ہمارے اس احسن اقدام کو سراہتے ہوئے آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت فرما کر نہ صرف شرکاء کو اپنی قیمتی خیالات سے نوازیں گے بلکہ ایک ضابطہ اخلاق کی تدوین وترتیب میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہوئے ہمیں شکریہ کا موقع ضرور عنایت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آپکے اہل خانہ کو اور تمام اہل وطن کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

والسلام: رابطہ کمیٹی متحدہ قومی موومنٹ (پاکستان)

☆☆☆

چودھری الطاف حسین[1] سابق گورنر پنجاب

(۱)

(روشنیہ فرقہ پر مضمون سے تکدر ○ اچھے رسالہ سے بے خبر رکھا ○ شیخ الحدیث سے حاصل کردہ روشنی کا حلقہ)

۱۲ادسمبر ۱۹۸۲ء

محترم المقام گرامی قدر مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ گزشتہ دنوں ''الحق'' کا ایک شمارہ آپکا عطیہ پڑھنے کا موقعہ ملا۔ روشنیہ فرقہ کے متعلق ایک تعریفی مضمون آپ کے موقر مجلّہ میں پڑھ کر تکدر ہوا۔ باقی مضامین اچھے تحقیقی اور محنت سے لکھے ہوئے پائے۔ آپ نے ایک اچھے رسالے سے ہمیں بڑی دیر تک بے خبر رکھا۔ حضرت شیخ الحدیث محترم (خدا انہیں سلامت رکھے) کے زیر سایہ اور انکی شفقتوں اور فیوض سے آپ نے جو روشنی حاصل کی ہے اسے زیادہ وسیع حلقہ میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔ آئندہ ماہ تفصیلاً ملاقات ہوکر ان امور پر اپنی

---

[1] چودھری صاحب جہلم کی معروف شخصیت، وکیل اور سیاستدان، پیپلز پارٹی کے زمانہ میں پنجاب کے گورنر تھے۔ مرحوم ضیاء الحق کے مجلس شوریٰ (وفاقی کونسل) میں ان سے تعارف ہوا اور تعارف شوریٰ میں اسلامی قوانین دیت، قصاص، شہادت، شفعہ اور اسلامائزیشن کے امور پر باہمی محاذ آرائی پر بدل گیا۔ مرحوم دیگر وکلاء اور انگریزی خوان طبقہ کی وکالت میں پیش پیش رہتے۔ مگر ہماری اس معرکہ آرائی نے مجلس شوریٰ کو ایک علمی رزم گاہ بننے پر مجبور کیا اور متنازعہ مباحث پر چودھری صاحب اور ان کے ساتھی ہدایہ اور شامی جیسے کتابوں کے مطالعہ اور ورق گردانی پر مجبور ہوئے۔ مرحوم نے گورنر پنجاب ہوکر بھی ناچیز کے ساتھ محبت اور وضعداری قائم رکھی۔

گزارشات عرض کرونگا۔ قبلہ محترم کے حضور میرا اسلام عقیدت پہنچا دیں، اور میرے جیسے گنہگار کیلئے دعا کی درخواست کریں۔ خدا آپکو سلامت رکھے۔ نیاز آگین الطاف حسین، جہلم

(۲)

۵ دسمبر ۱۹۹۳ء (بیٹے کی شادی کے دعوت پر خوشی)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کے بیٹے[۱] کی شادی کا دعوت نامہ جناب گورنر پنجاب نے بہت بصد خوشی وصول پایا لیکن اپنی گوناگوں سرکاری مصروفیات کی بناء پر وہ شادی کی تقریب میں شرکت سے قاصر ہیں۔ انہوں نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ شادی کا دعوت نامہ ارسال کرنے پر میں آپ کا شکریہ ادا کروں۔ گورنر پنجاب نئے جوڑے کے خوشگوار مستقبل کیلئے دعا گو ہیں۔ والسلام: آپ کا مخلص خالد مسعود خان (ملٹری سیکرٹری برائے گورنر پنجاب لاہور)

☆☆☆

جناب الطاف حسین قریشی[۲] مدیر اردو ڈائجسٹ لاہور

(۱)

اپریل ۱۹۸۴ء (قومی یکجہتی ترجیحات اور تقاضے O مجوزہ عنوانات O سہ روزہ مذاکرہ میں شرکت کی دعوت O دعوت فکر دینے والا ورکنگ پیپر)

مکرمی ومحترمی! جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم! ادارہ اردو ڈائجسٹ کے زیر اہتمام وقت کے اہم ترین موضوع ''قومی یک جہتی، ترجیحات اور تقاضے'' پر ایک سہ روزہ مذاکرہ ۱۲ تا ۱۴ اپریل ۱۹۸۴ء لاہور میں منعقد کیا جارہا ہے۔ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے اختتامی اجلاس میں تشریف لانا قبول کرلیا ہے۔ ہم آپ کو اس مذاکرے میں شرکت کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی گزارش کرتے ہیں، کہ دیے ہوئے موضوعات میں سے کسی ایک موضوع پر مقالہ پیش فرمائیں۔ مقالہ اردو یا انگریزی میں تحریر کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں پوری امید ہے کہ آپ مصروفیات کی زیادتی اور وقت کی کمی کے باوجود اس مذاکرے کو مفید بنانے میں ہم سے تعاون کریں گے اور مقالے کی ایک نقل ۳۰ اپریل تک ارسال فرمادیں گے۔ والسلام: آپکا مخلص الطاف حسین قریشی

مجوزہ عنوانات

۱۔ نظریاتی اور ثقافتی رشتے

الف۔ دینی رشتوں کے ذریعے قومی ہم آہنگی کا فروغ۔ اس سے تین باتیں قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ فرقہ وارانہ منافرت کیسے کم کی جائے۔ دوسری یہ کہ دینی اور اخلاقی تعلیمات کے ذریعے محبت کیسے عام کی جائے۔ تیسری یہ

۱۔ برخوردار حامد الحق حقانی کی شادی

۲۔ معروف صحافی جنہوں نے پاکستان میں ڈائجسٹ صحافت کی بنیاد رکھی، اپنے پرچے کو مغربی دنیا کے ریڈرز ڈائجسٹ جیسی شہرت دلائی۔ سیاسی اور ملی امور پر بھی گہری نظر کی وجہ سے ان کے تجزیے بڑے جاندار ہوتے ہیں۔ جماعت اسلامی کی چھاپ کو بھی نباہتے چلے آرہے ہیں اس سمنار کیلئے مجوزہ عنوانات اور ورکنگ پیپر پر بڑی محنت کی گئی ہے اور آج بھی یہ عنوانات بجائے خود ہمیں دعوت فکر دے رہے ہیں۔ اس لئے مکتوب کے ساتھ انہیں بھی شامل کیا جارہا ہے تاکہ موجودہ پرآشوب حالات میں اس سے رہنمائی حاصل کی جاسکے (س)

کہ نظریاتی اور دینی تقاضے عملی زندگی میں کیونکر سموئے جائیں۔

ب۔ تاریخی شعور اور قومی وحدت۔ اس تاریخ ساز جدوجہد کا اجمالی خاکہ جو پاکستان کے مختلف علاقوں نے ایک عظیم الشان مقصد کے لئے اجتماعی طور پر کی تھی۔اس جدوجہد کے بنیادی عناصر اور انکی اساس پر ایک واضح سمت کا تعین۔

ج۔ نظام تعلیم کے ذریعے قومی یکجہتی۔ تین چار نکات پر گفتگو ہوسکتی ہے ایک یہ کہ پاکستانی قوم کے پس منظر میں علاقائی تاریخ، معاشرت اور ثقافت کا مطالعہ۔ دوسرا یہ کہ مطالعہ پاکستان کو مشاہداتی کیونکر بنایا جائے اور اساتذہ اور طلبہ اپنے اپنے علاقوں میں بند ہو جانے کی بجائے اپنے وطن سے مشاہداتی رشتہ کیونکر قائم کریں۔ تیسرا یہ کہ وہ نصاب تعلیم کیا ہو جو پڑھنے والوں اور پڑھانے والوں میں ذہنی ہم آہنگی کے علاوہ ایک قومی نقطہ نگاہ کو فروغ دے۔

د۔ ثقافتی رابطے۔ اس عظیم تہذیبی ورثے کا شعور، اس کے تحفظ کا احساس، اور اس میں گرانقدر اضافے کی منظم کوشش جو ورثہ ہمیں ایک قوم ہونے اور اس پر فخر کرنے کا اعتماد بخشتا ہے۔ مشترک قدروں کی بنیاد پر یکجہتی پروان چڑھانے کیساتھ ساتھ ان فطری اختلافات کا سچا شعور جو قومی زندگی میں خوبصورتی پیدا کرتے ہیں۔

۲۔ اقتصادی رشتے۔

الف۔ پاکستانی معیشت کا اجمالی خاکہ۔ پاکستان کے اندر گذشتہ ۳۶ برسوں میں جو ترقی ہوئی ہے، اور مختلف صوبوں اور آزاد کشمیر کی حالت میں جو تغیر آیا ہے، اس کا ایک حقیقت پسندانہ جائزہ

ب۔ وسائل کی تقسیم۔ چند اہم امور زیر بحث آسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ملکی وسائل کی تقسیم کیسے اور بہتر بنائی جاسکتی ہے دوسرا یہ کہ باہر سے ملنے والی امداد اور قرضوں کے ذریعے تمام علاقوں میں ایک مربوط اقتصادی ترقی کا وسیع تر نظام کیا ہو۔

ج۔ اقتصادی زندگی میں عام آدمی کا حصہ۔ اس میں دو باتیں خاص طور سے قابل غور ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ عام آدمی کی اقتصادی حالت بہتر کر دینے سے قومی یکجہتی کو فروغ ملتا ہے۔ دوسرا یہ کہ ایسا اقتصادی نظام وضع کیا جائے جس میں عام آدمی اپنی صلاحیت کے مطابق اقتصادی سرگرمیوں میں حصہ لے سکے۔

د۔ اقتصادی ادارے اور قومی یکجہتی۔ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے طریق کار اور کارکردگی کا اس پہلو سے جائزہ لیا جاسکتا ہے، کہ اب تک انہوں نے قومی وحدت کے فروغ میں کیا کردار ادا کیا ہے، اور بہتر کارکردگی کے لئے کیا تجاویز ہوسکتی ہیں۔

۳۔ خاص خاص علاقوں میں یکجہتی کے مسائل۔ شمالی علاقے اور صوبہ سرحد اور بلوچستان کے قبائلی علاقے اپنے مخصوص حالات کی روشنی میں خصوصی توجہ کے مستحق ہیں، کہ ان کا جغرافیہ ان کی تہذیب اور ان کی معیشت کسی قدر مختلف ہے۔

۴۔ سیاسی نظام

الف۔ سیاسی جماعتیں اور قومی وحدت۔ چند باتیں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ ایک یہ کہ ماضی میں سیاسی جماعتوں نے کیسی قیادت اور کیسے ادارے جنم دیئے۔ دوسری یہ کہ سیاسی جماعتوں کو اخلاقی ڈسپلن کا پابند کیسے بنایا جائے تیسری یہ کہ جمہوری عمل کے فروغ میں موجودہ سیاسی جماعتیں کسطرح عوام کے اندر اپنی جڑیں گہری قائم کرسکتی ہیں۔

ب۔ نمائندہ سیاسی ادارے۔ ان اداروں میں اب تک کس طبقے سے اور کس کردار کے لوگ آتے رہے ہیں۔ دوسرا یہ کہ نمائندگی کا کوئی معیار قائم کیا جائے یا نہیں۔ تیسرا یہ کہ نمائندہ اداروں کو قومی یکجہتی کے فروغ میں کس طرح موثر بنایا جاسکتا ہے۔

ج۔ انتخابات۔ چند امور قابل ذکر ہیں۔ اول یہ کہ ماضی میں انتخابات قومی یکجہتی کا باعث بنے یا انتشار کا۔ دوسرا یہ کہ انتخابات کے ذریعے ایک متوسط درجے کی قیادت کیسے آگے لائی جاسکتی ہے، تیسرے یہ کہ انتخابات کو تشدد اور بدعنوانیوں سے کیسے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

د۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں دی ہوئی صوبائی خودمختاری کا جائزہ۔ اس پر حقیقی معنوں میں عمل درآمد کی ضمانت اور چھوٹے صوبوں کے حقوق کی نگہداشت کے لئے عملی تدابیر۔

ھ۔ انتقال اقتدار۔ موجودہ سیاسی صورت حال میں فوجی حکومت سے سول حکومت کی طرف ایک محفوظ سفر کی کیا کیا صورتیں ممکن ہیں اور فوج ایک ادارے کی حیثیت سے قومی یکجہتی میں کیا کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

(۲)

(اسرائیل سے تعلقات کی کوششیں O اردو ڈائجسٹ میں اس مسئلہ کا تفصیلی جائزہ)

محترمی ومکرمی۔ السلام علیکم۔ امید ہے آپ بفضل خدا خیریت سے ہوں گے۔ آج کل اسرائیل سے تعلقات قائم کرنے کی ہماری حکومت کی طرف سے کوششوں پر ملک میں ایک بحث جاری ہے اور قانون سازی کا ایوان بالا میں بھی یہ موضوع بڑی اہمیت اختیار کرگیا ہے۔ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ کے تازہ شمارہ میں اس مسئلے کا تاریخی تناظر میں مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا ہے اور برسوں پر محیط قائداعظم کی سوچ یکجا کر دی گئی ہے۔ ہم آپ کی خدمت میں اردو ڈائجسٹ کا تازہ شمارہ ارسال کررہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ حالات میں ڈرامائی تبدیلیوں کا مطالعہ کرنے کا وقت بھی نکالیں گے اور اپنی رائے سے بھی مطلع فرمائیں گے۔ اس طرح ہمیں آپ کی قیمتی رائے سے استفادے کا موقع ملے گا۔ شکریہ نیک خواہشات کے ساتھ　آپ کا خیراندیش　الطاف حسین قریشی۔ ایڈیٹر

☆☆☆

مولانا اللہ داد کاکڑ[1] ژوب بلوچستان

۲ رمضان ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹/اپریل ۱۹۸۸ء (گول میز کانفرنس میں قوم پرست اور کمیونسٹ لیڈروں پر تنقید O پارلیمنٹ کے سامنے مظاہرہ وغیرہ اقدامات پر مبارکباد)

محترم جناب قائد جمیعۃ قائد علماء حق محرک شریعت بل حضرت مولانا سمیع الحق جناب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! (۱) بعد سلام مسنون عرض ہے کہ آپکی والدہ مرحومہ کی وفات کی خبر سن کر بے حد مغموم ہوا اللہ تعالیٰ آپ اور دیگر لواحقین کو صبر عظیم عطا فرمائیں اور مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دیں ہم اس غم میں آپ کے ساتھ ہیں۔ (۲) آپ جناب نے گول میز کانفرنس میں بلیجو بزنجو وغیرہ کیمونسٹوں پر جو اعتراضات کئے قابل ستائش ہے، نیز قومی اسمبلی اور سینٹ کے مشترکہ اجلاس میں آپ نے شریعت بل کی حمایت میں صدر اور وزیراعظم کے سامنے

[1] صدر جمعیۃ علماء اسلام (س) صوبہ بلوچستان خطیب مرکزی جامع مسجد ژوب بلوچستان

جس مظاہرے کی قیادت کی اور نعرہ لگایا ایک نیا مثال قائم کردیا نیز آپ کے رفیق محرک قاضی عبداللطیف صاحب نے بھی آپ کا تعاون کیا جزاکم اللہ خیر الجزا۔ (۳) اتحاد کے بارے اخباری بیانات کے مطابق میرے سوال کے جواب میں آپکا خط ملا راولپنڈی اجلاس کے فیصلہ سے تمام شکوک شبہات ختم ہو گئے جزاک اللہ۔ (۴) جناب میں ہر اجلاس سے محروم ہوا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ کاغذات اطلاعات بہت دیر سے آتی ہیں ہمارا ژوب کے ڈاکخانہ کا بندوبست کمزور ہے بہت تاخیر سے میل ملتی ہے مثلاً رابطہ عالم اسلامی کا اجلاس ۶ مارچ اطلاع نو مارچ پہنچ گئی حضرت مولانا الشیخ الحدیث نے جو علماء افغانستان کے مسئلہ پر بلایا وہ اجلاس کے بعد آیا مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کی اطلاع ۳۰ مارچ پہنچ گئی اب نظام شریعت کانفرس اسلام آباد ۱۵ اپریل اطلاع آئی اور اشتہارات پہنچے یعنی نظام شریعت کانفرس کے روز لہٰذا میں مودبانہ عرض کرتا ہوں کہ جو ضروری اجلاس ہو اور اس میں میرا حضور ضروری ہو تو براہ کرم دفتر کو حکم دیویں کہ کم از کم ۱۵ دن پہلے اطلاع دے تمام پاکستان کی اطلاعات میں ہر قسم علاقے موجود ہیں ایک ہفتہ میں یہ کاغذات کیسے آسکتی ہیں اور اگر کسی ہنگامی حالات کی وجہ سے جلدی کرنا ہو تو پھر فون نمبر ۳۰۲ ژوب یا تار کے ذریعہ اطلاع عنایت فرمائیں۔ نیز مرکزی اجلاس ہفتے کے بجائے اتوار یا کسی اور دن اگر رکھا جائے تو ہم جمعہ کی نماز خطبہ پڑھا کر پہنچ سکتے ہیں ہر وقت جمعہ کی نماز رہ جاتی ہیں کیونکہ نماز کے بعد پھر جانا نہیں ہوسکتا۔ علاقہ دور ہے مواصلات کمزور ہیں۔ مولانا عبدالقیوم حقانی ضیاالدین قریشی اور حامد الحق وغیرہ کو سلام عرض ہے۔

☆☆☆

مولانا اللہ نور[1] میران شاہ شمالی وزیرستان

جامعہ منبع العلوم (میران شاہ)

(مولانا شیر علی شاہ صاحب کو حقانیہ کے بجائے منبع العلوم میں رہنے دیں ○ مولانا کی شاہ فہد کی منظوری کے بعد حقانیہ واپسی)

۱۹/۱۰/۱۴۱۷ھ

جناب فضیلت مآب شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رئیس الجامعہ الحقانیہ اکوڑہ خٹک، حفظ اللہ تعالیٰ ورعاہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد لقدر منه: مونږ دمنبع العلوم اساتذه واراکین او لاستاسی دصحت او کامیابی غوښتونکی یو. دوم عرض داده چه منبع العلوم ستاسی دحقانیه دخدماتو پر افتخاره مثال ده او ستاسی او داسی نورو مخلصو اشخاصو په معاونت سره ئی دامقام حاصل کړی فلهذا ستاسی دلوړ حضور څخه احترامانه خواهش کیږی چه جناب شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاه صاحب مدنی چه ددی مدرسی بلکه ددعلاقی داصلاح او هر مختک لپاره واحد شخصیت دی زمونږه مدرسی څخه یکطرفه نه کړی څکه دده جناب په تلوسره ددی مدرسی باالکل دسقوط خطره ده څکه چه دعلاقی خلک یعنی انصار هم زمونږ سره دده په وعظ شه سلوک کوی. نور دهٔ خیل لوئے او مهربانه خدائی جل جلاله سپارو. په احترام، الله نور عُفی عنه، مولوی امیر گل عُفی عنه، سلطان عمر عفی عنه

---

[1] افغانستان سے تعلق، فاضل حقانیہ، نہایت اعلیٰ استعداد، مولانا جلال الدین حقانی کے ادارہ میں پڑھاتے رہے۔ مجھ سے خصوصی تلمذ اور محبت کا رشتہ رہا۔ مولانا شیر علی شاہ کی تقرری سعودی عرب جامعہ مدینہ کی طرف سے حقانی صاحب کے ادارہ میں رہی لیکن دور افتادہ علاقہ اور سفری صعوبتوں کے وجہ سے خود مولانا نے اپنے اصل مرکز حقانیہ میں واپسی کا فیصلہ کیا۔ انکی تقرری مولانا حقانی نے براہ راست مرحوم شاہ فہد سے کرائی تھی۔ اب انکی اجازت کے بغیر ممکن نہ تھا بالآخر ناچیز نے شاہ مرحوم کے نام عریضہ لکھا اسے انکے مکتب الدعوۃ اسلام آباد نے آگے بڑھایا اور انکے طرف سے منظوری آگئی۔ اس وقت سے مولانا شیر علی شاہ صاحب اپنے مادر علمی حقانیہ کے خدمات میں مصروف ہیں۔

مولانا اللہ وسایا [1]
ختم نبوت ملتان

(۱)

اگست ۱۹۸۲ء　(قادیانیوں کے خلاف قلمی جہاد پر تحسین)

مخدوم محترم مولانا صاحب۔ قادیانی اس ملک میں ناسور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عرب میں اسرائیل اور پاکستان میں مرزائیل، یہ اسلامی سلطنتوں کو تہہ بالا کرنے کے غیر ملکی اڈے ہیں۔ ان کے خلاف آپ کا شبانہ روز قلمی جہاد قابلِ تحسین ہے۔ آپ امت مسلمہ کی طرف سے ایک عظیم فریضہ انجام دے رہے ہیں خدا آپکا حامی و ناصر ہو۔　(اللہ وسایا مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت لائل پور)

(۲)

دسمبر ۱۹۸۷ء　(متحدہ شریعت محاذ ○ نفاذ شریعت کی تحریک دعوت وعزیمت کا تاریخی تسلسل)

علماء حق نے جو ملک میں نفاذ شریعت [2] کی تحریک برپا کررکھی ہے اور یہ ایک تاریخی تسلسل ہے، ہندوستان میں مجدد الف ثانیؒ کے تجدیدی کارناموں سے اس کا آغاز ہوتا ہے۔ پھر یہ تسلسل قائم رہا مثلاً:۔

۱۔ امام شاہ ولی اللہؒ کے عظیم خانوادہ کی عملی فکری خدمات۔

۲۔ آزادی وطن اور غلبۂ اسلام کے لئے شہدائے بالاکوٹ کی بے مثال قربانیاں۔

۳۔ ۱۸۵۷ء کا عظیم معرکہ حریت اور اس میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، کی زیر قیادت علماء حق کا عملی جہاد۔

۴۔ تعلیمی، نظریاتی اور تہذیبی محاذ پر دارالعلوم دیوبند کا انقلابی کردار۔

۵۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ، کی تحریک ریشمی رومال۔

۶۔ تحریکِ آزادی میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی زیر قیادت جمعیۃ علماء ہند اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زیر قیادت مجلس احرار اسلام کی بے مثال جدوجہد۔

۷۔ تحریکِ پاکستان میں حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیعؒ کی زیر قیادت جمعیۃ علماء اسلام کا فیصلہ کن کردار۔

۸۔ پاکستان کے دستور کو اسلامی بنانے کے لئے پہلی دستور ساز اسمبلی میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی جدوجہد اور دستور ساز اسمبلی میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کا مسلسل پارلیمانی کردار۔

۹۔ تحریک ختم نبوت کے مختلف ادوار بالخصوص ۷۴ء میں قائد جمیعۃ مولانا سمیع الحق مدظلہ کا قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف لکھنا اور قائد ملت حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا اسے اسمبلی میں پیش کرنا اور اس سلسلہ میں علماء حق کا فیصلہ کن کردار۔

---

[1] عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نہایت سرگرم، مبلغ وداعی

[2] سینٹ میں ناچیز کے پیش کردہ شریعت بل کے سلسلہ میں تحریک نفاذ شریعت

۱۰۔ اور اب ملک گیر سطح پر تحریک نفاذ شریعت، ۲۲ سیاسی و اسلامی جماعتوں کا متحدہ شریعت محاذ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی قیادت، یہ سب ولی اللّٰہی تحریک کی کڑیاں ہیں جو لہر کے طور پر اٹھتی اور باطل اور ظلم واستبداد کا سر کچلتی آتی ہیں۔ حق سونے کی مانند ہے اس پر گردوغبار تو آسکتا ہے مگر اسے فنا نہیں کیا جاسکتا۔ سونا پھر سونا ہے۔ جب اس پر تھوڑی سی محنت ہوگی تو چمک اٹھے گا موقف اور سمت درست ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور کامیابی نہیں ہوسکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب کی تحریک نفاذ شریعت تاریخ دعوت وعزیمت کا وہی تسلسل ہے جس کی پیشین گوئی حضور اقدس ﷺ نے الجہاد ماض الی یوم القیامہ جہاد قیامت کے روز تک جاری رہے گا۔ کے مبارک الفاظ سے کی ہے۔

(مولانا اللہ وسایا خانیوال)

(۳)

۲۹/ ستمبر ۱۹۸۸ء (مسجد نبوی میں شیخ الحدیث کے وفات کی اطلاع مواجہ شریف میں دعائیں)

مخدوم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی۔

اگست میں چوتھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس لندن کے لئے برطانیہ جانا ہوا۔ واپسی حجاز مقدس عمرہ کے لئے حاضری ہوئی۔ مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں نماز کے بعد ایک دوست نے یہ افسوسناک اطلاع دی کہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی دل کو سخت دھچکا لگا۔ دل گرفتہ لیے ہوئے آپ ﷺ کے مواجہ شریف پر جاکر خبر عرض کی اور ان کی بخشش ومغفرت کی دعا کی۔ اصحاب صفہ کے تھڑا پر تلاوت کر کے حضرۃ مرحوم کو ایصال ثواب کیا۔ مکہ مکرمہ واپسی پر آپ کی طرف سے طواف کی سعادت بھی حاصل کی۔ ان کی وفات علم وعمل کی وفات ہے۔ یہ صدمہ صرف آپ حضرات کا صدمہ نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے جانکاہ سانحہ ہے۔ اللہ رب العزت پوری امت کو اس صدمہ اور نقصان کی تلافی کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام خدام آپ حضرات کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ رب العزت کروٹ کروٹ ان پر رحمت فرمائیں۔ آمین بحرمۃ النبی الامی الکریم۔ والسلام طالب دعا فقیر اللہ وسایا خادم ختم نبوت ملتان

(۴)

(ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے خلاف قادیانی سرگرمیوں کا توڑ)

بخدمت جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم!۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی! ۱۸ دسمبر ۲۰۰۴ء آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس اسلام آباد کے فیصلہ کے مطابق ایک رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی، جس نے مختلف اجلاس منعقد کر کے احتجاجی پروگراموں کی تشکیل دی۔ ملک بھر کے ضلعی صدر مقامات پر پریس کلب کے سامنے مظاہرے ہوئے۔ مختلف جمعات پر ملک بھر میں مظاہرے ہوئے۔ چاروں صوبائی مقامات پر علماء کنونشن کیئے گئے۔ حکومت کے مختلف نمائندوں کے اخبارات میں بیانات شائع ہوئے، کہ پاسپورٹ میں مذہب کا کالم بحال کردیا جائے گا۔ لیکن تاحال صورت حال جوں کی توں ہے:

۱۔ پاسپورٹ بغیر خانہ مذہب کے پرنٹ ہو رہے ہیں۔ ایشو ہو رہے ہیں۔ قادیانی یقیناً اس پیرڈ میں من مانی مراد حاصل کر چکے ہیں۔

۲۔ حکومت نے تحفظ ناموس رسالت قانون میں پرچہ درج کرانے کا پروسیجر تبدیل کردیا ہے۔ ایس پی کی انکوائری کے بغیر پرچہ درج نہیں ہوگا۔ اس دوران ملزم روپوش ہو جائے گا۔ گویا ''نہ من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی''۔ اس پر تمام اسلامیان وطن کی دینی قیادت نے خاموشی سے وقت گزار دیا۔

۳۔ اب حکومت حدود آرڈیننس میں ترامیم کا فیصلہ کر چکی ہے۔کسی بھی وقت وہ نافذ ہو جائے گا۔ملک کو سوچی سمجھی سکیم کے تحت سیکولر بنایا جارہا ہےاور یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہورہا ہے۔اس پر ملک بھر کے دینی ادارے، جماعتیں،مساجد،مدارس،علماء، مشائخ ہو دینی قیادت اور ہم سب کو جو کرنا چاہئے تھا۔ہم نے اپنا فرض ادا کیا؟۔

ان حالات میں فیصلہ کیا کہ آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس کی رابطہ کمیٹی کا اجلاس منعقد کیا جائے اور اس موقعہ پر اسلام آباد میں متحدہ مجلس عمل کے قائدین میں سے جو حضرات موجود ہوں ان سے بھی شرکت کی درخواست کر کے نئے سرے سے احتجاج کے پروگرام کو منظم کیا جائے۔ چنانچہ ۱۵ فروری بروز منگل ۲۰۰۵ء کو مسجد دارالسلام اسلام آباد میں اجلاس رکھا گیا۔جس میں حضرت قاضی حسین احمد، حضرت مولانا فضل الرحمن، حضرت مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا عبدالجلیل نقوی، جناب لیاقت بلوچ، جناب محمد خان لغاری، مولانا عبدالغفور حیدری، جناب قاری گل رحمن، مولانا نذیر احمد فاروقی، مولانا ابتسام الٰہی ظہیر، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد سمیت بہت سارے حضرات نے شرکت فرمائی۔متذکرہ سہ امور پر تفصیلی غور وخوض ہوا اور فیصلہ کیا گیا کہ:

۱۔ ۲۵ فروری، ۴ مارچ کے جمعوں پر ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے کئے جائیں۔

۲۔ ۹ مارچ بروز بدھ دن گیارہ بجے مسجد دارالسلام اسلام آباد میں آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے اور اس کے بعد احتجاجی مظاہرہ کیا جائے۔اس موقعہ پر قومی اسمبلی کا اجلاس ہوگا۔اس کے ٹائم کو سامنے رکھ کر مظاہرہ وغیرہ کا فیصلہ کیا گیا۔آپ سے استدعا ہے کہ ان امور کے متعلق اپنے اپنے حلقہ کے احباب اور اپنی جماعت کی تمام شاخوں کو سرکلر جاری کریں۔ہدایات دیں اور ملک بھر کے مظاہروں اور بالخصوص اسلام آباد ۹ مارچ کے پروگرام کو کامیاب بنائیں۔رفقاء سمیت خود بھی بھرپور شرکت فرمائیں۔اللہ تعالیٰ ہماری مظلومیت پر ترس فرمائیں۔جو کر سکتے ہیں وہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر سکیں۔ورنہ بے دینی کا بالخصوص قادیانیوں کو ہمارے سروں پر مسلط کرنے کا جو سیلاب لایا جارہا ہے۔اسکے تصور سے روح کانپتی ہے۔اسکی روک کے لئے آج موثر روک کا اہتمام ہم نہ کر پائے تو یقیناً یہ حادثہ ہوگا۔اسکی طرف خدارا توجہ فرمائیے۔اپنی جماعتی وذاتی ذمہ داری کو پورا فرمائیے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کے حامی وناصر ہوں۔

والسلام: اللہ وسایا

(۵)

(وزیراعظم جونیجو سے فوری ملاقات کی خواہش)

مخدوم گرامی حضرت اقدس مولانا سمیع الحق صاحب زید عنایتکم !السلام علیکم،مزاج گرامی،آپ نے جمعرات کو اسلام آباد تشریف لانے کا فرمایا۔۸ سے ۹ بجے تک متواتر فون کرتے رہے مگر آپ نہ مل سکے۔وزارت قانون میں ڈپٹی سیکرٹری کی زبانی تصدیق ہوگئی کہ (ا) نوٹیفکیشن تیار ہو کر وزیراعظم صاحب کے پاس گیا ہوا ہے۔وہ ہاں کر دیں تو بات سرے لگ جاتی ہے۔سیدی! اس وقت آنجناب کے علاوہ اور کون ہے جو وزیراعظم صاحب سے دوٹوک بات کر سکے۔بڑی ہی لجاجت سے درخواست گزار ہوں کہ آپ وزیراعظم صاحب سے مل کر سپیشل اس کام کیلئے وقت لیکر احسان فرمائیں۔اور اس قضیہ کو نمٹا دیں۔

اللہ رب العزت آپکی عزتوں میں اضافہ فرمائیں۔ والسلام: تراب اقدام کم فقیر اللہ وسایا ملتان

۱؎ قادیانیوں کے متعلق مختلف معاملات آئین کے رو سے قانون سازی یا پاسپورٹ وغیرہ میں حلفیہ بیان کے ردوبدل جیسے اہم مسائل میں وقتاً فوقتاً مقدور بھر تگ ودو کرتا رہتا ایسے ہی کسی معاملہ میں وزیراعظم جونا لباً محمد خان جونیجو مرحوم تھے سے ملاقات کرائی تھی۔(س)

اللہ وسایا قاسم[1]

مارچ ۱۹۸۹ء (بیگم عابدہ حسین کی پارلیمانی لیڈر بننے کے خلاف جرتمندانہ موقف اور پرویزیوں کے طلوع اسلام کی مذموم کوشش)

سلام مسنون! ملک و بیرون ملک یہودی لابی کے تمام مہرے مرزائی، رافضی، پرویزی، سوشلسٹ اور کیمونسٹ آپ کی حالیہ مشکور مساعی اور خالص اسلامی انقلاب کی جدو جہد سے خائف دلرزاں وترساں ہو گئے ہیں۔ لنگر لنگوٹ کس کر مقابلے میں اتر آئے ہیں۔ میرے سامنے اس وقت پرویزیوں کے آرگن ماہنامہ طلوع اسلام جنوری فروری ۱۹۸۹ء کا پرچہ ہے جس نے اخبارات میں شائع ہونیوالی آپ کی مجاہدانہ اور خالص دینی کردار کو مسخ کرنے اور اسلامی انقلاب کا راہ روکنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے چنانچہ طلوع اسلام کے مدیر لکھتے ہیں:

جمیعۃ علماء اسلام پاکستان کی جانب سے اخبارات اور رسائل میں ایک خبر شائع ہوئی جس کی سرخی اور متن حسب ذیل ہے۔

مولانا سمیع الحق نے بیگم عابدہ حسین کو ڈپٹی پارلیمانی لیڈر نہیں بننے دیا۔ لاہور ۶ دسمبر جمیعت علماء اسلام کے مرکزی مبلغ مولانا اللہ وسایا قاسم نے کہا ہے کہ جمیعت علماء اسلام نے پارلیمنٹ میں ۷ اور صوبائی اسمبلیوں میں ۵ سیٹیں حاصل کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قائد جمیعۃ مولانا سمیع الحق نے آئی جے آئی کے پارلیمانی اجلاس میں اپنے ویٹو کے ذریعہ عابدہ حسین کو ڈپٹی پارلیمانی لیڈر بننے سے جس طرح روکا ہے وہ ان کی جرأت مندی اور دین سے والہانہ وابستگی کا مظاہرہ ہے۔ (روزنامہ امروز لاہور ۷ ستمبر ۱۹۸۸ء) اللہ وسایا قاسم

☆☆☆

حضرت مولانا اللہ یار خان[2] چکڑالہ میانوالی

حافظ محمد اکرم اعوان (تنظیم الاخوان پاکستان)

(۱)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم! پشاور حاضری ہوئی تو سامنے سے بغیر ملے گزر نہ سکا مگر شومئے قسمت سے ملاقات نصیب نہ ہوئی۔ بہرحال السلام علیکم قبول فرمائیں، حضرت سے السلام علیکم اور دعا کی درخواست عرض کردیں۔ اگر ملاقات ہوئی تو کچھ زبانی باتیں کرنے کو بھی چاہتا تھا مگر اللہ کریم کو یہی منظور ہوگا اللہ نے چاہا تو پھر حاضری دونگا۔ والسلام دعا گو و دعا جو محمد اکرم غفرلہ

(۲)

مولانا السلام علیکم! ایک پرچہ "لغزشیں" بھیجا تھا مطالعہ سے گزرا ہے کیا؟ والسلام: ناچیز عبدالرزاق (معتمد خاص مولانا اللہ یار خان)

---

[1] جمیعت علماء اسلام (س) کے نہایت مخلص سرگرم نوجوان دفتر جمیعۃ اور دیگر اہم ذمہ داری نباہتے ہوئے جوانی میں داعی اجل کو لبیک کہا پنجاب کے جہانیاں سے تعلق تھا وہاں مدفین ہوئی۔

[2] معروف شیخ طریقت روحانی شخصیت دین کے تگ و دو میں سرگرم رہے ان کے بعد حافظ محمد اکرم اعوان نے ان کے کام کو آگے بڑھایا المنارہ نام کی بستی ان کی خدمات کا مرکز ہے جہاں سے المرشد کے نام سے ایک وقیع ماہنامہ بھی نکل رہا ہے دوسرا خط انہی حافظ صاحب کا ہے اور تیسرا خط بھی مولانا اللہ یار مرحوم کے معتمد خاص کا ہے۔ کچھ تفصیل مولانا احمد عبدالرحمان صدیقی کے خطوط میں دیکھی جاسکتی ہے جس میں شیخ الحدیث کی زیارت کیلئے حقانیہ آمد اور دونوں اکابر کا باہمی مکالمہ بھی شامل ہے۔

(۳)

۱۱ فروری ۱۹۷۵ء (مولانا اللہ یار خان کا فتنۂ رفض کا الحق کے ذریعہ تعاقب کی خواہش)

بخدمت جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم! منجانب ناچیز محمد بشیر عفا اللہ عنہ! حالات اینکہ کافی علماء حق نے میرے شیخ المکرم صاحب حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب مناظر اسلام کی اور دیگر حضرات نے جو دین سے کچھ تعلق رکھتے رہتے ہیں، مجبور کیا ہے کہ وہ رفض کی روک تھام کیلئے کوئی ایسا ٹھوس اور مضبوط قدم اٹھائیں، جو کہ ہمیشہ جاری رہ سکے اور عوام بھی اس سے فائدہ لے سکیں، اور علماء بھی اس سے استفادہ اٹھا سکیں، آئے دن یہ فتنہ بڑھتا چلا آرہا ہے، اس لئے اس کی روک تھام ضروری ہی نہیں بلکہ علماء حق اور مشائخ عظام کا فرض عین ہے کہ وہ اس کے لئے قدم اٹھائیں، اس سلسلہ میں آپ سے معلومات طلب یہ بات تھی کیونکہ میرے شیخ المکرم آپ کے رسالہ الحق کے خریدار بھی ہیں اور ہم مسلک بھی۔ کیا جناب حضرات ایک باب رفض کے متعلق ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنے رسالہ میں جاری کر سکتے ہیں، جسکا مسودہ آپکو یہاں سے شیخ المکرم بھیج دیں ہاں یہ آپکو پورا پورا حق حاصل ہوگا کہ جو بات آپکے نشریات واشاعت کے خلاف ہو وہ آپ نشر نہ کریں۔ یا جو الفاظ مناسب نہ ہوں انکو بدل دیں مفہوم وہی رہے اور آپکو ماہواری مواد بھیج دیا جاوے۔ اس کے متعلق تفصیل سے مطلع فرمادیں نوازش ہوگی۔ فقط والسلام طالب دعا

صوفی ناچیز محمد بشیر برائے حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب۔ بمقام وڈاکخانہ چکڑالہ تحصیل وضلع میانوالی

(۴)

بخدمت جناب ایڈیٹر ماہنامہ الحق صاحب، السلام علیکم! رسالہ بدستور جاری رکھنا رقم یعنی اسکا سالانہ چندہ منی آرڈر کر رہا ہوں آپکو چندہ مل جائے گا رسالہ جاری رکھنا۔ ناچیز اللہ یار چکڑالہ ضلع میانوالی خریداری نمبر ۴۴۲۴ ڈاک خانہ چکڑالہ

(۵)

۱۲ ستمبر ۲۰۰۰ء (مریضہ بچی کے شفاء کیلئے تعویز[1])

مکرمی محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم! ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بندہ جناب کی خدمت عالیہ میں ۵ ستمبر کو حاضر ہوا۔ آپ کے فرمان کے مطابق مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کی خدمت میں بیٹی[1] کی بیماری کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے تین تعویز مرحمت فرمائے۔ ایک تعویز کسی برتن میں پانی میں ڈال دیں، اور وہ پانی بچی کو پلائیں۔ کوشش کریں کہ بچی یہی پانی پیے۔ جب مرض کا دورہ پڑے تو یہی پانی اوپر چھڑک دیں۔ جتنا پانی استعمال ہو اتنا پانی اور ڈال دیا کریں جب ساتواں دن ختم ہو تو یہ پانی بھی ختم ہو جانا چاہیے۔ پھر نیا پانی بھریں، اور دوسرا تعویز ڈال دیں اس طرح یہ عمل تین ہفتے تک کریں۔ میں انشاء اللہ خود بچی کی حالت کے بارے میں دریافت کرلوں گا، اور امیر تنظیم الاخوان کی خدمت عرض کردونگا۔ اللہ کریم ہماری بیٹی کو شفاء کاملہ نصیب فرمائیں۔

حامل ہذا خط کے ہمراہ ایک تحریر بھیج رہا ہوں۔ اگر ممکن ہو سکے تو دارالافتاء سے اس پر دستی فیصلہ بھجوادیں بہت ممنون ہونگا۔ دعاؤں کی درخواست کے ساتھ ناچیز کرنل بشیر احمد (نائب ناظم سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ نائب صدر الاخوان)

---

[1] میری پیاری "بیٹی جویریہ" جو کم سنی میں مرض تشنج (ایپلیپسی) از قسم مرگی میں مبتلا ہوئی اور تا حال علاج بسیار کے باوجود مرض کا کلیہ ازالہ نہیں ہو سکا، اللہ تعالیٰ سے شفائے کاملہ کی دعا ہے (س)

(۶)

۱۳ فروری ۲۰۰۱ء (مروجہ سیاست اور دینی سیاست ○ دفاع افغانستان کونسل کے اجلاس کی ایک تجویز)

محترم و مکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اسلام آباد میں منعقدہ "دفاع افغانستان کونسل" کے اجلاس بمورخہ ۱۲ فروری ۲۰۰۱ء میں پیش کردہ یہ تجویز انتہائی قابلِ قدر، بروقت اور تنظیم الاخوان کے موقف کے عین مطابق ہے کہ "تمام دینی تنظیمیں مروجہ سیاست سے توبہ کر کے سیاست کو دین کے تابع کرتے ہوئے اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے تحریک شروع کریں"۔

تنظیم الاخوان پاکستان مذکورہ بالا تجویز کا پرزور خیر مقدم کرتی ہے۔ ہم تو حکومت کو برملا اس بارے چیلنج کررہے ہیں کہ مغربی سیکولر جمہوریت پر مبنی موجودہ نظام سیاست، سودی نظام معیشت، ظالمانہ نظامِ عدالت، اور طبقاتی نظام تعلیم ختم کر کے قوم کو اسلامی نظام کی برکات سے نوازا جائے۔ "دفاع افغانستان کونسل" کے اجلاس میں پیش کردہ مذکورہ بالا تجویز کی بھرپور تائید کرتے ہوئے ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ آیئے تمام دینی جماعتوں اور مذہبی قائدین کو ساتھ لیکر نفاذ اسلام کیلئے میدان میں اتریں، اور حکمرانوں کو بتادیں کہ ہم نفاذ اسلام کا مطالبہ بطور خیرات نہیں کررہے بلکہ یہ ہمارا حق ہے۔ محمد الرسول ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے کروڑوں پاکستانی مسلمانوں کا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کو، تمام دینی جماعتوں کے قائدین اور مذہبی رہنماؤں کو توفیق دے، کہ ہم سب اللہ کی رسی مضبوطی سے تھام لیں اور قرآن وسنت کی بالادستی کیلئے تحریک شروع کریں۔ انشاء اللہ ہم متحد ہو کر نفاذ اسلام کی منزل حاصل کرلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

والسلام: آپ کا مخلص کرنل (ر) عبدالقیوم صدر تنظیم الاخوان پاکستان (برائے امیر محمد اکرم اعوان)

☆☆☆

سینیٹر صاحبزادہ محمد الیاس[1] ایبٹ آباد

(۱)

۲۸ مارچ ۱۹۸۸ء (والدہ ماجدہ کی رحلت پر تعزیت)

برادرم مولانا صاحب دام سلامت باشد۔ السلام علیکم! ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج اخبارات سے آپکی والدہ ماجدہؒ کے رحلت کی افسوس ناک خبر پڑھنے سے از حد رنج ہوا۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین اور آپ جملہ پسماندگان کو بھی صبر جمیل عطا فرمائے ثم آمین۔ جناب حضرت مولانا صاحب زادمجدہ، کی خدمت بابرکات میں سلام عرض کریں۔ اور برادرم پروفیسر حقانی صاحب[2] کو بھی سلام و پیام تعزیت پہنچادیں۔ فقط والسلام آپکا مخلص دعا گو صاحبزادہ محمد الیاس عفی عنہ

(۲)

۱۸ مئی ۱۹۸۵ء (صدر ضیاء الحق کا چار نکاتی ایجنڈا)

گرامی قدر جناب مولانا صاحب زادمجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپکا ماہنامہ الحق یہاں مقامی اخبار فروش کی دکان پر ملتا ہے، اور میں اس کا برسوں سے مستقل قاری ہوں۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقی اور توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

---

۱ میری پیاری "بیٹی جویریہ" جو کم سنی میں مرض تشنج (اپیلپسی) از قسم مرگی میں مبتلا ہوئی اور تا حال علاج بسیار کے باوجود مرض کا کلیہ ازالہ نہیں ہوسکا، اللہ تعالیٰ سے شفائے کاملہ کی دعا ہے (س) ۲ ایبٹ آباد سے تعلق تھا سینٹ میں ہمارے ساتھ رہے مخلص دیندار انسان (س) ۳ برادرم پروفیسر محمود الحق حقانی

اب تو اخبارات سے پتہ لگتا ہے کہ آپکے دل میں بھی لیلائے وزارت کی خواہش بیدار ہو چکی ہے، دعا ہے کہ مراد پوری ہو۔آمین آپکو یاد ہوگا کہ صدر پاکستان نے پارلیمنٹ (مجلس شوریٰ) میں اپنے افتتاحی خطاب میں ایک چار نکاتی ایجنڈا برائے غور پیش کیا تھا، میں نے ائیر پورٹ پر ۴/۲۸ کو جناب چیرمین سینٹ سے یاددھانی کی تھی، کہ قومی اسمبلی اگر بجٹ اور دوسرے امور میں مشغول ہوگئی تو سینٹ کا اجلاس اگر بلایا جائے تو اس میں سرکاری طور سے ان چار نکات کو ضرور حل کیا جائے۔ کہنے لگے تجویز تو معقول ہے، لیکن دیکھئے پروفیسر خورشید اور پارٹی اپنی طرف سے کیا تحریک پیش کرتے ہیں۔میرا خیال ہے کہ انصاری کمیشن کی رپورٹ اور نفاذ حکومت الہیہ کا سلسلہ آپ اور آپ کے ہم مسلک علماء کو جو پارلیمنٹ میں ہوں، ایک متحدہ لائحہ عمل طے کرلینا ضروری ہے، تا کہ آپکی آواز میں اثر اور زور محسوس ہو اور پھر جملہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ رکھنے والوں سے حصول تائید میں آسانی ہو۔ جناب قبلہ مولانا صاحب کی خدمت بابرکت میں سلام مسنون اور دعا کیلئے ضرور عرض کریں۔ فقط: والسلام مخلص دعا گو صاحبزادہ محمد الیاس عفی عنہ

☆☆☆

محمد الیاس الاعظمی۔انڈیا

(ڈاکٹر محمود الحسن عارف کا مقالہ محی الاسلام پانی پتی)

مارچ ۱۹۹۳ء

مکرمی سلام مسنون! حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب علیہ الرحمۃ کے یادگاری مجلہ الحق کو کچھ دنوں سے پڑھنے کا موقع ملا اور اس سے متعلق معلومات ہوئی ہیں ہندوستان کے جس کونے میں ہوں، وہاں بہت کم دنیا کے رسائل وجرائد سے واقفیت ہو پاتی ہے الحق میں مجھے بڑی اپنائیت اور اپنے میں ایک منفرد ممتاز احساس، ہوا ڈاکٹر محمود الحسن عارف صاحب کے مقالہ قاری ابو محمد محی الاسلام پانی پتی اور ان کی خدمات نے خاص طور پر متاثر کیا کیونکہ میں بھی اسی میدان کا اپنے کو ایک تنکا سمجھتا ہوں۔تجوید کی ایک ابتدائی کتاب "اہل التجوید" میں نے ۱۹۸۶ء میں مرتب کی تھی جو یہاں کے عوام وخواص میں مقبول ہوئی، اور کئی اہم مدارس کے نصاب میں داخل کی گئی تھی جسے میں آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ محمد الیاس الاعظمی، اعظم گڑھ یوپی انڈیا

☆☆☆

مولانا محمد الیاس چنیوٹی[1]

رئیس ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ

(تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ)

مکرمی ومحترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ قادیانی ۲۰۰۸ میں خلافت جوبلی منارہے ہیں، اور تمام دنیا میں اس حوالہ سے ان کی تقریبات جاری ہیں یاد رہے کہ مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ کو مرا تھا، اور مئی ۲۰۰۸ میں اسے مرے ہوئے سو سال گزر چکے ہیں۔انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ نے قادیانی پروپیگنڈہ کے توڑ میں دو قدم اٹھائے ہیں:-

(۱) ملک گیر ختم نبوت کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا گیا اور خصوصی طور پر ۲۶ مئی ۲۰۰۸ کو ایوان اقبال لاہور میں ایک عظیم الشان انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جس سے ہر مکتبہ فکر کے راہنماؤں نے خطاب کیا۔

---

[1] عظیم مبلغ ختم نبوت علامہ منظور احمد چنیوٹی (ایم پی اے) کے صاحبزادہ، انہی کے مشن پر گامزن۔

(۲) ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ کے شعبہ " تخصص فی ردالقادیانیہ " کے انچارج مولانا مشتاق احمد چنیوٹی کو تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ لکھنے کا کام سونپا گیا جنہوں نے شبانہ روز محنت کر کے مختصر عرصہ میں ۸۶۴ صفحات پر مشتمل ایک کتاب مرتب کی جو ۲۶ مئی ۲۰۰۸ کو انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس کے مدعوئین کو پیش کی گئی۔

اس کتاب میں ختم نبوت کے حوالہ سے معروف تمام مکاتب فکر کے علماء و مشائخ اور رہنماؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن وقت کی کمی کے باعث مولانا موصوف تمام شخصیات کی خدمات کا احاطہ نہیں کر سکے۔ طبع ثانی میں مطلوبہ اضافوں کیلئے آپ سے درج ذیل سوالات کے جوابات درکار ہیں امید ہے، آپ اس موضوع کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے، اپنی پہلی فرصت میں جواب سے نوازیں گے۔

(۱) آپ کے قادیانیوں کے ساتھ مناظرے / مباحثے / نجی مجالس کی گفتگو اور ان کے نتائج اگر تاریخ وار بتایا جائے، تو نہایت موزوں ہوگا۔

(۲) کتنے قادیانی آپ کے ہاتھ پر قادیانیت سے تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

(۳) آپ کا تحریکات ختم نبوت ۱۹۵۳، ۱۹۷۴، ۱۹۸۴ میں کیا کردار رہا۔

(۴) آپ کے والد بزرگوار اور دیگر اعزہ / اساتذہ کرام / احباب کی جدوجہد جو آپ لکھنا چاہیں۔

(۵) اگر آپ کسی جماعت یا تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں، تو اس تنظیم کی علاقائی / قومی سطح پر قادیانیت کے خلاف جدوجہد کی تفصیلات۔

(۶) آپ کے مسلک کے علماء و مشائخ کی قادیانیت کے خلاف کتابوں کی فہرست بھی درکار ہے۔

(۷) اگر آپ کی جماعت کی دینی مدارس / سکولز / کالجز / یونیورسٹیز کے طلباء میں شاخیں ہیں تو ان طلباء کا کیا کردار رہا۔

(۸) ردقادیانیت پر آپ کی کتنی تصانیف / مضامین ہیں۔ کب اور کس ادارہ سے شائع ہوئے۔

امید واثق ہے، کہ آپ اپنی قیمتی مصروفیات میں سے وقت نکال کر جلد از جلد جواب سے نوازیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام محمد الیاس چنیوٹی رئیس ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ، جھنگ ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب

☆☆☆

مولانا محمد الیاس محی الدین الندوی۔ انڈیا

(مولانا علی میاں کے مجالس میں الحق کا ذکر خیر ○ الحق کا خصوصی شمارہ ○ کتاب سیرت ٹیپو سلطان شہید)

جون ۲۰۰۰ء

محترم جناب مولانا راشد الحق سمیع حقانی۔ مدیر الحق! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ مخدومی حضرت مولانا علی میاں علیہ الرحمہ کی نجی مجالس میں جن پاکستانی مجلات کا ذکر خیر ہوتا رہتا تھا ان میں ایک ماہنامہ الحق بھی ہے۔ اسکا نتیجہ ہے کہ سب سے پہلے پاکستان سے خصوصی نمبر مفکر اسلام پر الحق ہی کا نکلا اور حضرت مولاناؒ سے فکری ہم آہنگی مزاج کی یکسانیت ندوۃ العلماء سے فکری و ذہنی قرب اور دیگر متعدد وجوہات کی بناء پر یہ اسکا حق بھی تھا۔ الحمدللہ مضامین بھی بڑے معتدل اور معیاری ہوتے ہیں، اور یہاں ملک میں اسکے متعلق اچھی رائے ہے۔ کراچی سے مولانا فضل ربی صاحب ندوی مالک مجلس نشریات اسلام ناظم آباد نے بتایا تھا، کہ چند ماہ قبل راقم الحروف کی کتاب سیرت ٹیپو سلطان شہید پر جو کراچی سے بھی چھپی ہے، الحق میں ایک ہمت افزاء تعارفی مضمون چھپا تھا لیکن میں دیکھ نہ سکا اگر ممکن ہو تو اس کی ایک نقل ضرور ارسال فرمائیں۔ مفکر اسلامؒ سے آپ کے خصوصی تعلق کے پیش نظر اپنا ایک تازہ مضمون ارسال خدمت ہے، امید ہے کہ آپ کو ضرور پسند آئیگا، اگر طویل ہو تو قسط وار سہی۔ امید ہے کہ آپ اسکو قریبی شمارہ میں شامل اشاعت فرما کر ممنون فرمائینگے۔ مزید کیا عرض کروں خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔ دعا گو: محمد الیاس محی الدین الندوی جامعہ اسلامیہ بھٹکل انڈیا

امان اللہ خان[1] چیئرمین جموں وکشمیر لبریشن فرنٹ

(۱)

(تحریک آزادی کشمیر O اہم مگر تلخ حقائق)

۲۳ دسمبر ۱۹۹۵ء

مکرمی سینئر مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم! آپ کے وقت کی اہمیت کے پیش نظر میں رسمی معاملات میں جائے بغیر براہ راست خط کے موضوع پر آرہا ہوں اس کے باوجود خط خاصا لمبا ہو گیا جس کیلئے پیشگی معذرت خواہ ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ خط کے مندرجات کی اہمیت کے پیش نظر آپ اسے پوری سنجیدگی سے پڑھیں گے۔ آمدم برسر مطلب

برادرم! آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اگر پاکستان خاص کر مغربی پاکستان کے عوام کو شروع سے ہی مشرقی پاکستان کے اصل حالات سے پوری طرح باخبر رکھا گیا ہوتا، تو پاکستان دولخت نہ ہوتا یا کم از کم پاکستان کے ماتھے پر مسلمانوں کو ہندوؤں کے ہاتھوں ملنے والی تاریخ کی بدترین شکست کا سیاہ داغ نہ لگتا۔ جس طرح ۱۹۷۰ء-۷۱ء میں قوم کو مشرقی پاکستان کے اصل حالات سے بے خبر رکھا گیا آج وہی کچھ بھارتی مقبوضہ کشمیر، مسئلہ کشمیر اور تحریک آزادئ کشمیر کے بارے میں ہو رہا ہے۔

مکرمی! تحریک آزادئ کشمیر سے متعلق بھارتی مقبوضہ کشمیر کی صورت حال کے بارے میں پاکستان کے اخبارات میں شائع اور ریڈیو، ٹیلی ویژن سے نشر ہونے والی خبروں کا بہت بڑا حصہ کشمیر پریس انٹرنیشنل (کے پی آئی) اور کشمیر میڈیا سروس (ک ایم ایس) کا بھیجا ہوتا ہے۔ (کے پی آئی) جماعت اسلامی کی ملکیت ہے، جبکہ کے ایم ایس ایک سرکاری نیوز ایجنسی ہے، اور دونوں ایجنسیاں اپنے مطلب کی خبریں بھیجنے، خبریں تخلیق کرنے، اور خبروں کو توڑ مروڑ اور بڑھا چڑھا کر پیش کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ چنانچہ آج ایک عام پاکستانی ہی نہیں خاصا باخبر پاکستانی بھی تحریک آزادی سے متعلق (خاص کر مقبوضہ کشمیر کی) اصل صورتحال سے بے خبر ہے۔ آیئے اس سلسلہ میں چند پوشیدہ حقائق سے پردہ اٹھائیں۔ (۱) ۱۹۸۸ء میں بھارتی مقبوضہ کشمیر میں لبریشن فرنٹ کی طرف سے مسلح جدوجہد آزادی شروع ہوتے وقت سید علی شاہ گیلانی سمیت جماعت اسلامی کے چار ممبر بھارت سے وفاداری کا حلف اٹھا کر کشمیر اسمبلی میں بیٹھے تھے،

<u>جماعت اسلامی کی دیگر کشمیری تنظیموں پر بالادستی کی سازشیں:</u> چنانچہ جماعت اسلامی نے ابتداء میں اس مسلح جدوجہد آزادی کو دہشت گردی قرار دیا، لیکن جب لبریشن فرنٹ کے انقلابی پروگرام سے متاثر ہو کر خود جماعت اسلامی کے نوجوان ممبر بڑی تعداد میں جماعت کو چھوڑ کر لبریشن فرنٹ میں شامل ہونے لگے اور انہوں نے لبریشن فرنٹ کے زیر اہتمام عسکری تربیت لینی شروع کی تو جماعت کو فکر دامن گیر ہو گئی، کہ کہیں وہ اپنے سارے نوجوان ممبروں سے ہی محروم نہ ہو جائے۔ چنانچہ وہ مسلح جدوجہد آزادی کو دہشت گردی قرار دینے کے اپنے سابقہ استدلال کو پس پشت ڈال کر خود مسلح جدوجہد کے میدان میں کود پڑی، اور اسے جہاد کا نام دے دیا اور ساتھ ہی اپنا عسکری شعبہ حزب المجاہدین کے نام سے قائم کیا جس کے بعد جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے کچھ نوجوان جو لبریشن فرنٹ کے زیر اہتمام عسکری تربیت حاصل کر چکے تھے، واپس چلے گئے۔ ان میں حزب المجاہدین کے اولین کمانڈر انچیف ماسٹر احسن ڈار کے علاوہ مشہور کمانڈر مقبول الائی شہید، عبداللہ بنگرو شہید، اور اشرف ڈار شہید بھی شامل تھے۔ حزب المجاہدین نے اعلان کیا کہ وہ ریاست کے پاکستان سے الحاق کی حامی ہے، چنانچہ پاکستان نے اسکی پوری حمایت اور مدد کی یہاں تک کہ صرف میاں نواز شریف نے جماعت اسلامی پاکستان کے امیر

---

[1] چیئرمین جموں وکشمیر لبریشن فرنٹ مظفر آباد آزاد کشمیر، تحریک آزادی کشمیر اور لبریشن فرنٹ کے بارہ میں اہم معلومات فراہم کئے گئے ہیں۔

قاضی حسین احمد صاحب کو جہاد کشمیر کیلئے دس کروڑ روپے دیئے۔ پاکستان اور دنیا بھر سے جہاد کشمیر کے نام پر اربوں روپے جمع کرنے کے بعد جماعت اسلامی اور حزب المجاہدین نے دوسری کشمیری تنظیموں پر بالادستی حاصل کرنے اور پوری تحریک پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے کا فیصلہ کیا، اور اسی کوشش میں حزب المجاہدین کے "مجاہدوں" کے ہاتھوں الحاق پاکستان کی حامی تنظیموں سمیت دوسری تنظیموں کے بے شمار کمانڈر، مشیر اور دانشور شہید ہو گئے۔ حزب المجاہدین کے ہاتھوں زخم خوردہ لوگوں میں سے ایک شخص یوسف پرے جسے کوکہ "پرے" کے نام سے جانا جاتا ہے، نے دوسروں کی طرح ارفع مفاد میں خاموش رہنے یا تحریک سے ہی کنارہ کش ہونے، کی بجائے حزب المجاہدین سے بدلہ لینے کا فیصلہ اور اعلان کیا یہ اعلان سنتے ہی حزب المجاہدین کے ہاتھوں زخم خوردہ سینکڑوں نوجوان اس کے ارد گرد جمع ہو گئے، اس طرح اس کا یہ گروپ ایک طاقتور عسکری گروپ بن گیا، جس کا نام اخوان المسلمون رکھا گیا، اور یوسف پرے کوکہ پرے سے جمشید شیرازی بن گیا۔ یہ ساری صورتحال بھارت کیلئے ایک غیبی مدد ثابت ہوئی، اور اس نے اخوان المسلمون کی پیٹھ ٹھونکی، چنانچہ انہوں نے جماعت اسلامی اور حزب کے درجنوں افراد کو قتل کیا۔ کوکہ پرے کی دیکھا دیکھی، حزب المجاہدین کے ہاتھوں زخم خوردہ لوگوں پر مشتمل بہت سے اور گروپ بن گئے، جن میں طالبان، گوجرنا ٹیگرز اور صدائے حریت قابل ذکر ہیں، ادھر حزب المجاہدین کے کچھ اہم سابق کمانڈروں نے بھی محمد اقبال شیخ عرف ٹائیگر (جو حزب کا سابق ملٹری ایڈوائزر برائے شمالی کشمیر تھا) کی قیادت میں ایک گروپ بنایا، اور بھارتی فوج کی مدد سے تحریک دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہے اس گروپ میں حزب المجاہدین کے سابق کمانڈر ظہور احمد عرف شاہد خان، اور طارق احمد عرف جہانزیب، کے علاوہ اللہ ٹائیگرز کے سابق ڈپٹی کمانڈر انچیف بشیر احمد ٹاک عرف نعیم بلوچ، شامل ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے گروپ کا نام شہیدی دستہ رکھا ہے۔ کہا جاتا ہے، کہ پروفیسر غنی (صدر مسلم کانفرنس) کے بھائی سلطان بٹ کو اسی گروپ نے قتل کیا۔ الغرض یہ سارے گروپ تحریک مخالف سرگرمیوں میں مصروف ہیں، ادھر کوکہ پرے گروپ نے درگاہ حضرت بل پر قبضہ کرنے کی نصف درجن بھر کوششیں، کی ہیں جنہیں لبریشن فرنٹ کے حریت پسندوں نے ناکام بنادیا، ہے اس ناکامی کے بعد کوکہ پرے کے گروپ نے ہمارے ڈویژنل کمانڈر ڈوڈہ کمانڈر مظہر خان کو اغواء کر کے شہید کر دیا اسکے علاوہ اسی گروپ نے مقبوضہ کشمیر کیلئے ہمارے صدر شبیر احمد صدیقی پر بھی کئی قاتلانہ حملے کئے ہیں، یاد رہے کہ حالیہ تنظیمی بحران کے بعد بھی حضرت بل پر ہمارا کنٹرول ہے۔ ۱۹۸۹ء سے پہلے اس پر شیخ محمد عبداللہ مرحوم، اور اس کی پارٹی نیشنل کانفرنس کا کنٹرول تھا۔ درگاہ حضرت بل ایک دینی مرکز کے علاوہ ایک انتہائی اہم اور مضبوط سیاسی مرکز بھی ہے، اور کوکہ پرے اسے اپنی تحریک مخالف سرگرمیوں کیلئے استعمال کرنا چاہتا ہے، لیکن لبریشن فرنٹ اس اہم مرکز کو تحریک مخالف اور بھارت نواز عناصر سے محفوظ رکھنا اپنا فرض سمجھتا ہے، اور فرض کی ادائیگی میں قربانیاں دے رہا ہے۔ الغرض آج بھارتی مقبوضہ کشمیر خانہ جنگی کے دہانے پر کھڑا ہے، ایک طرف درجن بھر بھارت مخالف عسکری تنظیمیں اور دوسری طرف نصف درجن بھر تحریک مخالف گروپ جنہیں چھ لاکھ بھارتی فوج کی حمایت حاصل ہے، ایک دوسرے پر بندوق تانے کھڑے ہیں۔

<u>جماعت اسلامی کی پوری تحریک پر اجارہ داری کا جنون</u>: اس صورتحال کی بنیادی وجہ جماعت اسلامی اور حزب المجاہدین کے ذہن پر سوار دوسری تنظیموں پر بالادستی حاصل کرنے اور پوری تحریک پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے کا جنون ہے۔ بالالفاظ دیگر مقبوضہ کشمیر کی موجودہ انتہائی سنگین صورتحال کی بنیادی ذمہ داری جماعت اسلامی اور حزب المجاہدین پر عائد ہوتی ہے، ادھر کے پی آئی اس صورت حال کو دنیا کے سامنے کسی اور ہی رنگ میں پیش کرتی ہے، اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے، کہ اس انتہائی افسوس ناک صورتحال کے باوجود جماعت اسلامی، حزب المجاہدین اور کے پی آئی تحریک آزادی کیلئے مہلک اپنے اس طرز عمل پر نادم ہونے اور اپنی اصلاح کرنے کی بجائے، اپنے

آپ کو مظلوم گردان کر اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور اس سے بھی زیادہ قابل افسوس بات یہ ہے، کہ حکومت پاکستان (خاص کر اس کے متعلقہ شعبے) جماعت اور حزب المجاہدین کے اس تحریک دشمن طرز عمل کی حوصلہ شکنی کرنے کی بجائے حوصلہ افزائی کرتی رہی ہے۔

اس ساری صورتحال کے پیش نظر اگر کل کشمیر دوسرا افغانستان بن جائے تو اس خبر میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہوگی

(۲) چند ماہ قبل ایک مشہور بھارتی میگزین دی آؤٹ لُک نے مقبوضہ وادی کشمیر میں ۵۰۴ افراد جن میں زندگی کے ہر شعبے اور ہر پیشے سے تعلق رکھنے والے سنجیدہ مرد و زن شامل تھے، سے مسئلہ کشمیر کے مختلف پہلوؤں سے متعلق دس سوال کئے۔ ریاست کے مستقبل کے بارے میں پوچھے گئے، ایک سوال کے جواب میں ۷۲ فیصد افراد نے کہا، کہ وہ پوری ریاست کو ایک آزاد و خود مختار مملکت بنانے کے حق میں ہیں، ۱۹ فیصد نے ریاست کے پاکستان سے الحاق کی، حمایت کی اور صرف ۷ فیصد نے بھارت سے الحاق کی حمایت کی اور وہ بھی مکمل اندرونی خود مختاری کے ساتھ۔

ایک اور سوال کے جواب میں صرف دس فیصد لوگوں نے الحاق پاکستان کے حامی جماعت اسلامی کے سید علی گیلانی کو مسئلہ کشمیر کو حل کرانے کا اہل قرار دیا، جبکہ ۳۷ فیصد اس خیال کے حامل تھے، کہ غیر محدود حق خودارادیت کے علمبردار شبیر شاہ مسئلہ کشمیر کو حل کرانے کی اہلیت رکھتے ہیں جبکہ کے پی آئی کے پروپیگنڈے کے مطابق، وہاں غالب اکثریت الحاق پاکستان کی حامی ہے، اور سید علی گیلانی کشمیریوں کے غیر متنازعہ قائد ہیں۔ ان حقائق کے علاوہ موجودہ تحریک ریاست کی مکمل خود مختاری کی داعی تنظیم لبریشن فرنٹ نے شروع کی اس وقت تک جماعت اسلامی بھارتی آئین کے تحت ہونے والے انتخابات میں بھرپور حصہ لیتی رہی تھی، یہاں تک کہ ایک بار اس نے کانگریس کے ساتھ انتخابی اتحاد کر کے اور اس کی مدد سے کشمیر اسمبلی میں پانچ نشستیں حاصل کی تھیں۔ اب تک ریاست کی خود مختاری کے حامی ہزاروں کشمیری نوجوانوں نے اپنے مقصد کے حصول کیلئے اپنی جانیں تک قربان کی ہیں، یہی نہیں خود مختاری کے حامی براہ راست خود مختاری بھی نہیں مانگتے، بلکہ صرف یہ کہتے ہیں، کہ کشمیریوں کے حق خودارادیت میں ریاست کے بھارت یا پاکستان سے الحاق کے حق کے ساتھ ریاست کی مکمل خود مختاری کا حق بھی شامل کیا جائے۔ اور فیصلہ آزادانہ طور پر ظاہر کی گئی عوامی رائے کے مطابق ہو۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ان تمام حقائق کے باوجود حکومت پاکستان بلکہ پاکستان کی اکثر سیاسی پارٹیاں بھی کشمیریوں کو یہ حق (حق خود مختاری) دینے کیلئے تیار نہیں۔ پاکستان کے اسی طرز عمل کے نتیجے میں عالمی سطح پر غیر جانبدار مبصر اور تجزیہ نگار کہتے ہیں، کہ پاکستان کی طرف سے کشمیریوں کو حق خود مختاری دینے سے انکار کر کے انہیں پاکستان سے الحاق کرنے پر مجبور کرنے اور بھارت کی طرف سے، انہیں حق خودارادیت دینے سے ہی انکار کرنے میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ خود کشمیریوں کی ایک بڑی تعداد بھی محسوس کر رہی ہے، (گو وہ ابھی تک خاموش ہے) کہ بھارت اور پاکستان دونوں کی دلچسپی صرف سرزمین کشمیر کی ملکیت سے ہے۔ انہیں کشمیری عوام کے احساسات اور امنگوں کا کوئی پاس نہیں۔ البتہ دونوں اپنے مقاصد کیلئے مختلف طریقے اختیار کئے ہوئے ہیں، اور اپنے اپنے موقف کے حق میں ایک جیسے اور مختلف دلائل دیتے ہیں۔ دونوں دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے کشمیر کیلئے بھاری جانی اور مالی قربانیاں دی ہیں، یہاں تک کہ دو جنگیں بھی لڑی ہیں۔ علاوہ ازیں بھارت مہاراجہ کشمیر کی طرف سے کئے گئے ریاست کے بھارت سے "الحاق" کو کشمیر پر اپنے دعویٰ ملکیت کی بنیاد بناتا ہے جبکہ پاکستان دو قومی نظریے کو۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو نام نہاد الحاق جائز اور آئینی تھا اور نہ ہی (خود قائد اعظم محمد علی جناح کے ۱۷ جون، ۱۱ جولائی اور ۳۰ جولائی ۱۹۴۷ء کے واضح اعلانات کے مطابق) دو قومی نظریئے کا اطلاق برصغیر کی شخصی ریاستوں (بمعہ ریاست جموں کشمیر) پر ہوتا تھا، چنانچہ ان دونوں دعوؤں میں کوئی وزن نہیں۔ الغرض بھارت اور پاکستان کی کشمیر پالیسیاں کشمیریوں کے ساتھ سراسر ظلم ہے، بھارت کی پالیسی وحشیانہ اور پاکستان کی غیر منصفانہ

ہے۔مکرمی! میری یہ صاف گوئی شاید آپ کو ناگوار گزری ہو،لیکن یقین کریں تلخ حقائق یہی ہیں۔

(۳) حکومت پاکستان خاص کر اس کے وزراء،وزارت خارجہ اور پارلیمانی کشمیر کمیٹی کے سربراہ عام طور پر یہ تاثر دیتے ہیں،کہ ان کی کوششوں سے عالمی رائے عامہ کشمیریوں کے حق خودارادیت کی پرزور اور موثر حمایت کرنے لگی ہے،جبکہ حقیقت اس سے کوسوں دور ہے۔

اسلامی کانفرنس کی کشمیر کمیٹی بے حسی: یہاں تک کہ اسلامی کانفرنس کی کشمیر کمیٹی (رابطہ گروپ) نے بھی جس کا ایک اجلاس صرف سات منٹ جاری رہا اس سلسلے میں کوئی اہم پیش قدمی نہیں کی ہے۔رابطہ گروپ بھارت سے اپنی کوئی بات منوانے میں بھی ناکام رہا ہے،بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا،کہ اس گروپ نے اس سلسلے میں کوئی سنجیدہ کوشش ہی نہیں کی۔کناکری (گنی) میں ہونے والے مسلم وزرائے خارجہ کے حالیہ اجلاس میں بھی کشمیر سے متعلق ایک قرارداد سے زیادہ کچھ نہیں ہوا۔برطانیہ کی لیبر پارٹی کا کشمیریوں کے حق خودارادیت کے حق میں ریزولوشن برطانیہ میں مقیم کشمیریوں خاص کر لبریشن فرنٹ سمیت کشمیری تنظیموں کی سالہا سال کی محنت اور لابنگ کا نتیجہ تھا نہ کہ حکومت پاکستان یا اس کی پارلیمانی کشمیر کمیٹی کی کوششوں کا۔ہم سمجھتے ہیں،کہ جب تک حکومت پاکستان کشمیریوں کے حق خودارادیت کو الحاق تک محدود رکھے گی،اس وقت تک کشمیر کے بارے میں عالمی رائے عامہ کی نتیجہ خیز عملی حمائت حاصل کرنا ناممکنات میں سے ہے،اور اگر خدانخواستہ کشمیر میں جاری مسلح جدوجہد آزادی کمزور پڑ گئی،یا خانہ جنگی میں تبدیل ہوگئی،تو مسئلہ کشمیر میں عالمی رائے عامہ کی رہی سہی دلچسپی بھی ختم ہو جائے گی۔

مکرمی! میں نے خاصے تلخ حقائق کی شکل میں تحریک آزادی کشمیر سے متعلق اصل صورت حال آپکے سامنے رکھی ہے،اس بارے میں آپ کو کیا کرنا چاہیے،یہ آپ کے ضمیر پر منحصر ہے۔آپ چاہیں تو خط کو ردی کی ٹوکری میں پھینک کر مجھے پاکستان دشمن اور بھارتی ایجنٹ کے القابات سے نوازیں۔چاہیں تو خط کے مندرجات پر سنجیدگی سے غور کر کے اور ضرورت محسوس ہوئی،تو ان کے بارے میں غیر جانبدار حلقوں سے تصدیق کرا کے تحریک آزادئ کشمیر کو ان خطرات سے نجات دلانے کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔

البتہ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی وما علینا الا البلاغ المبین آپکا مخلص امان اللہ خان (چیئرمین جموں کشمیر لبریشن فرنٹ)

(۲)

(جموں کشمیر لبریشن فرنٹ اور مکمل خودمختاری کی جدوجہد)

محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان سربراہ پاکستان پیپلز پارٹی۔میاں محمد نواز شریف قائد حزب اختلاف وصدر پاکستان مسلم لیگ اور پاکستان کی جملہ سیاسی پارٹیوں کے سربراہوں کے نام۔۔۔۔۔ کھلا خط

معزز خواتین وحضرات۔السلام علیکم! آپ لوگوں سے ذاتی طور پر گزارش ہے کہ آپ تحریک آزادئ کشمیر کے علاوہ خود مملکت پاکستان کے اعلیٰ ترین مفاد میں اس خط پر ایک نظر ڈالیں۔شکریہ

قارئین کرام! آپ لوگ یقیناً درج ذیل ناقابل تردید حقائق سے باخبر ہوں گے کہ

(۱) بھارتی مقبوضہ کشمیر میں ۱۹۸۸ء سے جاری مسلح جدوجہد آزادی کی ابتداء ہماری تنظیم جموں کشمیر لبریشن فرنٹ (جے کے ایل ایف) کے ہاتھوں ہوئی تھی بلکہ ابتدائی ۱۵ ماہ کے دوران ہم اس میدان میں اکیلے تھے،جس کے بعد دوسری تنظیمیں میدان میں آگئیں یا لائی گئیں۔

(۲) لبریشن فرنٹ کے ہاتھوں شروع ہوئی اسی مسلح جدوجہد آزادی نے (نہ کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں نے) مسئلہ کشمیر اور تحریک

آزادیٔ کشمیر کے نیم مردہ جسموں میں نئی روح پھونک کرانہیں زندہ کردیا۔

(۳) جے کے ایل ایف پوری ریاست جموں کشمیر کی مکمل خودمختاری کا علمبردار ہے، اور ہم چاہتے ہیں کہ اس خودمختار کشمیر کی حیثیت پاکستان کے چھوٹے بھائی کی ہو۔ یہی نہیں بلکہ ہم نے بار بار اعلان کیا ہے، کہ پوری ریاست کی مکمل خودمختاری کا دروازہ کھلا رکھے جانے کے باوجود اگر مجوزہ رائے شماری میں ریاستی باشندوں کی اکثریت نے الحاق پاکستان کے حق میں ووٹ دیا، تو ہم اس اکثریتی فیصلے کو تسلیم کریں گے۔ ریاست کی خودمختاری کے مطالبے کی بہت سی وجوہات ہیں ایک یہ ہے کہ الحاق کیلئے عالمی رائے عامہ کی حمایت کا حصول ناممکن ہے جبکہ خودمختاری کیلئے یہ حمایت آسانی سے مل سکتی ہے، اور یہ حمایت ایک بنیادی ضرورت ہے۔

(۴) لبریشن فرنٹ اب تک جنگ آزادی کے تینوں (سفارتی، سیاسی اور عسکری) محاذوں پر انتہائی اہم کردار ادا کرتا رہا ہے۔ بھارت ہمارے اس کردار سے کتنا نالاں اور پریشان ہے، اس کا اندازہ ان حقائق سے لگایا جاسکتا ہے، کہ اس نے مجھے برطانیہ میں سوا سال قید رکھوانے کے بعد وہاں سے نکلوا دیا۔ میرا امریکی ویزا منسوخ کرادیا، مجھے بلجیم میں گرفتار کرادیا۔ میرے خلاف انٹرپول سے بین الاقوامی وارنٹ گرفتاری جاری کروائے۔ ہماری تنظیم پر مقبوضہ کشمیر میں پابندی لگانے کے بعد اس پر برطانیہ اور امریکہ میں بھی پابندی لگوانے کی کوشش، کی اور بھارتی فوج نے اب تک ہمارے سینکڑوں حریت پسند اور ہزاروں ہمدرد کشمیری شہید کرنے کے علاوہ ہزاروں کو جیلوں میں ڈال رکھا ہے، اور ہمارے ممبروں کی کروڑوں روپے مالیت کی املاک تباہ کی ہیں۔

(۵) <u>لبریشن پر بھارت کے مظالم</u>: بھارتی وحشیوں نے مارچ <u>۱۹۹۶ء</u> میں صرف ایک ہفتے کے اندر اندر ہمارے ۳۷ حریت پسندوں کو جن میں ہمارے عسکری اور سیاسی شعبوں کے سربراہ بھی شامل تھے، انتہائی سفاکی سے شہید کردیا۔ ۲۴ مارچ کو انہوں نے درگاہ حضرت بل کے احاطے کے اندر ہمارے کمانڈر انچیف جنرل بشارت رضاؔ چیف ملٹری ایڈوائزر نکہ ہوئے، ڈسٹرکٹ کمانڈر سری نگر دلاور خان، ڈسٹرکٹ کمانڈر بارہ مولہ ٹیپو سلطان اور ڈسٹرکٹ کمانڈر بڈگام کرنل وسیم، سمیت ۱۱ حریت پسندوں کو اس وقت گولیوں سے بھون دیا، جب وہ ایک اہم اجلاس کیلئے سری نگر میں جمع ہوئے تھے، اور ظہر کی نماز پڑھنے جارہے تھے۔ ایک ہفتہ بعد ۲۹ مارچ اور ۳۰ مارچ کی درمیانی شب کو چار بجے سری نگر میں ہمارے زونل آفس جو درگاہ حضرت بل کے متصل واقع ایک عمارت میں، تھا کو پوری عمارت سمیت مارٹر گولوں اور بموں کا نشانہ بنانے کے بعد آگ لگادی جس کے نتیجے میں مقبوضہ کشمیر میں لبریشن فرنٹ کے صدر شبیر احمد صدیقی سمیت ۲۶ افراد شہید ہوگئے۔ یہ لوگ ۲۶ مارچ کو ایک معاہدے کے تحت درگاہ حضرت بل سے جہاں وہ ۲۴ مارچ سے موجود تھے اپنے دفتر منتقل ہوگئے تھے تاکہ حضرت بل کو چرار شریف کی طرح تباہ کئے جانے سے بچایا جاسکے، لیکن ان کے یہاں منتقل ہوتے ہی حکومت نے اپنے وعدے کی دھجیاں اڑاتے ہوئے، عمارت کا محاصرہ کیا اور انہیں تقریباً ۱۰۰ گھنٹے تک بھوکا پیاسا رکھنے کے بعد انتہائی سفاکی سے ہلاک کرکے سانحہ کربلا کی یاد تازہ کردی۔ ۳۰ مارچ کو بھارتی یزیدیت اپنے عروج پر تھی۔ شبیر صدیقی شہید لبریشن فرنٹ کے صدر ہونے کے علاوہ اسلامیات میں ایم فل اور اسلامی تاریخ کے اعلیٰ پائے کے سکالر بھی تھے۔

نوٹ: اگر ان حقائق کے باوجود اب بھی کوئی (شخص، گروہ یا ادارہ) ہمیں حریت پسند کشمیریوں کی بجائے، بھارت نواز تنظیم گردانے تو کیا اس کے دماغ میں خلل ہونے، اس کی منافقت اور اس کے اخلاقی دیوالیہ پن میں کوئی شک باقی رہتا ہے؟

(۶) ہم آپ لوگوں کو ماضی میں (بالخصوص گزشتہ ڈیڑھ سال سے) مقبوضہ کشمیر کی اصل صورت حال خاص کر آل پارٹیز حریت کانفرنس کی کمزوریوں اور اس میں شامل ایک تنظیم اور اس کے عسکری شعبے کی خودغرضانہ سرگرمیوں اور اس کے ممکنہ انتہائی مہلک نتائج سے آگاہ کرتے رہے، لیکن ہماری اس چیخ و پکار کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی، چنانچہ ہماری پیشن گوئیاں اور خدشات ایک ایک کرکے صحیح ثابت

ہو گئے اور مقبوضہ کشمیر آج جنگ آزادی کے ساتھ ساتھ خانہ جنگی میں بھی مبتلا ہے، اور بھارت مقبوضہ کشمیر میں انتخابات کا ڈرامہ رچانے میں کامیاب ہوتا نظر آرہا ہے۔

(۷) الحاق نہیں خودمختار کشمیر: آج نظریۂ خودمختار کشمیر کے شدید مخالف کشمیری اور پاکستانی لیڈر بھی (گو دبے دبے الفاظ میں) اس تلخ حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ عالمی رائے عامہ ریاست جموں کشمیر کی مکمل خودمختاری کو تسلیم کرتی ہے، لیکن الحاق کی بات کوئی نہیں سنتا خواہ اسے برصغیر کی تقسیم کے اصولوں کا لبادہ ہی کیوں نہ پہنایا جائے، یا اقوام متحدہ کی قراردادوں کی شوگر کوٹنگ ہی کیوں نہ کی جائے چنانچہ اس تلخ حقیقت کو کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں اور برصغیر کی تقسیم کے اصولوں کی رٹ مسئلہ کشمیر کو منصفانہ حل سے دور لے جارہی ہے جتنا جلد ذہن نشین کیا جائے اتنا ہی تحریک آزادی کشمیر اور خود پاکستان کے مفاد میں ہے۔

(۸) بالواسطہ بھارتی مفادات کا تحفظ: چونکہ لبریشن فرنٹ کے طرز فکر و عمل کی بنیاد ایک ٹھوس نظریئے، حق گوئی اور حریت پسندی پر ہے، منافقت، جی حضوری اور محدود مفاد پرستی پر نہیں اور ہم قائداعظم محمد علی جناحؒ کی شخصیت کی پیروی کرتے ہوئے، اصولوں اور نظریات کے سلسلے میں جھکنے، بکنے اور رُکنے سے اجتناب کرتے ہیں اسلئے حکومت پاکستان خاص کر اس کے دو متعلقہ شعبے گزشتہ چھ سال سے ہماری ہر طرح کی حوصلہ شکنی کرنے اور ہمارے مقابلے میں ڈمی (Dummy) تنظیمیں اور افراد کھڑا کرنے میں مصروف رہے ہیں، اور گزشتہ تقریباً سات ماہ سے اسے لبریشن فرنٹ کا نام دے کر ایک ایسے گروہ کی سرپرستی کر رہے ہیں جس کے چیف (یاسین ملک) نے گزشتہ آٹھ سال میں چار سیاسی پلٹے کھائے، جوان شعبوں کی سرپرستی میں جانے سے پہلے کم از کم ڈیڑھ سال تک اعلانیہ طور پر "بھارتی دانشوروں" کے اشاروں پر ناچتا رہا، جس نے مئی ۱۹۹۴ء سے مسلح جدوجہد کو ہی (اپنے ان بھارتی مشیروں پر) ترک کر دیا ہے، اور جس کی ان ہی سرگرمیوں کی بنا پر خود ان دو شعبوں کے علاوہ پی ٹی وی نے بھی اسے بھارتی ایجنٹ قرار دیا تھا۔ یاسین ملک ان ہی تحریک مخالف اور تنظیم مخالف سرگرمیون کی بنا پر مرکزی تنظیم نے اسے ستمبر ۱۹۹۵ء میں بھارتی مقبوضہ کشمیر کیلئے لبریشن فرنٹ کے زونل صدر کے عہدے سے ہٹا کر اس کی جگہ شہید شبیر احمد صدیقی کو مقرر کیا تھا، لیکن حکومت پاکستان نے یاسین ملک کی حمایت کر کے ہماری تنظیم کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی، یہی نہیں بلکہ پاکستان کے یہ دو اہم شعبے آج بھی اسی گروہ کی شاہانہ سرپرستی کرتے ہوئے، اسے ہمارے خلاف پوری طرح اسٹبلش (Establish) کر رہے ہیں۔ حکومت پاکستان کے ہمارے ساتھ رویئے کی نوعیت کا اندازہ اس حقیقت سے بھی لگایا جاسکتا ہے، کہ ۲۷ مارچ ۹۶ء کو ہمارا ایک دو رکنی وفد جو سردار صغیر احمد ایڈوکیٹ اور شمشاد حسین ایڈوکیٹ پر مشتمل تھا، انسانی حقوق کے عالمی کمیشن کے سالانہ اجلاس میں شرکت کرنے جینوا جانے کے لئے اسلام آباد سے کراچی پہنچا، انہیں اقوام متحدہ میں مشاورتی حیثیت کی حامل ایک بین الاقوامی این جی او (NGO) نے مدعو کیا تھا اور وہ اپنے ساتھ کشمیر میں بھارتی سفاکی کا پردہ چاک کرنے کے لیے انتہائی متاثر کن دستاویزات بھی لے جارہا تھا، علاوہ ازیں اسی دوران یعنی ۲۴ مارچ اور ۳ مارچ کو حضرت بل کے سانحے بھی پیش آئے تھے، جس سے لبریشن فرنٹ براہ راست متاثر ہوا تھا، چنانچہ متاثرہ فریق کی حیثیت سے لبریشن فرنٹ سے تعلق رکھنے والا یہ وفد جینوا میں بھارت کی سفاکی کا پردہ چاک کرنے میں انتہائی موثر اور اہم کردار ادا کرسکتا تھا، لیکن پاکستانی حکام نے انہیں کراچی ایئرپورٹ پر ہی جینوا جانے سے روک لیا، معلوم نہیں یہ حکام بالواسطہ طور پر بھارت کے مفادات کا تحفظ کرنا اپنا فرض سمجھ کر اس کی ادائیگی میں اتنی پھرتی کیوں دکھاتے ہیں۔

حکومت کا ناروا سلوک: ۳۰ مارچ کو سری نگر میں اتنا بڑا سانحہ پیش آیا جس کی عالمی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ وسیع تشہیر ہوئی، اور پاکستان کی سیاسی پارٹیوں کے سربراہوں نے اس سلسلے میں مذمتی بیان بھی دیئے، لیکن پاکستان کی کسی سیاسی پارٹی کے کسی عہدے دار (بجز صرف چند ایک کے) یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس روح فرسا، جانکاہ اور کمرتوڑ سانحے پر ہمارے لئے ہمدردی، افسوس اور تعزیت کے دو بول ہی

بولتا۔اس کے برعکس جب اس سانحے کی خبر سنتے ہی اور اسکے ردعمل کے طور پر لبریشن فرنٹ کے دوسو ممبروں نے (جو تنظیم کے آزاد کشمیر زون کے کنونشن کے سلسلے میں راولپنڈی میں جمع تھے) اسلام آباد میں بھارتی ہائی کمیشن پر احتجاجی مظاہرہ کیا، تو اسلام آباد انتظامیہ کے حکم پر پولیس نے ان مظاہرین پر انتہائی وحشیانہ انداز میں لاٹھی چارج اور پتھراؤ کیا۔ کچھ ممبروں کو جن میں ڈاکٹر، وکیل، تاجر اور طالب علم شامل تھے ،سفاکانہ طور پر مارا پیٹا گیا اور ۴۹ کو گرفتار کر کے دس دن تک اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قید رکھا گیا۔ ہم جماعت اسلامی کے ممبر قومی اسمبلی جناب مظفر ہاشمی کے مشکور ہیں جنہوں نے ہمارے سینئر وائس چیئر مین راجہ محمد ظفر کی درخواست پر یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں اٹھایا جس کے نتیجے میں ان لوگوں کو رہا کیا گیا۔ یہ ہیں صرف چند مثالیں اس سلوک کے بارے میں جو ہمارے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ ہمارا جرم ،صرف یہ ہے کہ ہم کشمیریوں کے لئے اصلی حق خودارادیت کے داعی ہیں۔

(۹) ریاست جموں کشمیر کے پڑھے لکھے طبقے کی ایک بڑی تعداد پوری ریاست کی مکمل خودمختاری کی داعی ہے، اور الحاق کے حامیوں کی بھاری اکثریت بھی اس بات کی حامی ہے ،کہ کشمیریوں کی (ریاست کے بھارت یا پاکستان سے الحاق کے حق کے علاوہ) خودمختاری کا حق (تھرڈ آپشن) بھی دیا جائے ، یہاں تک کہ آل پارٹیز حریت کانفرنس کے آئین میں بھی کشمیریوں کو واضح طور پر حق خودمختاری دیا گیا ہے حالانکہ اس میں شامل اکثر تنظیمیں الحاق پاکستان کی حامی ہیں اور انتہائی اہم لیکن انتہائی تکلیف دہ حقیقت یہ کہ

(۱۰) تحریک آزادئ کشمیر میں ریاست کی خودمختاری کے داعیوں، خاص کر لبریشن فرنٹ کے کلیدی کردار، تھرڈ آپشن کے بارے میں کشمیری عوام کی بھاری اکثریت، کے اور حریت کانفرنس کے درج بالا طرز فکر اور حریت کانفرنس کو "کشمیریوں کی صحیح نمائندہ تنظیم" گردانے کے باجود پاکستان کی حکومت، اور پاکستان کی تقریباً "ہر سیاسی پارٹی کشمیریوں کے حق خودارادیت میں حق خودمختاری (تھرڈ آپشن) شامل کرنے کے خلاف ہے" کیا خودغرضی کی اس سے بدتر کوئی مثال مل سکتی ہے؟

معزز خواتین وحضرات! کیا میں آپ لوگوں سے پوچھ سکتا ہوں کہ درج بالا خاص کر پہلے سات حقائق اور نمبر ۹ کے مندرجات کی روشنی میں آپ کا ضمیر، آپ کی جمہوریت نوازی، عالمی رائے عامہ کی اہمیت کے بارے میں آپ کا ادراک اور کشمیریوں کے ساتھ جذبۂ ،اخوت کے بارے میں آپ لوگوں کے بلند بانگ دعوے آپ لوگوں کو اس بات کی اجازت کیونکر دیتے ہیں، کہ آپ (لبریشن فرنٹ کے ساتھ متذکرہ بالا سلوک کرنے کے علاوہ) لبریشن فرنٹ اور دوسرے آزادی پسند کشمیریوں کو انکے اس حق سے بھی محروم رکھیں، کہ وہ ریاست کے مستقبل کے بارے میں اپنی سوچ اور اپنے ضمیر کے مطابق آزادانہ طور پر ووٹ دیں؟ کیا آپ لوگوں کا موجودہ طرز فکر یعنی کشمیریوں کو (ان کے اس اعلان کے باوجود کہ وہ ریاستی عوام کے ہر اکثریتی فیصلے کو تسلیم کریں گے) ان کے حق خودمختاری سے محروم رکھنا، اسلامی اصولوں، انصاف کے بنیادی تقاضوں، اور جمہوری قدروں کی دھجیاں اڑانے کے مترادف نہیں؟ حصول آزادی کیلئے قربانیاں دیں، کشمیری گھربار جلوائیں کشمیری عصمتیں لٹائیں، کشمیری گولیاں کھائیں، کشمیری اپنے آپ کو جلوائیں کشمیری اور آپ لوگ انہیں اپنے مستقبل کے بارے میں آزادی کے ساتھ اور کسی قدغن کے بغیر ووٹ دینے کا حق بھی نہ دیں، یہ کونسا اسلام، کونسی جمہوریت اور کونسا جذبہ اخوت ہے؟

ذرا اپنے ضمیر کو ٹٹو لئے اور سوچئے! کیا آپ کشمیریوں کے ساتھ انصاف کر رہے ہیں؟ کیا آپ کے اس رویئے کے نتیجے میں یا اس کے باوجود آپ کو مسئلہ کشمیر کے بارے میں عالمی رائے عامہ کی حمایت حاصل ہو جائے گی، اور کیا اپنے اس طرز فکر وعمل کے باجود آپ اہل کشمیر کیلئے مستقلاً قابل احترام رہیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں، خدارا مفاد پرست چاپلوسوں اور جی حضوریوں کے "سب ٹھیک ہے" کے دعووں کی بجائے تلخ حقائق پر غور کیجئے۔ آپ کا کشمیریوں اور خود پاکستان پر بڑا احسان ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ المبین

خیر اندیش امان اللہ خان

امتیاز عالم لاہور سیکرٹری جنرل سیفما
(پاکستان بھارت کی طرف سے دعوت)

The secretary General, Muttahida Majlis-e-Amal (MMA) Islamabad.

Subject: Request to Participate in Indo-Pak Parliamentary Conference-II, On 4-5-6 March, 2006, at Ashoka Hotel, New Delhi

Dear Maulana Sahib,

South Asian Free Media Association (SAFMA) highly appreciates your support for the initiative it has taken to bring the parliamentarians of the subcontinent together, SAFMA is organizing an Indo-Pak Parliamentary Conference-II on 'Understanding, Confidence-building and Conflict-resolution' on March 4-5-6, 2006, at Ashoka Hotel, New Delhi.

The conference is being organized in the light of the decision taken by the Pakistan-India Parliamentary Confereence-1, held on August 10-11, 2003, at Islamabad and as endorsed by the delegates (MPs) of India and Pakistan, representing almost all parties in the two parliaments, to SAFMA's Parliamentary Forum : South Asian Parliament, held at Islamabad/Bhurban, from May 15 to 20, 2005. This parliamentary conference will, hopefully, promote better understanding between the elected representatives of the two peoples and help bridge the differences between the two countries for a lasting peace in the region. The conference will be of three days. Around 60 members of Parliament, representing all parties, and 20 editors and experts, will participate from the Pakistani side and representation of MPs from India will be above 100.

We request you to participate in the Indo-Pak Parliamentary Conference-II, 4-5-6 March, 2006, at Ashoka Hotel, New Delhi. We also request you to kindly nominate a delegation consisting of Six members of parliament from your party to participate in all proceedings.

We again thank you for your encouragement and look forward to your participation.

Sincerely,

Imtiaz Alam, K.K. Katyal

Secretary General, SAFMA President SAFMA, India,

A-31, Gulmohar Park, New

Delhi-110049 Phone: 26581651; Mobile : 9810039139

Indo-Pak Parliamentarians Conference-II

Understanding, Confidence-building and Conflict-resolution

Ashoka Hotel, New Delhi, 4-5-6 March, 2006

PROPOSED ITINERARY

Day-one (March 3, Friday): Reception at the Airport by Joint Parliamentary Committee Meeting of the Subject Committee to Approve Agenda (0700 to 0800 p.m)

Dinner (08.00 to 10.00 p.m) By INS-SAFMA India

Day-Two (March 4, Saturday)

Registration (09.00 a.m)

Presidium: Speaker of Lok Sabha, Mr Somnath Chatterjee; Speaker of the National Assembly of Pakistan, Chaudhary Amir Hussain

Beginning with : National Anthems of India and Pakistan

Welcome Address: By Mr K.K Katyal, President SAFMA, India

SAFMA's View of Peace and Composite Dialogue Process: By Secretary General SAFMA Imtiaz Alam

Speeches: By the Heads of Parties in the Indian Parliament

Speeches: By the Heads of Parties in the Pakistani Parliament

Address by the Chief Guests:

Speaker of Lok Sabha, Shri Somnath Chatterjee

Speaker of the National Assembly of Pakistan, Mr Chaudhary Amir Hussain

Lunch (01.00 p.m to 03.00 p.m): By Speaker Lok Sabha, Shri Somnath Chatterjee

Off the Record Session II: Water Issues (0400 a.m to 0700 p.m)

One presentation each from India and Pakistan: Mr George Verghese; Pakistan (?)

Response by Four MPs from each side

Open House

Dinner (0830 pm) By Madam Sonia Gandhi, President Congress (Requested)

Day-Three (March 5, Sunday)

Off-the-Record Session-III: (10.00 a.m to 01.00 p.m)

Possible Options on Kashmir and Opening of Borders

Presentations by Experts: India (?); Niaz A Nayek; Dr Ghulam Nabi Fai Response by Four MPs from each side

Open House

Lunch (01.00 p.m to 03.00 p.m) : By Left Parties

Off-the-record session-IV, Tourism Trade and Visa Regime

(04.00 p.m to 07.00 p.m)

Inputs by Experts: Dr Akmal Hussain;Response by Four MPs from each side Open House Dinner (08.30 p.m to 10.30 p.m) By Mr L.K Advani, President BJP (Requested)

Day-Four (March 6 Monday)

Visit to Parliament and Call on Chairman Rajya Sabha, Bhairon Singh Shekhawat Lunch : at Parliament House by the Chairman

Concluding Ceremony (04.00 p.m to 07.00 p.m): Towards Indo-Pak Détente

Sense of the House: By Secretary General SAFMA, Imtiaz Alam

Speeches by the Leaders of Delegations Address by Chief Guest : Prime Minister Shri Manmohan Singh

Vote of thanks: President SAFMA, Mr Reazuddin Ahmed

Dinner (08.00 p.m): By shri Laloo Parsad, President Rashtriya Janata Dal

<u>Day-Five (March 7. Tuesday):</u>

Call on President of India, Ayul Pakir Zainulabadeen Abdul Kalam

Lunch: E, Ahmed, Minister of State for External Affairs

Dinner (0800) : By President Samajwadi Party, Shri Mulayam Singh Yadav

<u>Day-Six (March 8, Wednesday)</u>: Send Off by Joint Parliamentary Committee

Imtiaz Alam, Secretary General SAFMA
K.K Katyal, President SAFMA, India
M.Ziauddin, President SAFMA, Pakistan

☆☆☆

مولانا امجد العلی۔ کراچی

(۱)

(اعضاء انسانی کی پیوندکاری پر مضمون کی الحق میں اشاعت)

بگرامی خدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر رسالہ الحق! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، احقر نے جناب کی خدمت میں ایک مقالہ بعنوان ''اعضاء انسانی سے پیوندکاری'' ارسال کیا تھا، چنانچہ کل ۲۳ جولائی ۱۹۷۱ء کو ادارہ تحقیقات اسلامی کے انچارج ڈائریکٹر صاحب صغیر حسین صاحب کا ایک مکتوب ادارے کے لیٹر پیڈ پر تحریر شدہ موصول ہوا، جس سے معلوم ہوا کہ رسالہ الحق میں احقر کے مضمون کی اول قسط شائع ہوئی ہے کیونکہ موصوف مذکور نے اپنے رسالہ فکر ونظر کیلئے کوئی مقالہ طلب فرمایا ہے، اور کچھ معمولی شکایت بھی مترشح ہوتی ہے۔ بہر حال یہ رسالہ احقر کو ارسال فرمانا ضروری تھا۔ تعجب ہے، کہ احقر غالبا گوشۂ نسیان میں پوشیدہ ہوگیا ہے، اس عریضہ کے اور جناب کی خدمت میں الحق کے معاون ہونے کی حیثیت سے چندہ ارسال کرونگا۔ امید ہے کہ کاپی احقر کو ماہ بہ ماہ ارسال فرمادیجئے گا۔

والسلام احقر امجد العلی عفی عنہ کراچی اورنگ آباد کوارٹر نمبر ۱۰/۲۲۴، کراچی نمبر ۱۸۔

(۲)

(اغلاط کی تصحیح)

۱۲ اگست ۱۹۷۱ء

مکرمی مولانا السلام علیکم! جناب کا گرامی نامہ اور رسالہ کی دو کاپیاں ۳۱ جولائی کو وصول ہوگئیں۔ احقر کی جانب سے شکریہ قبول فرمائیں۔

مضمون کو دیکھنے سے معلوم ہوا، کہ جابجا غلطیاں رہ گئیں ہیں، چنانچہ صفحہ ۴۰ سطر ۱۶ میں لفظ (پر) رہ گیا اور سطر ۱۷ میں (حاصل ہوگا) میں (حاصل نہ ہوگا) ہے (نہ) رہ گیا ہے۔ ایکسویں سطر میں بیاض ہے اس مقام پر (اولاد) کا لفظ ترک ہوگیا ہے۔ صفحہ ۴۴ کی چوتھی سطر میں (والعین) کے بعد (بالعین) رہ گیا ہے۔ اسطرح نویں سطر میں (تنکح) کی جگہ (تنکح) کتابت ہوگیا ہے۔ صفحہ ۴۵ پر مبسوط کی روایت میں (فاسد) کی بجائے (ماسد) ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے ہاں تصحیح کنندہ کی کمی ہے، اور آپ خود مصروف رہتے ہونگے، آپکے لیے بذات خود تصحیح بہت مشکل ہوگی۔ ناچیز کا خیال ہے، کہ اگر صاحب مضمون اپنے مضمون کا مطالعہ کرنے کے بعد آپکو غلطیوں سے مطلع فرمادیا کریں تو پھر رسالہ کی دوسری اشاعت میں انکی تصحیح شائع ہوجایا کریگی۔ اگرچہ صاحب بصیرت خود بھی غلطی کے متعلق یہ سمجھ لیتا ہے، کہ کتابت کی غلطی ہے اور اپنے طور پر صحیح پڑھ لیتا ہے، لیکن مولانا بعض حالات میں نقطہ چین حضرات کو اس طرح موقع بھی ہاتھ آجاتا ہے۔ اب تو غالبا جناب نے احقر کا نام رجسٹر میں نوٹ فرمالیا ہوگا، اور انشاء اللہ آئندہ رسالہ سے محرومی نہ ہوگی۔ حضرت محترم کی خدمت میں سلام مسنون پیش فرمائیں۔ (یہ محض غائبانہ تعارف کا سلام ہے کاش کسی موقعہ پر حاضرانہ سلام کا موقع نصیب ہو)۔

(احقر امجد العلی[1] عفی عنہ، از اورنگ آباد کوارٹر نمبر ۱۰/۲۲۴، کراچی نمبر ۱۸)

☆☆☆

امداد صابری۔ دہلی انڈیا

اپریل ۱۹۸۰ء (علامہ رحمت اللہ کیرانوی کی خدمات اور یاد میں سیمینار)

مکرمی! آداب و نیاز۔ حضرت العلامہ مجاہد اعظم مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی پایۂ حرمین مہاجر مکی، اللہ پاک انکی روح پر فتوح پر اپنی ازلی رحمتوں اور ابدی راحتوں کے پھول برسائے، آمین؟

پچھلی صدی کیا ایک ممتاز و مایۂ ناز عالمِ دین، پُر جوش مُجاہد وطن اور جلیل القدر مناظر اسلام تھے۔ آپکی متبرک زندگی کو اعلاء کلمۃ الحق اور خدمت دین برحق کا ایک روشن باب کہا جاسکتا ہے۔ نسبی طور پر آپ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ دینی تعلیم کی تربیت کی تکمیل آپ نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے زمانہ کے علماء سے دہلی میں فرمائی۔ اس وقت کی دلی کو دھڑکتا ہوا دل کہنا چاہیے۔ آپ نے آگے چل کر عیسائی مشریوں کے خلاف دین متین کے تحفظ و بقاء کی جدوجہد میں ایک تاریخ ساز کردار ادا کیا اور انکی شیطانی قوتوں کا دھڑ توڑا۔ اس دور کے نصرانی مشنری دین مسیحی کی مخلصانہ تبلیغ سے زیادہ انگریزوں کی سیاسی حکمت عملی کے لئے درپردہ ایک موثر آلہ کار بنتے جارہے تھے اور دانستہ طور پر آنحضرت ﷺ، ازواج مطہرات اور قرآن پاک پر اپنے غیر علمی اعتراضات اور نازیبا حملوں کے ذریعہ اسلام دشمنی اور کردار کشی کا شرمناک خوفناک مظاہرہ کررہے تھے۔

حضرت العلامہ مولانا رحمت اللہ صاحب اس وقت ایک مجاہدانہ عزم و عمل اور مجتہدانہ انداز نظر کے ساتھ سامنے آئے ور جناب ڈاکٹر وزیر حسن خان اکبر آبادی کیس اتھ مل کر اپنے تحقیقی مطالعہ اور علمی تبحر کے وسیلے سے نہ صرف ان اعتراضات اور مطاعن کا دندان شکن جواب دیا۔

---

[1] (الحق میں امجد العلی کے مضامین کی تفصیل)

انسانی اعضا کی پیوندکاری اور اسلام [۳/ اقساط] جولائی ۱۹۷۱/ ۳۹-۴۵، اگست ۱۹۷۱/ ۲۷-۳۹، ستمبر ۱۹۷۱/ ۳۳-۳۸

بلکہ آنیوالی نسلوں کے لئے اسلام کے دینی وقار اور اسوۂ حسنہ ﷺ کو ایک نا قابل تسخیر دائرہ فکر وعمل بنا دیا۔ حضرت العلامہ مولانا رحمت اللہ صاحب کا یہ کارنامہ ہماری تاریخ کا ایک عہد آفریں کارنامہ ہے۔ آپ نے دہلی، کیرانہ کی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں شرکت کرنے کے بعد حجاز مقدس ہجرت فرمائی۔ وہاں ایک تعلیمی کارنامہ، جو رہتی دنیا تک قائم رہیگا، انجام دیا۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کی بنیاد رکھی۔ جو حجاز مقدس کی ایک یادگار یونیورسٹی مانی جاتی ہے۔ دین و دانش کا یہ سرچشمہ آج بھی عرب وعجم کے ہزاروں طلباء کی آماجگاہ ہے اور انکی طرف سے ایک صدقۂ جاریہ کا حکم رہتا ہے۔ جس سے علم وعرفان کی جستجو کرنے والے بے شمار افراد مستفید و مستفیض ہوتے ہیں۔

ہند کے اہل علم وارباب تحقیق کی یہ خواہش ہے کہ حضرت العلامہ مجاہد اعظم مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی پاپۂ حرمین کی ایک شاندار یادگار ۱۶ اپریل ۱۹۸۰ء کو بچوں کے گھر دریا گنج دہلی میں منائی جائے۔ جس میں آپ سے شرکت کی درخواست کی جاتی ہے۔ اُمید ہے کہ آپ میری معروض پر توجہ دیکر شرکت فرما کر مجھ کو اور اہل علم حضرات کو شکریہ کا موقع دینگے۔ امداد صابری صدر استقبالیہ کمیٹی

حضرت العلامہ مجاہد اعظم مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی، پاپۂ حرمین یادگار کمیٹی دہلی۔

☆☆☆

الحاج ملک امر الٰہی مرحوم[1] اکوڑہ خٹک

(حجاز مقدس بھیجا گیا مکتوب)

عزیز القدر صاحب مولوی سمیع الحق صاحب زاد عمرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا گرامی نامہ بشمول متعدد رقعہ جات ملکر باعث سرور تسکین قلب گزرا نیز دیگر رقعہ جات بھی نظر سے گزرے۔ جن سے پوری تفصیلات معلوم ہوئیں۔ شکر الحمد للہ کہ آپ مع الخیر در بلاد حجاز مقدس و بلاد الرسول علیہ الصلوۃ والسلام میں قیام فرما ہوئے۔ دست بدعا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپکو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔ اور مستقبل کے منازل بھی بخیر وعافیت حضور قلبی کے ساتھ ادا کرنیکی توفیق عطا فرما وے۔ اور ہمیں بھی امید واثق ہے، کہ آپ ہر مقدس مقامات پر ہم جیسے گنہگاروں کو بھی دعائے خیر سے فراموش نہ کرینگے۔ دیگر تادم تحریر ہذا ہمارے غریب خانہ میں اور آپکے فیوض خانہ میں سب طرح خیر وعافیت ہے۔ اطمینان رکھیں اور خصوصاً حضرت قبلہ مولانا صاحب بخیر وعافیت ہے۔

منجانب برادرم کرم الٰہی۔ برخوردار محبوب الٰہی، گلزار الٰہی، مقصود الٰہی، مرغوب الٰہی وتمام اہل بیت کیطرف سے بہت بہت دعائیں، اور سلام علیکم قبول ہو۔ اور خصوصاً والدہ محبوب الٰہی کی طرف سے بہت بہت دعا و پیار مسنونہ عرض ہے۔ والسلام

نوٹ۔ برخوردار گلزار الٰہی کو مقدس زیارتوں پر دعا سے ممنون فرماتے رہیں۔ حاجی امر الٰہی اکوڑہ خٹک

---

[1] ملک صاحب حضرتؒ کے نہایت قریبی معتمد رفیق کار، محلہ ککی زئی اکوڑہ خٹک کے سربرآوردہ شخصیت، دارالعلوم کے ان پانچ ارکان میں سے ہیں جنہیں اکوڑہ کے عوامی حلقے ''پنجتن'' کہتے تھے۔ حضرت کے سفر حج کے بھی رفیق تھے۔ یہی تعلق ان کے چھوٹے بھائی ملک کرم الٰہی کا تھا رہائش بھی ہمارے گھر کے متصل تھی۔

میجر امیر افضل خان۔ راولپنڈی

(۱)

۳۰/دسمبر۱۹۸۲ء (مقابلۂ کتب سیرت کیلئے میجر صاحب کی کتابیں O جرچل اور پٹھان O قائداعظم کو اللہ اور رسول کا شریک نہ بنایا جائے)

از ریٹائرڈ میجر امیر افضل خان، ۲۹ ذی شان کالونی۔ لائنز راولپنڈی

مکرمی و معظمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم! آپ اور آپکے اہل وعیال اور پورے دارالعلوم حقانیہ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہزار ہزار رحمت ہو اور حضور پاک ﷺ کی نگاہ ہو۔ فوج کے محکمہ تعلقات عامہ میں آپکے ساتھ ملاقات ہوئی اور آپ نے میری کتاب "جلال حضورؐ" کا ذکر کیا۔ نتیجہ آپ نے دیکھ لیا لیکن آپکو لاکھ لاکھ مبارک ہو، آپ عالم باعمل ہیں اور آنکھوں والے عالم ہیں اندھے عالم نہیں۔

کتاب علماء دین کا امتحان تھا، اور ۱ مذہبی امور کی وزارت کا بھی۔ لیکن زیادہ لوگ ناکام رہے، مہربانی فرما کر ان علماء کا نام گرامی لکھیں جو آپکے ساتھ متفق تھے، تاکہ انکو مبارک بادی کا خط لکھوں۔ کتاب کے صفحہ ۴۹ اور ۵۰ پر اس امتحان کا اشارہ کر دیا گیا تھا، اور ابن اسحاق سے حوالہ دینے کی بجائے، بخاریؒ کا حوالہ دے کر جناب عبداللہ بن مسعودؓ عالم باعمل سپاہی کا ذکر کیا تھا، کہ وہ اپنا تمام علم جناب مقدادؓ کے ایک جنگی نقرہ پر قربان کرنا چاہتے تھے۔ وہ جنگی فقرہ حضور پاک ﷺ کے آگے اور دائیں بائیں لڑنے کے بارے میں تھا۔ امام بخاریؒ کا حوالہ دینے میں مقصد یہ تھا، کہ علماء کرام کو اگر یہ بات پہلے معلوم نہ ہو، تو اس کہانی پر شک نہ کریں۔ اب علماء دین جو منصف تھے ان کو کتاب پڑھنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ باقی تمام کتابوں کا اس کتاب پر قربان کر دیتے۔ پھر آپ نے ٹھیک فرمایا کہ کتاب میں ندرت تھی، اور مقصد تھا، کہ حضور پاک ﷺ کی فوجی حکمت عملی اور تدبیرات کا تجزیہ پیش کیا گیا تھا۔ اسباق بیان کئے گئے تھے، یہ سفارشات تھیں، کہ ان چیزوں سے ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ سیرت پر ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ ان کی نقل کر لینا تو آسان بات ہے۔ اب تو ابن الحق، ابن ہشام، طبری، واقدی، ابن خلدون اور ہزاروں کتابوں کے ترجمے بھی موجود ہیں۔

سیرت پر کتابوں کا مقابلہ ایک فضول بات ہے، ہاں کسی مضمون کا تجزیہ والی بات ہو تو الگ چیز ہے، میں اس مقابلہ میں شامل نہیں ہونا چاہتا تھا یہ تو جی ایچ کیو نے اپنی مرضی سے کتاب بھیج دی۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آج تک کسی انعام کے لئے بھی میرا ہاتھ کسی کے آگے نہیں پھیلا۔ اور میری مزدوری میرا اللہ مجھے دیتا ہے اس لئے مصلحت بھی تھی، چالیس سال میں نے فوج میں نوکری کی نہ کوئی زمین ملی نہ کوئی پلاٹ، لڑائی کا ذکر کروں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ ہمارے پیچھے جو بیٹھے تھے ان کو نشان حیدر مل گیا۔ اور پھر مذہبی اُمور نام ہی غلط ہے۔ ہمارا تو دین ہے مذہب الگ کوئی نہیں بہر حال ٹی وی پر دیکھئے یوم النبی ﷺ والے دن صدر صاحب کے پیچھے قد آدم قائداعظم کا فوٹو بڑا خراب نظر آرہا تھا وہاں لا الہٰ الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ ہونا چاہئے تھا۔ میں قائداعظم کا غلام رہا ہوں اور رہوں لیکن اس کو اللہ اور رسول ﷺ کا شریک نہ بنایا جائے جناب ولی خان مسلمان ہو کر قائداعظم کے بت کو توڑ لیں تو بہتر ہوگا۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے ولی خان

---

۱ کتب سیرت کے مقابلہ کا اہتمام ۱۲ ربیع الاول کو سیرت کانفرنس کے موقع پر کرایا جاتا ہے کتابوں کے انتخابی " جج " میں مجھے بھی کتابیں بھیجی گئیں میں نے میجر صاحب کی کتاب کے بارے میں رائے دی بعد میں ان سے خط و کتابت کا ایک طویل سلسلہ چل پڑا۔ جس سے ایک آدھ خط شامل کیا گیا ہے۔ میجر صاحب کے یادداشتوں کا ایک طویل سلسلہ اخبارات کے میگزینوں میں شائع ہوتا رہا (س)

کو اپنی ماضی کی قوم سے معافی مانگنی ہوگی اور شاید وہ ایسا نہ کر سکیں لیکن یاد رکھیں کہ چرچل جب اُنیسویں صدی میں یہاں آیا تو پٹھانوں کو دیکھ کر کہنے لگا حیران ہوں، ہر پٹھان جنگجو ہے، مولوی ہے، اور سیاستدان ہے، دراصل سب مسلمان ایسے ہیں، لیکن پٹھان اُس وقت تک مسلمانوں کے یہ اوصاف قائم رکھے ہوئے تھے، اب افغانستان میں بھی یہی نمونہ دے رہے ہیں، اور پاکستان میں بھی ہونے والا ہے، پوری قوم کو غیرت کیساتھ جہاد کے لئے تیار کرنے کی ضرورت ہے، یہ بڑے بڑے ہتھیار چند ماہ چلیں گے، پھر اللہ والوں کا معاملہ رہ جائیگا۔

از امیر افضل خان (حضور پاک کا سپاہی)

(۲)

جنوری ۱۹۸۴ء **(پاکستان میں شیعہ آبادی صحیح جائزہ کی ضرورت)**

پاکستان میں شیعہ آبادی کا جائزہ بڑا ضروری ہے، گو ہم فرقہ پرستی کو لعنت سمجھتے ہیں، لیکن اہل تشیع کچھ زیادتیاں کر رہے ہیں۔ اور اپنی تعداد کو بڑھا چڑھا کر بیان کر کے حکومت اور کم علم لوگوں کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے الحق میں شائع شدہ جائزہ کے طریق کار اور نتائج کے ساتھ مکمل اتفاق ہے۔ ذاتی طور پر میں نے پشاور، کوہاٹ، بنوں، ہزارہ، اٹک، راولپنڈی، سرگودھا، خوشاب، جہلم اور گجرات کے کافی گاؤں دیکھے ہوئے ہیں اور پورے پاکستان کا مشاہدہ بھی کافی ہے۔ ضلع سرگودھا میں خوشاب کو شامل کرتے ہوئے شیعہ حضرات صرف خوشاب، شاہ پور بھلوال، ساہیوال جیسے چند قصبوں میں ملتے ہیں، جو وہاں کی آبادی کا دو سے تین فیصد ہوں گے، اور سینکڑوں گاؤں میں شیعہ نام کے لوگوں سے لوگ واقف بھی نہیں۔ یعنی ایک ہزار گاؤں میں سے کوئی پندرہ بیس گاؤں میں چند شیعہ حضرات ہوں گے، لیکن اکثر شیعہ سے سنا گیا ہے کہ اس ضلع میں ان کی آبادی ۱۰ فیصد ہے حالاں کہ ان کی آبادی ایک فی صد سے بھی کم ہوگی۔

ضلع جہلم میں چکوال کے گرد نواح کو چھوڑ کر اور ضلع اٹک میں گرد و نوح کو چھوڑ کر دونوں ضلعوں کے باقی ہزار گاؤں میں شیعہ حضرات نام کو نہیں۔ بلوچستان میں ہزارہ قبائل کو چھوڑ کر اور کوئی شیعہ نہیں، اور یہ لوگ صرف کوئٹہ میں ہیں۔ سندھ میں تالپور خاندان کے علاقوں میں کچھ شیعہ ہیں۔ پنجاب میں جھنگ اور ملتان کے نزدیک کچھ شیعہ ہیں۔ لیکن ان کی آبادی کسی بھی علاقہ میں دس فیصد سے زیادہ نہیں۔ سیالکوٹ اور گجرات میں شیعہ آبادی بہت کم ہے۔ یہی حال بنوں اور ہزارہ کا ہے۔ کوہاٹ میں کچھ شیعہ حضرات ہیں۔ لیکن وہ بھی محدود علاقوں میں کیا ہی بہتر ہو کہ آپ کے اور دیگر اہم مدارس کے طالب علم اپنے اپنے علاقوں کے شیعہ حضرات کی صحیح تعداد کا حساب لے کر آپ کے جائزہ نگار کو دیں تا کہ ملک کے اخباروں میں وہ ایک مکمل مضمون لکھیں۔ (امیر افضل خان، ذی شان کالونی راولپنڈی)

(۳)

جنوری ۱۹۸۹ء **(صرف اسلامی اتحاد ○ عورت کی حکمرانی کے خلاف جدوجہد)**

۱۔ کئی دنوں سے خط لکھنے کا سوچ رہا تھا۔ خاص کر اخبار میں آپ کا تازہ بیان پڑھ کر بڑی تسکین ہوئی، کہ آپ نے کہا۔ میرے ضمیر کی آواز اتحاد ہے۔

۲۔ پھر عورت[۱] کے سربراہ حکومت بن جانے کے سلسلہ میں آپ کے تمام تر ردعمل پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ افسوس کہ لوگوں نے حضور پاک ﷺ کے اس بیان کی پرواہ نہ کی جب آپ نے ایران کے تخت پر ایک عورت کے براجمان ہونے پر فرمایا۔

---

۱ بے نظیر بھٹو کی پہلی بار وزیر اعظم بننے کے خلاف جدوجہد کی طرف اشارہ ہے (س)

"جس قوم کو سربراہ کے طور پر کوئی مرد نظر نہیں آتا وہ زوال پذیر ہے"۔

۳۔ اب مجھ عاجز کو ایک بہت بڑا طوفان نظر آرہا ہے۔ اول لیاقت علی خان نے پاکستان میں ایک جھوٹے نبی کا مرکز بنوایا۔ اور دوم بھٹو کے حواریوں نے اللہ اور رسولؐ کے نام پر بنے ہوئے ملک میں اللہ اور رسولؐ کے احکام یا فرمانوں کی کھلی نافرمانی کی۔

۴۔ جس طرح قادیانیوں کی سازش ہے، اسی طرح یہ بھی سازش ہے اور اس کے خلاف جو کچھ آپ کر رہے ہیں۔ آپ کو لاکھ لاکھ مبارک میری اس سلسلہ میں خدمات حاضر ہیں۔

۵۔ <u>اسلامی جمہوری اتحاد نہیں بلکہ صرف اسلامی اتحاد:</u> چند گذارشات البتہ ہیں کہ اسلامی جمہوری اتحاد کا نام صرف اسلامی اتحاد کروا دیں، اور ایسے اتحاد کے تحت ایک تحریک چلائیں کہ جگہ جگہ لوگ اعلان کریں، کہ اے رب العالمین! ہم نہ تو ربوہ میں جھوٹے نبی کے مرکز بنوانے کے گناہ میں شامل ہیں اور نہ عورت کے سربراہ حکومت بنوانے کے گناہ میں ہمیں طاقت دے کہ ہم ان دو بڑے فتنوں کا قلع قمع کر سکیں۔ (میجر امیر افضل خان راولپنڈی)

☆☆☆

مولانا سید امیر الحسینی الندوی[1]

(شیخ الحدیث کی وفات پر جذبات عقیدت ○ ہندوستان کے علمی حلقوں میں اعتراف عظمت جہاد افغانستان کا سہرا ○ ملاقات اور کمال اکرام)

مخدومی و مکرمی بخدمت عالی جناب شیخ سمیع الحق صاحب زید شرفکم۔ السلام علیکم! ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد سلام مسنون و بعد احترام: امید واثق ہے کہ آں جناب مع جملہ اہلِ خانہ و متعلقین بخیر و عافیت ہوں گے۔ یہ عاصی پُر معاصی بھی بفضلہٖ مع الخیر ہے۔

مخدوم المکرّم: گزشتہ دنوں ہند اور بیرون ہند کے مختلف اخبارات اور جرائد کے ذریعے یہ المناک خبر ملی کہ شیخ المشائخ استاذ الاساتذۃ حضرت علامہ عبدالحق حقانی صاحب زید مجدہ رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانانِ ہند شہید اسلام و شہید جہاد افغانستان مرد حق حضرت محمد ضیاء الحق علیہ الرحمت کے سانحہ ارتحال کے صدمات اور رنج والم سے سنبھلے ہی نہ تھے کہ اُن پر اور ایک کوہِ الم ٹوٹ پڑا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ صرف برصغیر ہندوپاک ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے علمی حلقوں میں انتہائی عزت وعظمت اور قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ہندوستان کے علمی حلقوں میں ہمیشہ آپ کا ذکر خیر ہوتا رہا راقم الحروف دورِ طالب علمی کے ابتدائی ایام ہی سے اپنے اساتذہ کرام کی زبانی حضرت شیخ عبدالحق حقانی علیہ الرحمۃ کے غیر معمولی علم وفضل اور زہد و کمال کے بارے میں سنتا رہا اور دل ہی دل میں شرف ملاقات کا اشتیاق بڑھتا چلا گیا بالآخر گزشتہ سال اکتوبر کے مہینے میں احمد آباد انڈیا سے پشاور تک کا سفر صرف اسی مقصد کے لئے کیا کہ دورِ حاضر کے اس عظیم شخصیت اور ایک پیکر علم و کمال کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوسکوں، چنانچہ ایک روز کراچی سے پشاور اور پھر وہاں سے اکوڑہ خٹک، حاضر خدمت ہوا۔ جمعہ کا دن تھا جامع مسجد میں نماز ادا کی معلوم کرنے پر پتہ چلا، کہ حضرت علیہ الرحمہ اپنی علالت کی وجہ سے گھر کے متصل چھوٹی مسجد میں نماز ادا فرماتے ہیں، چنانچہ ایک طالب علم کی

---

[1] مدیر المرکز الاسلامی جمال پور، احمد آباد، گجرات انڈیا

رہنمائی میں اسی مسجد میں حاضر ہوا۔ حضرت نماز سے فارغ ہوکر دو خادموں کے تعاون اور سہارے سے در دولت کرنے کی طرف چل دئے۔ راستہ روک کر سلام کر کے عرض کیا کہ حضرت آپ کی ملاقات کے خاطر ہندوستان سے حاضر ہوا چند لمحہ کھڑے کھڑے گفتگو فرمائی۔ انداز گفتگو اور حالت سے محسوس ہو رہا تھا کہ حضرت غایت شفقت سے تکلف فرما رہے ہیں لہٰذا معذرت کر کے رخصت طلب کی فرمانے لگے، کہ نہیں آج تو آپ میرے مہمان رہیں گے، اور ساتھ ہی ساتھ اپنے صاحبزادے اور پوتوں کو حکم دیا، کہ ان کو بیٹھک میں لے جائیں، اور مشروبات سے تواضع کریں حسب حکم مہمان خانے میں حاضر ہوا، آپ کے بھائی اور بچے نیز مدرسہ کے چند طلبہ ہندوستان سے متعلق حالات معلوم کرتے رہے، یوں عصر تک قیام رہا، اور میں شام کو راولپنڈی کے لئے روانہ ہوگیا، آپ کے اہل خانہ اور متعلقین کی مہمان نوازی سے میں بے حد متاثر تھا، اور اپنی قسمت پر شاد و نازاں تھا، کہ اللہ نے اپنی زندگی کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل فرمائی، اور اس صدی کے ایک عظیم مجاہد اور امام وقت کی زیارت سے مشرف فرمایا، حضرت شیخ علیہ الرحمۃ اس صدی کے ایک عظیم مجاہد تھے، جنہوں نے اس دور میں جہاد بالقلم والسیف دونوں کا عملی نمونہ پیش کر کے اپنی زندگی ہی میں، وقت کی ایک سفاک و طاغوتی طاقت اور سپر پاور اشترا کی روس کو پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کیا، اور آپ کے تلامذہ اجلہ نے جہاد افغانستان میں مقدمۃ الجیش اور ہراول دستہ کا کردار ادا کیا۔

جہاد افغانستان کی کامیابی و کامرانی اور فتح مندی کا سہرا بھی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ ہی کے سر ہے۔ افغانستان کی آزادی کے بعد جبکہ وہاں کے نظام حکومت اور امور مملکت سے متعلق، حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے تلامذہ، ان کی رہنمائی اور سرپرستی کے زیادہ محتاج تھے، ایسے وقت پر مجاہدین افغانستان ایک سرپرست کی سرپرستی و رہنمائی سے محروم ہو گئے ہیں۔ جو یقیناً پوری ملت اسلامیہ کی محرومی، اور نا قابل تلافی نقصان کے مترادف ہے، ہم کارکنان المرکز اسلامی احمد آباد مرحوم کے حق میں دعا کرتے ہیں، کہ اللہ اُن کو اپنے جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے، اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ راقم الحروف کی طرف سے آپ جملہ اہل خانہ و متعلقین کو تعزیت اور قلبی ہمدردی پہنچا دیں۔ اور اس عاصی پر معاصی کے حق میں بھی دعا فرمائیں۔ فقط والسلام مع الاحترام آپ کا مخلص و طالب دعا

سید امیر الحسینی الندوی مدیر المرکز الاسلامی جمال پور احمد آباد انڈیا

☆☆☆

چوہدری امیر حسین

سپیکر قومی اسمبلی اسلام آباد

(۱)

۱۱ر مارچ ۲۰۰۳ء (سینٹ میں منتخب ہونے پر مبارکباد)

My Dear Maulana Sami ul Haq, Please accept my heartiest congratulation on your election as Senator to the Senate of Pakistan. I am sanguine that your representation in the Upper House would be encouraging in contributing to the legislative business. I wish and pray

1. پرویز مشرف دور کے قومی اسمبلی میں مسلم لیگ ق کے طرف سے سپیکر، سیالکوٹ سے تعلق۔

for your prosperity, health and well being. With warm personal regards. Yours sincerely

(CH. AMIR HUSSAIN)

(۲)

(اہلیہ محترمہ کی تعزیت) ۱۹ر جنوری ۲۰۰۳ء

Senator Maulana Sami Ul Haq Darul Aloom Haqania Akora Khattak. Kindly accept my profound condolence on the sad demise of your Wife. May Almighty Allah rest the departed soul in eternal peace and grant you and other members of the bereaved family strength and fortitude bear the loss Ameen.

CH Amir Hussain Speaker National Assembly of Pakistan

(۳)

(برخوردار حامد الحق صاحب کے نام خط O والدہ محترمہ کی تعزیت) ۱۹ر جنوری ۲۰۰۳ء

Maulana Hamid Ul Haq Haqani Member of National Assembly of Pakistan, Darul Uloom Haqania Akora Khattak

Kindly accept my profound condolence of the sad demise of your Mother. May almighty Allah Rest the departed soul in eternal peace and grant you and other members of the family strength and fortitude to bear the loss Ameen.

CH Amir Hussain Speaker National Assembly of Pakistan

☆☆☆

مولانا امیر حسین گیلانی[۱] جامعہ مدنیہ اوکاڑہ

یکم رمضان المبارک۔ (الحق اور الحق کے اداریوں کی تحسین O علمی ومطالعاتی زندگی)

محترم القام جناب مدیر صاحب سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آج چار پائی پر پڑا ہوا جناب کا مضمون ہماری دینی درسگاہیں دیکھ رہا تھا، اور ایک ایک لفظ پر جناب کو داد دے رہا تھا، ایسا معلوم ہو رہا تھا، کہ جناب میرے دل کی ترجمانی فرما رہے ہیں، بڑے دنوں کے بعد الحق کا

۱۔ مولانا علمی اور دینی کاموں کے ساتھ جے یو آئی کے پلیٹ فارم پر سرگرم عمل بزرگوں میں سے تھے، اوکاڑہ منڈی میں دینی ادارہ چلاتے رہے، خط میری علمی ومطالعاتی زندگی کے سوالنامہ کے جواب میں ہیں۔

مطالعہ کرنے کا موقع لگا تھا اس سے قبل بھی جناب کے مضمون نقش آغاز کا اگر موقع لگا تو خوشی ہوئی، اس بات پر کہ آپ کو اللہ کریم نے تحریری میدان میں نوجوانوں میں سے خوب استعداد عنایت فرمائی ہے، (ایں سعادت بزور بازو نیست) حقیقت یہ ہے، کہ اس وقت ان باتوں کی طرف توجہ کی انتہائی ضرورت ہے، جن کی طرف آپ نے قلم کو رواں کیا ہے، کہ ہمارے دینی درسگاہیں نصاب کے اعتبار سے تبدیل ہونی چاہییں اور یہ تبدیلی جاندار قسم کی ہو، میں چونکہ صاحب فراش ہوں بیٹھ کر نہیں لکھا جاتا، علیل ہونے کی وجہ سے اسلئے آپکے سوالات کا جواب مختصر تحریر کر کے اجازت چاہتا ہوں۔ خدا حافظ (۱) "نقش حیات" "حضرت مدنیؒ" آب حیات "نانوتویؒ"، "حجت اللہ البالغہ" "شاہ ولی اللہ" "کشف المحجوب" "فیوض یزدانی" جن کے پڑھنے سے طلب قرب خداوندی پیدا ہوئی، اور انسانوں کا خوف اور ڈر جاتا رہا (۲) اگلی خصوصیات گننے کیلئے علمی سطح اونچی ہونی چاہیے جو ہمیں ابھی تک نصیب نہیں (۳) ماہانہ اور ہفتہ وار مجلات تو اچھے سے اچھے نکل رہے ہیں، لیکن تحریر کی اونچائی اور بلندی جو وقت کا تقاضا اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، کہ اس کے بعد مخالف کو جرات نہ ہو مبارزت کی وہ شاید ابھی تک کسی ایک میں بھی نہ ہو۔ ہاں ان میں الحق کا مقام اپنے لکھنے والوں کے اعتبار سے اونچا ہے، رہا روزناموں کا مسئلہ تو ایک اخبار بھی ہمارے ملک کا ایسا نہیں ہے، جن کے اندر اسلامی نکتہ نگاہ پیش کیا جاتا ہو (۴) علمی اعتبار سے تفوق تو خدا جانے کسی کسی استاد کو ہوگا، لیکن اخلاقی بلندی اور طلبہ کے ساتھ شفقت اپنے استادوں میں سے دو بزرگ ہستیوں کے اندر انتہا کی دیکھی ایک تو شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، اور دوسرے استاذ العلماء حضرت مولانا رسول خان شیخ التفسیر، جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور دار العلوم کو اللہ تعالیٰ نے جو امتیاز بخش دیا ہے، وہ تو اسی کا حصہ ہے، جامعہ اشرفیہ میں حضرت مفتی صاحب کی ذات اپنے اکابر کا ایک نمونہ تھی، (۵) حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، دور جدید میں اور اس سے قبل مولانا آزاد اور مولانا سندھی کی تصانیف (۶) حضرت نانوتوی کی تصانیف، اگر کسی کی سمجھ میں آئیں، تو ہر دور کے ملحدین کا کافی جواب ہے، مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ، مولانا سرفراز صاحب گوجرانوالہ، مولانا سید نور الحسن صاحب شاہ صاحب (۷) مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی، مولانا شمس الحق صاحب افغانی، کی تصانیف (۸) ایک تو دور جدید کی ادبیات کا نصاب میں داخل ہونا اشد ضروری ہے۔ فلسفہ جدید بمعہ آلات جدیدہ، عملی سائنس کے آلات وغیرہ۔

فقط والسلام آپکا بیمار بھائی امیر حسین گیلانی ادارہ جامعہ مدنیہ اوکاڑا

☆☆☆

قاضی امیر گل۔ فاضل دیوبند ڈیرہ اسماعیل خان

(شیخ الحدیث کو خراج عقیدت)

۱۹ ستمبر ۱۹۸۸ء

بخدمت جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ریڈیو پاکستان کے خبرنامہ میں سنا، کہ خادم اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ، اس دار فانی سے دار جاودانی کو رحلت فرما چکے ہیں۔ اِنا للّٰہ و اِنا الیہ راجعون. حضرتؒ (مرحوم) دنیائے اسلام کے نمایاں اور ممتاز و باعمل عالم دین تھے، حضرتؒ کی اسلام کی خاطر خدمات رہتی دنیا میں روز روشن کیطرح درخشاں رہیں گی۔ دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ حضرت مرحوم کو جوار رحمت میں رکھے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ میں اور مدرسہ فیض المدارس کے طلباء آپکے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ والسلام قاضی امیر گل فاضل دیوبند

مہتمم مدرسہ فیض المدارس درابن کلاں، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان)

امیر ولی الدین چشتی ۔ نارتھ ناظم آباد کراچی
(خالد بن ولید کی شہادت پر تعزیت کا شکریہ)

Date :March 11,2003

To The Honorable, Maulana Samiul Haq, Jamiat Ulmae Islam - S, Darul Uloom Haqqania,Akora Khattak, Nowshera, NWFP.

<u>CHEHLUM OF SHAHEED KHALID BIN WALEED</u>

Dear Sir, Thank you very much for your gracious condolence on the sad demise of our beloved brother Shaheed Khalid Bin Waleed. Your sympathy and prayers through this difficult time have been a source of great support and comfort to all of us and would go a long way in bestowing patience to our bereaved family and resting eternal peace to the departed soul. (Aameen).I appreciate your consideration and hope to have your presence at Chelum on March 16,2003, Sunday at our residence between prayers of Aser and Maghrib.Thank you for keeping us in your thoughts. Amir Waliuddin Chishti, Chishti Family:Residence: Lubna Apartments, Block-M, North Nazimabad, Karachi.Tel,

Res: 6 6 4 5 4 4 7 , 6 6 2 9 3 1 2 0332-104342, 03008220555, 0333222822.

☆☆☆

ڈاکٹر محمد امین[1] تحریک اصلاح تعلیم لاہور
(تخصص تدریب المعلمین)

۶ دسمبر ۲۰۰۴ء

گرامی قدر مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تخصص تدریب المعلمین کی تاریخ ہم نے ۱۵ ذوالقعدہ تک بڑھادی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ بڑا اشتہار اپنی جامعہ میں نمایاں جگہ پر لگوادیں، بلکہ قریبی جامعات کو بھی لگانے کے لیے دے دیں شکریہ۔

چھوٹے اشتہار کی فوٹو کاپی کر کے اگر آپ ان طلبہ کو بھجوادیں، جنہوں نے آپ کے ہاں سے اس سال دورۂ حدیث کیا ہے، تو ہم آپکے انتہائی شکرگزار ہوں گے۔ جزاکم اللہ خیرا۔

والسلام: نیازمند ڈاکٹر محمد امین صدر تحریک اصلاح تعلیم ٹرسٹ

تائید مزید: اس درخواست کو آپ میری طرف سے بھی سمجھیں۔ مولانا حافظ فضل الرحیم نائب مہتمم، جامعہ اشرفیہ، لاہور

---

[1] مشہور اسکالر مدارس کے نصاب ونظام کی اصلاح سے بڑی دلچسپی رکھتے ہیں مختلف یونیورسٹیز اور ٹی وی چینلو پر بھی کام کرتے ہیں۔

قاری محمد امین[1] راولپنڈی

(۱)

۲۲ فروری ۱۹۶۴ء (حجاز مقدس بھیجا گیا خط، مفتی محمود اور مولانا غلام غوث کی مصر روانگی)

بخدمت مولانا سمیع الحق صاحب! مولانا سعید الرحمان صاحب، مولانا الحاج عبداللہ صاحب زید مجدہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! طالب الخیر بخیر یت، آپ حضرات کراچی کی دعوتوں میں کچھ ایسے محو ہو گئے، کہ سارے کئے ہوئے وعدے بھول گئے، اور مدینہ منورہ کی دعوتوں کا کیا کہنا بہر کیف میں حضرت مولانا عبدالحنان صاحب جامعہ اسلامیہ کے جلسہ عرس میں گیا، تو پہلے اپنے مدرسے پہنچے، قبلہ والد صاحب سے ملاقات ہوئی اور آپ کا کراچی کا خط بھی ملاحظہ ہوا۔ مولانا رب نواز صاحب کا کام تو میرے لیے اچھا خاصہ امتحان ہو گیا، اتنی دور جانا اور ملاقات نہ ہونا بہر کیف کافی پریشانی رہی۔ ۱۹ فروری کو فون پر ملاقات ہوئی اور اسی وقت کوٹھی پہنچا اور رقم انکے حوالے کی۔ انشاء اللہ 50 ڈالر آپ کو مدینہ منورہ مولانا عبداللہ صاحب کی معرفت پر مل جائینگے۔ اب مجھے اطمینان ہوا ہے کہ آپکا کام ہو جائیگا۔ قبلہ والد صاحب کے لیے خط اکوڑہ سے آئے، اور ہر ایک میں کرنسی کا سلسلہ دریافت کیا گیا کل میں نے ساری تفصیل لکھ دی ہے، جب آپکو ڈالر مل جائیں اطلاع کر دیجئے۔ یہاں ہر طرح خیریت ہے محترم حضرت مولانا مفتی محمود صاحب راولپنڈی سٹینڈنگ کمیٹی میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ مولانا غلام غوث صاحب اور مولانا مفتی محمود صاحب مصر اسلامی تحقیقاتی ادارہ کی دعوت پر ۱۶ مارچ کو، شریک ہو رہے ہیں۔ اور ممکن ہے یہ حضرات حج پر آئیں اور آپ سے ملاقات وہاں ہو جائے آپ نے ابھی تک خط نہیں لکھا جسکا انتظار اور گلہ رہا جس وقت آپ کو رقم مل جائے تو فوراً اطلاع دیجئے۔ اور اگر ابھی تک رقم نہ ملی ہو تو نہ ملنے کا علم بھی مجھے ہونا ضروری ہے، تاکہ میں اسکا تدارک کروں مگر پھر بھی میں معلومات کرتا رہوں گا۔ مجھے اپنی دعا میں شریک فرمائیں۔ کار لائقہ سے یاد شاد فرمائیں۔ فقط: والسلام محمد امین۔ راولپنڈی۔

(۲)

۱۳ مارچ ۱۹۶۴ء (مدینہ کے اکابر اور احباب کی دعوتوں کا کیا کہنا O مولانا بدر عالم کی مجلس)

عزیزی مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ! طالب الخیر بالخیر! آپ کا مکتوب عین انتظار میں ملا۔ بڑی تسلی ہوئی مجھے پہلے اندازہ تھا کہ سفر پر جا کر کراچی وغیرہ میں فرصت کم ہی ملتی ہے۔ مگر آپ مصر تھے کہ میں ضرور لکھونگا میں ضرور لکھونگا میں خاموش ہو گیا۔ میں نے کراچی بھی خط لکھا، جب آپ وہاں کی دعوتوں میں گم ہو گئے، اور ہم کو معلوم ہوتا رہا تو ہم سمجھ گئے وہ وعدے سب کافور ہو گئے، اور مدینہ منورہ کی دعوتوں کا تو کیا کہنا ایک طرف مولانا بدر عالم صاحب، مولانا عبدالغفور صاحب، اور پھر سب سے بڑھ کر عبداللہ صاحب، آپ عبداللہ، صاحب کو معاف کرنے والے ہیں۔ خیر بھائی خوش قسمت ہیں کہ رمضان المبارک میں مسجد نبویؐ کے نظارے، اور ۲۷ رمضان کو عمرہ ذوالحلیفہ اور تنعیم جعرانہ وغیرہ اور عید حجاز کی سب سعادتیں نصیب ہوئیں۔ اس پر حضرت مولانا بدر عالم صاحب کی مجلس عجیب وغریب نعمتیں ہیں۔ قصہ رب نواز کچھ تو پہلے خط میں لکھ چکا ہوں، جو کہ ملاحظہ ہو چکا ہے۔ رمضان المبارک تو روزانہ گھر فون کرتا رہا معلوم ہوتا رہا، کہ گھر

---

[1] دیوبند، مدرسہ امینیہ دہلی جیسے اہم اداروں سے استفادہ کیا، راولپنڈی محلہ ورکشاپی میں مدرسہ عثمانیہ قائم کیا۔ قومی ملی سیاسی کاموں میں مولانا عبدالحنان ہزاروی کے قدم بہ قدم رہے۔ حقانیہ کے قیام میں شیخ الحدیثؒ کے اولین مخلص رفیق کار رہے، حقانیہ کو اپنے کاموں پر مقدم رکھا۔ آخر تک شوریٰ وغیرہ میں پیش پیش رہے، جمعیت علماء اسلام کے اکابر کیلئے اپنے ادارہ کو وقف کئے رکھا۔ اختلاف کے بعد جمعیت (س) کا مرتے دم تک ساتھ دیا اور رہنمائی فرمائی۔ ہمارے لئے انکی ذات ایک خاندانی بزرگ جیسی تھی۔ انکے صاحبزادگان قاری محمد اخلاق، قاری امین الحسنات، اور دیگر کے وجہ سے ان کے خدمات کا سلسلہ جاری ساری ہے۔

نہیں ہیں اتفاقیہ صدر میں ملاقات ہوگئی۔ تو مجھے کافی تسلی ہوئی بہر کیف سارے منازل طے کر کے امانت میں نے ان کو دیدی اور تسلی ہوگئی، اس کے بعد والد صاحب سے بھی پشاور جاتے ہوئے انکی ملاقات ہوئی، اور مدرسہ کے لیے کوئلہ کا بھی وعدہ فرمالیا۔ انشاءاللہ وہ بھی جلدی مل جائیگا۔ آپ فوری مجھے لکھیں کہ حج میں آپکا معلم کون ہوگا۔ محترم مولانا صاحب، مولانا سعید الرحمان صاحب، مولانا بدر عالم صاحب، مولانا عبدالغفور صاحب، انکے جملہ صاحبزادے مولانا عبدالوہاب صاحب، مولانا عبدالغفور صاحب کے داماد ہیں، سب کو سلام مسنون پیش ہے نیز محترم جناب عبدالرزاق صاحب، وحسن جان صاحب، کو بالخصوص اور سب حضرات سے دعا کی درخواست ہے۔ حسن اتفاق ہے کہ آج ہی اکوڑہ سے قبلہ والد صاحب کا مکتوب سامی آیا ہے۔ انکی خدمت میں عریضہ پیش کر رہا ہوں۔ فقط والسلام۔

(۳)

۵ رجب ۹۸ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۷۸ء (جمعہ کے تقریر کی دعوت مولانا خان محمد کندیاں کی صدارت)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب! زاداللہ عزاً وشرفاً، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ کا سالانہ تقسیم اسناد و دستار بندی کا جلسہ بحکم حضرت مرشدنا مولانا خان محمد صاحب، کندیاں شریف اور انہی کی صدارت میں ۱۴، ۱۵ جولائی جمعہ، ہفتہ ہو رہا ہے۔ ہمیشہ قبلہ والد صاحب، جلسہ کی شمولیت و سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔ اب وہ بیمار ہیں۔ گو سب دوستوں کی خواہش یہی ہے، کہ ان کو تکلیف دیجائے مگر میں سمجھتا ہوں، کہ انکو آرام پہنچانا ہمارا فرض ہے، لہذا فیصلہ یہی ہے کہ والد صاحب کی جگہ آپ ہی نے جمعہ سے پہلے تقریر کرنی ہے، اور جمعہ پڑھانا ہے، امید ہے آپ منظوری سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

فقط والسلام قاری محمد امین عفااللہ عنہ راولپنڈی،

میرے خیال میں قاری صاحب کو آپکی خدمت میں درخواست نہیں کرنی چاہیئے چونکہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ دارالعلوم ہذا کے سرپرست ہیں اب وہ بیمار ہیں، تو انکی جملہ ذمہ داریاں آپ پر ہونگی آپکی خدمت میں اطلاعاً لکھنا خدام کا کام ہے، آگے انکار آپکی طرف سے بالکل نہ ہونا چاہیے، حضرت کی نیابت آپ آکر فرمادیں۔ "محمد رمضان علوی"

(۴)

۲۶ محرم ۱۳۹۹ھ (مدینہ منورہ، مواجہہ شریف میں دعائیں)

عزیزی و محبی مولانا سمیع الحق صاحب! زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً لکل الخیر، وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا گرامی نامہ وارد ہو کر کاشف حالات ہوا۔ حاجی سلطان محمود صاحب، کی معیت میں مردان گیا، واپسی میں قبلہ والد صاحب کی قدمبوسی اور دیدار کا ارادہ تھا کہ ہم ظہر کی نماز انشاءاللہ اکوڑہ پڑھیں گے۔ مگر مردان والوں نے عجب پروگرام بغیر مشورہ کے بنادیا۔ اور مجھے عشاء کو ورکشاپی لازمی پہنچنا تھا، تو میں نوشہرہ سے قبل المغرب پنڈی کیلئے روانہ ہوگیا۔ اور میں وقت پر پہنچ گیا۔ پھر میں نے محمد اخلاق کو آپکی خیریت اور قبلہ مدظلہ کیخدمت میں سلام مسنون اور دعاء اور خیریت معلوم کرنے کیلئے بھیجا۔ وہ آپکا سلام اور قبلہ مدظلہ کی دعائیں لیکر آیا۔ جس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ آپ جسوقت آئیں آپ کا پرانا اپنا گھر ہے، جو آپ نے بھلا دیا ہے، اگر آپ اپنا سمجھتے تو بلا اجازت ہی پہلے کی طرح آتے اب کچھ ذمہ داری آپ کی بڑھ گئی ہے، اسلئے یہ وطیرہ اختیار ہو رہا ہے۔ اور اگر کچھ زیادہ ذمہ داریاں پڑگئیں تو پھر اس حالات سے بھی ہم کہیں طاق نسیان کے نظر نہ ہو جائیں۔

عزیزم! قبلہ والد صاحب اور دارالعلوم کی ترقی و بقاء کیلئے حرمین شریفین حجر اسود۔ مطاف حطیم میزاب رحمت مقام ابراہیم، زمزم، صفاء مروہ

منی، عرفات مزدلفہ، رمی جمار، قربانی طواف زیارت و جملہ مقامات مقدسہ اوراد اور ادمقبولہ میں پوری عاجزی اور تضرع والحاح کے ساتھ آپ اور جملہ احباب واراکین دارالعلوم کیلئے دعائیں کرتا رہا ہوں، بالخصوص مدینہ منورہ میں اور مواجہ شریف میں بھی دعائیں کرتا رہا ہوں۔ اللہ مبرور فرمائیں آمین، میں بہت جلد قدمبوسی کیلئے قبلہ والد صاحب مدظلہ کیخدمت میں آرہا ہوں، باقی رہا محمد اخلاق کا سلسلہ وہ بالمشافہ ہی عرض کرونگا۔ والد صاحب کی خدمت میں میری طرف سے سلام مسنون اور دعاء کی درخواست۔ محترم سلطان محمود صاحب، مولانا انوار الحق صاحب، حضرت مفتی صاحب، استاذی المحترم مولانا عبدالحلیم صاحب، حاجی محمد یوسف صاحب، و جملہ آراکین مدرسہ کیخدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعاء۔ فقط والسلام، قاری محمد امین

(۵)

۱۸ر صفر ۱۳۹۹ھ

(شیخ الحدیثؒ کی بیمار پرسی)

عزیزم مولانا سمیع الحق صاحب زادمجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ قبلہ والد صاحب مدظلہ العالی کی صحت اور کراچی علاج کیلئے تشریف لے گئے تھے اسکا کیا نتیجہ رہا۔ ہروقت دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکو صحت کاملہ عطا فرمائے اور تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین۔ ان کی خیریت کی خبر فوری دیکر مطمئن کریں۔ اور میرے لئے خاص وقت میں دعائیں فرمادیں، تو کرم ہوگا عنایت ہوگی۔ کار لائقہ سے ضرور یاد کیا جاوں۔ محترم مولانا سلطان محمود صاحب، مولانا انوار الحق صاحب، حضرت مولانا استاذی المحترم عبدالحلیم صاحب مدظلہ اور مولانا فرید صاحب، حاجی محمد یوسف صاحب، حاجی غلام محمد صاحب، نور بادشاہ صاحب، حاجی رحمٰن الدین صاحب و نائب ناظم صاحب، محمد شفیق صاحب، کو سلام مسنون! دیگر بدرشی محترم شیر افضل خان صاحب، کی خدمت میں حاضر ہوں تو میرا اسلام اور بیمار پرسی میری طرف سے کردیں ان کی صحت کی دعائیں جاری ساری ہیں۔ قاری محمد امین راولپنڈی

(۶)

۱۰ جمادی الاوّل

(مدرسہ کے اساسی دستور کی کاپی)

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زادکم اللہ عزا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں اور قاری سعید الرحمٰن صاحب تہنیت کے لیے حاضر ہو کر تبادلہ خیال کرینگے۔ ہمارے حکیم قاری عبدالرحمٰن صاحب کو آپکے مدرسہ کے دارالعلوم کے دستور اساسی کی ایک کاپی چاہئے وہ ان کے نام ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ قبلہ والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں میرا اسلام مسنون اور دعا نیم شبی کی درخواست فرمائیں مولانا انوار الحق صاحب۔ و ناظم صاحب کو سلام مسنون۔ ''فقط والسلام''

(۷)

۲۴ر جولائی ۱۹۸۱ء

(ورکشاپی محلہ میں کی گئی تقریر کی اشاعت)

عزیزم مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدکم سلام مسنون! عزیزی محمد شفیق صاحب کا گرامی نامہ آیا تھا، اُسی وقت جواب دے دیا گیا تھا۔ کہ وہ کیسٹ محمد اخلاق اپنے ہمراہ لے گیا ہے، جب آئیگا فوراً کیسٹ بھیج دی جائیگی۔ میں تو خود خواہاں ہوں کہ حضرت کی یہ تقریر شائع ہو کر لوگوں کو فائدہ دے۔ عید کے بعد محمد اخلاق آئیگا۔ دیگر حافظ کے متعلق عرض ہے، کہ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی شاندار جگہ کے لیے شاندار حافظ مل جائے، قبلہ والد صاحب سے بھی اس سلسلہ میں دعا کرائیے۔ اللہ نے مکان دیا ہے تو مکین بھی دے گا۔ آج کل لوگ کام چور ہو گئے ہیں چاہتے ہیں کام نہ ہو اور نام ہو جائے اللہ تعالیٰ امداد فرمائیگا۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب، کی خدمت میں سلام مسنون وہ میرے خط کا جواب

مرحمت فرماتے تو بہت اچھا تھا۔قبلہ والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون،اور رمضان المبارک میں اپنی مستجاب ادعیہ میں مجھے شامل فرمائیں میں آجکل پریشانیوں کا شکار ہوں۔آپ بھی میری امداد نہیں کرتے۔مولانا شیر علی شاہ صاحب و محمد شفیق صاحب،و انوار الحق صاحب،ناظم صاحب،حاجی صاحب سب کو سلام مسنون۔ والسلام۔

(۸)

۶/مارچ ۱۹۸۲ء **(الحق میں تقریر[1] کی اشاعت کا انتظار)**

مجی و مخلصی جناب مولانا سمیع الحق صاحب!زادکم اللہ تعالیٰ توفیقا الی الخیر،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ قبلہ والد صاحب مدظلہ کی تقریر ابھی تک الحق میں نہیں آئی۔عزیزم محمد شفیق صاحب کو معلوم ہو کہ یہ تو بہت ہی معروف ہو گئے ہیں،جس سے میں خوش ہوں کہ خدا کرے انکی معروفیت دین اور نظام اسلامی کے نفاذ کیلئے باعث بن کر من سن ؓ...سنۃ حسنۃ فلۃ اجرھا واجر من عمل بھا کا ثواب ہو آمین۔میں نے پہلے بھی یاددہانی کرائی ہوئی ہے۔دیگر مولانا محبوب علی شاہ صاحب،آئے ہوئے ہیں کہ نہیں؟ قبلہ والد صاحب کیخدمت میں سلام مسنون کے بعد میرے لیے دعاء کی درخواست کروائیں اور میری طرف سے مزاج پرسی کردیں۔ناظم صاحب،مولوی انوار الحق صاحب،حافظ محمد صدیق سلمہ،حاجی محمد یوسف صاحب،حاجی غلام محمد صاحب وجملہ اراکین کیخدمت میں سلام مسنون۔مولانا محبوب علی صاحب کو سلام مسنون،اور بندہ منتظر ہے۔ فقط والسلام قاری محمد امین

(۹)

۱۹/مارچ ۱۹۸۲ء **(الحق کے اداریہ نے شبہات کو مانجھ کر رکھ دیا)**

عزیزم جناب مولانا سمیع الحق صاحب،زادہ اللہ عزاً،سلام مسنون،الحق میں ابتدائیہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ جملہ شبہات کو تم نے ایسا صاف کردیا ہے جس طرح کوئی چیز مانجھ دی جاتی ہے بہت خوب،اللہم بارک وتقبل،قبلہ والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون اور دعاء نیم شبی کا محتاج ہوں۔اپنی مستجاب ادعیہ میں مجھے ضرور شامل فرمائیں،نیز میں نے پہلے خط میں قبلہ والد صاحب کی تقریر کے متعلق لکھا ہے کہ جو تقریر ورکشاپ میں ہوئی ہے جسکی کیسٹ بھی آپ تک پہنچادی ہے،وہ آئندہ الحق میں آنی چاہیئے۔باقی عند الملاقات عزیزم محمد شفیق صاحب کو بھی پہلے خط میں توجہ دلائی ہے،اگر معروفیت زیادہ ہو تو حافظ محمد صدیق کو یہ کام حوالہ کردیں۔سب کے سب کو سلام مسنون۔سب سے دعا کی درخواست۔ فقط والسلام قاری محمد امین عفا اللہ عنہ راولپنڈی

(۱۰)

۲۹/ستمبر ۱۹۸۳ء **(موجودہ جامعہ عثمانیہ کے زمین پر تنازعہ طویل عدالتی جدوجہد)**

عزیزم مولانا سمیع الحق صاحب!زادہ اللہ عزاً وشرفاً،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،امید ہے بخیریت ہونگے۔میں اور محمد مشتاق صاحب اکوڑہ پھر ستاکوٹ اور پشاور قبلہ والد صاحب کی تیمارداری کیلئے گئے،سوءِ اتفاق سے آپ سے ملاقات نہ ہوسکی افسوس رہا۔میں نے زبانی بھی کہا تھا کہ مدرسہ نئی جگہ میں سات کنال پر ہمارا قبضہ ہے،اور تین کنال پر جو سڑک کیطرف ہے،اسپر خراب قسم کے آدمیوں کا قبضہ ہے،وہ پریشان کررہے ہیں۔جبکہ آپ حضرات کو اللہ نے ایسا مقام عطا فرمایا ہے،کہ آپ ذراسی توجہ کریں اور چٹکی سے کسی کو کہیں تو مجھے کامل یقین ہے کہ

---

[1] یہ تقریر مجموعہ خطبات دعوات حق میں شامل ہے،اس مجلس میں آزاد کشمیر کے میر واعظ مولانا محمد یوسف بھی موجود تھے

کام ہوسکتا ہے۔اب میں تنگ آگیا ہوں اگر خود میرے بس کی بات ہوتی تو پھر کسی کو بھی تکلیف نہ دیتا۔آپ اب پوری توجہ اور پورے اختیارات بروئے کار لائیں گے،تو یہ کام بہ آسانی ہوجائیگا۔یہ دینی کام کرنا ہے۔میں عنقریب دو چار روز میں ملاقات کیلئے اکوڑہ آجاؤں گا اور بالمشافہ مفصل بات بھی کروں گا۔تا کہ ساری حالت بیان کردوں۔قبلہ والد صاحب مدظلہ کیلئے دعاء ہے اللہ تعالیٰ انکو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرما کر ہمارے سروں پر قائم دائم رکھیں آمین۔سب کو سلام مسنون بالخصوص ناظم صاحب،محمد شفیق صاحب و جملہ احباب کو۔(فقط والسلام)

(۱۱)

(مدرسہ کی زمین کے تنازعہ میں تعاون کی خواہش O قبلہ والد صاحب سے آپکی مصروفیت معلوم ہوئی فتقبلھا بقبول حسنٍ)

۱۳/۱ اکتوبر ۱۹۸۳ء

عزیزی مولانا سمیع الحق صاحب! زادہ اللہ عزاً وشرفاً،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،حسب پروگرام اور آپکی اطلاع کیمطابق ۲/۱ اکتوبر بروز اتوار نوشہرہ سے قاری محمد شریف صاحب،خطیب اسلام آباد کی لڑکی کے نکاح سے فارغ ہوکر اکوڑہ سیدھا گھر پہونچا معلوم ہوا، کہ آپ مصروف ہیں قبلہ والد صاحب کی زبانی معلوم ہوا تو بے ساختہ یہ الفاظ زبان سے نکلے۔فتقبلھا بقبول حسن و انبتھا نباتاً حسناً۔اللہ تعالیٰ نیک کام واعمال صالحہ کیلئے عمر دراز عطا فرمائے اور خوش نصیب فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

اور کوئی تو آیا نہیں تھا قبلہ والد صاحب کے مشورہ سے میں ایک تحریر دے آیا ہوں وہ ملاحظہ ہوئی ہوگی بحکم والد صاحب اگر ضرورت پڑی تو پھر سب کمیٹی کو بلالیں گے،میرا خیال ہے ضرورت تو نہیں پڑے گی جو صورت ہو مطلع کیجئے۔

دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ کی ۳ کنال زمین کیلئے میں نے زبانی وضاحت کردی تھی،اور کل کچھ کاغذات آپکو دکھانے ساتھ لایا تھا مگر آپ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی،اب عنقریب اکتوبر کے آخر میں مجلس شوریٰ کا اجلاس ہورہا ہے،اسمیں یا آپکی رائے سے اس سے پہلے ایسی موثر تجویز طے کریں کہ یہ کام ایسا ہوجائے کہ مثالی ہو۔اسمیں کسی قسم سستی وغیرہ اب غیر مناسب کیا ناجائز ہی ہے۔

اگر میری اکوڑہ آنے کی ضرورت ہو تو مدرسہ کے اس کام کیلئے سب کام چھوڑ کر بھی آسکتا ہوں۔اس کام کیلئے رات دن برابر ہیں۔آپ یہ سمجھ لیں کہ پہلی ہی فرصت میں یہ کام ہر صورت کرنا ہے۔اس سے زیادہ تاکید اور کیا کروں۔جوابی خط اسلئے لکھ رہا ہوں، کہ آپ مصروف زیادہ ہیں ناظم کو ہدایت کیجئے۔کہ وہ آپ کی طرف سے فوراً جواب لکھے۔میں بے چینی سے جواب کا منتظر ہوں۔سب کو سلام مسنون اور دعاء کی درخواست ہے۔

فقط والسلام قاری محمد امین عفا اللہ عنہ راولپنڈی

(۱۲)

(صدر کو درخواست کی تجویز)

۱۸/۱ اکتوبر ۱۹۸۳ء

محبی ومخلصی جناب مولانا سمیع الحق صاحب! زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً لکل الخیر،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،طالب الخیر بالخیر،آپکا گرامی نامہ وارد ہوکر کاشف حالات ہوا۔یاد آوری کا ممنون ہوں۔قبلہ والد صاحب کی دعاء اور دارالعلوم کے مدرسین کے مطالبات وغیرہ کے فیصلہ کا علم ہوا۔اللہ تعالیٰ انکی دعائیں ہمارے لیے دارین کی سربلندی و کامیابی کا ذریعہ بنائے رکھے۔آمین یارب العالمین

آپکی رائے کا علم ہوا کہ راولپنڈی آکر باہمی مشورہ سے موثر قدم اٹھائیں گے ٹھیک ہے۔ایک تجویز ہے کہ صدر صاحب کو ایک درخوست دیجائے اور اسمیں معقول انداز میں موثر درخواست کیجائے،کہ وہ ذاتی دلچسپی لے لیں تو پھر مدرسہ کا کام بسہولت ہوسکیگا۔کیونکہ آج کل

مارشل لاء والے بھی توجہ بہت کم دیتے ہیں، اور اکثر کسی جانب مائل کردئے جاتے ہیں تو بجائے کام ہونے کے دوسری طرف بات چلی جاتی ہے، اور یہ کام فوری کریگا ہے۔ بہرکیف اس کو آپ نے کرنا ہے نیز قاری سعید الرحمان صاحب بھی حج سے واپس آگئے ہیں، انہوں نے بھی اس کام میں کافی دلچسپی لے رکھی ہے۔ آپ بھی ساتھ ہو جائیں گے تو پھر نور علی نور ہو جائیگا۔ آپ کے خط سے کافی اطمینان ہوا جزاکم اللہ خیرا، قبلہ والد صاحب کیخدمت میں سلام مسنون اور دعا کی درخواست، سب کو سلام۔ فقط والسلام قاری محمد امین عفا اللہ عنہ

(۱۳)

۲۳ نومبر ۱۹۸۳ء (اس معاملہ کا تعاقب کرتے رہیں O حقانیہ کے فتوی پر اعتماد)

عزیزم محبی و مخلصی جناب مولانا سمیع الحق صاحب! زادکم اللہ تعالیٰ توفیقا الی الخیر، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب الخیر بالخیر، امید ہے مع قبلہ والد صاحب واہل وعیال بخیر ہونگے۔ بقول آپ کے مدرسہ کے کام کو کرانے کا یہی وقت ہے، اگر اسوقت یہ کام نہ کیا گیا تو پھر اس سے زیادہ اچھا وقت اور کب آئیگا۔ اب آپ نے اس کام کو شروع کیا ہے، تو اب اسکا تعاقب بھی ضروری ہے کہ آپ صدر صاحب کو ایک تحریر لکھیں کہ میں نے اس سلسلہ میں آپکو بڑی پختہ یقین کیساتھ ایک درخواست دی تھی، اور میں کسی کے کام میں آنے کیلئے تیار نہیں ہوتا، کہ مجھے معلوم بھی ہے کہ آپ بہت زیادہ مصروف ہیں مگر یہ ایک دینی ادارے کا کام ہے جسکو میں ذاتی طور سے جانتا ہوں، اور قبلہ والد صاحب کا اس دار العلوم سے ذاتی تعلق بھی اور اس ادارہ کے سرپرست بھی ہیں، اور انہی کی دعاؤں سے راولپنڈی میں یہ کام ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس مدرسہ کی اس زمین کے قبضہ دلوانے میں آپکی توجہ کی ضرورت ہے، کہ ریلوے ورکشاپ روڈ پر دار العلوم کی پونے چار کنال زمین پر ملک منظور اور ظہور حسین دونوں بھائیوں نے غاصبانہ قبضے ناجائز کیا ہوا ہے، وہ جگہ دار العلوم کو مل جائے تو وہاں جامع مسجد اور دینی کتب بنا کر دینی تعلیم قرآن وحدیث کی جاری کیجائے۔ اور آپ بھی اللہ کے ہاں اجر عظیم اور نیک کام کے بانی ہو کر اس صدقہ جاریہ کے باعث ہوں گے، اور اجر وثواب اور رضاء الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ اس قسم کا مضمون پوسٹ کر دیا جائے، اب تو بار بار اسکا پیچھا کیا جائیگا تب کام ہوگا۔ میں شاید ۲۳ نومبر کو بخاری شریف کے ختم میں محمد مشتاق صاحب کیطرف سے اکوڑہ لایا جاؤں ملاقات پر مزید مشورہ ہو جائیگا۔ قبلہ والد صاحب سے بھی ایسے وقت میں مشورہ بھی کیجئے، جبکہ انکی طبیعت ہشاش بشاش ہو اور دعا بھی کرائیں، سب سے زیادہ کامیابی انکی توجہ اور دعاء سے ہوگی۔ انہوں نے سرپرستی فرمائی تو پھر انشاء اللہ سب کے قلوب متوجہ ہو جائیں گے، اور اس جگہ دینی کام شروع ہو جائیگا۔ ایک استفتاء ارسال ہے یہاں کچھ مستوارات بلکہ وہ سارا گھرانہ ہی اکوڑہ خٹک کے دار العلوم حقانیہ کے معتقد اور معاون ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ وہاں سے فتویٰ منگوا کر دیں تب ان کے گھر کا اختلاف ختم ہوگا، اور وراثت صحیح طور سے تقسیم ہوگی، زبانی مسئلہ اور تقسیم ان کو بتا دی گئی ہے، مگر کوئی غلط کار مولوی انکو ملا ہے، جو شرارت کر رہا ہے، بہر حال آپ کے دار العلوم کے فتوی پر انکی وراثت تقسیم ہوگی۔ یہان کے علماء پر انکی تسلی نہیں ہے اور مستوارت کا سمجھانا بعض اوقات مشکل ہو جاتا ہے، انکی ہٹ بھی مشہور ہے۔ میری طرف سے ناظم صاحب کی عیادت کیجئے اللہ تعالیٰ انکو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ قبلہ والد صاحب کیخدمت میں سلام مسنون اور دعا کی درخواست۔ مولانا انوار الحق صاحب، حاجی محمد یوسف صاحب وغیرہ سب کو سلام مسنون۔ نوٹ: فتویٰ پر مہر ضرور لگا دیجئے۔۔۔۔۔ والسلام قاری محمد امین عفا اللہ عنہ راولپنڈی

(۱۴)

۲۷ اپریل ۱۹۸۴ء (قاری سعید الرحمان کی معیت میں مارشل لاء حکام سے ملاقات)

عزیزم مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے بخیرت ہونگے۔ بدھ کے دن آپکی طرف سے فون آیا

کہ جمعرات کے دن ۱۰ بجے تک اکوڑہ پہنچ جاؤ۔ تو میں نے فون ہی میں کہدیا تھا، کہ جمعرات کو مارشل لاء ڈی ایم ایل اے صاحب سے محمد اسلم صاحب کی معیت میں بحکم قاری سعید الرحمان صاحب مع قاری صاحب کے رقعہ کے ملاقات کرنی ہے۔ اگر مارشل لاء کی حاضری ضروری نہ ہوئی، تو میں بروقت اکوڑہ پہنچ جاوں گا۔ لہذا میری حاضری سے معذرت قبول کیجئے۔ سارے دن انتظار میں رہا اور ڈی ایم ایل اے سے ملاقات بھی نہ ہوسکی، اور جلسہ میں بھی شریک نہ ہوسکا افسوس رہا۔ اب آپ بتایئے قاری صاحب تو افریقہ گئے اور آپ کی سعی کیطرف صدر صاحب نے ابھی تک توجہ ہی نہ فرمائی۔ آپ ہی بتائیں کہ کیا صورت کیجائے۔ نیز حافظ غلام حیدر کے لڑکے کی آئندہ جمعرات شادی ہے تو غلام حیدر اور لڑکی والے کہتے تھے، حضرت مولانا صاحب کو نکاح کیلئے آپ ہی لا سکتے ہیں، میں نے ان سے کہا کہ مولانا بیمار بھی ہیں، اور آخری سال ہے، وہ اس حالات میں بھی پڑھائی کیلئے انکی طبیعت ثانیہ ہوگئی ہے، اور کسی طرف توجہ مشکل سے فرماتے ہیں ان سب کا خیال یہ معلوم ہوتا ہے، کہ آپ کی لڑکی کے نکاح میں شامل ہوئے ہیں، اول تو میری سب بچیوں کا نکاح حضرت ہی نے پڑھے ہیں۔ اور وہ ہر حالت میں شفقت فرماتے اور آپ سب پہلی مرتبہ ایسا کر رہے ہیں، مجھے ذریعہ بنانا چاہتے ہیں۔ حضرت مدظلہ کی برکات کا کیا کہنا مگر انکی بیماری اور معذوری بھی خیال رکھنے کے قابل ہے، اگر آپ اس سلسلہ میں اپنی رائے سے مطلع کریں تو ممنون ہونگا۔ آپ کی بات اور رائے معمول بہا ہوگی ضرور پہلی فرصت میں اسپر اظہار رائے فرمایئے۔ ہاں مدرسہ کے سلسلہ میں بھی وضاحت اور آسانی سے عمل کی بیحد ضرورت ہے، آپ خود جواب لکھیے یا پھر عزیزم محمد شفیق صاحب کو حکم دیجئے کہ وہ فوری مطلع فرمائیں۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو آمین۔ قبلہ والد صاحب کیخدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا۔ سب کو سلام مسنون۔

فقط والسلام قاری محمد امین عفا اللہ عنہ راولپنڈی

(۱۵)

۲۳ اپریل ۱۹۸۵ء (حضرت کی توجہ اور دعاؤں پر جی رہا ہوں)

عزیزم مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ اللہ زیدت معالیکم، السلام علیکم! ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپکا خط والد صاحب کیطرف سے ملا۔ بڑی خوشی ہوئی میں تو اس قابل نہیں ہوں، ہاں قبلہ والد صاحب کی توجہ اور دعاوں پر جی رہا ہوں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے۔ آمین، دیگر پرویز صاحب پٹرول پمپ والے اور سائیں محمد حنیف صاحب مدینہ والے اور عزیز الرحمان صاحب پٹرول پمپ والوں کا فیصلہ قبلہ والد صاحب کی موجودگی، میں یا آپ اپنی جرات وہمت پر دونوں فریق کو حکما آرڈر دیں، کہ فلاں وقت اور فلاں جگہ آجائیں آپ دونوں کا فیصلہ شرعی اعتبار سے کردیا جائیگا۔ آپ دونوں والد صاحب کا حکم مانیں اور سٹامپ لکھ کردیں۔ اور فوراً فیصلہ کرالیں۔ میں اسلئے جلدی کررہا ہوں کہ ہمارے محترم محمد حنیف صاحب سائیں ۲۳ اپریل کو واپس مدینہ منورہ جارہے ہیں، انکی تمنا ہے کہ میری موجودگی میں یہ فیصلہ ہوجائے تو تسلی ہوگی۔ میں بھی سفارش کرتا ہوں کہ پہلی فرصت میں آپ قبلہ والد صاحب کی سرپرستی میں یا پھر اپنی شرعی صوابدید پر فیصلہ کردیں اور دونوں کو بلالیں۔ حامل رقعہ ہذا کو اپنا رقعہ دیدیں تاکہ دونوں فریق کو مطلع کردیا جائے۔ فقط والسلام قاری محمد امین راولپنڈی

(۱۶)

۱۰ اگست ۱۹۸۸ء (سینٹ کی قرعہ اندازی میں کامیابی دل خوشی سے اچھلنے لگا)

عزیزم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، زادکم اللہ تعالیٰ توفیقا لکل الخیر، السلام علیکم! ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب الخیر بالخیر، جب سینٹ کی قرعہ اندازی میں آپکی کامیابی پڑھی تو بلیوں میرا دل خوشی کے مارے اچھلنے لگ گیا۔ خدا کا بیحد شکریہ ادا کیا اور اسی وقت مبارکبادی کا مکتوب آپ کے نام بھیجا نہ معلوم آپ کو ملا کہ نہیں؟ کیونکہ جسکو میں نے مبارکبادی کے خط لکھے انہوں نے جواب دیکر مجھے بیحد خوش کیا۔ آپ کا جواب

خلاف معمول نہ آنے پر تردد ہے۔ بہر کیف میری طرف سے مبارکبادی قبول فرمایئے اور قبلہ والد صاحب کو بھی مبارکی کا خط علیحدہ لکھا کہ یہ سب آپ ہی کی توجہ اور دعاء کا نتیجہ ہے، کہ مولانا سمیع الحق صاحب کو اللہ نے کراماتی طور پر ان کو کامیاب کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تینوں پٹھانوں کو نفاذ شریعت کے سلسلہ میں کامیابی کا سہراان کے سروں پر روشن درخشندہ کرے آمین یارب العالمین بحرمۃ سیدالمرسلین وشفیع المذنبین ورحمۃ للعالمین ﷺ۔ فقط والسلام قاری محمد امین راولپنڈی

(۱۷)

(مدرسہ عثمانیہ حقانیہ کی شاخ ہے موزون مدرس کی ضرورت)

عزیزم مولانا سمیع الحق صاحب زاد مجدکم، سلام مسنون، میں نے حال ہی میں ایک خط لکھا ہے، جو مطالعہ ہوا ہوگا۔ مجھے ایک کہنہ مشق مشہور مدرس کی ضرورت ہے، جو صرف بلکہ صرف مدرسی کا شائق ہو۔ امامت وخطابت سے اسکا دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ اور مدرسہ ہی میں قیام پذیر ہو سکے۔ تنخواہ آپکی رائے اور صوابدید پر ہے، ابھی رمضان میں تقرر مفید ہوگا۔ دارالعلوم حقانیہ کیطرح عثمانیہ بھی والد صاحب کی سرپرستی ودعاوتوجہ کا محتاج ہے، یہ بھی حقانیہ کی شاخ ہے۔ نیز سابقہ الحق میں ایک مدرسہ کا اعلان واپیل آپنے شائع کی ہے۔ آئندہ آنیوالے شمارے میں عثمانیہ کا اعلان واپیل زوردار اور مناسب اور موثر الفاظ میں شائع کیجئے اور اسکا بل دارالعلوم عثمانیہ کے نام پہلی فرصت میں ارسال کیجئے جواب ملتے ہی رقم بھی ارسال ہوگی، کل حاجی محمد یوسف صاحب تشریف لائے تھے، انکو بھی مدرس کے متعلق تاکید کردی وہ بھی ذکر کریں گے۔ قبلہ والد صاحب آپ اور ناظم صاحب کسی موزوں ترین مدرس کا انتظام کریں۔ اگر چہ وہ پشتو ہی میں کیوں نہ پڑھائے۔ دور دراز علاقہ کے لوگ پڑھانے کے رسیا ہوتے ہیں۔ شیخ القرآن صاحب نے اپنے ہاں نئے مدرس جو مار تونگ مولانا صاحب کے شاگرد ہیں اکٹھا کیا ہے اور انکی بڑی تعریف کررہے تھے۔ کیا مولانا شیر علی شاہ صاحب آئے ہیں، اگر نہیں تو اسکے بعد بھی آنیکا انتظار کیا جاسکتا ہے؟ سب کو سلام مسنون،

احقر قاری محمد امین راولپنڈی

قبلہ والد صاحب مدظلہ کیخدمت میں سلام مسنون کے بعد دعا کی درخواست کیجئے۔ اللہ تعالیٰ میری مشکلات آسان فرمائے۔ آمین، والد صاحب کی اپیل کی اطلاع دیجئے خدا کرے بلا مقابلہ کامیابی ہوجائے تو بہت ہی خوشی ہوگی۔

(۱۸)

۲۱ ستمبر ۱۹۸۸ء (شیخ الحدیث کی وفات دونوں بھائیوں پر بوجھ ڈالا گیا جس پر دعائیں)

باسمہ سبحانہ، عزیزی مولانا سمیع الحق صاحب، وانوار الحق صاحب، زادھما اللہ عزاً وشرفاً، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب الخیر بالخیر، قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی ناقابل برداشت ہے۔ آپ دونوں کو جنازہ سے پہلے مہتمم ونائب مہتمم اور پھر مجلس شوریٰ میں بھی یہی اعزاز ایک پاکستان کے بے مثال مرکز دارالعلوم کا آپ دونوں کے کندھوں پر ڈالا گیا ہے، جسکے آپ دونوں ہی مستحق تھے اور مبارک بھی ہو۔ اب دعا ہے کہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر کام کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

فقط والسلام قاری محمد امین راولپنڈی

(۱۹)

۲۸ ستمبر ۱۹۸۸ء (اہتمام کی دستار بندی پوری توجہات دارالعلوم پر مرکوز رکھیں)

عزیزی جناب مولانا سمیع الحق صاحب ومولانا انوار الحق صاحب، زاد مجدھما، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا مکتوب کاشف حالات ہوا۔ آپ دونوں کی پوری توجہات ہر طرف سے ہٹ کر دارالعلوم کی طرف مرکوز ہونی چاہئیں۔

قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرصہ دراز تک ہر طرف سے ہٹ کر صرف دار العلوم ہی کی طرف توجہ رکھی اسی کی برکات تھیں اللہ نے ان کو بے مثال کامیابیاں عطاء فرمائیں، اب آپ مدرسہ ہی کیلئے اپنے آپ کو وقف کریں، تاکہ اکوڑہ کا بچہ بچہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ کی تعریف کرے میں حیران تھا، جناب محترم قاری سعید الرحمان صاحب نے آپ کے اہتمام اور دستار بندی کا اعلان کرنے میں بڑھ چڑھ کر پیش قدمی کیوں نہیں کی، جبکہ اللہ نے ان کو ہر کار خیر میں مقدم ہونے کی سعادت بخشی ہے، آپ کے اہتمام اور دستار بندی کی سعادتیں روز روز نہیں آئیں گی۔ بہر حال جو کچھ ہوا بہتر ہوا اب میں تو یہ سنتا ہوں کہ واقعی آپ نے اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بلند مقام پر آنچ نہیں آنے دی۔ آپ کو والد صاحبؒ کے سانچہ میں ڈھل جانا چاہیے۔ چالیس سالہ زندگی میں ایک واقعہ بھی میرے علم میں نہیں آیا، کہ وہ اپنے مقام سے گرا ہوا ہو۔ خداوند قدوس آپکو ان کے نقش قدم پر چلنے چلانے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ میں اپنے ایک ضروری کام سے آپ سے ملوں گا یا لکھوں گا۔ اللہ آپکے ہاتھ سے کرادے۔ سب کو سلام مسنون۔ اور درخواست دعا۔ فقط: والسلام قاری محمد امین راولپنڈی

(۲۰)

۱۱۰ ستمبر ۱۹۹۳ء (سمیع الحق کی جمعیت کا آدمی ہوں O عورت کی سربراہی میں معاون نہیں بنوں گا اسی وجہ سے فاطمہ جناح کی مخالفت ہوئی)

عزیزم مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم، السلام علیکم! ورحمۃ اللہ و برکاتہ، طالب الخیر بالخیر۔ میں جس سلسلے میں رات کو آیا تھا، آپ نے بڑی فراخ دلی کا ثبوت دیا۔ پیر مانکی سے ملاقات بھی ہوگئی میں نے حضرت صاحب کو من وعن لکھدیا تھا جواب کا انتظار ہے۔ محسوس یوں ہوتا ہے فضل الرحمان صاحب ضد پر اڑے ہوئے ہیں، جسکا کوئی علاج ہمارے بس میں نہیں میں نے اپنا فرض ادا کردیا۔ دیگر الیکشن کے سلسلہ میں مولوی فضل الرحمان کے آدمی آرہے ہیں، کہ آپ پنڈی میں ہماری امداد کریں۔ میں نے صاف کہدیا ہے میں سمیع الحق کی جمعیت کا آدمی ہوں۔ جب تک سمیع الحق اور اسکی جمعیت نہ کہے میں ہرگز ہرگز کوئی مدد کرنے کو تیار نہیں، ان سے لکھوا کر لاؤ پھر میں ہر طرح کی امداد کرونگا۔ ورنہ قطعاً امید نہ رکھیں۔ میں نے صاف کہا کہ ہماری مسجد میں مسز فاطمہ جناح کیلئے اکابر بیٹھے کئی دن میٹنگ ہوئی، فیصلہ یہی ہوا کہ عورت کو ہرگز ہرگز ووٹ نہیں دیں گے۔ یہ عورت تو جیسی ہے دین کا مزاح اڑاتی ہے۔ پھر عورت کی سربراہی میں دین کا کام کیا جاسکتا ہے؟ یہ خط اسلئے لکھ رہا ہوں کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو مطلع کیجئے۔ کافی دن ہوگئے ہیں کوئی رابطہ نہیں ہے، اللہ آپ کا حامی اور مددگار ہو۔ مولانا انوار الحق صاحب، سب بھائیوں اور دریافت کرنے والوں کو سلام مسنون پیش ہے۔ بچوں کو پیار و دعا۔ آج کل میں اپنی مسجد کا شرقی حصہ بنوا رہا ہوں تین منزل ڈھانچہ تیار ہو چکا ہے باقی اہم کام باقی ہیں۔ اللہ اپنا فضل فرمائے۔ آمین

فقط والسلام قاری محمد امین عفا اللہ عنہ راولپنڈی

(۲۱)

(بینظیر اور زرداری کی رہائش گاہ کلفٹن[1] آمد اور ان سے کیا گیا مکالمہ مدنی کا روح خوش والد صاحب کا حق ادا کیا O حق کی وجہ سے اللہ نے بے نظیر کو مجبور کردیا O قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث کے جواب اور نیازی کی حالت)

۱۷/۱۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء

عزیزی و مخلصی جناب مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم، السلام علیکم! ورحمۃ اللہ و برکاتہ، طالب الخیر مع بالخیر، امید ہے مع اہل وعیال

---

1. اسکی تفصیل مکتوبات میں آگے عورت کی حکمرانی کے عنوان سے موجود ہے۔

بخیریت ہو گئے۔ کافی دنوں سے فون پر رابطہ نہ ہو سکا۔ ۱۶ اکتوبر نوائے وقت راولپنڈی میں ہے، کہ بینظیر آپ کے ہاں مع خاوند اور کوثر نیازی صاحب ودیگر رفقاء کے گئی۔ آپ کا سارا مکالمہ بار بار پڑھا۔ تم نے حضرت مدنیؒ کی روح کو خوش کیا اور والد صاحبؒ کا حق ادا کیا خدا کی قسم بیان پڑھ کر اتنا خوش ہوا کہ اگر تم میرے سامنے ہوتے تو تمہاری پیشانی پر بوسہ دیتا۔ "مبارک، مبارک، مبارک"، بندہ نے ساری شوریٰ کی میٹنگ میں سب کا مقابلہ کر کے قبلہ والد صاحب مرحوم کو اسمبلی جانے کیلئے مجبور کیا۔ اور انہوں نے اسمبلی میں جو کردار ادا کیا اور بھٹو کی امداد میں بھی کوثر نیازی تھا والد صاحبؒ نے جو جواب دیا تو نیازی جھاگ کیطرح بیٹھ گیا۔ تم نے بھی بینظیر کے سامنے وہ اڑنگا دیا کہ چاروں شانے چت ہو گیا اور بینظیر کو مُلا بنا کر چھوڑا۔ جزاک اللہ، اب عورت کی سربراہی کے خلاف اخبارات، رسائل میں مولانا رفیع عثمانی صاحب، اور مولانا تقی عثمانی صاحب، اور مولانا عبید اللہ، مولانا فضل الرحیم صاحب، اور دیگر علماء کی طرف سے فتاوے اور بیان ومقالے آنے چاہئیں۔ اللہ نے آپکو حق کی وجہ سے بینظیر کو آپکے گھر اور مجبور ہو کر دعاء کیلئے اللہ نے اسکی زبان سے کہلوایا۔ واہ سمیع الحق ابن عبد الحق مدیر الحق مہتمم الحق، انشاء اللہ دین حق کا کام سمیع الحق سے لے گا۔ آج جو علماء اسکے پیچھے پھرتے ہیں، جنکے باپ کو اسمبلی سے باہر پھینکا تھا وہ اسکی سربراہی کیلئے قرآن وحدیث تک کو چھوڑنے کی تاویلات میں مصروف ہیں۔ اللہ ہی ہدایت فرمائے بہرحال میں دین کی برتری کیلئے جان ومال سے امداد کرنے کیلئے تیار ہوں۔ ختم نبوت کی طرح ۵۳ء کے حالات ہونے چاہئیں۔ اللہ آپکا حافظ وناصر ہو۔ آمین یارب العالمین۔

فقط والسلام: محتاج دعا قاری محمد امین عفا اللہ عنہ

(۲۲)

(الیکشن ۷۰ء مجلس شوریٰ حقانیہ کی اکثریت کی مخالفت کے باوجود میں نے شیخ الحدیث کو قومی اسمبلی میں جانے پر اصرار کیا O شیخ الحدیث کے خلاف جعلسازی O جماعت کو منظم کرنے پر زور)

۲ رجمادی الثانی ۱۴۱۷ھ

محبی ومخلصی ومشفقی عزیزی مولانا سمیع الحق صاحب بارک اللہ تعالیٰ فی حیاتکم العالیہ، السلام علیکم! ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب الخیر بالخیر، کل کا اجتماع فتح مبین کی شاندار کامیابی پر دلی مبارکباد پیش ہے۔ میرا دار العلوم حقانیہ سے جو تعلق ہے، وہ والد صاحبؒ کو میں نے ایک زمانہ میں لکھا تھا جبکہ انہوں نے ایک بات فرمائی تھی، تو میں نے جواباً لکھا تھا، کہ حضرت اسکی خدمت کرنا میں اپنی نجات کا باعث سمجھتا ہوں۔ اسی لئے وہ دار العلوم کے ہر کام میں حضرت مولانا عبد الحنان صاحبؒ، اور مجھ پر گہرا اعتماد رکھتے تھے۔ یہ انکی ذرہ نوازی اور شفقت تھی۔ اسکے لئے میرے پاس واقعات ہیں۔ سب سے مشکل وہ وقت تھا، جب آپ کو اسمبلی کے الیکشن کیلئے حضرت نے مجھے نوشہرہ ملز کے ذمہ دار (نام بھول رہا ہوں) وہ اور ساری شوریٰ والے بالخصوص اکوڑہ والے مولوی کی برتری کبھی نہیں چاہتے تھے، انہوں نے کیا خوبصورت فارمولا پیش کیا آپ اسمبلی میں مصروف ہو گئے، تو حدیث شریف کا پڑھانا رہ جائیگا حدیث کو چھوڑنا اچھا نہیں، وہ سب بڑے خوش ہوئے کہ مولانا الیکشن کیلئے تیار نہیں ہوں گے۔ اللہ کا نام لیکر میں اٹھا۔ مولانا عبد الحق صاحبؒ، حضرت سیدنا مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ، کے مخلص شاگرد ہیں تو انکو ضرور اسمبلی جانا چاہیے۔ اسلئے کہ حضرت مدنیؒ سالہاسال جیل میں رہے، کیا اس وقت حدیث کا پڑھانا نہیں چھوٹا۔ اگر یہ استاد کے نقش قدم پر نہیں چلیں گے، تو سب سن لیں پھر حضرت مدنیؒ کا نام لینا چھوڑ دیں۔ اللہ کی شان سب خاموش ہو گئے۔ حضرت مدنی کے نقش قدم پر چلنے کو والد صاحبؒ نے ترجیح دی۔ الحمد للہ اسمبلی میں جب کبھی کوئی مسئلہ الجھا تو والد صاحب کا سلجھایا ہوا مسئلہ متفقہ طور قابل

قبول ہوا۔ جب اخبار میں پڑھتا تھا خوشی سے میری آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے، اور اللہ کا شکریہ ادا کرتا۔ فرمایا جب نصر اللہ نے جعلی دستخط[1] کا یہ اعلان کیا کہ یہ حضرت کے دستخط ہیں، انہوں نے الیکشن سے برات کا اعلان کر دیا ہے، حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا جب سرحد کے وکیل اغواء ہو گئے، تو مجھے اور قاری سعید الرحمان صاحب کو فون کیا کہ مشہور قابل اعتماد وکیل کرو قاری نے راجہ صاحب، کو اور میں نے انصاری صاحب کو جو راجہ صاحب کے استاد وکیل ہیں کیا۔ جب اسمبلی میں پہنچے تو راجہ صاحب، نے فرمایا انصاری تو میرے بزرگ ہیں وہی وکالت کریں، اللہ نے شاندار فتح دی، پھر الیکشن جو کچھ ہوا عیاں ہے۔ اگر آپ کسی کو بھی وقت نہ دیں تو پھر بھی سب آپکے گرویدہ ہیں۔ چراغ بجھانے کیلئے جمعیۃ کے ضابطہ کو جاری رکھنے میں کسی کی پرواہ نہ کریں۔ ہر چہ باداباد، آپکو اللہ نے جمعیۃ کا محتاج نہیں کیا جمعیۃ آپکی محتاج ہے، یہ سب آپکے والد صاحبؒ کی دعائیں آپ کے شامل حال ہیں ۱۹۹۳ء کے انتخاب کے بعد جماعتی رفقاء میں پریشانی اور تشویش ہے۔ یہ یاد رکھیں آپ کے خلاف میں کبھی کسی کو برداشت ہی نہیں کرتا، جو حضرات آپ کے مخلص ہیں، ان کو ساتھ ملائے رکھیں، تو آپ ہی آپ روشن دکھائی دیں گے۔ لیکن جماعت کی باڈی اور مشن کو مستحکم بنانے کیلئے شرعی طور پر "وشاورهم في الامر وامرهم شورىٰ بينهم" کی اہمیت آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ میری باتیں کڑوی تو ضرور ہیں، لیکن مفید ضرور ہیں۔ میرے خیال میں جو مخالف بھی ہیں، انکو موافق بنانے کی کوشش کریں۔ جماعت کو بحران سے محفوظ فرمائے ناظم صاحب سے کہیں کہ انکو خیریت کا خط لکھدیا کریں۔

فقط والسلام: قاری محمد امین عفا اللہ عنہ

نوٹ: جماعت کو فعال بنائیے چاروں صوبوں کو ایسا منظم کیجئے جو اسکا حق ہے۔ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں چلنے پھرنے سے معذور ہوں حتی الوسع ہر خدمت کو تیار ہوں۔ آپکے پاس خدائی فوج ہے اور آپکے اشارے پر قربانی دینے کو سعادت سمجھتے ہیں۔ آپکی سرپرستی ہونی چاہیے۔ مردان کے لوگ نہیں دکھائی دیئے خدا خیر کرے دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

(۲۳)

(افغانستان قندہار اور ہرات کا دورہ باعث رحمت ○ مولانا نعمت اللہ قاضی عبداللطیف کو باہمی مشاورت کا مشورہ)

۳۰ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۹۶ء

عزیز محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم! ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب الخیر بالخیر، افغانستان کا دورہ باعث رحمت ہوا۔ دوسرے لوگ جاتے رہے، معاملات کو الجھا کر آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی آپ کی سعی کو دین کیلئے مبرور فرمائے آمین۔ دین والوں کی سرپرستی آپکی مقدر ہو چکی ہے، جزاکم اللہ، میں کندیاں سے واپسی پر چکوال وانستہ گیا۔ شیخ الحدیث صاحب پیر صاحب اور عبدالشکور صاحب کوئی بھی نہیں تھا مجبوراً واپس ہوا۔ افسوس ہوا۔

میں نے مولانا نعمت اللہ صاحب مدظلہ کو لکھا کسی بھی اہم کام کیلئے کم از کم تین بزرگوں کا مشورہ تو ضروری ہے، اسکے بعد آپ دستخط کرتے رہیں۔ میرے استاذ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ فرمایا کرتے تھے، کہ یہ کل کے لونڈے ہم کو سناتے ہیں۔ انکے بنانے میں نہ آیا کریں اکثر دنیا پرست ہیں۔ اور اپنی چرب زبانی سے اپنے دنیاوی مطلب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ اسی طرح خط قاضی عبداللطیف صاحب کو بھی لکھا ہے۔ آپ بھی ہفتہ دو ہفتہ کے بعد اپنے مخلص آدمیوں سے خط و کتابت یا فون سے رابطہ ضروری رکھا

---

[1] نصر اللہ خٹک کی اس جعلسازی کی تفصیل اگلے مکتوبات میں موجود ہے۔

کریں۔حالات کا پتہ ضرور کرلیا کریں۔مولانا قاری سعیدالرحمان صاحب بیمار پرسی کو آئے تھے، کہ دونوں پاؤں کے پنجوں تلوں اور ایڑیوں میں دانے دپیپ دانے نکل آئے تھے، کچھ دن بڑی تکلیف ہوئی۔تو قاری صاحب سے مفصل گفتگو ہی وہ کہتے تھے کہ ہر بات منظور ہے۔ میں نے مولانا عبدالسلام صاحب کولکھا، کہ آپ ہی کی تجویز ہے آپ ہی اسکو پورا کریں، پہلے سے جب قاری صاحب گاؤں ہوں، ان سے ملے کر کے اکوڑہ سے رابطہ کر کے اس بات کو پورا کر کے اجر عظیم حاصل کریں۔کونشن کے بعد مولانا عبدالخالق صاحب اور ضیاء الحق صاحب کو سانپ سونگ گیا ہے، بالکل خاموش ہیں۔دارالعلوم حقانیہ اور جمعیت کیلئے مجھے حق بات پر انشاء اللہ مخلص پائیں گے۔مولانا انوارالحق صاحب اور جمیع اہل خانہ کو سلام مسنون۔درخواست دعا، بالخصوص شفیق صاحب اور مولانا عبدالقیوم حقانی کو سلام مسنون۔

فقط والسلام قاری محمد امین عفی اللہ راولپنڈی

(۲۴)

(دارالعلوم اور جمعیت (س) کی خدمت کو ذریعہ نجات سمجھتا ہوں O راشدالحق کے اداریوں سے خوشی O مولانا مدنیؒ اور مولانا اعزاز علیؒ کی مجھ کو نصیحت)

۸ رذی الحجہ ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۶/اپریل ۱۹۹۷ء

مخدوم العلماء ومحبوب الصلحاء منبع البرکات والخیرات عزیزی مولانا سمیع الحق صاحب! بارک اللہ فی حیاتکم العالیہ، سلام مسنون، مع الاحترام مقرون وبالا دعیۃ مشحون۔اسلام آباد کی جمعیت علماء اسلام کی میٹنگ کی کاروائی مطالعہ ہوئی۔ بندہ دارالعلوم حقانیہ کی خدمت کو اور جمعیت (س) کی کامیابی کو ذریعہ نجات سمجھتا ہے، بلکہ باعث برکات بھی سمجھتا ہے یہ سب حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی نظر کرم ہے، ان سے میرے جو تعلقات تھے وہ آپکو معلوم ہیں۔دارالعلوم میں مولانا شیر علی شاہ صاحب، کی تدریس اور آپکی سعی مبرور پر مبارکباد پیش ہے اور انشاء اللہ شایان شان کامیابی نصیب ہوگی۔الحق کا اداریہ اور سفرنامہ "ذوق پرواز" حافظ راشدالحق سمیع سے بہت خوشی ہوئی، اللھم تقبل وبارک، دارالعلوم عثمانیہ کی زمین کا فیصلہ اب ہائی کورٹ سے پینتیس سال بعد دارالعلوم کے حق میں ہوا ہے۔اس گرانی کے زمانہ میں تعمیر کی بنیاد عیدالاضحیٰ کے بعد رکھنی ہے، اس میں کس کس شخصیت کو دعوت دوں، آپ کی نشاندہی اور راہنمائی کامیابیوں کی سیڑھی ہوگی۔فوری اسکا جواب دیجئے۔آپ دارالعلوم عثمانیہ کا تعارف خود اور مولانا عبدالقیوم صاحب سے زوردار الفاظ میں تعمیر کیلئے موثر سرپرستی اور تعاون کی اپیل رسالہ الحق میں شائع کریں اس صفحے کا زر مبادلہ عثمانیہ کے فنڈ سے بلاتکلف ادا کرنے میں خوشی ہوگی۔یہ فی الفور شائع کرادیں۔نیز جمعیت کے سلسلہ میں مولانا قاضی عبداللطیف صاحب کی سرپرستی اور شرکت کو ہر قیمت پر ملائیے۔بلکہ قاضی عبدالکریم صاحب کو بھی ساتھ ملالیں اور مجبور کریں، کہ وہ سرپرستی فرمائیں حاسدین اور مخالفین کی ماں مرجائے گی۔اور والد صاحب کی کرامتوں سے آپکو ان کے ذریعہ چار چاند لگیں گے۔اور مولانا شیر علی شاہ صاحب، کو بھی جمعیت کے کام میں اپنے ساتھ ساتھ رکھیں۔حضرت مدنیؒ اور میرے استاذ مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ قاری تم نے جو امانت دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی ہے، اسکو دیانت سے برتو گے تو ہر میدان میں تم ہی تم دکھائی دو گے۔میری یہ بات آپ کیلئے بھی انشاء اللہ علماء وصلحاء میں خواہ وہ یہ تینوں علماء میں ہو یا پھر سب علماء میں ہو تم ہی تم ہو گے۔وما ذالک علی اللہ بعزیز، دارالعلوم حقانیہ اور جمعیت کیلئے میری خدمات ہر وقت حاضر ہیں۔آپ حضرت مولانا عبدالسلام حضرو، اور مولانا محمد اسحاق صاحب، واہ فیکٹری سے تالیف قلوب کرتے رہیں، سال میں کبھی ایک مرتبہ اطلاع دے کر چلے جائیں تو پھر ادھر ادھر نہیں جاسکتے سب کو میری طرف سے عید مبارک ہو۔عزیزم حامد الحق، راشدالحق سمیع، سب اکابر واصاغر کو سلام مسنون اور سب سے

دعا کی درخواست ہے۔ محمد اخلاق مدنی، امین الحسنات، امان المغفور، سب کو سلام پیش کر رہے ہیں۔ فقط والسلام

(۲۵)

۱۴ محرم ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۰ء (تحفظ مدارس دینیہ کے لئے حقانیہ میں کانفرنس)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، عزیزی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے آپکے بھی مزاج گرامی بخیر ہوں۔ آپکا دعوت نامہ برائے مدارس دینیہ کے سلسلہ میں ۳۰ را پریل دارالعلوم حقانیہ میں صبح ۹ بجے اپریل کو آپ کے اہتمام میں قائم کیا جارہا ہے۔ یادآوری کا ممنون ہوں میں چلنے پھرنے سے معذور ہوں کھڑا بھی نہیں ہوسکتا اپنا نمائندہ بھیجدونگا یا کارروائی الحق یا ترجمان دین میں بڑے اہتمام میں پڑھوں گا۔ میرے لائق کوئی خدمت ہوتو حاضر ہوں اسوقت یہ کام بہت ہی اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو شایان شان کامیابی دے۔ مولانا انوار الحق صاحب ومولانا شیر علی شاہ صاحب واکابر واصاغر کو سلام مسنون پیش ہو اور دعا کی درخواست ہو۔ آمین

فقط والسلام: محتاج دعا قاری محمد امین عفی عنہ، خادم دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ محلہ ورکشاپی راولپنڈی

(۲۶)

(راولپنڈی اسلام آباد کے کارکنوں کی سستی)

محبی ومخلصی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ میرے دونوں گھٹنوں میں شدید درد ہے آنا بہت مشکل ہو رہا ہے۔ جمعیت علماء اسلام (س) کی ذمہ داری کیلئے مجھے کہا جاتا ہے تو میں نے اپنی طاقت کے مطابق ہر خدمت کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی ہے۔ اور مولوی عبدالخالق صاحب اور ضیاء الحق حقانی سکریٹری جمعیت راولپنڈی نے یہ کہا تھا کہ جمعیت کا سب کام ہم کریں گے۔ آپ کی سرپرستی میں کام ہوگا۔ آج تک کوئی میٹنگ نہیں بلائی۔ نہ دفتر نہ اجتماعی کام۔ اب مولوی عبدالخالق صاحب اپنی مسجد میں دستار بندی کا سالانہ جلسہ کر رہے ہیں، مجھے بھی دعوت دی ہے۔ میں نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر طبیعت ٹھیک ہوئی تو شریک ہوسکوں گا۔ دعوت نامہ آیا تو اسکی مہمانوں کی ترتیب سے خوشی نہ ہوئی۔ عبدالمجید ہزاروی کا نام سب سے پہلے اور آپ کا نام اسکے بعد یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوسکتا۔ ساری لڑائی تو آپ کے نام سے ہے وہاں آپ کے مدمقابل جو جمعیت بنائی گئی ہے۔ اور اسمیں بڑا اتار چڑھاؤ ہے۔ جو ختم نہیں ہو رہا تھا، میں نے سکوت اختیار کیا۔ اب اپنی جمعیت اسلام (س) کے ماتحت سب کام کریں۔ دوسروں پر فوقیت قائم رکھیں۔ باقی عندالملاقات جو آپ نے آنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ میں منتظر رہوں گا۔ دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کے فیصلوں کے مطابق انشاء اللہ کام کرنا ہے۔ جو قبلہ والد صاحبؒ کے زمانہ سے کیا جارہا ہے۔ اور اسی میں برکت وکامیابی ہے۔ مولانا انوار الحق صاحب اور تمام صاحبزادوں کو سلام مسنون۔ نیز محمد شفیق صاحب ومولانا یوسف شاہ صاحب کو سلام۔ قاری محمد امین

(۲۷)

(ختم بخاری بابرکت اجتماع حضرت کی تقریر ودعا O احقر کا سفر مصر)

عزیزی ومحبی جناب مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں نے ایک مفصل خط آپکو لکھا۔ اسمیں ایک استفتاء تھا جسکا جواب مجھے مل گیا ہے۔ ۲۸ رجب کے دن ختم بخاری شریف میں محمد مشتاق صاحب مجھے بھی لے گئے۔ بحمد للہ بہت ہی بابرکت ختم واجتماع تھا پھر قبلہ والد صاحب مدظلہ کی تقریر اور اکابر کے حالات اور بخاری شریف کے برکات انمول موتی تھے۔ اور دعا تو کیا کہنا۔ آپکا معلوم کیا تو پتہ چلا کہ آپ مصر سرکاری دورہ پر کل چلے گئے ہیں۔ بڑی خوشی ہوئی۔ ساتھ ہی ساتھ یہ جملہ بھی زبان زد رہا کل امر مرھون

یاد قا تھا مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ، مجھے ابھی تک کوئی اطلاع نہیں آئی۔ شدید انتظار ہے۔ آپکے آنے کے بعد بڑے صاحب سے ملاقات تو ہوگی۔ خیال رہا تو سیکرٹری وغیرہ سے تحقیقات کیجئے کہ کیا ہوا۔ یا پھر آپ سیکرٹری سے رابطہ قائم کریں۔ اور جواب لیں۔ کہیں وہ اس بات کو گول ہی تو نہیں کر گیا۔ جب آپ اسکا تعاقب کریں گے تو وہ پھر چوکنے ہوں گے ورنہ یوں ہی نسیان کی ٹوکری میں یہ لوگ ڈال لیتے ہیں۔ میں معلومات کرتا رہوں گا کہ آپکی واپسی کب ہوئی، تا کہ میں خود ہی اکوڑہ آجاؤں۔ اب اس کام میں بقول آپکے تاخیر ٹھیک نہیں۔ اسکا پورا پورا تعاقب ضروری ہے۔ اسکا سہرا آپ ہی کے سر ہوگا۔ امید ہے ہر قسم کی خیریت ہوگی۔

فقط والسلام قاری محمد امین عفا اللہ عنہ راولپنڈی

(۲۸)

(قومی اسمبلی میں کوثر نیازی کو مسکت جواب ○ آپ کی شادی میں علماء میں صرف مجھے اور مولانا عبدالحنان کو دعوت)

عزیزی مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم وبارک اللہ تعالیٰ فی حیٰوتکم العالیہ، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب الخیر بالخیر برخوردار مولوی حامد الحق سلمہ کے ولیمہ کی دعوت پر خلوص سے انتہائی خوشی کا باعث ہوئی۔ انشاء اللہ حاضر ہونگا۔ راولپنڈی سے آپ کی شادی میں علماء میں سے حضرت مولانا عبدالحنان صاحبؒ، ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند اپنی اور بندہ کو حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کیطرف سے دی گئی تھی (صرف ہم دونوں پشاور گئے تھے) پھر اکثر مجلس شوریٰ کی میٹنگ کی صدارت حضرت مولانا عبدالحنان صاحبؒ ہی کو والد صاحبؒ نے دی۔ جب قبلہ والد صاحب کا نام نامی ایم این اے کیلئے پیش ہوا تو مقامی اور سب سرمایہ دار مخالف تھے، حضرتؒ نے مجھے بلایا اور نوشہرہ ملز کے مالک کو بلایا۔ دارالحدیث میں سب مخالف تھے کہ حضرت کو ہرگز اسمبلی میں نہ جانا چاہیے حدیث شریف کون پڑھائے گا دارالعلوم کون چلائے گا۔ میں کھڑا ہوا میں نے حضرت والد صاحبؒ، حضرت مولانا شیخ العرب والعجم شیخ الحدیث حسین احمد صاحبؒ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث کے اخص بالخصوص شاگرد ہیں، جب وہ سالہا سال قید میں رہے تو حدیث شریف پڑھائی جاتی رہی اور دارالعلوم کے انتظام میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ تو دارالعلوم حقانیہ میں کیا فرق آجائیگا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اسمبلی میں ہونے سے دین کے متعلق جو رائے ہوگی وہ مدلل ومحقق ساری دنیا میں مسلم ہوگی سب خاموش ہو گئے۔ مولانا نے فرمایا تم نے سب کو خاموش کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مثالی کامیابی دی۔ اسمبلی سے ایک موقع پر جب مرزائیوں سے تخلی بحث ہو رہی تھی تو مولانا کوثر نیازی صاحب نے ایک ایسا لاینحل سوال کیا تو والد صاحبؒ نے ایسا جامع مانع مسکت جوابدیا کہ علماء اور بالخصوص حضرت مفتی محمود صاحبؒ نے بھی حیرانی ظاہر فرمائی۔ جزاک اللہ جزاک اللہ، بار بار فرمایا۔

جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے دو رکعت شکرانہ ادا کئے۔ جب پہلی مرتبہ اسمبلی سے باہر آئے تو فرمایا کہ ورکشاپی محلہ چلیں تشریف لائے تم کہتے رہے دا جی ھغہ زائے لرے دے (ابا جی وہ جگہ کافی دور ہے)۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمہاری ایک نہیں سنی اور ورکشاپی تشریف لائے فرمایا یہ دارالعلوم کے مخلص اور وفادار ہیں۔ اور میں ہمیشہ یہ کہتا ہوں کہ دارالعلوم کی خدمت ذریعہ نجات ہے اور سعادت بھی ہے۔ جب والد صاحب پشاور میں بیمار تھے تو میں عیادت کو گیا تم نے کہا کہ مجلس شوریٰ کی میٹنگ ہو رہی ہے صدارت کیلئے کس کا نام پیش کریں۔ تو میری طرف اشارہ فرما کر فرمایا انکی صدارت کرانا آپ نے اسی پر عمل کر دیا۔ اور کررہے ہیں ورنہ من آنم کہ من دانم، پھر حضرت کے انتقال پر پشاور سے آپنے سب سے پہلے مجھے اطلاع دی اور مشتاق جیولرا اسی وقت اکوڑہ پہنچے۔ اور مشتاق کا ضروری کام تھا پنڈی چلے گئے آپ نے رات پھر فون کیا میں اور مشتاق فوراً پہنچے۔ کچھ ظاہری مقامی دوست تفرقہ ڈال کر دارالعلوم کو پریشانی میں ڈالنا چاہتے تھے۔ میرا یقین ہے کہ والد صاحبؒ کی کرامت تھی اللہ تعالیٰ نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت نے مجھے یہ سعادت بخشی کہ کام ٹھیک ہوگیا کہ آپکے سر پر پگڑی باندھی، سب دم بخود ہو گئے۔ بعض حضرات نے جنازہ کے وقت بھی اپنا حشر ظاہر کیا۔ وہاں بھی انکو منہ کی کھانی پڑی یہ سب والد صاحب کی کرامت تھی۔

مولانا خان محمد کا مرید ہو کر سمیع الحق کے ساتھ ہوں اتحاد کی باتیں: دیگر میں مرید ہوں حضرت مولانا خان محمد صاحب کا سب مریدوں نے مجھے کہا حضرت فضل الرحمان صاحب کیساتھ ہیں اور تم سمیع الحق کیساتھ ہو اور حضرت کا تعلق بھی تم سے بہت زیادہ ہے، جب ایک دفعہ مدینہ منورہ اکٹھے ہوئے اور ایک ہی مکان میں حضرت کیساتھ قیام تھا۔ کچھ ڈیرہ کے لوگ مدینہ میں حضرت کی ملاقات کو آئے اور مجھے دیکھا تو حیران ہوئے تو کہنے لگے کہ ہم آپ سے کچھ تبادلہ خیال کرنا چاہتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ اسکو نہ چھیڑو تو بہتر ہے مگر انکو کھلی ہو رہی تھی باز نہ آئے سو بات شروع ہوئی دو باتوں میں لاجواب ہوئے۔ بحمد للہ وہ ہکے بکے دیئے چھٹی کا دودھ یاد آ گیا فبھت الذی کفر کا سماں تھا۔ ایسے خاموش ہوئے جیسے چوہا بلی کے سامنے یا گدھا شیر کے سامنے خاموش ہوتا ہے۔

سمیع الحق کی فراخدلانہ پیشکش پر خاموشی: اس الیکشن سے پہلے میں نے کبھی سیاسی بات حضرت سے نہیں کی میں کندیاں گیا تو میں نے کہا کہ حضرت یہ وقت بہت ہی نازک ہے ان دونوں کی صلح کرادیں تو علماء اور دین کی عزت رہ جائے گی۔ آپنے فرمایا کہ مولانا سمیع الحق یہاں آجائیں گے میں نے کہا انکا لانا میرا ذمہ ہے تو آپ کے پاس رات ۱۱ بجے گیا تو بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے میرا تعارف کرایا وہ لوگ بہت ہی خوش ہوئے، میں نے معذرت کیساتھ انسے کہا مجھے علیحدگی میں بات کرنی ہے، آپ محسوس نہ فرمائیں۔ علیحدہ دوسرے کمرے میں میں نے حضرت کی بات کی تم نے جواباً کہا قاری صاحب آپ جہاں چاہیں، جب چاہیں، آپکے ساتھ جاؤں گا۔ میں بہت ہی خوش ہوا۔ مگر دوسری طرف سے بات نہ بنی خیال آگیا کہ آپ کو مطلع کروں مگر گزشتہ دنوں میں نے اپنی دائیں آنکھ کا آپریشن کرایا۔ اب بحمد اللہ ٹھیک ہوں۔ عزیزی حامد الحق سلمہ کی شادی کی مکرر مبارک باد پیش ہے۔ گھٹنوں میں درد اور آنکھوں کے آپریشن اور صحت کیلئے دعاء کیجئے۔ سبکو سلام مسنون، مولانا انوار الحق صاحب، مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب، حضرت مولانا شیخ الحدیث صاحب، غلام الرحمان صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب فانی فقط والسلام قاری محمد امین عفی عنہ

(۲۹)

(حقانیہ کو عثمانیہ پر مقدم سمجھتا ہوں)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب الخیر بالخیر مزاج گرامی آپ کا گرامی نامہ کاشفِ حالات ہوا۔ یادآوری کا ممنون ہوں۔ عید کے بعد ہی تفصیلات لکھوں گا۔ افسوس ہے کہ اب میں شدید دردوں میں مبتلا ہو گیا ہوں ورنہ اکوڑہ خٹک کو میں نے اپنے عثمانیہ پر مقدم سمجھا ہے۔ یہ سب آپ کے والد صاحب کا اثر تھا۔ اور انکی دعاء وعنایات تھیں۔ اب بھی دارالعلوم حقانیہ کی ترقی اور خدمت میرا جز وایمان ہے۔ آپ مجھے ہمیشہ توجہ دلاتے ہیں۔ میں اپنی طرف سے تعاون میں کمی نہیں کرتا اور سعادت ونجات سمجھتا ہوں۔ آپ کے بچوں کی دلچسپی دارالعلوم حقانیہ سے ہے مجھے بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔ آپ محلہ در کشائی آنے کا وعدہ کرتے ہیں وفاء نہیں کرتے۔ مگر میں تو ہر حالت میں آپ کیلئے دعائیں کامیابی کی کرتا ہوں اللہ قبول فرمائے۔ آمین۔

رمضان المبارک کی رحمتوں مغفرتوں عتق من النیر ان اور لیلۃ القدر کی برکات سے آپ مخلصین کی دعاؤں سے مجھے مالامال فرمائے۔ آمین۔ اپنی خیریت اور کارلائقہ سے یادشاد کرتے رہا کریں ممنون ہونگا۔ مولانا انوار الحق صاحب راشد الحق سلمہ وجملہ برخورداران کی خدمت میں سلام مسنون اور دعاء کی سب سے درخواستیں۔ فقط والسلام: محتاج دعا قاری محمد امین عفا اللہ عنہ

نوٹ:۔ عزیزی محمد شفیق صاحب کی والدہ صاحبہ مرحومہ کے انتقال کی خبر پڑھ کر عثمانیہ میں قرآن خوانی اور دعا مغفرت کرادی گئی۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ انکو عطاء فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے آمین یارب العالمین۔

مولانا امین احسن اصلاحی[1] لاہور

(۱)

۳۰ اگست ۱۹۷۱ء　　(بوجہ علالت تعمیل حکم سے معذرت)

جناب محترم ایڈیٹر صاحب زاد فضلکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خیریت خیر مطلوب ہوں۔ آپ کا گرامی نامہ چند روز ہوئے موصول ہوا لیکن مولانا صاحب کی صحت چند ماہ سے بہت خراب ہے اور ڈاکٹروں نے مولانا صاحب کو علمی اور تحقیقی کام کرنے سے روک دیا ہے اسلئے مولانا صاحب کہتے ہیں کہ آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کر سکتا لہذا بجبوری صحت معذرت خواہ ہوں۔ مولانا صاحب نے مجھے آپ کے خط کا جواب لکھنے کی ہدایت کی تھی اور یہ ان کی طرف سے میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔

فقط والسلام　غلام صمدانی　تلمیذ مولانا صاحب (منجانب مولانا امین احسن اصلاحی)

(۲)

(قادیانی مسئلہ پر سوالنامے کا جواب جسے ڈاکٹر اسرار احمد ساتھ لائے O اقلیت بننے کے سزاوار نہ تھے یہ کم سے کم اور نرم سلوک ہے O مسلمان پہلے سے زیادہ انکے خطرناک ہونے پر نظر رکھیں)

۱۰ نومبر ۱۹۷۴ء

مکرمی زاد فضلکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، افسوس ہے کہ آپ کا سوال نامہ مجھے بڑی تاخیر سے موصول ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اب لاہور سے نقل مکانی کر کے شیخوپورہ کے ایک دیہات میں آگیا ہوں اور آپ نے گرامی نامہ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا۔ کل ڈاکٹر اسرار احمد ملنے آئے تو وہ سوال نامہ ساتھ لائے۔ قادیانی مسئلہ سے متعلق میری رائے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے رسالہ میثاق میں شائع کر دی ہے۔ میرے نزدیک قادیانی اقلیت کے حقوق کے سزاوار تو نہیں تھے لیکن ہمارے ملک میں شرعی قوانین نافذ نہیں ہیں اس وجہ سے بالفعل مسئلہ کا ممکن حل یہی تھا۔ یہ نرم سے نرم سلوک ہے جو ان کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اگر قادیانیوں نے اس کی قدر کی تو وہ اپنے لیے اس ملک میں امن کی زندگی کی گنجائش پیدا کر لیں گے اور اگر اس رعایت سے انہوں نے غلط فائدے اٹھانے کی کوشش کی تو اس کے نتائج نہایت خطرناک ہو سکتے ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ قادیانی اس رعایت سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے (اور خاصہ اندیشہ اس امر کا بھی موجود ہے کہ بعض غلط اندیش لوگ اقلیت کے نام پر ان کی سرپرستی کریں۔ ان خطروں کے سدباب کی واحد شکل یہ ہے کہ مسلمان برابر بیدار رہیں۔ اگر مسلمانوں نے اس معاملے میں غفلت کی تو یہ قادیانیوں کو جو قانونی تحفظ حاصل ہو گیا ہے اس کی آڑ میں وہ ہمارے مذہب اور ملک دونوں کو پہلے کی نسبت زیادہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

والسلام　امین احسن اصلاحی، رحمان آباد چک ۳۳ ڈاکخانہ مانگٹ براستہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخورہ

---

[1] معروف مصنف مفسر، باکمال شخصیت علامہ فراہی اور مولانا مودودی سے تعلق رہا، بعد میں بوجوہ علیحدگی اختیار کی، شاگردوں میں ڈاکٹر اسرار احمد جیسے قابل جانشین چھوڑے۔

پیرزادہ جناب روح الامین[1] ابن پیر امین الحسنات ؒ
(پیر مانکی شریف)

(۱)

۲۴ نومبر ۱۹۸۴ء (بھرپور تعاون کی پیشکش ٭ فتنہ پرویز پر بروقت توجہ)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم! ایک طویل عرصے کے بعد موتمر عالم اسلامی کے صوبائی اجلاس میں آپ سے ملاقات میرے لئے بے حد خوشی اور اطمینان کا باعث ہوا۔ پھر آپ جس خلوص اور گرمجوشی سے ملے اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ طویل عرصہ سے رابطہ نہ ہونے کے باوجود بھی دوستی اور تعلق کا جذبہ اسی طرح قائم ہے۔ آپ کی تقریر بھی انتہائی مدلل، برمحل اور حاصل مجلس تھی۔ ڈاکٹر غلام احمد پرویز کے بارے میں آپ نے حکومت اور عوام کو بجا طور پر متوجہ کیا۔ اگر اس فتنہ کا سد باب نہ ہوا تو اس سے ملت اسلامیہ کے مفادات پر زد پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ ایسے حالات میں جب کہ آپ ملت اسلامیہ کی بقاء اور استحکام کیلئے اپنی صلاحیتوں اور کوششوں کو وقف کئے ہوئے ہیں، میں اور میرے مرید اس نیک کام میں آپ سے بھرپور تعاون کرینگے۔ اور اس نیک مقصد میں آپکے دست و بازو بنیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ براہ کرم اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا صاحب کو میری طرف سے نیازمندانہ سلام اور ان سے کسی خاص وقت میں بطور خاص میرے لئے خصوصی دعا کیلئے میری طرف سے گزارش کریں۔ اللہ تعالیٰ انکو ملت اسلامیہ کی رہنمائی کیلئے تندرست رکھیں تا کہ انکا سایہ شفقت ہم پر قائم رہے۔ مخلص پیر روح الامین

(۲)

۲۰ مئی ۱۹۹۷ء (ڈاکٹر غضنفر مہدی اور ایک فتنہ پرور خبر پر وضاحت)

مکرمی و محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آج مختلف قومی اخبارات میں سپاہ صحابہؓ کی طرف سے ہٹ لسٹ نگاہ سے گزری۔ اسمیں جناب ڈاکٹر غضنفر مہدی(۲) کا نام پڑھ کر مجھے دلی دکھ ہوا۔ جناب ڈاکٹر غضنفر مہدی ایک شیعہ گھرانے میں ضرور پیدا ہوئے ہیں۔ مگر انکا صرف اس مخصوص فرقے سے تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے عربی، فارسی، امام اہل سنت حضرت علامہ احمد سعید شاہ کاظمی سے پڑھی، ان کے متعلق حضرت علامہ کاظمی فرمایا کرتے تھے کہ غضنفر مہدی ایک ایسا سنی ہے جو ہاتھ کھول کر نماز پڑھتا ہے۔ ڈاکٹر غضنفر مہدی ؒ نے جہاں حضرات پنجتن پاک کے ایام منائے ہیں وہاں ملتان میں انہوں نے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر اصحاب کرام کی یاد میں عظیم الشان تقریبات کرائیں، جن کی صدارت خود حضرت علامہ کاظمی، مولانا احتشام الحق تھانوی اور مولانا کوثر نیازی نے کی۔ ڈاکٹر صاحب ملک کی ان چند ہستیوں میں سے ہیں جن کی سعی سے مجالس میں صحابہ کرام اور امہات المومنین کا نام اب تعظیم و تکریم سے لیا جاتا ہے۔ مزید براں وہ واحد دینی شخصیت ہیں جن پر سفارت ایران یا صائم امام کے نام پر

---

[1] مانکی شریف کے مرجع خلائق خانقاہ کے پیر امین الحسنات مرحوم کے ایکسیڈنٹ میں المناک حادثہ وفات کے بعد نوعمری میں ان کے صاحبزادہ پیر روح الامین کو سکول سے تعلیم مکمل کئے بغیر ان کے ناتواں کاندھوں پر سجادہ نشینی کی گراں بار ذمہ داری ڈالی گئی۔ ذہانت وذکاوت کی بڑی صلاحیتوں کے باوجود زیادہ عرصہ تک یہ بوجھ نباہ نہ سکے ان کے بھائی پیرزادہ شمس الامین صاحب نے اب یہ منصب سنبھالا ہوا ہے۔ سرحد اور قبائلی علاقوں پر اس خانقاہ کے بانی بزرگوں نے دینی تصلب اور شدت کے بڑے اثرات چھوڑے ان کے والد پیر امین الحسنات مرحوم نے قیام پاکستان میں قائداعظم کا بھرپور ساتھ دیا۔

[2] ڈاکٹر صاحب شیعہ سنی اتحاد کے سلسلہ میں امام حسین کونسل اور اس کے اجتماعات کے حوالہ سے معروف شخصیت ہیں۔

نذرانے وصول کرنے کا الزام نہیں ہے۔میرے خیال میں یہ خبر ایک فتنہ پروری پر مبنی ہے۔ مجھے یوں تو سب ناموں سے ہمدردی ہے۔اور میری دلی خواہش ہے اور دعا ہے کہ مسلمانوں کا قتل عام بند ہو جائے۔مگر ''فرقہ واریت ہٹ لسٹ'' میں ایک غیر متنازعہ دینی شخصیت کو شامل کرنا بہت بڑی زیادتی ہے جسکی سپاہ صحابہ کو باقاعدہ طور پر تردید کردینی چاہیے۔اور سپاہ صحابہ کے رہنماوں کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ لشکر جھنگوی کے باہمت جوانوں کو اس امر سے آگاہ فرمائیں۔مجھے توقع ہے کہ آپ میری گزارشات کا فوری اور ذاتی طور پر نوٹس لینگے۔

والسلام آپ کا دعاگو سید روح الامین پیر مانکی شریف

صدر مرکزی تنظیم المشائخ پاکستان مانکی شریف نوشہرہ (صوبہ سرحد)

(۳)

۱۷ اگست ۱۹۹۹ء (ناظم حقانیہ مولانا سلطان محمود کی وفات پر تعزیت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کے جامعہ حقانیہ کے ناظم صاحب کے اچانک وفات کی خبر سن کر بہت دکھ ہوا۔مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دیں۔اور سوگوار خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

والسلام: پیرزادہ روح الامین ابن پیر امین الحسنات مانکی

☆☆☆

مولانا امین الحق طورو[1] شیخوپورہ

(۱)

۱۹ جولائی (فتنۂ پرویزیت سے ڈاکٹر فضل الرحمان کا فتنہ زیادہ قابل توجہ ہے)

گرامی قدر محترم حضرت مولانا صاحب دام عنایتک ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔گرامی نامہ ملا جواب سے سرفرازی کا مشکور ہوں۔حق تعالیٰ آپکو دین کے اہم امور وضروری خدمات کی انجام دہی کے لیے اس سے بھی زیادہ توفیق عنایت فرمائے اور آپ کے پاک اور نیک عزائم میں مدد فرمائے۔اس دور الحاد میں آپ کی علمی سرپرستی مجھ جیسے لوگوں کیلئے قابل صد افتخار ہے۔گزارش ہے کہ پرویزیت کے مقابلہ پر تو اہل علم نے کافی خدمت اور مخلصانہ کوشش کی ہے، پاکستان کے اہل علم کے علاوہ مصر اور دمشق کے اہل علم نے اس میں کافی حصہ لیا۔لیکن آج کل ڈاکٹر فضل الرحمان کی مذموم کوششیں پھیل رہی ہیں اور باقاعدہ منظم کوشش سے یہ بدنصیب لگے ہوئے ہیں اور کالجوں کے دین فروش بھی اس کے ساتھی ہیں پتہ نہیں ہے حکومت کی سرپرستی بھی اس کو حاصل ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ''بینات'' کے سوا کوئی دوسرا اس پر توجہ نہیں کرتا اور میں سمجھتا ہوں کہ پرویز سے یہ خباثت میں زیادہ دلیر ہے ''بینات'' کراچی کے چند پرچے پڑھنے کا اتفاق ہوا اور ڈاکٹر کی گندگی سونگھی بڑا دکھ ہوتا ہے کہ اکثر اہل علم کے خون میں حرارت نہیں آتی مستقل طور پر ''بینات'' کی خریداری کو لکھا پرچہ تین چار ماہ سے مجھے مل رہا ہے، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کی فرمائش تھی کہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی تحریرات کے متعلق کچھ لکھ کر بھیج دوں۔سب نے لمبا چوڑا پلندا لکھا مگر حضرت مولانا نے اس کا از حد زیادہ اختصار کیا مجھے پھر دوبارہ لکھا میں نے دوسرا مقالہ بھی ''فتنہ استشراق'' کے عنوان سے لکھ کر بھیجا

---

[1] حضرت مولانا کا تعلق طورو ضلع مردان سے تھا جسے اپنے وقت میں علماء کی کثرت کی وجہ سے چھوٹا بخارا کہتے تھے مولانا بڑے پرجوش اور باحمیت شخص تھے صوبہ پنجاب کے اوقاف کے چیف خطیب تھے۔ماہنامہ ''الحق'' میں بڑی اہم موضوعات پر ان کے مقالے شائع ہوتے رہے بالخصوص ''عمر عائشہ'' پر تیس صفحات اور معاشی بحران اور اسلام اور نبوت کی عظمت وحقیقت پر ستائیس صفحات شائع ہوئے۔

ہے۔شاید میرے الفاظ ربیع الاول کے پرچہ میں آجائیں گے۔مخدومنا ''الحق'' کا پہلا پرچہ میرے نام آیا تھا اور میں نے لکھا کہ میرے نام وی پی کر کے اور شاید میرا عریضہ آپکو نہیں ملا یا آپ نے مناسب نہیں سمجھا میں نے عمر احمد کے مقالہ کے جواب میں لکھنا چاہا تھا لیکن حضرت مولانا محمد یوسف صاحب[1] نے مجھے تحریر فرمایا کہ اس کے جواب میں ان کا مضمون الحق میں بمالا یزید علیہ شائع ہوا۔حضرت عائشہ کی عمر کے متعلق جو عمر احمد نے لکھا۔اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا گیا ہے۔مجھے اس کے لکھنے پر مامور فرمایا۔آج میں نے اس کو لکھ دیا ہے۔عنقریب کراچی بھیج دونگا آپ کے رسالے ابتک مجھے نہیں ملے۔ہمیں انشاء اللہ کل مل جائینگے۔میں آپکی اس عنایت کا از حد مشکور ہوں۔آپ نے فرمایا کہ میں الحق کی قلمی امداد کروں۔مخدومنا مجھے اس خدمت عظمیٰ میں شریک ہونے پر فخر کرنا چاہیے لیکن میں اس کام کو زبان کی خرابی کی وجہ مناسب انجام نہیں دے سکتا اور جب میں ایسا کہتا ہوں تو حضرت اس کو خاکساری خیال کرتے ہیں جب کہ یہ واقعہ ہے اور مجھے تکلف یا منصفانہ نمائش کی عادت نہیں ہے۔ والسلام مع الاحترام امین الحق

(۲)

۲۹ جنوری ۱۹۷۱ء (خطیب بغدادی کی امام ابوحنیفہ پر ناجائز حملوں کا جواب)

محترم ومکرم جناب مولانا صاحب!السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کو معلوم ہے کہ خطیب نے اپنی تاریخ میں امام ابوحنیفہؒ کے خلاف بہت ناجائز حملے کئے ہیں۔میں نے کوشش کی ہے کہ خطیب کو جواب دیا جائے۔وہ مسودہ میرے پاس موجود ہے۔اگر آپ پسند کرتے ہیں کہ ''الحق'' کے موقر اوراق میں اسکو شائع کریں تاکہ اسکا نفع عام ہو جائے تو آپ کے جواب آنے کے بعد میں اس مسودے کو آپ کی خدمت میں بھیج دونگا اور بالاقساط آپ اسکو ''الحق'' میں شائع کریں۔بڑے مولانا صاحب کی خدمت میں ہدیہ مسنون۔بچوں کو پیار و دعا۔

امین الحق صوبائی خطیب اوقاف صوبہ پنجاب جامع مسجد شیخوپورہ

(۳)

۳ مارچ (اسلام کے معاشی نظام پر مقالات)

برادر محترم دام عنایتہ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا مکتوب ملا کیفیت وخیریت معلوم ہوگئی میں نے کچھ مقالات اسلام کے معاشی نظام کے متعلق لکھے تھے،لاہور میں ایک صاحب لے گئے مگر ضائع کر دیئے پڑھنے کے قابل نہ رہے،معاشی نظریات کے عنوان سے یہ لکھ کر آپکو بھیج رہا ہوں اگر اسطرح آپکو پسند ہیں تو میں اسکو مکمل کر کے اور اجزاء بھی بھیج دونگا۔انشاء اللہ تعالیٰ میں راولپنڈی جاؤں تو مولوی عبدالجلیل صاحب سے ضرور ملونگا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا اس کا کام کرونگا۔ والسلام: امین الحق عفی عنہ شیخوپورہ

---

[1] غالباً مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید مراد ہیں یا خود حضرت مولانا محمد یوسف بنوری

(الحق میں امین الحق طورو کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ نبوت کی حقیقت اور اس کی عظمت [۵/اقساط] ستمبر ۱۹۶۷/ ۳۳-۴۲، اکتوبر ۱۹۶۷/ ۳۶-۳۸، نومبر ۱۹۶۷/ ۴۵-۵۰، دسمبر ۱۹۶۷/ ۴۱-۴۹، جنوری ۱۹۶۸/ ۵۷-۶۲

۲۔ رسول کریم ﷺ سے نکاح کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر [عمر احمد عثمانی ودیگر معترضین کے دلائل کا تعاقب/۳/اقساط] فروری ۱۹۶۸/ ۲۸-۳۷، اپریل ۱۹۶۸/ ۵۶-۶۱، مئی ۱۹۶۸/ ۳۸-۵۱

۳۔ موجودہ معاشی بحران اور اسلام [اسلام اور سوشلزم/۲/اقساط] جون ۱۹۷۰/ ۵۰-۵۹، جولائی ۱۹۷۰/ ۴۱-۴۸

مولانا امین الحق فاضل دیوبند۔ کشور گنج بنگلہ دیش

(۱)

(ملک ٹوٹنے سے خیر و برکت سے محرومی O اکابر کی رونقیں یادِ ماضی بن گئیں O الحق کے دوبارہ اجراء کی خواہش)

التاریخ: ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۸۲ء

محترم المقام جناب مدیر ماہنامہ ''الحق'' زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: بعد سلام مسنون معروض خدمت یہ ہے کہ بنگلہ دیش جس وقت مشرقی پاکستان میں شامل تھا اسوقت راقم الحروف ماہنامہ ''الحق'' کا گاہک تھا اور باقاعدہ بندہ کے نام پر وہ مجلہ آتا تھا اور بڑے شوق سے پڑھ کر بزرگوں کے حالات، واقعات اور ارشادات سے بہرہ ور ہوتا تھا، خصوصاً ہمارے بزرگ تلمیذ شیخ الاسلام مدنیؒ، حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ارشادات بڑے اچھے لگتے تھے۔ نیز اس زمانہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ، حضرت مولانا یوسف بنوریؒ، حافظ الحدیث حضرت درخواستی صاحب اور شیخ الحدیث حضرت عبدالحق صاحب وغیرھم کی آمد سے یہاں کتنا پُر رونق ہوتا تھا وہ بیان سے باہر تھا خیر بدقسمتی سے ملک دو ٹکڑا ہونیکی وجہ سے بہت سے خیر و برکات سے محروم ہو گئے، ڈھاکہ میں آپ کی تقریرات ہوئی وہ سب مجھے معلوم ہے، بندہ بھی جمعیت علماء اسلام کے کارکنان میں سے ایک ناقص فرد تھا۔ راقم الحروف دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہے اور قطب العالم شیخ الاسلام مدنی نوراللہ مرقدہ کے کفش بردار اور نسبت کیوجہ سے بنگلہ دیش میں جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ جب تشریف لاتے ہیں، تو بندہ کی دعوت پر لبیک فرماتے ہیں۔

خیر محض تعارف کیلئے ان چیزوں کو بیان کیا ورنہ ضرورت نہ تھی، میرا دل چاہتا ہے کہ دوبارہ بندہ کے نام پر ماہنامہ ''الحق'' جاری ہوتا کہ پاکستان کے حالات سے واقفیت کا موقعہ ملے گا۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم اور دیگر پرسان حال سے میرا سلام مسنون عرض ہے اور ان سے دعا کی درخواست ہے۔ صد سالہ اجلاس کیوقت حضرت مولانا عبدالحق صاحب اور مفتی محمود صاحب وغیرہ حضرات سے دیوبند اور دہلی میں ملاقات ہوئی تھی ان سے بندہ کو بڑی عقیدت ہے۔ لہٰذا دوبارہ ان سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ امید ہے کہ خط ھذا موصول ہوتے ہی آپ نے کیا فیصلہ کیا، جواب دہی فرمائنگے اور ارسال زر کیسے کروں؟ وہ بھی بیان کریں۔

فقط والسلام: ننگ خلائق امین الحق المحمودی

(خادم الحدیث فی الجامعۃ العربیۃ الاحدیہ) کشور گنج ضلع مومن شاہی بنگلہ دیش

(۲)

۱۹ اگست ۱۹۸۴ء

(صد سالہ اجلاس دیوبند میں شیخ الحدیث کی ملاقات)

محترم المقام زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد سلام مسنون معروض خدمت یہ ہے کہ دل سے آپکا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا دیتا ہوں کہ آپ نے ہماری درخواست کو منظور کیا ہے اور ہر ماہ الحق بھیجتے رہتے ہیں۔ راقم الحروف آستانۂ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کے جاروب کش ہونے کی حیثیت سے آپ نے منظور فرمایا، آپ کے والد ماجد حضرت شیخ الحدیث عبدالحق صاحب مدظلہ کے سایہ کو تا دیر اللہ تعالیٰ باقی رکھے۔ آمین

گزشتہ صد سالہ اجلاس کیوقت دیوبند میں انکے فیوض و برکات سے ہم مالا مال ہوئے، انکو ہماری عقیدت و محبت پیش کر کے سلام مسنون

عرض کریں اور ہماری طرف سے دعا کرنے کیلئے درخواست ہے۔ "الحق" میں انکے ارشادات عالیہ پڑھ کر ہم محظوظ ہوتے رہتے ہیں۔ سردست ماہنامہ الحق میں شائع کرنے کیلئے ایک تحریر ارسال خدمت ہے۔ امید ہے کہ اسے ضرور "الحق" میں اشاعت کرینگے۔ مجاہد ملت حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ ہر سال بنگلہ دیش میں سفر کیا کرتے ہیں گزشتہ ماہ جنوری ۱۲ تاریخ ہمارے "کشور گنج" تشریف لائے تھے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت مدنی مدظلہ ہر دفعہ ناچیز کے گھر اور مدرسہ کے جلسہ میں شرکت فرماتے ہیں، آپ سے بھی درخواست کرونگا اگر بنگلا دیش میں سفر کرینگے تو ضرور ہمارے مدرسہ میں تشریف لایا کرینگے۔ واقفین پرسان حال سے سلام مسنون عرض ہے اور ان سے طالب دعا رہا۔ فقط والسلام ننگ خلائق امین الحق المحمودی

ساکن کوٹی گردی، کشور گنج شہر، ضلع کشور گنج بنگلا دیش

☆☆☆

ڈاکٹر امین اللہ وثیر[1]

ڈائریکٹر جنرل مذہبی امور اسلام آباد

(۱)

(قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد)

۲۴ ستمبر ۱۹۸۳ء

موضوع: آٹھویں قومی سیرت کانفرنس ۱۴۰۴ھ

مکرمی و محترمی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپکی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ وزارت مذہبی امور اپنی شاندار روایت کے مطابق بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ عقیدت پیش کرنے کیلئے ماہ ربیع الاول کے مبارک موقعہ پر آٹھویں قومی سیرت کانفرنس کا انعقاد عمل میں لا رہی ہے۔ اجلاس کی تاریخ، مقام اور وقت کے بارے میں آپکو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔ وزارت ہذا آپکو دعوت دیتی ہے کہ آپ اس کانفرنس میں سیدالانبیاء حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ پر تحقیقی و علمی مقالہ پیش فرمائیں۔ کانفرنس کا موضوع ہے "آنحضرت ﷺ بحیثیت دھندۂ نظام معیشت آپ سے اتنا عرصہ پہلے اسلئے گزارش کی جارہی ہے کہ آپ ہمیں اپنا تحقیقی مقالہ بروقت روانہ کرسکیں۔ جسکی وصولی کی آخری تاریخ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۳ء ہے۔ میں ممنون ہوں گا اگر آپ اس سلسلے میں اپنی رضامندی سے جلد آگاہ فرمائیں۔

والسلام مع الاکرام خیر اندیش (ڈاکٹر امین اللہ وثیر) ڈائریکٹر جنرل

(۲)

(سیرت طیبہ پر تحقیقی و علمی مقالات)

۲۲ جولائی ۱۹۸۴ء

موضوع: نویں قومی سیرت کانفرنس ۱۴۰۴ھ

مکرمی و محترمی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپکی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ وزارت مذہبی امور اپنی شاندار روایت کے مطابق بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ عقیدت پیش کرنے کیلئے دو روزہ قومی سیرت کانفرنس کا انعقاد عمل میں لا رہی ہے۔ اس سال بھی ماہ دسمبر ۱۹۸۴ء میں

---

[1] ڈاکٹر صاحب وزارت مذہبی امور کے شعبۂ تحقیق و مراجع سے وابستہ تھے۔ صدر ضیاء الحق کے مدارس کے بارہ میں قائم کردہ اعلیٰ سطح کے قومی کمیٹی کے سیکرٹری کے طور پر اس کمیٹی میں ہمارے ساتھ کام کیا۔ بڑے خوبیوں کے انسان ہیں۔

نویں قومی سیرت کانفرنس کا اہتمام کیا جارہا ہے۔اجلاس کی تاریخ، مقام اور وقت کے بارے میں آپ کو مطلع کیا جائے گا۔وزارت ہذا آپکو دعوت دیتی ہے کہ آپ اس کانفرنس میں سیدالانبیاء حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ پر تحقیقی و علمی مقالہ پیش فرمائیں۔اس دفعہ ہمارا طریقہ کار یہ ہوگا کہ ہر موضوع کیلئے ایک دانشور مقالہ پیش فرمائیں گے۔اس کے بعد اسی موضوع پر تبصرہ اور اسکی تشریح و توضیح کیلئے دو حضرات مبصر و مباحث ہوں گے، آپ کی حیثیت مبصر و مباحث کی ہوگی۔کانفرنس کا موضوع ہے''نظام قضاء'' آپ کو اس کے ذیلی موضوع ''تعلیم قضاۃ بشمول وکالت'' پر مقالہ پیش فرمانا ہے۔آپ سے اتنا عرصہ پہلے اس لئے گزارش کی جارہی ہے کہ آپ ہمیں اپنا تحقیقی مقالہ بروقت ارسال کرسکیں، جسکی وصولی کی آخری تاریخ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء ہے۔میں ممنون ہوں گا اگر آپ اس سلسلے میں اپنی رضامندی سے جلد آگاہ فرمائیں۔ والسلام: مع الاکرام خیر اندیش (ڈاکٹر امین اللہ وثیر) ڈائریکٹر جنرل

(۳)

۲۰ اپریل ۱۹۸۸ء (والدہ محترمہ کی وفات پر تعزیت)

مکرمی و محترمی حضرت مولانا۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔میں گزشتہ دنوں اسلام آباد سے باہر گیا۔اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا کہ آپ کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئی ہیں۔دلی صدمہ پہنچا۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے۔جنت الفردوس ان کا مقام ہو اور آپ تمام اہل خانہ کو صبر جمیل عطا ہو۔انسان خواہ دینوی لحاظ سے کتنے ہی بڑے مقام پر فائز ہو مگر والدین اور خصوصاً ماں کا سایہ شفقت و محبت عجیب چیز ہوتی ہے۔جس سے کبھی محروم ہونے کو جی نہیں چاہتا۔مگر کیا کیا جائے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی فطرت متواترہ کے تحت ہورہا ہے۔ سو ہم دعا ہی کرسکتے ہیں۔ میں نے آپ کا پتہ گورنمنٹ ہاسٹل اسلام آباد بھی کیا تھا۔معلوم ہوا کہ آپ آجکل وہاں مقیم نہیں میں ورنہ بغرض ملاقات ضرور حاضر ہوتا۔ والسلام مع الاکرام آپ کا نیاز مند امین اللہ وثیر

☆☆☆

مولانا محمد امین اورکزئی[۱]

۹۸/۴/۲۱ھ (کمپیوٹر کی مدد سے اعداد و شمار کے ذریعہ قرآنی حقائق کے انکشافات ٥ اسلاف کی بغیر آلات کے حقائق تک رسائی)

محترم المقام مخدوم زادہ مکرم مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کافی زمانہ ہوا جناب کے موقر جریدہ الحق میں ہندوستان کے کسی پرچہ کے حوالہ سے ایک مضمون شائع ہوا تھا۔جس میں اعداد و شمار کمپیوٹر کی مدد سے بعض قرآنی حقائق کے انکشافات کا ذکر تھا جو کہ ایک مصری محقق کررہے ہیں۔انہی دنوں عریضہ لکھنے کا ارادہ تھا۔مگر حضرت الشیخ نور اللہ تعالیٰ (علامہ محمد یوسف بنوریؒ) مرقدہ کے حادثہ فراق نے کمر ہمت کو تقریباً توڑ کر رکھ دیا تھا، آج اپنے ایک عزیز کو چند سطور تحریر کرتے وقت خیال ہوا کہ آنجناب سے بھی نیاز حاصل کروں۔

[۱] مولانا محمد امین جید عالم اور اہم کتابوں کے مصنف، جامعہ بنوری ٹاؤن کے فارغ التحصیل، حالیہ امریکی ڈرون حملوں میں شہید ہوگئے۔

محترما! محولہ بالا تحقیق بلاشبہ قابل قدر ہے، مگر یہ کوئی جدید انکشاف نہیں۔ ہمارے اسلاف نے آلات سے مدد لئے بغیر ان حقائق تک رسائی حاصل کی تھی۔ شیخ عبدالعزیز الدباغ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب تحقیق دربارہ اُنزل القرآن علی سبعة احرف "الابریز" میں مطالعہ فرما کر اگر آنجناب کے سیال قلم سے اس موضوع پر ایک مضمون شائع ہو جائے تو ہم جیسے مولعین بالسلف کی تسکین خاطر کا سامان ہوگا۔

حق تعالیٰ شانہ سے التجا ہے کہ قبلہ والد ماجد صاحب واَدام اللہ تعالیٰ فیوضہم اور آنجناب مع جملہ متعلقین کے بعافیت ہوں۔

حضرت کی خدمت میں اگر سلام اور درخواست دعا عرض فرمائیں تو کرم ہوگا۔ والسلام آپکا مخلص محمد امین اورکزئی

☆☆☆

مولانا امین گل[1] کھوئی برمول مردان

(۱)

۲۷/مارچ ۱۹۵۵ء (جلسہ حقانیہ میں شرکت کی اطلاع)

لخت جگر مولانا محمد فدا محمد سلمہ الولی الاحد من شر حاسد اذا حسد:

خیریت طرفین نصیب! مورخہ ۲۳ مارچ ۵۵ء کو پوسٹر بمعہ ایک پرچہ مولوی عبدالحق صاحب مہتمم حقانیہ کی طرف سے ملا۔ انشاء اللہ وقت مقرر پر آنے کی کوشش کروں گا۔ اور یہ بھی امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی کچھ تقریر کرنے کا موقع دیا جائے گا تا کہ مجھے بھی تبرک حاصل ہو۔

فی الحال جلالین، مطول، قاضی، شرح عقائد (آج ختم) شرح الیاس وغیرہ شروع ہیں۔ مگر طالب علموں سے رضا لے کر آؤنگا۔ انشاء اللہ۔

فقط مولوی عبدالحق صاحب و دیگر اکابرین کو سلام۔ برخوردار عنایت الرحمٰن کو دعا۔

فقط والسلام: فدوی محمد امین گل عفی عنہ مؤلف خکلے رسول ﷺ، کھوئی برمول مردان

(۲)

۱۲/فروری ۱۹۷۱ء (ہدیہ تبریک عید)

اے ہد ہد صبا؟ بہ می فرستمت — دانی کہ از کجا بکجای فرستمت
اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل؟ — مے بینمت عیاں ودعای فرستمت

برخوردارم مولوی سمیع الحق صاحب مدیر الحق واستاد حقانیہ اکوڑہ خٹک سلامت رہے۔ خیریت طرفین نصیب۔ والسلام

بسلسلۂ تقریب عید سعید ہدیہ تبریک پیش کر رہا ہوں۔ "گر قبول افتدز ہے عز و شرف"۔ برخوردارم مولوی شیر علی شاہ صاحب وغیرہ اہل محبت وناظم صاحب کو ہدیہ تسلیم عید مبارک۔ فقط والسلام: فدوی امین گل عفی عنہ۔ ضلع وتحصیل مردان مقام وڈاکخانہ کھوئی برمول محلہ میاں گان

تنبیہ: لفافہ کی نایابگی کے باعث خط میں اضطراراً دیری ہوگئی۔

---

[1] عظیم محقق، مدرس، مصنف، عربی پشتو ادب کے اعلیٰ ذوق رکھتے تھے، اکابر سلف کا نمونہ تھے۔ "خکلے رسول" کے نام سے پشتو میں سیرت لکھی۔ کئی مدارس اور آخر میں مدرسہ عربیہ شیر گڑھ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی حسن و جمال سے نوازا تھا۔ ناچیز سے بے حد شفقت فرماتے جس کا واضح ثبوت یہ مکاتیب ہیں۔

(۳)

۴ر نومبر ۷۲ء، ۲۷ر رمضان ۹۲ھ یوم السبت (ادعیۃ سے بھری تبریک)

وبعد تقدیم واجبات التسلیم وآدابہٖ التشرف برفع اسمیٰ التّھانی واخلاص الامانی ابتھاجاً بحلول العید المبارک للفطر إلی فلذۃ کبدی صاحب الادارۃ واستاذ دار العلوم حقانیہ المولی سمیع الحق لازالت برکۃ فیضہٖ فائضۃً وبحور علومہ جاریۃ وساریۃ ،ورعاہ اللّٰہ علینا بالامن والسلامۃ والخیر والبرکۃ والکرامۃ. فااللّٰہ خیر حافظا وھوارحم الراحمین.

اھنیک بالعید المبارک انہ — ایام سرور یاسمیع الحق ذاالعلیٰ

ایں راہ ورسم تازہ زحرمان عہد ماست — عنقا بہ روزگار کسے نامہ بر نبود

فقط والسلام فدوی امین گل عفی عنہ صدر اساتذہ دار العلوم شیرگڑھ، امحال رحصتی کھوئی برمول ضلع وتحصیل مردان

(۴)

۲ر نومبر ۷۷ء (مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی تعزیت اور خراج عقیدت)

الی الفاضل النبیل مولوی محمد سمیع الحق زید شرفہ وعزہ وکرمہ، السلام علیکم،

وبعد تقدیم واجبات التسلیم وادابہٖ فانی بفضلہ تعالیٰ بخیر عافیۃ تامۃ طالباً ایاھالک من اللہ الملک الجلیل الرحیم وبعد!

کل مورخہ یک نومبر ۷۷ء کو بخاری شریف اور ترمذی شریف کی خدمت سے فارغ ہوکر پشاور[1] جانا ہوا۔ مگر تا ہنوز مولوی محمد ایوب صاحب[2] کراچی میں تشریف فرما ہیں۔ ملاقات نہ ہوسکی۔ البتہ اس کے چھوٹے برادر عزیز سید یعقوب صاحب بنوری کی خدمت میں تعزیت پیش کر کے واپسی ہوئی۔

برخوردارم! مرحوم مولوی محمد یوسف صاحبؒ[3] کے ادیبانہ شان، فقیرانہ تقدس اور محدثانہ ذوق وشغف اور دینی محبت[4] کو دیکھتے ہوئے لازماً یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج ہی سے پاکستان خصوصاً اور دیگر عالم اسلام عموماً ایک متبحر عالم اور بے لوث خادم اسلام اور دیندار شخصیت سے محروم ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک جبار اور قہار حاکم کے گریبان میں ہاتھ ڈالنا ایسی ہی ہستیوں کا کام ہے۔

ہمرہان رفتند سامان مروت بردہ اند — تو چہ میجوئی مروت اندریں قحط الرجال

اللہ کریم مرحوم کو اپنے بے پناہ مہربانیوں سے نوازے اور پسماندہ ورثہ کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمادیں۔ آمین

ولنعم ماقیل ۔ لو کانت الدنیا تدوم لواحدٍ — لکان رسول اللہ فیھا مخلّداً،

اگر مناسب جانے تو الحق میں اسی تعزیت نامہ کو جگہ دے کر مشکور فرمائیں۔ فقط والسلام: خیر ختام

(شیخ الحدیث) فدوی امین گل عفی عنہ صدر اساتذہ دار العلوم شیرگڑھ خادم حدیثہا

---

[1] حضرت علامہ مولانا محمد یوسف بنوری کے سانحۂ ارتحال کی تعزیت کیلئے۔

[2] مولانا محمد ایوب بنوری فاضل دیوبند بانی دار العلوم سرحد پشاور۔ [3] مولانا ایوب بنوری کے برادر اصغر۔

[4] علامہ بنوری کی عظمت وکمالات کا اعتراف اور ایک ہم عصر عالم وفاضل کا خراج تحسین۔

(۵)

جون ۱۹۸۲ء (وفاقی مجلس شوریٰ کی رکنیت پر مبارکباد اور دعائیں)

الی فضیلة الشیخ المولوی سمیع الحق سلمه الملک الحق،

السلام علیکم ورحمة اللّٰہ. اما بعد! فبصمیم القلب وخلوصه اقدم الیک التبریک بترشحک لاظهار مالی الذین کنا للمجلس[1] الملیّ وفرداًمن افراده المعظمة المکرمة. فالمرجو من الله الکریم وعظیم توفیقه ان یوفقک القویم من حسن لتنظیمه وتنفیذه. اللهم ولیکن کذالک آمین والسلام خیر ختام

(شیخ الحدیث مولانا) فدوی امین گل عفی عنہ صدر اساتذہ دارالعلوم اسلامیہ عربیہ شیر گڑھ خادم حدیثہا

☆☆☆

مولانا محمد امین مدنی۔ جامع مسجد چکوال

نومبر ۱۹۷۲ء (قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث کے قومی وملی سوالات کے جوابات سے پہلوتہی پر افسوس)

الحق نے پاکستانی سنی مسلمانوں کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ احقر نے یہ پڑھا کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے جب اسمبلی میں کچھ سوالات پیش کئے تو ان کو ناقابلِ جواب قرار دیا گیا تو انگشت بدنداں رہ گیا۔ اگر ایسے معقول اور ملک وملت کے بارہ میں اہم اور نازک مسائل ناقابلِ جواب ہیں۔ تو آخر اس اسمبلی کا ملک وملت کو کیا فائدہ۔ ایسے جوابات سے محروم رکھنا پاکستانی عوام کی توہین ہے۔ حکمرانوں کے سامنے پیش روؤں کے اقتدار اور لاپرواہی کے انجامِ بد کا نقشہ موجود ہے۔ آپ کا ان سوالات کو عوام تک پہنچا دینا ایک اہم قومی وملی خدمت ہے۔

محمد امین مدنی جامع مسجد چکوال

☆☆☆

میجر (ریٹائرڈ) محمد امین منہاس[2] تحریکِ فہم القرآن، اسلام آباد

(متحدہ دینی محاذ۔ سینیٹ سے پاس شدہ شریعت بل ۱۰ اسمبلی والوں کو پابند بنائے بغیر اعتبار نہ کیا جائے)

۲۴/دسمبر ۱۹۹۲ء

گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ کریں کہ آپ بخیر وعافیت ہوں اور اللہ کی کتاب کو نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی تفصیلات کے ساتھ اللہ کے بندوں تک پہنچانے، اسی پر عمل کرنے اور کرانے میں لگے ہوئے ہوں۔ آمین ثم آمین۔

متحدہ دینی محاذ کی طرف سے تحریر کردہ نوازش نامہ کیلئے ممنون ومشکور ہوں، میں ایک بار پھر کل جماعتی اسلامی کانفرنس کے انعقاد اور متحدہ دینی

---

1. وفاقی مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے انتخاب پر ہدیۂ تبریک اور مخلصانہ دعاؤں سے نوازا، ایسے ہی اہل اللہ اور اصحاب بصیرت بزرگوں نے اس رکنیت پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسے اعلاءِ کلمۃ الحق کا ایک تقاضا قرار دیا اور الحمدللہ ان کی دعاؤں سے کسی موقع کو ضائع نہیں ہونے دیا۔
2. تحریکِ فہم القرآن کے بانی، قرآن کریم کے درس وتدریس اور اشاعت کیلئے سرگرم عمل

محاذ پاکستان کی سربراہی پر دل کی عمیق ترین گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں، اللہ کے حضور دعا گوہوں کے رب رحیم اعلیٰ ترین کامیابیوں سے نوازیں اور دونوں جہانوں میں سرخرو کریں۔ آمین ثم آمین۔

اللہ کرے کہ اس بار گزشتہ ۴۵ سال کی طرح ہم پھر الیکشن کے فطری عمل باہمی انتشار اور ان لوگوں کا دم چھلا بننے سے بچ جائیں جو کہ اصلاً سیکولرسٹ ہیں، جنکا منہ بولتا ثبوت ان کی وہ ذاتی زندگیاں ہیں جن میں اسلام کا کہیں نام ونشان نہیں، وہ اگر بیت اللہ شریف میں، حالت احرام میں حلفاً بھی نفاذ اسلام کا وعدہ کریں تو ہمارا فرض عین بنتا ہے کہ ہم انہیں قانونی طور پر عدالت سے پابند کئے بغیر ان پر اعتبار نہ کریں، ہمیں صرف وہی تحریر قبول ہو جس کی بنا پر اگر وہ سینٹ سے پاس شدہ شریعت بل اسمبلی کے پہلے اجلاس میں منظور نہ کرواسکے تو انکا الیکشن ازخود کلعدم قرار پائے، حسب حکم ابتدائی عبوری مجلس مشاورت کیلئے تحریک فہم القرآن کی طرف سے دو نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ میجر ریٹائرڈ محمد امین منہاس

۲۔ امتیاز علی ذوق

رابطہ کمیٹی (کوئیک باڈی) کیلئے میجر ریٹائرڈ محمد امین منہاس

آپ حسب سابق اس عاجز کو تحریک فہم القرآن کے ارکان و متعلقین کے ساتھ ہر تعاون کیلئے مستعد پائیں گے، رب رحیم اس عاجز کو آپ کو اور حضور پاک ﷺ کے ہر امتی کو شیطان اور نفس کے شر سے بچائے اور صحیح فہم قرآن اور اتباع رسول کریم ﷺ سے نوازے آمین ثم آمین۔

دعاؤں کے ساتھ محتاج دعا میجر ریٹائرڈ محمد امین منہاس

☆☆☆

انوارالحق

چیف جسٹس آف پاکستان

(دعوت نامہ)

اکتوبر ۱۹۷۹ء

On the occasion of Concluding session of International Seminar on Application of Shariah ,the ministry of Law & Parliamentary Affairs requests the pleasure of the company of *Maulana Samiulaq*, on the 18th Dhual Qidah 1399(11th October, 1979) at 3.30 p.m, in the National Assembly Hall state bank building, Islamabad.

Chief justice of Pakistan Mr. Justice Anwarul Haq has kindly consented to preside.

TELE:22660,24425 R.S.V.P,

مولانا انوار الحق[1]
نائب مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۱)

۲۴فروری ۱۹۶۳ء بمطابق ۱۰شوال (مدینہ منورہ کو بھیجا گیا خط)

برادرم مولانا صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بالخیر ہونگے۔ چند دن پہلے آپ کا گرامی نامہ آیا، پڑھ کر خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقدس[2] مقامات وروضۂ سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی زیارت کی توفیق عطا فرماوی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب گنہگاروں کو یہ سعادت عطا فرماوے۔ امید ہے کہ ہم ناچیزوں کو بھی وہاں مقدس مقامات میں یاد فرماتے رہیں گے اور بندہ کا سلام روضۂ آقائے نامدار ﷺ کو پہنچا دیں گے۔ اور ہمارے گناہوں کے بخشش کے لئے دعا فرماوینگے۔ باقی میں چار فروری یعنی ۱۹ رمضان المبارک کو اکوڑہ آیا ہوں، ایک ختم قرآن شریف بہاولپور کیا[3] اور ایک یہاں پر آکر گاؤں میں کیا۔ انشاء اللہ ۲۷فروری کو واپس چلا جاؤں گا۔ گھر میں ہر طرح سے خیریت ہے، جناب والدہ صاحبہ وجناب دادی صاحبہ وپھوپھی صاحبہ وچاچی صاحبہ اور تمام بہنیں سلام عرض کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو حج مبرور نصیب فرماوے۔ فضل سبحان اور حبیب الرحمان سلام عرض کرتے ہیں۔ بندہ کی طرف سے جناب مولانا قاری سعید الرحمان صاحب وجناب مولانا عبداللہ صاحب کو سلام اور التجائے دعا۔ ناچیز انوار الحق اکوڑہ خٹک

(۲)

(ہری پور جیل میں اسارت کے دوران تحریک نظام مصطفیٰ کے احتجاجی جلوس میں حضرت کی شمولیت)

۱۹۷۷ء[4]

گرامی قدر برادرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون۔ آپ کا خط والد صاحب کے نام ملا۔ پرسوں گل رحمان ناظم پشاور گیا تھا۔ اسکا ہیڈ کلرک کا خط ڈی سی کے پاس لے گیا، ڈی سی نے دستخط کردئے، پھر کلرک نے کہا کہ یہ ہم خود ڈاک سے ہری پور بھیج دیں گے۔ آپ نے والد صاحب کے جلوس میں شرکت کے بارہ میں لکھا تھا تو وہ میری عدم موجودگی میں کافی دن پہلے نوشہرہ سے کچھ لوگ آئے تھے۔ جن کے ساتھ انہوں نے پروگرام بنایا تھا۔ پھر کچھ ہونا ناممکن تھا کیونکہ علاقہ بھر کے لوگوں اور علماء کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی بہر حال کل والد صاحب نے شرکت کرلی ہزاروں لوگ اور علماء دور دراز سے آئے ہوئے تھے۔ جامع مسجد سے جلوس شروع ہوکر جامع مسجد پر ختم ہوا۔ انتہائی پرامن رہا۔ والد صاحب موٹر میں سوار تھے۔ کل شاید گل رحمان ناظم ہری پور آئیگا۔ تو اپنے ساتھ حامد اور راشد کو لے آئیگا۔ آج صبح ہم والد صاحب کو پنڈی لے جارہے ہیں کیونکہ آج ڈاکٹر ذوالفقار اور پیرزادہ سے ساڑھے دس بجے وقت لیا ہے۔ اگر آج مولانا اشرف[5] آپ کے پاس آیا تو حامد اور راشد اسکے ساتھ آجائیں گے۔ شفیق اور تمام دوستوں کو سلام۔ انوار الحق

۱۔ میرے عزیز بھائی، حضرت شیخ الحدیث کے فرزند ثالث سالہا سال سے نہایت انہماک سے دار العلوم کے اعلیٰ کتابوں کی تدریس میں مصروف ہیں اور نائب مہتمم کے طور پر میرا ہاتھ بھی بٹا رہے ہیں۔ ۲۔ خط مکتوب الیہ کے نام حجاز مقدس بھیجا گیا۔

۳۔ برادر عزیز ان دنوں بہاولپور میں نئے قائم شدہ ادارہ جامعہ اسلامیہ میں زیر تعلیم تھے۔ علامہ شمس الحق افغانی کا وجود باجود ان جیسے ذہین اور قریب تکمیل طلبہ کو کھینچنے کا باعث بنا تھا۔ سال ڈیڑھ سال عزیزم مولانا انوار الحق نے وہاں ان سے استفادہ کیا۔

۴۔ ۷۷ء کے تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران اسارت پر ہری پور جیل میں ملا اس دوران بھی تحریک کے سلسلہ میں حضرت شیخ الحدیث کے جلوس میں شرکت کا ذکر ہے۔ ۵۔ میرے بہنوئی مولانا اشرف علی قریشی پشاور

(۳)

(حضرت شیخ الحدیث کا سی ایم ایچ راولپنڈی میں آنکھوں کا آپریشن ٥ مفتی محمود بھی ساتھ ہی زیر علاج ٥ رات کو بھٹو اور کبھی سعودی عرب کے سفیر لیبیا کے وزیر خارجہ کی آمد)

۵/ مئی ۱۹۷۷ء

گرامی قدر محترمی برادرم مولانا سمیع الحق صاحب و برادرم شفیق الدین صاحب زید مجدہم۔ سلام مسنون۔ خدا کرے آپ سب بخیریت ہوں۔ آپ کا خط کل رحیم اللہ باچا کے ذریعے پنڈی میں والد صاحب کو سنایا گیا۔ ان کا آپریشن [1] پیر کے روز ہو چکا ہے۔ تین دن یعنی کل دوپہر تک بے ہوش رکھا۔ آج پٹی کھول دی جائیگی۔ کل بعد دوپہر سے ہوش میں آکر طبیعت ٹھیک ہو چکی تھی۔ آج انشاء اللہ پتہ چل جائیگا۔ میں کل رات کو ایک رات کیلئے اکوڑہ آیا ہوں۔ مجموعی طور سے والد صاحب کی صحت کافی بہتر ہے، ڈاکٹر خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب [2] بھی ہمارے والے وارڈ کے نچلے کمرہ میں رہ رہے ہیں۔ اُن کی ملاقات والد صاحب سے نہیں ہوئی۔ ہمارے ساتھ ہوتی رہتی ہے۔ ٹھیک ٹھاک ہیں، ویسے ٹیسٹ وغیرہ کیلئے آتے ہیں اُن کی وجہ سے کافی گرما گرمی ہے، کبھی اچانک رات کو بھٹو آجاتا ہے۔ سعودی سفیر تو بار بار آتا ہے۔ کل آتے وقت لیبیا کے وزیر خارجہ آکر ایک گھنٹہ اُن کے ساتھ رہے۔ سی آئی ڈی بے شمار تعداد میں منڈلاتی رہتی ہے۔ خدا کرے کہ کوئی اطمینان بخش حل نکل آئے۔ گھر میں ہر طرح سے خیریت ہے آپ کے مضمون کے سلسلہ میں دو دفعہ نوائے وقت کے دفتر گیا مگر وہ نہ ملا، جب تیسرے مرتبہ ملا۔ تو اس نے ہچکچاہٹ ظاہر کر دی اس لئے واپس لا کر اسکو نہ دیا۔ یہاں سے ناظم صاحب اور تمام احباب سلام عرض کر رہے ہیں۔ تمام دوستوں کی خدمت میں سلام۔

انوار الحق

☆☆☆

قاضی انوار الدین صاحب [3] اکوڑہ خٹک

(۱)

۲۹/ فروری ۱۹۶۴ء (قیام حرمین شریفین میں بھیجے گئے مکتوب)

کاتب الحروف بندہ ناچیز قاضی انوار الدین کی طرف سے دعا و سلام قبول فرماویں۔ پریشانیوں کے ہجوم اور کثرت خط لکھنے سے تاہنوز

(پی این اے کی تحریک ۷۷ء اور مفتی محمود سے ہسپتال میں اہم شخصیات کے خفیہ رابطے)

۱۔ تحریک کے ایام میں حضرت اقدس سرہ کی علالت اور عوارض بڑھ گئیں، سی ایم ایچ راولپنڈی میں زیر علاج رہے۔

۲۔ حضرت مفتی محمود تحریک نظام مصطفیٰ کے سربراہ تھے۔ ہمیں ہری پور جیل میں ان کی خصوصی رفاقت کا شرف حاصل رہا کہ اچانک انہیں دیگر عمائدین کے ساتھ سہالہ ریسٹ ہاؤس منتقل کیا گیا اس دوران علاج اور چیک اپ کیلئے اسی ہسپتال میں ان کی آمد و رفت جاری رہتی اور اسطرح اس وقت کے وزیر اعظم بھٹو اور دیگر اہم شخصیات کا ان سے خفیہ رابطوں کا موقع بھی میسر ہوتا رہا، خط میں ان سرگرمیوں کا ذکر ہے، حضرت والد صاحب کے وارڈ میں پچھلا کمرہ ان کیلئے مختص رہا۔

(قاضی انوار الدین کا مختصر تعارف)

۳۔ قاضی صاحب کا خاندان مغلیہ دور سے قضا کے منصب پر فائز رہا، اسی خاندان کے چشم و چراغ قاضی صاحب اب بھی علاقہ کے مذہبی خدمات شرع کے مطابق فیصلے، عیدگاہ کے خطبہ و امامت صلوۃ عید کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دار العلوم حقانیہ اور شیخ الحدیث مرحوم کے اولین تلامذہ میں سے ہیں۔ دار العلوم سے فراغت کے بعد ایک طویل عرصہ تک دار العلوم میں تدریس کے ساتھ فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دیتے رہے۔ مولانا شیر علی شاہ کی طرح قاضی صاحب بھی میرے بچپن اور دور طالب علمی کے قریب ترین ساتھیوں میں سے ہیں۔ ان کے والد ماجد قاضی زین العارفین بھی علاقہ خٹک کے برگزیدہ افراد میں سے تھے۔

قاصر رہا ہے۔ امید ہے کہ اپنے وعدہ کے مطابق ہر ایک مقدس مقام پر دعا میں نہ بھلائیں گے۔ حضرت ناظم صاحب مولانا سلطان محمود صاحب و برادرم مولانا سید شیر علی شاہ صاحب و ناظم صاحب مولانا گل رحمٰن صاحب و مولانا محمد قمر صاحب و سید اصغر علی شاہ صاحب سب کیطرف سے دعا و سلام قبول فرماویں اور سب دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ والسلام قاضی انوار الدین غفرلہ

(۲)

۱۴ مارچ ۱۹۶۴ء (مشکلات کے حل کیلئے دعا کا مطالبہ)

برادر محترم عزیزم سمیع الحق صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بندہ پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ مستقل خط لکھنے سے قاصر رہا ہوں یہ میری اپنی بدنصیبی ہے ورنہ کم از کم یاد تو رہتا۔ پھر بھی مجھے آپکی مخلصانہ ہمدردیوں اور سابقہ تعلقات کی بناء پر پوری توقع ہے کہ آپ مجھے اپنی مقبول دعاؤں میں کبھی نہ بھلائیں گے۔ میری پریشانیوں کے اسباب آپکو خود معلوم ہیں۔ کہ ایک طرف بہت مقروض ہوں دوسری طرف مقدمات میں پھنسا ہوں اور ہمشیرہ صاحبہ بمع بچوں کے گھر پر بیٹھی ہے۔ روضہ اطہر کے سامنے اور اسطرح بیت اللہ میں اور عرفات کے وقوف کے موقعہ پر اور دیگر مقدس مقامات میں میری تمام پریشانیوں کے دور ہونے کیلئے دعا فرماویں۔

فقط والسلام قاضی انوار الدین غفرلہ

☆☆☆

انوار اللہ۔ فیڈرل شریعت کورٹ اسلام آباد

۲۴ مئی ۱۹۸۱ء (رجم وغیرہ کے بارہ میں عدالتی فیصلوں کے ترجمے)

مکرمی جناب سمیع الحق، مدیر الحق اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپکا گرامی نامہ موصول ہوا بڑی خوشی اور حوصلہ افزائی ہوئی۔ میرے والد[1] مرحوم کا آپ اور دارالعلوم کے ساتھ جو انتہائی محبت اور لگاؤ تھا، اس کی وجہ سے میں ہمیشہ آپ اور دارالعلوم کا خادم ہی رہونگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سمجھ اور اسکی خدمت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

ہاں تو عرض یہ ہے کہ جب میرا مضمون "الحق" میں چھپے تو میرا حسب ذیل پتہ ہونا چاہیے۔ (انوار اللہ باچا اسسٹنٹ پروفیسر انجینئرنگ یونیورسٹی پشاور)۔

عنقریب رجم سے متعلق عدالت ہذا کے مکمل فیصلے کا اردو ترجمہ بھیج رہا ہوں۔ اور شراب سے متعلق فیصلے کا ابھی اردو ترجمہ ہو رہا ہے۔ اگر انگریزی متن درکار ہو تو جلدی بھیج دونگا۔ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں سلام عرض کریں۔ برادرم انوار الحق کی خدمت میں بھی سلام عرض کریں۔ والسلام آپکا مخلص انوار اللہ (ریسرچ ایڈوائیزر)

فیڈرل شریعت کورٹ اسلام آباد

---

[1] حضرت مولانا شفیع اللہ صاحب مرحوم بام خیل صوابی دارالعلوم حقانیہ کے اکابر اساتذہ میں سے تھے۔ مکتوب نگار انکے فرزند ہیں۔

جناب انوار حسین ہاشمی[1] نوائے وقت لاہور

(۱)

۲۳ اپریل ۲۰۰۲ء (طالبان، اسامہ، ملا عمر، نئی کتاب ۱۰ احقر اور حقانیہ پر کئی ابواب)

Respectable

Mulana Samiul Haq sb,

I am Anwar Hashmi from Nawa-i-Waqt Lahore. My new book "Talban Usama and Mullah Umar" has published many chapters are about your personality and Haqqania. Please contact me on my E.mail or my office phone 042-6367551-4. press club Lahore is arranging book ceremany. You will be the chief guest. Confirm about suitable date and time. It will be my pleasure and honour.

.... **Anwar Hashmi, Nawa-i-Waqt Lahore.**

(اس انگریزی خط کا اردو میں ترجمہ)

عزت مآب مولانا سمیع الحق صاحب

میں انور ہاشمی نوائے وقت لاہور سے ہوں۔ میری نئی کتاب "طالبان اسامہ اور ملا عمر" چھپ گئی ہے۔ بیشتر ابواب آنجناب کی شخصیت اور حقانیہ پر ہیں، برائے کرم مجھ سے ای میل یا میرے آفس کے فون ۴۔۶۳۶۷۵۵۱۔۰۴۲ پر رابطہ کریں۔ پریس کلب لاہور کتاب کی تقریب رونمائی کرنا چاہتا ہے اور آپ مہمان خصوصی ہونگے۔ مناسب وقت اور دن کا تعین فرمادیں یہ میری خوشی اور میرے لئے اعزاز ہوگا۔ انوار ہاشمی نوائے وقت لاہور

(۲)

۳۰ اپریل ۲۰۰۲ء (کتاب افتتاح کے مہمان خصوصی)

نہایت ہی محترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی دعاؤں کا طالب ہوں۔ اپنی نئی کتاب، طالبان، اسامہ اور ملا عمر آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔ اگرچہ یہ کتاب بعض وجوہات کے باعث تاخیر سے شائع ہوئی ہے۔ مگر نہ صرف یہ تاریخ کے ریکارڈ پر آگئی ہے بلکہ میں نے اس کتاب کے ذریعے طالبان اور آپ سے عقیدت کا اظہار کرنے کی یہ چھوٹی سی کوشش کی ہے۔ آپ اسے قبول فرمائیں۔ ایک کاپی برادرم یوسف شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔ جس نے آپ جیسی شخصیت سے ملوا کر مجھ پر احسان کیا ہے۔ لاہور پریس کلب نے اس کتاب کی تقریب رونمائی کا اہتمام کیا ہے۔ اب آپ نے جلد از جلد کوئی مناسب تاریخ دینی ہے جس میں آپ تقریب کے چیف گیسٹ ہوں گے۔ باقی لاہور سے سینئر لوگ شامل ہوں گے۔ اگر آپ محترم حمید گل صاحب کو بھی اس تقریب کے

---

[1] نوائے وقت کے ہفت روزہ ندائے ملت میں ادارت کے فرائض انجام دیے، افغانستان اسامہ بن لادن اور طالبان سے دلچسپی کی وجہ سے یہ ان کا خاص موضوع تھا، کتاب بھی اس موضوع پر لکھی۔ معروف صحافی ادارہ ندائے ملت نوائے وقت سے وابستہ رہے۔ تعارف اگلے خط میں

لئے ok کرادیں تو میں سمجھتا ہوں ہم ملکر طالبان سے عقیدت کا بھرپور اظہار کرسکیں گے۔ آپ جب فائنل کریں گے۔ میں دعوتی کارڈ پرنٹ کراؤں گا۔ کتاب کے ابواب

طالبان کی سرزمین پر پہلا قدم	صفحہ۱۱
قندھار ایڈونچر اور ملا عمر کی کہانی	صفحہ۷۹
طالبان مولانا سمیع الحق کی نظر میں	صفحہ۱۴۶
اسامہ اور مولانا سمیع الحق	صفحہ۱۵۳
طالبان کی نرسری	صفحہ۲۱۷ میں آپکا اور حقانیہ کا تفصیلی ذکر ہے۔

میں آپ کے فون اور خط کا منتظر رہوں گا۔ شاہ صاحب، صاحبزادوں اور دیگر احباب کو سلام۔

دعا کا طالب انوار حسین ہاشمی نوائے وقت لاہور

(متوقع مہمانوں میں حمید گل صاحب، مجیب الرحمٰن شامی صاحب، عارف نظامی صاحب)

"طالبان، اسامہ اور ملا عمر"

روزنامہ نوائے وقت کے نیوز میگزین ہفت روزہ ندائے ملت کی مجلس ادارت کے رکن اور شعبہ انویسٹیگیشن سے وابستہ صحافی انوار حسین ہاشمی کی یہ ساتویں تصنیف ہے۔ یہ کتاب نہ صرف افغانستان کا ایک سفرنامہ اور ایڈونچر ہے بلکہ طالبان فورسز، طالبان قیادت اور بین الاقوامی شہرت کی حامل جہادی تنظیموں بشمول القاعدہ کے درمیان شب و روز گزارنے والے ایک صحافی کا روداد ہے۔ کتاب میں نہ صرف ملا محمد عمر سمیت اہم رہنماؤں کے انٹرویوز شامل ہیں بلکہ طالبان اسامہ بن لادن، ملا محمد عمر، القاعدہ اور احمد شاہ مسعود کے بارے میں انکشاف انگیز معلومات بھی شامل ہیں۔ یہ کتاب ساگر پبلشرز لاہور نے شائع کی ہے۔ انوار حسین ہاشمی ادارہ نوائے وقت کی طرف سے افغانستان، بھارت اور کشمیر خصوصی اسائمنٹس پر جاکر Exclusive رپورٹس فائل کرچکے ہیں۔

(مصنف کا تعارف)

نام:۔ انوار حسین ہاشمی ادارہ:۔ روزنامہ نوائے وقت (ہفت روزہ ندائے ملت) لاہور

صحافت سے وابستگی:۔ ۱۲برس تصانیف: (۱) "طالبان، اسامہ اور ملا عمر"

(۲) انکشافات (سیاست، مذہب، ادب، بیوروکریسی اور انٹیلی جنس سے وابستہ اہم شخصیات کے انکشاف انگیز انٹرویوز)

(۳) گونج (سیاسی، ادبی، سماجی اور بین الاقوامی امور پر انوار کے کالموں کا مجموعہ)

(۴) الیکشن (پاکستان کے انتخابات کی تاریخ)

(۵) منتخب افسانے (تین کتب)

زیرِ طبع:۔

(۱) پاکستان میں امریکی حکومت اور سی آئی اے کی سازشیں (۲) این جی اوز مافیا

رابطہ:۔ ہفت روزہ ندائے ملت، روزنامہ نوائے وقت لاہور فون دفتر 4-042-63067551

(۳)

شعبہ ندائے ملت، روزنامہ نوائے وقت (دورۂ افغانستان میں تعاون)

۴۔ شارع فاطمہ جناح۔ لاہور

نہایت ہی قابل احترام مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم، اگر چہ آپکی دعاؤں کا طالب ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ مکمل خیریت سے ہوں گے۔ عید کے موقع پر اپنے گھر میانوالی آیا ہوں۔ فرصت کے لمحات پا کر آپکو خط لکھ رہا ہوں تا کہ اپنی کوتاہیوں کا کچھ ازالہ کر سکوں۔ آپکی محبت، شفقت اور غیر معمولی تعاون کی وجہ سے میرا دورہ افغانستان بھر پور رہا تھا۔ میں اس شفقت پر آپکا بے حد ممنون ہوں، پانچ یا چھ شماروں میں دورے کی روداد اور اہم شخصیات کے انٹرویوز مکمل ہوئے ہیں، انشاء اللہ چند روز تک روانہ کردوں گا۔ افغانستان پر مکمل کتاب بھی انشاء اللہ فروری میں شائع ہو جائیگی جس میں آپکا اور دارالعلوم حقانیہ کا تفصیلی ذکر شامل ہے۔ آپکی سالانہ تقریب میں شامل نہ ہونے کا مجھے بے حد افسوس رہیگا۔ میں نے مولانا طاہر اشرفی صاحب کے ہمراہ ساڑھے سات بجے کی فلائٹ پر آنا تھا مگر فلائٹ مس ہوگئی اور اس وقت سڑک کے راستے مقررہ وقت پر پہنچنا ممکن نہیں تھا میں اسکے لئے بھی معذرت خواہ ہوں۔ لاہور میں میرے لائق کوئی خدمت ہو تو آپکا حکم کردینا میرے لئے اعزاز ہوگا۔ محترم بھائی یوسف شاہ صاحب کی شفقت بھی میں نہیں بھول سکتا، میری طرف سے انھیں بھی سلام کہہ دیجئے گا۔ احباب اور بچوں کو سلام خصوصاً چھوٹے اسامہ[1] کو پیار۔ آپکی دعاؤں کا طالب انوار حسین ہاشمی

☆☆☆

مولانا انظر شاہ کشمیری[2] دیوبند

(۱)

۱۳/ مئی ۱۹۷۸ء (نقش دوام سوانح علامہ انور شاہ کشمیریؒ ٥ شیخ الحدیث کی ذات مغتنمات زمانہ)

برادر مکرم و محترم، زید مجدہ۔ سلام مسنون، گرامی نامہ پہونچا۔ واقعۃً آپ تک نقش دوام کا نہ پہونچنا بڑی کوتاہی ہے یہ آپکی محبت و تعلق خاطر کی بات ہے کہ آپ نے مطالبہ سے سرفراز فرمایا۔ کتاب کو قیمتاً بھیجنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہدیۃً و برائے تبصرہ آپکو عنقریب پہونچ جائیگی، کسی مناسب ذریعہ کا منتظر ہوں اگر کوئی کارآمد وسیلہ بہم پہونچا تو اسکی معرفت ورنہ ڈاک سے روانہ کرونگا۔ مگر اسکو یاد رکھئے کہ میں نے ایک بار آپ سے عریضہ کے ذریعہ "الحق" کی درخواست کی تھی جسکی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ حالانکہ میں "الحق" کے مطالعہ سے بھی محروم ہوں آپکے والد ماجد مغتنمات روزگار میں سے ہیں انکی صحت و عافیت و درازی عمر ہر قریب و بعید کی تمنا و آرزو ہے۔ خدائے تعالیٰ انکو عافیت عطا فرمائے اور اس ظل عاطفت کو درازی نصیب ہو۔ انکی خدمت میں میرا نیازمندانہ سلام عرض کریں۔ والسلام: انظر شاہ

۱۔ بہت سے احباب میرے بیٹے اسامہ سمیع کو اسامہ بن لادن کی مناسبت سے چھوٹے اسامہ کہتے تھے۔

۲۔ حضرت علامہ کشمیریؒ کے فرزند جلیل، محقق، مدرس، خطیب، ادیب، جو اس وقت دارالعلوم (وقف) دیوبند کے شیخ الحدیث ہیں۔

(۲)

(شاہ انور شاہ کشمیری۔خان غازی کابلی کے خیالات کی تردید O بعض حکایات کی تغلیط O دیوبند میں شیخ الحدیث کی زیارت O احقر کو جامع دعا)

۱۲ ستمبر ۱۹۷۸ء

برادرم عزیز الاغر مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفہ، سلام مسنون! الحق کا شمارہ برائے رمضان المبارک موصول ہوا۔ اسمیں ''جگ بیتی اور آپ بیتی'' کا ایک عنوان ہے جو خان غازی کابلی کے قلم سے ہے۔ والد مرحوم سے متعلق یہ تحریر اکاذیب، اغلوطات کا مجموعہ ہے۔ اس خدا کے بندے کو یہ بھی معلوم نہیں کہ والد مرحوم کی پیدائش انکی ننہیال موضع ''دودھوان'' میں ۱۲۹۲ھ میں ہوئی ہے۔ دودھوان وادئ لولاب میں واقع ہے نہ کہ وادئ نیلم یا نیلاب میں۔ میرے دادا مرحوم مولانا اعظم شاہ صاحب مظفر آباد سے موضع ''ورنو'' میں منتقل ہو گئے تھے یہ وادئ لولاب ہی میں واقع ہے۔ دیوبند کے داخلہ کے وقت صرف ایک بار انہوں نے مظفر آبادی لکھا ہے بعد کے تمام رجسٹروں میں والد مرحوم کے ساتھ کشمیری ہی لکھا ہوا ہے۔ خان غازی کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ خود مظفر آباد بھی کشمیر میں شامل ہے۔ پھر اللہ کے بندے نے میرے بہنوئی مولانا احمد رضا صاحب کو ''پٹھان'' لکھدیا حالانکہ وہ نجیب الطرفین سادات میں سے ہیں۔ اور انکا شجرہ محفوظ ہے۔ ہماری کوئی بہن پٹھانوں میں نہیں گئی اور نہ پٹھانوں سے اول و آخر میں کوئی قرابت ہے۔ یہ تصریحات حقائق کو محفوظ رکھنے کیلئے ہیں۔ عیاذ اباللہ پٹھانوں کو کمتر سمجھنے کے جذبہ کو ظاہر نہیں کرتیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

<u>بعض حکایات کی تغلیط</u>: اسی شمارہ میں مولانا عبداللہ صاحب شجاع آبادی کے بھی ملفوظات ہیں۔ اسمیں بھی کافی غلطیاں ہو گئیں مثلاً حضرت نانوتوی کا ایک واقعہ کہ ''انکی خدمت میں گنگوہ سے ایک حجام آیا تو انہوں نے اسکا پرتپاک خیر مقدم کیا اور آنیوالے کی رونمائی یہ کہتے ہوئے کراتے تھے کہ میرے مرشد کی بستی سے آیا ہے'' حالانکہ حضرت کے مرشد ''تھانہ بھون'' کے ہیں نہ کہ ''گنگوہ'' کے، انہیں ملفوظات میں رسول اکرم ﷺ کو ''یار'' سے تعبیر کیا گیا ہے یہ تعبیر سقیم بھی ہے اور سوءادبی کی مظہر بھی، حضرت گنگوہی سے بھی متعلق بعض واقعات غلط درج کیئے گئے ہیں۔ حیرت ہے کہ آپ ایسے ذکی، فاضل اور باخبر مدیر کی ادارت میں شائع ہونیوالے مجلہ میں یہ خرافاتی قصے حقائق بن کر کیسے شائع ہو گئے، انکی تردید بے حد ضروری ہے۔ خصوصاً والد مرحوم سے متعلق افراد تو شدید تردید کا مطالبہ کرتے ہیں۔ احقر آپکی خدمت میں ''نقش دوام'' بھی پیش کر چکا ہے۔ پھر یہ اغلوطات کیسے شائع ہو گئے؟ یا سبحان اللہ الحق میں اور یہ الکذب۔

امسال یہ ذرہ بے مقدار عازم حرمین شریفین ہے۔ اگر آپ تشریف فرما ہوں تو اطلاع دیجئے تا کہ شرف نیاز حاصل ہو سکے۔ ساہیوال میں ہونیوالے اجلاس برائے دارالعلوم کی شرکت کی دعوت ملی ہے اسمیں شرکت کا وعدہ بھی کر لیا لیکن دیوبندی اکابر نے اسے حج کے بعد رکھنے کی درخواست کی ہے۔

<u>دیوبند میں شیخ الحدیثؒ کی زیارت</u>: سفر پاکستان کے موقعہ پر اکوڑہ خٹک کی زیارت کی تمنا قلب کی بڑی آرزو ہے۔ آپکے والد ماجد دیوبند تشریف رکھتے تھے تو دور سے انکی زیارت کا شرف نصیب ہوتا۔ شکل وصورت محفوظ ہے لیکن خاکسار اس وقت جاہلیت کے دور سے گزر رہا تھا یعنی انگریزی پڑھ رہا تھا اسلئے حضرت موصوف سے ہمنشینی وہم کلامی کا شرف بھی نصیب عاجز نہ تھا۔ خدائے تعالیٰ انکے ظل ظلیل

---

۱ دہلی کے جناب خان غازی کابلی، بعض اوقات اپنے پراگندہ افکار سے الحق کو نوازتے رہے، اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا شجرہ پٹھانوں اور افغانوں سے جوڑا، اس خط میں مکتوب نگار نے اس کا بھرپور تعاقب کیا۔

کو آپ اور خدام پر طویل تر فرمائے۔ میری جانب سے انکی خدمت اقدس میں نیازمندانہ سلام پیش کردیں۔ نقش دوام پر آپکا تبصرہ باصرہ نواز نہیں ہوا انتظار ہے اور رہے گا۔ نضر اللہ وجهک یوم القیامة ووفقک الله لسماع الحق وقدسماک الله تعالیٰ سمیع الحق فعلیک سماع الحق۔ والسلام واکرام: انظر شاہ کشمیری مدرس دارالعلوم دیوبند صاحبزادہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ

(۳)

۱۲۵ ستمبر ۱۹۷۹ء (الحق کی گوناگوں خصوصیات پر تحسین O اکابر دیوبند اور اردو ادب کے خدمات)

برادرم مکرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج سامی بعافیت ہوگا۔ الحق برابر پہنچ رہا ہے۔ بلکہ اسکا بڑا انتظار رہتا ہے۔ الحمدللہ دینی، مذہبی، اخلاقی، ہر ہر گوشہ پر مضامین مل جاتے ہیں، جنہیں پڑھ کر بیحد خوشی ہوتی ہے۔ پرچہ ماشاءاللہ اپنی گوناگوں خصوصیات کیوجہ سے بہت پسندیدہ اور بیحد مقبول ہے۔ جب آجاتا ہے تو اسے بعد مطالعہ ہی رکھنے کو جی چاہتا ہے۔ صد سالہ کی تیاریاں زور وشور سے ہورہی ہیں۔ دعاؤں کی ضرورت ہے کہ یہ اجلاس دارالعلوم کے شایان شان ہوجائے اور قاسمی برادری بلکہ مسلمانان ہندو پاک کو اس سے بیحد فائدہ ہو۔ مولانا سالم صاحب تو پاکستان تشریف لے گئے ہیں۔ میرے ایک عزیز شاگرد جو دارالعلوم کے فاضل ہیں اور جامعہ طبیہ دارالعلوم دیوبند کے سال چہارم کے طالب علم ہیں، انہوں نے ایک مضمون اکابر دارالعلوم کی ان خدمات پر جو اردو ادب کے سلسلہ میں ہیں تحریر کیا ہے۔ مضمون بہت پسند کیا گیا یہاں یوپی کے اجلاس کے موقع پر پڑھا گیا۔ اور لوگوں کا تو یہ خیال بھی ہوا کہ اس موضوع پر مستقل کتاب تیار کی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ یہ مضمون روانہ کررہا ہوں۔ الحق کی کسی قریبی اشاعت میں اسکو شائع فرمادیں۔ انشاءاللہ مفید ثابت ہوگا اور اکابر دارالعلوم کی ایک خدمت ہوگی۔ قبلہ والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ والسلام انظر شاہ

(۴)

صفر ۱۳۹۹ھ (شیخ الحدیث کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری O ڈگری کا اعزاز)

برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفہ۔ سلام مسنون! "الحق" کا شمارہ برائے صفر المظفر ۱۳۹۹ھ نظر افروز ہوا۔ اس وساطت سے خان غازی کابلی کے تازہ افکار سے واقفیت ہوئی آپکے والد ماجد کے لئے ڈاکٹریٹ کی ڈگری پر مبارکباد پیش کرنے کی خاطر عریضہ لکھنا چاہتا تھا' لیکن دارالعلوم دیوبند کے سابق مدیر اہتمام مولانا حافظ احمد صاحب کے ساتھ پیش آمدہ ایک واقعہ تردد کا موجب رہا'

<u>حافظ احمد کو شمس العلماء کا خطاب اور مولانا مرتضٰی کی نرالی تبریک:</u> سنا ہے کہ حافظ صاحب کو برطانوی سرکار سے جب "شمس العلماء" کا خطاب ملا تو متعلقین میں سے ہر ایک نے مبارکباد پیش کی۔ لیکن مرحوم کے خاص الخاص حاشیہ نشین مشہور مناظر مولانا مرتضٰی صاحب چاندپوری ہدیہ تبریک پیش کرنے کے لئے حاضر نہ ہوئے۔ بجانب دیگر حافظ صاحب بے حد حساس طبع و نازک مزاج تھے۔ اس غیبت پر انہیں گرانی تھی کہ اچانک ایک روز مولانا مرتضٰی صاحب نے حاضری دی' اور مبارکباد پیش کرنے کا ایک نیا عنوان اختیار کیا۔ بولے "کہ شمس العلماء کا خطاب کہاں ہے؟" کہ میں اسے مبارکباد دوں! چونکہ حافظ صاحب نے اسے قبول فرما کر عزت بخشی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ڈاکٹریٹ کی رسوائے عام سرافگندگی کے بعد یہ کھلی سربلندی ہے کہ آپ کے والد ماجد نے اسے قبول فرمایا۔ اس سے موصوف کے اختصاص میں کوئی اضافہ نہیں۔ بلکہ اس اعزاز کا اعزاز ہے کہ ایک مستند و ثقہ ربانی و حقانی عالم نے اسے قبول کرلیا۔ فللہ الحمد

<u>خان غازی کا دنیا کو خان بنانے کا شوق:</u> والامر الثانی: محترم خان غازی کابلی کے ارشادات و نگارشات پر کیا عرض کروں دنیا کو خان بنانے کا منصوبہ بند کام جو موصوف نے شروع کیا ہے اس پر یہی عرض کیا جاسکتا ہے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا ہے زمانہ میں ترپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

اگر دارالعلوم میں باب الظاہر[1] کی موجودگی دارالعلوم کی پٹھانیت کی علامت ہے تو پھر خوانین کے جہاں جہاں قدم پہنچے وہ صرف ان کا مفتوحہ علاقہ نہیں بلکہ خان غازی کی چابک دستیوں کے نتیجہ میں نسلی پٹھان ہی بن گیا۔ اس بنائے فاسد علی الفاسد پر اب عرض ومعروض کی گنجائش ہی کیا رہی۔ ذرا سوچئے تو حضرت شاہ صاحب کے افغان ہونے کی دلیل خان کے زنبیل علم میں ان کا پشتو جاننا ہے، حالانکہ پشتو جاننا بجائے خود تحقیق طلب ہے' لیکن پنجابی تو مرحوم یقیناً جانتے تھے۔ اس لئے انہیں پنجابی بنانے میں خان غازی کو کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی اور چونکہ ان کا اکثر کلام منثور یا منظوم فارسی میں ہے اس لئے انہیں ایرانی کہنے میں کیا مضائقہ ہے؟ اور عربی تقریر وتحریر میں تو شاہ صاحب طاق تھے اس لئے وہ حجازی بھی ٹھہرے۔ مولانا اسعد میاں گجراتی طلاقت سے بول لیتے ہیں تو کیوں نہ انہیں گجراتی بنادیا جائے اور وہ بنگالی خوب بول لیتے ہیں اس لئے جھٹکا دے کر انہیں بنگلہ دیشی تو ضرور قرار دیا جاسکتا ہے' وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ شاہ صاحب مرحوم کے آباؤ اجداد کا افغان سے کوئی علاقہ ہی نہیں ان کے بزرگ بغداد سے اٹھے' ملتان میں اترے' لاہور سے گذرے اور کشمیر کے ہمیشہ کے لئے باشندہ ہوگئے۔ گویا کہ "پیرے بود پسرے داشت گم کرد، بازیافت"

شاہ کشمیری کہاں کے تھے؟: اتنی مختصر داستان کو خان کھینچ تان کر "قصہ یوسف وزلیخا" بنانا چاہتے ہیں۔ میں نے یہ کب تسلیم کیا تھا کہ شاہ صاحب وادی نیلاب سے اٹھ کر لولاب پہنچے' خان کی بنیادوں کی طرح معلوم ہوتا ہے کہ ان کا استنباط بھی طبع زاد ہی رہتا ہے۔ کشمیر میں ان کے مورث اعلیٰ شاہ مسعود نروری کا مزار مرجع خاص وعام ہے، بلکہ آغوش میں نامور اولاد بھی سوتی ہے کیا ایک نام کی متعدد شخصیتیں نہیں ہوسکتیں؟ تو پھر افغانی بابا مسعود کو "شیخ مسعود نروری" بنانے کی کیا معقول وجہ ہے؟ اس پر کچھ شاخیں وشلطے تحریر فرما کر خاکسار سے تعین وتشخص کا مطالبہ اور بھی حیرت انگیز ہے۔ صرف مفتی عتیق الرحمٰن صاحب کے مقالہ میں کشمیری کی تصریح نہ ہونے یا لوح مزار پر اس نسبت کے ترک کو ایک تاریخی انکشاف بنانا خان کا پٹھانی قلم ہی کرسکتا ہے۔ ریاست کشمیر اگر صرف اس وجہ سے افغان علاقہ ہے کہ وہاں کبھی ان کا تسلط رہا تو پھر پورے ہندوستان کو انگریز علاقہ کیوں نہ قرار دیجئے۔ جبکہ یہاں ربع صدی پہلے یونین جیک طمطراق سے لہراتا رہا۔ خان والاشان کی محیر العقول نگارش سے بہر حال بلکہ ایک تجربہ تو ضرور ہوا کہ خوانین' دل پھینک' ہونے میں بڑے تیز رفتار واقع ہوئے ہیں۔ راقم الحروف کو پچاس سالہ میں معشوق ہی بناڈالا حالانکہ اضطراب سبزہ آغاز تو کیا ہوتا بلکہ غالیچہ رخسار سفید پھونس ہے۔ بے ریش و بروت ہونے کے نامسعود عہد میں بھی یہ سرٹیفکیٹ بحمد اللہ نہیں ملا تھا۔ بہر حال موجودہ اپنی ارزانی نرخ کے دور میں خانؔ نے جو نرخ بالا کن کا فیصلہ فرمایا اس پر دلی شکریہ پیش کرتا ہوں۔ والاشان خان کو میری گذارشات گالیاں نظر آئیں اس پر صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔

ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اپنے والد محترم سے نیازمندانہ سلام عرض کردیجئے خدا کرے آپ بعافیت ہوں!

فقط والسلام مع الاکرام : انظر شاہ ۔ خادم التدریس بدارالعلوم دیوبند

(۵)

۲۱/۱۱/۱۴۰۴ھ (شیخ الحدیثؒ سے ملاقات اور گرویدگی O صفات حمیدہ O دولت کدہ کی کہنگی علماء ربانی کا نمونہ)

برادر مکرم ومحترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ شکر اللہ مساعیکم۔ تحیہ مسنونہ۔ سال گزشتہ پاکستان حاضری کے موقع پر آپ سے نیاز

[1] دارالعلوم کا ایک احاطہ باب الظاہر جو افغانستان کے بادشاہ ظاہر شاہ سے منسوب تھا۔ مہتمم دارالعلوم قاری محمد طیب قاسمیؒ کے سفر افغانستان اور ظاہر شاہ مرحوم سے ملاقات کے نتیجہ میں عطیہ شاہی سے اسکی تعمیر ہوئی تفصیلات قاری محمد طیب مرحوم کے سفرنامہ کابل میں ہیں۔ حضرت والد ماجد قدس سرہٗ اسی باب الظاہر میں زمانۂ تدریس کے دوران مقیم رہے۔

حاصل نہ ہونے کا قلق برابر محسوس کرتا رہا۔ معلوم ہوا تھا کہ آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے ہیں اور واپسی بھی میری موجودگی میں اس وقت ہوئی جب میں مراجعت وطن کیلئے پابہ رکاب تھا۔ "اکوڑہ خٹک حاضری دی تھی' اور حضرت المحترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب ادام اللہ ظلہ سے شرف نیاز حاصل ہوا' آپ کی درسگاہ کی زیارت کی سعادت بھی نصیب ہوئی' مزید حضرت مدظلہ کے خوانِ کرم سے زلّہ ربائی نصیب ظلوم وجھول تھی۔ اپنے بزرگوں میں سے کسی اہم شخصیت کا یہ مقولہ کانوں میں پڑا ہوا ہے کہ "صاحبزادے بڑی مشکل سے کسی کے معتقد ہوا کرتے ہیں" اور حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کا یہ ارشاد تو ان کے مکتوبات میں نظر سے گزرا کہ "نازک مزاجی لازم صاحبزادگی ست" لیکن کسی مبالغہ اور توریہ کے بغیر عرض کرتا ہوں کہ آپ کے والد ماجد مدظلہ سے پورے پاکستان میں ایک گہرا تاثر لیا' معصومیت' سادگی' عالمانہ شان' فقیرانہ جلال' شکوہ دین' آثار بے سروسامانی مجسم زیبا پر ہر ایک اپنی مناسب جگہ پر موجود ہے' دولت کدہ کے اس حصہ میں دسترخوان بچھایا جس کی قدامت و کہنگی صدیوں قبل کے علماء ربانی کی یاد تازہ کرتے تھے۔ بصورت نقد تبرک بھی عنایت فرمایا۔ جس کے لینے پر یہ حقیر متامل ہوا تو یہ جملہ بھی زبان مبارک پر آ کر سامعہ میں آ کر رس گھولتا تھا۔ "چلو بس ہو چکا" تازہ الحق کے شمارے میں یہ پڑھکر دل دھک سے ہو گیا کہ حضرت تشویش ناک علالت میں مبتلا ہو کر داخل ہسپتال ہیں، خدا تعالیٰ مدظلہ کو عاجلہ و کاملہ و مستمرہ صحت عطا فرمائے۔ کہ قحط الرجال کی سیاہ چادر کائنات پر پھیلتی جا رہی ہے اور پاکستان تو آثار کہنہ سے آئے دن خالی ہوا جاتا ہے۔ ان احوال میں حضرت مدظلہ کا وجود اقدس مغتنمات روزگار ہیں۔ میری جانب سے حقیر سلام پیش فرما کر مزاج پرسی فرمائیں اور عرض کر دیں کہ دور افتادہ معروف دعا صحت ہے۔ واللہ سمیع علیم فانہ مجیب الدعوات. الحق برابر پہونچتا ہے۔

<u>قاری طیب دیوبندیت کی شان اور علامت</u>: جس کیلئے حضرت مہتمم صاحب ؒ کا آپ کے مجلہ پر بہت حق ہے۔ اس کی ادائیگی ابھی نہیں ہو سکی کاش کہ مرحومؒ کے شایان شان آپ کوئی نمبر نکالتے۔[1] مرحوم اس دور میں "دیوبندیت" کی علامت تھے۔ زندگی کے آخری مراحل میں صبر' سکوت' استغناء کا ناقابل شکست مظاہرہ فرما کر اسلاف کی مجسم تصویر اور ہماری تابناک ماضی کی متحرک یادگار بن گئے تھے۔ ویسے مجھے یقین یہ ہے کہ زمانہ جوں جوں قدم آگے بڑھائے گا۔ غلط فہمیوں کے پردے چاک ہوں گے اور محسوس ہوگا کہ حلقۂ دیوبند نے جواز شرق تاغرب پھیلا ہوا ہے، گو ہر شب چراغ کھو دیا ہے۔ وہ اپنی صورت اور سیرت' مکارم اخلاق' بلند و بالا شخصیت کے اعتبار سے دیوبند ایسے عظیم مکتبہ فکر کے سجے سجائے مدیر تھے۔ اور انہیں اس مکتبہ فکر کی ترجمانی کے لئے خدا تعالیٰ نے منتخب فرمایا تھا۔ فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ خدا کرے کہ مزاج سامی بعافیت ہوں۔ والسلام : انظر شاہ کشمیری دیوبند

(٦)

فروری ۱۹۸۷ء (الحق کے مضامین مرغوب خاطر اور غذائے روحانی ہیں O الحق کے سارقین کے بارہ میں لطیفہ)

بلاشائبہ کذب بیانی و آمیزشِ مبالغہ عرض ہے کہ الحق کے مندرجات[2] گراں قدر مقالات، بلند پایہ مضامین، دُھلی دھلائی نگارش، مرغوب خاطر اور غذائے روحانی ہے۔ پھر بھی نہیں کہ میں اک اک سطر سے استفادہ کرتا ہوں۔ مستفیدین کا ایک غول ہے جن میں یہ صحیفہ یکے بعد دیگرے گھومتا ہے اور کبھی کسی ظالم کو اتنا پسند ہوتا ہے کہ وہ اسکے سرقہ کو بھی جائز سمجھتا ہے۔ میں بھی مجبوراً فاقطعوا ایدیھما کے حکم پر عمل نہیں کرتا

<u>مجذوب مولانا سندھی، علامہ کشمیری کے غریب خانہ میں</u>: ایک بار مجاہد اعظم مولانا عبیداللہ سندھی المغفور ہمارے ہی غریب خانہ

1۔ حکیم الاسلام قاری محمد طیب مرحوم کے وفات پر الحق کا خصوصی شمارہ شائع کرنے کی تجویز

2۔ ایک صاحب علم وفضل سے الحق کو ایسا بھرپور خراج تحسین ناچیز کیلئے بڑا اعزاز ہے۔

پر اس شان سے وارد ہوئے کہ گریبان چاک، سر اقدس کلاہِ فضیلت سے بے نیاز اور قدم سیاست کی پر خار وادی کو خون سے لالہ زار بنانے کے لئے برہنہ، میری والدۂ مرحومہ نے والد مرحوم حضرت علامہ کشمیریؒ سے مجذوب سندھی کی بلند پایہ کلمات میں تعریف سنی تھی۔ جب اندرون خانہ اس حالِ زار کی اطلاع پائی تو فوراً بازار سے سندھی مرحوم کے لئے قیمتی جوتا مہیا کرایا۔ مولانا مرحوم ہمارے ہاں سے اٹھ کر قریبی مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے تو کسی ستمگر نے یہ نیا جوتا صاف کر دیا اور لطف یہ کہ مرحوم کے سامنے ہی جب برہنہ پا پھر ہمارے یہاں تشریف فرما ہوئے تو باادب استفسار کیا گیا کہ حضرت جوتا؟ جواباً ارشاد فرمایا کہ بھائی ایک صاحب نے اٹھا لیا۔ کیا آپ کے سامنے؟ جی ہاں! غالباً وہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند تھا۔ میں بھی الحق کے سارقین کے بارے میں یہی سوچ لیتا ہوں۔ پاکستان سے بے پناہ جرائد و رسائل نکل رہے ہیں۔ بلکہ سنا ہے کہ "میر پور" کشمیر سے کوئی رسالہ بیادگار والد مرحوم بھی نکلتا ہے، مگر مجھ کندۂ ناتراش کو کون یاد رکھتا ہے۔ آپ کے شمارہ سے حضرت المحترم سید الافاضل حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی مجلس میں ماہ بماہ روحانی حاضری کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے تو کیا آپ اس سعادت سے مجھے محروم کریں گے؟

حضرت اقدس سے نیاز مندانہ سلام عرض کر دیجئے۔ اور اگر بار خاطر نہ ہو تو پورے حلقۂ احباب سے، خدا کرے کہ مزاج سامی بعافیت ہوں۔

انظر شاہ ابن انور شاہ کشمیری دیوبند

☆☆☆

ڈاکٹر انور اقبال قریشی۔ لاہور

لاہور چھاؤنی اپریل ۱۹۷۱ء

بخدمت شریف جناب ایڈیٹر صاحب ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک۔ مکرمی! السلام علیکم آپ کے ارشاد کے مطابق کتاب اسلام اور سود کے دو نسخے الگ بذریعہ پیکٹ ارسال خدمت ہیں۔ اسکی رسیدگی سے مطلع فرمائیں اور اگر اس پر جلد ریویو ہو سکے تو باعث تشکر ہوگا۔ ابھی بھی کتاب مجیب کے چند نکات پر بھی ریویو ہونا باقی ہے۔

والسلام انور اقبال قریشی

☆☆☆

میجر جنرل سردار محمد انور خان۔ صدر آزاد کشمیر

۲۰ جنوری ۲۰۰۲ء

(تعزیت نامہ)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر نہایت دکھ اور افسوس ہوا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی روح کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے، آپ کو اور دیگر لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت و توفیق عطاء فرمائے۔ امین

والسلام میجر جنرل (ر) سردار محمد انور خان صدر آزاد کشمیر

مولانا مفتی محمد انور شاہ[1]
ناظم دفتر وفاق المدارس ملتان

۱۹ نومبر ۱۹۸۱ء (مدینہ یونیورسٹی کے وفد کی آمد)

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آج مولانا محمد ایوب جان صاحب بنوری کو بذریعہ فون آپ کے بارے پیغام دیا۔امید ہے وفد کا پروگرام بنوری صاحب نے آپ کو بتلا دیا ہوگا وفد عبداللہ بن الزائد[2] نائب رئیس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور مولانا عبدالقوی صاحب مدیر تربیت قراء ودارکان پر مشتمل ہے۔

وفاق کے نمائندہ کی حیثیت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب از جامعہ علوم اسلامیہ کراچی، وفد کے ساتھ ہونگے۔حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب بھی وفد کے ساتھ آپ کے مدرسہ میں ۲۹ نومبر کو وفد معائنہ کیلئے آئیگا، یہ وفد مظفرآباد، ایبٹ آباد سے آپ کے پاس پہنچے گا۔تقریباً ۱۲ بجے۔وفد اسی دن شام پشاور جائیگا۔آپ وفد کے استقبال وغیرہ کا انتظام کردیجئے۔ شکریہ

والسلام محمد انور شاہ غفرلہ ملتان

دعوات عبدیت حق جلد اول بھی بھیج دیجئے۔

☆☆☆

علامہ انور صابری مرحوم کی ایک نظم

نومبر ۱۹۹۲ء (قیام پاکستان اور اکابر کے اندیشے، پاکستان میں کیا کیا ہوگا؟O
ایک ایک شعر حقائق وواقعات اور موجودہ صورتحال کا غماز)

ماہ ستمبر کا شمارہ ملا اداریہ خوب تھا ماشاءاللہ، افکار وتاثرات کے عنوان پر مختلف حضرات کے تاثرات تھے، ایک کا عنوان اور سرخی الہامی باتیں تھی، یہ ایک نظم ہے جو کافی شہرت رکھتی ہے، نظم کیا ہے مرحوم انور صابری کی ایک پیشگوئی ہے جو اتنی واضح اور سچی کہ عربی زبان کا مقولہ طابق النعل باالنعل کا مصداق ہے، ایک ایک شعر حقائق وواقعات اور صورت حال کا ترجمان وغماز ہے۔اکابرین علمائے دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ خواہ وہ جمعیۃ علمائے ہند سے وابستہ ہوں یا احرار سے یا پھر مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح کانگریس سے انہوں نے مسلم دشمنی میں مخالفت نہیں کی بلکہ حق وصداقت کے لیے اور واقعات کے آئینے میں مستقبل کی ایک دھندلی سی تصویر اور خاکہ دیکھ کر اور پھر سب سے بڑھ کر اتقو افراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللّٰہ و الامعاملہ تھا، کون مائی کالال ہے جو آج میدان سیاست میں آکر یہ کہے کہ ان حضرات کے اسباب وجوہ مخالفت اور اندیشے غلط اور محض مفروضے ثابت ہوئے کیا وہ آج پاکستان کی تاریخ کا ایک سیاہ باب اور المیہ نہیں بنے، نصف صدی ہونے کو ہے اسلام تو بڑی دور کی بات ہے اردو زبان کو اسے جائز اور شایان شان نمایاں مقام نہیں مل سکا یہ نظم پوری نہیں

---

[1] عرصہ تک وفاق المدارس ملتان کے ناظم اور مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے نائب مفتی ومدرس رہے۔اپنے گاؤں لکی مروت میں ادارہ چلا رہے ہیں۔

[2] سعودی عرب کے سرکردہ عالم جامعہ اسلامیہ مدینہ کے وائس چانسلر جو ۲۹ نومبر ۱۹۸۱ء کو دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔تفصیل غیر ملکی مشاہیر کے مکاتیب میں

میں وہ پوری اصل نظم ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ یہ میں نے ایک محسن بزرگ جناب حاجی شاہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کی ڈائری سے نقل کی ہے جو اس وقت عالم شباب میں تھے جب احرار خود اپنے عروج و شباب کی بلندیوں پر محو پرواز تھی۔ پاکستان میں کیا کیا ہوگا؟

چاروں طرف میخانے ہوں گے — گردش میں پیمانے ہوں گے
رندوں کی تلوار کے نیچے — مذہب کے دیوانے ہوں گے
ختم نہ ہو گی فاقہ مستی — یونہی رہے گی فقر کی پستی
مٹ نہ سکی ہے مٹ نہ سکے گی — دولت کی انسان شکستی
تا بہ حدِ نظر معراج کریں گے — جشن تخت و تاج کریں گے
مذہب ہی کی اوڑھ کے چادر — مذہب کو تاراج کریں گے
ابنِ علیؓ کے دشمن بن کر — شمر کے بیٹے راج کریں گے
غیروں سے یارانے ہوں گے — اپنے سب بیگانے ہوں گے
ختم نئے ماحول کے اندر — واعظ کے افسانے ہوں گے
شمع بنے گا خونِ غریباں — روشن عشرت خانے ہوں گے
پر جا کے غمگین دلوں میں — راجہ خنجر تانے ہوں گے
سر سے پا تک دھوکا ہو گا — پاکستان میں کیا کیا ہو گا

(انور صابری مرحوم)

☆☆☆

میاں انور علی دہلوی[1] صدر جمعیت طلباء اسلام پاکستان

(جماعتی طلباء کی سرگرمیاں)

۲۱ ستمبر ۱۹۸۸ء

جناب قائد محترم السلام علیکم۔ امید ہے مزاج گرامی قدر بخیر و عافیت ہونگے۔ بفضلِ تعالیٰ آپکی دعا سے تنظیمی کام احسن طریقہ سے ہو رہا ہے آپ کی خدمت میں پنجاب کی تنظیمی صورت حال اور صوبائی کنونشن کے بارے میں عرض کرتا ہے۔

سرگودھا ڈویژن کا کنونشن الحمدللہ بہت کامیاب رہا، ساتھی کافی تعداد میں جمع ہوئے۔ ان ساتھیوں میں نئے آنے والے حضرات کی تعداد زیادہ تھی۔ جو کہ فضل الرحمٰن گروپ کو چھوڑ کر آئے ہیں تقریباً 200 سے زیادہ طالب علم ہماری جماعت میں شامل ہوئے اور آپ کی قیادت میں کام کرنا فخر سمجھنے لگے ہیں۔ اور اسی طریقہ سے ڈیرہ غازی خان میں کافی تعداد میں طالب علم ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ نئے طلباء کی کافی تعداد صوبائی کنونشن میں شرکت کرے گی آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ ۶ اکتوبر بروز جمعرات فیصل آباد تشریف لا کر طلباء کی ہمت افزائی فرمایئے گا۔ سنا ہے ۷ اکتوبر بروز جمعہ کو پشاور میں تعزیتی جلسہ[2] رکھا گیا ہے۔ آپ بذریعہ ہوائی جہاز فیصل آباد پہنچ سکتے ہیں۔ یہ

---

[1] دہلوی صاحب نہایت مخلص اور جماعتی کاموں میں سرگرم نوجوان، جے ٹی آئی (س) سے وابستہ رہے۔ سرائے عالمگیر جہلم سے تعلق ہے۔

[2] غالباً حضرت شیخ الحدیثؒ کی یاد میں

پروگرام پورے پنجاب کا ہے اس میں ہر علاقہ سے طلباء تشریف لائیں گے۔ دعوت نامے تقسیم ہو چکے ہیں اور اشتہارات چھپ چکے ہیں۔ جلد ہی ارسال کردیئے جائیں گے۔ آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔

میں نے متعدد بار آپ کی خدمت میں اس کنونشن کا ذکر کیا۔ امید ہے آپ توجہ فرمائیں گے اور طلباء کو مایوس نہیں فرمائیں گے۔ ۲۵ تاریخ بروز اتوار شوریٰ کے اجلاس میں بھی انشاء اللہ حاضر ہونگا۔ بقیہ میری طرف سے تمام احباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے گا۔

فقط والسلام انور علی

☆☆☆

مولانا محمد انوری[1] لائل پور

(۱)

(دار العلوم دیوبند کا فتویٰ)

۲۵ رجنوری ۱۹۶۸ء ۲۴ رشوال ۱۳۸۷ھ

حضرت مولانا دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کی خدمت میں دار العلوم دیوبند کا یہ فتویٰ[2] ارسال کرتا ہوں، میں تو بیمار ہوں اسکے گم ہو جانے کا خطرہ ہے۔ یہ فتویٰ بے حد ضروری ہے اسکو الحق کی تازہ ترین اشاعت میں شائع کریں، مہربانی ہوگی، حضرت مولانا محدث عبد الحق مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام مسنون دعا میں یاد رکھیں۔ والسلام محمد انوری

جناب کی خدمت میں بھی اور سب بچوں کا سلام۔

(۲)

(الحق کے اجراء کی خواہش)

۱۲/ اگست ۱۹۶۹ء، ۱۰/ شوال ۱۳۸۹ھ

جناب عالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مؤدبانہ عرض ہے کہ میرے نام جو آپ کا رسالہ جاری ہے۔ وہ پچھلے ماہ بھی کوئی پرچہ نہیں آیا ہے، نہ اِس ماہ کا، اطلاعاً عرض ہے۔ حضرت مولانا عبد الحق صاب مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون والسلام: محمد عفا اللہ عنہ

(۳)

(ڈاکٹر اقبال کی علامہ انور شاہ کشمیری سے تعلقات اور اس کے اثرات ○ اقبال کی قادیانیت سے نفرت)

۲۰/ دسمبر ۱۹۶۹ء

حضرت مولانا صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ خدا کے فضل وکرم سے آنجناب کے والد صاحب اور آنجناب اور سب متعلقین بہ خیریت ہوں گے۔ میں تو جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں بیمار ہی رہتا ہوں۔ کہیں آجا بھی نہیں سکتا۔ نظر میں بھی ضعف آ گیا ہے۔ اسلئے خط بھی دوسرے سے ہی لکھوانا پڑتا ہے۔ اندریں حالات میں تو معذور ہوں ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم اور حضرت شاہ صاحبؒ کے

---

[1] علامہ محمد انور شاہ کشمیری کے اجلہ تلامذہ میں سے تھے۔ فیصل آباد کے محلہ سنت پورہ میں ادارہ تعلیم الاسلام قائم کیا۔ انکے وفات کے بعد انکے صاحبزادہ مولانا سعید الرحمٰن انکے جانشین، الحمد للہ کہ تادم آخر جمعیۃ (س) میں سرگرم حصہ لیتے رہے۔ اب ان کے صاحبزادگان بھی علمی اور جماعتی کاموں میں ان کے نقش قدم پر جارہے ہیں۔ ان کے صاحبزادگان کے خطوط کا تعلق بھی مولانا انوریؒ مرحوم سے ہے اس لئے ان کے خطوط کو بھی مولانا محمد انوریؒ کے بعد رکھا گیا ہے (م)

[2] خطوط کے آخر میں دیوبند کے فتوے موجود ہیں۔

تعلقات کے متعلق کیا گزارش کرسکتا ہوں اتنا عرض ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ جب ۱۹۲۱ء میں لاہور تشریف لائے۔ تو ڈاکٹر صاحبؒ نے زیارت کی، پھر ۱۹۲۳ء میں جب حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ نے جلسہ کیا تو تمام علمائے دیوبند کو دعوت دی جس میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب مرحوم اور حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ اور مولانا بدر عالم صاحب اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی اور بہت سے علماء تشریف لائے تھے۔ ڈاکٹر مرحوم نے دعوت کی تھی ہاں میں بھول گیا حضرت مولانا شبیر احمد بھی تشریف لائے تھے۔ حضرت مدنیؒ تو اس وقت کلکتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے سب تقاریر سنیں جو شبہے تھے ان کو دعوت کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے حل کیا۔ اس وقت سے ڈاکٹر صاحبؒ کا تعلق حضرت شاہ صاحبؒ سے ہو گیا پھر تو جب بھی حضرت لاہور تشریف لاتے تو ڈاکٹر صاحب خود اقامت گاہ پر پہنچتے احقر بھی حضرت شاہ صاحب کے ہمراہ کئی اسفار میں تھا ڈاکٹر صاحب کی تحریریں عموماً انگریزی زبان میں ہیں جو چھ لیکچر انہوں نے مدراس میں دیئے اور وہ چھپے ہوئے ہیں۔ اور کئی سال ایم اے کے امتحان میں داخل رہے۔ ان میں بھی حضرت شاہ صاحب کا تصریحاً نام ہے اور وہ چھ لیکچر حضرتؒ کی راہنمائی میں ڈاکٹر صاحب نے تیار کیے تھے۔ ان میں قادیانیوں کا رد ہے، علاوہ ازیں اور بھی انگریزی اخبارات میں قادیانیوں کے متعلق ڈاکٹر صاحب کے مضامین ہیں اردو زبان میں ایک کتاب ہے حرف اقبالؒ اس میں بھی کچھ مواد مل سکے گا۔ لاہور سے ادارہ اسلامیات سے مل سکتی ہے۔ ایک کتاب ابھی ابھی شائع ہوئی ہے کتب خانہ رشیدیہ ۱۳۲ شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے "بیس ۲۰ بڑے مسلمان" اس میں بھی حضرت شاہ صاحب کے تعلقات ڈاکٹر صاحب سے لکھے ہیں۔ ایک اور کتاب مولانا نور الحسن شاہ بخاری نے شائع کی تھی جو غالباً تنظیم اہل سنت والجماعت ملتان سے مل سکتی ہے، اس کا نام مجھے یاد نہیں، اس میں بھی ڈاکٹر صاحب کا مضمون ختم نبوت کے متعلق ہے۔ ایک مولانا کریم بخش صاحب تھے جو محلہ پہاڑ گنج دہلی میں رہتے تھے اور وہ حضرت شاہ صاحبؒ کے ہم سبق تھے، تقسیم ملک کے بعد لاہور آ گئے تھے، وہ بڑے اعلیٰ طبیعت کے مالک تھے وہ فرماتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب کا جب سے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ سے تعلق ہوا تو ڈاکٹر صاحب جب قرآن شریف پڑھتے تھے تو اتنی رقت ہوتی تھی تو علی بخش جو ڈاکٹر صاحب کا نوکر تھا وہ کہتا تھا کہ مجھے اوراق قرآن شریف کے دھوپ میں رکھ کر سکھانے پڑتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کا ایک شعر ہے۔

گر تو مے خواہی مسلمان زیستن　　نیست ممکن جز بقرآن زیستن

حالانکہ ڈاکٹر صاحب فلسفہ کے ڈاکٹر تھے۔ مگر حدیث کے ساتھ اتنا گہرا تعلق تھا کہ خود فرماتے ہیں۔

دل در سخن محمدی بند　　اے پور علی زبو علی چند

کسی سید زادے کو خط میں لکھتے ہیں۔ جب ڈاکٹر صاحب یورپ میں ڈاکٹری ڈگری حاصل کرنے کیلئے گئے تو وہاں بھی اسلامیات کا مطالعہ جاری رکھا خود لکھتے ہیں کہ ؎ کتابیں اپنے آبا کی جو دیکھیں　　جا کے یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ اتنے درد والے تھے۔ ڈاکٹر صاحب قرطبہ میں بھی گئے ہیں اور اس مسجد کے محراب میں کھڑے ہو کر ایک لمبی نظم کہی ہے۔ حالی پانی پتی قرطبہ ہی کے متعلق کہتے ہیں۔

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے　　حجازی امیروں کے گھر جا کے دیکھے
مساجد کے محراب و در جا کے دیکھے　　خلافت کو زیر و زبر جا کے دیکھے
جلال ان کا کھنڈروں سے ہے یوں چمکتا　　کہ ہو خاک میں جیسے کندن دمکتا

ڈاکٹر اقبال کی قادیانیت سے نفرت: ڈاکٹر صاحبؒ نے انجمن حمایت اسلام لاہور میں یہ انتظام فرمایا تھا کہ کوئی ملازم انجمن کا مرزائی نہ رکھا جائے حتیٰ کہ چپڑاسی بھی نہ ہو۔ حالانکہ انجمن کے پرائمری مڈل اور ہائی سکول بہت سے ہیں اور کالج بھی ہے، جن میں ہزاروں مدرسین اور ملازم ہیں ایک دفعہ انجمن حمایت اسلام کا سالانہ جلسہ ہوا اور انجمن نے صدر ایک مرزائی کو بنایا تھا۔ جب ڈاکٹر صاحب کو دعوت دی تو انہوں نے جانے سے انکار کر دیا کہ پہلے تم اپنے صدر کو باہر کرو پھر میں آؤں گا۔ حالانکہ اس صدر نے غالباً ایک لاکھ روپے چندہ کا وعدہ کیا تھا۔ انجمن والوں نے جب مجبور ہو کر اس صدر کو جواب دیدیا تو ڈاکٹر صاحب تشریف لے گئے اور وہاں جا کر ایک نظم پڑی جس سے کئی لاکھ چندہ ہو گیا۔ اس مرزائی کو اپنے بے عزتی سے جانے کا اتنا صدمہ ہوا کہ وہ اسی صدمہ سے مر گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے جب ۱۹۳۳ء ماہ اپریل میں لاہور میں تقریر فرمائی تھی تو اس کا انتظام ڈاکٹر محمد اقبال ہی نے کیا تھا۔ اور مرزا محمود جو کہ غلام احمد قادیانی کا بیٹا تھا اس کو تار دیا تھا کہ تو کشمیر کمیٹی کی صدارت سے علیحدہ ہو جاؤ کیونکہ تو مُرتد ہے اور تیرا باپ بھی مُرتد ہے۔ یہ سب حضرت شاہ صاحب ہی کے حکم سے ہوا تھا۔ جب ڈوگرہ حکومت نے کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم وستم کئے تھے اور سارے ہندوستان میں شور ہو گیا تھا اور ۸۰۰ علماء جیل گئے تھے، جن میں مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا احمد سعید صاحبؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور مولانا عبدالحلیم صدیقی بھی شامل تھے۔ اس وقت سارے مسلمان اکٹھے ہو رہے تھے۔ تو قادیانیوں کو بھی ساتھ ملا لیا تھا۔ تو حضرت شاہ صاحبؒ نے کوشش کر کے قادیانیوں کو نکالا تھا کہ یہ تو مرتد ہیں ان کا ہمارے ساتھ کیا تعلق اور کشمیریوں کو جگہ جگہ جلسے کر کے جگایا تھا کہ یہ تو تمہاری ہمدردی نہیں ہے۔ یہ تمہارے ایمان کی قیمت ہے تو کشمیریوں کی تب آنکھ کھلی تھی۔ باقی رہا جو آپ نے فرمایا ہے کہ کچھ مضمون بھیجو، وہ بھی انشاء اللہ میں تیار کر کے ارسال کروں گا۔

الحق اور چاند کی تسخیر پر مضامین کی تعریف: آپ کا رسالہ "الحق" جب آتا ہے تو میں اس کو بڑے غور سے سنتا ہوں۔ بلکہ کئی دفعہ سنتا ہوں۔ امریکہ کا خلائی سفر "چاند پر جانا" جو اس کے متعلق حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ آپ کے والد ماجد صاحبؒ کا مضمون ہے وہ بہت لطیف ہے پھر جو مقالہ آپ کے قلم سے نکلا ہے وہ بھی بہت عمدہ ہے۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ نے ۱۳۳۸ میں فرمایا تھا کہ یہ چاند اور مریخ وغیرہ یہ جو ہیں یہ آسمان پر نہیں ہیں، اس کے متعلق تقریر محفوظ تھی مگر اس وقت ذہن میں نہیں۔ اس تقریر کو ۵۰ سال ہو گئے ہیں۔ اب تو یاد نہیں رہی وہ تقریر۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:۔

؎ پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت کہتی ہے یہ کہ یہ دیرینہ مسلمان ہے کافر

مذہب اور اہل پنجاب کی تازہ پسندی: یہ ضرب کلیم میں فرمایا۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں پنجابی مسلمان کے عنوان سے

؎ مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت — کر لے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد
تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا — ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد
تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے — یہ شاخ نشیمن سے اترتا ہے بہت جلد

اور یہ بھی ضرب کلیم میں لکھا ہے۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں

؎ مسلم ہندی شکم را بندہ خود فروشے دل زدیں برکندہ — شیخ او لُرد فرنگی را مرید گرچہ گوید از مقام بایزید

یہ رموز بے خودی میں کہا ہے۔ پیام مشرق میں فرماتے ہیں

؎ ہاتف نے کہا مجھ سے کہ فردوس میں اک روز — حالی سے مخاطب ہوئے یوں سعدی شیراز

اے آنکہ زنور گہر نظم فلک تاب | دامن بچراغ ماہ واختر زدہ باز
کچھ کیفیت مسلم ہندی تو بیاں کر | واماندہ منزل ہے کہ معروف تگوتاز
مذہب کی حرارت بھی کچھ اس کی رگوں میں تھی | جسکی فلک سوز کبھی گرمی آواز
باتوں سے ہوا شیخ کی حالی متاثر | رورو کے کہا اس نے کہ اے صاحب اعجاز
جب پیر فلک نے ورق ایام کا الٹا | آئی یہ صدا پاؤ گے تعلیم سے اعزاز
آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل | دنیا تو ملی طائر دین کر گیا پرواز
پائی نہ ملازمز ملت سے جو اس کو | پیدا ہیں نئی پود میں الحاد کے انداز

احقر جب ۱۹۵۳ء میں حضرت رائپوریؒ کے فرمانے پر مشرقی بنگال میں گیا تو کئی شہروں میں جانا ہوا۔نواکھلی کے کالج کے لڑکے میرے ہمراہ ہی رہے،ان کے پاس اقبال کی کتابیں تھیں۔وہ بھی اس بات سے خوب واقف تھے کہ ڈاکٹر اقبال کو مرزائیوں سے سخت نفرت تھی۔غرض یہ ہے ڈاکٹر اقبال مرحوم باوجود اعلیٰ طرح کا انگریزی دان ہونے کے دین کا درد بہت رکھتا تھا اور اس کو طبقہ علماء سے بہت محبت وعقیدت تھی۔ ضرب کلیم میں فرماتے ہیں۔عنوان یہ ہے کہ ابلیس کا پیغام اپنے فرزندوں کے نام

افغانوں کی غیرت دین کا ہے یہ علاج | ملا کو اسکے کوہ ودمن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات | اسلام کو حجازو یمن سے نکال دو

چنانچہ اب جدہ شریف میں انگریزی سکول کھلے ہوئے ہیں اور رابغ میں بھی،حتیٰ کہ میں نے ۱۹۶۲ میں خود اپنی آنکھ سے دیکھا کہ کعبہ شریف کے صحن میں لڑکے انگریزی کتابیں پڑھ رہے ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون ۔غرض کیا کیا لکھا جائے۔حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے اور سب حاضرین سے سلام۔مولوی سعید الرحمٰن بھی سلام عرض کرتا ہے۔

فقط والسلام محمد عفا اللہ عنہ لائل پور سنت پورہ

(۴)

(مولانا انوری مرحوم کا انتقال)

۲۹ر جنوری ۱۹۷۰ء

برادر مکرم حضرت مولانا زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔از احقر سعید الرحمٰن سلام مسنون،مزاج عالی! حضرت والدی مولانا محمد صاحب انوریؒ کے انتقال پر ملال کا تو علم ہو ہی چکا ہوگا۔والد صاحب مرحوم نے اپنی قلم سے ایک رسالہ حضرت اقدس رائپوریؒ کے خلفاء مجازین لکھ شائع کیا جس میں اپنی قلم سے اپنی مختصر سوانح بھی رقم کی تھی وہ رسالہ اور سفر آخرت پر کچھ لکھ کر ارسال خدمت کر رہا ہوں اگر اس کو الحق میں شائع کرادیں تو احسان ہوگا۔حضرت والد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں میرا اسلام پیش خدمت کر دیں۔

غمزدہ سعید الرحمٰن خطیب انوری مسجد سنت پورہ لائل پور

(۵)

(وفات سے قبل الحق کیلئے ادھورا مضمون)

۲ر فروری ۱۹۷۰ء

بخدمت حضرت مولانا صاحب مدظلہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔بعد آداب کے عرض ہے کہ قبلہ عالم حضرت والد صاحبؒ نے آپ کے ارشاد کے مطابق کچھ مضمون لکھوایا تھا۔افسوس کہ مضمون پورا نہ ہوسکا درمیان ہی میں حضرت قبلہ عالم کا انتقال ہوگیا۔جتنا مضمون مجھ سے تحریر

کرایا تھا وہ آپ کی خدمت ارسال ہے امید ہے کہ آپ اسکو ماہنامہ الحق میں شائع کردیں گے تا کہ حضرت قبلہ والدؒ کی روح پر فتوح کو اسکا اجر ملتا رہے، دیگر عرض ہے کہ حضرتؒ کے لئے ایصال ثواب ضرور کرائیں۔

وسلام مع الکرام حضرت مولانا کی خدمت میں سلام مسنون احقر مسعود الرحمٰن خلف الرشید حضرت مولانا محمد صاحبؒ

(۶)

(تعزیت کرنے پر شکریہ)

۳ رفروری ۱۹۷۰ء

حضرت محترم القام زاد معالیکم از احقر سعید الرحمٰن لائل پوری۔ سلام مسنون۔ مزاج عالی! حضرت والد صاحبؒ کے وصال پر تعزیت نامہ وصول ہوا۔ جناب نے ہماری ڈھارس بندھانے کی سعی فرمائی حق تعالیٰ جناب کو اور جملہ لواحقین کو جزاء خیر عطاء فرمائیں۔ میرے واسطے دعا ضرور فرمائیں حضرت والا زید مجد ہم سے بھی دعا کرائیں، بہت بڑی ذمہ داری سر پر رکھ دی گئی ہے ورنہ ''من آنم کہ من دانم''۔ حق تعالیٰ پائے استقامت عطا فرمائیں۔ آخر میں آنحضور کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ماہ رواں کے پرچہ میں نہ سہی اگلے پرچہ میں حضرت والد صاحب کی مختصر سوانح آہی جائیگی۔ والسلام: غمزدہ سعید الرحمٰن لائل پور

(۷)

(اہلیہ مولانا انوری کی رحلت)

۱۷ راگست ۱۹۷۰ء

حضرت محترم القام زید مجد کم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت والدی رحمہ اللہ کے بعد ۱۵ راگست ۱۹۷۰ء کو محترمہ والدہ صاحبہ بھی رحلت فرما گئیں۔ مغفرت کی دعا فرمائیں۔ نیز مدرسہ میں قرآن خوانی کرا کے ایصال ثواب کرادیں۔ نیز الحق میں خبر بھی دیں تا کہ دور افتادہ حضرات تک خبر پہنچ جائے۔ والدہ محترمہ نے وصال سے ایک دن قبل اپنے وصال کی اطلاع دیدی تھی۔ حالانکہ طبیعت بالکل تندرست تھی نیز وفات کے بعد ۲ گھنٹے تک تیز گلاب کی خوشبو مکان سے آتی رہی۔ والد صاحبؒ کے قریب دفن ہوئیں۔

والسلام سعید الرحمٰن خطیب انوری مسجد سنت پورہ لائل پور

(۸)

(چاندی کی سلائی سے سرمہ ڈالنا دیوبند کا فتویٰ)

ایک شخص نے ایک ماہر ڈاکٹر سے تحقیق کیا کہ چاندی کی سلائی سے سرمہ آنکھوں میں ڈالنے سے آنکھوں کی بینائی کو فائدہ ہوگا، اس ڈاکٹر کے مشورے سے اس نے آنکھ میں سرمہ ڈالتے وقت چاندی کی سلائی استعمال کی تو واقعی اس آدمی کو عینک کی ضرورت نہ رہی، اب وہ باریک سے باریک اخبار پڑھ لیتا ہے، اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ آیا چاندی کی سلائی سے سرمہ وغیرہ ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ تجربہ اس کا مشاہد ہے بینوا توجروا

الجواب: چاندی کی سلائی استعمال کرنا مکروہ ہے کما فی الھندیہ ج۶ ص ۳۲۲ کتاب الکراھیۃ اور اسکے استعمال کی اجازت اس مجبوری کے وقت ہوسکتی ہے جب مسلمان دیندار حاذق طبیب پر تشخیص کرے کہ اس مرض کا فقط یہی علاج ہے، کما فی الشامی فی باب الحظر والاباحۃ۔ اول تو یہ مجبوری کی صورت یہاں نہیں ہے، دوئم وہ سلائی جو چاندی کی ہو بلکہ اس پر چاندی کا محض پانی چڑھا ہوا ہو خواہ کتنا ہی گہرا اور اچھی طرح چڑھا ہوا ہو اسکا استعمال بلا کراہت جائز ہے کما یفھم من ھذہ العبارۃ۔ کذالک (ای لا یکرہ) کل مموہ لا نہ اذاذب لم یخلص منہ کر ا فی الینا بیع (ہندیہ ج۶ ص ۳۲۳) اور اس مموہ وتلمیع شدہ سلائی کا فائدہ بھی بعض معتبر ومحقق اطبا وہی بتلاتے ہیں جو خالص چاندی کا ہے، تو صورت مسئولہ میں خالص چاندی کا استعمال کسی طرح جائز نہ نکلے گا۔ بلکہ مکر

وہ ہی رہے گا۔

فقط واللہ اعلم بالصواب الجواب صحیح محمود عفی عنہ کتبہ محمد نظام الدین عفی عنہ الجواب صحیح، سید علی سعید مفتی

دارالعلوم دیوبند (محمد عفا اللہ عنہ لائل پور سنت پورہ)

(۹)

(دعا بعد الجنازہ دیوبند کا فتویٰ)

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ بعض علماء نے اس دعا کو لکھا ہے کہ یہ حضور ﷺ نے بغیر جنازے کے بغیر ہاتھ اٹھائے پڑھی ہے یہ کس کتاب میں ہے اور یہ مسئلہ کہاں تک ٹھیک ہے اس پر علماء کے دستخط ضروری ہیں۔ بینوا توجروا۔ محمد عفا اللہ عنہ، لائل پور سنت پورہ مکان 223

الجواب وباللہ التوفیق

اگر اس عبارت مسئولہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے یہ دُعا نماز جنازہ میں نہیں پڑھی ہے بلکہ محض خارج از صلوٰۃ جنازہ بغیر ہاتھ اٹھائے پڑھی ہے تو یہ مفہوم غلط ہے اس کی تکذیب یہ روایات منقولہ اور اس کے شراح مثل امام نوری و صاحب فتح الملہم رحمہما اللہ وغیرہ کرتے ہیں بلکہ فتح القدیر میں تو تصریح ہے کہ حضرت عون بن مالک نے صلوٰۃ جنازہ میں جناب نبی کریم ﷺ کے دہن مبارک سے سن کر یہ دعا یاد کر لی ہے۔ اور اگر اس عبارت کا یہ مفہوم ہے کہ ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے بطور دعا کے بغیر ہاتھ اٹھائے اور بغیر جنازے کے بھی پڑھی ہو تو یہ مفہوم تاویل واحتمال کا درجہ درست ہو سکتا ہے، باقی حتمی ویقینی نسبت اس کی جناب نبی کریم ﷺ کی طرف بلا سند کے کرنی جائز نہیں۔ حدیث من کذب علی متعمدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار ۔کی وعید کے وبال کا خطرہ ہے، یہ بات کہ یہ کس کتاب میں ہے اس کا ثبوت اُنہی پر ہے جنہوں نے اس کو نقل کیا ہے، یہاں حدیث کی جو کتب موجود ہیں یہ روایت ان میں سے کسی میں بھی نہیں بلکہ فتح الملہم میں کچھ اس طرح کی عبارت ہے جس سے اس کے خلاف ہی کی طرف کچھ اشارہ ہوتا ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب۔ جواب صحیح ہے الجواب صحیح

نماز جنازہ کے بعد دعا پڑھنے کا انکار خلاصۃ الفتاویٰ میں مذکور ہے۔ سید احمد علی سعید مفتی دیوبند والسلام، دیوبند

احقر محمود عفی ۲۷۔۱۱۔۸۵ھ محمد نظام الدین عفی دارالعلوم دیوبند۔ ۲۷۔۱۱۔۸۵ھ

---

(۱) مسلم شریف ص ۳۱۱ جلد اول مطبع اصح المطابع نور محمد دھلی.

وحدثنی ابو الطاهر وهرون بن سعيد الايلی واللفظ لابی الطاهر قالا انا وهب قال اخبرنی عمرو بن الحارث عن ابی حمزة بن سليم عن عبد الرحمن بن جبير ابن نفير عن ابيه عن عوف مالک الاشجعی قال سمعت النبی ﷺ علی جنازة يقول اللهم ارحمه واعف عنه وعافه واكرم نزله ووسع مدخله واغسلهٔ بماء الثلج والبرد ونقهٔ من الخطايا كما ينقی الثوب الابيض من الدنس وابدله دارًا خيرا من داره واهلاً خيرا من اهله وزوجا خيرًا من زوجه وقه فتنة القبر وعذاب النار قال عوف فتمنيت ان لوكنت انا الميت لدعاء رسول الله ﷺ علی ذلک الميت ....

(۲) اور نسائی شریف ص ۲۸۱ جلد اول مطبع مجتبائی دھلی میں ہے۔ نسائی شریف ص ۲۱۷ مکتبہ رفیعیہ دھلی.

اخبرنا احمد بن عمرو بن السرح عن ابن وهب قال اخبرنی عمرو بن الحارث عن ابی حمزة بن سليم عن عبدالرحمن جبير عن ابيه عن عوف بن مالک قال سمعت رسول ﷺ صلی علی جنازة يقول اللهم اغفرله وارحمه واعف عنه وعافه واكرم نزله ووسع مدخله واغسلهٔ بماء والبرد ونقهٔ من الخطايا كما ينقی الثوب الابيض من الدنس وابدله دارا خيرا من داره واهلا خيرا من اهله وزوجا خيرا من زوجه وقه عذاب القبر وعذاب النار قال عوف فتمنيت ان لو كنت الميت لدعاء رسول الله ﷺ لذلک الميت .

(۳) اور شرح نقایہ ص ۱۳۲ جلد اول مطبع دیوبند۔ (۴) اور ترمذی شریف ص ۱۲۲ جلد اول مکتبہ رشیدیہ دہلی۔

(۵) اور بحر الرائق ص ۱۸۳ جلد دوم مصری مسلم شریف میں یہ حدیث پانچ اشاروں سے آئی ہے۔

(۶) اور حاشیہ نمبر ۱۵ شرح الوقایہ ص ۲۵۳ مولانا عبدالحی صاحب مطبع رشیدیہ دہلی۔

(۱۰)

۲۷/ذیقعدہ ۱۳۹۱ھ

حضرت محترم المقام زید معالیکم! از احقر سعید الرحمن لائل پوری سلام مسنون۔ مزاج عالی! الحمدللہ احقر خیریت سے ہے اور درگاہ خداوندی میں التجاء کرتا ہوں کہ آپ حضرات خصوصاً حضرت مخدوم عالم مدظلہ العالی خیریت سے ہوں۔ حضرت والدیؒ نے جو گرامی نامہ احقر کی بابت حضرت مخدوم عالم مدظلہم کو تحریر فرمایا تھا۔ اگر جناب اس کو الحق میں شائع بھی کر دیں تو احقر کیلئے سودمند ہوگا۔ الحمدللہ یہاں اب حالات ٹھیک ہیں۔ اس خط کی فوٹو کاپی ارسال خدمت ہے۔ میرا عاجزانہ سلام حضرت کی خدمت میں پیش کر دیں۔

والسلام: سعید الرحمن انوری خطیب مسجد انوری سنت پورہ لائل پور

(۱۱)

حضرت محترم المقام زید مجدہم۔ از احقر سعید الرحمن لائل پوری سلام مسنون، مزاج عالی! امید ہے کہ جناب اور حضرت اقدس بعافیت ہوں گے۔ حاملان ہذا ہمارے دوست اور تعلق دار ہیں ایک کام کے سلسلہ میں پشاور نوشہرہ جا رہے تھے میں نے آنجناب کا ذکر کیا چونکہ نووارد ہیں اگر ان حضرات کو جناب کی اعانت کی ضرورت پڑے تو اعانت فرما دیں۔

نیز حضرت اقدس مدظلہ کی زیارت اور ملاقات بھی کرا دیں۔ امید ہے کہ جناب والا اور حقیر کی عرض پر پوری طرح توجہ فرما دیں گے۔ الحمدللہ یہاں جملہ برادارن خیریت ہیں۔ سب سلام عرض کرتے ہیں۔ احقر کی طرف سے بھی حضرت اقدس کی خدمت میں سلام اور دعا کی درخواست۔ والسلام: سعید الرحمن، خطیب مسجد انوری سنت پورہ لائل پور

(۱۲)

۲۵/ جنوری ۱۹۷۲ء ۲۳/ رمضان المبارک

حضرت محترم المقام زید مجدکم از احقر سعید الرحمن لائل پوری۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی! عرض اینکہ احقر اور مولانا حامد رحمانی اور حکیم عبدالرحمن صاحب بدھ کے دن حاضر خدمت ہوئے تھے اور حضرت اقدس مدظلہم نے حج کے سلسلہ میں وزیر اوقاف وحج کے نام سفارشی چھٹی عنایت فرمائی تھی، ہم نے کوشش بسیار کی کہ کوثر صاحب سے ملاقات ہو جائے لیکن ان کے متعلقین حضرات نے ملاقات نہ ہونے دی۔ لاچار ومجبور ہو کر واپس آ گئے اور احقر نے مبلغ -/4100 مزید جمع کرا کر کلاس اول کے دو ٹکٹ بحری جہاز کے خرید لئے۔ آنجناب اور حضرت اقدس شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی اس خصوصی عنایت کا احقر تہہ دل سے ممنون ومشکور ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرات کو دارین میں نوازیں۔ آمین۔ حاجی محمد اسحاق صاحب سلام کہتے ہیں۔ دعاء کی درخواست ہے۔

والسلام: سعید الرحمن انوری لائل پور

☆☆☆

محمد انور قریشی۔ چیف انجینئر الیکٹری سیٹی پشاور

۲۲ ستمبر ۱۹۶۹ء

(دینی مدارس، شر کے سیلاب کو روکیں)

محترم ومکرم مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مجھے اخبارات سے معلوم ہوا کہ آپ علماء میں جو موجودہ اختلافات ہو گئے ہیں اُن کو دور کرنیکی کوشش فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی دیں اور جزائے خیر دیں اور ہمیں شیطان کے پھسلانے سے بچائیں۔

میں اس خط میں آپ کی توجہ مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے اور اللہ تعالیٰ کے پہلے گھر پر حملہ کرنے کے متعلق دلانا چاہتا ہوں۔اس سے پہلے ایسا بڑا سنگین واقعہ اس امت کی زندگی میں یا کم از کم ہماری زندگی میں پیش نہیں آیا۔اللہ تعالیٰ کے گھر پر حملہ قیامت کی ابتدائی نشانیوں میں سے ہے۔اس واقعہ سے سب سے بڑی بیداری علماء کرام میں ہونی چاہیے اور دارالعلوم کو اپنے طلبا کی توجہ اسطرف دلا کر ماہ میں کم از کم ایک دن باہر جا کر گاؤں میں تقریر کرنا چاہیے تا کہ عوام میں دینی بیداری پیدا ہو اور شر کے اس بڑے سیلاب کو روکا جائے جسکی وجہ سے یکدم ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا بے دین ہونے کا ڈر ہے۔

اگر دو تین اہل فہم طلباء کا ایک گروہ ہر ماہ ایک گاؤں میں جا کر دین کی بے بہا نعمت لوگوں کو پیش کرے تو چند ماہ میں اللہ تعالیٰ دینی رجحان پیدا فرما دیں گے۔چند قاری سے طلباء کو تیار کرنا مشکل نہیں ہے۔میرے خیال میں آجکل سب سے بڑی عبادت ذکر اذکار سے بھی زیادہ اس سیلاب کو روکنا ہے جسکے اثرات صرف ہم پر نہیں بلکہ آئندہ نسلوں کی روحانیت کو ختم کر دینے والے ہیں۔

یہاں میں آپکی توجہ رسول پاک ﷺ کے اس خطبہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جسمیں آپ نے قبیلہ اشعری کے متعلق فرمایا کہ ان میں علماء کرام موجود ہیں علم وفہم رکھتے ہیں، مگر لوگوں کو نصیحت نہیں کرتے ہیں اس لیے میں ان کو اس دنیا ہی میں عذاب دوں گا۔ پھر اس قبیلہ کے علماء نے حاضر ہو کر عرض معروض کے بعد ایک سال کی مہلت طلب کی۔ یقیناً آپ مجھ سے کہیں زیادہ علم وفہم رکھتے ہیں۔میرا مقصد صرف عاجزانہ توجہ دلانا تھا۔دارالعلوم اس ذمہ داری سے سبکدوش نہ ہوں گے جب تک کہ اپنے طلباء کو اس شر کے روک تھام میں اگر زیادہ نہیں تو صرف ایک دو دن ہی لگائیں۔

کاش کہ آپ یہ پیغام سب دارالعلوم تک پہنچائیں۔اور ان میں ایک نئی زندگی کیساتھ اس مجاہدے کا ذوق پیدا کریں اور آخرت کی عظیم پونجی حاصل کریں۔ والسلام: بندہ محمد انور قریشی چیف انجینئر الیکٹری سٹی پشاور

☆☆☆

محترم انعام اللہ خان[1] مؤتمر عالم اسلامی کراچی

(۱)

۲۵ مئی ۱۹۷۰ء (مؤتمر عالم اسلامی اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت)

برادرم محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔مؤتمر عالم اسلامی نے اسلامی لٹریچر کی اشاعت کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور اب تک اردو اور انگریزی میں مختلف عنوان پر کئی کتابچے شائع ہو چکے ہیں اور اشاعت کا سلسلہ برابر جاری ہے۔مؤتمر نے یہ سلسلہ اسلئے شروع کیا کہ ملک میں جو لادینت کا سیلاب چلا آرہا ہے اسے روکا جاسکے اور لوگوں میں اسلام کی تعلیمات کو اور اسلامی نظریئے کو عام کر کے ان ناپسندیدہ عناصر کے مقابلے میں اسلامی نظریے کے مبلغ زیادہ سے زیادہ پیدا ہوں اور پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی ریاست بنانے میں معاون ثابت ہوں۔امید ہے کہ آپ ان کتابچوں کو مفید پائیں گے اور ان

---

[1] محترم خان صاحب مؤتمر عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل اور کرتا دھرتا تھے۔ بین الاقوامی میدانوں میں اسلام کی ترجمانی اور اتحادی کوششوں میں لگے رہے۔مفتی فلسطین امین الحسینی موحوم کے پاکستان میں نمائندہ تھے۔اس کے بعد موتمر کو ان جیسا سرگرم اور فعال سیکرٹری جنرل نہیں مل سکا۔

کتابچوں سے متعلق اپنے مشہور زمانہ رسالہ میں تبصرہ فرما کر موتمر کے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔ جیسے جیسے نئے کتابچے آتے رہیں گے ہم آپ کے نام بھیج دیا کریں گے۔ اگر کتابچے آپ کی خدمت نہ پہنچے تو ہمیں ضرور اطلاع دیں، ہم نئے پیکٹ بھیج دینگے۔

مخلص: انعام اللہ خان (سیکرٹری جنرل)

(۲)

۹ جون ۱۹۷۰ء

To,

The Editor, Monthly al-Haq

Akora Khattak, Peshawar, Pak.

Dear Sir, This is to acknowledge receipt of your letter No. 461 dated 4.6.70.Our weekly review" The Muslim World" is an English journal with very limited pages (eight only) so if you have any publications for review we would be happy to do so. We know your monthly journal is doing a great service to Islam and Muslims and we pray for its continious success.

With best wishes, Truly yours, (S.M. JAWEED)

MANAGER

(۳)

۱۲۸ اگست ۱۹۷۰ء (براعظم افریقہ عیسائیوں کی آبادی یا مسلمانوں کی؟)

جناب مدیر صاحب۔ السلام علیکم، اس خط کے ساتھ ایک انگریزی کتابچہ Africa the Muslim Continent منسلک ہے۔ اس کتابچہ کی تیاری اور اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کو افریقہ کے بارے میں صحیح علم حاصل ہو۔ اغیار، بالخصوص عیسائیوں کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ براعظم افریقہ کو اسطرح پیش کیا جائے کہ گویا کہ افریقہ بھی انہی لوگوں کا براعظم ہے اور وہاں عیسائیوں کی اکثریت ہے حالانکہ حقیقت اسکے برخلاف ہے۔ آپ برائے کرم اس کتابچہ پر تبصرہ یا اسکے ملخص یا پورے ترجمہ کو اپنے موقر جریدہ میں شائع فرما کر لوگوں کو براعظم افریقہ کے بارے میں صحیح معلومات بہم پہنچا کر وقت کی ایک اہم خدمت انجام دیں۔ شکریہ،

انعام اللہ خان سیکرٹری جنرل

(۴)

۱۲۷ اپریل ۱۹۷۱ء (مسلمانوں کی آبادی صحیح اعداد و شمار پر مؤتمر عالم اسلامی کا تحقیقی کام)

مکرمی و محترم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم، امید مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ آپ کے موقر جریدہ ماہنامہ الحق کا ربیع الاول ۹۱ھ

(مطابق ۱۹۷۱ء) میرے سامنے ہے۔ تعارف کتب کے تحت آپ کے تبصرہ میرے کتابچہ Africa The Muslim Continent کا شکریہ، اگر اس کتابچے سے اعداد و شمار بھی آپ کسی اشاعت میں شائع فرمائیں تو زیادہ کارآمد ہوگا۔ آپ نے اسی تبصرے میں یہ بھی فرمایا کہ "کیا اچھا ہوتا اگر موتمر عالم اسلامی۔۔۔ مسلمانوں کے صحیح اعداد و شمار مہیا کرسکتا وغیرہ وغیرہ) مولانا! یہ کام ہم نے ۱۹۵۱ میں شروع کیا اور ۱۹۶۲ کے اجلاس موتمر فی بغداد میں ایک مضمون مختصر کتابچہ اس سلسلے میں شائع کیا۔ پھر ۱۹۶۴ء میں ایک مکمل کتاب جو ارسال خدمت ہے۔ تقویم البلدان العالم الاسلامی کے نام سے اسکا عربی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے اس طرح ترکی اور ملائی زبانوں میں بھی۔ اسی سال یعنی ۱۹۷۴ میں ہم نے ایک اور نایاب چیز شائع کی Economic Resources of Muslim Continents تاکہ مسلمانوں نے اپنے اوپر جو قنوطیت طاری کر رکھی ہے کچھ انکی آنکھیں کھلیں۔ ابھی حال میں یعنی دسمبر ۱۹۷۱ء میں جب کہ یہاں وزراء خارجہ کی کانفرنس ہو رہی تھی، اس موقع پر ۲۰ شرکائے جلسہ کے متعلق ہم نے تازہ ترین اعداد و شمار خود شرکائے کانفرنس کو پیش کیا اور اخبارات میں بھی شائع کروایا۔ مذکورہ بالا دونوں کتابیں رجسٹرڈ بک پوسٹ سے ارسال ہیں۔ خیال ہے کہ اس سال کے اخیر ۱۹۷۲ کے شروع میں ان دونوں کتابوں کی تازہ ایڈیشن شائع کی جائیں۔ اس وقت دنیا میں چالیس آزاد مسلم ممالک ہیں۔ مسلم ملک سے مراد وہ ملک جسکی آبادی کم از کم پچاس فی صد مسلمانوں پر مشتمل ہو۔ قبلہ والد صاحب کی خدمت میں سلام نیاز

آپکا بھائی: انعام اللہ خان

☆☆☆

ڈاکٹر انیس احمد[1] اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد
(شعبۂ دعوت سے تعاون کا شکریہ)

۱۸/۱۱کتوبر ۱۹۸۴ء

أخي المحترم، فضيلة الشيخ مولانا سميع الحق! السلام عليكم و رحمته الله، أرجو من الله ان تكون بالخير و العافية. فانما هي فرصة سعيد ة أن أكتب اليكم كلمة الشكر و التحية و أشكر كم على جهود كم الجبارة التي بذلتموها في سبيل المشاركة في اجتماع مشروع الدعوة الا سلامية كما أر جو منكم أن يستمر التعاون و المساعدة في هذا المجال. مع فائق الشكر و التحية. و الله من وراء القصد.

أخوكم (د/انيس احمد)

مدير مشروع الدعوة الا سلامية

---

[1] ممتاز محقق ماہر تعلیم یونیورسٹی کے شعبۂ دعوت کے انچارج رہے۔ سینئر پروفیسر خورشید احمد صاحب کے بھائی

محمد انیس الرحمٰن[1] ایڈیٹر اخبار العرب اسلام آباد

(۱)

۱۲ جنوری ۲۰۰۱ء (افغانستان کیلئے اکوڑہ خٹک کے متحدہ اسلامی کانفرنس کی کامیابی)

حضرت مولانا جناب سمیع الحق صاحب المحترم صدر جمعیت علماء اسلام و مہتمم اعلیٰ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وبعد: ۱۰ جنوری کو اکوڑہ خٹک میں منعقد ہونے والی متحدہ اسلامی کانفرنس[2] کا عظیم الشان انعقاد ملک بھر کے اسلامی حلقوں کے لئے باعث اطمینان ثابت ہوا ہے۔ جس کے لئے میں آپ کی خدمت میں احترام کے ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہوں، وطن عزیز میں جاری سیکولر سرگرمیوں اور جہادی و اسلامی تحریکوں کے خلاف ہونے والے پراپیگنڈے کے ازالے کے لئے اسلامی تحریکوں کے قائدین کا یہ اجتماع انتہائی ضروری تھا۔ افغانستان میں طالبان حکومت کے خلاف بین الاقوامی پابندیوں سے وہاں کے تباہ حال مسلمانوں کو مزید تباہ کرنے کی سازش کی جارہی ہے۔ دوسری طرف پاکستان کی جانب سے یہ تاثر دلوانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ افغانستان کے سلسلے میں پاکستان کا اب کوئی کردار نہیں رہا ہے۔ ایسے حالات میں اکوڑہ خٹک کی متحدہ اسلامی کانفرنس نے امریکہ اور اقوام متحدہ کو بھرپور انداز میں باور کرادیا ہے کہ پاکستان کے مسلمان اس دور ابتلاء میں اپنے افغان بھائیوں کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ اس کانفرنس کی کامیابی کا اندازہ اخبارات کی کوریج کے ساتھ ساتھ برادر انوار حسین ہاشمی کی زبانی بھی معلوم ہوا تو انتہائی مسرت ہوئی، خاص طور پر یہ امر انتہائی مسرت کا حامل تھا کہ اس کانفرنس میں تمام دینی جماعتوں نے بغیر کسی اختلاف رائے کے حصہ لیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کا مزید بھرپور موقع عنایت فرمائے۔ آمین والسلام علیکم ورحمۃ اللہ محمد انیس الرحمٰن

(۲)

۱۵ اگست ۲۰۰۲ء (کتاب "مدینہ سے وائٹ ہاؤس" کا افتتاح)

مہتمم اعلیٰ جامعہ حقانیہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وبعد: گذشتہ دنوں میں نے آپ کی خدمت میں اپنی کتاب "مدینہ سے وائٹ ہاؤس" بذریعہ ڈاک ارسال کی تھی امید ہے کہ یہ کتاب آپ تک پہنچ چکی ہوگی۔ محترم مولانا صاحب انشاء اللہ عنقریب لاہور میں اس کتاب کی تقریب کا پروگرام بنایا گیا ہے جس کی پیشگی اطلاع اور دعوت نامہ میں انشاء اللہ آپ کو قبل از وقت ارسال کردوں گا امید کرتا ہوں آپ اس تقریب کو رونق بخشنے لاہور ضرور تشریف لائیں گے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اگر آپ کتاب موصول ہونے کی اطلاع کردیں تو میں بہت شکرگزار رہوں گا۔ شکریہ

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کا مزید بھرپور موقع عنائت فرمائے۔ آمین۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ، محمد انیس الرحمٰن

---

[1] مدیر مجلۃ اخبار العرب، اسلام آباد و رکن مجلس ادارت ندائے ملت لاہور

[2] یہ اجتماع دفاع افغانستان کونسل کی تشکیل کا ذریعہ بنا اور بعد میں اسے ایم ایم اے متحدہ مجلس عمل کی شکل دی گئی۔ اینٹی امریکا تمام جدوجہد میں اس اجتماع کو اساسی حیثیت حاصل رہے گی۔

اس کونسل کی تفصیلات (دعوت نامہ ایجنڈ انطبۂ استقبالیہ متفقہ اعلامیہ اور شرکاء اور شریک جماعتوں) غیر ملکی مشاہیر کے افغانستان سے متعلق حصہ میں دیکھیں۔

قاضی انیس الرحمان اخونزادہ۔ ہری پور ہزارہ

۱۷ ستمبر ۱۹۸۸ء (شیخ الحدیث کو خراج عقیدت)

بخدمت گرامی قدر محترم و مکرم جناب سمیع الحق صاحب زید لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛ مخدوم و معظم جناب شیخ الحدیث صاحب کی وفات حسرت آیات بمصداق موت العالِم موت العالَم سے بے حد رنج و افسوس ہوا۔ محقق و متبحر اور متقی علماء کا وجود دن بدن عنقا ہوتا جارہا ہے۔ حضرت جیسے عظیم لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ ان کا اس جہان رنگ و بو سے روپوش ہوجانا نہ صرف آپ کا اور آپ کے عظیم علمی ادارے ہی کا نقصان ہے بلکہ پوری علمی اور اسلامی دنیا کا زیان ہے۔ تاہم

موت سے کس کو رستگاری ہے۔ آج ان کی کل ہماری باری ہے۔

اس سرائے دہر اور مسافر خانہ میں کسی کے لئے مستقل قیام نہیں حتیٰ کہ انبیاء ورسل کو بھی اس دار فانی سے رخت سفر باندھنا پڑا۔

لو کانت الدنیا تدوم لواحد لکان رسول اللہ فیھا مخلدا

بارگاہ ایزدی میں التجا ہے کہ وہ حضرت شیخ الحدیث مرحوم و مغفور کی دینی و ملی خدمات کو قبول و منظور فرمائے اور انہیں اپنی قرب خاص عنایت کرتے ہوئے ان پر اپنی بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کو اور مرحوم کی جملہ روحانی اولاد کو صبر جمیل کے علاوہ اپنی جیسا اخلاص و جذبہ دین مرحمت فرمائے اور ان کے لگائے ہوئے باغ کو قائم و دائم رکھنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین۔

والسلام دعا گو و دعا جو احقر انیس الرحمٰن عفی عنہ بقلم خود

☆☆☆

اویس احمد خان لغاری[1] اسلام آباد

۱۵ مارچ ۲۰۰۳ء (سینٹ میں کامیابی کی مبارکباد)

My Dear Maulana Sb, Assalam-o-Alaikum.It is a matter of great pleasure for me to extend my heartiest felicitation on your election as a Member of Senate. It is testimony of confidence reposed in your professional competence by the Member of all three houses. I hope that the August House will benefit from your able guidance and legislative acumen. I assure you of my fullest cooperation in discharging of your responsibilities and wish you success in your endeavors. With profound regards

Your Sincerely

(Awais Ahmad Khan Leghari)

---

[1] جناب فاروق احمد خان لغاری سابق صدر پاکستان کے فرزند اور وفاقی وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی

اویس احمد غنی۔ گورنر بلوچستان، سرحد

(۱)

(بیٹی کی شادی پر مبارکباد)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم! امید کرتا ہوں آپ کے مزاج بخیر ہوں گے۔ آپ کی بیٹی عافیہ سمیع کی شادی خانہ آبادی میں شرکت کا دعوت نامہ موصول ہوا جس کے لئے میں آپ کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میری خواہش تھی کہ میں اس تقریب سعید میں شریک ہوتا لیکن بعض ضروری سرکاری مصروفیات کی بناء پر میں حاضر نہیں ہوسکوں گا۔ بہرحال خوشی کے اس موقع پر میری جانب سے دلی مبارکباد قبول فرمایئے اور نوبیاہتا جوڑے کو میری نیک خواہشات پہنچا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایک لمبی اور خوشحال ازدواجی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) خیر اندیش اویس احمد غنی

(۲)

۳۰ اکتوبر ۲۰۰۸ء (بچوں کے ویکسین کے بارہ میں شبہات کے ازالہ میں تعاون کی اپیل)

محترم سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ آپ جیسے اہل علم سے یہ بات ہرگز مخفی نہیں ہوسکتی کہ صحت مند قوم کا دارومدار صحت مند افراد پر ہوتا ہے اور بچوں کی تندرستی صحت مند مستقبل کی علامت ہوتی ہے۔ بیمار اور معذور بچے نہ صرف خود مشکلات کا شکار ہوتے ہیں بلکہ انکی وجہ سے انکے والدین اور بہن بھائی بھی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بیمار بچے ایک جانب اگر جسمانی طور پر کمزور ہوتے ہیں تو دوسری جانب اپنے رب کی عبادت بھی کما حقہ بجا نہیں لا سکتے۔

ان ہی حقائق کے پیش نظر حکومت بچوں کی بیماریوں کے انسداد کیلئے کوششیں کر رہی ہے۔ چیچک جیسے موذی مرض کے خلاف ہم کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ پولیو بھی ایک خطرناک مرض ہے اور حکومت اس کے انسداد کیلئے کوشاں ہے۔ دکھ کی بات ہے کہ بہت سے بچے پولیو ویکسین نہ ملنے کی وجہ سے معذور ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ حال ہی میں اخبارات میں شائع خبریں پڑھ چکے ہوں گے۔

تاہم صوبے کے بعض علاقوں میں مقامی علماء کرام اس بیماری کے انسدادی ویکسین کے بارے میں شبہات کا اظہار کر رہے ہیں۔ جنگی وجہ سے پولیو ٹیموں کو مشکلات پیش آرہی ہیں۔ شاید آپکے علم میں یہ بات آچکی ہو کہ صوبہ سرحد کے جید علماء کرام اس سلسلے میں پہلے ہی ایک بیان جاری کر چکے ہیں۔ اسی سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے میں آپ سے ملتمس ہوں کہ اپنے خطبات میں ان شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے عوام کی راہنمائی اور پاکستان سے اس بیماری کا خاتمہ کرنے میں ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ شکریہ! خیر اندیش اویس احمد غنی

(۳)

(تمام مکاتب فکر کے علماء کا یکجہتی کا مظاہرہ (ملی یکجہتی کونسل) فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے تجاویز)

محترم جناب مولانا سمیع الحق السلام علیکم! امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔ وطن عزیز کو ایک عرصے سے انتہائی حساس نوعیت کی صورتحال کا سامنا ہے۔ اس ضمن مین محب وطن شہریوں کی فکرمندی اور تعاون قابل قدر ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم کامیابی کے ساتھ ہر مشکل کا سامنا کرتے رہے ہیں۔ آپ جیسی جہاندیدہ شخصیات کی راہنمائی اور کردار ہمیشہ سے حوصلے اور قومی استحکام کا باعث ثابت ہوا 90ء کی دہائی کا آزمائشوں سے بھرپور دور اس حقیقت کی واضح دلیل ہے، جب تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے بھائی چارے اور یگانگت کا عملی مظاہرہ کیا اور متحد ہو کر قوم و ملک کی راہنمائی کی اور قوم کو نفرتوں اور عداوتوں کے بھیانک سلامتی یقینی بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات بھی وطن عزیز کے دینی اکابرین سے اسی نوعیت کے کردار کے متقاضی ہیں تاکہ عوام کی درست سمت میں

راہنمائی کا تسلسل برقرار رکھا جائے۔ موجودہ صورتحال کے تناظر میں آپ کے تعاون کا متمنی ہوں۔ میری کوشش ہوگی کہ باہمی رابطے اور خیالات کے تبادلے کا یہ سلسلہ جاری رکھا جائے۔ اس حوالے سے آپکی مدد کیلئے میرے ذہن میں بھی بعض تجاویز ہیں، جن میں سے چند ایک منسلک ہیں۔ دعا ہیں کہ بارہ تعالیٰ ہم سب کو وطن عزیز کی خدمت اور عوام کی درست سمت میں راہنمائی کی توفیق عطاء فرمائے۔

درج بالا معروضات پر غور کرنے کے بعد ہمیں آپکی راہنمائی اور آراء کا انتظار رہے گا۔ آپ گورنر ہاؤس کے فیکس نمبر پر اپنی تحریری آراء بھی ارسال کر سکتے ہیں۔ آپکی راہنمائی، تعاون اور دعاؤں کا منتظر خیراندیش اویس احمد غنی

تجاویز

☆ فرقہ وارانہ ہم آہنگی واتحاد یقینی بنایا جائے اور نہ صرف غلط فہمیوں اور مخاصمانہ ومتعصبانہ احساسات کے خاتمے کی راہ ہموار کی جائے بلکہ ایسے بیانات اور اقدامات سے بھی اجتناب برتا جائے جن سے ایک دوسرے کی دینی واخلاقی اقدار کے مجروح ہونے اور دینی تشخص کے متاثر ہونے کا احتمال ہو۔

☆ متنازعہ دینی امور کو چھیڑنے سے اجتناب برتا جائے اور یا پھر بے لوث اور بے لاگ انداز سے تحقیق کر کے باہمی راہنمائی کا لائحہ عمل وضع کیا جائے۔

☆ دینی اکابرین خاص طور پر خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور مقدس مقامات کا احترام یقینی بنانے کیلئے کم سے کم عام لوگوں کے سامنے متنازعہ امور کو نہ چھیڑا جائے۔

☆ متنازع مواد کی اشاعت، تقسیم، سرعام اس پر بحث مباحثے سے اجتناب برتا جائے اور اگر کسی موضوع پر بحث، تقریر یا تحریری مواد کی اشاعت وتقسیم ناگزیر بھی جائے تو حالات، ماحول اور سب سے اہم بات یہ کہ سننے، پڑھنے اور دیکھنے والوں کی سوجھ بوجھ، ذہنی صلاحیتوں اور تعلیمی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی قدم اٹھایا جائے۔

☆ فرقہ وارانہ اختلافات کی حامل وال چاکنگ اور بینرز آویزاں کرنے سے مکمل اجتناب برتا جائے۔

☆ عبادت گاہوں کا احترام، تقدس اور تحفظ کے اصول پر سختی سے کاربند رہا جائے۔

☆ قومی نظم وضبط، باہمی اتحاد واتفاق، تحمل وبرداشت اور تعلیم وتربیت کو پروان چڑھایا جائے۔

☆☆☆

ڈاکٹر قبلہ ایاز۔ پشاور یونیورسٹی

(تحریکات دینی وجہادی کے بھرپور جائزہ کی ضرورت ○ طالبان افغانستان سے گذارشات کا اداریہ)

اگست ۲۰۰۰ء

جناب راشد الحق حقانی صاحب۔ السلام علیکم۔ امید ہے بخیر وعافیت ہونگے۔ جولائی ۲۰۰۰ء الحق کا اداریہ "تحریک طالبان افغانستان سے چند گزارشات" بہت پسند آیا۔ اس کی کئی فوٹو کاپیاں کیں اور یہاں ہمدردوں میں تقسیم کیں تا کہ وہ اس پر غور کریں۔ میرا خیال ہے کہ اس ضمن میں ایک تفصیلی مضمون لکھوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے "الحق" کے آئندہ شماروں میں شائع کر دیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس پورے قضیہ اور اس سے متعلقہ معاملات کا ازسر نو مطالعہ کیا جائے اور اس سلسلے میں غیر جذباتی انداز اختیار کیا جائے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ خود احتسابی کی روایت کو ایک کلچر کے طور پر اختیار کیا جائے اس سے بہت سے غلط فیصلوں سے محفوظ رہنا ممکن ہو جائے گا۔ ۱۹ویں صدی کے اوائل میں سید احمد شہیدؒ کی جہادی مساعی اپنے مطلوبہ مرام تک کیوں نہ پہنچ سکیں؟ ۱۹۱۹ء کے بعد دیوبند کے اکابر حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسنؒ اور حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے مسلح تحریکات کی جگہ پرامن عوامی اور سیاسی جدوجہد کا راستہ کیوں اختیار کیا؟ یہ وہ نکات

ہیں جن کا مطالعہ دینی طبقوں کے لئے بہت اہم ہے۔ خاص کر دور معاصر میں ان تحریکات کا بھر پور جائزہ اور معروضی سمجھ بہت ضروری ہو گئی ہے۔ ہماری ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ اسلامی تاریخ سے دینی طبقوں کی واقفیت زیادہ عمیق نہیں۔ جس کی وجہ سے لائحہ عمل ترتیب دینے میں جھول رہ جاتے ہیں۔ یہ چند سطور دل کے اندرونی درد کی وجہ سے لکھ رہا ہوں۔ کسی کی خفت مقصود نہیں۔ اپنے آپ کو علماء کا خاک پا سمجھتا ہوں اور دینی طبقے کے ساتھ اپنے تعلق پر فخر محسوس کرتا ہوں۔　　فقط والسلام: دعا گو ڈاکٹر قبلہ ایاز پشاور یونیورسٹی شعبۂ مطالعۂ سیرت

☆☆☆

مولانا ایاز احمد حقانی[1] کانگڑہ شبقدر

(تلمیذانہ حسن ظن اور عقیدت کا اظہار)

۲۳ اکتوبر ۲۰۰۲ء

حضرت اقدس سیدی وسندی ومرشدی ومولائی ووسیلتی الی اللہ شیخ الاسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا صاحب مدظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت اقدس! آپ بندہ کو ہر وقت یاد آتے ہیں۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہٗ اکثر خوابوں میں آتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں مدرسہ کے وجہ سے بہت زیادہ پریشان تھا۔ تو خواب میں حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی زیارت نصیب ہوئی اور خواب میں حضرت اقدس نے پچاس پچاس کے دو نئے نوٹ مدرسہ کے چندہ کے طور سے عطا فرمادیئے اور بہت زیادہ شفقت فرمائی۔ بندہ کو آپکی شفقتیں اور محبتیں ہر وقت یاد آتے رہتے ہیں اور اکثر بے قرار ہوتا ہوں۔ جب زیارت کیلئے آتا ہوں تو آپ اکثر سفر میں ہوتے ہیں۔ کبھی فون کرتا ہوں تو بھی آپ نہیں ہوتے آپ میرے شیخ اور محسن ہیں۔ آپکے احسانات کو میں کبھی نہیں بھولوں گا۔

مدرسہ کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان ہوں۔ بندہ نے ۱۹۹۰ء میں یہ مدرسہ قائم کیا تھا اور تب سے اب تک لڑکیوں کا مدرسہ ایک عارضی مکان میں قائم ہے اور امسال دورۂ حدیث شریف بھی مکمل ہوئی۔ اب مالک مکان کی طرف سے بار بار مکان کو خالی کرنے کا تقاضا ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے ساتھ متبادل انتظام نہیں ہے۔ اور بچیاں دورۂ حدیث شریف تک پڑتی ہیں حفظ کی تقریباً 250 بچیاں ہیں اس وجہ سے بہت زیادہ پریشان ہوں۔ اب دو کنال کا ایک قطعہ زمین خرید لیا ہے لیکن وسائل نہیں ہے کہ آبادی کرلوں اسکے لئے خصوصی دُعائیں فرمادیں۔ آئندہ سال شوال المکرم میں افتتاح کے لئے اگر آپ تشریف لائیں تو بھی سعادت ہوگی۔ بندہ تاحیات آپکا خادم اور غلام ہے اور رہیگا۔

آپ سے دفتر میں بھی خصوصی توجہات کی درخواست کی تھی اب پھر درخواست ہے کہ اس خادم کو شفقتوں سے محروم نہ فرمادیں۔ برادرم شفیق الدین فاروقی صاحب مولانا حامد الحق ومولانا راشد الحق مدظلہما کی خدمت میں سلام اور درخواست دُعا۔　خادم، دُعا جو ایاز احمد حقانی کانگڑہ

☆☆☆

محمد ایاز سومرو۔ وزیر قانون سندھ

(مبارکباد کے جواب میں شکریہ کا خط)

My dear,

I am very much grateful to you that you have remembered me indeed this is all the blessing of the God, and the love and affection of the devoters of Shaheed Prime Minister Mohtarma Benazir Bhutto, as they have reposed faith upon me and Inshallah I would do my best for the betterment of the people of Sindh/Pakistan, as per manifesto of my party.

I am again thankful to you and I have also the same feelings, as you have for me hope you will enjoy good health.　　(Muhammad Ayaz Soomro)

---

[1] دار العلوم کے ایک ہونہار سعادتمند فاضل ناچیز سے رشتۂ تلمذ کے وجہ سے حسن ظن اور عقیدت کا اظہار، زمانہ قیام حقانیہ میں مفتی مولانا محمد فرید صاحب کا قرب اور خادم خاص ہونے کا شرف حاصل کیا۔ انکے نام پر گاؤں کانگڑہ شبقدر میں جامعہ اسلامیہ فریدیہ قائم کیا۔

مولانا محمد ایوب جان بنوری[1] پشاور

۱۰ نومبر ۱۹۸۱ء (مدینہ یونیورسٹی کے وفد (شیخ عبداللہ الزائد) کے دورۂ حقانیہ کی اطلاع)

محترم جناب ناظم صاحب زید مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی، گذارش یہ ہے کہ سعودی عرب[2] سے ایک وفد پاکستان کے مدارس کا معائنہ کرنے کیلئے آرہا ہے۔ اس سلسلہ میں وفد مظفر آباد سے ۲۹ نومبر ۱۹۸۱ء کو تقریباً دوپہر کے وقت آپ کے ہاں پہنچے گا۔ اطلاعاً عرض ہے۔ حضرت مولانا صاحب مدظلہ اور دوسرے احباب کی خدمت میں سلام۔ والسلام

☆☆☆

لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد ایوب خان[3] لاہور

۱۴ اگست ۲۰۰۲ء (خطباء برائیوں پر آواز اٹھایا کریں)

محترم الشیخ الفاضل سمیع الحق صاحب، السلام علیکم، حکم ہے کہ برائی کو دیکھو تو ہاتھ سے روکدو، یہ نہ کرسکو تو زبان سے منع کرو، یہ کام علماء بااحسن کرسکتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں کرتے میں اگر کہوں تو اس بات میں وزن نہیں ہوگا۔ اکابر علماء کہیں تو بات سنی جائے گی۔ ایسی باتوں کو مذہبی رسالوں میں لکھنا کافی نہیں اور جمعہ کے خطبہ میں خطیب اسلئے نہیں کہتا کیونکہ وہ پیسے لے کر خطبہ دیتا ہے اور مقتدیوں کے خلاف کہنے سے ڈرتا ہے۔ ہماری مسجد میں خطیب نے کہہ رکھا ہے کہ نماز میں پاجامہ ٹخنوں سے اوپر کرلو حالانکہ اس بات کا نماز سے کوئی تعلق نہیں لڑکے آتے ہیں سر سے ننگے، بنیان پہنے اور پتلون اتنی تنگ کہ آگے پیچھے سے ننگے ہوتے ہیں۔ لیکن خطیب صاحب کچھ نہیں کہتے۔ وہ ٹخنے ننگے کر لیتے ہیں۔ اخبارات میں ''اس ہفتے کی قسمت'' لکھتے ہیں۔ نیم حکیموں اور ''عاملوں'' کے اشتہار ہوتے ہیں مگر کوئی نہیں بولتا۔

زکوٰۃ کے متعلق حکم ہے کہ ہر آبادی میں جمع اور خرچ کی جائے گی اور فقراء اسکی شرط ہے۔ اب صرف بینکوں سے کچھ کٹوتی کر لیتے ہیں اور حکومت مرضی سے خرچ کرتی ہے بلکہ غلط بھی کرتی ہے اب بعض لوگوں کو ہزاروں روپے تجارت کیلئے دے رہی ہے۔ میں نے اسکے متعلق پنجاب کے زکوٰۃ کونسل کے چیئرمین کو لکھا ہے لیکن آپ بھی آواز اٹھائیں۔ بھوکوں اور بیماروں کی ضروریات کیلئے ہر محلہ رگاؤں میں پنچایت بنا کر جمع خرچ کرنی چاہیے پھر چوریاں، ڈاکے اور خودکشیاں رک جائیں گی۔ اسی طرح قاتلوں کو دیت کی رقم نہ دے سکنے پر دس دس سال تک قید میں رکھا گیا ہے جو ظلم ہے۔ فقہ حنفی کا فیصلہ ہے اسے تین سال کی مہلت دی جائے گی کہ کما کر دے۔ چوری ڈاکے میں ایسی شہادت کی شرط لگادی گئی ہے جو ناممکن ہے۔ جرم کو متقی بالغ مسلمان مرد نے دیکھا ہو حالانکہ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ سب مسلمان عادل ہیں۔ چنانچہ کسی کو سزا نہیں ہوئی اور زندگی غیر محفوظ ہوگئی ہے۔ براہ مہربانی آواز اٹھایئے۔ والسلام محمد ایوب خان

---

[1] مولانا فاضل دیوبند، سرحد کے ممتاز علمی اور سیاسی شخصیت، سرحد کے بہانہ ماڑی پشاور میں دارالعلوم سرحد قائم کیا۔ جمعیۃ علماء اسلام کے تاحیات صوبائی صدر رہے۔ قیام دارالعلوم دیوبند کے زمانہ سے مکتوب الیہ کے ساتھ برادرانہ مخلصانہ تعلق رہا۔

[2] مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر شیخ عبداللہ الزائد کی قیادت میں وفد دارالعلوم آیا، تفصیلات غیر ملکی مشاہیر کے مکاتیب میں۔

[3] انجمن اشاعت القرآن لاہور کینٹ کے بانی قرآن کریم اور کئی کتابوں کا ترجمہ کیا اور کئی تصانیف لکھیں۔

مولانا محمد ایوب ہاشمی

بانی مدرسہ سراج العلوم مدنی مسجد دھمتوڑ ایبٹ آباد

(۱)

(نماز واسرار نماز کیلئے تقریظی کلمات)

محترم المقام حضرت مولانا شیخ الحدیث والتفسیر صاحبزادہ سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، ناکارہ اور نالائق آپکو تھوڑی سی تکلیف دینا چاہتا ہے آپ کی شب وروز کی مصروفیات ومشاغل اگر چہ اس بار کے متحمل نہیں مگر اس نالائق کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی آجائیگی کیونکہ رب تعالیٰ نے آپ کو قومی وملی خدمات سے نواز کردہ عالمی تعارف بخشا ہے جسکے بارے میں آفتاب آمد دلیل آفتاب اس سے زائد لکھنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ نماز اور اسرار نماز پر اس نالائق نے مضمون لکھ کر رسالہ مرتب کیا ہے جو علمائے دیوبند رحمہم اللہ کی تصانیف کی خوشہ چینی اور اقتباس ہیں اسلئے اس مضمون پر اگر جستہ جستہ نظر فرما کر اگر شرف قبولیت بخشیں اور چند تقریظی الفاظ مبارکہ اس پر بطور مقدمہ ثبت فرمادیں گے تو مجھے امید ہے کہ ان مقبول الفاظ کی برکت سے یہ تالیف مقبول وپسندیدہ ہوجائیگی اور یہ الفاظ اس ناکارہ کیلئے سند اور ناظرین کیلئے جاذب اور کشش کا باعث ہونگے ۔ ورنہ من آنم کہ من دانم، فقط والسلام۔

بگرامی خدمت حضرت شیخی وشیخ الکل حجۃ اللہ علی العالم حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں التماس دعا ہے۔

دعا گو ودعا جو: ہاشمی

خریداری نمبر ۳۶۲۵۔مولانا محمد ایوب مہتمم سراج العلوم دھمتوڑ ضلع وتحصیل ایبٹ آباد

(۲)

۲۵ اپریل ۱۹۹۴ء　　(ہمارے قائد اور جماعت کشتیٔ نوح سے چمٹے ہوئے ہیں)

محترم المقام قائد جمعیت العلماء الاسلام دامت برکاتہم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، آج مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۹۴ء آپ کا فیصلہ در بارہ اتحاد کا مکتوب ملفوف موصول ہوا۔ خادم اگر چہ پشاور اکوڑہ خٹک اور مانسہرہ کی میٹنگ میں بوجہ کمزوری کے حاضر ہونے سے قاصر رہا مگر اس فیصلے پر ازحد خوشی ہوئی۔ کیونکہ ان اللّٰہ اعزّنا بالاسلام ۔ ہم جھوٹے اقتدار کو مکروفریب کا جال سمجھتے ہیں ہمیں تو اعلوا الھم مااستطعتم کا حکم ہے اور وما النصر الامن عنداللّٰہ اسکا کام ہے بلکہ میں تو اسی کو کامیابی بلکہ شاندار کامیابی سمجھتا ہوں کہ ہمارے قائد اور انکے اخوان کشتی نوح سے چمٹے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انکو استقامت مرحمت فرما رکھی ہے اور انشاء اللہ استقامت ہی پر گامزن رہیں گے۔

فقط والسلام مع الاکرام، عزیز مولوی عتیق الرحمان وقاری جمیل الرحمان کی طرف سے سلام عرض ہے۔

دعا گو ودعا جو محمد ایوب ہاشمی

---

۱ علمی وروحانی بزرگ شخصیت، وعظ وتدریس کے ساتھ اصلاح وارشاد کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے بعد ان کے فرزند صاحبزادہ عتیق الرحمان ہاشمی ادارہ اور مدرسہ چلا رہے ہیں، ناچیز اور جماعت سے تعلق اور محبت خطوط کے لفظ لفظ سے عیاں ہے اہل اللہ کی یہی توجہات ہی ہمارا اثاثہ دارین ہے ان کے صاحبزادگان بھی اسی مشن پر گامزن ہیں۔

(۳)

(باطل ننگی ناچ مگر جماعت وقیادت کی پائے استقلال کی لغزش سے حفاظت سب سے بڑی کامیابی ہے)

محترم المقام محسود الاماثل والاقران حضرت قائد جمعیت دامت برکاتہم، السلام علیکم! یادآوری اور ذرہ نوازی کا شکریہ۔ آپ کے معروفیات ہمارے لئے باعث صد تشکر ہیں۔ ہم آپکے جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ اس آڑے وقت میں جبکہ باطل ننگی کی طرح ننگے ناچ دکھا رہا ہے یہ آپ ہی کا حوصلہ اور مدد خدائے قدوس ہے کہ آپکے پائے استقلال میں کسی قدم پر لغزش نہیں آئی حضرت شیخ الحدیث امام العلماء قدس سرہ العزیز کے اٹل عزائم کے اثرات ہیں کہ رب تعالیٰ نے آپکو اور ہمیں کئی لغزشوں سے محفوظ کر رکھا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ آپکی قیادت اور سیادت پر پوری جماعت کو یقین ہے۔ نتائج رب قدیر کے حوالے ہیں مگر سب سے بڑی کامیابی تو آپکی عزیمت اور اخلاص ہے، دعا کا مستدعی ہوں صاحبزادگان کی دینی خدمات پر مامور ہو جانے پر از حد خوشی ہو رہی ہے۔ الحمدللہ تحریر و تقریر کا ملکہ موروثی ہے۔ اس ناکارہ اور خدام والا کے بچوں کیلئے دعا فرمائیں گے کہ رب تعالیٰ دینی اور ملی برکات نصیب فرمائیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت فیوضہم سے سلام عرض ہے اور آپکے تقریظی الفاظ[1] نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

فقط والسلام مع الاکرام

دعا گو دعا جو محمد ایوب ہاشمی از دھموڑ مری روڈ

(۴)

(والدہ ماجدہ مرحومہ کی تعزیت)

محترم المقام محسود الاقرآن والاماثل صاحب حق صاحبزادہ مولانا سمیع الحق دامت فیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اخبار میں حضرت اماں جان کی وفات حسرت آیات کی خبر پڑھ کر بہت ہی بے قراری ہوئی جنہوں نے ہمارے شیخ الحدیث اور استاذ محترم کی خدمت کا حق ادا کیا اور دارالعلوم حقانیہ کے پھلنے پھولنے میں اماں جان کی محنتوں اور دُعاؤں کا بڑا حصہ ہے۔ رب تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں مقامات عالیہ نصیب فرمائیں۔ اور آپ حضرات کو صبر جمیل مرحمت فرمائے۔ یہ ناکارہ حاضر ہوتا مگر کمزوری کی وجہ سے حاضری میں کوتاہی ہوئی۔ اسلئے تعزیتی عریضے پر اکتفاء کی گئی۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں دُعا کیلئے عرض ہے کہ رب تعالیٰ ہم پسماندگان کو دینی خدمات کی اہلیت نصیب فرمائیں اور آپ کے قافلے میں شامل فرمائے۔

فقط والسلام مع الاکرام ناکارہ ہیچمدان نالائق

محمد ایوب ہاشمی از دھموڑ

---

[1] مولانا ہاشمی کے کتاب نماز و اسرار نماز پر تقریظی کلمات

ڈاکٹر محمد ایوب قادری[1] کراچی

(۱)

(اردو کالج کے میگزین پر الحق میں تبصرہ ملاقات کی خواہش)

۲۸ مئی ۱۹۷۶ء

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم، مختلف مراسلات سے معلوم ہوا کہ ہمارے کالج اردو کالج کراچی کا میگزین تعلیمی پالیسی نمبر پر آپکے وقیع صحیفہ "الحق" میں تبصرہ ہوا ہے جو محترمی پروفیسر اختر راہی صاحب کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے میں آپ اور راہی صاحب دونوں کا شکر گزار ہوں۔ براہ کرم اس شمارے کی دو کاپیاں بھیجیں جسمیں تبصرہ شائع ہوا ہے۔ میں شکر گزار ہونگا۔ پہلے تو یہ رسالہ میرے پاس آتا ہی تھا اب عرصے سے نہیں آتا پھر میری بھی کوتاہی ہے کہ نہ تو کبھی کوئی مضمون لکھ سکا اور نہ ہی رسید بھیجی۔ آپ کراچی اکثر تشریف لائے مگر باوجود طرفین کے تعلق خاطر کے ملاقات نہ ہوسکی اب آئیں تو مجھے بھی اطلاع کیجئے تا کہ ملاقات کر سکوں۔

فقط والسلام: محمد ایوب قادری

(۲)

(الحق ملنے پر اطلاع)

۱۹ جون ۱۹۷۶ء

محترمی، سلام ورحمۃ، آپکا گرامی نامہ ملا، اس سے پہلے مطلوبہ دو پرچے (الحق) بھی ملے۔ شکریہ، انشاء اللہ میں کوئی مضمون الحق کو ضرور بھیجونگا۔

فقط والسلام محمد ایوب قادری

(۳)

(پشاور تین چار روز قیام)

۱۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام ورحمۃ اللہ، امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ آج ۱۷ اکتوبر ۷۸ء کو میں پشاور کیلئے روانہ ہو رہا ہوں۔ تین چار روز وہاں قیام رہیگا۔ واپسی میں اکوڑہ خٹک آپکے دارالعلوم دیکھنے کا خیال ہے شاید میں ادھر آؤں[2]۔

فقط مخلص ایوب قادری

(۴)

(ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کا اکھڑا اکھڑا مضمون ○ عبدالعزیز میمنی کا تلمذ ○ مولانا محمد میاں دہلوی کے مکتوبات)

۱۱ مارچ ۱۹۷۹ء

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت مکارمکم !۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آج آپکا رسالہ "الحق" ملا۔ میں نے اس میں دو تین مضمون

---

[1] مولانا ان گنے چنے افراد میں سے تھے۔ علمی تحقیق تجسس وریسرچ، جن کا اوڑھنا بچھونا تھا، جو علمی اور ادبی وملی ذوق اور صلاحیتوں کے مالک تھے۔ کئی تحقیقی کتابیں اور بے شمار مقالات سے علمی دنیا کو نوازا، وہ ہمارے ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری کے ساتھی اور ان جیسے علمی مزاج کے آدمی تھے۔ مقتدرہ قومی زبان کے علاوہ اپنے ادارہ تحقیق وتصنیف کراچی گورنمنٹ اردو کالج سے اعلیٰ خدمات انجام دیں۔ اسی جذبۂ علمی اور مزاج کے وجہ سے انہوں نے الحق کی پذیرائی کی، ناچیز سے تعلق اور محبت میں اکوڑہ خٹک آتے رہے، کراچی میں بھی کئی بار ان کی پذیرائی ملتی رہی۔

[2] ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ان کی آمد ہوئی اور بہت تفصیلی ملاقات رہی۔

فوراً دیکھ ڈالے۔ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کے مضمون میں بہت غلطیاں ہیں۔ وہ یوں تو اکھڑی اکھڑی عبارت لکھتے ہی ہیں مگر اسمیں کچھ زیادہ ہی ہے۔ انہوں نے مولانا میمن[1] کا تلمذ میاں نذیر حسین دہلوی سے لکھا ہے، جو صحیح نہیں ہے، موقع ملا تو میں اس پر مختصر سا نوٹ لکھ دونگا۔ اور کسی نے بھی یہ لکھدیا ہے۔ جس روز میاں نذیر حسین کا انتقال ہوا تھا اسی روز میمن صاحب دہلی پہنچے تھے اور انکی تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے اور بقول انکے انہوں نے نہلانے میں حصہ لیا تھا۔ یہ انہوں نے مجھ سے خود کئی مرتبہ بیان کیا تھا۔ مکتوبات[2] مولانا محمد میاں مرحوم کی اشاعت کا نمبر کب آرہا ہے ذرا کتابت غور سے دیکھ لی جائے اور اگر تمام مکتوبات ایک ہی اشاعت میں شائع ہوسکیں تو میں دلی شکر گزر ہونگا۔

فقط والسلام: مخلص محمد ایوب قادری نارتھ ناظم آباد کراچی

(۵)

۲۵ مارچ ۱۹۷۹ء (الحق اعلیٰ معیاری پرچہ ایک کرشمہ)

حضرت مولانا صاحب زیدت معالیکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ اور فروری کا شمارہ الحق ملا۔ دونوں کیلئے شکر گزار ہوں۔ واقعی آپ کی مصروفیات اور اس کے ساتھ الحق جیسے اعلیٰ معیاری پرچہ کی اشاعت ایک کرشمہ ہے۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مکتوبات محمد میاںؒ، اہتمام اور توجہ سے شائع ہوئے۔ اس شمارہ کی دو تین کاپیاں اور بھیج دیجئے انشاء اللہ کچھ نہ کچھ ضرور بھیجونگا۔ مختصر سا مضمون مولانا میمنی پر ارسال کرونگا۔ فقط والسلام: محمد ایوب قادری

(۶)

ارجولائی ۱۹۸۰ء (کراچی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری O پنڈی پہنچنے پر ملاقات کی خواہش)

جناب محترم حضرت مولانا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحق کا موجودہ شمارہ ملا۔ کیفیات و مندرجات سے مطلع ہوا۔ میں پندرھویں صدی ہجری کانفرنس میں شرکت کیلئے ۲ر جولائی کو پنڈی پہنچ رہا ہوں۔ شاید آپ سے پنڈی میں ملاقات ہوجائے۔ آپ کو یہ معلوم کر کے مسرت ہوگی کہ میں نے اپنا پی، ایچ، ڈی کا مقالہ مکمل کرلیا اور کراچی یونیورسٹی نے مجھے ڈاکٹریٹ کی ڈگری دے دی ہے۔ میرے مقالہ کا عنوان تھا ''اردو نثر کے ارتقا میں علماء کا حصہ شمالی ہند میں ۱۸۵۷ء تک'' آپ کے ادارہ کی بعض تصانیف دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ احباب و متعلقین کو سلام، کتب خانہ کی ترتیب کس منزل میں ہے۔ مخلص: محمد ایوب قادری

(۷)

۲۴ر نومبر ۱۹۸۰ء (سید احمد شہید کے اردو تصنیفات)

حضرت مولانا، سلام مسنون، آپ نے سید احمد شہیدؒ کی اردو تصنیفات پر مضمون شائع فرمایا اسکا شکریہ۔ اس کی پانچ کاپیاں حسب معمول بھجوایئے ۔ میں نے کل ایک مضمون راہ نجات اور اسکا مصنف بھیجا ہے اسکو بھی کسی اشاعت میں شائع کردیجئے۔ اسکی بھی چند

۱۔ مشہور نابغۂ روزگار شخصیت علامہ عبدالعزیز المیمنیؒ

۲۔ قادری صاحب کے نام مولانا محمد میاں دہلوی ناظم جمیعۃ علماء ہند دہلی کے مکاتیب کا اچھا خاصہ ذخیرہ تھا جو ماہنامہ الحق میں شائع ہوا۔

کا پیاں بھجوایئے۔والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے۔ میں آج اسلام آباد ادباء کانفرنس میں شرکت کیلئے روانہ ہو رہا ہوں۔امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔ فقط والسلام: محمد ایوب قادری

(۸)

مقتدرہ قومی زبان ۸ر ستمبر سنہ ۱۹۸۰ء (مصنفین اردو کی جامع فرہنگ کی تیاری کا منصوبہ)

مکرمی۔سلام مسنون! مصنفین اردو کی ایک جامع فرہنگ کی تیاری کا منصوبہ زیر غور ہے۔اس سلسلے میں آپ کی خدمت میں ایک فارم پیش کیا جارہا ہے اور اس کے مطابق ایک نمونہ بھی منسلک کیا جارہا ہے تا کہ آپ اس کے مطابق یہ فارم جلد از جلد مکمل کر کے ہمیں بھجوادیں۔

نیاز مند: ڈاکٹر محمد ایوب قادری داعی ذیلی مجلس اشاعت

(۹)

۳ر اپریل ۱۹۸۱ء (چھوٹے بھائی ابو معاویہ کی وفات)

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم! آپ کو یہ معلوم کر کے افسوس ہوگا کہ میرے چھوٹے بھائی محمد نعمت اللہ قادری عرف ابو معاویہ کا ۲ر اپریل ۱۹۸۱ء کو انتقال ہو گیا، وہ ۲۸ر مارچ کو ایک بس کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں سے درگزر کرے۔

میں نے ایک مضمون ”راہ نجات کے مصنف“ کے عنوان سے بھیجا تھا معلوم نہیں وہ ملا یا نہیں۔الحق میں شائع نہیں ہوا۔شفیق الدین صاحب کو سلام۔

فقط: غمزدہ محمد ایوب قادری

(۱۰)

(صاحبزادی کی شادی کی دعوت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔برخوردار سعید حسن قادری سلمہٗ کی شادی ہمراہ نور چشمی طاہرہ بیگم بنت جناب علی احمد صاحب ہونی قرار پائی ہے۔بتاریخ ۲۵ر ذیالحجہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۴ر اکتوبر ۱۹۸۱ء بروز ہفتہ بوقت ساڑھے سات بجے شب۔تقریب ولیمہ میں شرکت کی درخواست ہے۔ فقط والسلام

(۱۱)

۲۶ر دسمبر ۱۹۸۱ء (وفاقی مجلس شوریٰ کی رکنیت مبارکباد)

حضرت مولانا صاحب زیدت معالیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مشاورتی کونسل کی نامزدگی پر مبارکباد قبول فرمایئے۔آپ جیسے اہل نظر کی شمولیت ہی کامیابی کی ضامن نظر آتی ہے۔ہمارا مضمون ”راہ نجات“ کا کیا ہوا۔ خاکسار: محمد ایوب قادری

(۱۲)

(الحق میں ذکریوں پر معلوماتی مضمون)

محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحق کا شمارہ شعبان ورمضان ملا، ماشاء اللہ خوب ہے۔ ذکریوں کا مضمون نہایت معلوماتی اور حاصل رسالہ ہے۔ اگر اس سلسلے کے سابقہ مضمون بھی مل جائیں تو بہت خوب ہے۔[۱] پروفیسر منظور الحق صدیقی کیڈٹ کالج حسن ابدال، ایک زمانے میں اس موضوع پر تحقیق کر رہے تھے آپ ان کو لکھئے شاید ان سے کوئی مضمون مل سکے۔ دو مضمون ارسال خدمت ہیں۔ (۱) منصور حلاج از ثناء الحق صدیقی (۲) تحریک پاکستان کا پس منظر از محمد ایوب قادری۔ دوسرا مضمون اگرچہ مطبوعہ مگر اس کی اشاعت بہت قلیل ہوئی تھی (اگر مناسب سمجھیں تو شائع فرمادیں) محمد ایوب قادری کراچی ۳۳ نارتھ ناظم آباد

(۱۳)

(شیخ الحدیث کو اعزازی ڈگری ○ مغربی علوم والوں کو اکابر علماء کی عظمت کا احساس)

جناب محترم مولانا صاحب زیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ اول خدام الدین لاہور اور بعد ازاں الحق سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا والا نا مولانا عبدالحق صاحب متعنا اللہ بطول حیاتہ، کو پشاور یونیورسٹی نے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دی ہے، اس خبر سے مسرت ہوئی۔ اگرچہ ان کے علم وفضل کے اعتبار سے اس اعزاز کی کوئی حیثیت نہیں ہے، مگر اس سے اطمینان ہوا کہ اب ہمارے مغربی طرز کے علمی اداروں اور مغربی علوم کے فضلاء کو اپنے اکابر وعلماء کی عظمت کا احساس ہونے لگا ہے اور یہ بڑی بات ہے۔ دارالعلوم میں حاضری کے موقع پر پچھلے دنوں اس تقریب اور میری عدم فرصتی کی وجہ سے حضرت مولانا مدظلہ سے شرف ملاقات حاصل نہ ہونے کا سخت افسوس ہوا۔ خدا تعالیٰ پھر یہ موقع نصیب فرمائے۔ امید کہ آپ مع الخیر ہونگے، آپ سے ملاقات اور مختصر ملاقات میں بہت متاثر ہوا۔ خیال ہوا کہ اس پرچہ میں مولانا محمد میاںؒ کے خطوط شائع ہو رہے ہوں گے، براہ کرم سارے خطوط ایک ہی اشاعت میں چھاپئے۔ کبھی کبھی خدمت سے بھی مطلع فرمایا کریں۔ مخلص محمد ایوب قادری

۱۔ بعد میں ذکریوں کے بارہ میں صدیقی صاحب کے بڑے تحقیقی مضامین شائع کئے گئے۔

(الحق میں ڈاکٹر محمد ایوب قادری کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ تحریک پاکستان کا پس منظر [علما کا کردار اور غداروں کا طبقہ]، نومبر ۱۹۷۶/۲۳-۳۰،

۲۔ فاروق اعظمؓ اور صحابہ کرامؓ فروری ۱۹۷۷/۳۳-۴۰

۳۔ سید احمد شہیدؒ کی اُردو تالیفات [اُردو زبان کی ترویج میں علما کا حصہ]، ستمبر ۱۹۸۰/۲۱-۲۸،

۴۔ سید احمد شہیدؒ کی اُردو تالیفات — کتاب راہِ نجات اور اُس کے مصنف کی تحقیق [اُردو زبان کی ترویج اور علما]، مارچ ۱۹۸۲/۳۳-۴۱ مکتوبات مولانا محمد میاں بنام ایوب قادری

سینیٹر بابر خان غوری[1]
(نئے سال کی مبارکباد)

The New Year brings forth

New Ideas...

New opportunities...

New Challenges...

Karachi

Office : Ministry of Ports & Shipping
14/Floor PNSC Building
M.T.Khan Road, Karachi
Tel : (92-21) 9205801
Fax : (92-21) 9205803

Res : Ghauri House
C-170, KDA Scheme 1-A
Karachi
Tel : (92-21) 9231310

Islamabad

Office : Ministry of Ports & Shipping
Government of Pakistan
Block-D Pak. Secretariat,
Islamabad
Tel : (92-51) 9210322, 9210344
Fax: (92-51) 9215740

Res: Minister's Enclave
House # 27, F-5 Islamabad
Tel : (92-51) 9203288/3488,
Fax: (92-51) 9207432

كل عام و انتم بخير

وأطيب الا منيات بعام سعيد

Season's Greetings
and Best Wishes
for a Happy & Peaceful New Year!

Senator
Babar Khan Ghauri
Minister for Ports & Shipping
Government of Pakistan

---

[1] سینیٹر، وفاقی وزیر، ایم کیو ایم کے سرکردہ رہنما

ڈاکٹر محمد باقر خان، خاکوانی۔ جامعۂ زکریا ملتان

۱۷ فروری ۱۹۹۷ء (خبر واحد کی اہمیت)

محترم ایڈیٹر جریدہ "الحق" جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' خیریت موجود ومطلوب۔ آج سے چند ماہ قبل میں نے آپ کے موقر جریدہ کے لئے تحقیقی مضمون بعنوان "علماء اصول کے نزدیک خبر واحد اسکے اقسام اور قبولیت" بھیجا تھا مگر آج اتنی مدت گزر جانے کے باوجود آپ نے اس کے بارے میں مجھے کچھ مطلع نہیں فرمایا۔ میں ایک مدت سے آپ کے اس موقر جریدہ کا قاری ہوں اوراس کے علمی میدان میں کوششوں کا قدردان ہوں لیکن یہ امر مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آپ نے اس مضمون کے بارے میں مجھے کیوں مطلع نہیں کیا۔ حالانکہ باقی علمی وتحقیقی جرائد کو جب بھی میں نے مقالہ جات بھیجے ہیں انہوں نے مجھے چند دنوں کے اندر اس کے بارے میں مطلع کر کے ان کو شائع کر دیا ہے۔ مجھے آپ سے بھرپور امید ہے کہ آپ میرے اس خط کا جلدی جواب دے کر مجھے میرے مضامین کے بارے میں مطلع فرمائیں۔ باقی ملتان یا "جامعہ زکریا" میں کوئی کار لائق ہو تو بندہ حاضر ہے۔

یہ امر بھی محل نظر رہے کہ یہ خط میں دوسری مرتبہ بھیج رہا ہوں۔ بہت شکریہ نیازمند محمد باقر خان خاکوانی استاد شعبہ علوم اسلامیہ۔ ملتان

☆☆☆

جناب بحر اللہ ہزاروی[1] ڈائریکٹر وزارتِ حج اسلام آباد

۱۹ جنوری ۱۹۷۹ء

محترم حضرت مولانا صاحب۔ ایڈیٹر "الحق" اکوڑہ خٹک پشاور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ سے غائبانہ طور پر تعارف تو بہت تھا اور ہے۔ اب مولانا عبدالعظیم صاحب[2] سے ملاقات ہوئی جو میرے بڑے بھائی کے دوست ہیں۔ میرے بڑے بھائی اب "رابطہ عالم اسلامی" کے مستقل نمائندے ہیں اور آج کل برازیل میں ہیں۔

یہ خط صرف دے رہا ہوں اور یہاں رہ کر آپ کے لئے اور قبلہ حضرت مولانا صاحب مدظلہ العالی کے لئے حرم شریف اور مسجد نبوی میں دعائیں کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ ان سے قبل مولانا شیر علی شاہ صاحب سے بھی تعلقات ہیں۔ میرے لائق جو بھی خدمت ہو میں تیار ہوں اور دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔ بحر اللہ الهزاروی

سکرٹیر ثانی (الرابطہ) السفارۃ الباکستانیہ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

---

[1] مولانا ہزاروی اب وزارت حج کے ڈائریکٹر اور حرمین میں حج کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ بڑے مرنجاں مرنج انسان اپنی قابلیت سے سعودی شاہی خاندان کا قرب واعتماد حاصل کیا۔ سعودی فرمانرواؤں پر سوانحی کتاب بھی لکھا۔

[2] مولانا سوات کے باشندہ اور دارالعلوم حقانیہ سے فراغت کے بعد تحصیل چندہ پر مامور تھے۔ تادم حیات یہ خدمت انجام دی۔

ڈاکٹر ابوالفضل بخت رواں

(کیا امام ابوحنیفہؒ افغانی النسل تھے؟)

اگست ۱۹۸۲ء

مکرمی مولانا محترم سلام مسنون۔ ماہنامہ "الحق" جلد ۱۷ شمارہ ۶ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ مطابق اپریل ۱۹۸۲ء عنوان "افکار و تاثرات" کے ذیل میں صفحہ ۵۴، ۵۵ پر جناب جانباز ملک علوی صاحب میرے ایک سابقہ مضمون زیر عنوان "ملت افغان" (الحق صفر المظفر ۱۴۰۲ھ) کے شق ۴۲ پر معترض ہو کر فرماتے ہیں کہ موصوف کے اس دعوی کا تاریخی حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔

ملک صاحب کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جو امام ابوحنیفہؒ کے افغانی ہونے کا دعویٰ کیا تھا وہ باطل ہے، بلکہ موصوف کے نزدیک وہ فارسی ہیں۔ چونکہ "الحق" کا یہ کالم افکار و اخبار بہت محدود ہے اس لئے میں اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مختصر بحث پر اکتفا کروں گا۔

<u>امام ہمامؒ اور ملت افغان میں قدر مشترک</u>

۱۔ بمصداق الجنسُ یمیل الیٰ جنسہ اکثر افغانوں نے امام صاحب کی فقہ دل سے قبول کی ہے، فارسیوں نے اس کے مشن کو رد کیا ہے، عربوں نے کما حقہ اس کے مسلک کو اختیار نہیں کیا بلکہ مالکی، شافعی اور حنبلی مسالک کی طرف زیادہ راغب ہوئے۔

۲۔ افغانوں کے ہاں ایک قانون ہے جس کو وہ اپنی اصطلاح میں پختو کہتے ہے یہ قبل از اسلام سے لے کر آج تک موجود ہے، قرآن و سنت کے علاوہ وہ اپنے جرگوں میں اس قانون کے مطابق مقدمات طے کرتے ہیں۔

امام ہمام چونکہ افغانی ذہن کے مالک تھے اس لئے ان کی فقہ اور پختو میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے، اس لئے افغانوں نے ان کو اپنا سمجھ کر اپنایا۔

۳۔ افغان اتنے خوددار اور مصمم ارادے کے مالک ہوتے ہیں کہ وہ کسی ظالم جابر کے سامنے جھکتے نہیں۔ امام صاحب نے حاکم وقت کی پیش کش ٹھکرائی حتیٰ کہ قید میں جان دے دی لیکن قسم کھا کر قضا کا عہدہ قبول نہیں کیا۔

۴۔ ہمارے ملک میں کئی قومیں مہاجر بن کر تشریف لائی ہیں۔ مگر آج کل کے افغانی مہاجر اس گرانی کے دور میں بڑی مشکل زندگی گذارتے ہیں۔ اپنے ہاتھ کی کمائی پر گذر کرتے ہیں کسی کے سامنے ہجرت کے نام پر سوال نہیں کرتے۔

یہی معاملہ امام الاعظم کا تھا۔ درس و تدریس اور تدوین فقہ سے انہیں کہاں فرصت تھی۔ ایسے علماء ہمیشہ امراء و حکماء کے دروازے کھٹکھٹاتے ہیں لیکن امام صاحب نے تجارت اختیار کی، خوب کمایا، خوب کھایا۔ طلبہ، مدرسین اور محتاجوں کو کھلایا اور دولت کے بل بوتے پر حاکم وقت کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

۵۔ "احمد ابدالی جو افغانی" تھے، نے ابتدا میں قوم کی طرف بادشاہی کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن مرشد کے اصرار پر جب قبول کیا تو اس کا حق بھی ادا کیا۔ افغانی عہدے کے بھوکے نہیں ہوتے۔

۶۔ فرید خان، شیر شاہ سوری افغانی (فتحان) کون نہیں جانتا، اس نے تقریباً چار سال کے دوران حکومت میں ہند کو ایسا نظام دیا جو آج تک کوئی حکمران اس کا بدل ہند کو نہ دے سکا۔ چونکہ خود بڑا عالم دین اور مذہب حنفی کے مقلد تھے، اس لئے امام صاحب کے وضع کردہ فقہ قانون کو قلیل عرصہ میں نافذ کر کے دکھایا۔ مذکورہ سطور بطور نمونہ پیش کیں، تاکہ قارئین کو امامی اور افغانی افکار کی مماثلت و مشاکلت کا پتہ چلے۔ اب تاریخی حقائق کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں کہ امام صاحب افغانی النسل ہیں۔

عن عمر بن حماد بن ابی حنیفة قال: ابو حنیفة النعمان بن ثابت بن زوطی، فاما زوطی فانه من اهل کابل وولد ثابت علی الاسلام. وکان زوطی مملوکاً لبنی تیم الله بن ثعلبة فاعتق، فولاه، لبنی تیم الله بن ثعلبة ثم لبنی

فـصـل... ترجمہ۔عمر بن حماد بن ابی حنیفہ فرماتے ہیں: ابوحنیفہ یعنی نعمان بن ثابت بن زوطی بہرحال زوطی کابل سے تھے اور ثابت حالت اسلام میں پیدا ہوئے، زوطی بنی "تیم اللہ بن ثعلبہ" کے غلام تھے۔ آزاد کردئے گئے، پھر تیم اللہ بن ثعلبہ نے ان کو اپنا حلیف بنایا، پھر بنی قفل نے۔۔۔۔۔(تاریخ بغداد مؤلفہ تاریخ بغدادی جلد ۱۳، ۳۲۴، ۳۲۵ طبع بیروت)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس روایت کا آخری راوی کون ہے؟ حماد بن ابی حنیفہ ہے یہ صاحب کون ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ امام ابوحنیفہ کا اکلوتا بیٹا ہے اس کا ثبوت کہاں؟ ثبوت کے لئے "سیرت نعمان" مؤلفہ شبلی نعمانی ۲۹ طبع لاہور۔اور "ائمہ اربعہ" مولفہ رئیس احمد جعفری ۱۸ طبع لاہور ۱۹۶۸ء ملاحظہ ہو۔ یہ تو ہوئی امام صاحب کے بیٹے کی روایت، اب اس کے پوتے کی روایت سنو! جس پر میرے معترض جانباز صاحب نے بھی زور دیا ہے۔ میں "اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن مرزبان" ہوں ہم لوگ نسل فارس سے ہیں اور کبھی کسی کی غلامی میں نہیں آئے ہمارا دادا ابوحنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ثابت بچپن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے انہوں نے ان کے خاندان کے حق میں دعائے خیر کی تھی ہم کو امید ہے کہ وہ دعا بے اثر نہیں رہی۔ (تاریخ بغداد للخطیب جلد ۱۳، ۳۲۶)

۱۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شبلی نعمانی صاحب نے امام صاحب کے بیٹے کی روایت رد کر کے پوتے کی روایت کیوں قبول کی۔ حالانکہ مقولہ مشہور ہے "الفضل للمتقدم" (فضیلت مقدم کی ہوتی ہے) اس لئے کہ شبلی صاحب خود "نعمانی" تھے۔ اور وہ افغانی ہونا پسند نہیں کرتے تھے کیوں؟ کیونکہ انگریزوں نے افغانوں کے خلاف کئی جنگیں لڑیں مگر کامیاب نہ ہوئے تب انہوں نے افغانوں کے خلاف ذلت آمیز پروپیگنڈہ شروع کیا۔ انگریزوں کے بقول خونخوار قوم میں امام صاحب کو شامل کرنا شبلی صاحب نے مناسب نہ سمجھا حالانکہ کہ یہ قوم تاریخ کی غیرت مند قوم ہے۔

۲۔ اسلام سے پہلے سارا عراق پارسیوں کی تسلط میں تھا اور اسلام کے بعد بھی ان کا اثر رسوخ رہا، اس لئے ان کی شر سے بچنے کے لئے امام صاحب کے پوتے نے مذکورہ اعلان کیا کہ ہم فارسی ہیں۔ ہمیں حضرت علیؓ سے عقیدت ہے اور ہمارا دادا ۸۰ھ میں پیدا ہوا۔ یہ فقرہ اس روایت کا رد ہے جس میں کہا گیا ہے کہ امام صاحب نصرانی پیدا ہوئے تھے۔ پوتے کے بیان سے پہلے وہ مجہول النسل نہیں تھے۔ حالات کا تقاضا تھا کہ اکثریت پارٹی کی شر سے بچنے کے لئے اس قسم کا بیان دے دیں۔ کیونکہ ابتدا سے بعض لوگ امام صاحب کی عقلی بصارت و فراست سے جل بھننے لگے اور مخالفت پر تل گئے۔ جوں جوں آپ کی شہرت بڑھتی گئی۔ مخالفت "نقطۂ عروج" پر پہنچ گئی اور پوتے کے زمانے تک یہ مخالفت شدت تک پہنچی ہوگی (واللہ علم)۔ قارئین کی مزید تسلی کے لئے مزید دو تاریخی حقائق پیش کر کے بحث کا باب بند کرتا ہوں۔

۱۔ "دائرۃ معارف اسلامیہ" جلد ا جامعہ پنجاب۔ ترجمہ ابوحنیفہ کے ذیل میں اس قسم کی عبارت لکھی گئی ہے۔ "ان کے دادا جن کا اسلامی نام غالباً نعمان تھا کابل کے رہنے والے تھے خطیب بغدادی نے شمارہ ۲۹۷ میں علاوہ کابل ببابل انبار ترمذ اور نسا (سہا) کے نطی بھی درج کیا ہے۔

۲۔ دمشق یونیورسٹی کے اکاڈیمی آف عربی زبان کے عضو ڈاکٹر "کارل شتوز" مشہور مستشرق اپنے مقالہ "اللغة العربية في افغانستان" میں یوں رقم طراز ہیں: - "وابوحنيفة النعمان بن ثابت مؤسس المذهب الحنفي كان من الاصل الافغان لان جده أسر عند فتح مدينة كابل و دخل الى الكوفة". ابوحنیفہ نعمان بن ثابت جو حنفی مذہب کے بانی ہیں، افغانی النسل تھے، ان کا دادا کابل شہر کے فتح کے وقت گرفتار کر کے کوفے میں داخل کردیئے گئے (ملاحظہ ہو مجلۃ مجمع العلمی العربی بدمشق جلد ۳۰، ۳۲ جنوری ۱۹۵۵ء)

ایک مستشرق کو امام صاحب فارسی ہونے یا نہ ہونے میں کیا دلچسپی تھی لیکن وہ محقق ہے اور حق بات لکھ دی۔ جب میں بغداد میں قیام پذیر تھا تو وہاں کے جید علما سے میں نے سنا تھا کہ امام صاحب کے اجداد کابلی تھے۔ آخر میں راقم، معترض جانباز کی جانبازی کا نہایت شاکر ہے جس نے اسے مزید ورق گردانی کا موقع فراہم کیا۔ (ڈاکٹر ابوالفضل بخت رواں پشاور یونیورسٹی)

مولانا بدرالحسن القاسمی[1]

مدیر اعلیٰ الداعی (عربی) دیوبند و استاذ دارالعلوم دیوبند

(۱)

(عربی رسالہ الداعی سے تعاون)

۱۳۹۸/۱/۲۹ھ باسمہ تعالیٰ

حضرت گرامی! سلام مسنون۔ آج پہلی دفعہ آپکے موقر ماہنامہ "الحق" کا ایک شمارہ موصول ہوا۔ یاد آوری کیلئے شکر گزار ہوں۔ عرصہ سے تمنا تھی کہ جناب کی خدمت میں عریضہ ارسال کروں اور "الداعی" کیساتھ تعاون اور تبادلہ کی گزارش کروں لیکن تدریس اور پرچہ کی ترتیب و ادارت کی مکمل ذمہ داری نے اسکا موقع نہیں دیا۔ "الداعی" تو آپکی خدمت میں پہنچ ہی رہا ہوگا "الحق" آنا شروع ہوگیا ہے۔ امید ہے یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ ایک گزارش یہ ہے کہ پاکستان کے ارباب علم وفضل شاید الداعی کے بارے میں زیادہ واقفیت نہ رکھتے ہوں، اگر آنجناب اپنے ماہنامہ میں کوئی تعارف وتبصرہ فرمادیں تو دارالعلوم کیساتھ ایک مخلصانہ تعاون ہوگا۔ قلمی تعاون کا بھی اگر موقع ہوتو دریغ نہ فرمائیں۔ مخدوم گرامی حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض ہے اور دعا کی درخواست۔

بدرالحسن القاسمی (دارالعلوم دیوبند)

(۲)

(پاکستان میں الداعی کیلئے رابطہ کی ذمہ داری)

۱۳۹۸/۴/۱۹ھ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

فضيلة الاخ الكريم الشيخ سميع الحق! الموقر. حفظكم الله وتولاكم برعايته

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد! فقد تلقيت خطابكم الاخوى الكريم الذى ضمنتموه عواطف اخوية ' ومشاعر مخلصيه وانى اشكركم على حسن متابعتكم للجريدة و جميل انطباعكم عنها.

وحتى الآن لم نتلق اعداد مجلة الحق السابقة التى بعثتم بها، ولا العددالذى كتبتم فيه عن الداعى ' فالتمس من فضيلتكم التفضيل بارسال تلك الاعداد: وهما لا يختلف فيه اثنان انكم تقومون بمجهود ضخم فى خدمة الاسلام و المسلمين ' وفقنى الله واياكم بمزيد من التعاون على دروب الخير والفضيلة واخيرا آمل من سماحتكم التكرم بجميع بدل الاشتراك[2] للداعى الذى سيرسل اليكم من داخل باكستان. وابلغوا اذكى تحياتى الى فضيلة ابيكم المحدث البارع الشيخ عبدالحق المحترم و دمتم باالخير والعافيه

بدر الحسن القاسمى ۱۳۹۸/۴/۱۹

---

[1] مشہور مصنف، مدرس اور منتظم اور عربی انشاء وتحریر پر عبور رکھنے والے علماء دیوبند کے گنے چنے افراد میں سے سمجھے جاتے ہیں، دارالعلوم دیوبند سے پہلی بار عربی وقیع مجلہ "الداعی" کے نام سے بہتر انداز میں چلایا۔ آج کل کویت میں اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔

[2] الداعی کے پاکستان میں خریداری کے لئے ناچیز کو رابطہ کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور اسکا بدل اشتراک یہاں جمع ہوتا تھا۔

(۳)

۱۳۹۸/۵/۲۰ھ (تصانیف ومجلات علماء دیوبند کی فہرست سازی کا منصوبہ O

الداعی سے حسن تعاون کا شکریہ O دارالعلوم پر "الحق" کا اداریہ)

باسمہ تعالیٰ۔ حضرت گرامی! سلام مسنون۔ آپکے دو گرامی نامے بیرنگ موصول ہوئے۔ اکابر دارالعلوم کی تصنیفات (۱) کی جامع فہرست تیار کرنے کا منصوبہ نہایت مبارک اور اہم ہے۔ ہم لوگوں سے جو کچھ تعاون اس سلسلہ میں ہوسکے گا وہ ضرور کریں گے۔ البتہ اس کی نوعیت کیا ہو یہ بات ابھی مشورہ طلب ہے۔ مولانا ازھر شاہ صاحب سے بھی میں نے اسکا ذکر کیا تھا، ہم لوگ باہم مشورہ کرنے کے بعد جو مناسب شکل ہوگی اس سے آپ کو مطلع کریں گے۔ امید ہے کہ آپ نے اپنے طور پر کام شروع کر دیا ہوگا۔

"الداعی" کے حسن تعاون کے سلسلہ میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں، خریداری فیس تو ہم نے وہی رکھی ہے۔ جو ہندوستان میں ہے لیکن ڈاک کا خرچ اتنا زیادہ ہے کہ اس کا تحمل ادارہ نہیں کرسکتا۔ پاکستانی روپے کی قیمت بھی کسی قدر کم ہے۔ اسلئے عام ڈاک سے سالانہ زر اشتراک ۴۰ روپے (پاکستانی) کا آپ اعلان کر دیں۔ اب تک ہم ہوائی ڈاک سے تمام پرچے پاکستان بھیجتے رہے ہیں لیکن آئندہ ریل سے بھیجا کریں گے۔ کوئی صاحب اگر ہوائی ڈاک سے ہی منگانا چاہیں تو زر اشتراک ۷۵ روپے سالانہ۔ ہمیں اسکی اطلاع آپ باقاعدہ دے دیں۔

"الحق" کا تازہ شمارہ مل گیا ہے۔ دارالعلوم کے متعلق اداریہ نظر سے گزرا۔ آپ حضرات دارالعلوم کے ساتھ اپنے مخلصانہ ربط وتعلق پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس شمارہ کا انتظار ہے جس میں آپ "الداعی" کا ذکر فرمائیں۔ ہندوستان میں اپنے خریداروں سے آپ الداعی کے پتہ پر رابطہ قائم کرنے کی ہدایت کرسکتے ہیں۔ مجھے اس باہمی تعاون سے خوشی ہوگی۔

حضرت گرامی مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض کریں۔ بدرالحسن القاسمی (دارالعلوم دیوبند)

(۴)

۲۴/جون ۱۹۷۸ء ("الداعی" کیلئے عرب ریاست کا عطیہ O قلبی وابستگی کا اظہار)

مخلص گرامی! سلام مسنون۔ آپ کا محبت نامہ ملا، الداعی کے لئے آپ کی مخلصانہ کوششوں کے سلسلہ میں بھی سراپا سپاس ہوں، آپ ہمیں خریداری قبول کرنے والوں کے پتے سے مطلع فرمائیں۔ کسی طرح کی شکایت کا موقع خدا نے چاہا تو نہیں ہوگا۔ البتہ ڈاک کے نظام کی ابتری کا تجربہ تو خود آپ کو بھی ہے۔ تاہم جس خریدار کی طرف سے بھی پرچہ کے نہ ملنے کی اطلاع مجھے موصول ہوگی میں پرچہ ضرور دوبارہ بھجواؤں گا۔ تاریخ دارالعلوم کا نسخہ آپکی خدمت میں انشاء اللہ جلد ہی پہنچوانے کی کوشش کروں گا۔ آپ سے چونکہ ایک قلبی وابستگی سی ہوگئی ہے، کیونکہ میں عمر میں آپ سے کافی چھوٹا ہوں، اس لئے آپ کی اطلاع کے لئے یہ بات عرض کرتا ہوں کہ "الداعی" کے لئے ایک عرب ریاست نے گرانقدر عطیہ از خود منظور کرلیا ہے۔ ہم سب کو دارالعلوم کے مفاد میں بیش از بیش حصہ لینا چاہیے۔ مولانا ازھر شاہ[۲] تک میں

---

۱ علماء دیوبند کے تصانیف کی ایک جامع انسائیکلو پیڈیا مرتب کرنے کا منصوبہ جس پر ابتدائی کام بھی شروع کر دیا تھا، مگر خواب شرمندہ تعبیر رہ گیا۔ کوئی ہمت کر کے اس کام کا بیڑا اٹھائے تو ایک سرسری اندازے سے یہ تعداد ہزاروں سے متجاوز ہو کر لاکھوں تک پہونچ سکتی ہے۔ "الفہرست بن ندیم" اور "کشف الظنون" کی طرح یہ حوالے کی ایک نادر چیز ہوگی۔ اور علماء دیوبند کے لامثال علمی اور تحریری خدمات سے بھی دنیا کو آگاہی ہو جائے گی۔ اس طرح ایک کام علماء دیوبند کے ماہنامہ ہفت روزہ سہ ماہی صحائف مجلات اور جرائد کی تفصیل مرتب کرنے کی ہے جس کا کچھ ابتدائی کام شروع کر بھی چکا تھا۔ حکیم الاسلام قاری محمد طیب مرحوم ان دونوں کاموں پر خوشگوار حیرت کا اظہار کرتے رہے اور اہمیت وضرورت کی تائید بھی۔ (س)

۲ مولانا سید ازھر شاہ قیصر مدیر ماہنامہ "دارالعلوم دیوبند" فرزند حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ۔

نے آپ کا گرامی نامہ پہنچا دیا ہے۔ تفصیلی عریضہ پھر کسی وقت لکھوں گا۔ آج "الحق" بھی موصول ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھے۔ والد بزرگوار کی خدمت میں میرا اسلام پیش فرمائیں۔ فی الحال تو کوئی ضرورت سامنے نہیں ہے۔ لیکن خدا نے چاہا تو زندگی میں آپ سے ملاقات کے مواقع تو ضرور ہی حاصل ہوں گے۔ بدر الحسن القاسمی

(۵)

۲/۵/۱۳۹۹ھ (اسلامی جغرافیائی کانفرنس "ریاض" O تاریخ دار العلوم کے مصنف رضوی صاحب کا انتقال)

حضرت مکرم! سلام مسنون۔ مدت سے کوئی عریضہ ارسال خدمت نہ کر سکا۔ اسکا بے حد افسوس ہے۔ دراصل اس عرصہ میں کچھ ایسے حالات رہے کہ تمام معمولات درہم برہم ہو گئے۔ جنوری کے اواخر میں ریاض میں "اسلامی جغرافیائی" کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں شرکت کے لئے چلا گیا تھا اور مسئلہ فلسطین پر ایک طویل ومفصل مقالہ بھی پڑھا۔ خداوند قدوس نے عمرہ کی سعادت اور مدینہ طیبہ کی حاضری بھی مقدر کر رکھی تھی۔ واپسی کے بعد وطن چلا گیا۔ اور کچھ گھریلو قسم کے حوادث سے دوچار رہا۔ اب پھر اپنی ذمہ داریوں میں الجھ گیا ہوں۔ "الداعی" تو آپ کی خدمت میں پہنچ ہی رہا ہوگا۔ اس عریضہ کے ساتھ علمی جغرافیہ کانفرنس کی مختصر روداد "الحق" کے لئے پیش خدمت ہے۔ اسے مناسب سمجھیں تو شریک اشاعت کر لیں۔ "تاریخ دار العلوم" کے مصنف سید محبوب رضوی کا اچانک انتقال ہو گیا ہے۔ دیگر حالات ٹھیک ہیں۔ صد سالہ کی مہم اب زور وشور سے شروع ہوئی ہے۔ اور یہ امید قائم ہو چکی ہے کہ جلد از جلد اجلاس ممکن ہو سکیگا۔ حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض ہے اور دعا کی درخواست ہے۔ اب تو جی یہ چاہتا ہے کہ کسی مناسب موقع پر آ کر آپ حضرات سے نیاز حاصل کروں وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ بدر الحسن القاسمی (دار العلوم دیوبند)

(۶)

۷/۸/۱۳۹۹ھ (شیخ عبد الفتاح ابوغدہ کے علمی کارنامے)

برادرم مکرم ومحترم! سلام مسنون۔ "الحق" کا وہ شمارہ مل گیا تھا جس میں آپ نے ازراہ عنایت ریاض کانفرنس کی روداد کو جگہ دی تھی۔ اس کے علاوہ آپ کا گرامی نامہ بھی دستیاب ہو گیا تھا۔ اس وقت صد سالہ اجلاس کی تیاری کی مہم زور وشور سے جاری ہے۔ آخری اور قطعی تاریخوں کا بھی اعلان ہو گیا ہے۔ "الداعی" تو آپ کی خدمت میں مسلسل پہنچ ہی رہا ہوگا۔

اس خط کے ساتھ شیخ عبد الفتاح ابوغدہ[1] کے علمی کارناموں سے متعلق اپنا ایک مضمون "الحق" کے لئے ارسال کر رہا ہوں۔ وصولیوں کی رسید سے مطلع فرمائیں۔ "تاریخ دار العلوم" آپ کی خدمت میں بھجوانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ خدا کرے کوئی مناسب صورت آپ تک پہنچنے کی پیدا ہو جائے۔ محترم والد صاحب قبلہ کی خدمت میں میرا بیش از بیش سلام کہہ دیں اور دعا کی درخواست بھی پیش کر دیں۔ ان جیسے اکابر علماء وفضلاء کا وجود تو اس وقت مغتنمات میں سے ہے۔ خدا کرے آپ ہر طرح خیر وعافیت سے ہوں۔ نیازمند: بدر الحسن القاسمی

(۷)

۲۹/۷/۱۴۰۰ھ (دیوبند کے صد سالہ جشن کی حشر سامانی اور نظر بد)

برادرم مکرم! سلام مسنون۔ آہ کتنی! آرزؤں اور تمناؤں کے بعد اجلاس میں یکجا ہونے کی صورت پیدا ہوئی تھی مگر اجلاس کی حشر سامانی کی

[1] ملک شام کے محقق علامہ، فقہ حنفیہ اور علوم وتصانیف علماء دیوبند وہند کے عالم عرب میں پہلے وکیل دار العلوم تشریف لائے طلبہ سے خطاب کیا اور اپنے وقیع مؤثر تاثرات بھی قلمبند فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے حرمین میں بھی ان سے ملاقاتوں کا موقع عطا فرمایا اور ان کی شفقت ومحبت نصیب رہی۔ (س)

وجہ سے احساس اب بھی ہوتا ہے کہ گویا ملاقات ہوئی ہی نہیں۔خاص طور پر حضرت مدظلہ سے تو سرسری نیازمندی کی صورت بھی پیدا نہ ہوسکی۔کاش میں خود پاکستان آسکتا۔خیر۔سردست حاضری کا مقصد "الحق" کے لئے ایک مختصر سے مضمون کی پیش کش ہے۔تنظیم اور موتمر کے سلسلے کے خرخشے نے پورے ادارے کی عزت خاک میں ملا کر رکھدی ہے۔اس قدر بے آبروئی ہر حلقہ میں ہورہی ہے کہ خدا کی پناہ۔ حالانکہ اجلاس کی ایک ہیبت سی غیر مسلموں میں بھی قائم ہوگئی تھی۔اور اب تو اندرون دارالعلوم بھی شر وفساد کا ماحول بنتا جارہا ہے۔اقتدار کی چپقلش میں خدا معلوم امت کی اس اہم ترین امانت کیلئے کیا مقدر ہے؟نوبت بآنجا رسید، کہ دارالعلوم میں بغیر سالانہ امتحان کے تعطیل کرنی پڑی۔دعا کی بھی درخواست ہے اور اس طرف متوجہ رہنے کی بھی۔حضرت مدظلہ سے خصوصیت کے ساتھ میرے لئے اور ادارہ کے امن وسکون کیلئے دعا کی درخواست فرمائیں۔ نیازمند: بدرالحسن القاسمی ۲۹/۷/۱۴۰۰ھ

(۸)

۱۸/۳/۱۴۰۱ھ

برادرم! سلام مسنون! پاکستان آیا لیکن آپ کی زیارت نہ ہوسکی۔اب باقاعدہ ھذِر حال کروں گا۔

محتاج دعا: بدرالحسن القاسمی مدیر "الداعی" دارالعلوم دیوبند

(۹)

۵/۲۶ / ۱۴۰۱ھ (علمی ادارہ یا سیاسی اکھاڑہ O دارالعلوم دیوبند کا المیہ ماضی حال اور مستقبل)

برادرم مکرم! سلام مسنون۔عنایت نامہ ملا مضمون "الحق" میں پہلے ہی نظر سے گزر چکا تھا۔آپ کی اس کرم فرمائی کا بے حد شکر گزار ہوں' پاکستان آنے کے بعد آپ سے نہ ملنے کا بے حد افسوس رہا، میں نے اس کی بھی کوشش کی کہ ٹیلیفون کے ذریعہ رابطہ قائم ہو لیکن اسکی بھی کوئی صورت نہ بن سکی اور ویزہ بھی محدود تھا اسلئے اکوڑہ خٹک آنے کی بظاہر کوئی شکل نہیں تھی ممکن ہے مستقبل قریب میں ملاقات کی راہ نکل آئے، ولن ربی لطیف لما یشاء

صد سالہ اجلاس[1] کے بعد سے دارالعلوم کے شب وروز اس قابل کہاں رہ گئے ہیں کہ ان کی روداد مرتب کی جائے علمی ادارہ کو جب سیاسی اکھاڑا بنادیا جائے تو کچھ اس کے بارے میں لکھنا یا کہنا بڑا مشکل کام ہوجاتا ہے۔دارالعلوم کا المیہ یہ ہے کہ اس کا ماضی بے حد تابناک تھا حال بے ہی نہیں اور مستقبل کے بارے میں کچھ کہا نہیں جاسکتا۔سوچتا ہوں کہ آپ کی فرمائش کس طرح پوری کروں اور ہم لوگوں کی وہ کیا علمی سرگرمیاں ہیں جنکی تفصیل آپ کو ہر ماہ الحق کے لئے بھیجوں تاہم اس بات کی کوشش کروں گا کہ الحق کا کوئی شمارہ اپنی کاواک نویسی سے خالی نہ رہ جائے۔والامر بید اللہ۔

حضرت مدظلہ سے میرا سلام کہیں اور دعا کی درخواست بھی۔چند دن کراچی میں بھائی تقی صاحب اور ڈاکٹر عبدالرزاق وغیرہ کی معیت میں بہت اچھے گزرے تھے۔آپ سے بھی ملاقات ہوجاتی تو لطف دوبالا ہوجاتا۔ والسلام بدرالحسن القاسمی

نوٹ:۔ خطوط میں مشارالیہ مضامین مطبوعہ "الحق" کی تفصیل یہ ہے:۔

[1] دارالعلوم دیوبند کو صد سالہ جشن سے نظر بد لگ گئی اور وہ خلفشار پیدا ہوا کہ الامان۔الحفیظ جو بالآخر دارالعلوم کے تقسیم وتفریق یا متوازی ادارہ کے قیام پر منتج ہوا۔(س)

(الحق میں بدرالحسن القاسمی کے مضامین کی تفصیل)

(۱) ریاض کی اسلامی جغرافیائی کانفرنس [بر مسئلہ فلسطین]، اپریل ۱۹۷۹/ ۱۵-۱۹ (۲) شیخ عبدالفتاح ابوغدہ، اگست ۱۹۷۹/ ۲۳-۲۸

(۳) دارالعلوم دیوبند اور عالم عرب، فروری ۱۹۸۱/ ۵۱-۵۵

مولانا سید برکات احمد سینیٹر[1] جلالپور شریف

۱۲ جنوری ۱۹۹۴ء (تہنیت نامہ)

مکرمی مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کے فرزندار جمند مولانا حامد الحق حقانی کے ولیمہ میں شمولیت کے لئے مشکور ہوں۔ چند دنوں سے خرابی صحت کی وجہ سے سفر نہیں کر سکتا۔ امید ہے شادی بخیر وخوبی سرانجام ہوئی ہوگی۔ میری طرف سے دلی مبارک قبول فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ دولہا دلہن کے حامی وناصر ہوں اور آپ کو تادیر انکی خوشیاں دیکھنی نصیب ہوں۔

سید برکات احمد سجادہ نشین جلالپور شریف

(آستانہ خواجہ غلام حیدر علیؒ)

☆☆☆

حاجی برکت علی احرار

ستمبر ۱۹۹۲ء (پاکستان میں کیا کیا ہوگا؟ علامہ انور صابری کے اشعار O مولانا مدنیؒ نے الہامی قرار دیا)

آج سے ۴۵ سال قبل دہلی کے ایک اجلاس جس میں حضرت مدنیؒ کی صدارت تھی اور یہ نظم پڑھی جارہی تھی تو حضرت مدنیؒ نے جب سُنی تو ارشاد فرمایا "یہ الہامی باتیں ہیں"۔ انور صابری[2] کی اس نظم کے چند اشعار یاد رہ گئے ہیں جو کہ ارسال خدمت ہیں:-

پاکستان میں کیا کیا ہو گا؟

چاروں طرف مے خانے ہونگے — ہاتھوں میں پیمانے ہوں گے
رندوں کی شمشیر کے نیچے — مذہب کے دیوانے ہوں گے
حاکم جور پر مائل ہو گا — انسان انسان ہی کے روپ میں
انسانوں کا قاتل ہو گا — پاکستان میں کیا کیا ہو گا
زرداروں کی عزت ہو گی — ہر مُفلس کی ذِلّت ہو گی
پیکرِ عصمت، زینتِ خانہ — بازاروں کی زینت ہو گی
سرتاپا دھوکا ہی ہو گا — پاکستان میں کیا کیا ہوگا
اسلام کے نام پر عیاشی ہو گی — اسلام کے نام پر بدمعاشی ہو گی
اسلام ہی یہاں رُسوا ہو گا
پاکستان میں کیا کیا ہو گا

(حاجی برکت علی احرار ناظم جامعہ عثمانیہ رسول پارک لاہور)

---

[1] پنجاب کے ایک معروف خانقاہ کے سجادہ نشین کچھ عرصہ سینٹ میں بھی ساتھ رہے۔

[2] علامہ انور صابری تحریک آزادی ہند کے انقلابی معروف شاعر حضرت مدنیؒ وغیرہ اکابر کے مداح تھے۔

مولانا بذل الرحمٰن[1]

مدرسہ امداد العلوم فرید آباد مشرقی پاکستان ڈھاکہ

مجلس تعلیمات مدارس قومیہ مشرقی پاکستان

(۱)

۲۱ اپریل ۱۹۷۰ء (شیعہ سنی نصاب کا مسئلہ)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہم۔امید مزاج شریف بخیر عافیت ہونگے۔چند ایام قبل نصاب کمیٹی کے سلسلہ میں جناب کا التجائی خط موصول ہوا تھا۔چنانچہ معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر فی الفور قدم اٹھایا سعی بلیغ کی اور اپنے گوشے سے ذمہ داروں کی کوشوں تک بات پہنچانے سمجھانے اور دباؤ ڈالنے کا مخصوص انتظام کردیا گیا۔السعی منا والاتمام من اللہ۔صفر کے "الحق" میں آپ کا ایڈیٹوریل نظر سے گزرا، ماشاءاللہ آپ نے جہاں اردو ادبیت کا حق پورا پورا ادا کیا وہاں موضوع بحث کی گہرائی میں غوطہ لگا کر اسکے قیمتی جواہرات کو باہر نکال لایا، پھر افہام وتفہیم کی سلاست اور حسن اسلوبی کے ذریعہ دلوں کی گہرائیوں میں انہیں اتار بھی دیا۔ جس قوم میں ایسے بیدار دماغ افراد موجود ہوں اُس قوم کو بجا طور پر ناز کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی حق شناسی، باریک بینی ،دور رسی اور بیان میں متانت اور سنجیدگی قبول فرمائے آمین۔ فقط والسلام علی البررۃ الکرام

بذل الرحمٰن غفرلہ (پرنسپل ادارہ امداد العلوم ڈھاکہ)

(۲)

۲۵ رمضان المبارک ۹۱ھ ر بمطابق ۱۵ ر نومبر ۱۹۷۱ء

محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ مدیر "الحق" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہم۔امابعد عرض یہ ہے کہ مدارس قومیہ کی قسمت آزمائی کے سلسلہ میں مشرقی پاکستان میں جو صورت اختیار کی گئی اسکی ایک مختصر روئداد آنجناب کی خدمت میں مرسل ہے۔کچھ دنوں پہلے چونکہ میری طبیعت بہت زیادہ علیل تھی اسلئے یہ روئداد بھیجنے میں تاخیر ہوگئی۔آنجناب نے اپنے ماہنامہ "الحق" کے شمارہ رجب ۹۱ھ میں تعلیمی سلسلہ[2] میں نقش آغاز کے عنوان سے جو مضمون شائع فرمایا یہ دیکھ کر ہمیں آپکی دلسوزی اور احساسات پر بے حد مسرت ہوئی۔اور اس پر آپکو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔یہاں کے ملکی حالات اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے ایک مبارکبادی خط لکھنے کی بھی فرصت نہیں ملی۔آپ کے سوالات کے بارے میں ہم غور کررہے ہیں۔زیادہ چہ خواستگار دعا ہوں۔ فقط والسلام بذل الرحمٰن غفرلہ

---

۱ مشرقی پاکستان کے زمانہ میں یہ ساری جدوجہد اکٹھی ہوئی، سرکاری نصاب کمیٹی میں شیعہ حضرات کی کثرت اور بالادستی کے مسئلہ پر توجہ دلائی گئی تھی۔ یہ اس کا جواب ہے مکتوب نگار، وہاں کے بڑے مدرسہ امداد العلوم کے پرنسپل اور مجلس تعلیمات مدارس قومیہ مشرقی پاکستان کے جنرل سیکرٹری تھے۔

۲ تعلیمی اداروں میں شیعہ سنی کے نصاب کی علیحدگی کی کوششوں پر تنقید کے سلسلہ میں اداریہ۔

محمد بشیر[1] دارالعلم اسلام آباد

(کتاب تلک حدود اللہ، کتاب اقراء)

۲۵/دسمبر ۱۹۸۰ء

حضرت الشيخ الجليل سميع الحق حفظه الله تعالىٰ

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته' فارجوا ان تكونوا في غاية الصحة والعافية ان شاء الله تعالىٰ. وبعد فاتشرف بارسال نسختين من كتاب (تلك حدود الله) وكذلك نسختين من كتاب (اقرأ) الجزء الاول والثاني الى حضرتكم' وارجو التكرم بالاطلاع على الكتابين والتعليق عليهما في مجلة (الحق) الغراء. كذلك ارجو التكريم بالنظر في اقرار كتاب (اقراء) في الكتب المقررة في منهاج مدرستكم الموقرة حيث ان هذا الكتاب يساعد في تدريس اللغة العربية بطريقة سهلة وموثرة ويحوي اشياء مفيدة في تربية الاطفال والبنات تربية اسلامية. وفي هذا الخصوص ارجو التكريم بقراة الجزء الثاني منه بصورة خاصة. ولعلكم تتذكرون انني كنت تشرفت بزيارتكم في اسلام آباد في (علماء كونشن) وكنت سلمت اعلانا لمندوب مجلة الحق لينشر فيها. لكنه لم ينشر حتى الان. ووصلني عدد هذا الشهر من المجلة قبل اسبوعين وشكرا لكم على ذلك. ارجوا التعليق على الكتابين في فرصة قريبة والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته المخلص : محمد بشير

☆☆☆

بشیر احمد[2] راولپنڈی، مصنف قادیان سے اسرائیل تک

(۱)

۲۶/نومبر ۱۹۷۶ء (مولانا بنوری کا پمفلٹ اور قادیانیوں کا جواب O خلیفہ ربوہ کا دورۂ امریکہ)

گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کارڈ ملا۔ کتابیں اور رسالہ بھیجنے کا شکریہ۔ مضمون کی دوسری قسط ترتیب دے رہا ہوں۔ دراصل ازسرنو مناسب حک و اضافہ کے ساتھ پورا مضمون لکھنا پڑ رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "الفرقان"[3] نے ایک نمبر

---

۱ دارالعلم اسلام آباد کے نام سے تالیف ترجمہ اور عربی کے نشر و اشاعت کا ادارہ چلاتے رہے۔

(کتاب قادیان سے اسرائیل تک: مصنف کے حالات)

۲ بشیر احمد راولپنڈی۔ مختلف کالجوں میں معاشیات پڑھاتے تھے پھر وزارت مالیات سے وابستہ ہو کر اعلیٰ عہدوں تک پہونچ گئے۔ سرکاری ملازمت کی وجہ سے پہلے اپنے آپ کو قلمی ناموں' شاہد نسیم' چوہدری رستم علی' اور پھر ابومدثرہ کے قلمی نام سے متعارف کرایا۔ انگریزی اخبارات میں بھی معاشیات پر لکھتے رہے۔ ''الحق'' کیلئے قلمی ناموں سے قادیانیت' بہائیت وغیرہ پر نہایت ٹھوس مقالے لکھتے رہے جس نے ایک تہلکہ مچایا۔ قادیانیت کا سیاسی اسرائیلی اور صہیونی مغربی چہرہ ٹھوس حوالوں اور دلائل سے بے نقاب کیا اور برٹش انڈیا لائبریری تک کو حوالوں کے لئے کھنگالا اور یہ عظیم مواد ہمارے مؤتمر المصنفین نے'' قادیان سے اسرائیل تک'' کے نام سے شائع کیا۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی کیا اور مختلف شکلوں میں یہ شائع ہوتا رہا۔ قادیانی اقلیت قرار دیئے جانے کیلئے قومی اسمبلی میں پیش کردہ کیس '' قادیانیت کے بارہ میں ملت اسلامیہ کا مؤقف'' میں بھی ہمیں سیاسی حصہ میں ان کے حوالوں سے بڑی مدد ملی۔ ظاہری شکل وصورت سے ماڈرن' روشن خیال اور جدید لباس میں ملبوس انسان مگر اندر سے دینی درد وحمیت حق کی دفاع کے جذبات اور علم وتحقیق سے سرشار جدید معلومات پر دسترس رکھنے والا انسان جو غالباً آج کل ملازمت سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ پہلی دفعہ دارالعلوم آئے تو ہمارے شفیق فاروقی صاحب انہیں دیکھ کر چیخ پڑے کہ یہ تو ہمارے کالج حشمت علی اسلامیہ کالج راولپنڈی کے معاشیات کے استاد ہیں۔ جبکہ وہ اور ہم سب ان کے خطوط اور مضامین سے اور طرح کی شخصیت کا نقشہ بنا چکے تھے۔ (س)

۳ ربوہ سے شائع ہونے والا قادیانی ماہنامہ

نکالا ہے، جس میں اس نے مولانا بنوری صاحب کے پمفلٹ "ربوہ سے تل ابیب" تک کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مواد کے بعد قادیانی مزید کوئی مواد نہیں پیش کر سکتے، اس میں انہوں نے کافی سخت لہجے میں مولانا موصوف کو مخاطب کیا ہے۔ مواد کے لحاظ سے اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ اس کے علاوہ مجھے خلیفہ ربوہ کے دورہ امریکہ کے بارے میں مواد دستیاب تھا جس کی ابھی کوشش جاری ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب جو مضمون روانہ کروں اس کو اپنے ادارہ موتمر المصنفین کی طرف سے کتابی صورت میں شائع کر دیں۔ اگر مولانا بنوری صاحب کا پمفلٹ آپ کے پاس ہو تو ضرور ارسال کریں اور اس سلسلے کا کوئی اور مواد بھی ہو تو مقالے کی تدوین سے قبل بھیج دیں۔ بہر حال میں ایک جامع مضمون دسمبر کے آخر تک روانہ کرنے کی حتی المقدور کوشش کروں گا۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے اس فقیر کے لئے درخواست دعا ہے۔ فقط بشیر احمد راولپنڈی

(۲)

۱۲ فروری ۱۹۷۸ء (کتاب کی طباعت و اشاعت)

گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ السلام علیکم! مزاج گرامی! مسودہ طاہر صاحب کے ہاتھ ارسال ہے۔ "سپردم بتو مایۂ خویش را" اس کی طباعت و اشاعت کے جملہ اختیارات آپ کے ذمے ہیں بعض جگہوں پر لکھائی صاف نہیں اور میں اسے دوبارہ خوشخط نہ لکھ سکا اس لئے مناسب ہوگا کہ اس کی کتابت کے بعد میں اس کی پروف ریڈنگ کرلوں۔ طاہر صاحب اکثرا کوڑہ خٹک جاتے رہتے ہیں وہ ان کتابت شدہ کاپیوں کو ہمراہ لانے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔ آپ کے خط نے میری بہت ہمت بندھائی ہے اور میں نے تحریک پاکستان میں قادیانیوں کے کردار پر قلم اٹھالیا ہے۔ انشاء اللہ اس کو بھی جلد مکمل کروں گا۔ مرزا طاہر احمد قادیانی کی کتاب "ربوہ سے تل ابیب" تک جو حضرت مولانا بنوریؒ کی تالیف کا جواب تھا اس کا ایک جواب الجواب "بینات" کراچی میں چھپا ہے لیکن روایتی انداز کے باعث زیادہ موثر نہیں یہ مسودہ انشاء اللہ اس مقصد کو بطور احسن پورا کرے گا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت گرامی میں دعا کی درخواست ہے۔ محترم شفیق صاحب کو سلام! دیگر بزرگوں کو سلام عرض کریں۔ خلوص کار بشیر احمد

(۳)

۱۲ اپریل ۱۹۷۸ء

گرامی قدر جناب سمیع الحق صاحب مدظلہٗ السلام علیکم مزاج عالی! گرامی نامے ملے ایک مضمون بھیجا تھا، مل چکا ہوگا۔ دوسرا زیر ترتیب ہے۔ کام کا زور ہے اس لئے حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ منسلکہ کاغذوں کی پروف ریڈنگ کے بعد روانہ کر رہا ہوں اور کوئی خدمت ہو تو بتائیں۔ شفیق صاحب اور دیگر احباب کو سلام۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت گرامی میں درخواست دعا۔

آپ کا مخلص بشیر احمد

(۴)

۱۵ جولائی ۱۹۸۳ء (یہودی فتنہ فری میسن تحریک پر کام ○ فرقہ روشنیہ کے فری میسن کے ساتھ روابط پر مضمون)

مکرمی و محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم۔ مزاج گرامی! خاکسار گزشتہ سال امریکہ میں تھا جہاں سے آپ کی خدمت عالیہ میں ایک مفصل عریضہ تحریر کیا۔ رمضان میں کورس مکمل ہونے کے بعد امریکہ سے لندن، پھر سعودی عرب اور پھر پاکستان پہنچا۔ آج کل اپنے پرانے دفتر جا رہا ہوں۔ "الحق" باقاعدگی سے ملتا رہا۔ اس کا بہت بہت شکریہ۔ فرقہ "روشنیہ" کے بارے میں مضامین نظر سے گزرے۔ میں نے فری میسن تحریک پر بہت سا مواد اکٹھا کیا ہے اور بہت سی لائبریریوں کی خاک چھان کر اس "یہودی فتنہ" کے عواقب و

عوامل کا جائزہ لیا ہے جس پر ابھی تھوڑے دن ہوئے پاکستان میں پابندی کا اعلان ہوا ہے۔اس موضوع پر قلم اٹھانے کا ارادہ ہے۔اور مسیلمہ کے جانشینوں کے محاسبے کے بعد اس طرف توجہ مبذول کرنی ضروری ہے۔انگریزی میں بھی کچھ کام شروع کیا ہے۔آپ کے نیاز حاصل کرنے اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی قدم بوسی کیلئے کسی دن آنے کا خیال ہے۔امریکہ میں ایک سال کے عرصے میں بہت سے مشاہدات ہوئے اور کئی نئے پہلو سامنے آئے۔"فرقہ روشینہ" کے فری میسن کے ساتھ روابط پر ایک مضمون جلد ارسال کررہا ہوں۔محترم شفیق صاحب کی خدمت میں سلام۔حضرت مولانا کی خدمت اقدس میں درخواست دعا! نیازمندانہ سلام!

فقط آپ کا خادم بشیر احمد

(۵)

(ربوہ سے تل ابیب تک)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم! مزاج عالی! بندہ نے ایک خط آپ کی خدمت میں تحریر کیا تھا' جواب نہیں ملا۔میں نے مقالہ اسرائیل میں قادیانی مشن کو مزید حک و اضافے کے ساتھ تیار کرلیا ہے اور ۱۹۴۸ کے بعد کے حالات کو از سرنو مرتب کررہا ہوں۔کئی کتب رسائل وغیرہ دستیاب نہیں جن کے لئے ان تھک کوشش کرنی پڑتی ہے۔موجودہ مقالہ فل سکیپ کے ۸۵ صفحوں پر مشتمل ہے اور اگر اس میں بعد کے حالات کو شامل کیا گیا تو یہ ۱۵۰ صفحات تک پہنچ جائے گا۔اتنا مواد رسالے میں شائع نہیں کرسکتا۔اس کے لئے میں نے تجویز پیش کی تھی کہ آپ اگر ادارے کی طرف سے شائع کردیں تو مناسب رہے گا، وگرنہ مجھے مشورہ دیں کہ اس کی طباعت کے لئے کیا قدم اٹھایا جائے۔میں نے بھی یہی گزارش کی تھی کہ اگر آپ کے پاس اس سلسلے کا کوئی مواد ہو تو ارسال فرمادیں۔مولانا بنوری صاحب کا پمفلٹ "ربوہ سے تل ابیب تک"، جس کے جواب میں قادیانیوں نے ایک نمبر نکالا ہے اور کتابی صورت میں بھی اسے شائع کیا ہے اگر مل سکے تو بھیج دیں۔اگر آپ مناسب خیال کریں تو میں مقالے کو پوری طرح سے مدون کرکے اور آخری شکل[1] دے کر آپ کی خدمت گرامی میں اکوڑہ خٹک حاضر ہو جاؤں اور شرف نیاز کے علاوہ بالمشافہ بات بھی کرلوں۔امید ہے آپ جواب سے جلد نوازیں گے۔حضرت مولانا عبدالحق صاحب قبلہ کی خدمت اقدس میں سلام اور درخواست دعا! مخلص: بشیر احمد راولپنڈی

(۶)

(جمیل احمد کے دو کتابوں کا ہدیہ)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ السلام علیکم! مزاج عالی! کافی عرصے سے شرف ملاقات حاصل نہ ہوا۔امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔طاہر صاحب کے ہاتھ جمیل صاحب کی دو کتب لائبریری کے لئے ارسال ہیں۔جمیل صاحب ہمارے دفتر میں ڈپٹی چیف (Deputy Chief) ہیں اور بڑے فاضل آدمی ہیں۔انہوں نے ایک کتاب کا ترجمہ بھی کیا ہے۔اس سلسلے میں یہ ادارہ (موتمر المصنفین) سے رابطہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔اس سلسلے میں جیسے آپ فرمائیں۔شفیق صاحب اور دیگر احباب کو السلام علیکم۔حضرت مولانا مکرم مدظلہ العالی کی خدمت گرامی میں السلام علیکم عرض کردیں' اور دعا کے لئے اس ناچیز کی درخواست پیش کریں۔خدا آپ کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

فقط آپ کا خیر اندیش بشیر احمد

(۷)

(قادیانی کا راہ فرار)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم! میرے ایک دوست نے ایک قادیانی سے ختم نبوت کے مسئلے پر بحث کی ہے اور وہ فرار اختیار

---

[1] الحمدللہ یہ کتاب "قادیان سے اسرائیل تک" کے نام سے موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ سے ابوعزرہ (قلمی نام) سے شائع ہوئی' کچھ تفصیل تعارفی حاشیہ میں گزر چکی ہے۔

کر گیا۔اس بحث کا بہ نظر غائر مطالعہ کر کے اپنے رسالے میں شائع فرمادیں۔ مخلص بشیر احمد راولپنڈی

(۸)

(قومی اسمبلی الیکشن جرأت واستقامت کا مظاہرہ)

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم! مزاج عالی! خدمت گرامی میں ایک عریضہ ارسال کر رہا ہوں اسے حضرت مولانا عبدالحق صاحب قبلہ مدظلہ عالی کو پڑھ کر سنادیں' اخبارات کے حوالے سے آپ کے الیکشن کے متعلق جو اطلاعات ملیں اور جس طرح آپ نے اسلاف کی سنت کو تازہ کیا وہ ایک نہایت ہی قابل قدر کام ہے اور بے پناہ جرأ ت اور استقامت چاہتا ہے۔حضرت شیخ الحدیث کے قومی اسمبلی کے ممبر بننے پر ان کی خدمت میں مبارکباد کے ساتھ ساتھ آپ کی جرأ ت اور ہمت کی داد دیتا ہوں۔خدا آپ کو اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے! شفیق صاحب کو سلام' کار لائقہ سے سرفراز کریں۔ آپ کا مخلص : بشیر احمد راولپنڈی

(۹)

(سرمایہ افتخار لمحات)

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم! خدمت گرامی میں جو لمحات گزارے وہ میرے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔حضرت مولانا مدظلہ' العالی کی شفقت' کرم فرمائی اور خصوصی توجہ کیلئے از حد ممنون ہوں، خدا ان بزرگوں کا سایہ ہم پر سلامت رکھے۔میری طرف سے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔آپکے حسن سلوک اور شفیق صاحب کے خلوص کا از حد شکریہ'میں نے کتاب "دعوات حق" کی ایک جلد اپنے ایک کرم فرما جناب جمیل احمد کو دی ہے انہوں نے تین جلدوں میں انبیائے کرام کے حالات لکھے ہیں۔حضرت مولانا سے ذکر ہوا تھا۔اس کتاب کے شکریے کا خط آپ کو لکھیں گے۔آپ انکے' نام الحق "اعزازی جاری فرمادیں۔میں آپ کو دوسرے عریضہ میں مضمون ارسال کروں گا۔

والسلام آپ کا خادم : بشیر احمد راولپنڈی

(۱۰)

(بشیر احمد کا خودنوشت اجمالی تعارف)

گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب قبلہ مدظلہ العالی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج عالی! میں نے آپ کی خدمت گرامی میں ایک مضمون "اسرائیل میں قادیانی مشن" روانہ کیا تھا' جو آپ کے موقر پرچے میں چھپا' ساتھ ہی نیچے ایک نوٹ تھا جس میں میرا پتہ دریافت کیا گیا تھا۔میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا اور کراچی میں میرے دوست افسر صدیقی صاحب[1] نے ملاقات کرانے کا وعدہ بھی کیا لیکن شرف ملاقات حاصل نہ کر سکا اور پھر مجھے بھی بعض ناگزیر مجبوریوں کی بناء پر کراچی چھوڑ کر واپس پنڈی آنا پڑا۔میں نے کراچی سے یہ مضمون روانہ کیا تھا،اس کے بعد اس خیال میں کہ یہ اگلے ماہ چھپ جائے گا۔مضمون کی دوسری قسط آپکی خدمت میں ارسال کردی اور خود سرکاری کاموں میں اتنا پھنسا رہا کہ رسالہ دیکھنے کا اتفاق نہ ہو سکا۔اب کچھ روز قبل دو رسالے اکٹھے خریدے تو معلوم ہوا کہ میرا پتہ آپ کے پاس نہیں اور خبر نہیں آپ کو دوسری قسط بھی ملی ہے یا نہیں اور پھر عدیم الفرصت ہونے کے سبب میں نے اس قسط کی ایک کاپی بھی اپنے پاس نہیں رکھی۔اب اس مواد کو دوبارہ اکٹھا کرنا بڑا مشکل کام ہے۔

<u>بشیر احمد اجمالی تعارف اور فرقۂ باطلہ سے علمی جہاد:</u> میں اپنا اجمالی سا تعارف کرادوں تو بہتر ہوگا۔میں یہاں سرکاری ملازم ہوں

---

[1] افسر صدیقی صاحب کراچی میں ہمارے عزیز شفیق فاروقی صاحب کے خالو' علمی' تحقیقی موضوعات بالخصوص مالیات پر عمدہ ذوق کیساتھ اعلیٰ تحریریں لکھیں (س)

اور ایک عرصے سے فرقہ باطلہ کے خلاف بڑے خاموش طریقے سے نام ونمود سے قطعاً مبراء قلمی جہاد کر رہا ہوں۔ آپ جیسے بزرگان کرام کی نظر عنایت کا ہمیشہ سے طلب گار ہوں۔ میں نے آپ کے پرچے میں شاہد تسنیم' زاہد شاہین' چوہدری رستم علی، وغیرہ کے قلمی ناموں سے مضامین ارسال کئے جو آپ نے حق گوئی کے بے باک ترجمان ہونے کی حیثیت سے نمایاں طور پر شائع کئے۔ اس لئے میں نے اس خیال سے کہ آپ مجھ سے متعارف ہوں گے۔ محض نام پر اکتفا کیا اور پتہ لکھنا اضافی سمجھا۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ قادیانی بڑے منظم طریقے سے اپنی مخالف جماعتوں کے اتحاد کو ختم کرنے میں مصروف ہیں اور وہ ہر اس ادارے کے گرد اپنے ایجنٹ چھوڑ دیتے ہیں جہاں سے ان کے خلاف آواز حق بلند ہوتی ہے، مجھے مضامین ارسال کرنے اور دفتروں سے گم ہونے کا پورا علم اور تجربہ ہے۔ ایک مضمون چند سال قبل آغا شورش مرحوم کو بھیجا تھا' وہ بھی گم کر دیا گیا۔ آغا مرحوم کی خدمت میں میں نے قادیانیوں کے بارے میں ایک مقالہ بذات خود پیش کیا اور انہیں کہا آپ اسے جیسے چاہیں چھپوالیں، یا اس کے مواد کو کام میں لائیں۔ آغا مرحوم نے اس کو ایڈیٹ کر کے چھپوانے کا عزم کیا تو کتابت شدہ اور اصل مسودہ دونوں غائب کر دیئے گئے جس کا ذکر آپ نے چٹان میں بھی کیا۔ مختصراً یہ کہ اس سلسلے میں مضامین ارسال کرنے میں احتیاط کروں گا۔ اور باقی کام آپ کا ہوگا۔ مراسلت مخفی رکھنے کا شکریہ' میں نے جیسا کہ عرض کیا میں محض اللہ کی خوشنودی کے لئے کام کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ مجھے اپنے نام کو چھپوانے سے غرض نہیں اور خدا کے فضل سے میں معاشی امور پر مضمون لکھ کر ملک کے بڑے بڑے انگریزی اخبارات میں چھپواتا رہتا ہوں۔ اسی لئے میں رسالے کے مدیروں کی خدمت میں لکھ دیتا ہوں کہ میرا نام یا پتہ سے کسی کو مطلع نہ کریں۔ آپ مجھے اطلاع دیں کہ مضمون کی دوسری قسط آپ کو ملی ہے یا نہیں تاکہ میں دوبارہ مواد کو ترتیب دوں۔ اس کے علاوہ آپ ایک پرچہ میرے نام پر وی پی کر کے مجھے سالانہ خریدار بنالیں، پنڈی میں پرچہ حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ صرف ایک سٹال پر پرچہ ملتا ہے وہ بھی اکثر بک چکا ہوتا ہے۔ آخر میں گزارش ہے کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور حضرت گرامی جناب مولانا عبدالحق صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے بھی اس بندہ کے لئے دعا کی درخواست فرمائیں۔ خدا کی بہت بڑی عنایت ہے کہ علمائے حق کا بابرکت وجود ہم گنہگاروں میں موجود ہے اور انہیں کی کفش برداری کے باعث ہم بھی حق بات کہنے کے قابل ہوئے ہیں۔ اور کوئی خدمت ہو تو ارشاد کریں۔ بندہ کیلئے موجب سعادت ہوگا۔ خلوص کار بشیر احمد ایم۔اے

(۱۱)

(بشیر احمد صاحب کے بعض قلمی نام)

محترم المقام حضرت قبلہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ عالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ مزاج عالی! خدمت اقدس میں ایک تحقیقی مضمون "اسرائیل میں قادیانی" مشن روانہ کر رہا ہوں۔ میں جناب کا پرانا مداح شاہد تسنیم/ زاہد شاہین/ چوہدری رستم علی/ ہی ہوں۔ اب کے قلمی نام ابو مدثرہ ہے۔ مقصد " تبلیغ حق "اور آپ جیسے علماء حق کی نیازمندی ہے۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت گرامی قدر مولانا عبدالحق صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے دعا کی درخواست ہے۔ خادم بشیر احمد

(۱۲)

(مرزائیوں کی ہوس ملک گیری O عزائم دعوے اور کتابی حوالے)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم! گرامی نامہ ملا۔ خدا آپ کو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کرے۔ آپ نے جو خط روانہ کیا ہے اس کے سلسلے میں عرض ہے کہ پہلا حوالہ جس میں دنیا کا چارج سنبھالنے کا ذکر مرزا محمود نے کیا ہے وہ بالکل درست ہے اور قادیانی مذہب مولانا

محمد الیاس برنی کے ص ۵۹۹' فصل ۱۴' نمبر ۲۸ پر زیر عنوان دنیا کا چارج درج ہے۔لیکن مولانا مذکور نے الفضل قادیان ۲۷ فروری و ۱۲ مارچ ۱۹۲۲ء (جلد ۹ نمبر ۶۸۔۶۷) کا حوالہ درج کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دو اخباروں کا مشترکہ حوالہ ہے۔

دوسرا حوالہ جو "ملت احمدیہ" کے موقف کے ص ۱۸۵ پر درج ہے، یعنی اس سے پہلے ۱۲ فروری ۱۹۲۲ء کو "الفضل" میں خلیفہ محمود کی یہ تقریر شائع ہوئی کہ احمدی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔اور جس کے بارے میں طاہر احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ یہ الفضل دنیا میں شائع ہی نہیں ہوا تو اس کے بارہ میں عرض ہے کہ مفہوم کے لحاظ سے تو یہ حوالہ ٹھیک ہے اور درج بالا حوالہ کور "Cover" کر لیتا ہے۔یہ الفاظ معلوم نہیں آپ نے کہاں سے نقل کئے ہیں۔میرے کسی مضمون میں ایسا درج نہیں۔بہر طور درج بالا حوالہ سے کام نکال لیں،اس کے علاوہ اسی سال ۱۹۲۲ء کے دو اور حوالے قادیانی حکومت کے بارے میں درج کرتا ہوں۔

۱۔ احمدیوں کے پاس ایک چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا بھی نہیں' جہاں احمدی ہی احمدی ہوں، کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنالو جب تک ایسا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر نہ ہو۔اس وقت تک تم مطلب کے مطابق امور جاری نہیں کر سکتے۔

پورا حوالہ قادیانی مذہب فصل ۱۶' ص ۳۴۷ زیر عنوان قادیانی علاقہ ملاحظہ کریں یہ حوالہ الفضل قادیان ۱۱ مارچ ۱۹۲۲ء کا ہے۔

۲۔ مرزا محمود نے کتاب "شاہزادہ ویلز" میں تحریر کیا ہے۔''روس کے متعلق ان پیشن گوئیوں کے علاوہ جو پہلے بیان ہو چکی ہیں اور جو پوری ہو چکی ہیں آپ کی یہ بھی پیش گوئی ہے کہ اس ملک کی حکومت آخر احمدیوں کے ہاتھ میں آجائے گی''۔

۳۔ <u>قادیانی اور اسرائیل کیلئے تاسیسی کردار:</u> ایک حوالہ الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ کا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جب تک تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو تمہارے راستے سے کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے،اسے قادیانی مذہب فصل ۱۶' ص ۳۵۷ زیر عنوان اللہ کے پارے ملاحظہ کریں' مجلس ختم نبوت والوں کو اگر یہ فرمادیں کہ خاکسار نے طاہر احمد کی کتاب کے جواب میں اسرائیل کی تاسیس میں قادیانی کردار کا مکمل سیاسی محاسبہ کر لیا ہے۔اب اسے آخری شکل دے رہا ہوں۔آپ ذرا الیکشن سے فارغ ہو جائیں تو اس مسودہ کو جلد از جلد شائع فرمائیں۔خدا الیکشن کا مرحلہ کامیابی سے گزار دے۔آپکے سابقہ طرز عمل نے خصوصاً حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کے جرأت مندانہ اقدام نے اسلاف کے کارناموں کی یاد تازہ کر دی ہے۔اس استقامت کا مظاہرہ کرنا علمائے حق ہی کا کام ہے۔لوگ آپکے اس طرز عمل سے بہت خوش ہیں۔خاکسار گنہگار بھی دعا گو ہے۔خدا آپکو قدم قدم پر کامیابی و کامرانی عطا کرے اور دشمن کے شر سے محفوظ رکھے۔"این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد"

شفیق صاحب کو سلام' حضرت مولانا کی خدمت اقدس میں سلام اور درخواست دعا! فقط آپ کا خادم: بشیر احمد

(۱۳)

مکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ مزاج عالی! امید ہے آپ بخیریت ہوں گے اور الیکشن کے سلسلے میں معروف ہوں گے۔خدا آپ کو کامیابی و کامرانی عطا کرے۔حضرت گرامی جناب شیخ الحدیث صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں درخواست دعا ہے۔فاروقی صاحب کو سلام۔اگر ہو سکے تو حضرت مولانا مدظلہ کی کتب کی ایک ایک کاپی عنایت فرمادیں۔

خلوص کار بشیر احمد

(۱۴)

(بہائی تحریک)

گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔السلام علیکم! مزاج گرامی! عدیم الفرصتی کے باوجود بہائی تحریک کے بارے میں مضمون ارسال

ہے۔اس سلسلے میں مزید کتب کے حصول کے لئے تگ ودو کررہا ہوں۔حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں سلام اور درخواست دعا۔مکرم شفیق صاحب کی خدمت میں السلام علیکم عرض کریں۔کارلائقہ سے سرفراز فرمائیں۔جس پرچے میں مرزائی کذاب برق کے بارے میں مضمون چھپا تھا اسکی دو کاپیاں ارسال فرمادیں۔شکریہ۔ مخلوص کار بشیر احمد

(۱۵)

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم۔خدمت گرامی میں بصد نیاز عرض ہے کہ خاکسار نے اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے کتاب "قادیان سے اسرائیل" تک کیلئے عرض مولف ارسال کردیا ہے۔آپ کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات بہت یاد آتے ہیں۔آپ نے خود جو کچھ لکھنا ہو تحریر فرمادیں۔میں نے ایک صفحہ کی مناسبت سے مواد لکھا ہے باقی کا ایک صفحہ آپ تحریر کریں کیونکہ حافظ صاحب نے بتایا ہے کہ صرف دو صفحات باقی ہیں۔میں ۲۹ ستمبر سے ۱۵ اکتوبر تک کراچی میں ہوں گا۔ کارخیر سے یاد کریں۔فاروقی صاحب کو سلام۔ حضرت مولانا مدظلہ عالی کی خدمت اقدس میں بصد نیاز السلام علیکم عرض کریں اور دعا کی درخواست ہے۔ خیر اندیش بشیر احمد

☆☆☆

حاجی بشیر احمد بلور پشاور
سینئر وزیر و پارلیمانی لیڈر

۱۵ اپریل ۲۰۰۸ء

My Dear,

I am extremely thankful to you for your kind words and congratulations on becoming the Senior Minister of NWFP.

With best wishes. (Bashir Ahmed Bilour)

خلاصہ

عزت مآب۔میں انتہائی شکر گذار ہوں کہ آپ نے مبارکباد کے الفاظ بحیثیت سینئر وزیر بننے پر ارسال فرمائے۔

نیک خواہشات کیساتھ بشیر احمد بلور

(الحق میں بشیر احمد کے مضامین کی تفصیل)

(۱) اسرائیل میں قادیانی مشن، اگست ۱۹۷۶/ ۲۱-۳۰
(۲) تعطیل جمعہ اور قادیانی موقف، دسمبر ۱۹۷۷/ ۳۵-۳۹
(۳) نیا قادیانی فریب [حکیم نذیر قادیانی کے نئے روپ]، اپریل ۱۹۷۸/ ۲۳-۲۸
(۴) بہائی تحریک — افکار و نظریات، جولائی ۱۹۷۸/ ۱۳-۲۵
(۵) فری میسن پر کام [مکتوب]، ستمبر ۱۹۸۳/ ۵۷
(۶) قادیانیوں کی حالیہ سیاسی سازشیں، فروری ۱۹۹۲/ ۲۱-۲۸

حاجی بشیر احمد زرگر، کوٹ اڈو[1]

جنوبی اضلاع پنجاب کے دورہ پر

(جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین کی تحسین)

۱۸ ستمبر ۲۰۰۰ء

محترم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔اللہ کرے مزاج گرامی بالخیر ہوں۔سب سے پہلے میں خداوند کریم کا ہزار بار شکر گزار ہوں کہ جس نے مصیبتوں اور افتادگیوں کے دور میں بزرگان دین، اکابرین اور جمعیت کے قیمتی اثاثوں کو جمع ہونے اور کانفرنسوں کونشنوں پریس کانفرنسوں، جمعہ کے اجتماعات وغیرہ میں اکٹھے ہونے کا شرف بخشا اور خصوصی طور پر پنجاب کے دوروں میں خدا تعالیٰ نے ان بزرگان دین اور اکابرین حضرات کو یہاں تشریف لانے میں ہماری دعائیں قبول فرمائیں۔اور آئندہ بھی ہم اپنے پروردگار سے ایسے ہی خصوصی دعائیں مانگتے رہیں گے۔تا کہ ہمارے بزرگان دین ہم پر یوں ہی شفقت فرماتے رہیں آمین۔

آپ حضرات نے پنجاب اور خصوصاً ہمارے کچے پکے ان علاقوں میں سے ڈیرہ غازی خان۔ملتان۔مظفر گڑھ، چشتیاں، بہاولپور وغیرہ میں تشریف لا کر ان علاقوں کو جس طرح عزت بخشی ہم تصور ہی نہ کر سکتے تھے،اور تحصیل کوٹ اڈو جمعیت کی طرف سے تہہ دل سے شکر گزار ہیں جسکا میں اظہار ہی نہیں کر سکتا۔اور آئندہ بھی یہ امید کرتے ہیں کہ ان پسماندہ علاقوں میں اپنے قیمتی اور بہت ہی قیمتی وقت نکال کر آپ حضرات تشریف لاتے رہیں گے اور ہمارے دلوں کو منور اور زندہ و تابندہ فرماتے رہیں گے۔اور مجھے یہ دُکھ رہتا رہے گا کہ ہم لوگ کوٹ ادو کیلئے آپکی عزت بروئے کار نہ لا سکے۔جس کیلئے ہم غمزدہ رہے۔آپ حضرات سے معذرت خواہ اور عفو ودرگزر کے خواستگار ہیں اور یقیناً آپ حضرات کے شایان شان راحت وآرام کا ہرگز انتظام نہ کر سکے۔آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ جمعیت علماء اسلام کی ترویج وترقی کیلئے آپ اس طرح کے دوسرے چھوٹے شہروں اور قصبوں میں رونق افروز ہوتے رہیں گے۔اور مغربی تہذیب کے اندھیروں میں گھری ہوئی اس قوم کو اسلام کی ضیاء پاشیوں سے منور فرماتے رہیں گے۔آمین! حضرت قائدِ جمعیت صاحب آپ نے جس طرح مجھ ناچیز کیلئے حوصلہ افزائی اور قدر دانی فرمائی اس کیلئے خدا کی قسم میرے پاس کوئی جواب نہیں اس سے زیادہ میں اور کیا کہوں۔جمعیت علماء اسلام کے تمام حضرات کو طالقان فتح ونصرت ملنے پر مبارکباد۔

والسلام حاجی بشیر احمد زرگر

خادم جمعیت علماء اسلام تحصیل کوٹ اڈو اراکین جمعیت علماء اسلام' تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

☆☆☆

مولانا بشیر احمد شاد[2] امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب

(۱)

۱۳/ مارچ ۱۹۸۸ء (مینار پاکستان پر نظام شریعت کانفرنس لاہور ○ جونیجو کے اے پی سی میں سیکولر لیڈر رپلیجو کا تعاقب)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کے بعد عرض ہے کہ خیریت طرفین خداوند کریم کی طرف سے نیک مطلوب ہوں،صورت احوال آنکہ کل

[1] کوٹ اڈو جمعیت علماء اسلام (س) کے سرکردہ رہنما

[2] مولانا بشیر احمد شاد ہماری جماعت کے باہمت سرگرم عمل رہنما اہم عہدوں پر فائز رہے۔اس وقت صوبہ پنجاب کے امیر ہیں۔اللہ تعالیٰ نے جوش عمل کے ساتھ ولولہ انگیز خطابت سے بھی نوازا ہے۔جمعیۃ (س) کے ابتدائے تاسیس سے استقامت کے ساتھ جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں' اپنے شہر چشتیاں بہاولنگر میں جامعہ محمودیہ قائم کیا' چند سالوں سے دعوت وخطابت کے سلسلہ میں برطانیہ وغیرہ کا بھی دورہ کرتے ہیں۔

پاکستان نظام شریعت کانفرنس[1] کی کامیابی کی آپ کو مبارک قبول ہو، یہ آپ ہی کی قیادت کو اعزاز حاصل ہوا ہے، علاوہ ازیں آپ نے گول میز کانفرنس[2] میں 88-3-6 کو مسٹر پلیجو کی کیمونسٹ آنجٹی کا جس جرأت رندانہ سے للکار کا جواب دیا ہے یہ صرف اور صرف ایمانی جذبہ ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مزید حق کی آواز بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) قائد المحترم یہ الفاظ جو میں لکھ رہا ہوں۔ واللہ کوئی دنیوی ملمع سازی نہیں بلکہ میرے دلی جذبات کی عکاسی ہے جنہیں میں الفاظوں کے روپ میں ڈھالنے سے قاصر ہوں جونہی روزنامہ جنگ ملتان میں خبر پڑھی تو طبیعت بے ساختہ جھوم اٹھی کہ میرے قائد نے قیادت کا حق ادا کر دیا اور باطل کو ایوان وزرات عظمیٰ میں بیٹھ کر للکارنے والی شخصیت جمعیت کی قیادت ہے ان سب کو شاید سانپ سونگھ گیا تھا اس خبر کے پڑھنے کے بعد میں نے ملتان اور لاہور کے اخبارات میں آپ کی اس جرات ایمانی کا خیر مقدم کیا جو الحمد للہ بہت نمایاں حیثیت سے شائع ہوا ہماری نظام شریعت کانفرنس کے بعد مسلسل آپ کے بیانات نے کارکنوں کے بجھے جذبات کو روشن و منور کر دیا، کہ پنجاب میں کانفرنس کے بعد مجھے چار پانچ اضلاع میں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ کارکن بہت خوش ہیں۔ قائد محترم اب جو بات عرض کرنے لگا ہوں وہ ایک درخواست کی صورت ہے وہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں۔ اور تقریباً اندازہ لگا لیا ہوگا۔ کہ پنجاب بھر سے تھوڑی سی ہمت سے کتنے قافلے آئے ہیں اور اگر ہم تین ماہ بیشتر اس کانفرنس کے لیے محنت شروع کر دیتے اور تمام قیادت ہر سطح کی میدان میں نکل آتی تو پھر اس کے نتائج میں حلفاً کہتا ہوں کہ اس کانفرنس سے چار گنا بہتر ہوتے۔ لیکن پھر بھی حضرت درخواستی، مولانا عبدالحق جیسی کامل ہستیوں کی دعاؤں اور آپ جیسے جرنیل کی قیادت سے اللہ تعالیٰ نے ہماری عزت برقرار رکھی ہے۔ اور قومی اخبارات نے آپ کا سیاسی وجود تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن اب اگر ہم گھروں میں بیٹھ گئے تو شاید دوبارہ تاریخ اس انداز سے ہمارا ساتھ نہ دے۔

والسلام: بشیر احمد شاد

(۲)

۹ راگست ۱۹۹۹ء (طالبان افغانستان اور اسامہ بن لادن پر متوقع امریکی حملہ کے خلاف جمعیۃ کی ریلی)

مکرمی و محترمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی! کے بعد عرض ہے کہ سرکلر ھذا کے ذریعے آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جمعیت علماء اسلام پاکستان کے سرپرست، مرکزیہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری نے مورخہ ۱۳ راگست ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ، امریکہ مردہ باد کارگل، مدراس، کشمیر محاذ کے خلاف اعلان، واشنگٹن کی مذمت کرنے اور طالبان افغانستان و عرب مجاہد اُسامہ بن لادن کے خلاف امریکی متوقع حملے کے خلاف اجتماعی عظیم الشان ریلی منعقد کی جارہی ہے۔ اس موقع پر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب بھر کے صوبائی عہدیداران اور اضلاعی اُمراُ اور نظام عمومی کا مشترکہ اجلاس مورخہ ۱۳ راگست بروز جمعۃ المبارک اندرون شیرانوالہ گیٹ مدرسہ قاسم العلوم لاہور میں دن گیارہ بجے طلب کیا گیا ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ ملکی صیہونی طاقتوں کے خلاف نفرت کا عملی ثبوت فراہم کرتے ہوئے، اجلاس میں شرکت فرمائیں۔

نوٹ: نیز آپ اپنے ضلع کے دیگر مزید جماعتی احباب کو بھی اس ریلی میں شرکت کی دعوت دیں اور ریلی میں شرکت بذریعہ قافلہ اخبارات میں بھی تشہیر کریں۔ والسلام فقط مولانا بشیر احمد شاد امیر صوبہ پنجاب سیف الرحمٰن درخواستی ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام پنجاب

(مولانا درخواستی کا کانفرنس میں قرآن مجید اور کلاشنکوف دیکر نفاذ شریعت کیلئے عہد)

[1] ۸۸ء لاہور کے جناح پارک میں مینار پاکستان کے سایہ میں ایک تاریخی کانفرنس' جس کی صدارت مولانا درخواستی مرحوم نے فرمائی اور مجھے ایک ہاتھ میں قرآن کریم دوسرے ہاتھ میں کلاشنکوف دے کر نفاذ شریعت کے جدوجہد کا عہد لیا' یہ کاروان جمعیۃ کا شریعت کیلئے جدوجہد کا نکتہ آغاز تھا اور پورے ملک پر اثرات پڑے۔ قرآن کریم اور کلاشنکوف اٹھائے ہوئے تصویر اب تک مغربی میڈیا میں چھپتی رہی ہیں۔

[2] نظام شریعت کانفرنس کے بعد اس وقت کے وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے راولپنڈی میں آل پارٹیز کانفرنس بلائی' لسانی اور قومی عصبتوں کے علمبردار سیکولر قوم پرست رہنما بھی شریک تھے' ناچیز نے نفاذ اسلام اور جہاد افغانستان وغیرہ پر ان کا تعاقب کیا۔

بشیر الدین محمود[1] چیئرمین قرآن پاک فاؤنڈیشن

(میکینک آف دی ڈوزڈے اینڈ لائف آفٹر ڈیتھ O کتاب کی بیرون ممالک میں پذیرائی O داڑھی پر کتاب)

۱۵ اپریل ۱۹۸۸ء

عزت مآب مکرمی ومحترمی جناب سینیٹر سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ جناب سے چند ایک ملاقاتیں ہوئیں، جو کہ میرے لئے باعث افتخار ہیں۔خصوصاً محدث زمانہ جناب علامہ عبدالحق صاحب سے ملاقات ،اور ان کی نظرِ کرم میرے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ میں نے اس ملاقات پر آپ کی خدمت میں اپنی کتاب Mechanics of the Doows day and life after death پیش کی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کتاب کی بیرون پاکستان یعنی جاپان امریکہ اور انگلینڈ میں بڑی پذیرائی ہوئی ہے۔اور بے شمار سائنس دانوں اور پڑھے لکھے غیر مسلم حضرات کے لئے اسلام اور قرآن حکیم سے شناسائی کا باعث بنی ہے۔ یہاں پاکستان میں بھی ہر شعبہ کے لوگوں نے اس کوشش کو پسند کی نگاہ سے دیکھا ہے۔لیکن افسوس کا مقام ہے۔مذہبی امور کی وزارت نے صرف ایک کاپی خریدی اور محکمہ تعلیم نے بھی کوئی رغبت نہیں دکھائی۔اب یہی کتاب نیشنل بک کونسل کو بھیجی ہے۔ابھی تک ان سے بھی کوئی حوصلہ افزاء جواب نہیں آیا۔حالانکہ ان کا کام ہی یہی ہے کہ ایسے اچھوتے موضوعات پر کتابیں لکھوائیں اور مصنفین کی حوصلہ افزائی کریں۔تاکہ ملک میں علم کی شمع بلند ہو۔اور قرآن حکیم کی حکمت کا چرچا ہو۔

برخوردار عبدالحق[2] جو آپ کے معتقدوں میں سے ہے،وہ بھی آپ سے مل چکا ہے،اور تمام حالات گوش گزار کر چکا ہے۔اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ ہم لوگ باوجود اپنی گوناگوں مصروفیت کے اس کے دین کی خدمت کے لئے وقت نکالنے کے قابل ہیں۔ہمیں اس کے لئے آپ جیسی محترم ہستیوں کا تعاون اور مدد چاہیے تاکہ ہم اس کام کو آگے بڑھائیں۔

<u>داڑھی</u>: اس وقت میں جناب کی خدمت میں اردو میں لکھی گئی کتاب ''داڑھی۔رسول اللہ ﷺ کی سنت اور اسلامی انقلاب کی علامت'' بھیج رہا ہوں۔آپ سے گزارش ہے کہ اسے پڑھ کر میری رہنمائی کریں اور کتاب کے لئے مناسب پیش لفظ بھی لکھ دیں۔اس کے علاوہ اگر مناسب سمجھیں تو جملہ مسلمین کے فائدہ کے لئے اس کے مضامین کو اپنے مؤقر جریدہ الحق میں بھی چھپوادیں۔ میں آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔محدث زمانہ جناب عبدالحق صاحب کی خدمت میں اس احقر کا سلام پہنچادیں۔

فقط آپ کا مخلص بشیر الدین محمود

ڈائریکٹر۔پاکستان اٹامک انرجی کمیشن۔ چیئرمین قرآن پاک فاؤنڈیشن

---

[1] معروف سائنسدانوں میں شامل ہیں۔پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے ڈائریکٹر ہیں اور قرآن پاک فاؤنڈیشن کے نام سے ریسرچ کا ادارہ قائم کیا۔(س)

[2] پیر پیائی نوشہرہ کے علمی گھرانے سے تعلق،مولانا فضل حکیم مرحوم کے فرزند خاندان کے اکثر نوجوان حقانیہ سے پڑھے ہوئے ہیں۔

قاری بشیر حسین حامد۔ایبٹ آباد

۱۶ راگست ۱۹۹۹ء **(کتابیاتِ قاری محمد طیب)**

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی علمی خدمات پر مشتمل ایک جامع فہرست " کتابیات طیب " کے نام سے طبع کروائی ہے۔جس میں آپ کے تصنیفات، مکتوبات، مقدمات، خطبات وتقاریر کو اکٹھا کیا تھا تا کہ شائقین علوم طیب کیلئے ان مطبوعات تک رسائی ممکن ہو سکے۔اگر چہ یہ پہلی کوشش ہے مگر ممکن ہے کوئی بعد میں آنے والا جسے ہندوستان کے کتب خانوں تک رسائی ہو اسے مکمل کر سکے۔"الحق" میں تبصرہ" کیلئے کتابیات طیب " کے دو نسخے ارسال خدمت ہیں۔امید ہے آپ اس کا مطالعہ فرما کر اس کا تعارف ضرور لکھوائیں گے۔ والسلام: دعاؤں کا متمنی بشیر حامد عفی عنہ

☆☆☆

بشیر محمود اختر

مدیر اعلیٰ۔شعبہ تدوین وترجمہ۔علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ **(کتاب انجیل برناباس کا مطالعہ"برائے نظر ومشورہ)**

بخدمت گرامی محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'!امید ہے مزاج گرامی مع الخیر ہوں گے۔کل ایک مختصر سے خط کے ساتھ اپنا ایک مضمون بعنوان' بائبل' قرآن اور سائنس' روانہ کیا ہے۔بعد میں مجھے احساس ہوا کہ جلدی سے آپ کا اسم گرامی درست نہیں لکھا گیا۔اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔آج اپنی ایک پرانی کتاب "انجیل برناباس کا مطالعہ" ایک دوسری کتاب "دیوان راجہ بابا" کی دو جلدوں کے ساتھ ارسال کر رہا ہوں۔موخر الذکر تو "الحق" میں تبصرے کے لئے ہے۔پہلی کتاب کے ایک نظر ثانی شدہ ایڈیشن کی تیاری ہو رہی ہے۔اس لئے میری خواہش ہے کہ آپ ایک نظر اس پر ڈال لیں' خصوصاً مضامین پر'اور اپنے گراں قدر مشوروں سے نوازیں تا کہ ان کی روشنی میں ترمیم واضافہ کیا جا سکے۔اس نوازش کے لئے میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں گا۔امید ہے آپ ضرور توجہ فرمائیں گے۔باحترام فراواں۔خدا کرے حضرت مولانا صاحب' بہر طور بخیر وعافیت ہوں۔ان کی خدمتِ اقدس میں مودبانہ سلام نیاز

والسلام مع الاکرام نیاز کیش دعا کا طالب: بشیر محمود اختر

مدیر اعلیٰ شعبہ تدوین وترجمہ۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

☆☆☆

شاہ بلیغ الدین[1] کراچی

(۱)

۱۶ رستمبر ۱۹۸۴ء **(مولانا طاسین نے الحق کی تعریف کی O پرچے کے مطالعہ کی کوئی صورت)**

مکرمی سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید کہ مزاج مع الخیر ہونگے۔مولانا طاسین نے آپ کے پرچے کی تعریف کی تو میرا جی چاہا کہ آپ کے پرچے کی مطالعے کی کوئی صورت پیدا کروں۔ریڈیو کی میری تقریروں کا ایک نیا مجموعہ زیر ترتیب ہے اس کا ایک

---

[1] علامہ شاہ بلیغ الدین کراچی خطابت اور تصنیف وتحریر کا اعلیٰ ملکہ ریڈیو پر تقاریر کا بڑا موثر سلسلہ جاری رکھا بعد میں امریکہ منتقل ہو گئے۔

مضمون مرسل ہے، ممکن ہے کہ آپ نے میری تقریریں ریڈیو سے سنی ہوں۔ نہ سنی ہوں تب بھی یہ مضمون تعارف کا ذریعہ بن جائے گا۔ دو حرف کے رسید لکھ بھیجئے اور دعاؤں میں یاد رکھیئے تو بڑا کرم ہوگا۔ خیر طلب شاہ بلیغ الدین

(۲)

۱۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء (کرم بالائے کرم ○ سعادت حج پر مبارکباد)

مکرمی و محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۸۴ء کو ملا۔ شکریہ مختلف پرچے جو تعداد میں کل ۲۴ تھے کل کی ڈاک سے ملے اب ہر مہینہ تازہ پرچہ ملتا رہے گا یہ کرم بالائے کرم ہے۔ حج کی سعادت کیلئے مبارکباد قبول فرمائیے۔ امید کہ آپ مع الخیر ہونگے۔

مخلص شاہ بلیغ الدین

(۳)

۴ نومبر ۱۹۸۴ء (کتاب بزم الف لام میم)

مکرمی سمیع الحق صاحب، السلام علیکم، اپنی زیر ترتیب ایک کتاب "بزم الف لام میم" کے مسودات دیکھ رہا تھا تو خیال آیا کہ دو چھوٹے چھوٹے مضامین آپ کی خدمت میں بھی بھیجدوں۔ امید کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ مخلص شاہ بلیغ الدین

(۴)

(شیخ الحدیث کی تعزیت)

آپ کے ذاتی صدمے میں شریک ہوں لیکن آپ کے والد محترم کی موت تو ایک قومی صدمہ ہے۔ اس دور قحط الرجال میں ان جیسے ذی علم کا اٹھ جانا علمی دنیا کی بڑی محرومی ہے۔ مرحوم کے ساتھ قومی اسمبلی میں تین سال کی رفاقت رہی، ان کے اخلاق کریمانہ کا خیال آتا ہے تو افسوس اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی کے آگے صبر و شکر کے سوا چارہ نہیں۔ ویسے مرحوم نے کامیاب زندگی گذاری اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر طرح اپنے فضل و کرم سے نوازا۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ ان کی روح کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ مخلص شاہ بلیغ الدین

(۴)

۱۰ اگست ۲۰۰۰ء (ہمارے زمانے کا پارلیمنٹ اور معزول و مغرور وزیر اعظم کی پارلیمنٹ)

مکرمی جناب مولوی سمیع الحق صاحب زادلطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ "الحق" ملتا رہتا ہے، پڑھتا ہوں تو بڑی خوشی ہوتی ہے، آپ کی محبت کیلئے شکرگزار ہوں۔ دورہ کر ملک کے تکلیف دہ حالات پر غور کرتا ہوں تو دل جل اٹھتا ہے، ہمارے زمانے کی پارلیمنٹ مغرور وزیر اعظم اور معزول وزیر اعظم کی پارلیمنٹ[1] سے لاکھ درجے اچھی تھی۔ ایک مضمون "سیدنا حضرت ابوطلحہ الانصاری" پرمرسلہ ہے یہاں کے حالات اور اسلام کے تعلق پر کوئی مضمون بھیجونگا۔ اوپر میرا نیا پتہ لکھا ہے اپنے دفتر میں "الحق" بھیجنے کیلئے میرا نیا پتہ نوٹ کروا دیجئے۔ امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ والسلام پس تحریر: یہ خط اور مضمون ایک دوست کے ذریعہ کراچی سے آپ تک پہنچے گا۔

---

[1] غالباً ضیاء الحق مرحوم کے وفاقی مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے طرف اشارہ ہے غالباً شاہ صاحب بھی اس میں ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ اسکے بعد وزیر اعظم جونیجو، محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں نواز شریف کے پارلیمنٹوں کو مغرور اور معزول میں اشارہ کیا گیا ہے۔

مولانا بہاء الحق قاسمی[1] لاہور

۲۲ ستمبر ۱۹۶۹ء (اسلام اور اشتراکیت پر "الحق" کا تبصرہ)

جناب مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ بہت دن گزرے، ایک کتاب اسلام اور اشتراکیت" کا ایک نسخہ ارسال خدمت کیا گیا تھا امید ہے آپ کو مل گیا ہوگا' مہربانی فرما کر اس پر اپنے پرچہ میں ریویو فرما دیجئے۔ اس میں یہ تصریح ضرور فرما دیجئے گا کہ صرف اہل علم حضرات طلب فرمائیں اور خرچ ڈاک کے لئے ۱۹ پیسے کا ٹکٹ ضرور بھیجیں۔ یہ اس لئے کہ بعض ایسے لوگ بھی کتاب مانگ رہے ہیں جن بیچاروں کو خط لکھنا بھی نہیں آتا اور اکثر لوگ کارڈ کے ذریعہ حکم دے دیتے ہیں کہ کتاب بھیج دو۔ گویا ٹکٹ کے پیسے بھی ہم ہی خرچ کریں۔

والسلام: محمد بہاء الحق قاسمی از جامع مسجد (ماڈل ٹاؤن لاہور)

☆☆☆

بہرام ڈی آواری[2] (آواری ہوٹل لمیٹڈ کراچی)

(۱)

۱۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء (بخاری شریف کے ختم میں شرکت سے معذوری O ساس کے احوال معلوم کرنے کا شکریہ)

Maulana Sami-ul-Haq Administrator

Dear Maluana Sami, Thank you very much for your letter dated October 2, 2000. I regret the due to my pre-occupation in the office I will not be able to attend the Annual Memorial Service in respect of Hazrat Imam Bukhari[3] on October 26, 2000. I really would have liked to attend this but unfortunately it is possible. I thank you once again for remembering me.

---

۱ مولانا علماء دیوبند میں شعلہ بیان خطباء میں شمار ہوتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے دور سے شیخ الحدیثؒ سے تعلق تھا یہ مراسم محبت بعد میں اور قوی ہو گئے۔ مولانا مرحوم دارالعلوم حقانیہ کے سالانہ جلسوں میں خطاب سے سماں باندھ لیتے بالخصوص اشعار: ع زمین بدلی زماں بدلا نہ تو بدلا پھر کیا بدلا۔ میرے ذہن میں بارہ تیرہ برس کے عمر کے محفوظ ہیں۔ مولانا مرحوم پاکستان ہجرت کے بعد وزیر آباد میں مقیم ہوئے' بعد میں ماڈل ٹاؤن لاہور کی جامع مسجد میں خطابت کی ذمہ داری سنبھالی' مشہور ادیب' شاعر' کالم نگار برادرم عطاء الحق قاسمی اور ظرافت نگار ادیب ضیاء الحق قاسمی کے والد بزرگوار تھے' ان کی نشو ونما' تعلیم و تربیت زیادہ تر اسی مسجد کی رہائش گاہ میں ہوئی۔ اب اس مسجد میں جامعہ عثمانیہ کے نام سے ایک وقیع ادارہ قائم ہے جسے ہمارے حقانیہ کے جید فاضل مولانا خلیل الرحمان حقانی چلا رہے ہیں اور ہماری جمعیت کی سرگرمیوں کا مرکز ہے (س)

۲ بہرام آواری کراچی کے قدیم خاندانی سرکردہ شہریوں میں سے ہیں' پارسی اقلیت سے تعلق ہے' بیچ لگژری ہوٹل اور آواری ٹاور کا وسیع سلسلہ ان ہی کا ہے۔ کئی بار پارلیمانی اداروں میں رہے' ناچیز سے بے حد محبت اور خلوص کا تعلق ہے، پچھلے چند سالوں سے کراچی وغیرہ میں ان کے بے حد اصرار کی وجہ سے ان ہی کا مہمان ہوتا ہوں۔

۳ ختم بخاری شریف

I also thank you for enquiring about my mother-in-law who is a little better now with the prayers of well wishers like you. With kind regards and best wishes. Yours sincerely, Byram D. Avari Chairman

(۲)

۱۷/ فروری ۲۰۰۴ء (اپنے اور اپنی بیگم کی طرف سے اہلیہ مرحومہ کی تعزیت)

Maulana Samiul Haq Nowshera

Dear Maulana Sahib, My wife Goshpi, my sons Dinshaw and Xerxes, my entire family and I were deeply grieved to hear of the sad demise of your beloved wife. Please accept our heartfelt condolences. This is indeed an irreparable loss and one that is difficult to accept and bear but with time and prayers the deep grief you and the family are feeling at present will slowly be replaced with the wonderful memories of the happy times you all spent together.

May her soul rest in eternal peace and may God in his infinite mercy give you and the rest of the family, the strength and courage to bear this irreparable loss, Amenl Yours in grief, Byram D Avari

(۳)

۲۲ جون ۲۰۰۴ء (اقلیتی کمیٹی کی پہلی میٹنگ کی دعوت[۱] سے معذرت اگلے میٹنگ میں حاضری کی یقین دہانی)

My dear respected Maulana Sahib. Thank you so much for your invitation to be present at the first meeting of the Minorities Affairs Committee ,which I could not attend but I will be there next time with my suggestions to acknowledge the honour you have given me. Wishing you all the best of health, happiness, long life, prosperity and continued friendship and brotherly spirit. Your sincerely,

Byram D Avari

---

۱ سینٹ کے مذہبی و اقلیتی امور کی سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے میں نے انہیں کمیٹی میں شریک ہوکر اقلیتوں کے مسائل کے بارہ میں مشوروں کیلئے دعوت دی تھی۔

(۴)

(بیٹی کی شادی میں شرکت سے معذرت O ان دنوں شہر سے باہر ہونگا)

February 14, 2006

Senator Moulana Sami-ul-Haq Akora Khattak Dist Nowshera

Dear Moulana Sami-ul-Haq Sb,Thank you for your kind invitation to attend the marriage of your daughter Aafia Sami to Hafiz Irfan ul Haq on Friday, 24th February 2006.

I will be out of town and so regret my inability to join you on this happy and auspicious occasion.

Congratulations and my very best wishes and please convey to your daughter and her groom, my best wishes for a long and happy married life with the best of health, prosperity, success and contentment.

With kind regards. Yours sincerely,

Byram D Avari

☆☆☆

محترمہ بے نظیر بھٹو (سابق وزیراعظم پاکستان اسلام آباد)

جناب آصف علی زرداری ۔ صدر پاکستان

(۱)

(اہلیہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت) ۲۹/ جنوری ۲۰۰۴ء

Dear Maulana Samiul Haq Sahib,

Senator Asif Ali Zardari and I are deeply grieved to hear about the sad demise of your wife. The loss of a spouse is a great tragedy. Our sympathies are with you at this difficult time.

Please accept our hearfelt condolences and convey the same to other members of the bereaved family.

May Allah rest her soul in eternal peace and give you and members of your family fortitude to bear this irreparable loss with equanimity.

Sincerely,

Benazir Bhutto

-.-

(اس خط کا اردو میں ترجمہ)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب

مجھے اور آصف علی زرداری کو آپ کی اہلیہ کی وفات پر دلی افسوس ہوا۔(مرحومہ کی وفات بڑا سانحہ ہے)۔ہماری تمام تر ہمدردیاں اس مشکل وقت میں آپکے ساتھ ہیں۔ہماری طرف سے دلی تعزیت قبول فرمائیں اور خاندان کے باقی لوگوں کو بھی حوصلہ دیں۔خدا انکو جنت اور دائمی سکون عطا فرمائے اور آپ کو اور خاندان کے تمام افراد کو اس نہ پورے ہونے والے نقصان کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔

بینظیر بھٹو

(۲)

(بیٹی عافیہ کی شادی پر مبارکباد اور دعائیں) ۱۴ مارچ ۲۰۰۶ء

Dear Maulana Samiul Haq,

Senator Zardari and I offer you our congratulation on the joyful occasion of the marriage of your daughter on 24 February 2006. We thank you for the invitation to attend the wedding. Although we were not be able to attend, your family waas in our thoughts on this happy occasion. May Allah bless the couple with long and happy married life.

Please convey our good wishes to other members of the family.

Sincerely,

(Mohtarma Benazir Bhutto)

(اس خط کا اردو میں ترجمہ)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔سینیٹر زرداری اور میں آپکی بیٹی کی شادی کے اس پر مسرت موقع پر آپکو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ہم آپکا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہم کو مدعو کیا۔تاہم پہلے سے معروفیات کی وجہ سے ہم اس میں شرکت نہیں کر سکتے۔اللہ اس جوڑے کو خوشیوں کے ساتھ لمبی زندگی عطا کریں۔ہماری طرف سے خاندان کے باقی لوگوں کو مبارکباد پہنچائے۔ آپکی مخلص محترمہ بینظیر بھٹو

پرم جیت سنگھ۔امرتسر انڈیا چیف خالصتان کمانڈو فورس
(خالصتان کے قیام میں تعاون کی خواہش O بھارتی مظلوم اقلیتوں کا عالمی اتحاد)

مکرمی جناب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آداب وتسلیمات۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے! آپ پاکستان کی ممتاز شخصیتوں میں شامل ہیں۔آپ پاکستان عوام اور حکومت کی رائے بنانے میں اہم کردارادا کرتے ہیں، ہماری آپ سے گذارش ہے کہ پاکستان کی سلامتی، کشمیر کی آزادی اور ایشیاء میں پائیدار امن کے قیام کے لئے اپنی ترجیحات میں خالصتان کو شامل کریں۔

جناب والا! خالصتان کی جدوجہد کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ 1947ء میں تقسیم ہند کے موقع پر عیار برہمن سامراج نے سکھوں کو الگ وطن حاصل کرنے سے روک دیا تھا لیکن جلد ہی سکھوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔سکھوں نے اپنے حق خودارادیت کے لئے جدوجہد شروع کی، پوری دنیا کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سکھ ہم آواز ہوئے۔اب تک بے شمار قربانیاں دے چکے ہیں۔

1984ء میں ہندوستانی فوج کی سکھوں کے مقدس ترین مقام دربار صاحب امرتسر پر حملے اور بعدازاں مشرقی پنجاب میں سکھوں کی مسلسل نسل کشی پر دنیا کی خاموشی نے برہمن اقلیت کو یہ حوصلہ دیا کہ 1992ء میں ڈھٹائی اور دیدہ دلیری کے ساتھ بابری مسجد کو شہید اور اب 1995ء میں چرار شریف تباہ کردیا۔

جناب والا! بھارت میں فوج، پارلیمنٹ، عدالتوں اور بیوروکریسی پر قبضے کی بدولت تمام مظلوم اقلیتوں کی نسل کشی اور انکے مذہبی مقامات کو مسمار کرنے کی حد تک دبانے میں کامیاب ہے۔ہندوستان کے تمام ہمسائے بھی اسکے سامراجی اقدامات کا نشانہ بن چکے ہیں۔

اس صورتحال کا واحد حل ہندوستان کی مظلوم اقلیتوں کا عالمی اتحاد ہے جس کی پشت پناہی انسانی حقوق کی تنظیمیں، آزاد حکومتیں اور بالخصوص پاکستانی عوام کریں۔

ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس علاقہ میں دیرپا امن اور مظلوموں کی دادرسی کے لئے قدم بڑھائیں اور اس اتحاد کو ممکن بنانے کے لئے حکومت پاکستان کو مجبور کریں۔

۱۔ تحریک حریت کشمیر کی طرح خالصتان کی تحریک کو بھی سرکاری سطح پر تسلیم کیا جائے۔

۲۔ پاکستان الیکٹرانک ذرائع ابلاغ پر ہندوستان میں ہونے والے تمام مظالم کا ذکر کیا جائے۔

۳۔ سکھوں کی اخلاقی مدد کی تمام راہیں استعمال کی جائیں۔

۴۔ بھارت کی مظلوم اقلیتوں کا عالمی اجتماع منعقد کیا جائے۔

۵۔ ''کشمیر کی آزادی براستہ خالصتان'' کا شارٹ کٹ راستہ اختیار کیا جائے۔

آپ کا مخلص چیف خالصتان کمانڈو فورس پرم جیت سنگھ

پرویز مشرف ۱؎ صدر پاکستان اسلام آباد

۲۱ر جون ۲۰۰۱ء (دورۂ انڈیا سے پہلے مسئلہ کشمیر پر مشاورت کی دعوت)

Dear Maulana Sami-ul-Haque,

On behalf of the President of Pakistan, General Pervez Musharraf, I have the honour to invite you to a meeting with him from 1200-1400 hours on June 27 at the Chief Executive's Office, Islamabad, for consultations on Jammu and Kashmir prior to his visit to India. The meeting will be followed by a lunch hosted by the President.

I shall be grateful if you could kindly confirm your participation to the Chief of Protocol, Ministry of Foreign Affairs, at telephone No. 9204019 or fax No. 9201452.

Yours sincerely, (Inam ul Haque)

(۲)

(سعودی فرمانروا شاہ عبداللہ عبدالعزیز کے اعزاز میں دعوت)

In honour of

His Majesty Khadim Al-Harmain Al-Sharifain

Abdullah Bin Abdul Aziz Al-Saud,

King of the Kingdom of Saudi Arabia

General Perez Musharraf

President of the Islamic Republic of Pakistan

is pleased to invite

Maulana Sami ul Haq

at the Special Investiture Ceremony followed by Banquet

on Wednesday, 1st February, 2006 at 2015 for 2030 hours

at Aiwan-e-Sadr, Islamabad

R.S.V.P
Officer Incharge Invitations
Aiwan-e-Sadr, Islamabad
Tele : 9213598 &
90202299

Dress:
Civilians : National/Lounge Suit
Services : SD Ceremonial

۱؎ ننگ ملت، ننگ دین، ننگ وطن بقول کسے۔ ماولدت الامۃ الباکستانیہ اشئم منہٗ

(۳)

(افطار پارٹی میں شرکت کی دعوت)

General Pervez Musharraf

President of the Islamic Republic of Pakistan

is pleased to invite

MAULANA SAMI UL HAQ

at Iftar-cum-Dinner

on Thursday, 19th October 2006 at 1700 for 1715 hours

at Aiwan-e-Sadr, Islamabad

(۴)

(صدر افغانستان حامد کرزئی کے اعزاز میں دعوت اور شرکت کی دعوت)

In honour of

His Excellency Mr Hamid Karzai

President of the Transitional Islamic State of Afghanistan

General Pervez Musharraf

President of the Islamic Republic of Pakistan

is pleased to invite

Maulana Sami ul Haq

to a Banquet

on Tuesday, 22nd April, 2003 at 1945 for 2000 hours

at Aiwan-e-Sadr, Islamabad

R.S.V.P
Officer Incharge Invitations
Aiwan-e-Sadr, Islamabad
Tele : 9213598 &
90202299

Dress : National/Lounge Suit

محمد پرویش شاہین[1] منگلور سوات

(۱)

۲۸ اپریل ۱۹۷۸ء (قومیت اور مولانا حسین احمد مدنی پمفلٹ)

السلام علیکم. د قومیت په بارا کښې مې دګران او ستر مشر خدائې بخلې مولانا حسین احمد مدنی صیب هغه پمفلټ پکار دې. څه دیو ځائې نه مې چونډ او واهه. خو په لاس رانغې تاسو ته خواست دې. چه زما مدد او کئې. الحق بنه په وخت رارسي . بنه مې خوښیدی خدائې پاک دِ عمر ډیر، صحت بنه او عزت زیات که. زه یم شاکر.

ستاسو کشر محمد پرویش شاهین منګلور سوات

(۲)

۲ نومبر ۱۹۷۸ء (موجودہ پختونخواہ میں اسلام کب اور کیسے؟ اعزازی ڈگری مبارکباد)

محترم مولوی صاحب السلام علیکم۔ کافی دنوں سے اس بارے میں تحقیق کررہا ہوں کہ موجودہ پشتون خوا میں اسلام کب اور کیسا آپہنچا۔ اس بارے میں سن ۴۴ ہجری تک کا سراغ پاچکا ہوں۔ لیکن اس سے آگے کچھ روشنی دکھائی نہیں دیتی۔ آپ سے التماس ہے کہ آپ اس بارے میں چند مستند کتابوں کے مطالعہ کی سفارش فرمائیں۔ کتابوں کا اردو میں ہونا لازمی ہے۔

پشاور یونیورسٹی نے بابا کو ان کی علمی خدمات کے صلہ میں جو اعزازی ڈگری دی ہے۔ اس پر آپ کو اور پورے دارالعلوم کو مبارک باد دیتا ہوں۔ میں نے پوری کاروائی ٹیلی وژن پر دیکھی۔ بڑا خوش ہوا میں نے اس سے پہلے آپ کو حسین احمد مدنی صاحب کے مسئلہ قومیت کے بارے میں لکھا تھا۔ میں آپکی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ وہی کتاب مجھے دائے وڈ سے مل گئی ہے۔ خدا کرے کہ مزاج بخیر ہوں۔

آپ کا مخلص محمد پرویش شاہین منگلور سوات

(۳)

۸ فروری ۱۹۷۹ء (دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں تاثرات، خوشحال خٹک، سید احمد شہید اور مولانا عبدالحق کی برکتوں کا ظہور O پشتون علماء و مصنفین)

مولانا صیب اسلام علیکم. په ډیر افسوس سره لیکم. چه زه په23.1.79 بانډې ستاسو ملاقات او د بابا سلام له درغلې ووم. خو تاسو د بابا سره کراچی ته دهغوئ دستر ګو د علاج د پاره تلي وئ. اګر چه طالبانو زه ډیر بنه او ګر خو لم او هر څه مې بنه او لیدل. خو صرف ستاسو ملاقات او د بابا سلام راته نیمګړې پاتې شو. د دارالعلوم د عمارت، کارکردګی تعلیم و تعلم او درس و تدریس نه ډیر زیات متاثره شوې یم. زما خود اخیال وؤ چه صرف دغه دمنارو جمات دې. او طالبان ور کښې سبق وائي. ناداسې نه وه. جامعه وه. اداره وه پوهنتون وؤ. خکلې فضا وه. تقویٰ وه. عبادت ورو. خدمت وؤ. یوه جذبه وه. یو کیف وؤ. یوه نشه وه. چه دا ټول ماحول ئې خپله غیږ کښې اغستې وؤ. حقیقت دادې چه دا وروکې دیو بند به یو ځل دیو بند کیږی.

---

[1] سوات کے قصبہ منگلور کے ایک پڑھے لکھے مخلص دوست اور ادیب (س)

خو رورہ یو پے خبرے ډیر خفه کړم او هغه دا چه په عمارت کښے مختلفو نیک بختانو څه نه څه آبا دئ کړے دی. بغیر د سوات دغښ خیتونه. چه ددے لوابه محروم پاتے شوی دی. دبنکلے ادارے بنکلے نظم و نسق دستائنے و ړدے. د دوؤلهر مانا نو خوشحال خان او سید احمد شهید بریلوی دهمت اومرانے سره چه د عبدالحق(بابا) تقویٰ او جذبه سر کړے شوه. نو خود به لرے دا څیز جو ړیده.

خدائے پاک و کړی چه تاسو ټول په خیر واپس راغله یئی .خدائے پاک دِ بابا دخیره روغ کړی.

یو لهوس کوم

۱. دهاغه پښتو عالمانو نو مامونه پکار دی . چاچه په تفسیر حدیث، فقه، تاریخ اسلام، شاعری، تصوف یا څه نورو علوموفنونو څه کار کړے وی.(داخلق که دکابل، بخارا آذربائیجان او د صوبه سرحد وی، او یا که پاتے شوی په هند وی خوچه وی په اصل کښے ددے خایه). هنه دسید، پښتون، گوجر یا څه بل څه قید به پکښے نه وی. ټول زمونږ مشران دی.

۲. صوبه سرحد کښے به څومره دارالعلومونه وی.

.... هاغه کوم کوم دارالعلومونه دی چه دسرحد نه خو بهردی خوږے چلو نکی ئے پښتانه دی.

خدائے پاک دښه لره. ستاسو کشر محمد پرویش شاهین منگلور سوات

(۴)

۲ مارچ ۱۹۸۱ء **(عقد ثانی میں عدم شرکت پر افسوس اور مبارکباد)**

اسلام علیکم. کورنه باهروم . اسلام آباد ته تلے ووم. چه راغلم، خبر شوم ځان ډیر بد قسمته گنړم.چه ستاسو د کوروداني په بختوره نیته حاضر نه ووم. خوځان گنګار هم نهشم گنړے. څکه چه نه تاسو اونه دلته مولوی صیب ماله دواده نیته ښودے وه. کچرے ماله نیته معلومه وے نو که زما هر څومره ضروری کار وے هم. هغه به پاتے وو او ځان به مے ستاسو پدے درنه ښادی کښے حاضر گرے وؤ.

زه تاسوته ستاسو په کو روداني دز ړه د خلاصه او مبارکی در کوم. قادر خدائے دتا سو او مو نږ ټول پدے ښنا دی. ښنا د او شته من کړه . خدائے پاک دِ دنوے ناوے پل بختور کړی.

ستر مشرر اور شفیق صیب ته دِ زما سلام اورسی. هیله لرم چه ښاد او خوشحاله به یئ.

ستاسو کشر پرویش شاهین

(۵)

۱۸ ستمبر ۱۹۸۱ء **(اعزازی تمغہ پر مبارکباد)**

درنه،السلام علیکم، محترم باباته دحکومت پاکستان دارخه داعزازپه ورکیدلوډیربی کچه خوشحاله شوم. اگرچه دباباډوهرے ،شعور،علمیت اوتقوی له کبله پکارداوه چه دااعزازهغوی ته ډیرمخکښ ورکړے شوے وے.اودهغوی دهغے درنی علمی مرتبے اعتراف اوخوښنه کړے شوے وے.خوبیاهم ښه شوه.چه دیر آیددرست اید

زه ہدیے اعزازتاسو تہ لولو ته دزره دزورتیاله دامبارکی در کوم. او په دی خوشحالی کښے ځان ستاسو سره شریک گنړم. که خدائے او غوښته نوښه وُرزےپس به پخپله هم درشم.

محترم شفیق صیب اوررورشریف ته زما سلام اورسی. قادر خدائی موږه عزت لره

ستاسو کشر محمدپرویشن شاهین منگلورسوات

(۶)

اگست ۱۹۸۳ء (قاری محمد طیبؒ کی وفات کا صدمہ)

علم و عمل اور تقوٰی کے پیکر قہرمان قاری محمد طیب صاحب کی وفات کا سن کر بڑا قلق ہوا۔ وہ صرف ایک عالم فاضل نہیں تھے، انسان ساز تھے انجمن تھے، ادارہ تھے اور ''دیوبند'' تھے۔ خدا ان کو غریق رحمت کرے اور ان کے پیروکاروں کو صبر جمیل عطا فرمائے، کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ قہر مان قاری محمد طیب صاحب پر ''الحق'' کا ایک اچھا اور مستند نمبر نکالا جائے تا کہ اسلام پر حوالہ جاتی کتب میں ایک اور اچھی کتاب کا اضافہ ہو سکے جہاں سے تشنگان دیوبند اپنی پیاس بجھا سکیں۔ محمد پرویش شاہین منگلور سوات۔

(۷)

دسمبر ۱۹۸۳ء (تحریک روشنیہ اور پیر روشن)

مکرمی سلام مسنون: ''الحق'' میں تحریک روشنیہ پر گذشتہ چند ماہ سے بڑی دلچسپ بحث جاری ہے۔ جس سے اس جاندار تحریک کے بارے میں بڑی معلومات حاصل ہو رہی ہیں۔ اور تحریروں کے علاوہ '' کاکا'' مجاہد آزادی خان غازی کا بھی مراسلہ پڑھا۔ جہاں تک میرا خیال ہے '' کاکا'' اس تحریک پر ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تو پھر کیوں نہ ان کی وہ تحریر شائع کی جائے جو انہوں نے دو برس قبل آپ کو بھیجی تھی۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ آپ نے قہرمان پیر روشن کو ہاتھ پاؤں سے باندھ لیا ہے۔ اور صدائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔ کہ آؤ بھائی برساؤ اپنے ڈنڈے اور گولیاں۔ لیکن اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ اس بدنام مجاہد کے مقام اور مرتبہ میں کوئی بھی کمی نہیں آئے گی اور پٹھانوں کی تاریخ، وطن دوستی اور جذبہ آزادی سے واقف اور غیر متعصب مورخ اور سکالران کو نذرانہ عقیدت پیش کرتا رہے گا۔

محمد پرویش شاہین۔ منگلور سوات

☆☆☆

پیام شاہجہان پوری[1] ایڈیٹر حمایت اسلام لاہور

(۱)

(سرحد میں شاہ اسماعیل شہید اور سید شہید کے سرگرمیوں کے مراکز کی تاریخی اور جغرافیائی حالات)

۲۶ دسمبر ۱۹۶۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکرمی و محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمی و محترمی! آپ کے گراں نامے کے جواب میں جو خط لکھا تھا اس کے

---

[1] پندرہ روزہ تقاضے لاہور کے مدیر۔ بعض خیالات کی وجہ سے متنازعہ رہے ان کے قادیانی ہونے کی بات بھی چلتی رہی جس کی انہوں نے اس خط میں سختی سے تردید کی واللہ اعلم بالسرائر

جواب کا منتظر رہا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ اس شدید سردی کے موسم میں اکوڑہ خٹک کا سفر نہ کرنا پڑے مگر افسوس کہ بات نہ بن سکی۔ لاہور میں دو دینی درسگاہیں جامعہ اشرفیہ اور جامعہ مدینہ موجود ہیں۔ دونوں میں صوبہ سرحد کے اساتذہ اور طلبہ مقیم ہیں۔ دونوں میں گیا اور بہت سے اصحاب سے ملاقات ہوئی مگر ان میں سے کسی کو کچھ خبر نہیں۔ مجبوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو زحمت دینی پڑے گی۔ مجھے شیدو، سمہ، ہنڈ زیدہ، اتمان زئی، ٹوٹئی، پنگی، خویشگی، فہر (علاوہ سوات) چنگلئی، تورو، کبل کے متعلق معلومات درکار ہیں۔ ہر مقام کے بارے میں چار چار پانچ سطریں کافی ہوں گی کیونکہ گنجائش کم رہ گئی ہے۔

انشاء اللہ تیز رو سے ۲۸ دسمبر کو ۶ بجے شام اکوڑہ پہنچوں گا اور ایک دن ٹھہر کر واپس آجاؤں گا کیونکہ اس سے زیادہ قیام کرنا ممکن نہیں۔ میری طبیعت بھی خراب ہے۔ دفتر کی بھی ذمہ داریاں ہیں کتاب کی کتابت و طباعت کی بھی نگرانی کرنی ہے۔ آپ کا ممنون ہوں گا اگر ایسے اصحاب سے میری ملاقات کا انتظام فرما دیں جو ان علاقوں کے رہنے والے ہوں یا انکے بارے میں درست معلومات ان کے پاس موجود ہوں۔

آپ کا جریدۂ مزید مل گیا۔ شکریہ　　　　والسلام　مخلص پیام شاہجہان پوری ایڈیٹر ہفت روزہ حمایت اسلام لاہور

اگر پروگرام میں کوئی تبدیلی ہوئی تو پھر انشاء اللہ بذریعہ تار اطلاع دونگا۔ ورنہ خداوند تعالیٰ نے چاہا تو اس پروگرام پر عمل کروں گا۔

(۲)

۲۶ ستمبر ۱۹۷۲ء　　　**(اکوڑہ خٹک کی تاریخی اور جغرافیائی حالات کے بارہ میں سوالات)**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرمی و محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ راقم الحروف کو اپنی زیر تالیف کتاب ''حیاتِ اسماعیل شہیدؒ'' کے سلسلے میں اُن مقامات کے تاریخی اور جغرافیائی حالات درکار ہیں جہاں حضرت شاہ اسماعیلؒ نے قیام فرمایا تھا چونکہ شاہ صاحب آپ کے علاقے میں بھی تشریف لائے تھے اس لئے میں آپکا ممنون ہوں گا اگر مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات سے سرفراز فرمائیں۔ چونکہ ساتھ ساتھ کتاب کی کتابت بھی ہو رہی ہے اس لئے یہ گذارشات آپ کی اولین توجہ کی مستحق ہیں۔ جزاکم اللہ الاجر خیرا امید ہے آپ اس علمی اور دینی کام میں میرے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔ بے حد شکریہ　　والسلام مخلص پیام شاہجہان پوری ایڈیٹر ہفت روزہ حمایت اسلام لاہور

۱۔ اکوڑہ خٹک پشاور سے کس جانب واقع ہے؟

۲۔ پشاور سے اس کا فاصلہ کتنا ہے؟

۳۔ اس کے قریب اگر کوئی دریا بہتا ہو تو اس کا نام؟

۴۔ اس کی موجودہ آبادی اندازاً کتنی ہے؟

۵۔ اسکا شمار قصبات میں ہے یا تحصیلوں میں؟

۶۔ اسکے نام کی وجہ

۷۔ موسم کیسا رہتا ہے؟ سردی میں زیادہ سردی ہوتی ہے اور گرمی میں سخت گرمی یا موسم گرما میں معتدل موسم رہتا ہے؟

۸۔ کیا اس کے اردگرد پہاڑ ہیں یعنی اسے پہاڑی مقام کہہ سکتے ہیں؟

۹۔ نوشہرہ صدر سے کس جانب واقع ہے اور کتنے فاصلے پر؟

۱۰۔ فصلیں کتنی ہوتی ہیں اور پیداوار کیا ہے۔ پھل وغیرہ بھی ہوتے ہیں؟

۱۱۔ افغانوں کے کون کون سے قبیلے آباد ہیں۔ افغانوں کی تعداد؟

۱۲۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی الگ الگ تعداد؟

۱۳۔ سرکاری دفاتر اور عدالتیں کون کون سی ہیں؟

۱۴۔ آپ کے مدرسے کے صدر مدرس یا ناظم یا مہتمم جو بھی اسکا اسم گرامی۔

۱۵۔ اساتذہ کرام کی تعداد؟ مسلک، طلبہ کی تعداد؟

۱۶۔ نصاب کی تفصیل ۔دارالاقامہ بھی ہے۔اگر ہے تو کتنے طلبہ ہیں؟

۱۷۔ جو انجمن اس کی نگرانی کرتی ہے اس کا نام؟

۱۸۔ آمد کتنی اور خرچ کتنا ہے نیز آمدنی کے ذرائع کیا ہیں؟

۱۹۔ عمارت کیا ادارے کی ہے اس کی تفصیل کمروں وغیرہ کی تعداد؟

۲۰۔ کیا ادارے میں کتب خانہ ہے؟ کتابوں کی تعداد قلمی کتابیں اگر ہوں تو انکی بھی تعداد۔ کس کس مضمون کی کتابیں ہیں؟

۲۱۔ خوشحال خٹک کا مزار یہاں سے کتنا دور ہے اور اس جگہ کا کیا نام ہے؟

۲۲۔ اگر آپ کے ادارے کے علاوہ اور بھی دینی ادارے ہوں تو ان کے نام اور مسلک؟

ان سوالات کے علاوہ اگر اکوڑہ خٹک یا آپ کے دینی ادارے کے متعلق کچھ اور امور ضروری ہوں تو انکی بھی صراحت فرما دیں۔ پیام

(۳)

۷ دسمبر ۱۹۷۲ء (معلومات کی فراہمی کا شکریہ O اصحاب علم کی سرد مہری O اکوڑہ دیکھنے کی خواہش)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حبیب مکرم مولانا سمیع الحق صاحب! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ مل گیا۔ آپ نے بہت محنت اور شوق سے حالات مرتب کئے ہیں۔ پڑھ کر جی خوش ہو گیا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں نے حضرو، مردان اور رہوتی نیز بعض اور مقامات کے دینی مدارس کے مہتمم صاحبان کی خدمت میں اسی مضمون کے خطوط لکھے تھے اور جواب کے لئے لفافے بھی رکھ دیئے تھے۔ مگر اتنا طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود ان حضرات میں سے کسی نے جواب تک دینے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ حالانکہ یہی وہ لوگ ہیں جو شاہ شہیدؒ سے عقیدت و محبت کے بڑے بلند بانگ وعدے کرتے ہیں مگر عمل یہ ہے کہ اللہ کا ایک عاجز بندہ شاہ شہیدؒ کی قربانیوں سے متاثر ہو کر ان پر تحقیق کر رہا ہے اور نوجوان نسل کو اُن کی شخصیت اور کارناموں سے روشناس کرانا چاہتا ہے مگر یہ علماء حق اس کے ساتھ معمولی سا تعاون کرنے سے بھی گریز کر رہے ہیں۔ آپ ہی بتائیے بے حسی کے اس دور میں علم وادب کا کوئی خادم اس خدمت کی جرأت کیسے کر سکتا ہے؟

بہر حال آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے میری ایک مشکل حل فرما دی اب جب کہ آپ نے اکوڑہ خٹک آنے کی دعوت دی ہے تو خیال آیا کہ اگر ممکن ہو سکے تو اس تاریخی بستی کو دیکھ لوں اور آپ کے دارالعلوم پر بھی ایک نظر ڈال لوں۔ دراصل میرا ایک مقصد یہ ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ نے جن جن مقامات پر قیام فرمایا تھا وہاں کے تاریخی اور جغرافیائی حالات پر مختصر سے نوٹس لکھ دوں تا کہ کتاب پڑھنے والوں کو معلوم تو ہو کہ ان مقامات کا محل وقوع کیا ہے۔ اس سلسلے میں مجھے پنجتار، ہُنڈ، درگئی، طورو، مایار، چنگلئی، فہرو مضافات سوات) شیدو، ہنگی، خویشگی کے حالات درکار ہیں۔ اگر آپ کے دارالعلوم میں ان مقامات کے اساتذہ یا طلبہ ہوں اور امید ہے ضرور ہوں گے تو میں حاضر ہو جاؤں۔ ان اصحاب سے آپ میری ملاقات کا انتظام فرما دیں۔ جو سوالنامہ آپ کی خدمت میں بھیجا تھا اسی کی بنیاد پر ان حضرات سے معلومات حاصل

کرلوں۔ کتاب الحمدللہ کہ قریب الاختتام ہے بلکہ بیشتر حصے کی کتابت بھی ختم ہوگئی ہے میری خواہش ہے کہ دسمبر میں چھپ کر منظر عام پر آجائے۔ میری گذشتہ کتاب ''شہادت گاہ بالاکوٹ'' بھی تقریباً فروخت ہوچکی ہے اور میرے پاس اس کی پچاس کے قریب جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ الحمدللہ۔

میں نے دفتر کو ہدایت کردی ہے کہ ''حمایت اسلام'' آپ کے نام تبادلے میں جاری کردیا جائے۔ اگر وقت ملے تو اس کے لئے کسی دینی یا تاریخی موضوع پر کچھ لکھئے۔ خدا کرے آپ بعافیت ہوں۔ والسلام مخلص پیام شاہجہان پوری ایڈیٹر حمایتِ اسلام لاہور

(۴)

۱۶ جولائی ۱۹۸۳ء (عقیدے کی وضاحت اور قادیانیت سے لاتعلقی کا اعلان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حبیب مکرم مولوی سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحق کا تازہ شمارہ مل گیا۔ اس میں اپنے بارے میں دوخط بھی پڑھ لئے۔ گزشتہ خط میں اس فقیر نے اپنے عقیدے کی وضاحت کردی تھی۔ تعجب ضرور ہوا کہ اس کے باوجود آپ نے یہ خط شائع فرمادیئے اور ان میں سے ایک خط فرضی نام سے بلکہ بغیر نام کے۔ بہرحال آپ الحق کے مالک بھی ہیں اور مدیر بھی آپ کو حق حاصل ہے کہ جو چاہیں شائع فرمائیں۔ میں آپ کو پابند کرنے کا مجاز کیسے ہوسکتا ہوں۔ اس کے باوجود انشاء اللہ آپ سے جو قلبی اور مخلصانہ تعلق ہے وہ بدستور قائم رہے گا۔ اب آپ نے یہ خط شائع ہی فرمادئے ہیں تو مجھے بھی صورت حال اور اپنے عقیدے کی وضاحت کرنی پڑی۔ صحافت کے اصول بھی یہی ہیں کہ جب کسی اخبار یا رسالے میں ایک شخص کے بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا کردی جائے تو ایڈیٹر اس کا وضاحتی بیان بھی اس کے الفاظ میں شائع کردیتا ہے۔ اسلام بھی یہی تعلیم دیتا ہے کہ اگر کسی کو مطعون کیا جائے تو اسے صفائی کا موقع دینا چاہیئے۔ آپ صحافی بھی ہیں اور عالم دین بھی اس لئے امید ہے کہ میرا وضاحتی مراسلہ بھی شائع فرمادیں گے۔ خدا کرے آپ بعافیت ہوں۔ حضرت مولانا کی خدمت میں مودبانہ سلام۔

خط صرف اس لئے رجسٹری کے ذریعے سے بھیج رہا ہوں کہ بحفاظت آپ تک پہنچ جائے۔

والسلام فقیر خاک نشین پیام شاہجہان پوری

(پیام شاہجہان پوری کا مذہب)

الحق کے جون ۱۹۸۳ء کے شمارے میں راقم السطور کے بارے میں دوخط شائع ہوئے ہیں ان میں سے ایک کسی ''واقف حال'' کے نام سے اور دوسرا حیدرآباد سندھ کے کسی مولوی عبدالحق کے نام سے شائع ہوا ہے۔ پہلا مکتوب نگار اخلاقی جراءت سے اس قدر عاری ہے اور اتنا بزدل ہے کہ اس میں اپنا نام ظاہر کرنے کی بھی ہمت نہیں۔ یہ ''واقف حال'' ایک ایسے صاحب ہیں جو میرے دیرینہ مخالف ہیں اور آج سے قریباً نو سال قبل لاہور کے ایک رسالے میں میرے خلاف دو مضمون لکھ چکے ہیں۔ وہ دونوں مضمون بھی بغیر نام کے تھے۔ ان کے بارے میں میرے پاس مکمل معلومات ہیں کہ یہ پہلے کس جماعت سے وابستہ تھے کس عہدے پر فائز تھے۔ پھر اپنی کس حرکت کی بنا پر اس جماعت سے نکالے گئے۔ پھر کسی جماعت میں شامل ہوگئے اور آج کل اس جماعت کے لئے کیا کام کررہے ہیں۔ اس جماعت سے اندرون خانہ ان کا کیا تعلق ہے، لیکن میں یہ باتیں حتی الامکان منظر عام پر لانے سے گریز کروں گا کیونکہ کسی کو بدنام کرنا میرے نزدیک سخت ناپسندیدہ حرکت ہے سوائے اس کے کہ انسان کو مجبور کردیا جائے۔

دوسرے مکتوب نگار اس لحاظ سے ''واقف حال'' صاحب سے بہتر ہیں کہ کم از کم انہوں نے اپنا نام تو ظاہر کردیا۔ اب کچھ معروضات مختصراً ان

خطوں کے بارے میں عرض کروں گا۔ پہلی بات یہ کہ میری کتاب کا نام "۱۸۵۷ کا جہاز" ہے۔ میں نے اس میں کہیں مرزا صاحب کا ذکر تک نہیں کیا کیونکہ یہ میرے موضوع سے خارج تھا۔ نہ مرزا صاحب یا انکی جماعت کے بارے میں یا انکے عقائد کے بارے میں ایک لفظ لکھا، لیکن ہر دو مکتوب نگار صاحبان نے اصل موضوع کو تو چھوا تک نہیں۔ نہ میری کتاب کے کسی حوالے کی تردید کی نہ میری کتاب میں درج شدہ واقعات میں سے کسی واقعے کو غلط ثابت کیا۔ اس لحاظ سے دونوں مراسلے اصل موضوع سے بالکل غیر متعلق ہیں۔ دونوں میں صرف ایک بات مشترک ہے کہ میں قادیانی ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی توجہ اصل موضوع سے ہٹ کر کسی دوسری جانب مبذول ہو جائے۔
اگرچہ مجھے کسی سے اپنے اسلام کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی مطلق ضرورت نہیں اور نہ کوئی اس کا مجاز ہے کہ میرے مسلمان یا نا مسلمان ہونے کی تصدیق کرے۔ نہ میں اس امر کا پابند ہوں کہ ہر شخص کے سامنے بار بار اپنے مذہبی عقیدے کی وضاحت کروں لیکن چونکہ الحق میں پہلی بار میرے بارے میں اس قسم کے خطوط شائع ہوئے ہیں اس لئے میں اپنا عقیدہ بے کم و کاست بیان کئے دیتا ہوں۔
میں قادیانی نہیں ہوں۔ نہ لاہوری جماعت سے میرا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک جانتا ہوں۔ حضور اقدس رسول کریم ﷺ کو خدا کا رسول اور خاتم النبیین تسلیم کرتا ہوں۔ میرے عقیدے کی رو سے حضور ﷺ اقدس نہ صرف خاتم النبیین ہیں بلکہ نبی کامل و اکمل ہیں اور یہ دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا جو اسے کھولتا ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ جس طرح حضور اقدس ﷺ آخری نبی تھے اسی طرح حضور اکرم کی شریعت بھی آخری شریعت ہے۔
قارئین کرام خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان عقائد کے حامل شخص کو کس نام سے پکارا جائے۔

فقیر خاک نشین پیام شاہجہان پوری

(۴)

۱۸ مئی ۱۹۸۳ء (۱۸۵۷ء کی بغاوت انگریز کے ساتھی اور مخالفین ○ میرے اعتراضات کے جوابات)

حبیب مکرم مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں حیدر آباد اور کراچی گیا ہوا تھا۔ بیس یوم کے بعد ۱۰ مئی کو واپسی ہوئی۔ ڈاک بہت سی جمع ہو گئی تھی، اسمیں آپکا گرامی نامہ بھی تھا۔ ممنون ہوں کہ آپ نے میری کتاب پر اظہار خیال فرمایا۔ بعض اصحاب نے تو اخلاق کے تمام ضابطوں کو بالائے طاق رکھ کر سب و شتم سے نوازا۔ بعض نے میری کاوش کی دل کھول کر داد دی۔ آپ نے اختلاف رائے کے باوجود جو شائستہ لب ولہجہ اختیار فرمایا اس سے آپکے حسن اخلاق کا نقش دل پر اور گہرا ہو گیا۔ اب کچھ آپکے اعتراضات کے بارے میں۔ شاید آپنے میری کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں فرمایا۔ آپ جیسے ذہین اور عالم انسان کی ایک بات میرے نزدیک تعجب انگیز ہے۔ آپکے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے اس سارے قصے میں قادیان سے اٹھنے والی تحریک کا ذکر تک نہیں کیا جسکا مقصد جہاد کی مخالفت تھی۔
محترم! مقدمے میں گواہ ہمیشہ ایسا پیش کیا جاتا ہے جس پر کوئی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔ قادیانی حضرات پر تو پہلے ہی الزام ہے کہ انہوں نے جہاد کی مخالفت کی۔ اگر میں ان حضرات کا حوالہ دیتا کہ "دیکھئے ان لوگوں نے بھی جہاد کی مخالفت اور انگریزوں کی حمایت کی" تو مجھ سے بڑا احمق کون ہوتا؟ پڑھنے والے کہتے کہ تم ایسا گواہ پیش کر رہے ہو جس کے بارے میں ہر شخص جانتا ہے کہ وہ انگریزوں کا حامی ہے۔ اس صورت میں کیا میرا کیس انتہائی کمزور نہ ہو جاتا؟ میں تو یہ بتانا چاہتا تھا کہ اگر سر سید احمد خان نے انگریزوں کی حمایت اور جہاد کی مخالفت کی تو انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا اگر یہ جرم تھا تو غور فرمایئے کہ برصغیر کے اس دور کا کوئی نامور عالم دین اور ممتاز مذہبی فرقہ ایسا نہیں جس نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی حمایت نہ کی ہو اور اس بغاوت کو فساد اور غدر قرار نہ دیا ہو بلکہ جہاد کو حرام نہ ٹھہرایا ہو۔ اب غور فرمایئے کہ واقعات

کے اس فریم میں قادیان کی تحریک کا تذکرہ کسی طور بھی فٹ بیٹھتا ہے؟ آپ نے لکھا ہے کہ میری کتاب کو پرکھا جائے گا اور جواب دینے والے جواب بھی دیں گے۔ مولانا! ایک بات عرض کردوں لوگ شوق سے پرکھیں اور جواب دیں۔ لیکن میں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں جو دلائل دیئے ہیں اور جو حوالے پیش کئے ہیں بڑے سے بڑا محقق انہیں جھٹلا نہیں سکتا۔ اگر ان میں سے ایک حوالہ بھی غلط ہو یا میں نے سیاق وسباق سے الگ کر کے پیش کیا ہو تو آپ میرے لئے جو سزا تجویز کریں گے مجھے بسر وچشم منظور ہوگی۔ براہ کرم کتاب کا ص ۱۵۴ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ میں نے اعتراف کیا ہے کہ بعض علماء نے ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں انگریزوں کی مکمل کر مخالفت کی میں نے انہیں خراج تحسین بھی پیش کیا ہے۔ جہاں تک اہل دیوبند کا تعلق ہے ان کی دینی خدمات کا میں دل سے معترف ہوں، میں نے اپنی اسی کتاب کے ص ۱۰۲ پر علمائے دیوبند کے بارے میں جو ابتدائی ۵ سطریں لکھی ہیں ان سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ میرے دل میں ان بزرگوں کا کتنا احترام ہے یہ سطریں پھر ملاحظہ فرمالیجئے۔

محترم! آپ ۱۸۵۷ء کی بغاوت اور تحریک خلافت وغیرہ کو خلط ملط کررہے ہیں۔ بلاشبہ ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنے میں علمائے دیوبند نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ اس سے کون انکار کرسکتا ہے لیکن اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں بھی ان کے اکابر نے انگریزوں کی مخالفت کی تھی دونوں واقعات الگ الگ ہیں انہیں باہم خلط ملط نہ کیجئے۔ میرا موضوع ۱۸۵۷ء تک محدود ہے۔

<u>ابوسلمان شاہجہانپوری:</u> ایک بات اپنے دوست مولوی ابوسلمان صاحب[1] کو ضرور سمجھائیے کہ شیشے کے مکان میں بیٹھ کر دوسروں کے محلات پر پتھر پھینکنا مجنونانہ فعل ہے۔ جب وہ دوسروں کے اکابر کو آوارہ، رنڈی باز اور غدار وطن کے خطابات سے نوازیں گے تو انہیں اس کا جواب بھی سننا پڑے گا۔ میرے پاس نہ الفاظ کی کمی ہے نہ ان میں تیکھے پن کا فقدان، اس کے باوجود اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے یہ لب ولہجہ اختیار نہیں کیا اور کسی عالم یا مذہبی رہنما کی ذرا سی اہانت نہیں کی۔ البتہ اپنے ممدوح کیلئے ہر شخص غیرت رکھتا ہے۔ جسمیں یہ غیرت نہیں وہ بے غیرت ہے۔ میں کھلے دل سے یہ اعتراف کرتا ہوں کہ میرے نزدیک سر سید احمد خان قوم کے محسن تھے۔ آپکو اس سے اختلاف کا پورا حق ہے۔

<u>قادیانی ہونے کا الزام:</u> آپ نے اپنے گرامی نامے میں میرے عقائد کے بارے میں بھی اظہار خیال فرمایا ہے۔ میں ایک سے زائد بار اخبارات میں اپنے عقائد کا واضح اعلان کرچکا ہوں۔ اب کہاں تک صفائی پیش کروں۔ اور کس کس کے سامنے پیش کروں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ وہی عالم الغیب اور دلوں کے چھپے ہوئے بھیدوں سے واقف ہے۔ بڑے سے بڑے انسان کو دھوکا دیا جاسکتا ہے مگر خدا سے کون فریب کرسکتا ہے۔ اگر میں تو حید ورسالت اور حضور اکرم ﷺ کی ختم المرسلینی پر ایمان رکھتا ہوں پھر تو قیامت کے دن اللہ اور اسکے حبیب ﷺ کا دیدار نصیب ہو ورنہ بے نصیب وروسیاہ ہوکر دوزخ کا ایندھن بنوں۔ ممنون ہوں کہ آپ نے میرے بارے میں حسنِ ظن سے کام لیا۔ خدا کرے آپ بعافیت ہوں حضرت مولانا کی خدمت میں مؤدبانہ سلام۔

والسلام فقیر خاک نشین پیام شاہجہانپوری

---

[1] مشہور محقق، مصنف، استاذ جناب ابوسلمان شاہجہانپوری

پیام ملت پندرہ روزہ (انڈیا)

۲۳ اپریل ۱۹۶۷ء (مسلک رضا خانی اور انگریز نواز لٹریچر)

مکرمی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔گزارش خدمت یہ ہے کہ جناب کا رسالہ ''الحق'' پیام ملت کے تبادلہ میں بحمدہ برابر موصول ہورہا ہے۔ جو بفضلہ اسم بامسمی ہے۔

۱۔ آج ہم آنجناب کی خدمت میں عریضہ یوں ارسال کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں کہ ہماری تمنا یہ ہے کہ جناب کے رسالہ کے بعض مضامین جو یہاں کے لئے مفید معلوم ہو یہاں اپنے رسالہ میں شائع کریں اسکی اجازت درکار ہے۔

چونکہ رسالہ ''الحق'' یہاں کے عوام تک نہیں پہنچ سکتا اس لیے ضرورت محسوس ہوئی اسے یہاں عوام تک پہنچنے والے پیام ملت کو اس خدمت کا مجاز بنانا جائے کی ہم امید کرسکتے ہیں۔

۲۔ دوسرے یہ کہ مسلک رضا خانیت کے رد میں جو وہاں شائع ہوئی ہیں یا رضا خانیوں کی وہ کتابیں جن کے ذریعہ ہم مسلک رضا خانی کی خرابیاں یہاں کے عوام پر واضح کرسکتے ہوں اگر آپ کے ہاں ہوں تو انکے نام اور قیمتیں اور یہ کہ ہم کو کس طرح دستیاب ہوسکتی ہیں یعنی قیمتوں کو کس طرح آپ تک پہنچائی جائیں۔تحریر فرمادیں نیز اگر آپ کے پاس نہیں موجود بلکہ کسی اور پاکستانی مکتبہ کے پاس ہوں اور آپکو علم ہو تو اسکا پتہ تحریر فرمانے کی زحمت فرمائیں۔خصوصاً وہ کتاب جسکا نام الاعلام بان الہند دارالاسلام مصنفہ احمد رضا خان۔۔۔۔۔ جس میں آنجہانی نے اور انگریز کے دور حکومت کو اسلامی حکومت اور انگریز کو خلیفۃ المسلمین بتایا ہے اور وہ کتاب جس انگریز گورنر کا خط احمد رضا خان کے نام ہے۔جس کا مضمون یہ ہے کہ احمد رضا خان کو اسلام میں تفرقہ ڈالنے کیلئے احمد رضا خان کی خدمات دیا جاوے اور وہ اسکی مناسب اجرت دیگا۔

اگر آنجناب اسکو مہیا فرمادیں یا جس کسی سے مل سکتی ہو بلکہ بتادیں ادارہ کے کارکنان آنجناب کے بہت ممنون ہونگے۔

کیا امید رکھیں۔امید کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ فقط والسلام ظہیر الاسلام پیام ملت پندرہ روزہ

☆☆☆

پروفیسر پریشان خٹک پشاور،مصنف،ادیب،ماہر تعلیم

۲۰ اگست ۱۹۹۲ء (شیخ الحدیث پر تحریر[۱])

محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب سیکرٹری جنرل،جمعیت علمائے اسلام پاکستان،مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ۔وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کاش میرے پاس وقت ہوتا تو دل کھول کر حضرت مولانا مرحوم کے بارے میں کچھ لکھ سکتا لیکن آپ جانتے ہیں کہ ذمہ داریاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ شدید خواہش کے باوجود اپنی پسند کے امور کیلئے چند ساعتوں کا وقت نکالنا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے۔یہ چند سطور محض ثواب میں حصہ دار بننے کیلئے تحریر کرپایا ہوں۔جو کہ مولانا مرحوم کی شخصیت کے ہزارویں حصے کی بھی عکاسی نہیں۔مگر برگ سبز است تحفۂ درویش۔اجازت دیجئے۔خدا حافظ والسلام آپکا مخلص پروفیسر پریشان خٹک

۱۔ یہ تحریر الحق کے خصوصی شمارہ مولانا عبدالحق نمبر میں شامل ہے۔

پیر صاحب موہڑہ شریف

دربار عالیہ موہڑہ شریف پنجاب

بشرف ملاحظہ جناب مولانا محمد سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ خداوند کریم آپ کو خوش رکھے آمین۔ آپکا دعوت نامہ ملا۔ اگر آپ خود تھوڑا سا وقت نکال لیتے تو بہت بہتر ہوتا۔ خادم طریقت نسبت رسولی ﷺ (دستخط نہیں پڑھا گیا)

☆☆☆

پاکستان اکیڈمی برائے دیہی ترقی (پشاور)

(سول سروس پاکستان کے افسران کا مدارس کے مطالعاتی دوروں کی افادیت اور دورۂ حقانیہ پر تاثرات)

۵ر نومبر ۱۹۸۱ء

محترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام وعلیکم، اکیڈمی کے تحصیل کورس نمبر ۶۱ کے شرکاء نے دارالعلوم حقانیہ میں سہ روزہ[1] اسلامی تعلیماتی پروگرام (۲۷ تا ۲۹ ر اکتوبر ۱۹۸۱ء) اکیڈمی میں واپسی پر اپنے ان تاثرات کا انتہائی عقیدت اور احساس تشکر کے ساتھ اظہار کیا جو اس تربیتی پروگرام کے دوران دارالعلوم نے ان پر مرتسم کئے۔ ہمارے اس تربیتی کورس کے منتظم، جناب منہاج الدین خان نے بھی اپنی تفصیلی رپورٹ میں بھی دارالعلوم حقانیہ کی شاندار روایات اور ان کاوشوں کو سراہا ہے جن کی بنا پر اسطرح کا پروگرام مرتب کیا جس سے تمام شرکاء نے کماحقہ استفادہ کیا ہے اسی ضمن میں تمام شرکاء نے فرداً فرداً دارالعلوم کے ارباب علم و فضل کیلئے اپنے دلی تشکر کا اظہار کیا ہے۔ یہ سب حضرات بالخصوص، اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی ذات بابرکت سے سب لوگ انتہائی متاثر ہوئے۔ مزید برآں دارالعلوم کے تمام اساتذہ اور پروفیسر صاحبان کے بھی بہت ممنون ہیں جنہوں نے مختلف اہم موضوعات پر شرکاء سے خطاب فرمایا۔ راقم الحروف کیلئے یہ ایک نادر موقع ہے کہ اپنی طرف سے، اکیڈمی کے شرکاء اور اساتذہ کی جانب سے میں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اور پھر انکے توسط سے خصوصاً مولانا سمیع الحق صاحب، مولانا زاہد حسین صاحب، مولانا مصطفیٰ حسن صاحب، مولانا مفتی محمد فرید صاحب، مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب اور مولانا غلام الرحمان صاحب کی خدمت میں پرُ خلوص ہدیہ تشکر پیش کروں جنہوں نے ہمارے شرکاء اور عملے کے افسران سے نہ صرف انتہائی مشفقانہ سلوک فرمایا بلکہ اپنے پرمغز خیالات اور تعلیمات اسلام کو کم وبیش ہر گوشہ پر سیر حاصل درس کا اہتمام کرتے ہوئے ہمارے شرکاء کو اک ولولہ تازہ سے بہرہ ور فرمایا اور اپنی روایاتی مہمان نوازی کا ثبوت دے کر ہمیں مزید زیر بار احسان فرمایا۔ مجھے امید ہے کہ اکیڈمی اور آپکے عظیم دارالعلوم کے مابین اس نوع کے قیمتی روابط دوام پذیر ہونگے۔ والسلام مخلص مرزا عبدالخالق بیگ (ڈائریکٹر)

---

1. ایسی اکیڈمیوں کے زیر اہتمام سول سروس پاکستان کے اعلیٰ افسران کو تربیتی کورس کرائے جاتے ہیں۔ ضیاء الحق صاحب کے دور میں افسران کو دینی تعلیماتی اداروں اور مدارس کے معائنہ اور استفادہ کیلئے پشاور اکیڈمی سے دارالعلوم حقانیہ میں بھی دو تین روز پشاور سے آکر اساتذہ سے استفادہ کا موقع فراہم کیا جاتا جنھیں حضرت شیخ الحدیث اور دیگر اساتذہ کے خصوصی کلاسوں میں شرکت کا موقع مل جاتا۔ سول سروس اور انتظامیہ کے اعلیٰ افراد کیلئے یہ تجربہ خوشگوار حیرت کا باعث بن جاتا اور مستقبل میں اعلیٰ مناصب پر فائز ہونے والے ان افراد کی علماء دینی مدارس سے وحشت اور اجنبیت، قرب و مؤانست میں بدل جاتی۔ اس سال بھی پنجاب کے ایسی ایک اکیڈمی نیپا لاہور سے دو تین بڑی ٹیمیں دارالعلوم آئیں اور احقر کے ساتھ طویل نشستوں میں مسلمانوں اور مدارس کے بارہ میں پھیلائے گئے مغربی خدشات کا ازالہ ہوا۔ ایسی ہی ایک بڑی نشست نیپا کی دعوت پر لاہور بلا کر ناچیز کے ساتھ کرائی گئی۔ مغرب کے طوفان بدتمیزی کے بناء پر پورے ملک کے بڑے مدارس کے ساتھ ایسی نشستوں کی ہر صوبے میں ضرورت ہے۔